

آروزان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش

الْفَتْحُ الرَّبَّانِي

فقیہی ترتیب

شیخ احمد عبدالرحمن بناسامانی رَحْمَةُ اللهِ

مُسْنَدُ امَامِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ

شیخ الإسلام، صاحب المنهاج، شيخ السنة، امام أهل الحديث وصاحب المنة على الأمة
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

ترجمہ

ڈاکٹر عبدالنجم گوندوی پروفیسر سیدتی سعیدی ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق و تخریج و شرح
نظارت کافی
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان ڈاکٹر حافظ عبدالقدیر

تقریظ
ڈاکٹر عبدالمناصر رحمانی عجلہ

1



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ
محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com



اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش
سلیبس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

1

الْفَتْحُ الرَّبَّانِي

فقہی ترتیب

مستدام احمد علی

شیخ الاسلام صاحب الذہب شیخ السنۃ الاما اہل المریت وصاحب المنة علی الامة
ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن جنید الشیبانی

ترجمہ

بوالفاسم محمد کوندوی پروفیسر سیدتی سعیدی

بوالفاسم محمد محفوظ اعوان

قال رسول الله



اصحاب السنہ

پبلیکیشن لاہور

تحقیق و تصدیق و شرح
بوالفاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ
شیخ الحدیث بطلحہ مجاہدہ
لوکور کتاب لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ اُردو بک انار لاهور

042-37357587



جملہ حقوق بحق

انصار السنۃ پبلیکیشنز

محفوظ ہیں

نام کتاب: **مُسْنَدُ لَامَا اَاجَمَرِ بْنِ حَنْبَلٍ**

شیخ الإسلام صامب الذهب شیخ السنۃ امام اهل الحدیث وصاحب المنة علی الامة

تالیف: **ابن عبد اللہ امام اجماع ابن حبان بن حبان الشیبانی**

ترجمہ

نظر ثانی
حافظ عبدالشرف رفیق
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ لاہور

تحقیق و تصحیح و شرح
ابوالفائم محمد محفوظ اعوان

مولانا عباس نجم گوندلوی پرفیسر سنی محنتی سعیدی
ابوالفائم محمد محفوظ اعوان

اہتمام: **محمد رمضان محمدی محمد سلیم جلالی**

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی 1- الفضل مارکیٹ اتر ڈوب کاناں لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL:(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com





امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:
اِحْتَفِظْ بِهَذَا الْمُسْنَدِ ، فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔
تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔

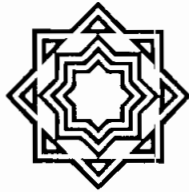
(سیر أعلام النبلاء: ۱۱ / ۳۲۷)

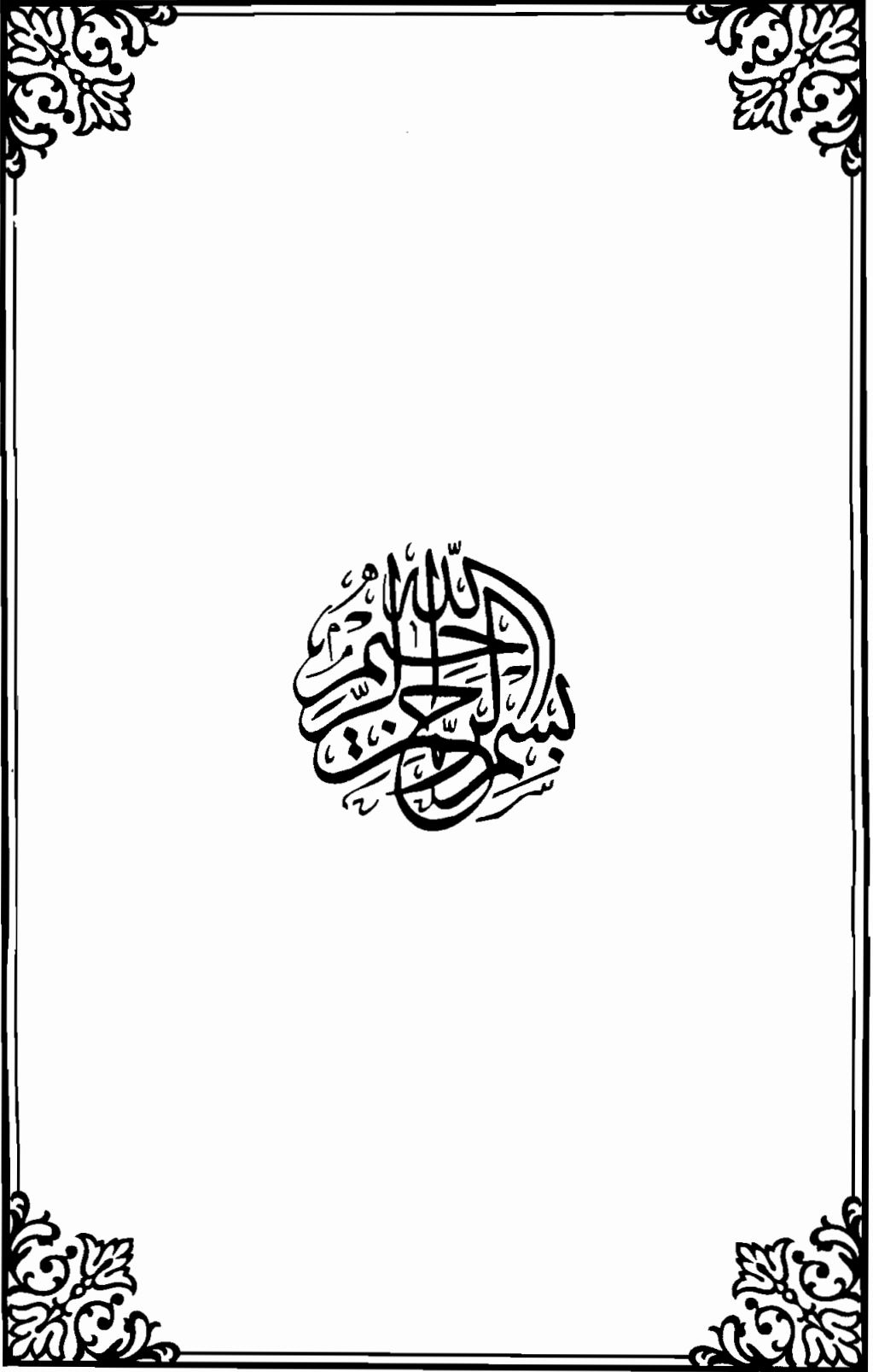




امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:
اِحْتَفِظْ بِهَذَا الْمُسْنَدِ، فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِلنَّاسِ إِمَامًا.
تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔

(سیر أعلام النبلاء: ۱۱/۳۲۷)





فہرست

21	عرض ناشر
26	تقریظ
48,63,66	حالات زندگی
69	مسند الامام احمد اور بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی
72	حجیت حدیث نبوی

کتاب کی قسم اول توحید اور دین کے اصولوں کا حصہ

93	توحید کی کتاب
93	اللہ تعالیٰ کی معرفت، توحید اور اس کے وجود کے اعتراف کے واجب ہونے کا بیان
100	اللہ تعالیٰ کی عظمت، بڑائی اور کمال قدرت اور مخلوق کا اس کا محتاج ہونے کا بیان
106	اللہ کی صفات اور اسے ہر نقص سے پاک کرنے کا بیان
108	توحید والوں کی نعمتوں اور ثواب اور شرک والوں کی وعید اور عذاب کا بیان

ایمان اور اسلام کی کتاب

120	ایمان اور اسلام کی فضیلت کا بیان
125	ایمان، اسلام اور احسان کی وضاحت کا بیان
130	ایمان اور اسلام اور ان کے ارکان کے بارے میں سوال کرنے کے لیے عرب لوگوں کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کا بیان
130	بنو سعد بن بکر کی طرف سے سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہما کی آمد کا بیان
133	سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہما کی آمد کا بیان
135	سیدنا ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہما، جن کا نام لقیط بن عامر تھا، کی آمد کا بیان
136	عبدالقیس کی آمد کا بیان

الْقِسْمُ الْأَوَّلُ مِنَ الْكِتَابِ قِسْمُ التَّوْحِيدِ وَأَصُولِ الدِّينِ

93	كِتَابُ التَّوْحِيدِ
93	بَابُ فِي وُجُوبِ مَعْرِفَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَ تَوْحِيدِهِ وَ الْإِعْتِرَافِ بِوُجُودِهِ
100	بَابُ فِي عَظَمَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَ كِبَرِيَّاتِهِ وَ كَمَالِ قُدْرَتِهِ وَ إِفْتِقَارِ الْخَلْقِ إِلَيْهِ
106	بَابُ فِي صِفَاتِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ تَنْزِيهِهِ عَنْ كُلِّ نَقْصٍ
108	بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعِيمِ الْمُؤَدِّينَ وَ تَوَابِهِمْ وَ وَعِيدِ الْمُشْرِكِينَ وَ عِقَابِهِمْ

كِتَابُ الْإِيمَانِ وَ الْإِسْلَامِ

120	بَابُ فِي مَا جَاءَ فِي فَضْلِهِمَا
125	بَابُ فِي بَيَانِ الْإِيمَانِ وَ الْإِسْلَامِ وَ الْإِحْسَانِ
130	بَابُ فِي مَنْ وَ قَدْ عَلِيَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَرَبِ لِلسُّؤَالِ عَنِ الْإِيمَانِ وَ الْإِسْلَامِ وَ أَرْكَانِهِمَا
130	بَابُ فِي وَ قَادَةَ ضَمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَ إِفْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ
133	بَابُ فِي وَ قَادَةَ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَبِيَّةَ
135	بَابُ فِي وَ قَادَةَ أَبِي رَزِينِ الْعَقِيلِيِّ وَ اسْمُهُ لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ
136	بَابُ فِي وَ قَادَةَ عَبْدِ الْقَيْسِ

- 137 ----- قبیلہ قیس سے سیدنا ابن مسنیق رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان
- 139 عرب کے ایسے لوگوں کی آمد کا بیان، جن کا نام نہیں لیا گیا
- 144 اسلام کے ارکان اور اس کے بڑے بڑے ستونوں کا بیان
- 149 ایمان کے شعبوں اور اس کی مثال کا بیان
- 152 ایمان کی خصلتوں اور اس کی نشانیوں کا بیان
- ہمارے دین اسلام کی عالی ظرفی اور اس پر فخر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے سب سے محبوب دین ہونے کا بیان
- 161 دین اسلام کی عالی ظرفی اور اس پر فخر کرنے کا بیان
- مشرکوں کو قبولیت اسلام کی رحمت دلانا اور ان پر رحم کرتے ہوئے ان کی تالیف قلبی کرنا
- 165 اس آدمی کے حکم کا بیان، جس کے ہاتھ پر کافروں میں سے کوئی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے
- 167 اہل کتاب میں سے ہونے والے مسلمان کے لیے دو اجروں کا بیان
- 168 اسلام اور ہجرت کا پہلے والے گناہوں کو مٹا دینے، دور جاہلیت کے اعمال کی وجہ سے مواخذہ ہونے اور مسلمان ہو جانے والے کافر کے پہلے والے عمل کے حکم کا بیان
- 169 دونوں شہادتوں کا اقرار کرنے والے کا حکم اور اس امر کا بیان کہ یہ دونوں آدمی کو قتل سے بچاتی ہیں اور ان کے ذریعے ہی بندہ مسلمان ہوتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے
- 175 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانے والے کی فضیلت کا بیان
- 182 مومن کی فضیلت، صفات اور اس کی مثالوں کا بیان
- 189 اس وقت کا بیان، جس میں ایمان انحطاط پذیر ہو جائے گا
- 202 امانت اور ایمان کے اٹھ جانے کا بیان

- ❦..... فِي وَفَادَةِ ابْنِ الْمُتَفِقِ مِنْ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
- ❦..... فِي وَفَادَةِ رِجَالٍ مِنَ الْعَرَبِ لَمْ يُسَمَّوْا
- ❦..... بَابُ فِي أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ
- ❦..... بَابُ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَمِثْلِهِ
- ❦..... بَابُ فِي خِصَالِ الْإِيمَانِ وَآيَاتِهِ
- بَابُ فِي سَمَاحَةِ دِينِنَا الْإِسْلَامِ وَالْإِعْتِزَازِ بِهِ وَآنَهُ أَحَبُّ الْأَدْيَانِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ**
- ❦..... فِي سَمَاحَةِ الدِّينِ الْإِسْلَامِيِّ وَالْإِعْتِزَازِ بِهِ
- ❦..... فِي تَرْغِيبِ الْمُشْرِكِينَ فِي اغْتِنَاقِ الْإِسْلَامِ وَتَأْلِيفِ قُلُوبِهِمْ رَحْمَةً بِهِمْ
- ❦..... فِي حُكْمِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدِ رَجُلٍ مِنَ الْكُفَّارِ
- ❦..... فِي أَنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ
- ❦..... بَابُ فِي كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَجِبُ مَا قَبْلَهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَكَذَا الْهَجْرَةُ وَهَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ وَبَيَانُ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهُ
- ❦..... بَابُ فِي حُكْمِ الْأَقْرَارِ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَآنَهُمَا تَعْصِمَانِ قَاتِلَهُمَا مِنَ الْقَتْلِ وَبِهِمَا يَكُونُ مُسْلِمًا وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ
- ❦..... بَابُ فِي الْإِيمَانِ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَلَمْ يَرَهُ
- ❦..... بَابُ فِي فَضْلِ الْمُؤْمِنِ وَصِفَتِهِ وَمِثْلِهِ
- ❦..... بَابُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي يَضْمَحَلُّ فِيهِ الْإِيمَانُ
- ❦..... بَابُ فِيْمَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ

تقدیر کے ابواب

- 210 ----- تقدیر کے ثبوت اور حقیقت کا بیان
- 216 ----- حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ اور حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کا جھگڑا
- 217 ----- تقدیر پر رضامند ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان
- انسان کی اس حالت کی تقدیر کا بیان، جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں ہو
- 218 -----
- 220 ----- تقدیر پر ایمان لانے کا بیان
- 228 ----- تقدیر کے ساتھ عمل کرنے کا بیان
- تقدیر کو جھٹلانے والوں سے قطع تعلق کرنے اور ان پر سختی کرنے کا بیان
- 235 -----

علم کے ابواب

- 240 ----- علم اور علماء کی فضیلت کا بیان
- آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرمان ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔“ کا بیان -- 244
- حصول علم کے لیے سفر کرنے اور طالب علم کی فضیلت کا بیان
- 246 -----
- 249 ----- علم سکھانے پر رغبت دلانے اور معلم کے آداب کا بیان
- علم کی مجالس اور ان کے آداب اور معلم کے آداب کا بیان
- 252 -----
- 254 ----- عربی کے علاوہ کوئی اور زبان سیکھنے کا بیان
- بغیر ضرورت کے علم کے بارے میں کثرت سوال کی مذمت کا بیان
- 255 -----
- دین و دنیا کے لیے ضرورت پڑنے والی ہر چیز کے بارے میں واجبی طور پر سوال کرنے کا بیان
- 260 -----

کِتَابُ الْقَدْرِ

- بَابٌ فِي ثُبُوتِ الْقَدْرِ وَحَقِيقَتِهِ
- فَصْلٌ مِنْهُ فِي مُحَاجَّةِ آدَمَ وَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
- فَصْلٌ آخَرُ فِي الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَفَضْلِهِ
- بَابٌ فِي تَقْدِيرِ حَالِ الْإِنْسَانِ وَهُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ
- بَابٌ فِي الْإِيمَانِ بِالْقَدْرِ
- بَابٌ فِي الْعَمَلِ مَعَ الْقَدْرِ
- بَابٌ فِي هَجْرِ الْمُكْذِبِينَ بِالْقَدْرِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيْهِمْ

کِتَابُ الْعِلْمِ

- بَابٌ فِي فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ
- فَصْلٌ مِنْهُ فِي قَوْلِهِ ﷺ ”مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ“
- بَابٌ فِي الرِّحَالَةِ إِلَى طَلَبِ الْعِلْمِ وَفَضْلِ طَالِبِهِ
- بَابٌ فِي الْحَتِّ عَلَى تَغْلِيمِ الْعِلْمِ وَآدَابِ الْمُتَعَلِّمِ
- بَابٌ فِي مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَآدَابِهَا وَآدَابِ الْمُتَعَلِّمِ
- فَصْلٌ فِيْمَا جَاءَ فِي تَعْلُمِ لُغَةٍ غَيْرِ لُغَةِ الْعَرَبِ
- بَابٌ فِي مَا جَاءَ فِي ذَمِّ كَثْرَةِ السُّؤَالِ فِي الْعِلْمِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ
- فَصْلٌ فِي وُجُوبِ السُّؤَالِ عَنِ كُلِّ مَا يَحْتَاجُهُ لِدِينِهِ وَدُنْيَاهُ

علم حاصل کرنے کے بعد اس کو چھپا لینے والے یا اس پر عمل نہ کرنے والے یا کسی غیر اللہ کے لیے وہ علم حاصل کرنے والی کی

ذمت کا بیان ----- 260

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تبلیغ اور اس کو جیسے سنا، ایسے ہی نقل کر دینے کی فضیلت کا بیان ----- 263

روایت حدیث میں محتاط رہنے اور الفاظ کو اسی طرح عمدگی کے ساتھ ادا کرنے کا بیان، جیسے وہ نبی کریم ﷺ سے صادر ہوئے ----- 265

صحیح اور ضعیف کے سلسلے میں اہل حدیث کی معرفت اور علی اکمل الوجہ ثابت ہونے والی حدیث لینے کا بیان ----- 268

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو لکھنے سے منع کرنے اور اس کی رخصت دینے کا بیان ----- 270

حدیث لکھنے کی رخصت کا بیان ----- 272

اہل کتاب سے ان کی روایات بیان کرنے کی نبی اور اس کی رخصت کا بیان ----- 274

اہل کتاب سے روایات بیان کرنے کی رخصت کا بیان -- 276

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کے معاملے میں سختی کا بیان ----- 277

علم کے اٹھائے جانے کا بیان ----- 280

کتاب و سنت کو تھامنے کے ابواب

اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ مضبوطی سے جم جانے کا بیان 286

نبی کریم ﷺ کی سنت کو تھامنے اور آپ ﷺ کی سیرت سے رہنمائی طلب کرنے کا بیان ----- 289

دین میں بدعت سے ڈرانے اور گمراہی کی طرف بلانے والے کے گناہ کا بیان ----- 295

نبی کریم ﷺ کے بعد کسی چیز میں تبدیلی کر دینے والے یا کسی

بَابُ فِي وَعِيدٍ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا فَكَتَمَهُ أَوْ لَمْ يَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَعَلَّمَ لِغَيْرِ اللَّهِ

بَابُ فِي فَضْلِ تَبْلِيغِ الْحَدِيثِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَقْلِيدِهِ كَمَا سَمِعَ

فِيمَا جَاءَ فِي الْإِحْتِرَازِ فِي رِوَايَةِ الْحَدِيثِ وَتَجْوِيذِ الْأَقَاظِمِ كَمَا صَدَرَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ

بَابُ فِي مَعْرِفَةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِصَحِيحِهِ وَضَعِيفِهِ وَحَمَلِ مَا ثَبَتَ مِنْهُ عَلَى أَكْمَلِ وَجْهِهِ

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ كِتَابَةِ الْحَدِيثِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

فَضْلُ فِي الرُّخْصَةِ فِي كِتَابَةِ الْحَدِيثِ

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّحْدِيثِ عَنِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

فَضْلُ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْحَدِيثِ عَنِ أَهْلِ الْكِتَابِ

بَابُ فِي تَغْلِيظِ الْكُذْبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

بَابُ فِي مِمَّا جَاءَ فِي رَفْعِ الْعِلْمِ كِتَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

بَابُ فِي الْإِعْتِصَامِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

بَابُ فِي الْإِعْتِصَامِ بِسُنَّتِهِ ﷺ وَالْإِهْتِدَاءِ بِهَيْدِهِ

بَابُ فِي التَّحْذِيرِ مِنَ الْإِبْتِدَاعِ فِي الدِّينِ وَرَائِمٍ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ

فَضْلُ مَنْ فِي وَعِيدٍ مَنْ بَدَّلَ أَوْ أَحْدَثَ بَعْدَ كِتَابِ وَ سُنَّتِ كِي رُوشَنِي مِيں لَكْهِي جَانِي

النَّبِيِّ ﷺ

بَابُ فِي قَوْلِهِ ﷺ لَتَسْبِعُنَّ سُنَّ مَنْ كَانَ

قَبْلَكُمْ

بَابُ خَاتِمَةٌ فِيمَا وَرَدَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ فِي

تَغْيِيرِ الْحَالِ فِي عَصْرِ التَّابِعِينَ

بَابُ الْقِسْمِ الثَّانِي مِنَ الْكِتَابِ قِسْمُ الْفِقْهِ

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

بَابُ أَحْكَامِ الْمِيَاهِ

بَابُ الْأَوَّلِ فِي طَهْوَرِيَّةِ مَاءِ الْبَحْرِ وَمَاءِ

النَّيْرِ

بَابُ فِي حُكْمِ الطَّهَارَةِ بِالنَّبِيدِ إِذَا لَمْ يُوجَدِ

الْمَاءُ

بَابُ فِي أَنَّ غُسْلَ الرَّجُلِ مَعَ زَوْجَتِهِ مِنْ

إِنَاءٍ وَاحِدٍ لَا يَسْلُبُ طَهْوَرِيَّةَ الْمَاءِ

بَابُ فِي طَهَارَةِ الْمَاءِ الْمُتَوَضَّأِ بِهِ

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الطَّهَارَةِ بِفَضْلِ الطَّهْوَرِ

بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

بَابُ فِي حُكْمِ الْمَاءِ الْمُتَغَيَّرِ بِطَاهِرٍ أَجْنَبِيٍّ

عَنْهُ

بَابُ فِي حُكْمِ الْمَاءِ إِذَا لَاقَتْهَا النَّجَاسَةُ

وَمَا جَاءَ فِي بَيْتِ بَضَاعَةَ

بَابُ فِي حُكْمِ الْمَاءِ الَّذِي تَرَدُّهُ الدَّوَابُّ وَالسَّبَاعُ

وَحَدِيثُ الْقُلْتَيْنِ

بَابُ فِي حُكْمِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ

وَحُكْمِ الْوُضُوءِ أَوْ الْإِغْتِسَالِ مِنْهُ

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي سُورِ الْكَلْبِ

297 ----- چیز کو ایجاد کرنے والے کی وعید کا بیان

آپ کے ارشاد ”تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے“

299 ----- کا بیان

خاتمہ: بعض صحابہ سے اس چیز کا ثابت ہونا کہ تابعین کے زمانہ

301 ----- میں ہی حالات بگڑ گئے تھے

303 ----- کتاب کی قسم دوم..... فقہ

طہارت کے ابواب

303 ----- پانیوں کے احکام کے ابواب

303 ----- سمندر اور کنوئیں کے پانی کے طاہر ہونے کا بیان

پانی نہ ہونے کی صورت میں نیز سے طہارت حاصل کرنے کے

306 ----- حکم کا بیان

خاندان کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک برتن سے غسل کرنا، اس سے پانی

308 ----- کی طہوریت ختم نہ ہونے کا بیان

311 ----- جس پانی سے وضو کیا جائے، اس کی طہارت کا بیان

ایک طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مزید طہارت کرنے کی نہی

313 ----- کا بیان

314 ----- اس معاملے میں رخصت کا بیان

طاہر اور خارجی چیز کے ملنے کی وجہ سے بدل جانے والے پانی کا

315 ----- حکم

اس پانی کے حکم کا بیان، جس کے ساتھ نجاست مل جائے اور بئر

316 ----- بضاع کی تفصیل

اس پانی کا حکم جس پر چوپائے اور درندے بھی آتے ہوں اور دو

317 ----- قلوں والی حدیث کی تفصیل

ساکن پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس سے وضو یا غسل کرنے

320 ----- کا حکم

321 ----- کتے کے جوٹھے کا بیان

324 ----- بلی کے جوٹھے کا بیان

نجاست کو پاک کرنے کے ابواب

326 ----- حیض کے خون کو پاک کرنے کا بیان

نجاست سے گزرنے والی خاتون کے کپڑے کے نچلے حصے کو

327 ----- پاک کرنے کا بیان

جوتے کے نچلے حصے کو لگ جانے والی نجاست کو پاک کرنے کا

328 ----- بیان

329 ----- زمین کو پیشاب کی نجاست سے پاک کرنے کا بیان

331 ----- مردار کے چمڑے کو رنگ کر پاک کرنے کا بیان

اس چیز کا بیان کہ مردار کے چمڑوں کو کھانا حرام ہے، اگر چہ ان کو

335 ----- رنگ کر پاک کر لیا جائے

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو چمڑے کو رنگنے کے بعد مردار کے

336 ----- بالوں کی طہارت کے قائل ہیں

مردار کے چمڑے اور پٹھے سے استفادہ کرنے کے ناجائز ہونے کا

بیان اور عدم جواز اور جواز پر دلالت کرنے والی احادیث میں جمع

336 ----- و تطبیق کا بیان

کافروں کے برتنوں کو پاک کرنے اور ان کو دھو لینے کے بعد

337 ----- استعمال کرنے کے جواز کا بیان

کھائی جانے والی ان چیزوں کو پاک کرنے کا بیان، جن میں

339 ----- نجاست گر جاتی ہے

پیشاب، مزی اور منی وغیرہ کے

حکم کا بیان

340 ----- بندے کے پیشاب کا بیان

341 ----- بچے اور بچی کے پیشاب کا بیان

346 ----- اونٹ کے پیشاب کا بیان

350 ----- منی کا بیان

..... بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي سُورِ الْهَرَّةِ

أَبْوَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَةِ

..... أَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِي تَطْهِيرِ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ

..... بَابُ فِي تَطْهِيرِ ذَيْلِ الْمَرْأَةِ إِذَا مَرَّتْ

بِنَجَاسَةٍ

..... بَابُ فِي تَطْهِيرِ أَسْفَلِ النَّعْلِ تُصِيبُهُ النَّجَاسَةُ

..... بَابُ فِي تَطْهِيرِ الْأَرْضِ مِنْ نَجَاسَةِ الْبَوْلِ

..... بَابُ فِي تَطْهِيرِ إِهَابِ الْمَيْتَةِ بِالذَّبَاغِ

..... فَضْلٌ فِي تَحْرِيمِ أَكْلِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ وَإِنْ

طَهَّرَتْ بِالذَّبَاغِ

..... فَضْلٌ فِي حُجَّةٍ مَنْ قَالَ بِطَهَارَةِ شَعْرِ الْمَيْتَةِ

إِذَا دُبِعَ الْجِلْدُ

..... بَابُ فِي عَدَمِ جَوَازِ الْإِنْتِفَاعِ مِنَ الْمَيْتَةِ

بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ وَالْجَمْعِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحَادِيثِ

الْجَوَازِ

..... بَابُ فِي تَطْهِيرِ آيَةِ الْكُفَّارِ وَجَوَازِ

إِسْتِعْمَالِهَا بَعْدَ غَسْلِهَا

..... بَابُ فِي تَطْهِيرِ مَا يُؤْكَلُ إِذَا وَقَعَتْ فِيهِ

نَجَاسَةٌ

أَبْوَابُ حُكْمِ الْبَوْلِ وَالْمَذْيِ وَالْمَنِيِّ

وغير ذلك

..... بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي بَوْلِ الْأَدْمِيِّ

..... فَضْلٌ مِنْهُ فِيمَا جَاءَ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ

وَالجَارِيَةِ

..... بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي بَوْلِ الْإِنْبِيلِ

..... بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ

353 ----- مسلمان زندہ ہو یا مردہ، اس کے ظاہر ہونے کا بیان

جن جانداروں میں بننے والا خون نہ ہو، ان کی طہارت کا بیان، وہ

355 ----- زندہ ہوں یا مردہ

قضائے حاجت کرنے، استنجا کرنے، پتھر استعمال کرنے اور ان کے آداب کے ابواب

قضائے حاجت کے لیے نرم جگہ کو تلاش کرنے کا بیان اور ان

356 ----- مقامات کی تفصیل جہاں قضائے حاجت جائز نہیں ہے

ان مقامات کا بیان، جہاں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے

359 ----- کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان

قضائے حاجت کے وقت دور جانے، کھلی جگہ میں پردہ کرنے اور

361 ----- اس وقت کلام اور سلام کے جواب سے رکے رہنے کا بیان

قضائے حاجت کے دوران سلام کا جواب دینے یا اللہ تعالیٰ کے

363 ----- ذکر میں مصروف رہنے کی کراہیت کا بیان

وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرنے کے جواز کا

365 ----- بیان

قضائے حاجت کرنے والے کا داخل ہوتے وقت اور نکلنے وقت

365 ----- دعا پڑھنے کا بیان

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے یا پیٹھ کرنے

366 ----- سے منع کرنے کا بیان

369 ----- عمارتوں میں اس چیز کے جواز کا بیان

371 ----- پتھروں سے استنجا کرنے اور اس کے آداب کا بیان

371 ----- فصل اول: اس کے آداب کے بارے میں

372 ----- تین پتھروں سے کم پر اکتفا کرنے سے نہی کا بیان

ان چیزوں کا بیان جن سے استنجا کرنا جائز ہے اور جن سے ناجائز

373 ----- ہے

.....بَابُ فِي طَهَارَةِ الْمُسْلِمِ حَيًّا وَمَيِّتًا

.....بَابُ فِي طَهَارَةِ مَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةٌ

حَيًّا وَمَيِّتًا

أَبْوَابُ أَحْكَامِ التَّحْلِيّ وَالْإِسْتِنْجَاءِ
وَالْإِسْتِجْمَارِ وَآدَابِ ذَلِكَ

.....بَابُ فِي إِرْتِيَادِ الْمَكَانِ الرَّخْوِ وَمَا لَا يَجُوزُ

التَّحْلِيّ فِيهِ

.....بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نُهِِيَ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا

.....فَضْلٌ فِيْمَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ مِنْ قِيَامٍ

.....بَابُ فِي التَّبَاعُدِ وَالْإِسْتِنَارِ عِنْدَ التَّحْلِيّ فِي

النِّصَاءِ وَالْكَفِّ عَنِ الْكَلَامِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَقَتْلِ

.....فَضْلٌ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ السَّلَامِ أَوْ الْإِسْتِغَالِ

يَذْكُرُ اللَّهُ تَعَالَى حَالَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ

.....فَضْلٌ فِي جَوَازِ الذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى

عَبْرِ طَهْرٍ

.....بَابُ فِيْمَا يَقُولُ الْمُتَحْلِيّ عِنْدَ دُخُولِهِ

وَخُرُوجِهِ

.....بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ أَوْ

اسْتِجْمَارِهَا وَفَتْ قَضَاءِ الْحَاجَةِ

.....بَابُ فِي جَوَازِ ذَلِكَ فِي الْبَنِيَانِ

.....بَابُ فِيْمَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجْمَارِ وَآدَابِهِ وَفِيهِ

فُصُولٌ

.....الْفَضْلُ الْأَوَّلُ فِي آدَابِهِ

.....الْفَضْلُ الثَّانِي فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِجْمَارِ

بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ

.....الْفَضْلُ الثَّلَاثُ فِيْمَا يَجُوزُ الْإِسْتِجْمَارُ بِهِ

وَمَا لَا يَجُوزُ

- پانی سے استنجا کرنے کا بیان اور دائیں ہاتھ سے عضو خاص کو
چھونے اور اس سے استنجا کرنے سے نبی کا بیان ----- 375
پیشاب سے بچنے کا بیان ----- 379
استنجا کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنے کا بیان ---- 381

مسواک کے ابواب

- مسواک کی فضیلت کا بیان ----- 382
نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم ----- 384
وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا بیان ----- 386
لکڑی سے مسواک کرنے کی کیفیت اور کلی کرتے وقت وضو کرنے
والے آدمی کا اپنی انگلی سے مسواک کرنے کا بیان ----- 386
نیند سے بیدار ہوتے وقت، تہجد کے وقت اور گھر میں داخل ہوتے
وقت مسواک کرنے کا بیان ----- 387
روزے دار اور بھوکے کے مسواک کرنے کا بیان ----- 388

وضو کے ابواب

- وضو کی فضیلت اور اس کو پوری طرح کرنے کا بیان ----- 390
وضو، مسجدوں کی طرف چلنے اور اس وضو سے نماز پڑھنے کی
فضیلت کا بیان ----- 397
وضو اور اس کے بعد پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت ---- 399

دوسرا جزء

- وضو سے متعلقہ آداب کا بیان ----- 405
وسوسے کی مذمت اور وضو کے پانی میں اسراف کی کراہت کا
بیان ----- 405
وضو اور غسل کے پانی کی مقدار کا بیان ----- 406
ہر تکریم و تزئین والے کام کو دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے
مستحب ہونے کا بیان ----- 407
نبی کریم ﷺ کے وضو کی کیفیت ----- 408

- بَابُ فِي الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ وَالنَّهْيِ عَنِ
مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ وَالْاِسْتِنْجَاءِ بِهَا
..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِبْرَاءِ مِنَ الْبَوْلِ
..... فَضْلُ فِي نَضْحِ الْمَرْجِ بِالْمَاءِ بَعْدَ
الْاِسْتِنْجَاءِ

أَبْوَابُ السَّوَاكِ

- أَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِيمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ
..... بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ عِنْدَ الصَّلَاةِ
..... بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ عِنْدَ الْوُضُوءِ
..... بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي كَيْفِيَةِ التَّسْوُوكِ بِالْعُودِ
وَتَسْوُوكِ الْمُتَوَضِّئِ بِإِصْبَعِهِ عِنْدَ الْمُضْمَضَةِ
..... بَابُ السَّوَاكِ عِنْدَ الْاِسْتِنْقَاطِ مِنَ النَّوْمِ
وَعِنْدَ التَّهَجُّدِ وَدُخُولِ الْمَنْزِلِ
..... بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ لِلصَّائِمِ وَالْحَائِضِ

أَبْوَابُ الْوُضُوءِ

- أَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِيمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ وَإِسْبَاحِهِ
..... بَابٌ فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالْمَشْيِ إِلَى
الْمَسَاجِدِ وَالصَّلَاةِ بِهَذَا الْوُضُوءِ
..... بَابٌ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ

الْجُزْءُ الثَّانِي

- بَابٌ فِي آدَابِ تَتَلَقُّ بِالْوُضُوءِ
..... ذَمُّ النَّوَسُوسَةِ وَكَرَاهَةُ الْاِسْرَافِ فِي مَاءِ
الْوُضُوءِ
..... وَقَدَارُ مَاءِ الْوُضُوءِ وَالغُسْلِ
..... اِسْتِحْبَابُ الْبَدَاءِ بِالْيَمِينِ فِي كُلِّ مَا كَانَ
مِنْ بَابِ التَّكْرِيمِ وَالتَّزْيِينِ
..... بَابٌ فِي صِفَةِ وَضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ
كتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

- 409 ----- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی کیفیت
- 414 ----- سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا بیان
- سیدنا علی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے علاوہ دوسرے صحابہ سے وضو کے
- 414 ----- بارے مروی احادیث
- وضو کی نیت اور اس کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھنے کا
- 419 ----- بیان
- کلی سے پہلے ہاتھ دھونے کے مستحب ہونے اور رات کی نیند کے
- 421 ----- لیے تاکید کی طور پر دھونے کا بیان
- کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور اس کو جھاڑنے کا
- 423 ----- بیان
- چہرے اور ہاتھوں کے بعد کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے
- 425 ----- کے جواز اور وضو میں ترتیب کے حکم کا بیان
- چہرے کو دھونے، داڑھی کا خلال کرنے اور ناک سے طے ہوئے
- 427 ----- گوشہ چشم کا خیال رکھنے کا بیان
- بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھونے، سفیدی کو لمبا کرنے، انگلیوں کا
- 428 ----- خلال کرنے اور ملنے کا بیان
- سر، دونوں کانوں اور دونوں کپٹیوں کے مسح کا بیان
- 431 -----
- 436 ----- پگڑی اور تانہیں پر مسح کرنے کا بیان
- پاؤں کو دھونے اور اس سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان
- 440 -----
- 440 ----- پاؤں کو دھونے کی کیفیت
- وضو کو مکمل طور پر کرنے اور آپ ﷺ کے فرمان ”ایڑھیوں کے
- 441 ----- لیے آگ سے ہلاکت ہے“ کا بیان
- 443 ----- پاؤں کی انگلیوں کے خلال کے بارے میں
- وضو میں خشک رہ جانے والی جگہ، اعضائے وضو کا پے درپے
- دھونے اور وضو کو اچھے انداز سے کرنے کی ترغیب دلانے کا

- مَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَمَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
- مَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
- مَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنْ غَيْرِ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ
- مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
- بَابُ فِي النِّيَّةِ وَالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الوُضُوءِ
- بَابُ فِي اسْتِحْبَابِ غَسْلِ اليَدَيْنِ قَبْلَ الْمَضْمُوعَةِ وَتَأْكِيدِهِ لِتَوَمُّمِ اللَّيْلِ
- بَابُ فِي الْمَضْمُوعَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ وَالْإِسْتِنْتَارِ
- فَصْلٌ فِي جَوَازِ تَأْخِيرِهِمَا عَنْ غَسْلِ الْوَجْهِ وَاليَدَيْنِ وَفِي حُكْمِ التَّرْتِيبِ فِي الوُضُوءِ
- بَابُ فِي غَسْلِ الْوَجْهِ وَتَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ وَتَعَاهُدِ الْمَاقِنِ
- بَابُ فِي غَسْلِ اليَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَتَوَسُّلِ الْغُرَّةِ وَتَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ وَالدَّلْكِ
- بَابُ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ وَالْأذُنَيْنِ وَالصُّدْعَيْنِ
- بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخِمَارِ وَالتَّسَاخِينِ
- بَابُ فِي غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَمَا يَتَّبِعُ ذَلِكَ
- فِي صِفَةِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ
- فِي إِسْبَاحِ الوُضُوءِ وَقَوْلِهِ ﷺ وَيَلُّ لَأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ
- فِي تَخْلِيلِ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ
- بَابُ فِي السُّلْمَةِ وَالمُؤَالَاةِ وَالنَّحْتِ عَلَى إِحْسَانِ الوُضُوءِ

- 443 ----- بیان
اعضاء کو ایک ایک دفعہ، دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ دھو کر وضو
445 ----- کرنے اور تین سے زیادہ کرنے کی کراہت کا بیان
448 ----- وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں
449 ----- وضو کے بعد شرمگاہ پر چھینے مارنے کا بیان
ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے اور ایک وضو کے ساتھ ایک سے
450 ----- زائد نمازیں پڑھنے کا بیان
مسجد میں وضو کر لینے اور سونے کا ارادہ رکھنے والے کے لیے وضو
452 ----- کے مستحب ہونے کا بیان
موزوں پر مسح کرنے کے ابواب
455 ----- اس مسح کی شروعات کا بیان
459 ----- موزے پہننے سے پہلے با وضو ہونے کی شرط کا بیان
461 ----- مسح کی مدت مقرر کرنے کا بیان
موزوں پر مسح کی مدت کے عدم تعین کے قائلین کی دلیل کا
462 ----- بیان
463 ----- موزے کی پشت پر مسح کرنے کا بیان
موزوں کے نیچے والے اور اوپر والے دونوں حصوں پر مسح کرنے
464 ----- کا بیان
465 ----- جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنے کا بیان
نواقض الوضو کے ابواب
(بول و براز کے) راستوں سے خارج ہونے والی ہر چیز سے وضو
466 ----- ٹوٹ جانے کا بیان
466 ----- پیشاب اور پائخانہ سے وضو کرنا
466 ----- ہوا خارج ہونے سے وضو کرنا
469 ----- ندی، ودی اور استحاضہ کے خون سے وضو کرنا
470 ----- بے وضوگی کا شک پڑ جانے کا بیان

﴿ بَابُ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا
وَكِرَاهَةِ الزِّيَادَةِ

﴿ بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْوُضُوءِ

﴿ بَابُ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

﴿ بَابُ فِي الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَجَوَازِ
الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ

﴿ بَابُ فِي جَوَازِ الْوُضُوءِ فِي الْمَسْجِدِ
وَاسْتِحْبَابِهِ لِمَنْ أَرَادَ النَّوْمَ

أَبْوَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

﴿ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَشْرُوعِيَّةِ ذَلِكَ

﴿ بَابُ فِي اشْتِرَاطِ الطَّهَارَةِ قَبْلَ تَبَسُّطِ الْخُفَّيْنِ

﴿ بَابُ تَوْقِيتِ مُدَّةِ الْمَسْحِ

﴿ بَابُ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ بِعَدَمِ التَّوْقِيتِ فِي
الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

﴿ بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى ظَهْرِ الْخُفِّ

﴿ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ أَسْفَلِ الْخُفِّ وَأَعْلَاهُ

﴿ بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

أَبْوَابُ نَوَاقِضِ الْوُضُوءِ

﴿ بَابُ فِي نَقْضِ الْوُضُوءِ بِمَا خَرَجَ مِنْ
السَّبِيلَيْنِ

﴿ الْوُضُوءُ مِنَ الْبَوْلِ وَالْعَائِضِ

﴿ الْوُضُوءُ مِنَ الرِّيحِ

﴿ الْوُضُوءُ مِنَ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ وَدَمِ
الْإِسْتِحَاضَةِ

﴿ بَابُ فِيْمَا جَاءَ فِي الشُّكِّ فِي الْحَدَثِ

- 473 ----- نیند کی وجہ سے وضو کا بیان
- 473 ----- بیٹھنے والے کی نیند کے بارے میں
- 476 ----- نبی کریم ﷺ کی نیند ناقض وضو نہیں تھی، اگرچہ وہ لیٹ کر ہوتی
- 477 ----- لیٹ کر سو جانے والے کا وضو
- 478 ----- شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرنے کا بیان
- 479 ----- ذکر کو چھونے سے وضو کا ٹوٹ جانا، اس کے بارے میں سیدہ برہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی حدیث کا بیان
- 480 ----- شرمگاہ کو چھونے سے وضو کا نہ ٹوٹنا، اس رائے کا بیان
- 482 ----- عورت کو چھونے اور اس کا بوسہ لینے سے وضو کرنے کا بیان
- 483 ----- قے، ڈکار اور نکسیر سے وضو کرنے کا بیان
- 484 ----- اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کا بیان
- 486 ----- آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کرنے کا بیان
- 487 ----- نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں سے اس موضوع سے متعلقہ بیان کی گئی مرویات کا بیان
- 488 ----- آگ پر پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو نہ کرنے کا بیان
- 496 ----- غسل جنابت اور اسے واجب کرنے والے امور کے ابواب
- 498 ----- صرف منی کے خروج سے غسل کے واجب ہو جانے کے قائلین کا بیان
- 500 ----- یہ رخصت تھی، پھر منسوخ ہو گئی
- 502 ----- ختنے والی دو جگہوں کے مل جانے سے غسل کے واجب ہو جانے کا بیان، اگرچہ انزال نہ ہوا ہو
- 506 ----- احتلام ہو جانے کی بنا پر غسل کے واجب ہونے کا بیان، بشرطیکہ انزال ہو ہو
- 510 ----- ان لوگوں کا بیان جو یہ کہتے ہیں کہ جنابت والا قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے
- 510 ----- غسل کے وقت پردہ کرنا

- بَابُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ
- فِي نَوْمِ الْقَاعِدِ
- نَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَنْقُضُ وَضُوءَهُ وَتَوَضَّعًا
- وَضُوءٌ مِنْ نَامٍ مُضْطَجِعًا
- الْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ
- حَدِيثُ بَسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ فِي تَقْضِي الْوُضُوءِ بِمَسِّ الذَّكْرِ
- مَنْ رَأَى عَدَمَ تَقْضِي الْوُضُوءِ بِمَسِّ الذَّكْرِ
- بَابُ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لَمَسِ الْمَرْأَةِ وَتَقْيِيلِهَا
- الْوُضُوءُ مِنَ الْقَيْءِ وَالْقَلَسِ وَالرُّعَافِ
- الْوُضُوءُ مِنْ أَكْلِ لَحْمِ الْإِبِلِ
- الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
- مَا رَوَى فِي ذَلِكَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ
- تَرَكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
- أَبْوَابُ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَمَوْجِبَاتِهِ
- مَنْ قَالَ: لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا بِتُرُؤْلِ النَّمْيِ
- أَنَّ ذَلِكَ كَانَ رَخِصَةً ثُمَّ نُسِخَ
- وَجُوبُ الْغُسْلِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ وَتَوَضُّعًا
- يَنْزِلُ
- وَجُوبُ الْغُسْلِ عَلَى مَنْ احْتَلَمَ إِذَا أَنْزَلَ
- مَنْ قَالَ: الْجَنْبُ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
- إِلَّا اسْتَبَارَ عِنْدَ الْغُسْلِ

511 ----- غسل اور وضو کے پانی کی مقدار کا بیان

513 غسل جنابت اور اس سے پہلے والے وضو کی کیفیت کا بیان

518 غسل میں سر دھونے کی کیفیت اور بالوں کو کھولنے کا بیان

غسل خانے سے باہر آ کر پاؤں کو دھونے، تولیہ وغیرہ سے پانی

خشک کرنے کے حکم اور نماز کا ارادہ رکھنے والے کا وضو کی بجائے

522 غسل پر اکتفا کرنے کا بیان

غسل جنابت کے بعد خشک رہ جانے والی جگہ کو پالینے والے کا

523 بیان

ایک غسل میں یا متعدد غسلوں میں ایک سے زائد بیویوں کے

524 پاس جانے والے کا بیان

جب جنبی آدمی سونے، کھانے اور دوبارہ حق زوجیت ادا کرنے کا

525 ارادہ کرے تو وہ کیا کرے

سونے کا ارادہ رکھنے والے جنبی کے لیے وضو کے مستحب ہونے کا

525 بیان

جب جنبی آدمی کھانے کا یا دوبارہ مجامعت کرنے کا ارادہ کرے تو

527 اس کے لیے وضو کے مستحب ہونے کا بیان

528 رات کے پچھلے حصے تک غسل جنابت کو مؤخر کرنا

530 مسنون غسل کی اقسام

ایک سے زائد غسل کی وہ اقسام، جن کا احادیث میں اکٹھا ذکر کیا

530 گیا

میت کو غسل دینے سے غسل کرنے اور اس کو اٹھانے سے وضو

530 کرنے کا بیان

مسلمان ہونے والے کافر سے غسل کرنے کا مطالبہ کرنے کا

532 بیان

532 حمام میں داخل ہونے کا حکم

حیض، استحاضہ اور نفاس کے خونوں کے ابواب

﴿يُقَدَّرُ مَاءُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ﴾

﴿صِفَةُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ قَبْلَهُ﴾

﴿صِفَةُ غَسْلِ الرَّأْسِ وَنَقْضِ الشَّعْرِ عِنْدَ الْغُسْلِ﴾

الغسل

﴿غَسَلَ الرَّجُلَيْنِ خَارِجَ الْمُغْتَسَلِ وَحُكْمُ التَّنْشِيفِ بِالْمِنْدِيلِ وَنَحْوِهِ وَالْإِجْتِزَاءُ بِالْغُسْلِ عَنِ الْوُضُوءِ لِمُرِيدِ الصَّلَاةِ﴾

﴿مَنْ وَجَدَ لَمَعَةً بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ﴾

﴿مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ يُغْسِلُ وَاجِدًا أَوْ بِأَغْسَالٍ مُتَعَدِّدَةٍ﴾

﴿مَا يَفْعَلُهُ الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ أَوْ الْأَكْلَ أَوْ إِعَادَةَ الْجِمَاعِ﴾

﴿إِسْتِحْبَابُ الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ﴾

﴿إِسْتِحْبَابُ الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ الْأَكْلَ أَوْ الْعَوْدَ﴾

﴿تَأْخِيرُ الْغُسْلِ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ﴾

﴿الْأَغْسَالَاتُ الْمَسْنُونَةُ﴾

﴿مَا جَاءَ مِنْ ذَلِكَ مُجْتَمَعًا﴾

﴿الْغُسْلُ مِنْ غُسْلِ الْمَيْتِ وَالْوُضُوءِ مِنْ حَمَلِهِ﴾

﴿طَلَبُ الْغُسْلِ مِنَ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ﴾

﴿حُكْمُ دُخُولِ الْحَمَّامِ﴾

﴿كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحْضَاءِ وَالنِّفَاسِ﴾

- 594 ----- سے لیٹ کرنے والے کی وعید کا بیان
- جان بوجھ کر یا نشے کی وجہ سے نماز کو ترک کرنے والے کی وعید کا بیان ----- 598
- 599 ----- تارک نماز کو کافر قرار دینے کی دلیل کا بیان
- ان لوگوں کی دلیل کا بیان کہ جنہوں نے تارک نماز کو کافر نہیں قرار دیا اور اس کے لیے وہی امید رکھی جو کبیرہ گناہوں والوں کے لیے رکھی جاتی ہے ----- 599
- ان حالات کا بیان جو نماز کو پیش آئے ----- 600
- بچوں کو نماز کا حکم دینے کا بیان اور ان لوگوں کی تفصیل کہ جن سے قلم اٹھایا گیا ہے ----- 602
- نمازوں کے اوقات کے ابواب
- 604 ----- جامع اوقات کا بیان
- 611 ----- ظہر کے وقت اور اس کو جلدی ادا کرنے کا بیان
- گرمیوں کے موسم میں نماز ظہر کو مؤخر کرنے اور اس کو ٹھنڈا کر کے ادا کرنے کا بیان ----- 612
- عصر کے وقت اور اس کے بارے میں مزید روایات کا بیان 614
- نماز عصر کی فضیلت اور اس کے نماز وسطی ہونے کا بیان -- 617
- نماز عصر کو ترک کرنے والے اور اس کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے والے کی وعید کا بیان ----- 620
- مغرب کے وقت کا بیان اور اس امر کی وضاحت کہ یہ نماز دن کی نمازوں کو طاق کرنے والی ہے ----- 621
- نماز مغرب کو جلدی ادا کر لینے اور اس کو عشاء کا نام دینے کی کراہت کا بیان ----- 623
- نماز عشاء کے وقت اور اس کے بعد گفتگو کرنے اور اس کو ”عشمتیہ“ کہنے کی کراہت کا بیان ----- 624
- نماز عشاء کو ایک تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ----- 626

- أَخْرَهَا عَنْ وَقْتِهَا
-بَابُ فِي وَعِيدِ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ عَمْدًا أَوْ سُكْرًا
-بَابُ حُجَّةٍ مَنْ كَفَرَ تَارِكَ الصَّلَاةَ
-بَابُ حُجَّةٍ مَنْ لَمْ يُكْفِرْ تَارِكَ الصَّلَاةَ وَرَجَا لَهُ مَا يُرْجَى لِأَهْلِ الْكُفْبَانِ
-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَحْوَالِ الَّتِي عُرِضَتْ لِلصَّلَاةِ
-بَابُ أَمْرِ الصَّبِيَّانِ بِالصَّلَاةِ وَمَا جَاءَ فَيَمْنُ رُفِعَ عَنْهُمُ الْقَلَمُ
- أَبْوَابُ مَوَاقِيَتِ الصَّلَاةِ
-بَابُ جَامِعِ الْأَوْقَاتِ
-بَابُ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ وَتَعْجِيلِهَا
-بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ وَالْإِبْرَادِ بِهَا فِي زَمَنِ الْحَرِّ
-بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ وَمَا جَاءَ فِيهَا
-بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَبَيَانِ أَنَّهَا الْوَسْطَى
-بَابُ فِي وَعِيدِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ أَوْ أَخْرَجَهَا عَنْ وَقْتِهَا
-بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ وَأَنَّهَا وَتُرْ صَلَاةُ النَّهَارِ
-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِهَا وَكَرَاهَةِ تَسْمِيَتِهَا بِالْعِشَاءِ
-بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَكَرَاهَةِ السَّمْرِ بَعْدَهَا وَتَسْمِيَتِهَا بِالْعَتَمَةِ
-بَابُ اسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهَا إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ

نماز فجر کے وقت اور اس نماز کو اندھیرے میں یا روشنی میں پڑھنے
کا بیان ----- 630

فجر اور عشا کی نمازوں کی فضیلت کا بیان ----- 633
نماز فجر سے طلوع آفتاب تک (جائے نماز پر) بیٹھے رہنے کی
فضیلت ----- 634

اس چیز کا بیان کہ جس نے نماز میں سے ایک رکعت کو پالیا، پس
تحقیق اس نے ساری نماز کو پالیا ----- 635
ان اوقات کے ابواب، جن میں نماز ادا کرنا منع ہے

نہی کے اوقات کا جامع بیان ----- 636
فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد مزید نماز پڑھنے سے نہی کا
بیان ----- 639

عصر کے بعد مزید دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان ----- 640
طلوع فجر کے بعد نماز پڑھنے کا بیان ----- 643
طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت نماز پڑھنے سے
نہی کا بیان ----- 643

مکہ مکرمہ میں اس کی رخصت کا بیان ----- 645
فوت شدہ نمازوں کی قضائی کا بیان

نماز کو بھول جانے کا وقت وہ ہے، جب اس کو یاد آئے --- 646
سورج طلوع ہونے تک نماز فجر سے رہنے والے کا بیان - 647
کافروں کے ساتھ لڑائی کی مصروفیت کی وجہ سے نماز کو مؤخر کرنے، نماز

خوف کی وجہ سے اس رخصت کے منسوخ ہو جانے، فوت شدہ نمازوں
کو بالترتیب ادا کرنے، پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہنے اور
باقی ہر فوت شدہ نماز کے لیے صرف اقامت کہنے کا بیان --- 653

فوت ہونے والی نقلی نماز اور وظیفوں کی قضائی کی مشروعیت کا
بیان ----- 655

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو سنن روایت کے فوت جانے کی
صورت میں ان کی قضاء نہ دینے کے قائل ہیں ----- 656

..... بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَمَا جَاءَ فِي
التَّغْلِيصِ بِهَا وَالْإِسْفَارِ

..... بَابٌ فِي فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ
..... فَضْلٌ فِي فَضْلِ الْجُلُوسِ بَعْدَ صَلَاةِ
الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

..... بَابٌ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا
كُلَّهَا

..... أَبْوَابُ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيَةِ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا
..... بَابُ جَامِعِ أَوْقَاتِ النَّهْيِ

..... بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاتِي
الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

..... فَضْلٌ فِيْمَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ
..... فَضْلٌ فِيْمَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ

..... بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ
الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا وَعِنْدَ الْإِسْتِوَاءِ

..... فَضْلٌ فِي الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ بِمَكَّةَ
..... أَبْوَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

..... بَابٌ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَوَقَّهَهَا عِنْدَ ذِكْرِهَا
..... بَابٌ مَنْ نَامَ عَنِ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ

..... بَابٌ تَأْخِيرِ الصَّلَاةِ لِعُذْرِ الْأَشْتِغَالِ بِحَرْبِ
الْكُفَّارِ وَتَسْخِ ذَلِكَ بِصَلَاةِ الْخَوْفِ وَالتَّرْتِيبِ فِي

قَضَاءِ الْفَوَائِتِ وَالْآذَانَ وَالْإِقَامَةَ لِلأُولَى وَالْإِقَامَةَ
فَقَطُّ لِكُلِّ فَائِتَةٍ بَعْدَهَا

..... بَابٌ مَشْرُوعِيَّةِ قَضَاءِ مَا يَقُوتُ مِنَ الصَّلَاةِ
النَّافِلَةِ وَالْأَوْرَادِ

..... بَابٌ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ بَعْدَ قَضَاءِ السُّنَنِ
الرَّائِبَةَ إِذَا فَاتَتْ

عرض ناشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ ، أَمَّا بَعْدُ !

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے تقریباً سوا لاکھ انبیاء و رسل مبعوث فرمائے اور انہیں کتب اور صحائف بھی عطا فرمائے۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی سید الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَ
إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَ
آتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورًا﴾ (النساء: ۱۶۳)

”بے شک ہم نے آپ پر وحی اتاری ہے، جیسے نوح اور ان کے بعد کے دوسرے انبیاء پر اتاری تھی، اور جیسے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی اتاری تھی، اور ہم نے داود کو زبور عطا کی تھی۔“

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر قرآن مجید جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی۔

﴿فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۹۷)

”پس بلاشبہ اسی (جبریل) نے اس (قرآن) کو آپ کے دل کے اوپر اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے۔“

قرآن مجید میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، یہ اللہ کی طرف سے اتاری گئی کتاب ہے:

﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ (البقرہ: ۲)

”اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے۔“

اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ لی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹)

”بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

قرآن مجید کے متضامات کی تشریح و تفسیر کی ذمہ داری رسول کریم ﷺ پر عائد تھی:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

”اے نبی! اور ہم نے یہ ذکر آپ کی طرف اس لیے نازل کیا کہ تم لوگوں کے لیے واضح کر دو اس تعلیم کو جو

ان کی طرف اتاری گئی۔“

اہل عرب نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کھلی گمراہی میں تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، حرام اور گندی اشیاء کھاتے تھے، ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیج کر انہیں ظلمت سے نکال کر نورِ ہدایت تک پہنچا دیا، اور علم، زہد اور عبادت میں انہیں دُنیا کا بہترین انسان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ احسانِ عظیم تھا، جس کا ذکر ذیل کی آیت کریمہ میں آیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

”اللہ کا مومنوں پر یقیناً یہ احسان ہے کہ اس نے ان کے لیے انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اس کی آیتوں کی ان لوگوں پر تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔“

مذکورہ آیت کریمہ میں حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی حدیث و سنت ہے جس کے ذریعے آپ نے اہل عرب کے جسموں کو گندگیوں اور آلائشوں سے، اور ان کی روحوں کو غلط عقائد اور خبیث اخلاق سے پاک کیا۔ لہذا جیسے قرآن مجید واجب العمل ہے ایسے ہی سنت رسول ﷺ بھی واجب العمل ہے۔ لہذا حدیث رسول کے خلاف کسی کی کوئی سازش کارگر نہ ہوگی، کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہے، اس نے اسے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ﴾ (النجم: ۳، ۴)

”اور آپ اپنی خواہش سے بات نہیں فرماتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔“

ایمان صالح کی قبولیت کی اہم شرط ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری بھی کرے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔“

حقیقی کامیابی خالص رسول اللہ ﷺ کا اتباع کر کے اللہ کی رضا اور محبت حاصل کرنے میں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ

رَحِيمٌ ۗ﴾ (آل عمران: ۳۱)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے

گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبِي ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَا بَنِي؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبِي.))^①

”میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی، الا کہ جو شخص انکار کر دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انکار کون کرتا ہے؟ ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا (لہذا وہ جہنم میں داخل ہوگا)۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾
(آل عمران: ۱۸۵)

”پس قیامت کے دن جو شخص آگ سے دور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے، وہ فائز المرام ہو جائے گا۔“

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور آپ کا ہر قول و فعل مسلمانوں کے لیے نمونہ عمل ہے لہذا آپ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری واجب العمل ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)
”یقیناً تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((نَضَرَ اللَّهُ إِمْرَأًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ، ثُمَّ آذَاهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا.))^②

”اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچادی جس نے اسے نہیں سنا۔“

مذکورہ بالا حدیث شریف میں ان لوگوں کے لیے دُعا فرمائی گئی ہے جو آپ ﷺ کی حدیث کی حفاظت کرتے، ضبط میں رکھتے اور پوری صحت و اتمام کے ساتھ دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ حفاظ حدیث اور مبلغین حدیث کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ دُعا سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حفاظت حدیث اور تبلیغ حدیث و نشر حدیث آپ ﷺ کی رضا اور دلی چاہت ہے۔ آپ کو بتاتے جائیں کہ رضائے الہی کے بعد نبی کریم ﷺ کی رضا حیات

① صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، رقم: ۷۷۰.

② شرف أصحاب الحدیث للخطیب، رقم: ۲۰۔ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ۱/ ۳۷۱۔ وقال: هذا الحديث صحيح المنين. کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

انسانی کا عظیم سرمایہ اور بڑی متاع ہے۔

﴿اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (التوبة: ۶۲)

”اللہ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔“

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ انسان کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو، کتاب و سنت کو سیکھے اور اس کی نشر و اشاعت کا کام کرے۔ بلکہ اُمت محمدیہ کی فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ وہ کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حدیث و سنت کی تعلیم کو عام کریں، اس کی اشاعت کا کام کریں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

”اے مسلمانو! تم بہترین لوگ ہو، جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، بُرائی سے روکتے ہو۔“

محدث شہیر عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((أَوَّلُ الْعِلْمِ النَّبِيَّةُ ثُمَّ السَّمَاعُ ثُمَّ الْفَهْمُ ثُمَّ الْحِفْظُ ثُمَّ الْعَمَلُ ثُمَّ النَّشْرُ.))

”پہلا علم نبی، پھر سماع، پھر فہم، پھر حفظ، پھر عمل اور اس کے بعد اس کی نشر و اشاعت ہے۔“

اسی سلسلہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اشاعت علم کی کڑی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب ”مسند“ کی اشاعت ہے۔ یہ ادارہ کا بہت بڑا اعزاز اور باعثِ صد افتخار ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ کو کہ جنہوں نے اپنی نگرانی میں مسند احمد کا ترجمہ بزبان اُردو کروانے کی ذمہ داری لی، جو کہ بعد میں یہ سعادت محمد رمضان محمدی صاحب کے حصہ میں آئی جن کی نگرانی میں یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ ترجمہ کا کام مولانا عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ اور ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ نے بڑے احسن انداز میں سرانجام دیا۔ تخریج و تحقیق اور شرح کا کام جناب ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ کی کاوش ہے۔ کتاب کی نظر ثانی کا کام جناب حافظ عبداللہ رفیق حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ دارالحدیث محمدیہ لکھنؤ و رکشاپ نے انجام دیا۔ ہم ان تمام اہل علم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کا شکر یہ ادا کرتے ہیں اور ان کے لیے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کی دُنیا و آخرت بہتر کر دے۔

ہم اپنے مربی و مرشد فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں ان کی تربیت، تبحر اور اشراف کا نتیجہ ہے کہ خدمات حدیث منظر عام پر آ رہی ہیں، حضرت الشیخ کی رفاقت ہمارے لیے بڑی مبارک ہے۔ جزاء اللہ خیرا فی الدنیا و الآخرة.

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، شہزاد جاوید، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، اسرار خاں اسجد محمود، اختر علی، شیخ خالد، ظفر اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، ندیم قریشی، قاضی مسعود، محمد بلال اور مرزا ذاکر کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے خدماتِ حدیث منظر عام پر آ رہی ہیں۔
 ابو مؤمن منصور احمد، جناب محمد رمضان محمدی اور سلیم جلالی حفظہم اللہ کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے مسند امام احمد بن حنبل کی اشاعت ہوئی۔
 اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دُعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تار و ز قیامت باقی رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصفہ شہود پر لایا جائے۔

مجلس شوریٰ

محمد اکرم سلفی ابو طلحہ صدیقی

محمد شاہد انصاری حاجی نوید آصف

شمسیر اشرف ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور



www.KitaboSunnat.com

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ
وَسَلِّمْ ، اَمَّا بَعْدُ !

قرآن مجید لاریب کتاب ہے۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ منزل من اللہ کتاب ہے، کیونکہ عرب فصاحت و بلاغت کی انتہائی بلندی پر پہنچنے کے باوجود قرآن مجید جیسی آیات چھوٹی سورت لانے سے عاجز رہے، تو کوئی عقل مند انسان اس کے کتاب اللہ ہونے میں شبہ نہیں کرے گا۔

﴿اَلَمْ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (السجدہ : ۱ - ۲)

”الم، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔“

قرآن مجید لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (البقرہ : ۱)

”اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں، اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے۔“

قرآن مجید ایک واضح اور کھلی کتاب ہے، اس میں کوئی غموض و خفا نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿حُمَ ۝ تَنْزِيْلُ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾

(حم السجدہ : ۱ تا ۳)

”حم، یہ کتاب نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں واضح کردی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔“

قرآن مجید کے بعد مسلمانوں کا اصل دار و مدار ان احادیث نبویہ پر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے صحیح اور مستند طریق پر ان تک پہنچی ہیں۔ قرآن مجید میں جو اصول و کلیات، بنیادی تعلیمات و ہدایات اور مجمل احکام بیان کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال کے ذریعہ ان کی تشریح و تفصیل اور تفسیر بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ اِلَيْهِمْ ۝﴾ (النحل : ۴۴)

”اور آپ پر ہم نے قرآن نازل کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے آپ ان کے لیے کھول کر بیان کر دیجیے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (النحل : ۶۴)

”اور ہم نے آپ پر کتاب اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے آپس کے اختلاف کھول کر بیان کر دیں، اور وہ کتاب ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔“
یہ تبیین، تشریح اور تفسیر رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے نہیں کرتے تھے، آپ جو کچھ کہتے تھے، یا جو حکم بھی دیتے تھے، وہ درحقیقت وحی ہوتی تھی جو آپ پر نازل کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم : ۳ تا ۴)

”اور آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔“
یعنی قرآن مجید کو آپ ﷺ نے اپنی جانب سے نہیں گھڑا، اور نہ دیگر احکام الہیہ کو جنہیں آپ قرآن کی تفسیر و توضیح کے طور پر بیان کرتے ہیں، اپنی خواہش نفس کے مطابق لاتے ہیں، بلکہ وہ سب اللہ کی وحی ہوتے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر دو قسم کی وحی نازل کی اور دونوں پر ایمان لانا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا ہے، اور وہ دونوں قرآن و حکمت ہیں..... کتاب تو قرآن ہے اور حکمت سے باجماع سلف سنت مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے جو خبر دی اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو خبر دی دونوں واجب التصدیق ہونے میں یکساں ہیں۔ یہ اہل اسلام کا بنیادی اور اتفاقی مسئلہ ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو ان میں سے نہیں ہے، خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ((أَكَلَا يَأْتِي أُوْنَيْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.)) • ”مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی دی گئی ہے یعنی سنت۔“ (کتاب الروح، ص : ۹۲)

لہذا آپ کے تمام احکام واجب التعمیل ہیں، اس فہم نبوت اور وحی سے مستحب احکام کو قرآن مجید نے حکمت سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (النساء : ۱۱۳)

”اور اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت اتاری ہے اور جو آپ نہیں جانتے تھے وہ آپ کو سکھایا ہے، اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل تھا۔“

صاحب ”فتح البیان“ رقمطراز ہیں: ”یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت وحی ہوتی تھی جو آپ کے دل

میں ڈال دی جاتی تھی۔“

اللہ عزوجل نے اہل اسلام پر یہ احسان جمایا ہے کہ اُس نے انہیں کتاب کے ساتھ حکمت دی اور قرآن کے ساتھ حدیث و سنت عطا فرمائی:

﴿وَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ﴾

(البقرة : ۲۳۱)

”اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور قرآن و سنت کو یاد کرو جو اس نے تم پر اتارا ہے، جس کے ذریعے تمہیں نصیحت کرتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف آیات قرآنی کی تلاوت و تبلیغ نہیں بلکہ مسلمانوں کی تعلیم و تزکیہ بھی تھا اور آپ ان کو کتاب اللہ کے ساتھ حکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (الجمعة : ۲)

”اُسی (ذاتِ باری تعالیٰ) نے اُن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں (کفر و شرک کی آلائشوں سے) پاک کرتا ہے اور انہیں قرآن و سنت کی تعلیم دیتا ہے، بے شک وہ لوگ اُس کی بعثت سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اپنا احسان یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس نے عربوں کے لیے (جو اُن پڑھ تھے) انہی جیسا ایک عربی آدمی نبی بنا کر مبعوث فرمایا، جو اُمی ہونے کے باوجود انہیں دعوتِ توحید اور دعوتِ اسلام کے ذریعہ شرک کی گندگی اور آلائش سے اُن کے جسموں کو اور اُن کی روحوں کو غلیظ عقائد اور اخلاقی رذیلہ سے پاک کرتا تھا، اور انہیں قرآن و سنت کی تعلیم دیتا تھا۔ عرب والے نبی کریم ﷺ کی بعثت اور ان کے تزکیہ و تعلیم کے پہلے صریح گمراہی میں تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، حرام اور گندی اشیاء کھاتے تھے، اور ایک دوسرے پر ظلم و ستم ڈھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بھیج کر انہیں ظلمت سے نکال کر روشنی تک پہنچا دیا، اور علم، زہد اور عبادت میں انہیں دنیا کا بہترین انسان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ احسان عظیم تھا، جس کا ذکر ذیل کی آیت کریمہ میں آیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾

(آل عمران : ۱۶۴)

”اللہ کا مومنوں پر یقیناً یہ احسان ہے کہ اس نے ان کے لیے انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اس کی آیتوں کی ان لوگوں پر تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔“

حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہیں جو کہ مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب : ۲۱)

”نی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے۔“

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ مومن کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال پیروی کرنے کے لیے

بہترین نمونہ ہیں اور آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال کے مجموعہ ہی کا نام حدیث نبوی ﷺ ہے۔ اور ایک مقام پر

اللہ عزوجل نے اپنے اپنی محبت کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر موقوف و منحصر ٹھہرایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ (آل عمران : ۳۱)

”اے رسول! آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو وہ تم سے محبت کرے گا

اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔“

یہی وجہ ہے قرآن مجید میں اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کی بھی تاکید ہے

اور بہت سی آیات میں اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کا بھی حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (آل عمران : ۱۳۲)

”اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اور سورۃ محمد میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد : ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔“

یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اطاعت نام ہے کسی حکم کی تعمیل کا، یعنی رسول اللہ ﷺ جو حکم دیں اس کی تعمیل اور جس پر

عمل کریں اس پر عمل کیا جائے، بلکہ اطاعت رسول ﷺ اُس وقت تک متحقق نہیں ہوتی جب تک آپ ﷺ کے

ارشادات عالیہ پر عمل نہ کیا جائے۔ اسی کا نام حدیث و سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت اور

رسول ﷺ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء : ۸۰)

”جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ .)) ❶

❶ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعة الأمر فی غیر المعصية و تحريمها فی المعصية.

”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

اطاعت کے ان احکام میں رسول اللہ ﷺ کے وہ تمام اقوال و افعال داخل ہیں جو آپ نے دنیا کے باشندوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ارشاد فرمائے یا ان پر عمل کیا، لہذا کتاب اللہ کے بعد ان کی حیثیت بھی قانون کی ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے کتاب اللہ ہی کی طرح واجب التعمیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُبِينًا﴾ (الاحزاب : ۳۶)

”اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔“

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ آیت میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے، یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہو جائے تو کسی کے لیے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء : ۶۵)

”آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصلہ نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں اور پورے طور سے اسے تسلیم کر لیں۔“

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال و اعمال مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں، اور جس طرح قرآن مجید کے اوامر و نواہی کا ماننا ان کے لیے ضروری ہے اسی طرح رسول کے اوامر و نواہی کا بھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر : ۷)

”اور جو تمہیں رسول دیں اس کو لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوهُ.))

”میں جس چیز سے تمہیں منع کر دوں اس سے رک جاؤ اور جس چیز کا تمہیں حکم دوں اس کو اختیار کرو۔“

اس لیے مسلمانوں کا اصل سرمایہ اور اس المال یہی دونوں چیزیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوَا مَا تَمَسَّكْتُم بِهَمَا، كِتَابُ اللَّهِ، وَسُنَّةُ رَسُولِهِ.))^①
 ”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں
 ہو گے، وہ دو چیزیں ہیں: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔“

جناب ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالسُّنَّةِ فَقَالَ: دَعْنَا مِنْ هَذَا وَحَدَّثْنَا مِنَ الْقُرْآنِ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ ضَالٌّ مُضِلٌّ.“^②

”جب آپ کسی شخص کو سنت نبوی بیان کریں اور وہ کہے کہ سنت کو رہنے دیں، ہمیں قرآن سے مسائل بیان کریں تو جان لو کہ وہ شخص خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔“

درحقیقت اسلام کی پوری عمارت قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قائم ہے، وہ قرآن مجید کی تفسیر بھی ہے، اُس کے اجمال کی تفصیل بھی، اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریح بھی اور اسلام کے قرن اول کی تاریخ بھی، اس کے بغیر اسلام کی تعلیم اور اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں، اسلام کے ارکانِ خمسہ، توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بھی نہیں معلوم ہو سکتے ہیں اور نہ ان کو حدیث کی مدد کے بغیر سمجھا اور ادا کیا جاسکتا ہے، ان کے صرف کلی احکام قرآن مجید میں ہیں، ان کی تفصیل حدیث و سنت سے معلوم ہوتی ہے، یہی حال اکثر اوامر و نواہی اور حلال و حرام کا ہے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت ﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي زَوْجَاتِ آبَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا﴾ (الاحزاب: ۳۷) ”پس جب زید نے اس سے اپنی ضرورت پوری کر لی، تو ہم نے اس سے آپ کی شادی کر دی تاکہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی حرج باقی نہ رہے، جب وہ منہ بولے بیٹے ان بیویوں سے اپنی ضرورت پوری کر لیں، اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال ہونا ہی تھا۔“ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کناں ہے جس کی وضاحت تفسیر و حدیث ہی سے دستیاب ہوگی۔

قرآن حکیم کے بعض مقامات تو اس نوعیت کے حامل ہیں کہ اگر واقعہ کے پورے پس منظر کا علم نہ ہو اور اس سے آگاہی نہ ہو کہ ان الفاظ کے پیچھے کیا اصل شے کارفرما ہے تو ان مقامات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر واقعہ بیان کر دیا ہے۔

① مؤطا امام مالك، كتاب القدر، باب النهى عن القول بالقدر، رقم : ۳۔ مستدرک حاکم : ۹۳/۱، رقم : ۳۲۴۔

② مفتاح الجنة، ص : ۳۵۔

ایسے ہی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ (الانعام: ۸۲) ”وہ لوگ جنہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہیں کیا، انہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔“ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ہے جس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے؟ کیا تم نے لقمان (ؑ) کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ انہوں نے کہا:

﴿لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان: ۱۳)

”اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔“^①

رسول اللہ ﷺ کی بعثت، اسلام کا ظہور، اس کی تبلیغ، اس کی راہ میں صعوبتیں، غزوات، اسلام کا غلبہ و اقتدار، حکومت الہیہ کا قیام، اس کا نظام، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث و سنت ہے، اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے، اس لیے احادیث نبویہ اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور اس پر ان کی عمارت قائم ہے، اس لیے خود رسول اللہ ﷺ نے ان کی روایت و اشاعت کا حکم دیا ہے۔

((تَسْمَعُونَ مِنِّي وَيُسْمَعُ مِنكُمْ ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنكُمْ .))^②

”تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔“

رسول اللہ ﷺ نے حفاظ حدیث اور مبلغین حدیث و سنت کے لیے بڑی دلربا، دل فریب، دلکش اور دل کو بروقت پہنچانے والی عظیم دعا فرمائی ہے:

((نَضَّرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ، ثُمَّ آذَاهَا إِلَيَّ مِنْ لَمَّ يَسْمَعُهَا .))^③

”اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچادی، جس نے اسے نہیں سنا۔“

آپ ﷺ نے حدیثوں کی کتابت کا بھی حکم دیا اور بعض لوگوں کے لیے حدیثیں لکھوائیں بھی:

((اُكْتُبْ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ .))^④

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۳۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۴۲۵۔

② سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم: ۳۶۵۹۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۷۸۴۔

③ شرف أصحاب الحدیث للخطیب، رقم: ۲۰۔ موافقۃ الخبر الخیر للحافظ ابن حجر: ۱/۳۷۱۔ وقال: هذا الحدیث صحیح المتن۔

④ سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم: ۳۶۴۶۔ مسند أحمد: ۱/۱۶۲۱۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۰۵۱۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۰۳۲۔

”تم لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَبِدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ))^①
 ”علم کو لکھ کر محفوظ کر لو۔“

انسانی تاریخ میں بنیادی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ حجۃ الوداع کو کلیدی حیثیت حاصل ہے جو بنیادی حقوق کی سب سے اولین اور اہم ترین دستاویز اور آئینی چارٹر ہے، اُسے بیان کرنے کے بعد رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((فَلْيَبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ .))^②
 ”جو لوگ موجود ہیں، وہ اُن لوگوں تک ان احکام کو پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔“

آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں اور جاٹھاروں نے آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اور آپ کے ایک ایک فرمودہ کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ آپ ﷺ کی تعلیم و تلقین کے مطابق اسے دوسروں تک بھی پورے حزم و احتیاط اور ذمہ داری سے پہنچایا، اس طرح برابر چراغ سے چراغ جلتا رہا اور ہر دور میں احادیث نبویہ سے مسلمانوں کا شغف و انہماک قائم رہا جس کی بنا پر آپ کے اقوال و اعمال اور سیرت و زندگی کا کوئی پہلو لوگوں سے مخفی و مستور نہیں رہا۔ یہ حدیثیں پوری دنیا میں بکھری ہوئی تھیں، محدثین کرام کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اس زمانہ میں جب کہ سفر کی سہولتیں تھیں اور نہ ہی نشر و اشاعت کے موجودہ سامان تھے، تعلیم بھی محدود تھی، دنیائے اسلام کا چہرہ چہان کر احادیث رسول ﷺ کو تحقیق و صحت کے پورے اہتمام کے ساتھ جمع و مرتب کیا، ان کے رد و قبول اور صحت و سقم کے جانچنے اور رواۃ کی جرح و تعدیل کے اصول بنائے، اصول حدیث کا مستقل فن ایجاد کیا، ہزاروں راویان حدیث کے حالات نہایت صحت و تحقیق کے ساتھ قلمبند کئے جو مسلمانوں کا بڑا قابل فخر کارنامہ ہے۔

فنِ اسماء الرجال کی عظیم کتاب ”الإصابة فی تمييز الصحابة“ کو ایڈٹ کرتے ہوئے ایک جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ رقم کیے ہیں:

”دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔“

خلیفہ ہارون الرشید (۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔ اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا

① صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۴۴۳۴ - سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۲۰۲۶.

② مسند احمد: ۴۱۱/۵، رقم: ۲۳۴۸۹ - مجمع الزوائد، رقم: ۵۶۲۲.

کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے، حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

”این انت یا عدو اللہ من ابي اسحاق الفزارى وعبد الله بن المبارك ينخلانها،
فيخر جانها حرفا حرفا؟“

”اے اللہ کے دشمن! تو ابواسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی احادیث) کو چھلنی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟“

علامہ ابن حزم برائے فرماتے ہیں:

”نقل الثقة عن الإتصال حتى يبلغ النبي ﷺ خص الله به المسلمين دون
سائر الملل كلها.“^①

”ثقہ راوی کا ثقہ راوی سے اتصالِ سند کے ساتھ نقل کرنا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک سند کا پہنچنا، اس کام میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں میں نمایاں مقام دیا ہے۔“

ہمارے اشراف اور سرپرستی میں ادارہ انصار السنہ پہلی کیشنز، لاہور نے اہل اسلام کی علمی خدمت کرنے کے لیے حدیث کی نشر و اشاعت کا جو عظیم الشان منصوبہ بنایا ہے، مسند امام احمد بن حنبل کی بزبانِ اردو اشاعت بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اصطلاحات الحدیث میں مسند اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کے ناموں کو حروف تہجی یا پھر ان کے مراتب کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ پہلے خلفاء اربعہ، پھر عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر یا کسی بھی اعتبار سے انہیں جمع کرنے کے بعد ان کے تحت ان کی مرویات کو ذکر کیا جائے یا پھر ایک کتاب میں صرف ایک صحابی کی مرویات کو ذکر کیا جائے۔ چنانچہ مسند سے استفادہ عامی کے لیے مشکل ہوتا ہے، اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے اور عوام الناس کے لیے مسند احمد سے استفادہ آسان بنانے کے لیے احمد بن عبدالرحمن الساعاتی نے مسند احمد کو الفتح الربانی کے نام سے فقہی ترتیب دے دی اور پھر اس پر بلوغ الامانی کے نام سے علمی حواشی لکھ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ادارہ انصار السنہ نے اس کتاب الفتح الربانی بترتیب مسند امام احمد بن حنبل الشیبانی کے ترجمہ، تخریج اور شرح کو بطریق احسن شائع کر دیا ہے۔ ترجمہ میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ یہ نہایت سلیس اور عام فہم ہو۔ جب کہ شرح اور تخریج کا کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ سر انجام دیا گیا ہے۔ ادارہ کی اس خدمت کی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وکان سعيهم مشكوراً۔

امام صاحب کا نام احمد بن حنبل شیبانی، مروزی ہے، کنیت ابو عبد اللہ، آپ خالص عربی النسل اور قبیلہ شیبان سے

تعلق رکھتے تھے۔ ربیع الاول سنہ ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔^②

① تاریخ بغداد: ۴/۴۰۱ - سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۱۱۷ - ۱۷۹.

② تدریب الراوی: ۱۵۹/۲

بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور عربی لغت کی تعلیم بھی حاصل کر لی۔ تقویٰ و طہارت اور نجابت و صلاحیت کے آثار ابتدا ہی سے نمایاں تھے۔ انہیں آثار کو دیکھ کر ہشیم بن جمیل نے کہا تھا کہ اگر یہ نوجوان زندہ رہا تو اہل زمانہ پر حجت ہوگا۔^①

امام احمد نے آنکھیں کھولیں تو بغداد کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ بغداد سے حصول علم کے بعد کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور محدثین کے دامن فیض سے وابستہ رہے۔ سنہ ۱۸۷ھ میں حجاز کے پہلے سفر میں ان کی ملاقات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی پھر بغداد میں دوبارہ ہوئی۔ امام احمد اس وقت پختہ کار ہو چکے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے صحت و سقم کے بارے میں ان پر اکثر اعتماد کرتے تھے اور فرماتے کہ اگر محدثین کے یہاں حدیثیں صحیح ہوں تو مجھے بتا دیا کرو میں اسی کو اختیار کروں گا۔ بلند ہمتی، کثرت اسفار اور غیر معمولی حافظے کا نتیجہ تھا کہ ان کو بس لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ امام شافعی بھی ان کے بڑے معترف اور قدردان تھے۔ بغداد سے جاتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

”خرجت من بغداد وما خلفت بها اتقى ولا افقه من احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ“^②

”میں بغداد شہر کو اس حالت میں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ وہاں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر نہ کوئی متقی ہے اور نہ کوئی فقیہ۔“

مسئلہ خلق قرآن میں ان کی ثابت قدمی کا تمام عالم اسلام میں شہرہ تھا اور ہر طرف ان کی تعریف اور دعا کا غلغلہ تھا۔ ان کو جو ذاتی کمالات اور اوصاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے گئے تھے اس کی بنا پر کبھی اپنی عظمت کا احساس نہیں ہوا۔ ان کے ساتھی یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

”ما رايت مثل احمد بن حنبل صحبته خمسين سنة ما افتخر علينا بشئ مما كان فيه

من الصلاح والخير“^③

”میں نے امام احمد جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ میں پچاس برس ان کے ساتھ رہا انہوں نے کبھی ہمارے سامنے اپنی صلاح و خیر پر فخر نہیں کیا۔“

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، نہایت متواضع اور خلیق انسان تھے۔^④ حافظ ابن جوزی نے ان کے شیوخ کی تعداد سو سے زائد بتائی ہے جیسے ہشیم بن بشیر بن حازم، وکیع، یحییٰ بن سعید القطان، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن داؤد طیالسی، عبد الرحمن بن مہدی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

① معرفة علوم الحديث للحاكم (دارالافتاء الجديدة بيروت، الطبعة الرابعة ۱۹۸۰ء)، ص: ۱۹۴.

② تذكرة الحفاظ للذهبي (دارالكتب العنميه بيروت للطبعة الاولى، ۱۹۸۹ء/۵۱۴۱۹)، ۱۶/۲.

③ حلية الاولياء: ۱۸۱/۹.

④ تاريخ بغداد: ۴/۴۱۴.

تلامذہ کے متعلق حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، مطین عبداللہ بن احمد اور ایک بہت بڑی خلقت۔ خلق عظیم کے لفظ سے معلوم ہوا کہ تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے جس میں بڑے بڑے آئمہ فن داخل ہیں۔^① امام صاحب کی تصنیفات کے نام یہ ہیں: (۱) کتاب الزہد۔ (۲) کتاب النسخ والمنسوخ۔ (۳) کتاب المنسک الکبیر۔ (۴) کتاب المنسک الصغیر۔ (۵) کتاب حدیث شعبہ۔ (۶) کتاب فضائل صحابہ۔ (۷) مناقب صدیق اکبر و حسین۔ (۸) کتاب الاثریہ۔ (۹) تاریخ۔ (۱۰) تفسیر۔ (۱۱) المسند۔ (۱۲) کتاب الصلاة وغیرہ۔^②

جب معتزلہ نے عقیدہ خلق قرآن کو کفر و ایمان کا معیار بنا دیا، تو آپ نے خلق قرآن کے عقیدہ کی مخالفت کی تو انہیں سخت آزمائش و ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا۔ قید کے پایہ زنجیر لگائے گئے پھر واپس بغداد پابند سلاسل کر دیا گیا۔ اس کے بعد امام صاحب کو معتصم کے سامنے پیش کیا گیا اور ان پر ۲۸ کوڑے لگائے گئے۔ ایک تازہ دم جلا د صرف دو کوڑے لگاتا پھر دوسرا جلا د بلایا جاتا۔ امام صاحب ہر کوڑے پر فرماتے:

”اعطونی شیئا من کتاب اللہ او من سنۃ رسولہ حتی اقولہ بہ“^③

”میرے سامنے اللہ کی کتاب یا سنت رسول سے کوئی دلیل پیش کرو تا کہ میں اس کو مان لوں۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ امام احمد کو ایسے کوڑے لگائے گئے کہ اگر ہاتھی کو لگتا تو چیخ مار کر بھاگتا۔ امام احمد کی ثابت قدمی اور استقامت سے یہ قنفہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور امت مسلمہ ایک بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہو گئی۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے اس دین کے غلبے کا کام دو شخصوں سے لیا۔ جن کا تیسرا ہمسر نظر نہیں آتا۔ ارتداد کے موقع پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور قنفہ خلق قرآن کے سلسلے میں امام احمد بن حنبل“^④

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۲۳۱ھ کو انتقال فرمایا۔ اس پر سارا شہر اُمٹنڈ آیا۔ کسی کے جنازے پر خلقت کا ایسا ہجوم دیکھنے میں نہیں کبھی آیا تھا۔ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد محتاط اندازہ کے مطابق تیرہ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار خواتین تھی۔^⑤

حافظ ابن کثیر کے فرماتے ہیں: امام صاحب کا یہ قول اللہ تعالیٰ نے برحق ثابت کر دیا کہ ”قولوا لاہل البدع بینا و بینکم یوم العناتز“ ”ان اہل بدع مخالفین سے کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فرق جنازے کے دن کا ہے۔“^⑥

امام صاحب سولہ سال کی عمر میں علم حدیث کی تحصیل میں مشغول ہو گئے تھے اسی زمانے سے جمع روایات کی ابتدا کردی تھی۔ گویا ۱۸۰ھ سے تصنیف کا آغاز کیا اور اخیر زندگی تک اس میں مشغول رہے۔ اس کی روایات کو متفرق

① تذکرۃ الحفاظ : ۸/۵۔

② تذکرۃ الحفاظ : ۱۶۱/۱ (ان میں سے بعض مطبوع ہیں) مزید دیکھیں: کشف الظنون۔

③ البدایہ والنہایہ : ۳۳۶/۱۰۔

④ تاریخ بغداد : ۴/۱۸۔

⑤ و فیات الاعیان : ۴۸/۱۔

⑥ سیر اعلام النبلاء : ۳۴۳/۱۱۔

اوراق میں جمع کیا یہاں تک کہ جب زندگی کا وقت قریب الاختتام ہوا تو اس مسودے کو اسی حالت میں اپنے عزیز و اقارب کو سنایا۔^①

حافظ شمس الدین جزری فرماتے ہیں: کہ امام احمد نے مسند کو متفرق اوراق میں لکھا تھا اور مختلف اجزا میں پھیلا رکھا تھا جیسے کہ مسودہ ہوتا ہے۔ اس کی تنقیح و تہذیب سے پہلے انتقال ہو گیا اور کتاب اسی حال میں رہ گئی۔^②

مسند میں تقریباً سات سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں۔ روایات کی تعداد تیس ہزار بتائی گئی ہے اور عبد اللہ کی زوائد کا شمار کر کے چالیس ہزار تعداد بتائی گئی ہے۔^③

حدیث کا اتنا بڑا اور کوئی مجموعہ نہیں ہے۔ اس میں تقریباً تین سو ثلاثی روایات ہیں۔ حافظ شمس الدین جزری لکھتے ہیں: کوئی حدیث غالباً ایسی نہیں ہے جس کی اصل مسند میں نہ ہو (واللہ اعلم) دیگر مسانید سے صحیح تر ہے۔^④ امام ممدوح رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قلت لأبي لم کرهت وضع الكتاب وقد عملت المسند فقال: عملت هذا الكتاب

اماما اذا اختلف الناس في سنة عن رسول الله رجع إليه.“^⑤

”میں نے اپنے والد گرامی احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کتابیں مرتب کرنے سے کیوں منع کرتے ہیں حالانکہ آپ نے خود بھی مسند لکھی؟ آپ نے جواباً فرمایا: یہ کتاب میں نے لوگوں کی رہنمائی کے لیے لکھی ہے۔ جب سنت رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں لوگوں میں کوئی اختلاف رونما ہوگا تو وہ اس کی طرف رجوع کریں گے۔“

ابوموسیٰ المدینی (م ۵۸۱ھ) کہتے ہیں: مسند بہت بڑی کتاب ہے اور اصحاب الحدیث کے لیے یہ ایک ثقہ مصدر ہے اور اس سے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔^⑥

بہت سے علماء نے مسند احمد کی احادیث کی شرح لکھی بعض نے اختصار کیا بعض نے اس کی غریب احادیث پر کام کیا۔ بعض نے اس کے خصائص پر لکھا اور بعض نے اطراف الحدیث کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا خاص فضل و کرم فرمایا کہ المنهج الأسعد بترتیب المسند الامام احمد کے نام سے مسند احمد بن حنبل کی علمی خدمت کا موقع ملا، اس کتاب میں ہم نے مسند کی اطراف کو جمع کیا ہے، مگر قوی اور فعلی روایات کی اطراف علیحدہ علیحدہ ترتیب دی ہیں۔ ساتھ میں روایت کرنے والے صحابی کا نام مسند احمد کے اڈل مطبوع نسخہ کی جلد مع صفحہ، احمد شاکر کی تحقیق و تخریج کے ساتھ مطبوع نسخہ کی ترقیم اور لفتح الربانی کی جلد مع صفحہ کو ذکر کر دیا ہے۔

① طبقات الشافعية الكبرى : ۱ / ۲۰۲ - مقدمہ المسند بہ تحقیق احمد شاکر۔

② محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے، ص: ۱۳۳۔

③ ایضاً۔

④ خصائص المسند للمدینی، ص: ۸ - روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز۔
⑤ المصعد الاحمد (مقدمہ مسند الامام احمد) تحقیق احمد شاکر: ۱ / ۲۳ - ۲۲۔

مسند پر کام کرنے والے علما کے نام اور ان کی تالیف کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- ۱: معجم الصحابہ: حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ الحب الصامت (م ۷۷۹ھ) نے معجم الصحابہ کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا جیسے اطراف کی کتب ہوتی ہیں۔^①
- ۲: حافظ اسماعیل بن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے محبت الصامت کی ترتیب سے مسند کو لکھا اور اس کے ساتھ کتب ستہ، مسند البرار، مسند ابی یعلیٰ، معجم الطمرانی الکبیر کا اضافہ کیا اور اسے ترتیب دیا اور اس کا نام ”جامع المسانید والسنن“ رکھا۔^②
- ۳: ترتیب المسند: محمد بن عبدالرحمن بن محمد المقدسی المعروف ابن زریق (م ۸۰۳ھ) نے ترتیب المسند کے نام سے یہ کتاب تدوین کی۔^③
- ۴: ترتیب المسند: ابوالحسن علی بن حسین المعروف ابن زکون (م ۳۷ھ) نے بھی ترتیب المسند کے نام سے علمی کام کیا۔^④
- ۵: ابوالقاسم علی بن حسن، المعروف ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) نے ترتیب اسماء الصحابہ الذین اخرج حدیثہم احمد بن حنبل فی المسند کے نام سے مسند احمد کی علمی خدمت کی۔^⑤
- ۶: حافظ شمس الدین محمد بن علی بن حسن بن حمزہ الحسینی (م ۷۶۵ھ) نے الاکمال بمن فی مسند احمد من الرجال ممن لیس فی تہذیب الکمال کے نام سے کتاب ترتیب دی۔^⑥
- ۷: احمد بن عبدالرحمن الساعاتی نے الفتح الربانی بترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی کے نام سے مسند احمد کی فقہی ترتیب لگائی اور علمی حواشی بھی لکھے۔^⑦
- ۸: احمد بن عبدالرحمن الساعاتی نے بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی میں مسند احمد پر علمی حواشی لکھے۔^⑧
- ۹: احمد بن شاکر نے مسند احمد کی علمی تخریج اور حواشی کا کام کیا اور ساتھ اس کی علمی فہارس بھی تیار کی۔^⑨
- ۱۰: ابوالحسن بن عبدالہادی السندی (م ۱۲۳۹ھ) نزیل مدینہ منورہ نے مسند کی شرح لکھی ہے۔^⑩
- ۱۱: زین الدین عمر بن احمد شجاع حلبی نے اس کا اختصار بنام ”المعتقد من مسند الامام احمد“ لکھا۔^⑪

① تدوین السنہ النبویہ: للزهرانی (مکتبہ الصدیق الطائف، ۱۴۱۲ھ، الطبعة الاولى)، ص: ۱۰۸.

② تدوین السنہ للزهرانی، ص: ۱۰۸.

③ تدوین السنہ للزهرانی، ص: ۱۰۸.

④ ایضاً، ص ۸۴.

⑤ اطراف المسند: ۱/۸۲.

⑥ تدوین السنہ للزهرانی، ص: ۱۱۰.

⑦ تدوین السنہ، ص: ۱۰۹-۱۱۰.

⑧ مطبوع دارالمعارف القاہرہ، ۱۹۴۹ء.

⑨ ایضاً.

⑩ کتب میں اس کا نام تو مذکور ہے مگر اس کی طبعیت کا علم نہیں۔

⑪ مفتاح السنہ للحولی، ص: ۳۷.

۱۲: حافظ ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ ، میں نومسندوں کو جمع کیا، انہوں نے مسند احمد کے ساتھ ساتھ اس میں کتب ستہ اور مسند احمد پر زوائد درج کیے ہیں۔

۱۳: علامہ نور الدین ابوالحسن بن ابی بکر الہیثمی (م ۸۰۷ھ) نے غایۃ المقصد فی زوائد المسند میں ان احادیث کو ترتیب دیا ہے جو مسند احمد میں ہیں لیکن صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔ گویا مسند احمد میں صحاح ستہ سے زائد ہیں۔ اس کتاب کو فقہی کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں کل ۴۶ کتب ہیں اور ۵۱۵۳ احادیث ہیں۔

۱۴: جلال الدین عبدالرحمن السیوطی (م ۹۱۱ھ) نے عقود الزبرجد علی مسند الامام احمد کے نام سے مسند احمد پر کام کیا یہ تعلیق حروف معجم پر مرتب ہے۔ اس میں مسند احمد کی بعض احادیث کے اعراب بیان کیے گئے ہیں۔

۱۵: ابوموسیٰ المدینی (م ۵۸۱ھ) نے کتاب خصائص المسند مرتب کی۔

۱۶: شیخ شعیب الارناؤوط نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر الموسوعة الحدیثیہ کے نام سے مسند کی علمی تخریج اور حواشی مرتب کیے، بعض روایت جو مسند احمد کے اول مطبوع نسخے سے ساقط تھیں ان کو بھی شامل کتاب کیا۔

آخر میں ہم اپنے انتہائی قریب دوست ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو دیار غیر میں رہتے ہوئے بھی حدیث رسول کی خدمت میں مصروف کار ہیں۔ دیار غیر میں منج سلف کی ترجمانی میں ان کا کردار انتہائی وافر و نمایاں ہے۔ ایسے ہی ان کے دست راست اور ہمارے انتہائی مخلص و محبت حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے کہ جن کے علمی تعاون و اشراف سے محدثین کی علمی ثرات کو بزبان اردو ترجمہ کے ساتھ منصفہ شہود پر لایا جا رہا ہے، اور ابو حمزہ عبدالخالق کے ساتھ مل کر احیاء منج اہل السنۃ والجماعۃ کے سلسلہ میں مختلف موضوعات پر تقریباً پینتیس کتب ترتیب دے کر شائع کروائیں۔ یہ بڑی مبارک اور قابل قدر سعی ہے۔ جزاہم اللہ خیراً فی الدنیا والآخرة واجزل مثوبتہم۔

اللہ عزوجل کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ اس مبارک عمل کو قبول عام بخشے، اور ہمارے لیے، ہمارے والدین اور ہمارے اساتذہ کرام کے لیے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث و رئیس المعهد السلفی للتعلیم والتربیہ، کراچی





مُقَدِّمَةٌ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(سورة آل عمران: ۱۰۲)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (سورة النساء: ۱)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (سورة الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

أَمَّا بَعْدُ فَنَقُولُ:

حمد و ثنا، تعریف و توصیف، مدح و ستائش اور کبریائی و بڑائی اس ذات بابرکات کے لیے خاص ہے، جو اپنی مخلوق کی پالتہار اور پروردگار ہے۔ صلاۃ و تسلیم کا نور برستا ہے اور درود و سلام کی کرنیں پڑتی رہیں سید الاولیاء و الآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اور ان کی آل پر اور رحمت و برکت کا نزول ہوتا رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر، سلف صالحین پر، محدثین عظام رضی اللہ عنہم پر اور قیامت تک آنے والے نبی کریم ﷺ کے اطاعت گزاروں پر۔ (آمین)

اس جہان آب و گل میں اور فلک نیلگوں کے نیچے اگر کوئی مقدس اور پاکیزہ مصروفیت اور منسولیت ہو سکتی ہے تو وہ یہی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب آفاق گیر، وحی الہی کا مہبط، علوم و معارف کا مخزن اور انوار و تجلیات الہیہ کا مرکز بننے والے سینہ مبارک اور زبان وحی سے نکلنے والے آب دار موتیوں کی خدمت کی جائے، ان کی مہک اور خوشبو سے جان مسام کو معطر کیا جائے، ایمان کی حرارت اور ضوء کا اہتمام کیا جائے۔ لمحہ بھر کیلئے بندہ مکان و زمان کی پہنائیوں سے آگے نکل کر اس عہد زریں اور دور سعید میں پہنچ جائے جس میں کائنات کی سب سے عظیم ہستی اپنے فیضان و برکات سے نہ

صرف ذہنوں کو بدل رہی تھی، بلکہ زندگی کوئی راہوں پر ڈال رہی تھی..... بخدا! ایک شخص کی خواہشوں کی معراج اور تمناؤں کا اوج کمال یہی ہے۔ اس خدمت سے انسان زندہ جاوید ہوتا ہے اور یہی وہ چاکری ہے جس سے سرمدیت و ابدیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی خدمت کو اعزاز و اکرام سمجھتے ہوئے بڑے بڑے اصحابِ عزیمت اور صاحبانِ استقلال میدانِ عمل میں اترے اور اپنا سب کچھ وارد کیا۔ بیوی بچوں، خویش واقارب، مال و منال، راحت و آرام غرضیکہ سب کچھ اسی مقصد کیلئے قربان کر دیا۔ ائمہٴ احادیثِ نبویہ نے یہ بڑی جانفشانی اور نہایت عرق ریزی سے طلبِ حدیث کے لیے وہ بڑے جاں گسل مرحلوں سے گزرے اور بے حد کٹھن حالات سے انہیں سابقہ پڑا۔ سچ تو یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حفاظت اور ان جواہر ریزوں کے اکٹھا کرنے میں سلف امت نے جس قدر محنت و جستجو کی دیگر مذاہب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

شریعت محمدیہ کا مدار و انحصار کتاب و سنت پر ہے، اکثر آیات قرآنیہ مجمل اور اصول و قواعد پر مشتمل ہیں، جبکہ فرامین رسول میں تفصیل و تبیین اور توضیح و تشریح پائی جاتی ہے۔ اس لیے سلف نے جہاں قرآن مجید کی تفسیر میں علم و عرفان کے جام و سبو چھلکائے ہیں، وہاں انہوں نے احادیثِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے بھی لازوال اور انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، ان کی مساعی جیلہ کو کسی ایک گوشے میں بند کرنا ممکن نہیں۔ انہوں نے دیوانہ وار ایک ایک گوشہ سے دانہ دانہ جمع کیا اور ہمارے سامنے اس کا انبار لگا دیا۔ آج کتبِ احادیث کی جتنی اقسام ہیں، وہ انہی کی کوششوں اور خود فراموشیوں کی رہن منت ہیں۔ اس دور کے لوگوں نے بھی ان کتبِ حدیث سے تابش و ضوء حاصل کی اور اپنی روح کی بالیدگی کا سامان مہیا کیا اور اس زمانہ بلکہ قیامت تک آنے والا ہر شخص ان سے اخذ و استفادہ اور روشنی حاصل کرتا رہے گا، اور ان شاء اللہ یہ مبارک سلسلہ روزِ جزا سے پہلے تک جاری رہے گا۔

اسی سلسلے کی ایک بنیادی کڑی اور ان خوش نصیبوں، طالع ارجمندوں اور سعادت مندوں میں سے ایک قابلِ صد افتخار نام **امام احمد بن حنبل** رحمہ اللہ کا بھی ملتا ہے، جن کی عظیم خدمات احادیث کی ایک شکل ”مسند الامام احمد بن حنبل“ کی صورت میں موجود ہے، اگلے صفحات پر امام صاحب کے سوانح عمری موجود ہیں۔

جیسے اس عالم رنگ و بو کا ہر کس و ناکس، ادنیٰ و اعلیٰ، امیر و غریب، نیک و بد، غرضیکہ ہر شخص اپنے آپ کو کچھ نہ کچھ صلاحیتوں والا اور اپنے آپ کو ان میں ممتاز سمجھتا ہے، ایسے ہی بندۂ ناچیز بھی اس رائے کا غلام ہے کہ میں گنہگار ہونے کے باوصف اپنے آپ کو بعض امور میں باصلاحیت گردانتا ہوں، لیکن یہ خیال مجھے کبھی نہیں آیا تھا، اس سوچ نے مجھے کبھی خوش نہیں کیا تھا کہ بارگاہِ ایزدی میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کی عظیم تر تصنیف حدیث کو اردو قالب میں ڈھالنے کے لیے بندۂ ناچیز کو استعمال کیا جائے گا۔ لیکن چھ سات برسوں کی محنت و مشقت اور (13341) احادیث کے ترجمہ و تشریح و تخریج کے بعد تسلی صرف اس وقت ہوگی، جب یہ ظن غالب ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اردو زبان میں پیش کیے گئے ان جملوں کو شرف قبولیت سے نواز دیا ہے، یہی حقیقی کامیابی ہے، یہی حقیقی کامرانی ہے، باقی سب کچھ رایگاں کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی مکتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہے، جب تک یہ اعزاز نہ ملے، اس وقت تک لوگوں کی مدح سرائی بھی مفید ثابت نہیں ہوتی، بلکہ مضر بن جاتی ہے، اے رب کریم! کرم فرمانا، جیسے تیری شان کے لائق ہے اور یہی تجھے زیبا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اس کتاب سے متعلقہ گزارشات پیش کریں، سب سے پہلے اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تلامذہ کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، اگر اس خدمت میں کوئی کمال ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بعد ان کے بہ سبب ہے۔ میری مراد فضیلۃ الشیخ پیر محمد یعقوب قریشی رحمہ اللہ، فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری، فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ زاہدی، فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز علوی، فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم، فضیلۃ الشیخ حافظ محمد شریف، فضیلۃ الشیخ محمد یونس بٹ، فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالحنان، فضیلۃ الشیخ پروفیسر نجیب اللہ طارق، فضیلۃ الشیخ عابد مجید مدنی، فضیلۃ الشیخ قمر الزمان مدنی، فضیلۃ الشیخ محمد مظفر شیرازی، قیمتی اور حوصلہ افزائی والے مشوروں اور مختلف صورتوں میں اعانت کی بنا پر اپنے فاضل بھائی غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری کا بھی شکر گزار ہوں۔ حَفِظَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى وَوَعَاهُمْ وَتَقَبَّلْ مَسَاعِيَهُمُ الْمُبَارَكَةَ وَشَكَرْ جُهُودَهُمْ.

اس کتاب کے بارے میں:

ہم نے اس کتاب میں درج ذیل امور کو سامنے رکھا:

۱- یہ مترجم شیخ احمد عبدالرحمن بنی ساعاتی رحمہ اللہ کی فقہی ترتیب پر مشتمل ہے اور ہم نے ”بیت الافکار الدولیة“ کے نسخے کے مطابق اس کتاب کی احادیث کی نمبرنگ کی۔

۲- احادیث پر اعراب لگائے۔

۳- سلیس اردو میں ترجمہ کیا، ذہن نشین کر لیں کہ یہ ترجمہ عربی زبان کو سمجھنے والوں کے لیے نہیں کیا گیا، بلکہ اس اردو دان طبقے کے لیے کیا گیا ہے، جو عربی زبان کو اچھی طرح نہیں جانتے، اس لیے ہم نے ترجمہ کرتے وقت بعض مقامات پر احادیث مبارکہ کے الفاظ کا نہیں، بلکہ اس چیز کو سامنے رکھا کہ اردو میں اس مفہوم کو کون سی ترکیبات میں ادا کیا جاتا ہے، تاکہ مطالعہ نگاروں کے آسانی پیدا ہو جائے اور احادیث کے مقصد کو سمجھنا ان کے لیے آسان ہو جائے۔

۴- آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں احادیث کی تشریح و توضیح کی اور مختلف فیہ مسائل میں زیادہ تر صرف راجح قول پیش کرنے پر اکتفا کیا، شرح میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے بعض فقہی مباحث بھی موجود ہیں۔

۵- فوائد میں امام البانی رحمہ اللہ جیسے محققین پر اعتماد کرتے ہوئے احادیث صحیحہ کا ذکر کیا گیا، لیکن فوائد میں کتب احادیث کا حوالہ دیتے وقت ہم ہر کتاب کے مخصوص نسخے کے پابند نہ رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایک لائبریری میں بیٹھ کر یہ خدمت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

۶- احادیث کی تخریج میں درج ذیل امور مد نظر رہے:

(ا) جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کیا تو صرف ان ہی کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا، اہل علم اس راز کو سمجھتے ہیں۔

(ب) جو حدیث صحیحین میں نہ ہو اور سنن اربعہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور دوسرے علمی مصادر و مآخذ میں موجود ہو تو اس کی تخریج میں صرف سنن اربعہ کا حوالہ دیا، کیونکہ صحیحین کے بعد ان کتب کو خصوصی امتیاز حاصل ہے۔

(ج) اگر کوئی حدیث کتب ستہ میں نہ ہو اور دوسری کتب احادیث میں موجود ہو تو ان تمام کتب کا احاطہ نہیں کیا، بلکہ تخریج میں ان چند کتب کا ذکر کیا، جو ہمارے ہاں معروف ہیں، مثلاً مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ اور مسند ابویعلیٰ کا ذکر کر دیا اور تاریخ کبیر، شمائل ترمذی اور مسند بزار کا ذکر نہیں کیا، لیکن اگر کوئی حدیث سرے سے اس قسم کے ایک دو مآخذ میں ہی پائی جاتی ہو تو ان کا ذکر کر دیا، وہ معروف ہوں یا غیر معروف، بہر حال ہم اس ضمن میں کسی خاص ضابطے کے پابند نہیں رہے۔

(د) تخریج کرتے وقت اور احادیث پر صحیح یا ضعیف کا حکم لگاتے وقت ہم نے زیادہ تر ”الموسوعة الحدیثية“ کو سامنے رکھا اور اسی کے مطابق کتب کا حوالہ دیا، بعض مقامات پر حکم لگاتے وقت شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے کو ترجیح دی۔ (ز) ہر حدیث کا متن ختم ہونے کے بعد مسند احمد کا ایک حوالہ دیا گیا اور پھر تخریج کے بعد ایک حوالے کا ذکر کیا گیا، اول الذکر حوالے کا تعلق نسخہ بیت الافکار الدولیہ سے اور ثانی الذکر حوالے کا تعلق ”الموسوعة الحدیثية“ مسند الامام احمد بن حنبل“ طبع مؤسسه الرسالہ سے ہے، اگر قارئین خود اس موسوعہ سے تخریج کا جائز لینا چاہیں تو مذکورہ حدیث کے ساتھ ساتھ اس کے مکررات کو دیکھنا لازم ہے، ہم نے حوالہ دیتے وقت صرف ایک نمبر کا ذکر کیا ہے، بعض مقامات پر کچھ مکررات کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اہل علم کے ضابطوں کے مطابق اس مترجم میں ہر حدیث کے ساتھ مسند احمد کے مشہور نسخے کی جلد اور صفحہ نمبر کا حوالہ دینا چاہیے تھا، لیکن ہم کچھ وجوہات کی بنا پر اس بار محققین کی یہ خواہش پوری نہ کر سکے، ممکن ہے کہ اگلے ایڈیشن میں یہ تمنا بھی پورے ہو جائے۔

۲۔ کتاب کے آخر میں الف بائی ترتیب کے ساتھ احادیث کے اطراف قلمبند کر دیئے، تاکہ قارئین آسانی کے ساتھ اپنے مقصد تک رسائی حاصل کر سکیں، روایات کے الفاظ کے اختلاف کی وجہ سے ممکن ہے کہ بعض احادیث تلاش کرنے میں آپ کو مشکل پیش آئے، اس معاملے میں ہم معذرت خواہ ہوں گے، ممکن ہے کہ اگلے ایڈیشن میں اس مشکل کو آسان کر دیا جائے۔

عذر خواہی:

امام احمد رحمہ اللہ کی مسند کا ترجمہ، تشریح اور تخریج، مترجمین، شارح اور مخرج کے اندر سنت نبوی کی اتنی بڑی خدمت کی اہلیت نہیں تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کا مقدر بنا دیتا ہے تو پھر وہ اس کے اسباب بھی عطا کرتا ہے، بس ان اسباب کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اور اس کی توفیق خاص سے احادیثِ مبارکہ کی خدمت کا یہ اندازِ مکمل ہو، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ وَالْمِنَّةُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ . اس طویل کام میں غلطی کا امکان یقین کی حد تک ممکن ہے، جبکہ ناقص علمی اور اس میدان کے دوسرے لوازمات کی کمی کا اعتراف بھی بھرپور ہے اور اوقات و مصادر میں قلت کی شکایات بھی موجود ہیں۔

بہر حال اس خدمتِ حدیثِ نبویہ کی خوبیوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے اور لغزشوں کو ہمارے بشری تقاضوں کا نتیجہ سمجھ کر اصلاح کی جائے اور ہمارے لیے معافی، عمل صالح اور علم شرعی میں اضافے کی دعا کر دی جائے، اللہ تعالیٰ قارئین کا بھلا فرمائے۔

ایک اہم گزارش یہ بھی ہے کہ اس خدمت میں سات آٹھ برس کا عرصہ صرف ہو گیا، جیسے کوئی فرد خارجی عناصر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، ایسے ہی ہم ہیں، کبھی موسم کی شدت، کبھی موسم کی خوشگواہی، کبھی پرسکون لمحات، کبھی پریشان کن گھڑیاں، کبھی خوشحالی کے ایام، کبھی تنگ دستی سے واسطہ، کبھی ذہنی آسودگی اور کبھی دماغی پراگندگی، اس قسم کی اسباب کی بنا پر ہم بعض جلیل القدر ائمہ کے ساتھ دعائیہ کلمات نہ لکھ سکے، جبکہ ہم تمام ائمہ دین کے قدردان ہیں، اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے اور سب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین) اس کتاب کی تیاری میں آخر میں کچھ جلد بازی سے کام بھی لینا پڑھا، اگلے ایڈیشن میں ان شاء اللہ ایسی لغزشوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اہل علم سے گزارش:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے جناب عبد اللہ سے کہا: اِحْتَفِظْ بِهَذَا الْمُسْنَدِ ، فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِلنَّاسِ إِمَامًا .
..... تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۳۲۷)

امام عالی مقام کا یہ دعویٰ حقیقت کے عین مطابق ہے، یہ مایہ ناز کتاب تقریباً نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے تمام گوشوں اور تمام شرعی احکام و مسائل پر مشتمل ہے، اس علمی ماخذ کا حق یہ ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں اس سے رہنمائی لی جائے، لیکن عملی طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مطالعہ نگار طبقے نے اس علمی مصدر سے انصاف نہیں کیا، ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہے، ایک نسخے کے مطابق (28199) اور دوسرے نسخے کے مطابق (27647) احادیث پر مشتمل ہے اور یہ ”مُسْنَد“ ہے یعنی اس کی احادیث فقہی ترتیب کے ساتھ نہیں ہیں، جبکہ اب اختصار اور فقہی ترتیب کو ہی پسند کیا جاتا ہے۔

ہم نے اس عظیم کتاب کی خدمت کرتے ہوئے شیخ احمد عبدالرحمن بننا ساعاتی رحمہ اللہ کی فقہی ترتیب اور تکرار کے حذف کی پابندی کی ہے، تاکہ قارئین جلد مانوس ہو کر اس کتاب کے مفید پہلوؤں کا اندازہ کر لیں، اب اردو دان طبقے کو بھی دلچسپی لینے کا موقع مل گیا ہے، بہر حال ابھی تک بھی اس کتاب کی ضخامت برقرار ہے اور یہ (13341) احادیث کا مجموعہ ہے، احادیثِ مبارکہ کی اس بڑی تعداد سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں علم شرعی کی کتنی مقدار بیان کی گئی ہو

گی، تشریح و توضیح میں بیان شدہ احادیث اس کے علاوہ ہیں۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بعض احادیث میں خاص مُنْج کی وضاحت:

شرک کے علاوہ ہر گناہ قابل معافی ہے، اگر کوئی گناہ معاف نہ کیا گیا تو متعلقہ شخص کو سزا دی جائے گی، جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کریں گے، لیکن شرک کے علاوہ کوئی گناہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا سبب نہیں بن سکتا، اس شرعی مزاج اور اتفاقی قانون کے بعد بعض احادیث مبارکہ میں بعض گناہوں کی سخت سزائیں بیان کی گئی ہیں، مثال کے طور پر درج ذیل حدیث ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَسْلُجُ حَائِطَ الْقُدْسِ مُذْمِنٌ خَمْرًا، وَلَا الْعَاقَ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا الْمَتَانَ عَطَاءً هُ)) ”شراب پینے پر ہمیشگی کرنے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور اپنے دیے پر احسان جتلانے والا پاکیزہ باغ یعنی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“ (مسند احمد: ۱۳۳۹۳)

شریعت کے مزاج کو سمجھنے والا آدمی آسانی سے یہ ادراک کر سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ان گناہوں کی سنگینی کو بیان کرنا اور ان سے نفرت دلانا ہے، لہذا ہم ایسی احادیث کی کوئی تاویل نہیں کریں گے، تاکہ قارئین ان کا مطالعہ کر کے برے انجام سے ڈر کر ان گناہوں سے باز آجائیں۔
ایک اور مثال پر غور کریں:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجَلِّ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمِ صَغِيرَنَا)) ”وہ آدمی میری امت میں سے نہیں ہے، جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا، چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے اہل علم کا حق نہیں پہنچانتا۔“ (مسند احمد: ۲۳۱۳۵)

نیز کئی احادیث مبارکہ میں ایسے گناہوں کے ساتھ ”لَيْسَ مِنَّا“ (وہ ہم میں سے نہیں ہے) کے الفاظ موجود ہیں، جن کو ہمارے ہاں یا تو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا اور عام گناہ سمجھ لیا جاتا، جبکہ یہ الفاظ تو بڑے سخت ہیں کہ وہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے نہیں ہوتا۔

اس لیے اس ترکیب کی کئی تاویلیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً وہ ہمارے آداب پر نہیں یا وہ ہماری طرح کا مسلمان نہیں ہے۔

جبکہ امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ اس قسم کے مفہیم و مطالب کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حدیث میں وارد ہونے والے ایسے الفاظ کی تاویل کرنے سے باز رہنا چاہئے تاکہ لوگوں کے قلوب و اذہان میں اس کا اثر بھی زیادہ ہو اور لوگوں کو ایسے جرائم سے باز رہنے کا فائدہ بھی ہو۔

اس لیے ہم نے کئی مقامات پر ایسی احادیث کا تاویل نہیں کی اور معاملہ قارئین کے سپرد کر دیا۔
قارئین کرام سے گزارش:

تمام قارئین سے التماس ہے کہ وہ کسی حدیث کا مطالعہ کرتے وقت سیاق و سباق میں موجود احادیث مبارکہ کا لازمی خیال رکھیں، بلکہ بہتر ہوگا کہ ایک بار پورے باب کا مطالعہ کر لیا جائے اور اگر اس باب میں گزشتہ اور آئندہ ابواب کا حوالہ بھی دیا گیا ہو تو اس کے ساتھ ان ابواب کا مطالعہ بھی کیا جائے، اگر دوسرے ابواب کا حوالہ نہ دیا گیا ہو تو اگلے پچھلے ابواب کو ضرور دیکھا جائے، اگر ان کے نام سے اندازہ ہو رہا ہو کہ ان کا تعلق بھی زیر مطالعہ باب سے ہے تو ان کا مطالعہ بھی کیا جائے، کتاب نبی کے اس انداز سے مختلف اشکالات پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گے۔ اگر کوئی حدیث اور اس کی تشریح طوالت یا مشکل ہونے کی وجہ سے سمجھ نہ آ رہی ہو تو اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگ کر اور درود شریف پڑھ کر دو تین بار اس بحث کا مطالعہ کیا جائے، اگر پھر بھی تشکیقی باقی ہو تو اہل علم سے ضرور رابطہ کیا جائے۔

جو قارئین علم شریعت کا وسیع علم نہ رکھتے ہوں، ان سے گزارش ہے کہ وہ مطالعہ کی مقدار کم رکھیں اور جتنا مطالعہ کریں، اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، بغیر عمل کے زیادہ مطالعہ کرنے کا نتیجہ بے برکتی کے سوا کچھ نہیں ہے، بہتر ہوگا کہ احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرتے وقت بھی با وضو رہا جائے، ان شاء اللہ اس سے برکت و روحانیت میں اضافہ ہوگا۔
اظہار تشکر:

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خیر و بھلائی کے امور کو آسان کر دیتا ہے، اسی کی توفیق سے ہر نیکی کرنے کی طاقت اور ہر برائی سے بچنے کی قوت ملتی ہے، ہم اس موقع پر ربّ جلیل کا جو شکر یہ ادا کرنا چاہتے ہیں، قلوب و اذہان کے تصورات کو الفاظ شرمندہ تعبیر نہیں کر سکتے۔ اگر سارا مال و متاع اس کے راستے میں وقف کر دیا جائے اور زبانیں ”الحمد للہ“ کہتے کہتے ساکن ہو جائیں، تو شاید اس کے جزاویں حصے کا بھی حق ادا نہ ہو سکے۔ (تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا جُهْدَنَا هَذَا وَاعَادَنَا مِنَ الشَّرِّ الْعَاجِلِ وَالْآجِلِ)

اس کے ساتھ ہم تمام ممبران ادارہ محمد اکرم سلفی، ابو طلحہ صدیقی، محمد شاہد انصاری، ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہم اللہ تعالیٰ اور فاضل بھائی محمد رمضان محمدی حفظہ اللہ تعالیٰ کے بے حد ممنون و مشکور ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت حدیث کے لیے جن کو بہت بڑا وسیلہ اور سبب بنایا۔ اس کے علاوہ بھائی عبدالرؤف کا بھی ممنون ہوں جن کی کاوش و محنت سے اس کتاب کی کمپوزنگ میں جدت پیدا ہوئی اور خوبصورتی کو چار چاند لگے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کے علم و عمل، تقویٰ و پارسائی اور مال و دولت میں اضافہ فرمائے اور دونوں جہانوں ان کو خوش و خرم رکھے۔

اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث مولانا حافظ عبداللہ رفیق صاحب حفظہ اللہ (جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور) کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے نظر ثانی کر کے اس مترجم میں موجود نقائص کو دور کرنے کی بھرپوری سعی کی۔

ہم آخر میں اپنے ان شاگردوں کا شکر یہ ادا کرنا کبھی نہ بھولیں گے، جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے مختلف انداز میں ہمارا خوب تعاون کیا، اس موقع یہ یہ پیارے اسماء ہمارے ذہن میں آ رہے ہیں: حافظ محمد عطاء اللہ، بشارت حسین مدنی، حافظ مقصود احمد اور خالص طور پر محمد عمران مجاہد، مؤخر الذکر بچے نے اس میدان میں ہمارے ساتھ بہت تعاون

کیا، اور ضرورت کے مطابق بعض کتب کی فراہمی کی صورت میں شاگردِ درشید حافظ محمد مزمل کا بھی شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو برکت والی بنادے، ان کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے اور امورِ خیر کے لیے ان کو استعمال کرتا رہے۔ (اٰمِیْنُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ!)

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ سے تھی ابتدا میری، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ہے انتہا میری، قارئین! سدا خوش رہو، یہی ہے دلی دعا میری﴾

کتابہ

العبد الفقير الى الله الغني

ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

عَفَى اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَعَنْ اَسَاتِدَّتِهِ

خریج: مرکز التریبۃ الاسلامیۃ، فیصل آباد (پاکستان)

0334-9831804

جمعة المبارک

18 شوال 1435ھ (15 اگست 2014ء)

www.KitaboSunnat.com

حالات زندگی

(امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً)

(۱۶۴ھ - ۲۴۱ھ)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ، وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ
الذِّينِ -

أَمَّا بَعْدُ:

جمعہ کا دن تھا، ۲۴۱ھ کے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی، بغداد کی سرزمین تھی، اس دن اس سرزمین میں نہ
صرف خلق خدا کو حرارت اور روشنی مہیا کرنے والا سورج غروب ہوا، بلکہ وہ شمع بھی بجھ گئی، جو مسلسل کئی برسوں سے امت
مسلمہ کے تشکال علم حدیث کے لیے ضیاء فشاں کی حیثیت سے روشن تھی اور جس کے وجود سے شیفتگان سنت کو گرمی و
تمازت پہنچتی تھی، گویا امت مسلمہ ظاہری سورج کے ساتھ ساتھ ایک باطنی آفتاب عالم تاب سے بھی محروم ہو گئی۔ ﴿وَإِنَّا
لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾

میری مراد جنیل استقامت، محدث العصر، خادم حدیث نبوی، نابغہ روزگار، یکتائے زمانہ، عبقری دوراں، امام اہل
سنت، اصحاب کتب ستہ کے شیخ محترم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔
نسب نامہ:

امام صاحب کا نام احمد اور کنیت ابو عبد اللہ ہے، والد کا نام محمد اور دادا کا نام حنبل ہے، والد کی بجائے دادا کی نسبت
زیادہ مشہور ہے، جیسا کہ آپ احمد بن حنبل کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے جناب عبد اللہ رحمۃ
نے اپنے باپ کا نسب یوں بیان کیا: احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن
عبد اللہ بن میان بن عبد اللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ
بن عکابہ بن صععب بن علی بن بکر بن وائل الذہلی، الشیبانی، المروزی ثم البغدادی۔

معلوم ہوا کہ آپ کا نسب نامہ عربی ہے اور ماں باپ کی طرف سے آپ شیبانی ہیں، عرب ہونے کی وجہ سے آپ
کی سیرت میں جرات، حق گوئی اور حمیت وغیرت کی ایک واضح علامت تھی۔ شیبانی قبیلہ کا تعلق قبیلہ عدنان سے ہے اور
عدنان حضور ﷺ کے نسب میں شامل ہیں جیسا کہ ابو زہرہ نے حیات امام احمد میں تصریح کی ہے کہ شیبانی بھی عدنانی

قبیلے کا نام ہے، جو نزار بن معد بن عدنان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملتا ہے۔

قبیلہ شیبان بصرہ میں مقیم رہا، اس کے بعد خراسان کی طرف منتقل ہوا، امام احمد رضی اللہ عنہ کے والد محمد قبیلہ کے اہم افراد میں سے تھے، عربوں کے رواج کے مطابق کاشتکاری اور ہنرمندی کو زیادہ پسند نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ شجاعت، بہادری اور سپہ گری میں اپنا نام پیدا کیا زیادہ تر مشہور یہی ہے کہ امام صاحب کے والد فوج کے کمانڈر تھے، ابن جزری کے قول کے مطابق آپ کے والد مجاہدوں کے لباس میں ملبوس رہتے تھے۔

ولادت:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بغداد میں سنہ ۱۶۴ ہجری کو پیدا ہوئے، آپ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ وہ ربیع الاول سن ۱۶۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ (حیات احمد بن حنبل از ابو زہرہ: ص ۴۹) تحصیل علم:

امام صاحب نے ابتدائی علم زمانے کے رواج کے مطابق مقامی مکتب سے حاصل کیا، بغداد میں ہی آپ کی ابتدائی جسمانی اور علمی پرورش ہوئی، بغداد اس وقت علم و عرفان کا مرکز تھا، سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا، حفظ سے فارغ ہونے کے بعد تحریر و کتابت کے فن کی طرف توجہ دی، چنانچہ امام صاحب کا اپنا بیان ہے کہ ”میں ابھی بالکل بچہ تھا کہ حفظ قرآن سے فارغ ہو گیا، چودہ سال کا تھا کہ تحریر و کتابت کی مشق و تحصیل میں منہمک ہو گیا۔“ (حیات احمد بن حنبل از ابو زہرہ: ص ۵۷)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے امام احمد رضی اللہ عنہ کے بارے لکھا ہے: ”آپ حدیث، فقہ اور زہد و ورع میں پیشوا ہوئے، سند عالی اور علم حدیث حاصل کرنے کے لیے اپنے وطن سے رحلت اختیار کی اور متعدد ممالک کا سفر کیا۔“

(تہذیب التہذیب: ۱/۷۲-۷۴)

مقامی مدارس سے حصول تعلیم کے بعد متعدد ممالک میں جا کر خاص طور پر علم حدیث حاصل کرنا متعدد کتب میں مذکور ہے۔ جبکہ مسند احمد کے مقدمہ میں امام احمد کے تعارف میں یہی مذکور ہے کہ ”وطلب الحدیث فی سنہ، وھو ابن ست عشرة سنہ ورحل الی الکوفۃ سنة بعد ان عکف علی ہشیم الی وفاته، ثم دخل البصرة، ومکہ، والمدینہ، واليمن والجزیرۃ والشام۔۔۔۔۔“ ”سولہ سال کی عمر علم حدیث کا حصول شروع کر دیا، پھر وہ ایک سال کے لیے کوفہ گئے اور اپنے استاد ہشیم کے ساتھ پابندر رہے، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے، پھر امام صاحب نے بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، جزیرہ اور شام کا سفر کیا۔“ (الاعلام از خیر الدین زرنگی: ۱/۲۰۳) مشائخ اور اساتذہ:

امام احمد بن حنبل نے جن لوگوں سے کسب فیض کیا۔ ان میں سے چند حضرات کے اسما درج ذیل ہیں:

امام شافعی، قاضی ابو یوسف، عبدالرحمن بن مہدی، ابوداؤد طیالسی، ہشیم، ابراہیم بن سعد، سفیان بن عیینہ، عباد بن

عباد، اسحاق بن عینی، اسماعیل بن علیہ، سفیان بن عیینہ، عبدالرحمن بن سیدی، عبدالرزاق بن حمام، فضل بن دکین، قیقیہ بن سعید، وکیع بن جراح، یحییٰ بن آدم، یحییٰ بن سعید القطان۔

ان میں سے بھی اڈل درجہ ان لوگوں کا ہے جن سے امام احمد نے احادیث لی ہیں اور ان میں اعلیٰ درجہ امام ہشیم کا ہے۔

تلامذہ:

تقریباً آپ کے بعد تمام محدثین عظام آپ کے شاگردوں کے زمرے میں آتے ہیں، مثال کے طور پر: امام بخاری، امام مسلم، ابراہیم بن اسحاق، عبداللہ بن احمد، صالح بن احمد، بشر بن موسیٰ، رجا بن مرجمی، ابو زرعہ دمشقی، ابو حاتم رازی۔

دنیاۓ حدیث نبوی میں سب سے زیادہ مقبولیت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مقدر بنی ہے اور ان دونوں کتابوں کے مصنفین امام احمد برائے اللہ کے شاگرد ہیں۔

تجرب کی بات یہ ہے کہ وہ شیوخ جن سے آپ نے حدیث کا سماع کیا، جیسے وکیع بن جراح، یحییٰ بن آدم، امام شافعی، عبدالرحمن بن مہرہ وغیرہ ہیں، انھوں نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا۔ مزید چند شاگردوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن محمد، احمد بن محمد بن حجاج، راہویہ، ابو بکر احمد بن زبیر بن حرب، محمد بن احمد بن زبیر بن حرب۔
الغرض ان شخصیتوں کی فہرست طویل ہے، جو امام احمد بن حنبل برائے اللہ سے مستفید ہوئے۔

امام ذہبی نے ابراہیم حربی کا قول نقل کرتے ہوئے کہا: ”رأیت احمد کان اللہ قد جمع له علم الاولین والآخرین“..... (میں نے دیکھا امام احمد میں اللہ تعالیٰ نے اول و آخر کا علم جمع کر دیا۔) (تذکرہ الحفاظ: ۱۶/۱)

ذہانت:

اللہ تعالیٰ نے امام احمد برائے اللہ کو ذہانت و متانت اور عقل و فہم کی نعمت سے نوازا تھا، اس میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ امام ذہبی نے امام احمد کے بارے لکھا ہے کہ امام احمد کو استاد ہشیم سے سنا ہوا سب کچھ یاد تھا۔

(اشعة للمعات: ۱۸/۱)

شیخ الاسلام الرازی نے الجرح والتعديل میں امام شافعی کے حوالہ سے لکھا ہے: ”ما رأیت رجلین اعقل من احمد بن حنبل و سلیمان بن داؤد الهاشمی۔“..... میں نے دو آدمیوں سے زیادہ کسی کو عقل مند نہیں دیکھا، امام احمد اور سلیمان بن داؤد۔“ (الجرح والتعديل: ۲۹۴/۱)

اس سے امام احمد کے حافظ اور عقل و فہم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، جناب عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے

ایک دفعہ کہا تھا کہ ”وکیع کی کوئی کتاب لے لو، پھر اسکی کوئی حدیث بیان کرو، میں اس کی سند تمہیں بتا دوں گا۔“

(سیر اعلام النبلاء: ۴۹/۹)

امام رازی نے کہا: ”سمعت علی ابن المدینی یقول: لیس فی اصحابنا احفظ من ابی عبد اللہ احمد بن حنبل، وبلغنی انه لا یحدث من کتاب ولنا فیہ اسوة حسنه۔“..... ”میں نے علی ابن مدینی سے سنا، انھوں نے کہا: ہمارے اصحاب میں احمد سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں، وہ کتاب سے بیان نہیں کرتے تھے (بلکہ حافظے سے بیان کرتے تھے) اور ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔“

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے ”وہو ثقة صدوق کثیر الاحادیث“..... وہ ثقہ اور صادق ہیں کثیر روایات بیان کی ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ: ۴/۱۷۱)

یہی نعمت خداوندی تھی جسکی وجہ سے امام احمد نہ صرف حدیث میں بلکہ فقہ کے بھی امام تسلیم کئے جاتے ہیں، ہر طبقہ کے علما و فقہا ان کو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ امام صاحب کو بے شمار احادیث یاد تھیں جن کی تعداد لاکھوں میں ہے، بعض علماء نے دس لاکھ، بعض نے سات لاکھ احادیث کا تذکرہ کیا ہے، اس ذخیرہ احادیث میں سے ہی امام صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب ”المسند“ میں (28199) احادیث کا انتخاب کیا ہے، اگرچہ ان میں مکررات بھی شامل ہیں، علماء و محدثین نے امام احمد کو ”امام فی الحدیث“ اور ”حافظ حدیث“ کے القابات سے یاد کیا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ”خرجت من بغداد، وما خلفت بها فقه ولا ازهد ولا اورع ولا اعلم من احمد بن حنبل“..... میں بغداد سے نکلا اور میں نے احمد سے بڑھ کر کوئی فقیہ، زاہد، متقی اور عالم پیچھے نہیں چھوڑا۔ (تہذیب التہذیب: ۷۳/۱)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بطور محدث:

امام احمد بن حنبل کو محدث کہنا بجا طور پر درست ہے، کیونکہ کسی محدث نے اس بات کا رد نہیں کیا کہ امام احمد محدث نہ تھے اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام صاحب اپنے زمانے کے عظیم محدث تھے۔ لاکھوں حدیثوں کے حافظ تھے، اکثر لوگوں نے آپ سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ آپ کے شاگردوں میں بے شمار محدثین ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ذکر کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: آپ ہم سے زیادہ احادیث سے واقف ہیں، جب کوئی حدیث صحیح ہو اور آپ کو معلوم ہو، تو آپ مجھے بتایا کریں تاکہ میں اس کو اپنا مذہب قرار دیا کروں۔

(حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۳۳۷)

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو محدث اعظم سمجھتے ہیں، جس قدر امام احمد محدث ہیں، ان کو اسی طرح جرح و تعدیل کا بھی امام مانا جاتا ہے، کیونکہ انھوں نے حدیث کو لینے کے اصول و ضوابط مقرر کئے اور کسی ایسے شخص سے وہ حدیث نہیں لیتے تھے، جسے وہ ضعیف یا ناقابل اعتبار سمجھتے تھے، جیسا کہ حیات امام احمد میں لکھا ہے کہ ”

امام احمد نے کسی ایسے شخص سے روایت نہیں لی جو ضعیف ہو یا ضبط و فہم پر دسترس نہ رکھتا ہو، جب کسی شخص کے بارے میں یہ یقین ہو جاتا کہ وہ ثقہ ہے تو اسکی روایت کو قبول کر لیتے تھے۔ (حیات احمد بن حنبل: ص ۲۶۱)

اگر حدیث بیان کرنے کے بعد امام احمد کو کسی راوی پر شک ہو جاتا تو اس حدیث کو ترک کر دیتے جیسا کہ مسند احمد کی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی حدیث نمبر (۲۹۵۰) ہے، امام صاحب نے اس حدیث کو ترک کر دیا تھا، جناب عبداللہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا: ”فظننت انه ترك حدیثه من اجل انه روى عن عمر بن خالد الذی یحدث عن زید بن علی و عمر و بن خالد لا یساوی شیاء“..... میرے خیال میں میرے والد نے یہ حدیث عمر بن خالد کی وجہ سے ترک کر دی تھی، یہ زید بن علی اور عمرو بن خالد سے بیان کرتا ہے اور بالکل بے قیمت راوی ہے۔ (مسند احمد: ۲۹۵۰)

اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام صاحب نے روایت حدیث میں کس قدر احتیاط برتی ہے۔

امام علی بن مدینی نے کہا: ”حدثنا عبد الرحمن سمعت ابي يقول، كان احمد بن حنبل بارع الفهم لمعرفة الحديث بصحيحه و سقيمہ، و تعلم الشافعی اشیاء من معرفة الحديث منه، و كان الشافعی يقول لا احمد: حدیث كذا و كذا قوی الاسناد محفوظ؟ فاذا قال احمد: نعم، جعله اصلا و بنی علیہ۔“..... عبدالرحمن بیان کرتے ہیں امام احمد عقل و فہم میں پختہ، حدیث کے صحیح و ضعیف کی پہچان رکھتے تھے، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے حدیث حاصل کی اور ان کا حوالہ دیتے اور امام شافعی، امام احمد سے کہتے تھے: کیا فلاں فلاں حدیث کی سند قوی اور محفوظ ہے؟ اگر امام احمد کہتے ہیں: جی ہاں، تو امام شافعی اس حدیث کو اصل قرار دے کر اس پر بنیاد رکھ دیتے۔ (الجرح والتعديل: ۳۰۲/۱)

شاہ ولی اللہ نے حجة اللہ البالغہ میں امام صاحب کو اولاً اس طبقے میں شمار کیا ہے، جنہوں نے جرح و تعدیل پر بے شمار کام کیا ہے، جیسا کہ انہوں نے امام احمد کے بارے میں لکھا ہے ”و هذا الطبقة هي الطراز الاول من طبقات المحدثين، فرجع المحققون منهم بعد احكام من الرواية و معرفة مراتب الاحاديث الا الفقه فلم يكن عند هم من الرأي ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى مع يرون من الاحاديث والاثار المناقضة في كل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا يتتبعون احاديث النبي ﷺ و اثار الصحابة و التابعين۔“..... یہ طبقہ محدثین (جن میں امام احمد کو شمار کیا ہے) فن روایت اور حدیث کو مکمل کرنے کے بعد فقہ کی طرف متوجہ ہوئے، گزشتہ کسی ایک کی بھی تقلید نہیں کی، جن قواعد کو طے کیا، ان کے مطابق رسول ﷺ کی احادیث اور صحابہ و تابعین کے آثار کو لیا۔ (حجة اللہ البالغہ: ۳۳۸/۱)

اس لحاظ سے امام احمد کا فن اسمائے رجال میں اہم مقام ہے، امام ابن معین نے امام احمد کے بارے میں کہا: ”كان في

احمد بن حنبل فعالٍ ماراً يتها في عالم قط، كان محدثاً، و كان حافظاً، و كان عالماً، و كان

ورعا، وکان زاہدا، وکان عاقلا۔“..... امام احمد میں ایسی ایسی صفات تھیں کہ میں نے کسی عالم میں وہ صفات نہیں دیکھیں، امام احمد محدث، حافظ، متقی، زاہد اور عقل مند تھے۔

امام زہلی نے کہا: ”اتخذت احمد حجة فيما بيني وبين الله۔“..... میں نے امام احمد کو اللہ اور اپنے درمیان حجت قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ بطور فقیہ:

امام احمد رحمہ اللہ جہاں ایک بہت بڑے محدث ہیں، وہاں ایک فقہی مسلک کے امام بھی ہیں، جسے فقہ حنبلی کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: علم چار آدمیوں کے پاس جمع ہوا سب سے زیادہ فقیہ احمد ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۱۶)

اصحاب احمد میں جہاں بڑے بڑے محدث پیدا ہوئے، وہاں بڑے بڑے فقیہ بھی پیدا ہوئے، ابن ندیم نے چند لوگوں کا ذکر کیا ہے جو فقہ حنبلی میں ممتاز ہیں اور انھوں نے استنباط مسائل میں حنبلی طریقہ استدلال اور اصول و ضوابط کو اختیار کیا ہے۔

ابو بکر احمد بن محمد ہیں، انکی کتاب، کتاب السنن فی الفقہ ہے، یہ کتاب مذہب امام احمد کی اساس پر تصنیف لکھی گئی۔

ابربہم بن مروزی راہویہ ہیں، اکابر اصحاب احمد بن حنبل میں سے ہیں، کتاب السنن فی الفقہ ان کی کتاب ہے۔ (الفہرست از ابن ندیم: ص: ۳۳۵)

ان کتابوں کا تعارف فقہ کی کتابوں میں کیا جاتا ہے، جس میں امام احمد کی باقاعدہ فقہ حنبلی کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کہا: ابو عاصم نے میرے والد کو اونچی جگہ بیٹھنے کا کہا، لیکن میرے والد نے انکار کیا اور کہا: میں ناپسند کرتا ہے کہ لوگوں کی گردنوں پر پاؤں رکھوں۔ ابو عاصم نے کہا کہ امام احمد کی یہی بات تو ان کی فقہ ہے، پھر میرے والد کو سامنے بٹھایا اور سوالات کئے میرے والد نے جواب دیئے۔ پھر ابو عاصم نے کہا: امام احمد ان لوگوں میں سے ہیں جو زمین کی بجائے دریا پر چل سکتے ہیں۔ (اشعة اللمعات: ۱/۱۸)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فقہ میں امام احمد کو ید طولی حاصل تھا اور آپ فقہی مسائل قرآن و سنت کی روشنی میں بین کرتے تھے۔

ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ نے تاریخ دعوت عزیمت میں لکھا ہے: سن ۱۸۷ء ہجری میں حجاز کے پہلے سفر میں امام احمد رحمہ اللہ کی ملاقات امام شافعی رحمہ اللہ سے ہوئی، پھر بغداد میں دوبارہ ملاقات ہوئی، جبکہ وہ اپنے اصول اور دینی فقہ سب مدون کر چکے تھے۔

لیکن صحیح احادیث سے مقابلہ میں کسی بھی قیاس یا اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ شیخ محمد حضرمی بک نے لکھا ہے کہ ”امام احمد رحمہ اللہ اہل حدیث کے ان مجتہدین میں سے ہیں، جو بلا شرط خبر واحد پر عمل کرتے ہیں، جبکہ اسکی سند صحیح ہو۔“

(تاریخ فقہ اسلامی اردو، (مترجم حبیب احمد ہاشمی): ص: ۳۲۹)

امام احمد بن حنبل نہ صرف محدث تھے، بلکہ بیک وقت فقیہ بھی تھے اور محدث بھی اور ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ امام احمد حدیث کے ساتھ ساتھ علم فقہ اور استنباط مسائل میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے، اہل الرائے کی کتب کو یاد بھی کیا، اس علم کو سیکھا بھی پسند بھی کیا اور فقہ کو مدون بھی کیا اور کروایا۔ اسکی تکمیل آپ کے خاص شاگردوں نے فرمائی، ہر صدی میں فقہ حنبلی کے ائمہ موجود رہے اور اسی طرح ان کے پیروں کا رہی۔ اگرچہ فقہاء کے طریقہ سے اختلاف کیا، اپنے اصول خود مرتب کئے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے ”حجۃ اللہ البالغہ“ میں اہل الحدیث کا طریقہ اور اصول لکھے ہیں۔ شاہ صاحب نے اہل الحدیث کے اصولوں کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

اس سے اندازا ہوتا ہے کہ اہل الحدیث اور اہل الرائے کے طریقہ استدلال اور استنباط کے طریقے میں فرق ہے۔ یہی معاملہ امام احمد بن حنبل کا ہے جس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے کہہ دیا کہ وہ فقیہ نہ تھے، بلکہ محدث تھے۔

فقہ حنبلی کے اصول:

امام صاحب نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے کچھ ایسے اصول اختیار کئے، جو بعد میں فقہ حنبلی کی اساس قرار پائے، یہ پانچ اصول ہیں جو آپ کے فتاویٰ میں واضح طور پر ملتے ہیں اور انہی پر ہی آپ کی فقہ کا دار و مدار تھا، امام محترم اگر دلائل کو متعارض پاتے تو بالکل فتویٰ نہ دیتے اور اگر کسی مسئلے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہوتا یا کوئی حدیث آپ کے علم میں نہ ہوتی یا کسی صحابی یا تابعی کا قول نہ ملتا تو توقف فرماتے۔

جس مسئلے میں سلف سے کوئی اثر نہ ملتا تو بھی فتویٰ نہیں دیتے تھے، ایسے موقع پر آپ فرمایا کرتے تھے: اس مسئلے پر رائے دینے سے بچو، جس میں تمہارے پاس کوئی راہنما نہ ہو، جب مسائل کا جواب دیتے یا لکھتے تو کھلے دل سے فقہاء محدثین کے فتاویٰ کو اور امام مالک رحمہ اللہ اور اصحاب مالک کے فتاویٰ وغیرہ کو بطور دلیل پیش کر دیا کرتے، ایسے فتویٰ سے روکا کرتے جس میں حدیث سے اعراض نظر آتا ہو یا حدیث کے مطابق وہ فتویٰ نہ ہو اور نہ ہی ایسے فتویٰ کو قابل عمل سمجھتے تھے، وہ پانچ اصول درج ذیل ہیں۔

(۱) نصوص..... نص کی جمع ہے، جس سے مراد قرآن و حدیث سے کوئی دلیل جو نص کی صورت میں ہو، نص جب انہیں مل جاتی تو اسی کے مطابق فتویٰ دے دیا کرتے، خواہ کسی نے بھی اس کے خلاف کہا ہو، حدیث صحیح پر کسی کے قول، عمل، رائے اور قیاس کو مقدم نہیں کیا کرتے تھے، نہ ہی اجماع کو وہ حدیث صحیح پر مقدم کرتے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ایسے اجماع کو تسلیم ہی نہیں کیا جو صحیح حدیث کی موجودگی میں اس کے برعکس کیا گیا ہو، کسی مسئلے پر اجماع کے دعوے کو بھی تسلیم نہیں کیا کرتے تھے، اس لئے کہ جو یہ دعویٰ کر رہا ہے اسے کیا علم کہ علماء نے اس سے اختلاف کیا ہو اور یا اس اختلاف کا علم اسے نہ ہو۔

(۲) فتاویٰ صحابہ..... کسی صحابی کا فتویٰ مل جانے کے بعد اس کی مخالفت کسی اور صحابی سے نہ ملتی تو فتویٰ اس کے مطابق دیتے، ایسے فتویٰ کو اجماع تو نہ کہتے بلکہ یہ فرمایا کرتے: اس کے بارے میں مجھے کسی ایسی بات کا علم نہیں جو اس صحابی کی بات کو رد کرتی ہو، اس نوع کا کوئی فتویٰ آپ کو بھی اگر مل جاتا تو کسی کے عمل، رائے یا قیاس پر اسے مقدم نہیں کرتے تھے۔

(۳) اقوال صحابہ کا چناؤ..... جب اقوال صحابہ میں انہیں اختلاف نظر آتا تو اس صورت میں وہ اس صحابی کا قول لیتے جو کتاب و سنت کے قریب ترین ہوتا اور اگر کسی کے قول کی کوئی موافقت نہ ملتی تو اس مسئلے میں اختلاف کا ذکر فرماتے، مگر کوئی حتمی رائے نہ دیتے۔

(۴) حدیث مرسل..... کسی مسئلے میں اگر صحیح حدیث نہ ہوتی تو امام محترم حدیث مرسل اور حدیث ضعیف سے بھی استدلال لیتے، ایسی حدیث کو تو وہ قیاس پر بھی ترجیح دے دیا کرتے، ضعیف حدیث سے مراد ان کے ہاں کوئی باطل حدیث، یا منکر حدیث، یا اس راوی کی حدیث نہیں جو متہم ہو، بلکہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث، صحیح کی ایک قسم ہی ہے، جو حسن کے درجے کی ہے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں حدیث کی دو ہی اقسام ہوا کرتی تھیں صحیح اور ضعیف، ضعیف حدیث کے کچھ مراتب تھے، جن کی ادنیٰ قسم وہ ضعیف ہوا کرتی تھی جو بعد میں حسن کہلائی، جب کسی مسئلے میں کوئی ایسا اثر نہ پاتے یا کسی صحابی کا کوئی قول نہ ملتا یا کوئی اجماع اس کے خلاف نہ ملتا، جو اس ضعیف حدیث کو رد کر سکے تو قیاس کو ترجیح دینے کی بجائے اس پر عمل فرماتے، تمام ائمہ کی طرح ان کا بھی یہی اصول تھا کہ ضعیف حدیث کو قیاس پر مقدم رکھا جائے۔ (اعلام الموقعین)

(۵) ضرورۃ قیاس..... جب کسی مسئلے میں ان کے پاس کوئی نص نہ ہوتی اور نہ ہی قول صحابہ یا صحابی، نہ کوئی اثر مرسل یا ضعیف، پھر آپ پانچویں اصول کی طرف توجہ فرماتے، جسے قیاس کہتے ہیں۔ اسے بھی امام محترم نے بوقت ضرورت استعمال کیا ہے۔ ابو بکر الخلال کی کتاب میں ہے: امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے قیاس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: ضرورت کے وقت اس کی طرف بھی رخ کیا جاسکتا ہے۔ (اعلام الموقعین)

مجلس امام احمد رحمہ اللہ:

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو کچھ خصوصی عنایات فرماتا ہے اور جو لوگ اس کے مقربین ہوتے ہیں ان پر تو اس کا خاص انعام و اکرام ہوتا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ کی معیت کے ساتھ خاص نوازشات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، قرآن و سنت کا درس دینے والے علماء کی ایک خاص شان ہوتی ہے، تاریخی اور اراق سے معلوم ہوتا ہے، ائمہ اربعہ کی مجالس میں ایک خاص جلال، رعب اور شان و عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ بڑے بڑے محدثین فقہاء اور مجتہدین امام احمد رحمہ اللہ کی مجالس میں جا کر بیٹھتے حتیٰ کہ بڑے بڑے بادشاہ اور انکی اولادیں بھی امام صاحب کی مجالس میں جا کر بیٹھتے اور درس حدیث سنتے۔ ایک وقت

ہزاروں کی تعداد میں سامعین ہوتے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے علوم الحدیث میں کہا: ”بعض راویوں کا بیان ہے کہ امام احمد برائے کے درس کے سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی تھی، جن میں سے پانچ پانچ سو صرف لکھنے والے ہوتے تھے، ان کی مجالس بہت سنجیدہ اور باوقار ہوتی تھی۔“

ابوالحسن ندوی نے تاریخ و دعوت و عزیمت میں امام احمد برائے کے رفتی کے قول کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا: ”میں نے غریب آدمی جتنا امام احمد کی مجلس درس میں دیکھا ہے اور کہیں نہیں دیکھا، وہ غرباء کی طرف متوجہ رہتے تھے، امراء سے بے رخی برتتے، ان میں حلم و وقار تھا، ان کے مزاج میں عجلت نہ تھی، بڑے متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ طمانیت اور وقار چہرے سے عیاں تھے، عصر کے بعد جب درس کے لئے بیٹھتے، تو جب تک سوال نہ کیا جاتا، گفتگو نہ فرماتے تھے۔“

احمد شاہ برائے نے ”المسند“ میں ایک مقدمے میں امام مروزی کے حوالے سے یہی واقعہ لکھا ہے۔ اشعة اللمعات میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے: ”امام احمد بن حنبل کے ساتھ بیٹھنا اور مجلس کرنا دراصل آخرت کی کسی چیز کے ساتھ بیٹھنے کے مترادف ہے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دنیا کی ہر چیز بھول جاتی تھی۔“ تقویٰ اور خشیت الہی:

تقویٰ اور خشیت الہی ایسی صفات ہیں، اللہ تعالیٰ یہ صفات جس شخص کو ودیعت کرتا ہے، تو اس شخص کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے، اس کی زندگی بھی جنت بن جاتی ہے اور آخرت کے انعامات کا تو کوئی حساب نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ﴾ (سورۃ رحمن: ۴۶)

”اور جو اللہ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔“

امام احمد برائے اس آیت کے مصداق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اندر بھی زندگی میں زمانے بھر کی ابتلاء و مصائب کے باوجود طمانیت اور دل کا سکون تقویٰ کی وجہ سے عنایت فرمادیا تھا، جبکہ ان کے حق میں آخرت کے انعامات تو بے حساب ہوں گے (ان شاء اللہ)۔ ابن جوزی نے ابوبکر مروزی کے حوالے سے ایک خواب نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام احمد برائے کو خواب میں دیکھا کہ ایک روضہ میں جلوہ افروز ہیں، دو سبز چادریں پہنی ہوئی ہیں، آپ کے سر پر ایک ایسا تاج ہے، جو بقعہ نور معلوم ہوتا ہے، آپ نئی چال سے چل رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کیسی چال چل رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: دارالسلام کے خدام کی یہی چال ہوتی ہے، میں نے پوچھا کہ یہ تاج کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: میرے خدانے مجھ سے بڑا ہی آسان حساب لے کر میری مغفرت فرمائی ہے، مجھے دیدار کی اجازت سے ممتاز فرمایا ہے اور یوں خطاب کیا ہے: اے احمد! یہ وقار کا تاج ہے، جس طرح تو نے صبر و استقامت سے میرے کلام کو غیر مخلوق کہا اس کا یہ صلہ ہے۔ (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال)

ابتلاء کے زمانے میں جب جان خطرے میں تھی لیکن ایک اللہ کے سوائے کسی کا خوف دل میں نہ تھا، ایک دفعہ

خليفة کے دربار میں لائے گئے، اس حال میں کہ بیڑیاں لگی ہوئی تھیں، آپ کے سامنے دو آدمیوں کے سر قلم کر دیے گئے، مگر آپ پر ذرا بھی خوف طاری نہ ہوا، بلکہ دربار میں ایک امام شافعی کے شاگرد پر نظر پڑی تو اس سے پوچھا کہ تمہیں مو زوں کے مسح کے بارے میں امام شافعی کا کوئی قول یاد ہے، اس سوال سے آپ کا بدترین دشمن احمد بن ابی داؤد تعجب سے کہنے لگا: اس شخص کو دیکھو جو ضرب شمشیر سے اتنا قریب ہے، پھر بھی فقہی مسائل میں الجھا ہوا ہے۔ (حیات امام احمد بن حنبل: ۱۶۳)

یہ حال اسی شخص کا ہو سکتا ہے جو صرف تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو، امام احمد میں جس قدر اوصاف حمیدہ تھے، ان کا بنیاد یا اساس دراصل خوف خدا، تقویٰ اور خشیت الہی ہی تھی۔ اس وصف نے ان کے اندر صبر و استقلال، بہادری، جرأت، شجاعت جیسی صفات پیدا کر دی تھیں، خدا کا خوف دل میں اس قدر گھر کر گیا تھا کہ دنیا کی جاہ و جلال اور شہرت سے دور بھاگتے تھے، ابو زہرہ نے ہی حیات امام احمد میں لکھا ہے: امام احمد فرماتے تھے: اگر کوئی مجھے راستہ ملے تو کہیں نا معلوم مقام کی طرف بھاگ جاؤں، یہاں تک میرے ذکر کا سلسلہ بند ہو جائے، جی چاہتا ہے کہ مکہ کی گھاٹیوں میں کسی گھاٹی میں چھپ جاؤں یہاں تک کہ مجھے کوئی یاد نہ کرے، میں شہرت کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہوں، اس سے بچنے کے لئے صبح و شام موت کی آرزو میں رہتا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے بارے میں امام احمد رحمہ اللہ کا موقف:

اس ضمن میں امام صاحب رحمہ اللہ کا ایک قول ذکر کر دینا ہی کافی ہے: حنبل بن اسحاق نے کہا: سألت أبا عبد الله عن الأحاديث التي تروى عن النبي ﷺ ((إن الله ينزل إلى سماء الدنيا)) فقال: نؤمن بها، ونصدق بها، ولا نرد شيئاً منها، إذا كانت أسانيد صحاحا، ولا نرد على رسول الله ﷺ قوله، ونعلم أن ما جاء به حق۔..... میں نے ابو عبد اللہ (امام احمد) سے ان احادیث کے بارے میں سوال کیا، جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، مثال کے طور پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں۔“؟ تو انھوں نے کہا: ہم ان پر ایمان لاتے ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان میں سے کسی چیز کو رد نہیں کرتے، بشرطیکہ سندیں صحیح ہوں، اور ہم رسول اللہ ﷺ کے قول کو رد نہیں کرتے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں، وہ حق ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۳۰۴/۱۱)

بہت خوبصورت انداز میں امام صاحب نے اپنے اور سلف صالحین کے نظریے کی وضاحت کی ہے۔

دنیا سے بے رغبتی اور بے اعتنائی:

امام احمد بن حنبل کو زندگی میں دو مصائب کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر مصیبت اور امتحان سے ان کو با عافیت کامیاب قائم کیا۔ ایک مسئلہ خلق قرآن کی آزمائش تھی، دوسرا مسئلہ دنیا آپ کے قدموں میں رکھ دی گئی۔ حالا نکہ بہت سے ہم عصر علماء اس مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ لیکن امام صاحب نے دنیا کی دولت کو ٹھوکر مار دی۔ حافظ ابن

کثیر نے ”البدایہ والنہایہ“ میں لکھا ہے کہ ”ایک دفعہ مامون نے اصحاب الحدیث کی طرف بہت سا سونا بھیجا، سب نے وہ حاصل کر لیا، ماسوائے امام احمد بن حنبل کے۔“

امام احمد نے فقر کی جو زندگی اختیار کی، وہ انبیاء کی طرح کا فقر اختیار ہی تھا، جیسا کہ جب حضور ﷺ کو پہاڑ کو سونا بنانے کا اختیار پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔

اسی طرح امام احمد رضی اللہ عنہ نے کے سامنے دنیا لائی گئی، مگر آپ نے اس کو ٹھکرادیا، اسکی وجہ سے جو عارضی نقصان ہوا اسکو برداشت بھی کر لیا، لیکن کسی کے سامنے نہ ہاتھ پھیلا یا، نہ کسی سے دنیا کا مال قبول کیا، اس میں صالح اور غیر صالح، بادشاہ اور غیر بادشاہ سب برابر تھے، وسائل کی کمی کا سامنا بھی امام احمد کو کرنا پڑا اور یہ چیز ان کے عظیم مشن میں رکاوٹ بھی بنتی تھی، جیسا کہ ابو زہرہ نے حیات امام احمد میں لکھا ہے۔ ”امام احمد نے جریر بن عبد الحمید محدث سے حدیث سننے کے لیے (ایران) جانے کا قصد کیا، لیکن خرچ نہ ہونے کی وجہ سے نہ جاسکے۔“

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کے پاس اس قدر دولت نہ تھی، اسکے باوجود کسی سے مال لینا بھی پسند نہ فرمایا۔ ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے: ”ثم اعطی مال فابی ان یقبل ذالک المال“ انہیں مال پیش کیا گیا انہوں نے لینے سے انکار کیا۔

بہت سارے واقعات ایسے بھی ہیں کہ جو علماء اور محدثین صاحب مال تھے، تحفہ کے طور پر امام صاحب کی مالی اعانت کرنا چاہتے تھے، مگر امام صاحب نے اسکو ناپسند کیا، حتیٰ کہ دینے والے وضاحت کرتے کہ یہ مال حلال ہے، نہ زکوٰۃ کا ہے نہ صدقے کا۔ مگر آپ نے انکار ہی کیا، حافظ ابن کثیر نے امام بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے۔ ”وقد کان الخلیفہ یبعث الیہ المائدۃ فیہا اشیاء کثیرۃ من الماء من الانواع وکان احمد لا یتناول منها شیئا۔“ ایک دفعہ خلیفہ نے کئی قسم کی کھانے پینے کی اشیاء بھیجیں، لیکن امام احمد رضی اللہ عنہ نے ان میں سے کچھ نہ کھایا پیا۔

(البدایۃ والنہایۃ: ۱۰/۳۲۸)

اسی طرح کا ایک واقعہ امام رازی نے عبد الرحمن بن صالح کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جناب عبد اللہ نے کہا: ”قلت لا بسی احمد الدورتی اعطی الف دینار قال: یا بنی ورزق ربک خیر وابقی۔“ (میں نے اپنے باپ امام احمد رضی اللہ عنہ سے کہا: دروتی نے ہزار دینار دیئے ہیں، انہوں نے کہا: میرے بیٹے! اپنے رب کا رزق کھاؤ جو زیادہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے) (الجرح و التعذیل: ۱/۳۰۳)

ان مثالوں سے ان کی دنیا سے بے رغبتی ظاہر ہوتی ہے، آپ دنیوی درہم و دینار کو قطعاً پسند نہیں کرتے تھے، جبکہ ایک طویل مصیبت ”مسئلہ خلق قرآن“ میں گرفتار ہوئے۔ مامون، معتمد اور واثق کا زمانہ تو ابتلاء و آزمائش کا زمانہ تھا، لیکن جب متوکل کا زمانہ آیا تو سابقہ مظالم کی تلافی کے لئے متوکل نے آپ کے لئے کچھ آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ نے ان سے انکار کیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ متوکل نے ایک بار ایک لاکھ درہم بھیجا اور اسکو قبول کرنے پر

اصرار کیا، آپ نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں اپنے مکان میں کھیتی باڑی کرتا ہوں، اس بوجھ کو اٹھا کر کیا کروں گا۔ لانے والوں نے کہا کہ امیر المومنین کا کہنا ہے قبول کر لیجئے اور پھر فقراء میں بانٹ دیجئے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: میرے دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فقیروں کا جھرمٹ رہتا ہے۔ مجھے اس ہنگامہ کی ضرورت نہیں ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی تعظیم:

امام احمد رحمہ اللہ نے عاجزی و انکساری اور دنیا سے بے رغبتی کے باوجود بہت عزت اور تعظیم پائی، ان کے مشائخ ان کی تعظیم کے معترف تھے:

امام احمد کے شیخ یحییٰ بن آدم نے کہا: احمد بن حنبل ہمارے امام ہیں۔

امام احمد کے شیخ یثیم بن جمیل نے کہا: اگر امام احمد زندہ رہے تو اپنے ہم عصروں پر حجت ہوں گے۔

امام شافعی نے کہا: اے ابو عبد اللہ! جب تمہارے نزدیک کوئی حدیث صحیح ہو تو ہمیں بھی بتلایا کرو، تم صحیح احادیث کو ہم سے زیادہ جانتے ہو۔

امام عبد اللہ بن امام احمد نے کہا: میں نے بہت سے علماء، فقہاء، محدثین، بنو ہاشم، قریشیوں اور انصاریوں کو دیکھا کہ وہ میرے باپ کے سر اور ہاتھوں کا بوسہ لیتے تھے اور اتنی تعظیم کرتے تھے کہ میں نے کسی فقیہ کی اتنی تعظیم ہوتی ہوئی نہیں دیکھی تھی، جبکہ میرے باپ اس چیز کے خواہش مند نہیں تھے۔

مروزی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ایک عیسائی طبیب، امام احمد کے پاس سے نکلا اور اس کے ساتھ ایک پادری بھی تھا، اس طبیب نے بتلایا کہ امام احمد کا دیدار کرنے کے لیے یہ پادری میرے ساتھ آیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مسلم بھی امام صاحب کی تعظیم کرتے تھے۔

مسئلہ خلق قرآن اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عزم و استقلال:

امت مسلمہ میں فتنوں کا آغاز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوا، یہودی لابی کے متحرک ہونے سے امت میں انتشار پھیلا، سبائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، اسکے بعد امت متحد نہ ہو سکی اور حالات بدتر سے بدتر ہوتے گئے، بنو امیہ اور بنو عباس کے باہمی اختلافات نے بھی امت کا شدید نقصان کیا اور اس کے نتیجے میں بہت سارے باطل فرقوں نے جنم لیا، جس سے امت کی بے چینی میں اضافہ ہوا، بنو امیہ کے خاتمے کے بعد جب بنو عباس کا دور آیا، تو ایک سیاسی استحکام کی صورت تو پیدا ہو گئی، مگر مختلف فرقوں نے سر اٹھایا۔ ہارون الرشید کے زمانے میں معتزلہ اور خوارج نے اپنی تحریکی سرگرمیاں جاری رکھیں، مگر چھپ کر کیونکہ ہارون کا معتزلہ سے اختلاف تھا، اس سے قبل دور بنو امیہ میں جب معتزلہ نے اپنے مذہب اور مسلک کی اشاعت کی کوشش کی تو اس کو سختی سے دبا دیا گیا، کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے یہ کہا کہ قرآن مخلوق ہے، وہ جعد بن درہم تھا، خالد بن عبد اللہ القسری نے اسکو قتل کروا دیا تھا۔ (حیات امام احمد بن حنبل: ص ۹۶)

لیکن جو نبی مامون کا زمانہ آیا، اس تحریک نے عروج پکڑ لیا مامون نے حکومتی سطح پر اس مذہب اور مسلک کی حمایت کا اعلان کیا، جس سے ان کے حوصلے بلند ہوئے، اس نے معتزلہ کے علماء کو اپنا وزیر اور مشیر اور بیج مقرر کیا، معتزلہ مختلف عہدوں پر فائز ہو گئے، جسکی وجہ سے علمائے حق کو مشکلات و مصائب کا شدید سامنا کرنا پڑا، یہ تحریک مامون، معتصم اور واثق کے زمانہ میں عروج پر تھی، جبکہ متوکل کے میں اس تحریک کا زور ٹوٹ گیا۔ جیسا کہ البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر نے کہا: معتصم کے زمانے میں امام صاحب کو دربار شاہی میں لایا گیا ان سے متعدد سوالات کئے گئے، قرآن کے بارے سوال کیا گیا، پھر علم کے بارے میں۔ امام صاحب نے دو ٹوک جوابات دیا اور پورے مجمع میں خلیفہ وقت کو ایک ہی بات کی ”یا امیر المومنین اعطونی شیئا من کتاب اللہ و سنۃ رسولہ حتی اقول۔“ اے امیر المؤمنین! مجھے اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ سے کوئی دلیل پیش کریں۔

فرقہ معتزلہ نے خلق قرآن کا مسئلہ اٹھا کر امت کے علمائے حق کو ایک بڑی آزمائش میں ڈال دیا، اس تحریک کے حامی علماء مامون، واثق اور معتصم کے دور میں پیش پیش رہے۔ حکومتی مشینری کے ذریعہ اپنے اس موقف کو پوری امت پر لاگو کرنے کی کوشش کی، لیکن اللہ نے ہر زمانے میں علمائے حق اور رجال اللہ پیدا کئے۔ جنہوں نے باطل کا پورے عزم و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا اور حق کا دفاع کیا، جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے: ”مامون نے حاکم بغداد کو سات بڑے محدثین کے بارے لکھا کہ ان سے مسئلہ خلق قرآن پر بات کی جائے، لیکن تمام محدثین اپنے موقف پر قائم رہے (کہ قرآن مخلوق نہیں ہے)، ان علماء میں بشر بن ولید اور ابراہیم بن مہدی کو قتل کروا دیا گیا، جبکہ باقی چاروں میں سے دو نے اپنی رائے سے رجوع کیا، محمد بن نوح کا انتقال ہو گیا اور اس میدان میں امام احمد تنہا رہ گئے۔“ (تاریخ الخلفاء: ص ۲۴۸ - ۲۴۹)

معتصم نے مسئلہ خلق قرآن پر امام احمد پر بہت زیادہ سختی کی، کوزے لگوائے۔ تین دن تک مسلسل آپ کو دربار میں بلا کر مناظرہ کروا تا، ترغیب دیتا، رعب ڈالتا، متعدد ذرائع اختیار کرنے کے بعد معتصم نے ایک بار آپ کو اتنے کوزے لگوائے کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جیسا کہ مولانا ظفر اقبال نے امام احمد کے حالات میں لکھا ہے: ”جلادوں میں سے ایک آگے بڑھتا، جب وہ تھک جاتا تو دوسرا آجاتا، دو کوزے لگاتا، انیس کوزوں کے بعد معتصم میرے پاس آیا اور کہا کہ کیوں جان کے پیچھے پڑے ہو، پھر خلیفہ نے جلادوں کو حکم دیا کوزے لگاؤ، پھر مجھ سے بات کی میں نے وہی جواب دیا، پھر حکم دیا کہ پوری قوت سے کوزے لگاؤ۔ امام کہتے ہیں: میرے حواس جاتے رہے۔ جب میں ہوش میں آیا تو دیکھا بیڑیاں کھول دی گئی ہیں، ایک شخص نے کہا: ہم نے تم کو اوندھے منہ گرایا تم کو روندنا گیا۔ امام احمد نے کہا: مجھے تو کوئی احساس نہیں ہوا۔“ (مسند احمد (مترجم مولانا محمد ظفر اقبال): ۴۲/۱)

بے شک اس طرح کی آزمائش سے نکلنا خدا کی توفیق اور مدد کے بغیر ممکن نہیں ہوتا، مگر تاریخ میں ایسے لوگ کم ہی ملتے جنہوں نے اپنی جان کی پروا کیے بغیر اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے اپنا تن من و دھن قربان کر دیا اور اللہ تعالیٰ

کے اس فرمان ﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِحَةٍ﴾ کے مصداق ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر امام احمدیہ اتنی بڑی قربانی نہ دیتے تو امت میں قرآن کریم کے حوالے سے ایک انتشار پھیل جاتا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے ”کلمہ“ اور ”روح“ کی بحث چھیڑ کر انتشار پیدا کیا، دراصل معتزلہ یہی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں قرآن کو مخلوق کہہ کر اس بحث کو چھیڑا جائے کہ قرآن قدیم ہے یا حادث، اللہ تعالیٰ نے امام احمد کی اس قربانی کے ذریعے امت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچالیا۔ آخر میں امام بخاری کے اس بیان پر بحث کو سمیٹتا ہوں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو ایسے کوڑے لگائے گئے کہ اگر وہ کوڑا ہاتھی کو لگتا تو چیخ مار کے بھاگ جاتا، امام احمد کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا، امت مسلمہ ایک بہت بڑے خطرے سے محفوظ ہو گئی۔ (علوم الحدیث از عبدالرؤف ظفر: ص ۳۰۵)

امام احمد کے متعلق بشر بن حارث نے کہا: ”امام احمد کو بھٹھی میں ڈالا گیا اور آپ کندن بن کے نکلے۔“

(تہذیب التہذیب: ۱/۷۴)

امام بخاری کے مشہور استاد اور عظیم محدث امام علی بن مدینی نے کہا: ”دین اسلام میں امام احمد جیسی استقامت کسی نے نہیں دکھائی۔“

امام علی بن مدینی نے مزید کہا: ”اللہ تعالیٰ نے دین کے غلبہ کا کام دو شخصوں سے لیا ہے، تیسرا کوئی ان کا ہمسر نہیں ہے، فتنہ ارتداد پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اور فتنہ خلق قرآن کے موقع پر امام احمد رحمہ اللہ سے۔“

(تذکرۃ الحفاظ: ۱/۱۶-۱۷)

وصیت:

وفات سے قبل امام محترم نے وصیت لکھی اور کی بھی، اس کے الفاظ یہ تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، هٰذَا مَا اَوْصِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، اَوْصِیْ اَنْهُ یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحَدُّهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَرْسَلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّهِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَاَوْصِیْ لِاَهْلِیْ وَقَرَابَتِیْ اَنْ یَّعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاَنْ یَّحْمَدُوْهُ وَاَنْ یَنْصَحُوْا الْجَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَوْصِیْ اَنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے، یہ وصیت ہے جو امام احمد بن حنبل نے کی ہے، وہ وصیت کرتے ہیں کہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کے بھیجا تا کہ وہ اس دین کو تمام مذاہب پر غالب کر دیں، خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار ہو اور میں اپنے

اہل اور قربت داروں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کی حمد و ثنا بیان کریں اور اہل اسلام کی جماعت کی خیر خواہی کریں اور میں اعلان کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر دل و جان سے راضی ہوں۔

تصانیف:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بے شمار کتب چھوڑی ہیں، ان میں سے چند ایک تصانیف درج ذیل ہیں:

المسند، کتاب العلل، کتاب التفسیر، کتاب الناسخ والمنسوخ، کتاب الزہد، کتاب المسائل، کتاب الفضائل، کتاب الفرائض، کتاب المناسک، کتاب الایمان، کتاب الاشربہ، کتاب طاعة الرسول

وفات:

طویل سفر زندگی اور مصائب نے امام صاحب کو اندر سے توڑ دیا تھا، ماہ ربیع الاول سنہ ۲۴۱ ہجری میں چند دن بیمار ہوئے، امام عبداللہ کے بیان کے مطابق جب جمعرات کے دن بیماری میں شدت آئی تو شب جمعہ بے قراری میں گزری، جمعہ کے دن ۱۲ ربیع الاول سنہ ۲۴۱ ہجری کو وصال ہو گیا ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾۔ ابن سعد نے طبقات میں وفات کے متعلق لکھا ہے۔ ”و تو فی یوم الجمعة ارتفاع النهار، و دفن بعد العصر، و حضر خلق كثير من اهل بغداد وغيرهم۔“ امام احمد جمعہ کے دن اس وقت فوت ہوئے، جب دن چڑھ آیا تھا اور عصر کے بعد دفن ہوئے، بغداد وغیرہ سے کثیر تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ (الطبقات الکبریٰ: ۷/ ۱۷۱)

حافظ ابن حجر نے جنازہ میں آٹھ لاکھ مردوں اور ساٹھ ہزار خواتین کی شرکت کا اندازہ لگایا ہے۔

(تہذیب التہذیب: ۷۵/۱)

جبکہ شیخ الاسلام امام رازی نے ابو زرہ کے حوالے سے لکھا ہے:

”بلغنی ان المتوکل امران یمسح الموضع الذی وقف الناس علیہ حیث صلی علی احمد بن حنبل مقام الفی الف و خمس مائة الف۔“ متوکل نے حکم دیا کہ امام احمد کی نماز جنازہ پر کھڑے ہونے والے لوگوں کی جگہ کی پیمائش کی جائے، پس وہ جگہ اتنی تھی کہ اس میں ساڑھے بیس لاکھ افراد سما سکتے تھے۔

(الجرح والتعديل: ۲۱۲/۱)



حالاتِ زندگی

(امام عبداللہ بن احمد رضی اللہ عنہما ۲۱۳ھ - ۲۹۰ھ)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ، وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ
الَّذِينَ -
أَمَّا بَعْدُ:

نسب:

امام، حافظ، محدث بغداد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادريس
بن عبداللہ بن میان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذهل بن
ثعلبہ بن عکابہ بن صععب بن علی بن بکر بن وائل الذہلی، الشیبانی، المروزی ثم
البغدادی

امام احمد کی ریحانہ نامی بیوی کے بطن سے امام عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔

ولادت:

جمادی الثانی سنہ ۲۰۳ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

حصولِ علم:

امام عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی طرح سفر شروع کیا اور کئی مشائخ سے سماع کیا، وہ سنہ ۲۳۰ ہجری میں کوفہ کی
طرف روانہ ہو گئے تھے، جبکہ اس وقت ان کی عمر سترہ برس تھی، انھوں نے وہاں ابو بکر بن ابوشیبہ سے زانوے تلمذ
طے کیا تھا۔
مشائخ:

امام عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں اساتذہ سے سماع کیا، لیکن جب ان کو اپنے باپ کے پاس حدیث مل جاتی تھی تو وہ
اسی کو ہی کافی سمجھ لیتے تھے۔

تلامذہ:

امام عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کئی اہل علم نے علم حاصل کیا، چند ایک کے نام یہ ہیں:

امام احمد بن شعیب نسائی، ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان القسبی، ابو الحسین احمد بن جعفر، احمد بن سلمان نجاد، اسماعیل بن علی خطی، حسین بن اسماعیل محاملی، دج بن احمد جستانی، سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی، ابو القاسم عبد اللہ بن محمد دغیرہم۔
حفظ و علم:

امام احمد رحمہ اللہ کی وجہ سے ان کے بیٹے کو کئی علمی برکات کا حصول ہوا، ابھی تک ان کی عمر اٹھائیس برس نہیں ہوئی تھی کہ انھوں نے عالی سندیں اور اپنے باپ کے مسائل اور علل کو حاصل کر لیا تھا۔
ابو الحسین بن منادی نے کہا: ہم نے اپنے اکابر و مشائخ کو اس حال میں پایا کہ وہ امام عبد اللہ رحمہ اللہ کے حق میں یہ شہادت دیتے تھے کہ ان کو رجال، علل احادیث اور اسماء و کنی کا علم حاصل تھا، انھوں نے عراق میں اپنے آپ کو طلب حدیث میں مصروف رکھا۔
منصب:

امام عبد اللہ بن احمد اپنے باپ کی وفات کے بعد محض میں منصبِ قضا پر فائز رہے۔
باپ کے منج کی پابندی:

ہم امام عبد اللہ رحمہ اللہ کی کتب ”العلل“ اور ”المسائل“ وغیرہ میں یہ چیز ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کے منج سے واضح طور پر متاثر نظر آتے ہیں، وہ باقاعدہ اپنے مشائخ کو پرکھتے ہیں، ہر ایک سے روایت نہیں لیتے، بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے ان کو جن راویوں سے روایت لینے سے منع کیا تھا، انھوں نے ان سے احادیث لینے کو ترک کر دیا تھا، ان میں ایک راوی علی بن جعد تھا۔
باپ کی کتب کو روایت کرنا:

امام عبد اللہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ کا علم زندہ رکھا، خاص طور پر یہ مسند، جو کہ امام احمد نے سب سے پہلے اپنے بیٹے پر پڑھی تھی، اس دوران باپ بیٹے کے سوالات و جوابات کی نشستیں بھی ہوتی رہیں۔
مسند کو روایت کرنے میں متفرد ہونا:

حافظ ذہبی نے کہا: امام احمد کی مسند میں ان کے بیٹے عبد اللہ کی بہت زیادہ زیادات ہیں، پھر انھوں نے نہ مسند کو مرتب کر کے تحریر کیا اور نہ اس کو آسان کیا، یہ کتاب ابھی تک مزید کام اور ترتیب کی محتاج ہے، پھر ایک جماعت نے امام عبد اللہ سے یہ مسند روایت کی۔
تصانیف:

امام عبد اللہ کی ذات کو ان کے باپ کی کتب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، شاید انھوں نے اپنے باپ کی کتب کو وضع کیا ہو اور ان کو مرتب کیا ہو، ہم ان کتب میں مسند کی طرح ان کی زیادات پاتے ہیں، بہر حال ان کی چند ایک تصنیفات درج

ذیل ہیں:

السنة، الزهد، فضائل الصحابة، العلل، المسائل، الجمل

وفات:

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ستتر برس عمر پائی اور اتوار کے روز ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۲۹۰ ہجری کو وفات پائی ﴿وَإِنَّا لِيَلِيهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ اور اسی دن کے آخری حصے میں دفن کیے گئے، ان کے بھتیجے زہیر بن صالح نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، بہت سارے لوگوں نے ان کے جنازے میں شرکت کی تھی۔

تنبیہ: اس مسند میں امام احمد کے بیٹے جناب عبداللہ کا بسیار دفعہ ذکر ہوا ہے، وہ اپنے باپ سے مختلف احادیث کے معانی، بعض مقامات پر فقہی احکام، سند کی پیچیدگیاں، بعض راویوں پر حکم اور ان کی سوانح عمریوں سے متعلقہ بعض امور اور متن کے مختلف الفاظ بیان کرتے ہیں، نیز بتا ساعاتی کے حالات زندگی کے بعد والے مضمون ”مسند الأمام أحمد اور بلوغ الأمانی من أسرار الفتح الربانی“ کا آخری پیرا گراف، اس سے اس مسند میں جناب عبداللہ کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

ان وجوہات کی بنا پر ہم نے ان کے مختصر حالات زندگی بھی قلم بند کر دیئے ہیں۔



حالات زندگی

(شیخ احمد عبدالرحمن بنّا ساعاتی رفقہ ۱۳۰۱ھ - ۱۳۷۸ھ)

بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی کے مرتب و مؤلف اور شارح

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ، وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ
الدِّينِ -
أَمَّا بَعْدُ:

ولادت:

آپ مصر کے ایک گاؤں شمشیرہ میں سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ شیخ احمد کی والدہ نے ان کو جنم دینے سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ کسی آدمی نے ان سے کہا: جب یہ بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا نام احمد رکھنا اور اس کو قرآن مجید حفظ کرانے کا خواہش مند رہنا۔

جب بچہ نوجوان ہونے لگا تو گاؤں کے حالات نے بچے کو متاثر کیا، چونکہ شیخ احمد کے والد کسان تھے، ان کی اور شیخ احمد کے بھائی کی خواہش یہ تھی کہ وہ زمین میں کام شروع کریں، لیکن ان کی ماں نے وہ خواب ذہن نشین کیا ہوا تھا۔ ماں کی خواہش پوری ہوئی اور شیخ نے قرآن مجید حفظ کر لیا اور گاؤں کے معلم سے تجوید کے احکام بھی پڑھ لیے۔ اب دوسرے علوم شرعیہ کے حصول کا مسئلہ پیدا ہوا اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے جامعہ ازہر یا دوسرے دینی اداروں کا ہی انتخاب کیا جاسکتا تھا۔

شیخ احمد کا گاؤں، اسکندریہ کے قریب پڑتا تھا اور یہ ادفینا شہر کے سامنے اور رشیدہ کی کے نزدیک تھا۔

حصول علم:

شیخ احمد نے اسکندریہ کی طرف سفر کیا، اسکندریہ کا ادارہ دینی نہیں تھا، البتہ شیخ نے دوسرے طلبہ کے ساتھ مسجد میں دین کا علم پڑھتے تھے اور مسجد ہی شیخ کا مسکن بنی رہی اور شیخ نے مطالعہ کرنے، سونے اور قیام کرنے کے لیے مسجد کا ہی انتخاب کیے رکھا۔

گھڑی سازی کا پیشہ:

علوم شرعیہ کے حصول کے ساتھ ساتھ شیخ نے مستقبل میں ذریعہ آمدن کے بارے میں غور کیا اور اس کے لیے

گھڑیوں کی مرمت کا پیشہ پسند کیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ گھڑیوں کی تجارت بھی کرنے لگے، اسی وجہ سے شیخ کو "ساعاتی" کہا جاتا ہے، (عربی میں گھڑی کو سَاعَة کہتے ہیں)۔

محمود یہ سٹی میں سکونت اختیار کرنا:

شیخ احمد عالم اور گھڑیوں کے ماہر بن کر اپنے گاؤں کی طرف واپس آئے، شادی کی اور محمود یہ سٹی کی طرف روانہ ہو گئے، اس شہر کے عالم شیخ محمد زہران نے ان کو خوش آمدید کہا اور دونوں ایک دوسرے کے دوست بن گئے اور تعلیم و تعلم اور بحث و تحقیق پر کام شروع کر دیا، شیخ احمد کی لائبریری فقہ، تفسیر، حدیث اور تمام علوم شرعیہ کی امہات الکتب پر مشتمل تھی۔
مسند احمد کی قراءت:

سنہ ۱۳۴۰ ہجری میں شیخ احمد نے مسند احمد، کتب ستہ اور محدثین کے ہاں دوسری معتبر کتب کا مطالعہ شروع کیا، شیخ نے مطالعہ کے دوران محسوس کیا کہ مسند احمد بڑا علمی ذخیرہ ہے، اس سے ان کو خیال آیا کہ اس کتاب کو مرتب کرنا چاہیے، چنانچہ انھوں نے شیخ محمد زہران سے مشورہ کیا، انھوں نے حوصلہ افزائی کی اور شیخ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کام شروع کر دیا۔

شیخ احمد سنہ ۱۳۵۱ ہجری کو اس خدمت سے فارغ ہوئے اور اس کتاب کو چار بار پڑھا تھا، پھر پانچویں بار پڑھتے ہوئے تصحیح بھی کرتے گئے اور بائیسویں جلد کے نصف تک پہنچے تھے۔

قاہرہ کی طرف خاندان کی ہجرت:

جب مؤلف حصول علم کے لیے اسکندریہ ہجرت کر گئے تھے اور ان کے سارے خاندان نے طلب علم کے لیے قاہرہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

بیماری محسوس کرنا:

جب شیخ اپنی کتاب کا پانچویں بار مطالعہ کرتے ہوئے بائیسویں جلد پر کام کر رہے تھے اور سیرت نبوی اور اس سے متعلقہ ابواب پر کام مکمل کرنے کے بعد مناقب صحابہ کا چھپڑ شروع ہی کیا تھا کہ انھوں نے محسوس کیا کہ وہ بیمار ہو رہے ہیں، بہر حال انھوں نے اس جلد پر کام جاری رکھا اور "باب ما جاء فی جریر بن عبد اللہ البجلی" تک پہنچے تھے کہ طبیعت زیادہ خراب ہو گئی، یہ وفات سے تین دن پہلے کی بات ہے۔

۵ جمادی الاول کی رات کو نماز میں قرآن مجید کا جو حصہ تلاوت کیا:

جب شیخ نے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ مکمل کی تو یہ آیات پڑھیں: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَمَتَاعٌ الْغُرُورِ﴾

اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اس حصے کی تلاوت کی: ﴿لَتُبْلَوْنَ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ﴾

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٦٨﴾

سوموار کے دن لوگوں کے ساتھ تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا کچھ سلسلہ جاری رہا، لیکن منگل کے روز شیخ اپنے رب کے ساتھ مصروف ہو گئے اور لوگوں سے بے رخی اختیار کر لی، البتہ وضو کا پانی طلب کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو استطاعت کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔

وفات:

بدھ کے روز ظہر سے پہلے ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۸ ہجری کو شیخ احمد دنیائے قانی سے کوچ کر گئے، ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾۔ اس وقت ان کی عمر ستر برس اور کچھ ماہ تھی، شیخ سید سابق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اہل علم و فضل سمیت لوگوں کی بھائی تعداد نے ان کے جنازے میں شرکت کی۔



مسند الامام احمد

اور

بلوغ الامانى من أسرار الفتح الربانى

شیخ احمد عبدالرحمن بن ساعاتی رحمہ اللہ نے کہا:
مسند احمد کی ترتیب:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے ہم عصروں کی طرح صحابہ کی مسانید پر اپنی مسند کو مرتب کیا، پہلے وہ ایک صحابی کا ذکر کرتے ہیں اور پھر کسی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر اس سے مروی تمام روایات کا ذکر کرتے ہیں، ان کے بعد دوسرے صحابی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، علیٰ ہذا القیاس۔

بلاشبہ اس قسم کی مسانید تصنیف احادیث کا ایک طریقہ ہے اور یہ مسانید قدیم زمانے میں مفید رہی ہیں، جب لوگوں کا مقصد احادیث کے اسانید اور متون کو یاد کرنا ہوتا تھا، جبکہ جس زمانے سے ہم گزر رہے ہیں، اس میں اختصار اور فقہی ترتیب کو ہی پسند کیا جاتا ہے، جبکہ مسانید ان دونوں صفات سے خالی ہوتی ہیں اور کسی بھی مسند سے احادیث کو تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے، جس حدیث کا تلاش کرنا ہو، ضروری ہے کہ پہلے یہ علم ہو کہ وہ کس صحابی کی مسند ہے، پھر مسند میں اس صحابی کا نام تلاش کیا جائے اور پھر اس صحابی سے مروی تمام احادیث کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا جائے کہ فلاں حدیث فلاں مسند میں ہے یا نہیں، اسی طرح اگر کوئی حدیث ایک سے زائد صحابہ سے مروی ہے تو ہر صحابی کا نام تلاش کر کے اس سے مروی احادیث میں اس حدیث کا تلاش کیا جائے گا، جبکہ یہ عمل اور محنت عصر حاضر کے علمی طبقے کے لیے مشکل ہے۔

اس لیے میرے ذہن میں خیال آیا کہ میں اس عظیم کتاب کو کتب اور ابواب میں مرتب کر دوں اور ہر حدیث کو فقہی ترتیب کے ساتھ پیش کروں، اگرچہ میں اپنے آپ کو اس خدمت سے چھوٹا اور عاجز سمجھتا تھا، لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنی نیت کو پختہ اور سچا کیا اور بتوفیق الہی اس عمل کے لیے مخلص ہو گیا۔

بلوغ الامانى من أسرار الفتح الربانى کی وضع کی کیفیت:

اس عمل میں میرے سامنے یہ مقاصد تھے:

(۱) سند کو حذف کرنے کی وجہ:

چونکہ میں چاہتا تھا کہ علوم شرعیہ کے طلبہ آسانی کے ساتھ مسند احمد کا مطالعہ کر سکیں، اس لیے میں سند کو حذف کر دیا اور صرف صحابی کا نام برقرار رکھا اور اثر ہونے کی صورت میں تابعی کا نام بھی برقرار رکھا۔ اگر کسی حدیث مبارکہ میں سند

کے کسی ایسے راوی کا نام آجائے کہ جس پر اس حدیث کے معنی کو سمجھنا موقوف ہو تو میں اس راوی کا ذکر بھی کرتا ہوں، ایسا راوی ابتدائے سند میں ہو یا انتہائے سند میں اور اسی مقصد کو مد نظر رکھ کر یا کسی اور غرض سے بعض مقامات میں میں پوری سند بھی ذکر کر دیتا ہوں۔

(۲) کتبِ محدثین میں تکرارِ احادیث کا سبب:

جوامع، سنن اور مسانید وغیرہ کے مؤلفین زیادہ تر دو مقاصد کے پیش نظر احادیث کو تکرار کے ساتھ لائے: (۱) متن کے الفاظ مختلف ہونے کی وجہ سے (۲) ایک حدیث کی مختلف سندوں کو جمع کرنے کے لیے، کیونکہ سندوں کی کثرت سے حدیث کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳) مکررات کے بارے میں میرے عمل کی کیفیت:

جب امام احمد ایک صحابی سے ایک حدیث ذکر کرنے میں تکرار سے کام لیتے ہیں تو میں صحیح ترین سند کا انتخاب کر کے اس کے مختلف متون کے الفاظ کو جمع کر لیتا ہوں اور باقی اسانید اور لفظوں کے تکرار کو حذف کر دیتا ہوں، اگر محذوف روایت میں کسی زائد امر کا بیان ہو تو حدیث مکمل کرنے کے بعد ”وفی روایۃ کذا و کذا“ کہہ کر اس کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں، اگر مکرر روایات میں زیادہ فرق ہو تو پھر ”وعنه من طریق آخر“ کہہ کر اس روایت کے الفاظ ذکر کر دیتا ہوں، اگر ایک سند زیادہ صحیح ہو اور دوسری سند کا متن زیادہ معانی پر مشتمل ہو تو میں دونوں کا ذکر کر دیتا ہوں، اگر ایک حدیث ایک سے زیادہ صحابہ سے مروی ہو تو جو حدیث زیادہ احکام پر مشتمل ہو اور اس کی سند صحیح ترین ہو تو اس کا ذکر کر کے باقی احادیث کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں۔

(۴) مسند احمد کی احادیث کا احاطہ کرنا:

میں نے اپنی کتاب ”بلسوغ الأمانی من أسرار الفتح الربانی“ مسند احمد کی تمام احادیث کا احاطہ کیا اور دیدہ دانستہ کسی حدیث اور اثر کو ترک نہیں کیا، ماسوائے اس خلل کے جو بھول چوک کی وجہ سے آیا ہو، جبکہ انسان معصوم عن الخطا نہیں ہے، اگر مسند احمد کی طرف کوئی حدیث دیکھتے ہیں اور اس کو میری کتاب میں نہیں پاتے تو فوراً یہ بات نہ کرو کہ فلاں حدیث میری کتاب میں نہیں ہے، کیونکہ مسند احمد میں کئی احکام و آداب پر مشتمل احادیث ہیں، جن کو میں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف کتب اور ابواب میں پیش کیا۔

(۵) کوئی احکام پر مشتمل طویل احادیث:

مسند احمد میں ایسی احادیث موجود ہیں، جو طویل ہیں اور کئی احکام پر مشتمل ہیں، اگر اس حدیث کو صرف ایک باب میں رکھ دیا جائے تو دوسرے ابواب سے کوئی فوائد مفقود ہو جائیں گے، لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے اس مکمل حدیث کو اس کے مناسب باب میں مندرج کر کے اس کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دوں اور ہر ٹکڑے کو اس کے مناسب باب میں لکھ دوں۔ لیکن اگر کوئی مختصر حدیث مختلف احکام پر مشتمل ہو تو اس کو تکرار کے ساتھ متعلقہ ابواب میں ذکر کر دیا

جائے گا۔

(۶) مسند احمد کی احادیث کی چھ قسموں میں تقسیم اور ان کے رموز کا بیان:

میں نے اپنی تحقیق کے مطابق مسند احمد کی احادیث کو چھ قسموں میں منقسم پایا:

وہ قسم، جس کو ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن امام احمد نے اپنے باپ سے سنا، اسی کو مسند امام احمد کہتے ہیں اور یہ کافی ضخیم حصہ ہے، جو تین چوتھائی سے زیادہ ہے۔ اس قسم کا کوئی رمز نہیں۔

وہ قسم، جو عبد اللہ بن امام احمد نے اپنے باپ سے اور ان کے علاوہ دوسرے رواۃ سے سنی، اس کی مقدار بہت کم ہے۔ اس قسم کا بھی کوئی رمز نہیں۔

وہ قسم، جو عبد اللہ نے اپنے باپ کے علاوہ دوسرے رواۃ سے سنی، محدثین کے ہاں اسی قسم کو ”زوائد عبد اللہ“ کہا جاتا ہے، پہلی قسم کے علاوہ باقی قسموں سے اس کی مقدار زیادہ ہے، اس قسم کا رمز ”ز“ ہے، جو ”زوائد عبد اللہ“ کی طرف اشارہ ہے۔

وہ قسم، جو عبد اللہ نے اپنے باپ پر پڑھی تو ہے، لیکن ان سے سنی نہیں ہے، اس کی تعداد بھی کم ہے۔ اس قسم کا رمز ”تر“ ہے۔

وہ قسم، جو نہ عبد اللہ نے اپنے باپ پر پڑھی ہے اور نہ ان سے سنی ہے، البتہ ان کی کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھی ہوں پائی ہے، اس کی مقدار بھی بہت کم ہے۔ اس قسم کا رمز ”خط“ ہے۔

وہ قسم، جو حافظ ابو بکر قطیبی نے عبد اللہ بن امام احمد اور امام احمد کے علاوہ دوسرے رواۃ سے سنی، اس کی مقدار سب سے کم ہے۔ اس قسم کا رمز ”قط“ ہے۔

(لیکن ہم اس کتاب میں ان رموز کا ذکر نہ کر سکے۔ از محمد محفوظ اعوان)

(یہ مکمل مضمون بتا ساعاتی کے کلام کا اختصار ہے۔)



حجیت حدیث نبوی

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں ایک حدیث ذکر کر کے اس سے حدیث نبوی کے حجیت ہونے کا استدلال کیا، ہم اسی حدیث اور امام صاحب کے تبصرے سے اپنے ذہن کے مطابق اپنی بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ ہم نے اس بحث میں حدیث مبارکہ کی حجیت کو ثابت کرنے کے لیے اس موضوع سے متعلقہ قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پیش نہیں کیں، بلکہ ٹیکنیکل اور الزامی انداز اپنایا ہے، جو اس حقیقت کو تسلیم کر دینے پر مجبور کر دیتا ہے کہ فرمودات نبویہ بھی مستقل اور بنفس نفیس حجیت ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنِ الْعَرَبِيَّاتِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ، وَمَعَهُ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَكَانَ صَاحِبُ (خَيْبَرَ) رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا، فَأَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا حُمْرَنَا، وَتَأْكُلُوا ثَمْرَنَا، وَتَضْرِبُوا نِسَاءَنَا! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ:

((يَا ابْنَ عَوْفٍ! ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ: أَلَا إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا لِلصَّلَاةِ))
 قَالَ: فَاجْتَمَعُوا، ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ:
 ((أَيْخِسِبُ أَحَدُكُمْ مَتَّكِنًا عَلَى أَرِيكَتِهِ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ! أَلَا وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَّظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءٍ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُحَلِّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ، وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ، إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ))

(سلسلہ الأحادیث الصحیحہ: ۲ / ۵۴۱، رقم: ۸۸۲)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں پڑاؤ ڈالا صحابہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ خیبر کا سردار بڑا سرکش اور دھوکہ باز آدمی تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمد! کیا تم ہو جو ہمارے گدھے ذبح کرو گے، ہمارے پھل کھاؤ گے اور ہماری عورتوں پر قبضہ کرو گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے اور فرمایا:

”اے ابن عوف! گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر: خبردار! جنت میں داخل ہونے والا صرف مؤمن ہوگا اور یہ

(مناوی بھی کرو کہ) نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔“

لوگ جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

”کیا کوئی آدمی اپنے تکیے پر ٹیک لگا کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہی چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ آگاہ ہو جاؤ! اللہ کی قسم! میں نے بھی حکم دیا، میں نے بھی وعظ و نصیحت کیا، میں نے بھی کچھ چیزوں سے منع کیا“ (میرے بیان کردہ احکام) قرآن مجید کے احکام جتنے یا ان سے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بغیر اجازت کے اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے، ان کی عورتوں کو مارنے اور ان کے پھل کھانے کو حلال نہیں کیا، بشرطیکہ وہ ان امور کی ادائیگی کرتے رہیں۔ جو ان کی ذمہ داری میں ہیں۔“

ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس دعویٰ پر دلیل ہے کہ حدیث مبارکہ بنفس نفیس حجت ہے اور اس کو قرآن پر پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی عذاب قبر والی حدیث کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے اور اس مسئلہ کو ثابت کرنے والی احادیث متواتر ہیں اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، اگر اس سلسلے میں صرف اخبار آحاد ہوتیں تو بھی ان کے مصداق کو تسلیم کرنا ضروری ہوتا، کیونکہ قرآن مجید سے ان کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (سورہ غافر: ۴۵، ۴۶) یعنی: ”اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا، آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہو گا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔“

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مراد درج ذیل حدیث ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي حَائِطِ لَيْلِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ، إِذْ حَدَثَ بِهِ، فَكَادَتْ تُلْقِيهِ، وَإِذَا أَقْبُرُ سِتَّةٍ أَوْ خَمْسَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ - شَكَّ الْجَرِيرُ -، فَقَالَ ﷺ: ((مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا. وَقَالَ: ((فَمَتَى مَاتَ هَؤُلَاءِ؟)) قَالَ: مَاتُوا فِي الْإِشْرَاقِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تَبْتَلِي فِي قُبُورِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافِنُوا، لَدَعَوْتُ اللَّهُ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ.)) قَالَ زَيْدٌ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ.)) قَالُوا: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ. فَقَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) قَالُوا: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ.)) قَالُوا: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ. قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ.)) قَالُوا: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ

فِتْنَةُ الدَّجَالِ - (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۱۵۹، وقال الالباني: أخرجه مسلم: ۲۸۶۷)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنونجار کے ایک باغ میں اپنے فخر پر سوار جا رہے تھے، اچانک فخر بدک گیا اور قریب تھا کہ آپ ﷺ گر جائیں۔ راوی حدیث جریر کے شک کے مطابق ادھر چار یا پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون ان قبر والوں کو جانتا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ لوگ کب مرے تھے؟“ اس نے کہا: شرک کی حالت میں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ”(انسانوں کی) امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے اور اگر تمہارے دُفن نہ کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ جو عذاب قبر میں سنتا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دے۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ”اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو آگ کے عذاب سے۔“ ہم نے کہا: ہم آگ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔“ ہم نے کہا: ہم عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔“ ہم نے کہا: ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔“ ہم نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کے مطابق آپ ﷺ نے صرف ایک آدمی کی بات قبول کر لی۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قرآن مجید سے عذاب قبر کا ثبوت نہیں ملتا تو پھر بھی اخبارِ آحاد اس عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہوں گی۔ کچھ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ خیر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن یہ رائے باطل ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، ائمہ اربعہ سمیت کوئی بڑا امام اس خیال کا مالک نہیں تھا۔ یہ باطل خیال بعض اہل کلام کا ہے، جس کی ان کے پاس کوئی برہان اور سلطان نہیں ہے۔

(سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۲۹۵/۱، رقم: ۱۵۹)

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا: إِنَعْتُ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: ((هَذَا أَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ))

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یعنی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ”ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ آپ نے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ”یہ

اس امت کا امین ہے۔“ (صحیح مسلم: ۱۲۹۷)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اس اہم فائدے پر بھی مشتمل ہے کہ احکام کی طرح عقائد میں بھی خبر واحد حجت ہے، کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو احکام اور عقائد دونوں کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا تھا۔ اگر عقائد میں خبر واحد کا حجت ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو تعلیم دینے کے لیے آپ ﷺ کا سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا

بامقصد نہیں رہتا، جبکہ شارع ﷺ ایسے امر سے پاک ہیں کہ حصول مقصد کے بغیر کوئی کام سرانجام دیں۔

(سلسلہ الاحادیث الصحیحہ: ۱۹۶۴)

حجیت حدیث نبوی کے موضوع پر ائمہ اربعہ کے اقوال:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي - (رد المختار علی در المختار حاشیہ ابن

عابدین: ۵۰/۲)

یعنی: جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

مزید کہا: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ أَخَذْنَاهُ۔

(اعلام الموقعین: ۱۹۵/۲)

یعنی: کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے، جب تک اسے یہ علم نہ ہو جائے کہ ہم نے یہ قول

کہاں سے لیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے کہا: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُحْطِيءُ وَأُصِيبُ فَانظُرُوا فِي رَأْيِي، فَكُلُّ مَا وَافَقَ

الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوهُ، وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوهُ۔

(جامع بيان العلم وفضله از ابن عبد البر: ۳۲/۲)

یعنی: صرف اور صرف میں تو ایک بشر ہوں، غلطی بھی ہو جاتی ہے اور درست بات بھی، پس تم میری رائے میں غور

کر لیا کرو، جو کتاب و سنت کے موافق ہو، اسے لے لیا کرو اور جو کتاب و سنت کے موافق نہ ہو، اسے ترک کر دیا کرو۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ الْعِلْمَ بِلَا حُجَّةٍ كَمَثَلِ حَاطِبٍ لَيْلٍ يَحْمِلُ حُرْمَةً

حَطَبٍ، وَفِيهِ أَفْعَى تَلْدَعُهُ، وَهُوَ لَا يَذْرَى۔ (اعلام الموقعین: ۱۹۵/۲)

یعنی: جو آدمی دلیل کے بغیر علم حاصل کرتا ہے، اس کی مثال رات کو ککڑیاں اکٹھی کرنے والے کی طرح ہے، جو

ککڑیوں کا گٹھا اٹھا لیتا ہے، جبکہ اس میں ایک سانپ بھی ہوتا ہے، جو اسے ڈستا ہے، لیکن اسے کوئی شعور نہیں ہوتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: لَا تَقْلُدْنِي وَلَا تَقْلُدْ مَالِكًا، وَلَا الثَّوْرِيَّ، وَلَا الْأَوْزَاعِيَّ، وَخُذْ مِنْ

حَيْثُ أَخَذُوا۔ (اعلام الموقعین: ۱۸۳/۲)

یعنی: تو نہ میری تقلید کر، نہ امام مالک کی، نہ امام ثوری کی اور نہ امام اوزاعی کی، بلکہ جہاں سے انھوں نے (دلائل

لیے) تو بھی وہاں سے لے۔

اگرچہ قرآن مجید کے احکام کی طرح نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال بھی حجت ہیں، اللہ تعالیٰ نے خود

آپ ﷺ کو ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ کا عہدہ عطا کیا۔ لیکن ہم اس مقام پر اس

موضوع سے متعلقہ قرآن و حدیث کے دلائل پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کیونکہ جن لوگوں نے سرے سے جب

احادیث مبارکہ کو حجت ہی تسلیم نہ کیا، تو ان کے سامنے اس شرعی ماخذ سے دلائل پیش کرنے کا کوئی تک نہیں۔ ویسے بھی اس عنوان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، بازار سے اس موضوع کی کوئی کتاب خرید کر دلائل و براہین کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ ہم ٹیکنیکل طریقے سے مختلف انداز میں بعض اصول اور عقلی اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

قرآن و سنت میں جتنی نصوص میں تحقیق و تفتیش کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سے صرف ”عدل“ اور ”ضبط“ کا استدلال کیا جاسکتا ہے، نہ کہ کسی مخصوص تعداد کا، یعنی وہ آیت یا حدیث بیان کرنے والا عادل اور ضابط ہونا چاہیے، علم الرجال کی اصطلاح میں ایسے راوی کو ”ثقة“ کہتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں امام ابن حزم کا کلام بہت پسند آیا ہے، اس لیے ہم پہلے اس کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

امام ابن حزم (م: ۴۵۶ھ) نے کہا:

خبر واحد کی وہی صورت حجت ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ تک ”ثقة“ راوی ”ثقة“ سے روایت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے کہ ایسی حدیث کو ہر صورت میں قبول کیا جائے، اس دعویٰ کے دو دلائل ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾..... ”پس ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ (مومنوں) کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں، ڈرائیں تاکہ وہ ڈرجائیں۔“ (سورہ توبہ: ۱۲۲)

عربی زبان میں ”طائفة“ کا اطلاق ”بعضُ الشیء“ پر ہوتا ہے، کوئی مخصوص تعداد اس کا مصداق نہیں ہے، اس لفظ کا اطلاق ایک اور ایک سے زائد افراد پر ہوتا ہے۔ ہمیں یقین کے ساتھ کہہ دینا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مراد کوئی مخصوص تعداد ہوتی تو اس کی وضاحت کر دی جاتی۔

اگر اس آیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھی ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوهُ﴾ (سورہ حجرات: ۶) سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جب ایک ”عادل“ آدمی مختلف نصوص کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائے گا تو اس کا ڈرانا قبول کیا جائے گا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب ایک ثقہ راوی دوسرے ثقہ یا ثقات سے یا ایک سے زائد ثقات ایک ثقہ راوی سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث روایت کریں گے تو ان کی بیان کردہ مرویات کو قبول کرنا واجب ہوگا۔

(۲) تمام امتوں کا اس حقیقت پر اجماع ہے، وہ مومن ہوں یا کافر، کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت الی اللہ کے لیے مختلف قبیلوں اور بادشاہوں کی طرف اپنے قاصدوں کو بھیجا اور حسب امکان ہر اہل علاقہ کو دین کی تعلیم دینے، اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ کرنے اور نماز، روزے، زکاۃ، حج، جہاد، قضا، نکاح، طلاق اور تجارت کے احکام اور حلال و حرام کی وضاحت کرنے کے لیے مبلغین کو بھیجا، (انہوں نے آپ ﷺ کی ہدایات کے مطابق قرآن و سنت، عقائد و احکام،

فرائض و واجبات اور مستحبات و مندوبات کی تعلیم دی، لیکن کسی جہت کی طرف مبلغین اور قاصدین کی تعداد کے کم ہونے کا اعتراض موصول ہوا نہ زیادہ تعداد کا مطالبہ کیا گیا۔ زکوٰۃ وصول کے لیے آپ ﷺ ایک ایک یا دو دو نمائندوں کو بھیجتے تھے، اس طرح لوگوں پر حجت قائم ہو جاتی تھی اور ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جاتی تھی۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ایسے ہو رہا تھا اور قیامت تک کے لیے یہی اصول رائج رہے گا، کیونکہ اصل مسئلہ ”عدل“ کا ہے، نہ کہ تعداد کا۔ پس ثابت ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ثقہ راوی اپنے جیسے سے بیان کرے، تو یہ بات یقینی اور قطعی ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حق ہے اور اس کی صحت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

(النبذ فی أصول الفقه از امام ابن حزم: ص ۵۶ - ۶۲)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں وجود پکڑنے والے فرقوں میں سب سے زیادہ بے بنیاد، بے آسرا جز کٹافرقہ منکرین احادیث کا ہے یا ان لوگوں کا ہے جو حقائق اسلام سے جاہل ہونے کی وجہ سے کسی نہ کسی انداز میں احادیث نبویہ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو ہزار ہا شعبوں میں احادیث پر عمل بھی کر رہے ہوتے ہیں، لیکن ایسے ناسمجھ اور نا عاقبت اندیش ہیں کہ ان ہی فرامین مقدسہ کے حجت نہ ہونے پر بحثیں بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

شریعت کے دو مرکزی مصادر ہیں: قرآن اور حدیث، بیک وقت دو کو لے کر نہ چلنے والا اور کسی ایک پر اکتفا کرنے والا گمراہ ہے۔

جب بھی رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہ خود حجت ہوگی۔ یہ تو خارجیوں اور رافضیوں جیسے گمراہ فرقوں کا قانون تھا کہ ان سنتوں کو ترک کر دیا جائے، جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے، سو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور گمراہ ٹھہرے۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حدیث کے مضمون کو قرآن کے مضامین پر پیش کیا جائے، موافقت کی صورت میں اسے قبول کر لیا جائے اور مخالفت کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے، یہ باطل اور بے بنیاد قانون ہے اور یہ دعوے زندیقوں اور بے دین لوگوں کے ہیں۔

ہم نے کئی ڈاکٹروں، پروفیسروں، انجینئروں اور بعض نام نہاد فقیہوں کے دعویداروں کو یہ کہتے سنا کہ ہر مسئلے میں پہلے قرآن کو دیکھیں گے اور قرآن کے مفہوم سے مخالفت کرنے والی احادیث کو ترک کر دیں گے۔

یہ لوگ اس عنوان کی ابتدا میں مندرج حدیث کا بغور مطالعہ کریں۔

اب ہم ایسے مختلف امور کا تذکرہ کرتے ہیں، جو احادیث کے بنس نفیس حجت ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور عملی طور پر ہر آدمی ان پر احادیث کے مطابق ہی عمل کر رہا ہے۔

قارئین کرام!

(1) غور فرمائیں کہ قرآن مجید اپنی قرآنیت، حقانیت اور صداقت کو تسلیم کروانے کے لیے احادیث مبارکہ کا سہارا لیتا ہے۔ جب تک نبی کریم ﷺ اپنے الفاظ میں اعلان نہ فرمادیں فلاں وحی میں نازل ہونے والے فلاں جملے قرآن ہیں، اس وقت تک قرآن، قرآن نہیں بن سکتا۔ کون بتلائے گا کہ فلاں سورت کا نام یہ ہے اور وہ مکمل ہوگئی ہے؟ کون رہنمائی کرے گا کہ فلاں فلاں آیتیں فلاں فلاں سورت میں رکھ دی جائیں؟ وہی ہستی جس کی مقدس زبان سے جو کچھ نکلتا تھا، وہ حق ہوتا تھا، ہم قرآن و حدیث کے مابین بحیثیت کلام کوئی موازنہ پیش نہیں کر رہے، اللہ تعالیٰ کا کلام بے مثل و بے مثال ہے، بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے خود رسول اللہ ﷺ کو اس اتھارٹی کا اہل قرار دیا ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کی احادیث کی حجیت کو یہی داؤ پر لگا دیا جائے تو قرآن کو قرآن کیسے تسلیم کیا جائے گا؟

(2) حرام و حلال جانوروں کے بارے میں قرآن و حدیث کے قوانین:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ
وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَبَحْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ (سورۃ مائدہ: ۱، ۳)

یعنی: ”اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو، تمہارے لیے مویشی جو پائے حلال کئے گئے ہیں، بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے، تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَا آجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ
لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (سورۃ انعام: ۱۴۵)

یعنی: ”آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہو خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو۔“

ان دو اور اس موضوع کی دیگر آیات میں درج ذیل پانچ حرام جانوروں کا ذکر ہے:

مردار، ذبح کے وقت بہتا ہو خون، خنزیر، جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے، جسے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔

باقی گلا گھٹ کر مرا ہوا، کسی ضرب سے مرا ہوا، اونچی جگہ سے گر کر مرا ہوا، دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور درندوں کا پھاڑ کھایا ہوا بھی مردار کی ہی قسمیں ہیں۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ ان دو آیات میں یہ نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ ان پانچ جانوروں کے علاوہ باقی جانور حلال ہیں، جبکہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ کئی مزید جانور بھی حرام ہیں، مزے کی بات یہ ہے کہ منکرین حدیث اور علم حدیث پر مختلف پہلوؤں سے اعتراض کر کے اس کی حجیت میں تشکیک پیدا کرنے والے بھی قرآن مجید میں مذکورہ حرام جانوروں کے علاوہ دوسرے کئی جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں، جبکہ اس معاملے میں رہنمائی صرف اور صرف احادیث مبارکہ سے ملتی ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ فَآكِلُهُ حَرَامٌ)) (صحیح مسلم: ۱۹۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”درندوں میں سے ہر ”ذی نَاب“ جانور کا کھانا حرام ہے۔“

”ذی نَاب“ سے مراد ایسا درندہ ہے، جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے، مثلاً شیر، بھیریا، چیتا، گیدڑ اور لومڑ وغیرہ۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کے حجت ہونے پر قطعی اور واضح دلیل ہے، کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ان جانوروں کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا، لیکن ہر مسلمان ان کو حرام سمجھتا ہے۔ ایسے تمام جانوروں کی حرمت احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَدَّثَنِي مَا يَحِلُّ لِي مِمَّا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلِي الْجِمَارَ الْأَهْلِيَّ، وَلَا كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ)) (سلسلہ لاحادیث الصحیحة: ۴۷۵، شرح معانی الآثار، طحاوی: ۲۰۷/۴، والحدیث فی ”الصحیحین“ و ”السنن“ وغیرها بلفظ: ((نہی عن اکل کل ذی نَاب من السباع۔))

سیدنا ابو ثعلبہ خسنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتلائیں کہ میرے لئے کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”گھریلوں گدھے اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت نہ کھایا کر۔“

ابتدائے اسلام میں گھریلو گدھا حلال تھا، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا گیا، اب ہر مسلمان اس جانور کو حرام سمجھتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ احادیث نبویہ مستقل حجت ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔ (صحیح مسلم: ۱۹۳۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والے اور پرندوں میں سے ”ذی مخلب“ سے منع فرمایا۔

”ذی مخلب“ سے مراد پنجے سے ٹکار کرنے والے پرندے ہیں، جیسے باز، بحری، شکرہ، الو، چیل اور گدھ وغیرہ۔

ہر مسلمان ان پرندوں کو حرام سمجھتا ہے، جبکہ قرآن کی رو سے ان کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ احادیث نبویہ قطعی حجت ہیں، وہ اخبار آحاد ہوں یا اخبار متواترہ، ان کی روشنی میں مسائل و احکام و عقائد کی ہر شق کو حل کیا جاسکتا ہے۔

(3) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (سورہ مائدہ: ۳)
یعنی: ”تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو۔“
اس آیت سے ثابت ہوا کہ مردار اور خون حرام ہیں۔

لیکن درج ذیل حدیث پر غور کیا جائے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((أَجَلَّتْ لَنَا مَيْتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَانِ فَالْحَوْتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطَّحَالُ)) (سنن ابن ماجہ: ۳۳۱۴، مسند احمد: ۹۷/۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار جھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر (کلیج) اور تلی ہیں۔“

قرآن مجید میں مذکورہ مقام پر مردار اور خون کو علی الاطلاق حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن حدیث نے ان دونوں کی دو دو قسموں کو حلال قرار دیا ہے۔

یہ حدیث اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ احادیث رسول مستقل حجت ہیں اور ان سے قرآن مجید کی تخصیص کی جا سکتی ہے۔

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حدیث کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کیا جائے اور موافقت کی صورت قبول کر لی جائے اور مخالفت کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے۔ ان لوگوں کا یہ قول مردود اور باطل ہے اور وہ عملی طور پر خود بھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں، کیونکہ وہ اس حدیث میں مذکورہ چیزوں کو کھاتے ہیں۔

(4) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ (سورہ نساء: ۲۳)

یعنی: ”اور تم پر حرام کیا گیا ہے کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَجَلَ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ (سورہ نساء: ۲۴)

یعنی: ”اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں۔“

دراصل بات یہ ہے کہ چوتھے پارے کے آخر اور پانچویں پارے کے شروع میں محرمات کا ذکر کرنے کے بعد صرف دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے روک کر باقی عورتوں سے نکاح کرنے اور ان کو ایک نکاح میں جمع کرنے کا حلال قرار دیا گیا ہے۔

لیکن درج ذیل حدیث مبارکہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا الْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا وَلَا الْمَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا وَلَا الْخَالَهُ عَلَى بِنْتِ أُخْتِهَا.))

(صحیح بخاری: ۵۱۰۹، صحیح مسلم: ۱۴۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت پر اس کی پھوپھی سے اور پھوپھی پر اس کی بھینچی سے اور کسی عورت پر اس کی خالہ سے اور خالہ پر اس کی بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔“

شارح ابوداؤد علامہ شمس الحق عظیم آبادی (م: ۱۳۲۹ھ) نے کہا: خارجیوں اور شیعوں کے بعض گروہوں نے ﴿وَأَجَلَ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بھینچی اور پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست ہے، لیکن جمہور اہل علم نے ان احادیث سے حجت پکڑی اور ان کی روشنی میں قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کر دی اور ان دو رشتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر دیا، راجح بات جمہور اصولیوں کی ہی ہے کہ خبر واحد کے ذریعے قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کی جاسکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف نازل ہونے والے کلام کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ (عون المعبود: ۱ / ۹۷۰)

قابل تعجب بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے ایک رشتے کو جمع کرنے سے منع کرنے کے بعد مزید کی اجازت دے دی، لیکن احادیث مبارکہ میں دو مزید رشتوں کی تخصیص کر دی گئی، کیا احادیث کی حجیت کو داؤ پر لگانے والے بھینچی پھوپھی اور خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی اجازت دیں گے؟ ہرگز نہیں، لیکن پھر بھی حجیت حدیث میں تشکیک پیدا کرنے کی ناکام کوشش سے باز نہیں رہیں گے۔

(5) قرآن کریم نے خواتین و حضرات کو بلا ناغہ اور بلا تخصیص نماز قائم کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم

دیا۔

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورہ بقرہ: ۱۱۰)

یعنی: ”اور تم لوگ نماز قائم کرو۔“

﴿وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ﴾ (سورہ احزاب: ۳۳)

یعنی: ”اور تم عورتیں نماز قائم کرو۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (سورہ بقرہ: ۱۸۳)

یعنی: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔“

نماز اور روزے کی فریضت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے، لیکن درج ذیل احادیث انتہائی قابل توجہ ہیں، میں اس

موضوع کی اس مثال سے سب سے زیادہ محظوظ ہوتا ہوں۔

معاذہ کہتی ہیں: إِنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ: أَنْجِزِي إِحْدَانَا صَلَاتُهَا إِذَا طَهَّرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحْرُورِيَّةٌ

أَنْتِ؟ قَدْ كُنَّا نَحْيِضُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلَا نَفْعَلُهُ۔

(صحیح بخاری: ۳۲۱، صحیح مسلم: ۲۹۸)

ایک خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جب ہم میں سے کوئی عورت (حیض سے) پاک ہوگی تو کیا وہ اپنی

نمازوں کی قضائی دے گی؟ انھوں نے کہا: تو حروریہ تو نہیں ہے؟ ہمیں بھی حیض آتا تھا، جبکہ ہم نبی کریم ﷺ کے

ساتھ ہوتی تھیں، پس آپ ﷺ ہمیں اس چیز کا حکم نہیں دیتے تھے، یا انھوں نے کہا: ہم تو اس طرح نہیں کرتی تھیں۔

کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام حروراء تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والا خوارج کا پہلا

فرقہ اس بستی سے نکلا تھا، ان کے تمام فرقوں کا یہ قانون اتفاقی تھا کہ قرآن پر حدیث کی زیادتی کو مطلق طور پر رد کر دیا

جائے گا، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون کے سوال پر طعن کرتے ہوئے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ وہ خارجی تو

نہیں ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ النِّسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ

نَفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔

(سنن ابوداؤد: ۳۱۱، جامع الترمذی: ۱۳۹، سنن ابن ماجہ: ۶۴۸)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نساء والی عورتیں چالیس دن یا راتیں بیٹھتی تھیں،

(یعنی نماز نہیں پڑھتی تھیں)۔

سنن ابوداؤد (۳۱۲) کی دوسری روایت میں ہے: كَانَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النَّفَاسِ

أَرْبَعِينَ لَيْلَةً لَا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ لِقَضَاءِ صَلَاةِ النَّفَاسِ۔

نبی کریم ﷺ کی زوجات میں سے ایک خاتون نفاس کی وجہ سے چالیس دن انتظار کرتی تھی، پھر آپ ﷺ

اسے نفاس کے وقت کی نمازوں کی قضائی کا حکم نہیں دیتے تھے۔

امام ترمذی نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَىٰ أَنْ النُّفْسَاءَ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ، فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي.

صحابہ کرام، تابعین اور بعد والے لوگوں میں اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ نفاس والی عورت چالیس دنوں تک نماز چھوڑے رکھے گی، ہاں اگر وہ پہلے طہر کو دیکھ لے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے گی۔

(جامع الترمذی: ۱۳۹)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْأَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ فَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانِ دِينِهَا.)) (صحيح بخارى: ۱۹۵۱)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بات ایسے ہی نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزے رکھتی ہے؟ یہی اس کے دین کی کمی (کی وجہ) ہے۔“

اس مقام پر اس موضوع سے متعلقہ دلائل کا احاطہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے، ہم صرف اس نقطے پر توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں خواتین و حضرات کو پانچ نمازوں اور رمضان کے روزے کا فرض حکم دیا گیا، لیکن احادیث مبارکہ کی حجیت کا اندازہ لگائیں کہ اتنے بڑے اور اہم فریضے سے عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ عورتوں کو ماہواری اور نفاس کے ایام میں نہ صرف نماز اور روزے سے منع کیا اور ان کو اس وقت میں ان پر حرام قرار دیا اور بعد میں صرف رمضان کے روزوں کی قضائی کا حکم دیا۔

یہ کتنی بڑی بات ہے کہ مخصوص عورت کو ہر ماہ میں تقریباً چھ سات اور بچے کی ولادت کے بعد زیادہ سے زیادہ چالیس دن نماز نہ پڑھنے کی مستقل اور روزے نہ رکھنے کی عارضی رخصت دے دی جائے۔ ہم بلحاظ حجت قرآن و حدیث میں کوئی موازنہ پیش نہیں کر رہے، کیونکہ دونوں کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ہم ان نام نہاد مسلمانوں کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ اتنی ناعاقبت اندیشی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ایک طرف حجیت احادیث نبویہ میں تشکیک پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان کے گھر میں ان ہی احادیث کی روشنی میں قرآن کریم کے حکم کو مستثنیٰ کیا جا رہا ہوتا ہے۔ کیا حدیث پر اعتراض کرنے والوں کو اپنی باتوں پر اتنا یقین ہے کہ وہ اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو مخصوص ایام میں صوم و صلاۃ کی پابندی کرنے کا حکم دے دیں؟

یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ بعض عورتوں کو صوم و صلاۃ سے ہی مستثنیٰ قرار دیا جائے، لیکن ہمیں اس معاملے میں کوئی حیرانی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ احادیث مبارکہ کے ذریعے بڑے بڑے احکام کی بنیاد رکھ سکتے ہیں، نبی کریم ﷺ تو وحی الہی کے پابند تھے۔

(6) مثالوں کا سلسلہ طول پکڑتا جا رہا ہے، بہر حال قرآن و حدیث میں اس قسم کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، نمازوں کی تفصیل، زکوٰۃ کی بہترین اور مفصل تفصیل اور حج و عمرہ کی ادائیگی کی تفصیل اس حقیقت کی غماز ہیں کہ احادیث

مبارک کے بغیر شریعت اسلامیہ پر عمل کرنا ناممکن ہے۔

قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا، وہ اطاعت کن امور میں ہوگی؟ کیا یہ لوگ سوچتے نہیں کہ قرآن کی وضو پر مشتمل آیات کے نزول سے پہلے حضرت محمد ﷺ نماز کے لیے وضو کو شرط قرار دے کر اس کا طریقہ بتلا چکے تھے؟ ابھی تک جمعہ کی فرضیت پر مشتمل سورہ جمعہ کی آیات نازل نہیں ہوئی تھیں کہ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھی جا رہی تھی، کس نے نافذ کیا تھا؟ قرآنی اشارات سے قبل مدینہ منورہ میں اذان کے کلمات کو کس نے رواج دیا تھا؟ کیا صحابہ کرام میں آج جیسا کوئی ”مفکر“ نہیں تھا جو یہ کہہ دے کہ ابھی تک قرآن مجید میں تو ان امور کا ذکر ہوا نہیں، لیکن محمد ﷺ (ﷺ) فرض کیے جا رہے ہیں؟

یہ بین اور ٹھوس دلائل اس حقیقت کو عیاں کرتے ہیں کہ سید الاولین والآخرین کی احادیث بنفسہ حجت اور شریعت کا ماخذ ہیں، قرآن کے مضامین سے موافقت یا مخالفت کوئی معنی نہیں رکھتی، بلکہ ان کی روشنی میں قرآن کے عام کو خاص اور مطلق کو مقید کیا جاسکتا ہے۔

ہر کوئی عملاً ان حقائق کو عملاً تسلیم کرتا ہے، لیکن اعتراضات کی زبان تو تھمنے کا نام نہیں لیتی۔

یہ تناقض، یہ تضاد بیانی، یہ تضاد آراء، کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ سبحان اللہ! پندرہویں صدی کے یہ دماغ فیصلہ کریں گے کہ کون سی حدیث مقدسہ قابل تسلیم ہے اور کون سی ناقابل تسلیم۔ اگر کوئی آدمی اپنی اہلیت کا صحیح اندازہ نہ کر سکے تو ایسی ہفوات منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔

(7) دنیا کا سب سے ممتاز علم اسلام کا ”علم الرجال“ ہے، بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے تشریحات نبویہ کی بقا کے لیے امت مسلمہ کو ”علم اسماء الرجال“ کا امتیازی وصف عطا کر دیا، یہ علم اس امت کا خاصہ ہے، سابقہ امتیں اس وصف سے یکسر محروم رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس علم کی بدولت فرمودات نبویہ کو وہ تحفظ عطا کیا کہ آج سواچودہ صدیوں کے بعد ہمیں مجالس احادیث میں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مقدس آواز سنائی دے رہی ہے۔

قرآن و حدیث کی برکت سے مسلم دنیا جن علوم سے متعارف ہوئے، ان میں ایک خوبصورت نام ”علم الرجال“ کا بھی ہے، اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ڈاکٹر اسپرنگر نے حافظ ابن حجر کی کتاب ”الاصابة فی احوال الصحابة“ (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء، ۱۸۶۳ء) کے انگریزی مقدمہ میں کہا: ”کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری ہے نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح ”اسماء الرجال“ کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔“ (خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی: ص ۳۸)

جن لوگوں نے کسی نے کسی انداز میں حدیث نبوی پر نقد کیا، ان کو اپنے قدیم علمی ورثے کا صحیح اندازہ نہیں تھا، محدثین نے اس فن کو کون کون سے کمالات سے مزین کیا، یہ لوگ ان حقائق کو نہ سمجھ پائے اور اس دور کے لوگوں کی مثالیں پیش کر کے سند کے سلسلے کے جلیل القدر اور ثقہ راویوں کو موضوع بحث بنا دیا۔

مغربی اور یورپی سکالر اسلام کے اس امتیازی علمی شعبے پر انگشتِ بدنداں ہو جاتے ہیں اور اس کے حق میں اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ لیکن یہ اپنے ہیں، یہ یارانِ اسلام، یہ علم کی حدوں کو پھلانگ جانے والے، جن بیچاروں کو اپنے اسلام کی خوبیوں تک کی خبر تک نہیں ہے۔

اگر فرزندِ امتِ مسلمہ کو انکارِ حدیث، ردِ حدیث اور وضعِ حدیث جیسے کڑی آزمائشوں اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑا تو علمِ اسمائے رجال کے ذریعے ان کی تلافی کو یقینی بنا دیا گیا۔ اس فن میں رواۃِ احادیثِ نبویہ کی تعدیل و توشیح، حفظ و ضبط اور تضعیف و تخریح کو پہچاننے کے لیے وہ معیار پیش کیا گیا کہ اغیار بھی انگشتِ بدنداں اور اپنوں کا لبادہ اوڑھنے والے حملہ آور بھی حیران و ششدر ہو گئے۔ اگر ہم اپنی امتیازی میراث سے محروم ہونے کی وجہ سے کسی کے دامِ تزیور میں پھنس کر اپنی عقل و خرد کو معیار قرار دے کر ایک نئی فکر اور نئے فرقے کی بنیاد ڈال دیں تو سورج پر الزام تراشی نہیں کی جائے گی، آنکھیں بند کرنے والے کو قصور وار اور ملزم ٹھہرایا جائے گا۔

سند اور متن کی اصطلاحات ایجاد کر کے اسانیدِ احادیث میں مذکورہ راویوں کے مکمل حالات زندگی اور ان کی سوانحِ عمریاں اس علم میں قلمبند کر دی گئیں، جس کا آغاز عہدِ صحابہ کے اواخر اور کبار تابعین کے زمانہ کے اوائل میں ہو گیا تھا۔ دن بدن اس کی کیت و کیفیت میں اضافہ ہوتا گیا اور دنیا میں وجود پانے والے علوم و فنون میں ”علمِ اسمائے رجال“ کے نام سے ایک اور علم کا اضافہ ہو گیا۔

احادیث پر اعتراض کرنے والو! کیا اب بھی تمہارے اعتراض کی بنیادیں کھوکھلی نہیں ہوئیں؟ مسلمانوں کے جس فن نے ویسٹرن سکالرز کو حیران کر دیا، افسوس کہ اپنوں کو اس کی حقیقت کا علم نہ ہو سکا۔

(8) جب ہم مزید غور کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کی زبان کی صداقت کا انوکھا انداز ہمارے سامنے آتا ہے، آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں مستقبل کے بارے میں جتنی پیشین گوئیاں کیں، وہ حرفِ بحرف پوری ہوئیں، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث میں شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چند ایک مثالیں یہ ہیں:

(i)..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ...)) (صحيح بخاری: ۶۰۱، صحيح مسلم: ۲۵۳۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں نمازِ عشاء پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ”کیا خیال ہے تمہارا اس رات کے بارے، (ذرا غور کرو کہ آج) جو زمین کی پشت پر موجود ہے، وہ سو برس تک باقی نہیں رہے گا۔“

حافظ ابن حجر نے کہا: وكذلك وقع بالاستقراء فكان آخر من ضبط أمره ممن كان موجودا كتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حسینذ ابو الطفیل عامر بن وائلہ، وقد أجمع أهل الحديث على انه كان آخر الصحابة موتاً، وغاية ما قيل فيه انه بقى الى سنة عشر ومائة وهي رأس مائة سنة من مقالة النبي ﷺ والله اعلم۔ اور تحقیقی طور پر اسی طرح واقع ہوا، پس آخری صحابی جس کے حالات قلم بند کیے اور جو اس وقت موجود تھا، وہ سیدنا ابو الطفیل عامر بن وائلہ رضی اللہ عنہ ہے، اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے، زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ یہ تو ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، (نہ کہ پہلی صدی کے آخر میں) تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سو سال اسی کی وفات پر ہی پورے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۹۵/۲)

حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ (فتح الباری: ۲۸۲/۱)

(ii).....سیدنا نافع بن عتبہ بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((تَغزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغزُونَ الدَّجَالَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ۔)) (صحيح مسلم: ۲۹۰۰)

یعنی: ”تم جزیرہ عرب کے باسیوں سے لڑائی کرو گے، اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا، پھر فارس سے لڑائی ہوگی، وہ بھی فتح ہو جائے گا، پھر روم سے لڑائی ہوگی اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور پھر تم دجال سے لڑائی کرو گے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ فتح سے ہمکنار کرے گا۔“

یہ احادیث، اعلام نبوت میں سے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بہت جلد یہ پیشین گوئیاں پوری ہو گئیں اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں مسلم مجاہدوں کے قدموں میں ڈھیر ہو گئیں، البتہ ابھی تک دجال سے لڑائی باقی ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ بیچارہ بھی مغلوب ہو جائے گا۔

(iii).....سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَثَلْتُ لِي الْجِيرَةَ كَأَنْبَابِ الْكِلَابِ، وَإِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَهَا۔)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: هَبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنَةَ بَقِيلَةَ۔ فَقَالَ: ((هِيَ لَكَ۔)) فَأَعْطَوْهَا إِيَّاهُ فَجَاءَ أَبُوهَا فَقَالَ: أَتَيْتُعِينَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: بِكَمْ؟ قَالَ: أَخْتِكُمْ مَا شِئْتُ۔ قَالَ: بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَا فَقِيلَ: لَوْ قُلْتَ ثَلَاثِينَ أَلْفًا۔ قَالَ: وَهَلْ عَدَدُ أَكْثَرُ مِنْ أَلْفٍ؟

(الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان: ۲۳۷/۸، سنن بيهقي: ۳۲۹/۹)

یعنی: ”میرے لئے حیرہ (مقام) کو کتوں کی کچلیوں سے تشبیہ دی گئی اور عنقریب تم اسے فتح کر لو گے۔“ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بنت بقیلہ مجھے عطا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اسے دے دے دو۔“ اس کے باپ نے آکر کہا: ”کیا تو مجھے وہ فروخت کر دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنی قیمت میں؟ اس نے کہا:

من مانی کروں گا اور ایک ہزار درہم (کے عوض فروخت کروں گا)۔ اس نے کہا: میں نے خرید لی ہے۔ کہا گیا کہ اگر میں تیس ہزار کہتا تو؟ اس نے کہا: بھلا ہزار سے بڑا کوئی عدد ہے؟

حیرہ، نجی بادشاہوں کا دار الحکومت تھا، جس کے آثار عراق میں کوفہ اور نجف کے درمیان پائے جاتے ہیں، آغاز اسلام کے وقت یہاں نسطوری عیسائی آباد تھے۔

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لیے بحری اور بری راستے امغیشیا روانہ ہوئے، ان کے خَوَزَنَسُ بچنے سے پہلے تمام اسلامی دستے اکٹھے ہو گئے۔ ادھر حیرہ کے مرزبان آزاد بہ، غریب اور قصر ابیض کے درمیان ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ جب اسے خالد کے قریب آجینے کی خبر ملی تو وہ پسپا ہو گیا اور دریائے فرات کے پار چلا گیا اور حیرہ کے عربوں کو وہیں پھوڑ گیا، ان لوگوں کے چار بڑے قلعے تھے۔ ان قلعوں کے ارد گرد جنگ جاری رہی اور ان پر ہر طرف سے یورش کی گئی تھی کہ انھوں نے جزیے اور مسلمانوں کی حفاظت میں آنے کی شرط پر صلح کر لی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۱۲ھ (۶۳۳ء) کو پیش آیا۔ (اٹلس فتوحات اسلامیہ از احمد عادل کمال: ص ۷۹، ۸۰)

(iv)..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ جَبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا آرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي، إِنَّكَ أَوْلُ أَهْلِ بَيْتِي لِحَاقًا بِي، فَأَتَيْتِي اللَّهَ، وَاصْبِرِي، فَإِنِّي نَعَمَ السَّلْفُ أَنَا لَكَ.))

(صحیح بخاری: ۳۶۲۴، صحیح مسلم: ۲۴۵۰)

یعنی: ”جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا ایک دفعہ دور کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ کیا یہی لگتا ہے کہ میری وفات کا وقت آچکا ہے اور تو (فاطمہ) میرے اہل بیت کا پہلا فرد ہے جو سب سے پہلے مجھے ملے گی لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور صبر کرنا میں تیرے لئے بہترین میر سامان ہوں گا۔“

حافظ ابن حجر نے کہا: فانهم اتفقوا على ان فاطمة عليها السلام كانت اول من مات من اهل

بيت النبي ﷺ بعده حتى من أزواجه- (فتح الباری: ۱۷۲/۸)

یعنی: محدثین کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں سمیت اہل بیت میں سے سب سے پہلے سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا انتقال ہوا۔

(v)..... سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: يُوشِكُ أَنْ تَطْلُبُوا فِي قُرْآنِكُمْ هَذِهِ طَسْتًا مِنْ مَاءٍ فَلَا تَجِدُونَهُ،

يَنْزَوِي كُلُّ مَاءٍ إِلَى عَنَصْرِهِ، فَيَكُونُ فِي الشَّامِ بَقِيَّةَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَاءِ- (مستدرک حاکم: ۴/

۵۰۳، والحديث موقوف لكنه في حكم المرفوع، لانه لا يقال من قبل الراي، كما هو الظاهر)

یعنی: ”قریب ہے کہ تم ان بستیوں میں ایک پیالہ پانی کا تلاش کرو، لیکن کامیاب نہ ہو سکو یعنی سارے کا سارا پانی

اپنی اصل کی طرف سکر جائے گا اور باقی ماندہ مومن اور پانی شام میں ہوں گے۔“

فوائد: یقیناً مستقبل میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگی، لیکن اب اس کے آثار شروع ہو گئے ہیں، جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک امریکی ادارے نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ دنیا میں بہت بڑی مقدار میں زمینی پانی نکالا جا رہا ہے، بلکہ تلساس اور نیو میکسیکو کے علاقوں میں زمینی پانی مکمل خشک ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے اور شمالی علاقہ جات میں ہر سال پانی کی سطح بارہ فٹ نیچے ہو رہی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ایک دوسری تحقیق میں کہا گیا ہے کہ عنقریب دنیا پانی کی قلت کے مسئلے سے دوچار ہو جائے گی اور اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہوگا اور ڈیم اور ٹینکوں سے مصنوعی طریقے مفید ثابت نہیں ہو سکیں گے، (ملاحظہ ہو: الأهرام: ۱/۱۰/۱۹۸۵ اور ۲/۱۰/۱۹۸۵)۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۳۰۷۸)

(vi) بنو سلیم کا ایک آدمی اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چاندی لے کر آیا اور کہا اور یہ ہماری کان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَتَكُونُ مَعَادِنٌ يَحْضُرُهَا شِرَارُ النَّاسِ)) (مسند احمد: ۵۰/۴۳۰)

یعنی: ”عنقریب ان کانوں پر بدترین لوگ پہنچیں گے۔“

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”معدان (کانیں)“ ان مقامات کو کہتے ہیں، جہاں سے سونے، چاندی اور تانبے جیسے زمینی جواہر برآمد ہوتے ہیں، اس کی واحد ”معدن“ ہے۔

کوئی شک نہیں کہ کافر لوگ ہی بدترین ہوتے ہیں۔ عربوں کے زمینی خزانے نکالنے کے لیے یورپیوں اور امریکیوں کو وہاں لانے کی وجہ سے مسلمان جس آزمائش میں مبتلا ہیں، اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ)

(vii)..... سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَظْهَرُ هَذَا الدِّينُ

حَتَّى يُجَاوَزَ الْبِحَارَ، وَحَتَّى تُحَاطَّ بِالْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) (مسند ابی یعلیٰ: ۱۲/۵۶)

یعنی: ”یہ دین منظر عام پر آئے گا اور سمندروں سے تجاوز کر جائے گا“ حتیٰ کہ اللہ کے راستے میں گھوڑے (سمندر) میں گھس جائیں گے۔“

فوائد: گھوڑوں کی سمندروں میں گھسنے کی پیشین گوئی فاروقی عہد خلافت میں ایک دفعہ پوری ہو چکی ہے۔

شاہ معین الدین احمد ندوی نے کہا: بہر سیر اور مدائن کے درمیان دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کو مدائن پر حملے سے روکنے کے لیے دجلہ کا پل توڑ کر کشتیاں روک لی تھیں، اس لیے جب مسلمان دجلہ کے کنارے پہنچے تو اسے عبور کرنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے کر دجلہ میں گھوڑا ڈال دیا۔ انھیں دیکھ کر پوری فوج دجلہ میں اتر گئی اور نہایت اطمینان سے باتیں کرتی ہوئی پار پہنچ گئی۔ ایرانی دور سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھتے تھے اور متحیر تھے۔ جب مسلمان کنارے پر پہنچ گئے تو متحیر ایرانی ”دیواں آمدند، دیواں آمدند“ (دیو آگئے! دیو آگئے!) کہتے

ہوئے بھاگ گئے۔ ایک افسر خزراد نے معمولی مزاحمت کی مگر مسلمانوں نے اسے مغلوب کر لیا۔ یزدگرد پایہ تخت چھوڑ کر بھاگ گیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفر ۱۶ھ میں مدائن میں داخل ہو گئے۔

(تاریخ اسلام از شاہ معین الدین: ۱۷۷/۲)

علامہ اقبال نے مشہور نظم ”شکوہ“ میں یہ شعر کہا تھا:

دشت تو دشت ، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

اس کے پہلے مصرع میں عبور و جملہ کے اس حیرت انگیز واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(viii)..... سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک والے سال نکلے

آپ نمازیں جمع کر کے ادا کرتے تھے، یعنی ظہر اور عصر کی اور مغرب اور عشاء کی اکٹھی ادا کر لیتے تھے، ایک دن ایسا بھی آیا کہ نماز کو مؤخر کیا، پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں، بعد ازاں اندر چلے گئے اور پھر جب

تشریف لائے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں، پھر فرمایا: ”تم ان شاء اللہ کل تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے اور دن کے روشن ہونے کے بعد پہنچو گے۔ (یاد رکھنا کہ) جو بھی وہاں پہنچے پانی کو میرے پہنچنے سے پہلے نہ چھوئے۔“

جب ہم اس چشمے کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی ہم سے بھی سبقت لے جا چکے تھے۔ (ہم نے دیکھا کہ) تسے کے بقدر چشمہ تھا اور تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دو آدمیوں سے پوچھا: ”آیا تم نے اس پانی کو

چھوا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ان کو برا بھلا کہا، پھر صحابہ نے اس چشمے سے چلو بھر کر پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ اور چہرہ دھویا، پھر اس پانی کو اس چشمے میں انڈیل دیا، چشمے کا پانی زور سے

بہنا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ لوگوں نے پانی پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ((يُوشِكُ يَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرَى مَا هُنَا قَدْ مُلِيَ جَنَانًا)) (مسلم: ۷۰۶)

یعنی: ”معاذ! ممکن ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو (اگر ایسے ہوا تو) تو دیکھے گا کہ یہ جگہ باغات سے بھر جائے گی۔“

مولانا مودودی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تبوک کے محکمہ شرعیہ کے رئیس شیخ صالح نے بتایا کہ یہ چشمہ دو سال پہلے تک پونے چودہ سو سال سے مسلسل ابلتا رہا، بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھودے گئے تو اس چشمے کا پانی ان ٹیوب ویلز کی

طرف منتقل ہو گیا۔ تقریباً پچیس ٹیوب ویلز میں تقسیم ہو جانے کے بعد اب یہ چشمہ خشک ہو گیا ہے، اس کے بعد شیخ صالح ہمیں ایک ٹیوب ویل کی طرف بھی لے گئے، جہاں ہم نے دیکھا کہ چار انچ کا ایک پائپ لگا ہوا ہے اور کسی مشین کے

بغیر اس سے پانی پورے زور سے نکل رہا ہے، قریب قریب یہی کیفیت دوسرے ٹیوب ویلز کی بھی ہمیں بتائی گئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے معجزے ہی کی برکت ہے، آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے، کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں

کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس پانی

سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جا رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا ہے اور دن بدن بھرتا جا رہا ہے۔ (سفر نامہ ارض القرآن از مولانا مودودی)

یہ دلائل اس حقیقت پر بین ثبوت ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ برحق اور حجت تھا، اگر ہمارے ذہن تسلیم نہ کریں تو شریعت کی روشنی میں ایسے زنگ آلودہ ذہنوں کو صیقل کرنا پڑے گا۔

(9)..... ہم اس موضوع پر سب سے زیادہ اس حقیقت سے لطف اندوز ہوتے ہیں کہ ہمام بن منبہ (م: ۱۳۱) نے پہلی صدی ہجری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت قلم بند کی، پھر دوسری صدی ہجری میں امام مالک (م: ۱۷۹ھ) نے اپنی سند کے ساتھ ”موطا“ میں اس کو لکھا، پھر تیسری صدی میں امام بخاری (م: ۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں اپنی سند کے ساتھ اسی حدیث کو تحریر کیا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ایک حدیث ہے، اس کو ایک ایک صدی کے بعد لکھا گیا، لیکن پھر بھی اس کے الفاظ و معانی میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ کیا یہ ہمارے محمد ﷺ کے فرامین کا معجزہ نہیں ہے۔

موطا امام مالک اور صحیح بخاری میں مشترک احادیث کی تعداد (۴۸۲) ہے، ایک مثال یہ ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا

يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.)) (موطا امام مالک: ص ۴۳، رقم: ۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ

لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.)) (صحیح بخاری: ۱۶۲)

دونوں روایات کے الفاظ پر غور کریں، صحیح بخاری کی روایت میں صرف شروع میں ”و“ کا اضافہ ہے، اس کی وجہ یہ

ہے اس میں پیچھے سے روایت چل رہی ہے، جس کی وجہ سے ”و“ لایا گیا۔

صحیفہ ہمام بن منبہ (م: ۱۳۱ھ) کی حدیث نمبر (۸) کے الفاظ یہ ہیں: الْمَلَائِكَةُ يَتَعَابُونَ فِيكُمْ، مَلَائِكَةُ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ قَالُوا: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَ آتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ۔

اور صحیح بخاری کی حدیث نمبر (۳۲۲۳) کے الفاظ یہ ہیں: الْمَلَائِكَةُ يَتَعَابُونَ فِيكُمْ، مَلَائِكَةُ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ قَالُوا: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَ آتَيْنَاهُمْ

وَهُمْ يُصَلُّونَ۔

کیسا معجزاتی حسن ہے، دونوں احادیث کے راوی تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں، لیکن پہلی روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد جناب ہمام ہیں اور دوسری روایت میں ان کے شاگرد اعرج ہیں، یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد سندیں متلف ہو گئیں۔

لیکن پہلی حدیث کو قلم بند کرنے والے (۱۳۱ھ) میں اور دوسری حدیث کو لکھنے والے (۲۵۶ھ) میں فوت ہو رہے ہیں، جبکہ حدیث کا اصل سلسلہ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا تھا، جو (۵۷ھ) میں فوت ہوئے۔ لیکن خادمین احادیث نے ایک لفظ میں بھی فرق نہیں آنے دیا۔

(10) کوئی زبان ہو، ایک صدی کے بعد اس میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کہ پہلی زبان کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے، ہر زبان کا یہی حشر ہوا اور سابقہ امتوں اور مذہبوں کی زبانوں کا نہ صرف وجود مٹ گیا ہے، بلکہ کئی زبانوں کے اسوں کا پتہ بھی نہیں لگایا جاسکتا، لیکن اس لحاظ سے عربی زبان کا یہ انتہائی ممتاز وصف ہے کہ اگر آج حضرت محمد ﷺ کو زندہ کر دیا جائے اور وہ عربی میں گفتگو کریں تو ہم ان کی بات سمجھیں گے اور وہ ہماری بات سمجھیں گے، آخر اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی زبان کو یہ معجزہ عطا کیوں کیا؟ صرف اس لیے کہ اس کی ہدایات کو قیامت تک برقرار رکھنا تھا۔

(11) ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے ایک ایک گوشے کو محفوظ کیوں کروایا گیا؟ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے سفید بالوں کی گنتی کر لی گئی۔ آپ ﷺ کی مسکراہٹوں اور گھبراہٹوں کے اندازوں کو کیوں قلم بند کر لیا گیا؟ اس دنیا سیرت مصطفیٰ پر سب سے زیادہ کتابیں کیوں لکھی گئیں؟ تاریخ کے دامن میں آپ ﷺ کی آل و اولاد کے اسماء و اعداد کا تذکرہ کیوں کروایا گیا؟ کل کی بات کی طرح صحابہ کرام کے ایک لاکھ چودہ ہزار نفوس قدسیہ کا تذکرہ کیوں محفوظ رہنے دیا گیا؟ شاید یہ وجہ ہو کہ محمد ﷺ کی اداؤں کو بقاء مل جائے!!!!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس حقیقت پر اجماع تھا کہ آپ ﷺ سے ثابت شدہ احادیث، قرآن مجید کی طرح حجت ہیں اور وہ احادیث کی روشنی میں قرآن مجید کو سمجھتے تھے۔ احادیث کی ضرورت و اہمیت کو کم کرنے والو! خیر القرون کے اہل خیر لوگ اس نکتہ سے محروم تھے، جو تمہاری عقلوں کو سوچھا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شرعی علوم و اعمال کی پیاس بجھانا چاہتا ہے تو اسے ایک وقت دو چشموں سے سیراب ہونے کا عزم کرنا پڑے گا، ورنہ اس کا نصیب و مقدر اور ظلمت و ضلالت لازم ملزوم ہو جائیں گے۔

ہم عاجزانہ التماس کریں گے کہ حدیث مبارکہ کے حوالے سے ایسے دعووں کی وجہ علم حدیث اور فن حدیث سے دوری ہے اور ایسے لوگوں کو اپنی اہلیت پر ناز ہے اور چکلڑ الوی اور منکرین حدیث لوگوں کے وسوسوں میں گرفتاری ہے۔ نبی کریم ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام بھیجنے کا اہتمام کریں، تاکہ دل میں آپ ﷺ کی محبت پیدا ہو، پھر

آپ ﷺ کی احادیث قدسیہ کو حرزِ جان بنا کر پڑھنا شروع کر دیں اور عمل کرتے جائیں، علم و عمل میں نکھار آئے گا۔ اللہ کی پناہ، ہمارا مقصد قرآن حکیم کی اہمیت کو کم کرنا نہیں ہے، شرعی مسئلے کی توضیح کرنا ہے کہ رشد و ہدایت کے پیاسے کو دو چشموں سے سیراب ہونا چاہیے، ایک قرآن اور دوسرا حدیث۔ قرآن پاک نے خود بیسیوں مقامات پر آپ ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ



الْقِسْمُ الْأَوَّلُ مِنَ الْكِتَابِ قِسْمُ التَّوْحِيدِ وَأَصُولِ الدِّينِ کتاب کی قسم اول توحید اور دین کے اصولوں کا حصہ

كِتَابُ التَّوْحِيدِ

توحید کی کتاب

التوحید:..... لغوی معنی: ایک بنانا، کسی کے ایک ہونے کا اقرار کرنا۔

اصطلاحی تعریف: اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور یہ عقیدہ

رکھنا کہ ان چاروں چیزوں میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا سا جہی اور شریک نہیں ہے۔

بَابٌ فِي وُجُوبِ مَعْرِفَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَوْحِيدِهِ وَالإِعْتِرَافِ بِوُجُودِهِ

اللہ تعالیٰ کی معرفت، توحید اور اس کے وجود کے اعتراف کے واجب ہونے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے نعمان یعنی عرفہ کے مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت (یعنی ان کی اولاد) سے مضبوط عہد لیا، اس کا طریق کار یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پیٹھ سے وہ ساری اولاد نکالی، جو اس نے پیدا کرنی تھی اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چیونٹیوں کی طرح بکھیر دیا اور پھر ان سے آمنے سامنے کلام کرتے ہوئے کہا: ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ

(۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثْمُونَ بْنِ جَبْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَخَذَ اللَّهُ الْمِيثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ بِنِعْمَانَ يَعْنِي عَرَفَةَ، فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَاهَا، فَتَرَاهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالدَّرِّ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبْلًا، قَالَ: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا

(۱) تخریج: رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر کثوم بن جبر، فمن رجال مسلم، ورجح الحافظ ابن کثیر فی ”التفسیر“ وقفہ علی ابن عباس۔ أخرجه النسائي في ”الكبرى“: ۱۱۱۹۱، والحاكم: ۲/ ۵۴۴ (انظر: ۲۴۵۵)

قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ تم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہل یہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔“

(سورہ اعراف: ۱۷۲، ۱۷۳)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرمان ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ...﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان کو روحوں کی شکل میں جمع کیا، پھر ان کی تصویریں بنا کر ان کو بلوایا، پس یہ بولے، پھر ان سے ایک مضبوط عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنایا اور کہا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، میں سات آسمانوں اور سات زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو بھی تم پر گواہ بناتا ہوں، تاکہ تم قیامت والے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہمیں تو اس چیز کا علم ہی نہیں تھا۔ جان لو کہ میرے علاوہ نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب، پس تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا، عنقریب میں تمہاری طرف اپنے پیغمبروں کو بھیجوں گا، وہ تمہیں میرے وعدے اور میثاق کو یاد کرائیں گے اور میں تم پر کتابیں بھی نازل کروں گا۔ ان سب نے جواباً کہا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب اور معبود ہے، تیرے علاوہ ہمارا کوئی رب نہیں ہے، پس انھوں نے اس چیز کا اقرار کیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ۔ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۱﴾۔

(مسند أحمد: ۲۴۵۵)

(۲)۔ عَنِ رُقَيْعِ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ...﴾ الْآيَةِ، قَالَ: جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَرْوَاحًا، ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوا، ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالَ: فَإِنِّي أَشْهَدُ عَلَيْكُمُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِينَ السَّبْعَ، وَأَشْهَدُ عَلَيْكُمْ آبَاكُمْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِذَلِكَ، اعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ غَيْرِي وَلَا رَبَّ غَيْرِي فَلَا تُشْرِكُوا بِي شَيْئًا، إِنِّي سَأُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رَسُولِي يَذْكُرُونَكُمْ عَهْدِي وَمِيثَاقِي وَأَنْزِلَ عَلَيْكُمْ كُتُبِي، قَالُوا: شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَالْهُنَا لَا رَبَّ غَيْرِكَ، فَأَقْرَأُوا بِذَلِكَ۔ (مسند أحمد: ۲۱۵۵۲)

(۳)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۲) تخريج: اثر ضعيف، محمد بن يعقوب الربالي مستور۔ أخرجه الحاكم: ۲ / ۳۲۳، والبيهقي في

"الاسماء والصفات": ص ۳۶۸ (انظر: ۲۱۲۳۲)

(۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۳۳۴، ومسلم: ۲۸۰۵ (انظر: ۱۲۲۸۹)

فرمایا: ”قیامت کے دن جہنمی آدمی سے کہا جائے گا: اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ زمین پر جو چیزیں بھی ہیں، کیا تو (اس عذاب سے بچنے کے لیے) وہ فدیے میں دے دے گا؟ وہ کہے گا: جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تو تجھ سے اس سے آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا، میں نے تجھ سے یہ عہد لیا تھا، جبکہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا، کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا، لیکن تو نے انکار کر دیا تھا اور (اسی چیز پر ڈٹ گیا کہ) تو نے میرے ساتھ شرک ہی کرنا ہے۔“

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُقَالُ لِلرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهِ؟ قَالَ: نَيْقُولُ: نَعَمْ، قَالَ: فَيَقُولُ: قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ ذَلِكَ، قَدْ أَخَذْتُ عَلَيْكَ فِي ظَهْرِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي.)) (مسند أحمد: ۱۲۳۱۴)

فوائد:..... درج بالا اور اس موضوع کی دیگر احادیث میں ”عَهْدِ الْاَسْتِ“ کا ذکر ہے، یہ ترکیب آیت کے ان الفاظ اَلْاَسْتُ بِرَبِّكُمْ سے بنی ہوئی ہے، یہ عہد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ہونے والی تمام اولاد سے لیا گیا، پوری آیات یوں ہیں: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ اَلْاَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ. أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ﴾..... ”اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہل یہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔“ (سورہ اعراف: ۱۷۲، ۱۷۳) یہ عہد ہم اس لیے تسلیم کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کی اطلاع دے دی ہے، بہر حال اس کا اثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی یہ گواہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت رکھ دی گئی ہے اور اگر یہ فطرت مختلف آلائشوں کی وجہ سے اپنی حیثیت کھونہ بیٹھی ہو تو ایسا انسان فوراً حق کی آواز کو قبول کرتا ہے، لیکن اگر شرک و بدعت یا گندے معاشرے کی وجہ سے وہ فطرت متاثر ہو چکی ہو تو اس کو حق تسلیم کرنے میں اجنبیت محسوس ہوتی ہے اور اس کے لیے یہ مرحلہ مشکل ہو جاتا ہے، جلد اور بدیر اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام کی وجہ یہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا: ”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، اس کا ناک، کان کٹنا نہیں ہوتا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

عبد الرحمن بن غنم، جن کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فقہ کی تعلیم دینے کے لیے شام بھیجا تھا، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک روز اپنے ”یعفور“ نامی گدھے پر سوار ہوئے، اس کی رسی کھجور کے پتوں کی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! تم بھی سوار ہو جاؤ۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ چلیں (میں پیدل ہی ٹھیک ہوں)، لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”تم سوار ہو جاؤ۔“ پس میں آپ ﷺ کے پیچھے سوار ہو گیا، ہوا یوں کہ گدھا گر پڑا اور آپ ﷺ کھڑے ہو کر مسکرانے لگے اور میں دل ہی دل میں افسوس کرنے لگا، پھر دوسری اور تیسری بار بھی ایسے ہی ہوا، بہر حال آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پیچھے کیا اور کوڑے یا چھڑی کے ساتھ میری کمر پر مارا اور فرمایا: ”معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟“ میں نے کہا: جی اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس بیشک اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔“ پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، آپ ﷺ آگے کو چلے، اور پھر اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور میری کمر پر مارا اور فرمایا: ”اے معاذ! اے معاذ کی ماں کے بیٹے! کیا تم یہ جانتے ہو کہ اگر بندے ایسے ہی کریں تو اللہ تعالیٰ پر ان کا کیا حق ہے؟“ میں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس بیشک جب بندے ایسے ہی کریں تو ان کا اللہ تعالیٰ پر حق یہ ہے کہ وہ ان کو جنت میں داخل کر دے۔“

(۴)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ وَهُوَ الَّذِي بَعَثَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنِّي إِلَى الشَّامِ يُفَقِّهُ النَّاسَ أَنَّ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَكِبَ يَوْمًا عَلَى حِمَارٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ يُعْفُورٌ، رَسَنُهُ مِنْ لَيْفٍ، ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبْ يَا مُعَاذُ!))، فَقُلْتُ: سِرًّا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((ارْكَبْ!))، فَرَدَّفْتُهُ فَصُرِعَ الْحِمَارُ بِنَا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَضْحَكُ وَقُمْتُ أَذْكَرُ مِنْ نَفْسِي أَسْفًا، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّلَاثَةَ وَسَارَ بِنَا فَأَخْلَفَ يَدَهُ فَضْرَبَ ظَهْرِي بِسَوْطٍ مَعَهُ أَوْ عَصَا، ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَذَرِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَيَّ الْعِبَادِ!)) فَقُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا))، قَالَ: ثُمَّ سَارَ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَخْلَفَ يَدَهُ فَضْرَبَ ظَهْرِي فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! يَا ابْنَ أُمِّ مُعَاذٍ! هَلْ تَذَرِي مَا حَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا هُمْ فَعَلُوا ذَلِكَ!)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ أَنْ يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ)) (مسند أحمد: ۲۲۴۲۳)

(۴) تخریج: حدیث صحیح دون القصہ فی اولہ، و هذا اسناد ضعیف لضعف شہر بن حوشب - وأخرج

آخره البخاری: ۲۸۵۶، ومسلم: ۳۰ وهو الحديث الآتي (انظر: ۲۲۰۷۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی عجیب سی حدیث بیان کرو، انھوں نے کہا: جی ہاں، وہ بات یہ ہے کہ میں گدھے پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ بن جبل!“ میں نے کہا: میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟“ میں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث ذکر کی، البتہ اس میں ”جنت میں داخل کرنے“ کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ ”وہ ان کو عذاب نہیں دے گا“ اور ایک روایت میں یہ زیادتی بھی ہے: آخر میں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو یہ حدیث بیان کر کے خوشخبری نہ سنا دوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رہنے دو، تاکہ وہ مزید عمل کرتے رہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر کیا حق ہے؟“ میں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پر ان کا حق یہ ہوگا کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔“

مواند: ان احادیث مبارکہ سے توحید کو اختیار کرنے اور شرک سے بچنے کی فضیلت اور شرک کو اختیار کرنے اور توحید سے اعراض کرنے کی مذمت کا اندازہ ہو جانا چاہیے، اس موضوع سے متعلقہ تمام آیات و احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک جیسے گناہ کی بخشش ناممکن ہے، مشرک کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، رہا مسئلہ توحید پرست کا تو

(۶، ۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْنَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا مِنْ غَرَائِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ رَدْفَهُ نَسْلَى حِمَارٍ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ!)) قُلْتُ: لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((أَنْ لَا يُعَدِّبَهُمْ)) بَدَلَ قَوْلِهِ ((أَنْ يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ)) زَادَ فِي رِوَايَةِ أُخْرَى مِنْ صَرِيحٍ آخَرَ: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!! أَلَا أَبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((دَعَهُمْ يَعْمَلُوا-)) (مسند أحمد: ۲۲۳۴۳، ۲۲۳۷۸)

(۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ النَّاسِ عَلَى اللَّهِ وَمَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ؟)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَحَقُّ عَلَيْهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ-)) (مسند أحمد:)

(۶، ۵) تخریج: أخرجه البخاری و مسلم، وانظر الحديث المتقدم (انظر: ۲۱۹۹۳)

(۷) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الحاكم: ۱/ ۵۱۷، والبخاری: ۳۰۸۹ (انظر: ۸۰۸۵)

اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف نہ کیا تو ان کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی اور پھر اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ بہر حال جن احادیث میں توحید کی فضیلت بیان کی گئی ہے، مؤخّرہ کو اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ان کا مصداق سمجھنا چاہیے، لیکن اس حسن ظن کا یہ مفہوم نہیں کہ بندہ نیکیاں کرنا چھوڑ دے یا برائیوں سے باز رہنے کو ترک کر دے، دیکھیں حدیث نمبر (۶۰۵) کے مطابق نبی کریم ﷺ نے سرے سے فضیلت والی ایسی احادیث بیان کرنے سے منع کر دیا، جن کی وجہ سے عام لوگوں میں عمل ترک کرنے کا رجحان پیدا ہو سکتا ہے۔

سیدنا طفیل بن سخرہ رضی اللہ عنہ، جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اخیانی بھائی ہے، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا اور ان سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا: ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا: اگر تم عزیر کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہتے تو تم بہترین قوم تھے، انھوں نے کہا: تم مسلمان بھی بہترین قوم ہوتے، اگر صرف یہ نہ کہتے کہ (وہی کچھ ہوتا ہے جو) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور محمد ﷺ چاہتا ہے۔ پھر میں عیسائیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور ان سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا: ہم عیسائی ہیں، میں نے کہا: اگر تم حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہتے تو تم بہترین لوگ ہوتے، لیکن انھوں نے آگے سے کہا: اگر تم بھی یہ نہ کہتے کہ (وہی کچھ ہوتا ہے) جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور محمد ﷺ چاہتا ہے تو تم بھی بہترین قوم ہوتے۔ جب صبح ہوئی تو بعض لوگوں کو یہ خواب بیان کرنے کے بعد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو ساری بات بتلا دی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تم نے کسی کو یہ خواب بتلایا ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، پھر جب لوگوں نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے ان سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: ”طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم میں سے بعض لوگوں کو بتلایا ہے،

(۸)۔ عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ عَنْ طُفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخِي عَائِشَةَ لَأَمَّهَا أَنَّهُ رَأَى فِيمَا بَرَى النَّاسِمْ، كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ الْيَهُودُ، قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ عَزْرِيَّا ابْنُ اللَّهِ، فَقَالَ الْيَهُودُ: وَأَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ النَّصَارَى فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ فَقَالُوا: نَحْنُ النَّصَارَى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ، قَالُوا: وَإِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: ((هَلْ أَخْبَرْتِ بِهَا أَحَدًا؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا صَلَّوْا حَاطَبُهُمْ، فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَتْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ طُفَيْلًا رَأَى رُؤْيَا فَأَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ كَلِمَةً كَانَتْ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا)) قَالَ: ((لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ

(۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الحاكم: ۳/ ۶۶۳، والبيهقي في "دلائل النبوة": ۷/ ۲۲ (انظر: ۲۰۶۹۴)

بات یہ ہے کہ تم لوگ ایک کلمہ کہتے تھے، (میں اسے ناپسند تو کرتا تھا) لیکن تم کو منع کرنے سے شرم و حیا مانع تھی، (اب بات کھل گئی ہے لہذا) تم یہ نہ کہا کرو کہ (وہی کچھ ہوتا ہے) جو اللہ چاہتا ہے اور محمد (ﷺ) چاہتا ہے۔“

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم (ﷺ) کے پاس آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں بعض اہل کتاب کو ملا ہوں اور انھوں نے مجھے کہا: تم (مسلمان) بڑے اچھے لوگ ہو، کاش تم یہ نہ کہتے کہ (وہی کچھ ہوتا ہے) جو اللہ چاہتا ہے اور محمد (ﷺ) چاہتا ہے، یہ سن کر نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: ”میں بھی تمہاری اس بات کو ناپسند کرتا تھا، آئندہ اس طرح کہا کرو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور پھر محمد (ﷺ) چاہتا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم (ﷺ) سے کہا: جو کچھ اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ آپ (ﷺ) نے اسے فرمایا: ”کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیا ہے، صرف (وہ ہوتا ہے) جو یکتا و یگانہ اللہ چاہتا ہے۔“

مُحَمَّدٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۹۷۰)

(۹)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أُنْسِي لَقَيْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَالَ: نِعْمَ النَّوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنْتُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ كُنْتُ أَكْرَهُهَا مِنْكُمْ، فَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۷۲۸)

(۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَيْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَجَعَلْتَنِي وَاللَّهِ عِدْلًا، بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۳۹)

فوائد: بعد میں تو آپ (ﷺ) نے کئی احادیث میں اس بات کی مزید وضاحت کر دی تھی کہ کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہے، تمام مخلوقات کی مشیت اور اختیار اسی ایک کی مشیت کے تابع ہے اور اس سے منع کر دیا تھا کہ کوئی کسی کی مشیت کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے برابر سمجھے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

کائنات وسیع و عریض انتظام و انصرام پر مشتمل ہے، اس کی وسعت انسانی عقولوں سے ماورا ہے۔ اس کائنات کے پورے نظم و نسق میں اللہ تعالیٰ کی منشا و مرضی کارفرما ہے۔ خوشحالی کا معاملہ ہو یا بدحالی کا، عنایت و رزق کا معاملہ ہو یا تنگی رزق کا، فتح کا معاملہ ہو یا شکست کا، کامیابی کا معاملہ ہو یا ناکامی کا، حیات کا معاملہ ہو یا موت کا، بچپن میں فوت ہو جانے کا معاملہ ہو یا ادھیڑ عمر تک زندہ رہنے کا، خوبصورتی کا معاملہ ہو یا بدصورتی کا، طلوع آفتاب کا معاملہ ہو یا کسوف شمس کا،

(۹) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن ماجه: ۲۱۱۸ (انظر: ۲۳۳۳۹)

(۱۰) تخریج: صحیح لغیرہ - أخرجه ابن ماجه: ۲۱۱۷ (انظر: ۱۸۳۹)

جنت کا معاملہ ہو یا جہنم کا، غرضیکہ کائنات کے تمام معاملات کو سرانجام دینے میں اسی ایک اللہ کا حکم چلتا ہے، اسی کی سنی جاتی ہے۔ اگر سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کی منشا اللہ تعالیٰ کی چاہت کے تابع ہے تو اور کون ہے کسی مائی کالال، جو اُس کی چاہت کے سامنے اپنی مرضی کا لوہا منوا سکے۔

ہمارے ہاں بھی بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ جب اپنے محسنوں کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ اور اُن کا لفظ ”اور“ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، مثلاً: ہم پر اللہ تعالیٰ اور آپ کا بڑا احسان ہے، اگر اللہ تعالیٰ اور آپ نہ ہوتے تو معلوم نہیں کہ ہم کون سے حالات سے گزر رہے ہوتے، جیسے اللہ تعالیٰ اور آپ کی مرضی ہوگی۔ ہمیں اپنے جملوں کی تصحیح کرنی چاہیے اور کسی کے احسانات کا تذکرہ کرتے وقت محسنِ عظیم اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

بَابُ فِي عَظْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَ كِبْرِيَاثِهِ وَ كَمَالِ قُدْرَتِهِ وَ اِفْتِقَارِ الْخَلْقِ اِلَيْهِ
اللہ تعالیٰ کی عظمت، بڑائی اور کمالِ قدرت اور مخلوق کا اس کا محتاج ہونے کا بیان

(۱۱)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَرْبَعٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقَسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ)) (مسند أحمد: ۱۹۷۵۹)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ چار چیزیں بتلانے کے لیے ہمارے اندر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور سونا اسے زیب بھی نہیں دیتا، وہ ترازو کو پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے، رات کے عمل دن کو اور دن کے عمل رات کو اس کی طرف بلند کر دیئے جاتے ہیں۔“

فوائد: عمل اور رزق کا ترازو اس کے پاس ہے، چاہے تو نیکیوں والا پلڑا بھاری کر دے اور چاہے تو برائیوں والا پلڑا نیچے جھکا دے، چاہے تو بن مانگے بے حد و حساب رزق سے نواز دے اور چاہے تو کثرت سے سوال کرنے کے باوجود دردر کا محتاج کر دے، وہ مختارِ مطلق بھی ہے اور حکیم بھی، اپنی دانائی اور حکمت کی روشنی میں جو چاہے، فیصلہ کر سکتا ہے اور اس کو نافذ کرنے پر بھی قدرتِ تامہ رکھتا ہے۔

(۱۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقَسْطَ وَيَرْفَعُهُ، حِجَابُهُ النَّارُ، لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور اس کے شایانِ شان بھی نہیں ہے کہ وہ سوئے، وہ ترازو کو پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے، اس کا پردہ آگ ہے، اگر وہ اس پردے کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی انوار

(۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۹ (انظر: ۱۹۵۳۰)

(۱۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۹۶ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۹۵۸۷)

تجلیات ان تمام چیزوں کو جلا دیں، جن کو اس کی نظر پاتی ہے، اللہ کی نظر تمام مخلوق پر ہے۔ اس لیے مفہوم یہ ہے کہ پردہ دور ہونے سے تمام مخلوق جل کر راکھ ہو جائے۔ پھر ابو عبیدہ نے یہ آیت تلاوت کی: ”جب وہاں پہنچے تو آواز دی گئی کہ بابرکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“ (سورہ نمل: ۸)

سُبْحَاتٌ وَجْهَهُ كُلُّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصْرُهُ۔))
ثُمَّ قَرَأَ أَبُو عَبِيدَةَ: ﴿فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾۔ (مسند أحمد: ۱۹۸۱۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، دن رات کا متواتر خرچ اس میں کمی نہیں کر سکتا، کیا تم نے غور کیا ہے کہ اس نے زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت سے لے کر (آج تک) کیا کچھ خرچ کیا ہے، لیکن یہ خرچ بھی اس چیز میں کوئی کمی نہ کر سکا، جو اس کے دائیں ہاتھ میں ہے، اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے، کسی کے حق میں اس کو پست کر دیتا ہے اور کسی کے حق میں بلند کر دیتا ہے۔“

(۱۳)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَمِينُ اللَّهِ مَلَأَى، لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔))
وَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغْضُ مَا فِي يَمِينِهِ۔))
قَالَ: ((وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، يَبْدِيهِ الْأُخْرَى الْجِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ۔)) (مسند أحمد: ۱۰۵۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت والے دن زمین و آسمان دائیں ہاتھ میں پکڑ کر اور لپیٹ کر کہے گا: میں ہی بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین والے بادشاہ؟“

(۱۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ۔)) (مسند أحمد: ۸۸۵۰)

نوائد:..... سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ ایک انگلی پر آسمانوں کو، ایک انگلی پر زمینوں کو، ایک انگلی پر پہاڑوں کو، ایک انگلی پر باقی مخلوقات کو اور ایک انگلی پر درختوں کو اٹھالے گا اور کہے گا: میں بادشاہ ہوں، یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ...﴾..... ”لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی، جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔“ (مسند احمد: ۴۰۸۷)

(۱۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۴۶۸۴، ۷۴۱۱ (انظر: ۱۰۵۰۰)

(۱۴) تخريج: أخرجه البخاری: ۶۵۱۹، ومسلم: ۲۷۸۷ (انظر: ۸۸۶۳)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں، جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ چیزیں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے، آسمان چرچراتا ہے اور اسے یہی زیب دیتا ہے کہ وہ آواز نکالے، کیونکہ اس میں ہر چار انگشت کے بقدر جگہ پر فرشتہ سجدہ کیے ہوئے ہے، اگر تم کو ان امور کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ اور تم بستروں پر اپنی بیویوں سے لذتیں حاصل کرنا ترک کر دو، بلکہ تم (ویران) راستوں (اور صحراؤں) کی طرف نکل جاؤ، تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف گڑگڑا سکے۔“ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنا کر کہا (ظاہر ہے کہ ابو ذر کے شاگردان کے بارے میں یہ بیان کر رہے ہیں): اللہ کی قسم! میں تو چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا، جسے کاٹ دیا جاتا ہے۔

فوائد:..... اگر کوئی کائنات کے حقائق کا مشاہدہ کر لے تو اسے اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی اور عظمت و جلال کا اندازہ ہو جائے گا کہ وہ کس قدر عظیم ذات ہے، اس کے بعد وہ اس کی عبادت کرنے کے لیے زندگیوں فنا کر دے گا، لیکن یہی سمجھتا رہے گا کہ حق ادا نہیں ہو سکا۔ اس حدیث سے یہ استدلال درست نہ ہوگا کہ ترک دنیا کر کے آدمی ویرانوں اور جنگلوں کی طرف نکل سکتا ہے کیونکہ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرح کوئی امتی کائنات کے مشاہدات کر سکتا ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم سارے گنہگار ہو، مگر جس کو میں عافیت دے دو، لہذا مجھ سے بخشش طلب کیا کرو، میں تمہیں معاف کر دیا کروں گا، اور جس نے یہ جان لیا کہ میں (اللہ) بخشنے کی قدرت رکھتا ہوں، پھر اس نے مجھ سے میری قدرت کی وجہ سے بخشش طلب کی تو میں اسے بخش دوں گا اور اس سلسلے میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ تم سارے گمراہ ہو، مگر

(۱۵)۔ عَنِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَ أَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ، أَطَلَبُ السَّمَاءَ وَ حَقَّ لَهَا أَنْ تَحْطَطَّ، مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، لَوْ عَلِمْتُمْ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَ لَا تَلَدُّذُكُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَ لَخَرَجْتُمْ عَلَى أَعْلَى الصُّعْدَاتِ تَجَارُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: وَاللَّهِ لَوِدِدْتُ أَنِّي شَجَرَةٌ تُعْضَدُ۔ (مسند أحمد: ۲۱۸۴۸)

(۱۶)۔ عَنِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا عِبَادِي! كُلكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَاسْتَغْفِرُونِي أَعْفِرْ لَكُمْ، وَمَنْ عَلِمَ أَنِّي أَقْدِرُ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفِرْنِي بِقُدْرَتِي عَفَرْتُ لَهُ وَ لَا أُبَالِي، وَ كُلكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِيكُمْ، وَ كُلكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ

(۱۵) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۱۹۰ (انظر: ۲۱۵۱۶)

(۱۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۷۷ (انظر: ۲۱۳۶۷)

جس کو میں ہدایت دے دوں، پس مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، تم سارے کے سارے فقیر ہو، مگر جس کو میں غنی کر دوں، پس مجھ سے سوال کیا کرو، میں تم کو غنی کر دوں گا، یاد رکھو کہ اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، انسان اور جن، چھوٹے اور بڑے، مذکر اور مؤنث، زندہ اور مردہ اور تر اور خشک میرے بندوں میں سے بد بخت ترین بندے کے دل کی مانند ہو جائیں، تو میری بادشاہت میں سے تو چمھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں آئے گی، اور اگر یہی مخلوق میرے بندوں میں سب سے بڑے متقی کے دل کی مانند نیک ہو جائیں تو میری بادشاہت میں چمھر کے پر کے برابر اضافہ بھی نہیں ہوگا، اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، انسان اور جن، چھوٹے اور بڑے، مذکر اور مؤنث، زندہ اور مردہ اور تر اور خشک جمع ہو جائیں اور ہر سائل مجھ سے سوال کرے، جہاں تک اس کی خواہش کا تقاضا ہو اور میں سائل کو اس کے مطالبے کے مطابق دے دوں تو اس سے مجھ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، (اس مثال سے سمجھ لیں کہ) ایک آدمی سمندر کے کنارے سے گزرے اور اس میں سوئی ڈبو کر واپس لائے اور (دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہوا ہے اور اس سے سمندر میں کیا کمی ہے)، اسی طرح میری بادشاہت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے میں انتہائی سخی ہوں، بزرگی والا ہوں، بے نیاز ہوں، میرا دینا کلام ہے، میرا عذاب کلام ہے، ایک روایت میں ہے میری عطا میرا کلام ہے، میری سزا میرا کلام ہے، جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے صرف اتنا کہتا ہوں کہ ”ہو جا“، پس ہو جاتی ہے۔“

أَغْنَيْتُ، فَاسْأَلُونِي أَغْنِيَكُمْ، وَلَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ
وَأَخْرَكُم (وَفِي رِوَايَةٍ- وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ
وَصَغِيرَكُمْ وَكَبِيرَكُمْ وَذَكَرَكُمْ وَأَنَاكُمْ)
وَحَيْكُم وَمَيْتِكُمْ وَرَطْبِكُمْ وَيَابِسِكُمْ
اجْتَمَعُوا عَلَى أَشْفَى قَلْبٍ مِنْ قُلُوبِ
عِبَادِي مَا نَقَصَ فِي مُلْكِي مِنْ جَنَاحِ
بَعُوضَةٍ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَتْفَى قَلْبِ
عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي مَا زَادَ فِي مُلْكِي مِنْ جَنَاحِ
نَعُوضَةٍ، وَلَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُم (وَفِي
رِوَايَةٍ- وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَصَغِيرَكُمْ وَ
كَبِيرَكُمْ وَذَكَرَكُمْ وَأَنَاكُمْ) وَحَيْكُم وَ
مَيْتِكُمْ وَرَطْبِكُمْ وَيَابِسِكُمْ اجْتَمَعُوا
فَسَأَلْنِي كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ
فَأَعْطَيْتُ كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا سَأَلَ مَا
نَفَضْنِي، كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ
فَغَمَسَ فِيهَا إِبْرَةً ثُمَّ انْتَزَعَهَا كَذَلِكَ لَا
يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِي، ذَلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَا جِدُّ
صَمْدٌ، عَطَائِي كَلَامٌ وَعَذَابِي كَلَامٌ (وَفِي
رِوَايَةٍ- عَطَائِي كَلَامِي وَعَذَابِي كَلَامِي)،
إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا فَلَمَّا أَقُولُ لَهُ: كُنْ!
فَيَكُونُ.)) (مسند أحمد: ۲۱۶۹۴)

فوائد: کسی انسان کے پاس صحت و عافیت، رشد و ہدایت، مال و دولت، اعزاز و وقار، حسن و جمال، عہدہ و منصب، اختیار و اقتدار اور غلبہ و فتح وغیرہ کی صورت میں جتنی نعمتیں ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں اور خود انسان، وہ تو کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اس قدر بے بس ہے کہ ہر لمحہ کے اندر سانس لینے میں بھی اس کا محتاج ہے، سو ”وڈیروں“ کو چاہیے کہ وہ عرش والے قادر مطلق کی تدرتِ کاملہ اور بے آواز لاشی کو کبھی نہ بھلائیں۔

(۱۷) (وَعَنهُ فِي أُخْرَى)۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
فِيمَا يَرُونَهُ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ: ((إِنِّي
حَرَمْتُ عَلَى نَفْسِي الظُّلْمَ وَعَلَى عِبَادِي،
أَلَا فَلَا تَطْأَلُمُوا، كُلُّ بَنِي آدَمَ يُخْطِئُ
بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرُ لَهُ فَلَا
أُبَالِي، وَقَالَ: يَا بَنِي آدَمَ! كُلُّكُمْ كَانَ ضَالًّا
إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، وَكُلُّكُمْ كَانَ عَارِيًّا إِلَّا مَنْ
كَسَوْتُ، وَكُلُّكُمْ كَانَ جَائِعًا إِلَّا مَنْ
أَطْعَمْتُ، وَكُلُّكُمْ كَانَ ظَمَاتًا إِلَّا مَنْ
سَقَيْتُ، فَاسْتَغْفِرُونِي أَهْدِكُمْ،
وَاسْتَغْفِرُونِي أَكْسِبْكُمْ، وَاسْتَغْفِرُونِي
أُطْعِمْكُمْ، وَاسْتَغْفِرُونِي أَسْقِمْكُمْ، يَا عِبَادِي!
لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ (فَذَكَرَ نَحْوَ
الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيهِ: لَمْ يَنْقُصُوا مِنْ
مُلْكِي شَيْئًا إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ رَأْسُ الْمَخِيطِ
مِنَ الْبَحْرِ)) (مسند أحمد: ۲۱۷۵۰)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میں نے ظلم کو اپنے آپ پر اور اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے، خبردار! پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا، ساری اولادِ آدم دن رات غلطیاں کرتی ہے، پھر جب مجھ سے بخشش طلب کرتی ہے تو میں بخش دیتا ہوں اور کوئی پروا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: اے بنو آدم! تم سارے گمراہ تھے، مگر جس کو میں نے ہدایت دی، تم سارے ننگے تھے، مگر جس کو میں نے لباس دیا، تم سارے بھوکے تھے، مگر جس کو میں نے کھانا کھلایا، تم سارے پیاسے تھے، مگر جس کو میں نے پانی پلایا، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، تم مجھ سے لباس طلب کرو، میں تم کو لباس دوں گا، تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تم کو کھلاؤں گا اور مجھ سے پانی طلب کرو، میں تم کو پلاؤں گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے..... سابقہ حدیث کی طرح ذکر کیا اور اس میں ہے تو وہ میری بادشاہت میں کوئی کمی نہ کر سکیں گے، مگر اتنی جیسے سوئی کا نکہہ سمندر میں کمی کا باعث بنتا ہے۔“

فوائد: مراد یہ ہے کہ جیسے سوئی کے نکلے میں پھنسنے والے پانی سے سمندر کے پانی میں کوئی کمی نہیں آتی، اس طرح ساری مخلوقات کے مطالبات پورے کرنے سے اللہ تعالیٰ کے لامتناہی خزانوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۱۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ سَيِّدُنَا عَبْدُكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ مَرُودِيَّ يَقُولُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ تَنْزِلُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

(۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۷۷ (انظر: ۲۱۴۲۰)

(۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۲۰، ۶۳۱۷، و مسلم: ۷۶۹ (انظر: ۲۷۱۰)

وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قِيَامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَالْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَاللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔“ (اے اللہ! تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان والوں کا نور ہے، اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو آسمانوں، زمین اور ان میں موجود کو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان والوں کا رب ہے اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو حق ہے، تیری بات حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، قیامت حق ہے، اے اللہ! میں تیرے لیے مسلمان ہوا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیرے ساتھ جھگڑا کیا اور تیری طرف فیصلہ لے کر آیا، پس تو میرے لیے میرے وہ وہ گناہ بخش دے، جو پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو مخفی طور پر کیے اور جو اعلانیہ طور پر کیے، تو میرا معبود ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔)

نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قِيَامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَالْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَاللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (مسند أحمد: ۲۷۱۰)

فوائد: وہ کمال اور کمال کے تقاضوں سے متصف ہے، وہ سبحان ہے اور تمام معائب و نقائص سے پاک ہے، وہ الوہیت و ربوبیت جیسی عظیم صفات کا مالک ہے، وہ اس لائق ہے کہ جمین نیاز کو اس کے سامنے رکھا جائے اور زندگی کے کسی پہلو میں اس کو فراموش نہ کیا جائے، کون ہے جو اس کی شان کے مطابق اس کی اطاعت کر سکے اور اس کا شکر ادا کرنے کے تقاضے پورے کر سکے۔

بَابُ فِي صِفَاتِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَنْزِيهِهِ عَنْ كُلِّ نَقْصٍ اللَّهُ تَعَالَى كِي صِفَاتِ كَا اور اس كو هر نقص سے پاک كرنے كَا بیان

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مشرک لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اے محمد! ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کرو، تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی: ”آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے۔“ (سورۃ اخلاص) ”الصَّمَدُ“ کا پورا معنی یہ ہے: الْمَصْمُودُ إِلَيْهِ فِي الْحَوَائِجِ، الْغَنِيُّ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ۔ (وہ ہے کہ حاجتوں میں جس کا قصد کیا جائے، جبکہ وہ ہر ایک سے غنی اور لا پرواہ ہو)۔

(۱۹)۔ عَنِ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا مُحَمَّدُ! اُنْسِبْ لَنَا رَبَّكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. اللَّهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (مسند أحمد: ۲۱۵۳۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بعض بندے مجھے جھٹلا دیتے ہیں، حالانکہ یہ ان کو زیب نہیں دیتا، اسی طرح بعض مجھے گالیاں دیتے ہیں اور یہ بھی ان کے شایان شان بات نہیں ہے۔ مجھ (اللہ) کو جھٹلانے کی صورت یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے: جس طرح اللہ نے ہمیں پہلی دفعہ پیدا کیا، وہ اس طرح ہمیں دوبارہ پیدا نہیں کرے گا اور مجھے گالی دینے کی صورت یہ ہے کہ بندے کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے، حالانکہ میں تو ایسا بے نیاز ہوں کہ میں نے نہ کسی کو جتا اور نہ میں جتا گیا اور کوئی بھی میری برابری کرنے والا نہیں ہے۔“

(۲۰)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: كَذَبَنِي عَبْدِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَالِكُ، وَشْتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَالِكُ، تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ) أَنْ يَقُولَ: فَلَنْ يُعِيدَنَا كَمَا بَدَأْنَا، وَأَمَّا شْتَمُهُ إِيَّايَ، يَقُولُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَآنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ)) (مسند أحمد: ۸۲۰۴)

فوائد: انسان کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے اور اپنی ذات کا اتنا غلط اندازہ نہیں کر لینا چاہیے کہ وہ ایسی باتیں کرنا شروع کر دے کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا تقاضا متاثر ہونے لگے۔

(۱۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی سعد محمد بن میسر و ابی جعفر الرازی۔ أخرجه الترمذی:

۳۳۶۵، ۳۳۶۶ (انظر: ۲۱۲۱۹)

(۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۹۷۵ (انظر: ۸۲۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے اور زمانہ میں ہوں، میرے ہاتھ میں اختیار ہے، میں شب و روز کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔“

(۲۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِنِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَآنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلِبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.)) (مسند أحمد: ۷۲۴۴)

فوائد: اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ ”زمانہ میں ہوں“۔ اس سے مراد یہ ہے کہ امور کائنات کا متصرف اور مدبّر وہ ہے، زمانے کے سارے نظم و نسق میں اسی کی مشیت اور کاریگری کا فرما ہے، اس لیے انسان جب آزمائشوں کے دور سے گزر رہا ہو، مثلاً: قحط، سیلاب، زلزلہ، آندھی، بھکست، بیماری، فقیری، تو وہ زمانے اور وقت کو برا بھلا کہنے کی بجائے صبر کرے اور ایسی صورتوں میں اس کے وجود پر اللہ تعالیٰ کے کیا تقاضے ہیں، ان کو پورا کرے۔

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تم میں سے کسی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: کس نے آسمان کو پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ پھر سوال کرتا ہے: زمین کو کس نے پیدا کیا؟ وہ جواب دیتا ہے: اللہ تعالیٰ نے۔ اتنے میں وہ یہ سوال کر دیتا ہے: اچھا تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جب تم میں سے کوئی اس سوال کو محسوس کرے تو وہ کہے: ”آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرُسُلِهِ“ (میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں)۔“

(۲۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ فَيَقُولُ: اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ فَيَقُولُ: اللَّهُ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ اللَّهُ؟ فَإِذَا أَحَسَّ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ هَذَا، فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرُسُلِهِ.)) (مسند أحمد: ۸۳۵۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اس عظیم ذات کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا، اُس کے علاوہ کائنات کی ہر چیز اپنے وجود میں اور اس کو برقرار رکھنے میں اسی کی محتاج ہے، اس لیے اہل ایمان کے سینوں میں یہ سوال نہیں اٹھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا، اگر اس سے متعلقہ کوئی وسوسہ پیدا ہو جائے تو مسنون دعاؤں کے ذریعے ایسی سوچ کو دور کر دے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ لوگ اپنے دل میں جو وسوسہ محسوس کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ سے اس کا

(۲۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَّوْا إِلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَجِدُونَ مِنَ الْوَسْوَسَةِ

(۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۸۲۶، ۷۴۹۱، و مسلم: ۲۲۴۶ (انظر: ۷۲۴۳)

(۲۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۷۶، و مسلم: ۱۳۴ (انظر: ۸۳۷۶)

(۲۳) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانی في "الاوسط": ۸۵۳۷، و ابو يعلى: ۴۶۶۹ (انظر: ۲۴۷۵۲)

وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا لَنَجِدُ شَيْئًا لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَلِكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ)) (مسند احمد: ۲۵۲۵۹) خالص ایمان ہے۔“

فوائد: یہ ایک اصولی بات ہے کہ جو آدمی غلط وسوسے کو محسوس کرنے لگے گا اور اس سے ڈرنے لگے گا کہ وہ اس کے تقاضے کے مطابق گفتگو کرے، تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس کے اعتقاد میں پختگی اور ایمان میں خلوص اور مضبوطی پیدا ہوگئی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے، رہا اس آدمی کا مسئلہ جو فرائض کو ترک کرنے اور محرمات کا ارتکاب کرنے پر تھلا ہوا ہو تو شیطان ملعون نے اس بیچارے کو وسوسوں میں ڈال کر کیا کرنا ہے؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعِيمِ الْمُؤْمِنِينَ وَثَوَابِهِمْ وَوَعِيدِ الْمُشْرِكِينَ وَعِقَابِهِمْ

توحید والوں کی نعمتوں اور ثواب اور شرک والوں کی وعید اور عذاب کا بیان

نوٹ: اس باب کی احادیث کا اس طرح مطالعہ کیا جائے کہ ہم میں توحید کو اپنانے اور مذکورہ کلمات کو ادا کرنے کی رغبت پیدا ہو اور نتیجتاً اللہ تعالیٰ پر حسن ظن قائم ہو جائے، لیکن اس کے ساتھ نیکیوں کو ترک کرنے اور برائیوں کا ارتکاب کرنے کا رجحان بھی پیدا نہ ہو۔

(۲۴)۔ عَنْ عَبَّاسَةَ بِنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ، (وَفِي رِوَايَةٍ: أَدْخَلَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْجَنَّةَ مِنْ أَبْوَابِهَا الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ)) (مسند احمد: ۲۳۰۵۱)

سیدنا عباده بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور وہ اس کی طرف سے روح ہیں، اور یہ کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو اس شخص کا عمل جیسا مرضی ہو، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا، ایک روایت میں ہے: وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اسی دروازے سے داخل کرے گا۔“

فوائد: ہر آدمی ہی اللہ تعالیٰ کا ”کلمہ“ ہے، کیونکہ ہر ایک کی تخلیق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے کلمے ”کن“ سے ہوتا

ہے، لیکن بیچ میں مردوزن کے تعلق کا ایک ظاہری سبب بھی ہوتا ہے، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت میں ظاہری اسباب کا کوئی دخل نہیں تھا، بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے کلمے ”کُنْ“ کی بنیاد پر وجود میں آئی، اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کا کلمہ کہا جاتا ہے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، تو وہ آگ پر حرام کر دیا جائے گا، ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا حجِ مجدد“ پھر وادی سے یہ آواز سنی گئی، کوئی کہہ رہا تھا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.“ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں اور میں یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ جو آدمی بھی یہ گواہی دے گا، وہ شرک سے بری ہو جائے گا۔“ امام احمد رحمہ اللہ کے بیٹے عبد اللہ بن احمد نے کہا: میں نے یہ حدیث ہارون راوی سے براہِ راست سنی ہے۔

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ

(۲۵) - وَعَنْهُ أَيْضًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ، (وَفِي رِوَايَةٍ حَرَّمَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِ النَّارَ.)) (مسند أحمد: ۲۳۰۸۷)

(۲۶) - عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ (رضي الله عنه) قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ سَمِعَ الْقَوْمَ وَهُمْ يَقُولُونَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ.)) ثُمَّ سَمِعَ نِدَاءً فِي الْوَادِي يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَأَنَا أَشْهَدُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا يَشْهَدُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا بَرِيٌّ مِنَ الشِّرْكِ.))، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هُرُونَ. (مسند أحمد: ۲۴۱۹۱)

(۲۷) - عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ

(۲۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹ (انظر: ۲۲۷۱۱)

(۲۶) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه ابن حبان: ۴۵۹۵، الطبرانی في "الكبير": ۳۶۹، وفي "الاووسط": ۸۸۹۱ (انظر: ۲۳۷۸۳)

(۲۷) تخریج: صحيح بمجموع طرقه - أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۴۰۴۴، وابن ابی شیبة: ۳۲۰ / ۵ (انظر: ۲۳۵۶۰)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

سیدنا سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، جبکہ میں آپ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ آواز بلند فرمایا: ”اے سہیل بن بیضاء!“ آگے سے سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ جواب بھی دے تھے، بہر حال جب صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی اس طرح کی آواز سنی تو ان کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ ان سب کو بلانا چاہتے ہیں، اس لیے آگے والے رک گئے اور پیچھے والے آپ ﷺ کو آٹے، یہاں تک کہ وہ سارے جمع ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود و برحق ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس شہادت کی وجہ سے اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے اور اس کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔“

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ میرے ساتھ میری قوم کے کچھ لوگ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”خود بھی خوش ہو جاؤ اور اپنے پچھلوں کو بھی یہ خوشخبری سنا دو کہ جو آدمی

مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔“ (مسند أحمد: ۲۳۹۵۶)

(۲۸)۔ عَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۲۳۵۹)

(۲۹، ۳۰)۔ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الصَّلْتِ عَنِ سُهَيْلِ بْنِ الْبَيْضَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا رَدِيْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا سُهَيْلُ بْنُ الْبَيْضَاءِ!)) وَرَفَعَ صَوْتَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلُّ ذَلِكَ يُجِيبُهُ سُهَيْلٌ، فَسَمِعَ صَوْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَظَنُّوا أَنَّهُ يُرِيدُهُمْ، فَحَبَسَ مَنْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَوَلَّحَهُ مَنْ كَانَ خَلْفَهُ حَتَّى إِذَا اجْتَمَعُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ وَأَوْجَبَ لَهُ الْجَنَّةَ، (وَفِي رِوَايَةٍ) أَوْجَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ وَأَعْتَقَهُ بِهَا مِنَ النَّارِ۔ (مسند أحمد: ۱۵۸۳۰، ۱۵۹۳۳)

(۳۱)۔ عَنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِيَ نَفَرٌ مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا وَبَشِّرُوا مَنْ وَّرَاءَ

(۲۸) تخریج: اسنادہ صحیح علی الشیخین - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۷۶ / ۲۰ (انظر: ۲۲۰۰۹)
(۲۹، ۳۰) تخریج: مرفوعه صحیح لغيره - أخرجه الحاكم: ۳ / ۶۳۰، والطبرانی فی "الکبیر": ۶۰۳۳ (انظر: ۱۵۷۳۸)

(۳۱) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۴۰۰۳ (انظر: ۱۹۵۹۷)

صدقِ دل سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ یہ سن کر ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے نکل پڑے، تاکہ لوگوں کو خوشخبری سنائیں، لیکن جب ہمیں آگے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ملے تو انھوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا دیا اور آپ ﷺ کو یہ مشورہ دیا کہ (اس طرح کی باتیں عام لوگوں کو نہ بتائی جائیں وگرنہ) وہ توکل کر کے (عمل چھوڑ دیں گے)، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی لوگوں کے ساتھ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھا، انھوں نے کہا: قبے کا پردہ اٹھا دو، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث بیان کرتا ہوں، اس سے پہلے یہ حدیث بیان کرنے سے یہ مانع تھا کہ تم توکل کر لو گے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جو آدمی دل کے اخلاص یا (راوی نے کہا) یقین سے یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو وہ آگ میں داخل نہیں ہو گا، اور ایک دفعہ کہا: تو وہ جنت میں داخل ہو گا اور آگ اس کو نہیں چھو سکے گی۔“

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جنت کی چابیاں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی شہادت دینا ہے۔“

كُم أَنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.))، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُبَشِّرُ النَّاسَ، فَاسْتَقْبَلَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رضي الله عنه) فَرَجَعَ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا يَتَكَلَّمُ النَّاسُ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. (مسند أحمد: ۱۹۸۲۶)

(۳۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَنَا مِمَّنْ شَهِدَ مُعَاذًا جِئْنَا حَضْرَتَهُ الْوَفَاةَ يَقُولُ: اكْشِفُوا عَنِّي سَجْفَ الْقُبَّةِ، أُحَدِّثْكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُحَدِّثْكُمْوه إِلَّا أَنْ تَتَكَلَّمُوا، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دُخِلَ مِنْ قَلْبِهِ أَوْ يَقِينًا مِنْ قَلْبِهِ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ، وَقَالَ مَرَّةً: دَخَلَ الْجَنَّةَ وَلَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ.)) (مسند أحمد: ۲۲۴۱۰)

(۳۳)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَقَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.)) (مسند أحمد: ۲۲۴۵۳)

(۳۲) تخريج: حدیث صحیح۔ أخرجه الحمیدی: ۳۶۹، وابن حبان: ۲۰۰، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۶۳/۲۰ (انظر:)

(۳۳) تخريج: اسنادہ ضعیف، شہر بن حوشب ضعیف ولم یدرک معاذًا، واسماعیل بن عیاش روایتہ عن غیر اهل بلده ضعیفة وهذا منها۔ أخرجه البزار فی ”مسندہ“: ۲۶۶۰ (انظر: ۲۲۱۰۲)

سیدنا رفاعہ جنی بنی امیہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف) سفر میں تھے، جب ہم ”کدید“ یا ”قُدید“ مقام پر پہنچے تو لوگوں نے اپنے گھروں کی طرف جانے کے لیے اجازت لینا شروع کر دی اور آپ ﷺ ان کو اجازت دیتے گئے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہوگا کہ درخت کی جو طرف رسول اللہ ﷺ سے ملی ہوئی ہے، وہ ان کو دوسری طرف کی بہ نسبت زیادہ ناپسند ہے۔“ ہم نے دیکھا کہ یہ الفاظ سن کر سارے لوگ رونے لگ گئے، ایک آدمی (یعنی سیدنا ابو بکر بنی امیہ) نے کہا: اس کے بعد جو آدمی آپ سے اجازت طلب کرے گا، وہ بیوقوف ہو گا، پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور فرمایا: ”جو آدمی صدقِ دل سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور پھر راہِ صواب پر چلتا رہے گا تو میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے بارے میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ وہ جنت کی طرف چلا جائے گا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی ایسے جنت میں داخل کرے گا کہ ان کا کوئی حساب اور عذاب نہیں ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ تم اور تمہارے نیک آباء، بیویاں اور اولاد جنت میں اپنے گھر بنا چکے ہوں گے۔“ (دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ

(۳۴)۔ عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْمَكْدِيدِ أَوْ قَالَ: بِقُدَيْدٍ فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَ إِلَيَّ أَهْلِيهِمْ فَيَأْذِنُ لَهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ وَ أَتْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يَكُونُ شِقُّ الشَّجَرَةِ الَّتِي تَلِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَبْغَضَ إِلَيْهِمْ مِنَ الشَّيْءِ الْآخِرِ))، فَلَمْ تَرَ عِنْدَ ذَلِكَ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا بَاكِئًا، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الَّذِي يَسْتَأْذِنُكَ بَعْدَ هَذَا لَسَفِيهٌ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَقَالَ حِينَئِذٍ: ((أَشْهَدُ عِنْدَ اللَّهِ لَا يَمُوتُ عَبْدٌ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ ثُمَّ يَسُدُّ إِلَّا سَلَكَ فِي الْجَنَّةِ))، قَالَ: ((وَقَدْ وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ، وَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلُوهَا حَتَّى تَبَوُّوا أَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِكُمْ وَ أَزْوَاجِكُمْ وَ ذُرِّيَّاتِكُمْ مَسَاكِينَ فِي الْجَنَّةِ)) (مسند أحمد: ۱۶۳۱۶)

(۳۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: صَدَرْنَا

(۳۴) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه مطولا و مختصرا الطيالسي: ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، والدارمي: ۱/ ۳۴۸، والبخاري: ۳۵۴۳، والطبراني في "الكبير": ۴۵۵۹ (انظر: ۱۶۲۱۵)

(۳۵) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابن ماجه: ۲۰۹۰، ۴۲۸۵، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۶۲۱۶)

مکرمہ سے واپس آرہے تھے کہ لوگوں نے اجازتیں لینا شروع کر دیں، پھر اوپر والی حدیث بیان کی..... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آدمی اس کے بعد آپ سے اجازت طلب کرے گا، وہ میرے نزدیک تو یہ توقف ہی ہو گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور خیر والی بات ارشاد فرمائی اور پھر فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ شہادت دیتا ہوں کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور پھر راہِ صواب پر چلتا رہے تو وہ جنت کی طرف چلے گا۔“ آپ ﷺ جب قسم اٹھاتے تھے تو یوں فرماتے تھے: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔“

(تیسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، جب ہم کدی یا عرفہ مقام پر تھے، پھر وہی حدیث ذکر کی۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو آدمی دل کی سچائی کے ساتھ اس کو کہے گا، وہ آگ کے حق میں حرام ہو جائے گا۔“ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بتلاتا ہوں کہ وہ کلمہ کون سا ہے، وہ تو وہ کلمہ اخلاص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ذریعے حضرت محمد ﷺ اور

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ، فَجَعَلَ لِنَاسٍ يَسْتَأْذِنُونَهُ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ (رضی اللہ عنہ): إِنَّ الَّذِي يَسْتَأْذِنُكَ بَعْدَ هَذِهِ لَسَفِينَةٌ فِي نَفْسِي، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمِدَ اللَّهَ وَقَالَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: ((أَشْهَدُ بَعْدَ اللَّهِ)) وَكَانَ إِذَا حَلَفَ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا مِنْ عَبْدٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ثُمَّ يَسْدِدُ إِلَّا سَلَكَ فِي الْجَنَّةِ))، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - (مسند أحمد: ۱۶۳۱۷)

(۳۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ): قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيدِ أَوْ قَالَ بِعَرَفَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - (مسند أحمد: ۱۶۳۱۸)

(۳۷) - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ يَعْلَمُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) - (مسند أحمد: ۴۶۴)

(۳۸) - وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حُرِّمَ عَلَيَّ النَّارَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَا أَحَدُكَ مَا هِيَ، هِيَ كَلِمَةُ الْإِبْخَلَاصِ الَّتِي أَعَزَّ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهَا

(۳۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۶۲۱۷)

(۳۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶ (انظر: ۴۶۴)

(۳۸) تخريج: اسنادہ قوی - أخرجه الحاكم: ۱ / ۳۵۱ (انظر: ۴۴۷)

آپ ﷺ کے صحابہ کو عزت بخشی، وہ کلمہ تقویٰ ہے جو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کی موت کے وقت اس پر پیش کیا تھا اور وہ ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی شہادت دینا۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، لیکن آپ ﷺ سفید کپڑا اوڑھ کر سوتے ہوئے تھے، پھر دوبارہ آپ ﷺ سے باتیں کرنے کے لیے آیا، لیکن ابھی تک آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، اس کے بعد جب میں آیا تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے، پس میں آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے گا اور پھر اسی پر مرجائے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟“ میں دوسری بار پھر کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟“ تین دفعہ تو ایسے ہی ہوا اور چوتھی بار آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ”ابو ذر کا ناک خاک آلود ہونے کے ساتھ ساتھ۔“ یہ سن کر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ ہاں سے ازار کو گھسیٹتے اور یہ کہتے ہوئے نکل پڑے: اگرچہ ابو ذر کا ناک خاک آلود ہو جائے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: آپ کے رب نے سفارش کے بارے میں آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے

مُحَمَّدًا ﷺ وَأَصْحَابَهُ، وَهِيَ كَلِمَةُ التَّقْوَى الَّتِي أَلَا صَّ عَلَيْهَا نَبِيُّ اللَّهِ عَمَّهُ أَبَا طَالِبٍ عِنْدَ الْمَوْتِ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (مسند أحمد: ٤٤٧)

(٣٩)- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدُّثَلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أبيض فإِذَا هُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ أَحَدِيثُهُ فإِذَا هُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.))، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ.))، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَ إِنْ سَرَقَ.)) ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: ((عَلَى رِغْمِ أَبِي ذَرٍّ.)) قَالَ: فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ يَجْرُ إِزَارَهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَإِنْ رِغْمَ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ. (مسند أحمد: ٢١٧٩٨)

(٤٠)- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: مَاذَا رَدَّ إِلَيْكَ رَبُّكَ فِي الشَّفَاعَةِ؟ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

(٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٢٧، ومسلم: ٩٤ (انظر: ٢١٤٦٦)

(٤٠) تخريج: حديث بعضه صحيح وبعضه حسن- أخرجه ابن خزيمة: ٢ / ٦٩٧، وابن حبان: ٦٤٦٦،

والحاكم: ١ / ٦٩ (انظر: ٨٠٧٠)

فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میرا یہ خیال تھا کہ اس کے بارے میں سوال کرنے والا میری امت میں سے تو ہی پہلا فرد ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ تیرے اندر علم کی حرص پائی جاتی ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے جنت کے دروازوں پر اپنی امت کے لوگوں کے ہجوم کے بارے میں جو فکر ہے، وہ میرے نزدیک میری سفارش کی تکمیل سے زیادہ اہم ہے، اور میری سفارش ہر اس آدمی کے لیے ہے جو اخلاص کے ساتھ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی شہادت اس طرح دے کہ اس کا دل، اس کی زبان کی اور اس کی زبان، اس کے دل کی تصدیق کر رہی ہو۔“

سیدنا ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو آدمی بھی ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ملے گا، تو قیامت کے دن اس سے آگ کو دور کر دیا جائے گا۔“

ابو وائل سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دو باتیں ہیں، ایک بات تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور دوسری بات میری اپنی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ اس حال میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہراتا ہو، وہ آگ میں داخل ہوگا۔“ اور میں خود کہتا ہوں: اور جو آدمی اس حال میں مرے کہ نہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہراتا ہو اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بناتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

بِيَدِهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَوَّلُ مَنْ يَسْأَلُنِي عَنْ ذَلِكَ مِنْ أُمَّتِي لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْعِلْمِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا يَهْمُنِي مِنْ أَنْفَصَافِهِمْ عَلَى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ أَهْمٌ عِنْدِي مِنْ تَمَامِ شَفَاعَتِي، وَ شَفَاعَتِي لِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا يُصَدِّقُ قَلْبُهُ لِسَانَهُ وَ لِسَانَهُ قَلْبَهُ.)) (مسند أحمد: ٨٠٥٦)

(٤١)۔ عَنْ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ، لَا يَلْقَى اللَّهَ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ بِهِمَا إِلَّا حُجِبَتْ عَنْهُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) (مسند أحمد: ١٥٥٢٨)

(٤٢)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رضي الله عنه: ((حَظَلْتَانِ يَغْنَى إِحْدَاهُمَا سَمِعْتَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ الْأُخْرَى مِنْ نَفْسِي، (مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَجْعَلُ لِلَّهِ نِدَاءً دَخَلَ آسَارًا.)) وَ أَنَا أَقُولُ: مَنْ مَاتَ وَ هُوَ لَا يَجْعَلُ لِلَّهِ نِدَاءً وَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) (مسند أحمد: ٣٥٥٢)

(٤١) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٧٩٣، والطبرانی في "الكبير": ٥٧٥، والحاکم: ٦١٨ / ٢ (انظر: ١٥٤٤٩)

(٤٢) تخریج: أخرجه مسلم: ٩٢ (انظر: ٣٥٥٢)

ابونعیم کہتے ہیں: ایک آدمی یا ایک بوڑھا، جس کا تعلق اہل مدینہ سے تھا، آیا اور مسروق کے پاس ٹھہرا، اس نے کہا: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اس حال میں اللہ تعالیٰ کو ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اس عمل کی وجہ سے کوئی خطا اس کو نقصان نہیں دے گی، لیکن جو بندہ اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک ٹھہراتا ہو تو اس عمل کی وجہ سے کوئی نیکی اس کو فائدہ نہیں دے گی۔“

(۴۳)۔ عَنِ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ أَوْ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَنَزَلَ عَلَى مَسْرُوقٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، لَمْ تَضُرَّهُ مَعَهُ خَطِيئَةٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يُشْرِكُ بِهِ لَمْ تَنْفَعَهُ مَعَهُ حَسَنَةٌ)) (مسند أحمد: 6586)

فوائد: ”اس عمل کی وجہ سے کوئی خطا اس کو نقصان نہیں دے گی“ اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے آدمی اور جنت کے درمیان کوئی گناہ مستقل طور پر حائل نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کو اس گناہ کی وجہ سے عذاب دیا جائے، اس کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَقِنَا مَوْتًا كَمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِنَّ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلِمَتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِنْدَ الْمَوْتِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الدَّهْرِ، وَإِنْ أَصَابَهُ قَبْلَ ذَلِكَ مَا أَصَابَهُ)) ”قرب الموت لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو، موت کے وقت جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ وہ کسی نہ کسی ون جنت میں داخل ہو جائے گا، اگرچہ اس سے پہلے اس کو کسی عذاب میں مبتلا ہونا پڑے۔“

(صحیح ابن حبان: 3004، مسند الزوار: 3)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دو واجب کر دینے والی خصلتیں ہیں، جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ شرک کرتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“

(۴۴)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((الْمُوجِبَتَانِ، مَنْ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ)) (مسند أحمد: 14768)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے

(۴۵)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

(۴۳) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه الطبرانی فی "الكبير" (انظر: 6586)

(۴۴) تخريج: أخرجه مسلم: 93 (انظر: 14711)

(۴۵) تخريج: أخرجه البخاری: 129 (انظر: 12606)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ وہ ”لا اِلهَ اِلاَّ اللّٰهُ“ کی شہادت دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا میں لوگوں یہ خوشخبری سنانہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں، مجھے یہ ڈر ہے کہ اس پر توکل کر لیں گے (اور عمل ترک کر دیں گے)۔“

سیدنا سلمہ بن نعیم رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابہ کرام میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اگرچہ اس نے زنا بھی کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔“

قَالَ لِمُعَاذٍ: ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَا يُشْرِكُ بِهِ) دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لَا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَكَلَّمُوا عَلَيْهَا.)) أَوْ كَمَا قَالَ. (مسند أحمد: ۱۲۶۳۳)

(۴۶)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ نَعِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَإِنْ زَلَى وَإِنْ سَرَقَ.)) (مسند أحمد: ۱۸۴۷۳)

ہصان کاہن عدوی کہتے ہیں: میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا، اس میں سیدنا عبد الرحمن بن سرہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے، ہمیں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین پر کوئی ایسی جان نہیں ہے، جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتی ہو اور یہ گواہی دیتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، جبکہ اس شہادت کا تعلق یقین دل سے ہو، مگر اس کو بخش دیا جاتا ہے۔“ میں نے کہا: کیا تو نے یہ حدیث سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس بات پر لوگوں نے میری سرزنش کی اور کہا: اس کو چھوڑ دو، اس نے کوئی بری بات تو نہیں کہی ہے، بہر حال میں (عبد الرحمن) نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ

(۴۷)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هِصَانُ الْكَاهِنُ الْعَدَوِيُّ قَالَ: جَلَسْتُ مَجْلِسًا فِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا عَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ تَمُوتُ لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ يَرْجِعُ ذَاكُمْ إِلَى قَلْبِ مُوقِنٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُ.))، قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ مُعَاذٍ؟ قَالَ الْقَوْمُ: فَعَنَنْي، فَقَالَ: دَعُوهُ فَإِنَّهُ لَمْ يُسِءِ الْقَوْلَ، نَعَمْ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ مُعَاذٍ زَعَمَ أَنَّهُ

(۴۶) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۶۳۴۷، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۳۹۹۹ (انظر: ۱۸۲۸۴)

(۴۷) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن حبان: ۲۰۳، والبزار فی "مسندہ": ۲۶۲۴، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۱ / ۲۰، وانظر الحدیث بالطریق الثانی (انظر: ۲۲۰۰۰)

سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - (مسند أحمد: ۲۲۳۵۰)

سے یہ بات سنی ہے اور ان کا خیال تھا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی تھی۔

(۴۸) (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا إِسْمَاعِيلُ تَنَا يُونُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ هِصَانَ بْنِ الْكَاهِلِ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْجَامِعَ بِالْبَصْرَةِ فَجَلَسْتُ إِلَى شَيْخِ أَبِيضِ الرَّأْسِ وَاللَّحِيَّةِ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَ: لَا تُعَيَّفُوهُ وَلَا تُؤَيِّبُوهُ دَعْوُهُ، نَعَمْ أَنَا سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ مُعَاذٍ يَذْكُرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً: يَأْتِرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ - (مسند أحمد: ۲۲۳۴۸)

ہصان بن کابل کہتے ہیں: میں بصرہ کی جامع مسجد میں داخل ہوا اور ایک ایسے بزرگ کے پاس بیٹھ گیا، جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، اس نے کہا: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اوپر والی حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: انھوں نے کہا: اس کی سرزنش نہ کر اور اس کو مت ڈانٹو، اسے چھوڑ دو ہاں میں نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تھی، وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کر رہے تھے۔ اور اسماعیل نے ایک مرتبہ کہا: وہ اسے رسول اللہ ﷺ سے نقل کر رہے تھے میں نے ایک آدمی سے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ سیدنا عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۴۹) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ يُونُسَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ هِصَانَ بْنِ الْكَاهِلِ قَالَ: وَكَانَ أَبُوهُ كَاهِنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِي إِمَارَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَإِذَا شَيْخٌ أَبِيضُ الرَّأْسِ وَاللَّحِيَّةِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - (مسند أحمد: ۲۲۳۴۹)

ہصان بن کابل، ان کے باپ دور جاہلیت میں کہانت کرتے تھے، کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مسجد میں داخل ہوا، وہاں ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، وہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے حدیث بیان کرنے لگے، پھر اوپر والی حدیث بیان کی۔

(۴۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۷۹۶ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۱۹۹۸)

(۴۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۱۹۹۹)

(۵۰)۔ عَنِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ عَمِلْتَ قُرَابَ الْأَرْضِ خَطَايَا وَلَمْ تُشْرِكْ بِي شَيْئًا جَعَلْتُ لَكَ قُرَابَ الْأَرْضِ مَغْفِرَةً)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَقُرَابُ الْأَرْضِ بِلَاءُ الْأَرْضِ - (مسند أحمد: ۲۱۶۳۶) ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو زمین کے بھراؤ کے برابر گناہ کرے، لیکن میرے ساتھ شرک نہ کرے تو میں تجھے زمین کے بھرنے کے برابر ہی بخشش عطا کر دوں گا۔“ ایک روایت میں ہے: ”قُرَابُ الْأَرْضِ“ سے مراد زمین کا بھراؤ ہے۔

فوائد:..... ہم پہلے یہ گزارش کر چکے ہیں کہ یہ احادیث توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں، لیکن ان کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ہم ان خوشگن فرمودات کو سامنے رکھ کر اعمالِ صالحہ سے باز رہنے اور اعمالِ سیئہ کا ارتکاب کرنے کی روش اختیار کر لیں، ذرا درج ذیل امور پر غور کریں:

☆ خود نبی کریم ﷺ نے ان ارشادات کی روشنی میں اعمالِ صالحہ کی مشکل روئین کو متاثر نہ ہونے دیا۔
☆ ان احادیثِ مبارکہ کے اولین سامعین صحابہ کرام تھے، لیکن ان کی وجہ سے ان کی عملی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑھا۔

☆ اگر عہدِ نبوی میں صحابہ کے نفوسِ قدسیہ سے ایسے جرائم سرزد ہوئے، جن کی بنا پر حدود لگائی جاتی ہیں، تو آپ ﷺ نے ان پر وہ حدود نافذ کر دیں۔

☆ بے شمار نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی مومنین کو موت کے وقت، قبر میں، حشر میں اور جہنم کی صورت میں سزا دی جائے گی، لیکن بالآخر وہ جنت میں پہنچ جائیں گے۔

☆ کئی آیات اور احادیث میں نجات کے لیے ایمان اور عملِ صالح کو شرط قرار دیا گیا ہے۔

☆ احادیثِ نمبر (۳۱، ۳۵) کے مطابق یہ احادیث ان لوگوں سے مخفی رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے، جن میں ان خوشخبریوں کی وجہ سے اعمالِ صالحہ کا رجحان کم پڑ سکتا ہے۔

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس باب میں مذکورہ احادیثِ مبارکہ برحق ہیں، ان میں توحید اور توحید کے کلمات کی بنا پر جو اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے، وہ بھی برحق ہے اور یہ کلمات ادا کر کے اہل ایمان کو یہ حسنِ نطن قائم کر لینا چاہیے کہ وہ ان شاء اللہ ان کے مصداق بنیں گے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کرنے اور برائیوں کو ترک کرنے کا رجحان کم نہیں پڑنا چاہیے۔



کِتَابُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ

ایمان اور اسلام کی کتاب

الإيمان: لغوی معنی: تصدیق کرنا، امن میں ہونا، امن دینا
اصطلاحی تعریف: محدثین اور سلف صالحین نے ایمان کی شرعی تعریف یوں کی ہے: هُوَ اِعْتِقَادٌ
بِالْقَلْبِ، وَنُطْقٌ بِاللِّسَانِ، وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ . یعنی: دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے
عمل کرنا۔

الإسلام: لغوی معنی: مطیع ہونا، فرمانبردار ہونا
اصطلاحی تعریف: محدثین اور سلف صالحین نے اصطلاحی طور پر اسلام کو ایمان کے ہم معنی سمجھا ہے، بعض
مقامات پر ان کے مفہوم میں فرق ہوتا ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

جب یہ دونوں ایک مقام پر استعمال ہوں تو ایمان کا تعلق اعتقادات اور ایمانیات سے ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ،
فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، تقدیر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنا اور اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہوتا ہے، جیسے
کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ، حدیث جبریل میں یہی فرق بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جب یہ علیحدہ علیحدہ
استعمال ہوں تو ان کی اصطلاحی تعریف ایک ہی ہوتی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے مفہوم کو مستلزم ہوتے ہیں۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِمَا

ایمان اور اسلام کی فضیلت کا بیان

(۵۱) - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ وَأَيُّ
الْأَعْمَالِ خَيْرٌ؟ قَالَ: (إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَ
رَسُولِهِ...)، قَالَ: ثُمَّ أَيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ
سوال کیا گیا: کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا اور کون
سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے

قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سَنَامُ الْعَمَلِ)) قَالَ: ثُمَّ أَيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُورٌ)) (مسند أحمد: ۷۸۵۰)

رسول! اس کے بعد کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد، جو کہ افضل اور اشرف عمل ہے۔“ اس نے کہا: پھر کون سا، اے اللہ کے رسول!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حج مبرور۔“

فوائد: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی ذات و صفات کو من و عن تسلیم کیا جائے اور صفات کے تقاضوں پر یقین کامل رکھا جائے، بطور مثال رزق دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور رزق کے لئے جائز اسباب و ذرائع استعمال کرنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اب جو انسان حرام وسائل کے ذریعے رزق اکٹھا کرتا ہے یا حلال اسباب استعمال کرنے کے بعد کمی کے ڈر سے صدقہ نہیں کرتا یا نماز کے وقت دوکان بند کر کے نماز نہیں پڑھتا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے کا تقاضا پورا نہیں کر رہا، اور اسے اللہ تعالیٰ کی صفت ”رزق دینا“ پر مکمل اعتماد نہیں ہے، ایمان و ایقان صرف خیالی پلاؤ کا نام نہیں بلکہ اعمال کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ اللہ کے رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حقانیت کو تسلیم کیا جائے اور اس کے افعال و اقوال و تقریرات پر عمل کیا جائے۔ حج مبرور وہ ہے جس میں حاجی اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بڑی فضیلت والا عمل ہے۔

(۵۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ مَاتَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قِيلَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شِئْتَ)) (مسند أحمد: ۹۷)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اسے کہا جائے گا: تو جنت کے آٹھ دروازوں میں جس دروازے سے چاہتا ہے، داخل ہو جا۔“

فوائد: اس حدیث کے مفہوم والی احادیث پچھلے باب میں گزر چکی ہے۔

(۵۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو لَنْضَرٍ ثَنَا عَبْدِ الْحَمِيدِ يَعْنِي بَنَ بَهْرَامَ ثَنَا شَهْرٌ (يَعْنِي بَنَ حَوْشِبَ) ثَنَا ابْنُ عَنَمٍ عَنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ قَبْلَ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحَ صَلَّى بِالنَّاسِ صَلَاةَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک سے قبل رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے کر نکلے، جب صبح ہوئی تو نماز فجر پڑھائی اور لوگ پھر سوار ہوئے اور چل پڑے، جب سورج طلوع ہوا تو رات کو چلتے رہنے کی وجہ سے لوگ اونگھنے لگ گئے، جبکہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے، جبکہ لوگ سوار یوں کو

(۵۲) تخريج: حسن لغيره - أخرجه الطيالسي: ۳۰ (انظر: ۹۷)

(۵۳) تخريج: صحيح بطرقه و شواهده - أخرجه ابن ماجه: ۷۲ (انظر: ۲۲۱۲۲)

چرانے کے لیے ان کو لے کر بڑے راستوں کی طرف الگ الگ ہو گئے، بہر حال ادھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل رہے تھے، ان کی اونٹنی چرتی بھی گئی اور چلتی بھی رہی، اچانک وہ پھسل پڑھی، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے لگام کھینچی، لیکن وہ دوڑنے لگی اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بھی اس کی وجہ سے بدکنے لگی، پھر رسول اللہ ﷺ نے سر سے کپڑا اٹھایا اور پیچھے متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ پورے لشکر میں سے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کے قریب ہیں، آپ ﷺ نے ان کو آواز دیتے ہوئے فرمایا: ”اے معاذ!“ انھوں نے کہا: جی میں حاضر ہوں، اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہو جا۔“ پس وہ آپ ﷺ کے اتنے قریب ہو گئے کہ ایک سواری دوسری کے ساتھ مل گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ خیال تو نہیں تھا کہ لوگ اس قدر ہم سے دور رہ جائیں گے۔“ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! لوگوں کو اُدگھ آنے لگ گئی اور ان کی سواریاں چرنے کے لیے دور دور تک بکھر گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی اُدگھ رہا ہوں۔“ بہر حال جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ خوش ہیں اور ان کے ساتھ خلوت میں ہیں تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایک ایسی بات پوچھ لینے کی اجازت دیں، جس نے مجھے بیمار اور پریشان کر رکھا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو چاہتے ہو، سوال کر لو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے ایسا عمل بتا دیں کہ جو مجھے جنت میں داخل کر دے میں آپ سے اس کے علاوہ کسی اور چیز کے بارے سوال نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”واہ، واہ، واہ، تم نے بڑے عمل کے بارے میں سوال کر دیا ہے، تم نے تو بڑے عمل کے بارے میں

الصُّبْحِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَكِبُوا، فَلَمَّا أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ نَعَسَ النَّاسُ فِي أَثْرِ الدُّلْجَةِ وَلَزِمَ مُعَاذُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَلَوُّ أَثْرَهُ وَالنَّاسُ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ عَلَى جَوَادِ الطَّرِيقِ تَأْكُلُ وَتَسِيرُ، فَبَيْنَمَا مُعَاذٌ عَلَى أَثْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَاقَتُهُ تَأْكُلُ مَرَّةً وَتَسِيرُ أُخْرَى عَشْرَتِ نَاقَةٍ مُعَاذٍ فَكَبَّحَهَا بِالزِّمَامِ فَهَبَّتْ حَتَّى نَفَرَتْ مِنْهَا نَاقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَشَفَ عَنْهُ قِنَاعَهُ فَالْتَمَّتْ إِذَا لَيْسَ مِنَ الْجَيْشِ رَجُلٌ أَدْنَى إِلَيْهِ مِنْ مُعَاذٍ، فَنَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قَالَ: لَيْتَ يَأْتِيَنِي اللَّهُ، قَالَ: ((أُذُنُ دُونَكَ!))، فَذَنَا مِنْهُ حَتَّى لَصِقَتْ رَاحِلَتُهُمَا أَحَدَاهُمَا بِالأُخْرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا كُنْتُ أَحْسِبُ النَّاسَ مِنْكُمْ كَمَا كَانَهُمْ مِنَ البُعْدِ!))، فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! نَعَسَ النَّاسُ فَتَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ تَرْتَعُ وَتَسِيرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَأَنَا كُنْتُ نَاعِسًا!))، فَلَمَّا رَأَى مُعَاذٌ بُشْرَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِ وَخَلْوَتَهُ لَهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! انْذَنْ لِي أَسْأَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ قَدْ أَمْرَضَتْ نِيَّيَ وَأَسْقَمَتْ نِيَّيَ وَأَحْزَنْتَنِي، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: ((سَلْنِي عَمَّا شِئْتَ!))، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! حَدِّثْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ لَا أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهِ، قَالَ نَبِيُّ

سوال کر دیا ہے۔“ آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ جملہ دوہرایا اور پھر فرمایا: ”لیکن یہ عمل اس آدمی کے لیے آسان ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کر لیں۔“ پھر آپ ﷺ نے مزید کوئی بات بیان نہ کی، البتہ ان ہی الفاظ کو تین دفعہ دوہرایا تاکہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اس کو اچھی طرح یاد کر لیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ عمل یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، نماز قائم کرو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ (اور پھر تم اس سلسلے کو جاری رکھو) یہاں تک کہ اسی پر وفات پا جاؤ۔“ انھوں نے آگے سے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ بات دوبارہ ارشاد فرماؤ، آپ ﷺ نے تین دفعہ دوہرا دی، پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ! اگر تم چاہتے ہو تو میں اس دین کی اصل اور اس کی کوہان کی چوٹی کی وضاحت کر دیتا ہوں۔“ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس دین کی اصل یہ ہے کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہوں، اور اس دین کا سہارا اور ستون یہ ہے کہ نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ ادا کی جائے اور اس کی کوہان کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے، مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے سے قتال کروں، جب تک اس طرح نہ ہو جائے کہ وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور یہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جب لوگ یہ امور سرانجام دیں گے تو وہ خود بھی بچ جائیں گے اور اپنے خونوں

اللہ ﷻ: ((بَخِ بَخِ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ نَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ)) ثَلَاثًا، ((وَأِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بِهِ الْخَيْرَ)) فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَيْءٍ إِلَّا قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَعْنِي عَادَهُ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حِرْصًا لِكَيْمَا يَتَّقَنَّهُ عَنْهُ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷻ: ((تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتَعْبُدُ اللَّهَ رِخْدَهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا حَتَّى تَمُوتَ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)) فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَعْدِلِي، فَأَعَادَهَا لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷻ: ((إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بَرَأْسَ هَذَا الْأَمْرِ وَذُرْوَةَ سَنَامِهِ)) فَقَالَ مُعَاذٌ: بَلَى يَا بِنِي وَأُمِّي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَحَدَّثَنِي، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷻ: ((إِنْ هَذَا الْأَمْرُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنْ قِوَامَ هَذَا الْأَمْرِ إِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنَّ ذُرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِنَّمَا أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ اعْتَصَمُوا وَعَصَمُوا دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ))، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا شَحَبَ وَجْهَ

اور مالوں کو بھی بچالیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! فرضی نماز کے بعد جنت کے درجات کو پانے کیلئے جہاد فی سبیل اللہ ہی ایک ایسا عمل ہے، جس میں چہرے کو متغیر کیا جائے اور قدموں کو خاک آلود کیا جائے اور بندے کے ترازو کو سب سے زیادہ بھاری کرنے والا یہ عمل ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی چوپایہ خرچ کرو یا اللہ کے راستے میں کسی کو سواری دے دو۔“

حسن بصری کہتے ہیں: ہم مدینہ منورہ میں تھے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت والے دن اعمال آئیں گے، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ نماز آئے گی اور کہے گی: اے میرے رب! میں نماز ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے۔ اسی طرح صدقہ آ کر کہے گا: اے میرے رب! میں صدقہ ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے۔ پھر روزہ آ کر کہے گا: اے میرے رب! میں روزہ ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے۔ پھر دوسرے اعمال آئیں گے اور اللہ تعالیٰ یہی کہتا رہے گا کہ تم خیر پر ہو، پھر اسلام آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! تو ”اسلام“ ہے اور میں ”اسلام“ ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے اور تیرے ذریعے آج میں مواخذہ کروں گا اور تیرے ذریعے عطا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾..... ”جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا

وَلَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ فِي عَمَلٍ تَبْتَغِي فِيهِ دَرَجَاتُ الْجَنَّةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ كَجِهَادٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَلَا تَقْلَ مِيزَانَ عَبْدٍ كَدَابَّةٍ تَنْفُقُ لَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ يَحْمِلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.)) (مسند أحمد: ۲۲۴۷۳)

(۵۴)۔ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذْ ذَاكَ وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَجِيءُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَجِيءُ الصَّلَاةُ فَتَقُولُ: يَا رَبِّ! أَنَا الصَّلَاةُ، فَيَقُولُ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ، فَتَجِيءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُولُ: يَا رَبِّ! أَنَا الصَّدَقَةُ، فَيَقُولُ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ، ثُمَّ يَجِيءُ الصِّيَامُ فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ! أَنَا الصِّيَامُ، فَيَقُولُ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ، ثُمَّ يَجِيءُ الْأَعْمَالُ عَلَى ذَلِكَ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ، ثُمَّ يَجِيءُ الْإِسْلَامُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَأَنَا الْإِسْلَامُ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ، بِكَ الْيَوْمَ أَخَذُ وَبِكَ أُعْطِي، فَقَالَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾.)) (مسند أحمد: ۸۷۲۷)

(۵۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، عباد بن راشد ضعفہ ابن معین و ابو داود و ابن حبان۔ أخرجه ابو يعلى:

۶۲۳۱، والطبرانی فی "الوسط": ۷۶۰۷ (انظر: ۸۷۴۲)

جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہو

گا۔“ (سورہ آل عمران: ۸۵)

فوائد: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر عمل کو ایک خاص وجود عطا کرے گا، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اس حدیث مبارک کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات کے لیے اسلام کا سہارا لینا ضروری ہے، ضرورت اس بات کی ہے ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اور بالخصوص اپنے گھروں میں اسلام کو نافذ کریں، دور حاضر کے اکثر مسلمانوں میں بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ اسلام کی چند شقوں پر عمل کر کے اپنے آپ کو کامل مسلمان سمجھ بیٹھے ہیں، اس نظریے کی وجہ سے ان کی عملی زندگی میں جمود اور ٹھہراؤ آ گیا ہے اور ان میں مزید عمل کی خواہش ہی ختم ہو گئی ہے۔

بَابُ فِي بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ

ایمان، اسلام اور احسان کی وضاحت کا بیان

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک دن اللہ کے نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ہمارے پاس ایک آدمی آیا، اس کے کپڑے بہت زیادہ سفید اور بال بہت زیادہ سیاہ تھے، نہ تو اس پر سفر کی کوئی علامت نظر آ رہی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا، بہر حال وہ آیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتاؤ کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کاج کرے۔“ اس نے آگے سے کہا: آپ نے سچ کہا ہے۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ بہر حال اس نے پھر سوال کیا اور کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان

(۵۵)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدٌ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدٌ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى (وَفِي رِوَايَةٍ لَا نَرَى) عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ مَا الْإِسْلَامُ؟ فَقَالَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا)) ، قَالَ: صَدَقْتَ ، فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ ، قَالَ: ((الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ

(۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۸ (انظر: ۳۶۷)

یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور ساری کی ساری تقدیر، وہ اچھی ہو یا بری، پر ایمان لائے۔“ اس نے کہا: جی، آپ نے سچ کہا ہے۔ اس نے تیسرا سوال کرتے ہوئے کہا: اب آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں، احسان کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اور اگر تو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔“ اس نے پھر سوال کیا: آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسئول، قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔“ اس نے کہا: تو پھر آپ مجھے اس کی علامتوں کے بارے میں بتادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ یہ ہیں: لوٹنی اپنی مالکہ کو جنم دے گی، تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں اور ننگے جسموں والے بکریوں کے چرواہے عمارتوں پر غرور کریں گے۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: پھر وہ بندہ چلا گیا اور آپ ﷺ کچھ زمانے، ایک روایت کے مطابق تین دنوں تک اس کے بارے میں خاموش رہے اور پھر مجھ سے فرمایا: ”عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟“ میں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، وہ تم لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے۔“

وَسَرَّهٖ))، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا أَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ))، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ بِهَا مِنَ السَّائِلِ))، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: ((أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَيْبَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبِنَاءِ))، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، قَالَ: فَلَبِثَ مَلِيًّا، (وَفِي رِوَايَةٍ فَلَبِثَ ثَلَاثًا) فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مِنَ السَّائِلِ؟)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ)) (مسند أحمد: 367)

فوائد: یہ حدیث جبریل ہے، ایمان اور اسلام کا معاملہ تو واضح ہے اور احسان کسی تیسری چیز کا نام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا ایک انداز ہے اور وہ یہ کہ عبادت میں ایسی چنگلی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے، اس کے مراقبے کا نظریہ مضبوط کر لیا جائے، تمام دنیوی معاملات کو خیر آباد کہہ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور قائم کر لیا جائے اور دورانِ عبادت اس کی عظمت و جلالت کا استحضار کیا جائے۔ یہ عبادت کا وہ انداز ہے، جس سے دل میں راحت پیدا ہوتی ہے اور جس کی مقدار میں اضافہ کرنے کی خواہش بڑھتی چلی جاتی ہے۔

”لوٹھی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔“ اس کا راجح مفہوم یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی عام ہو جائے گی اور اولاد کا اپنے ماں باپ کو ڈانٹنا، ان کو برا بھلا کہنا، ان پر سب و شتم کرنا اور ان پر حکم چلانا، اس کا انداز ایسے ہی ہوگا جیسے آقا اپنے غلام اور لوٹھی کے ساتھ رویہ اختیار کرتا ہے، آج کل والدین کی نافرمانی عروج پر ہے اور جب اولاد گستاخانہ رویے پر اترتی ہے تو کوئی شریف یہ اندازہ ہی نہیں کر سکتا ہے کہ آیا یہ باپ بیٹا ہیں۔

(۵۶)۔ عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ بِسُخُوهِ وَفِيهِ: ثُمَّ وَلِي (أَيِ السَّائِلِ) فَلَمَّا لَمْ نَرَ طَرِيقَهُ بَعْدُ قَالَ (أَيِ النَّبِيِّ) ﷺ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! ثَلَاثًا، هَذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا جَاءَ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُهُ لَا أَنْ تَكُونَ هَذِهِ الْمَرَّةَ.)) (مسند أحمد: ۱۷۲۹۹)

سیدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: پھر وہ سوال کرنے والا آدمی چلا گیا، جب ہمیں اس کا کوئی راستہ نظر نہ آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ! (یعنی بڑا تعجب ہے) یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو دین سکھانے کے لیے آئے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ جب بھی میرے پاس آتے تھے تو میں ان کو پہچانتا ہوتا تھا، ماسوائے اس دفعہ کے۔“

(۵۷)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَجْلِسًا لَهُ فَجَاءَ جِبْرِيْلُ ﷺ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَضْعَا كَفَّيْهِ عَلَى رُكْبَتَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَدِّثْنِي بِإِسْلَامٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الإسلام أن تُسَلِّمَ وَجْهَكَ لِلَّهِ وَتَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.))، قَالَ: إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ: ((إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ أَسْلَمْتَ.))، قَالَ: يَا رَسُولَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آگئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس طرح بیٹھ گئے کہ اپنی ہتھیلیاں رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں بیان کرو کہ وہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تو اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع کر دے اور یہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ انھوں نے کہا: جب میں یہ امور سرانجام دے دوں گا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، جب تو یہ اعمال

(۵۶) تخریج: اسنادہ ضعیف علی نکارۃ فی بعض الفاظہ، وقد اختلف فیہ علی شہر (انظر: ۱۷۱۶۷)

(۵۷) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه البزار: ۲۴ (انظر: ۲۹۲۴)

کرے گا تو تو مسلمان ہو جائے گا۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب پر، نبیوں پر، موت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر، جنت و جہنم پر، حساب اور میزان پر اور ساری کی ساری تقدیر پر، وہ اچھی ہو یا بری۔“ انھوں نے کہا: جب میں یہ اعمال کروں گا تو مؤمن ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، جب تو ایسا کرے گا تو مؤمن ہو جائے گا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ تو بتلا دو کہ احسان کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے اس طرح عمل کرے کہ گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے، پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو بیشک وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بیان کرو کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! بڑا تعجب ہے، اس کا تعلق تو غیب والی ان پانچ چیزوں سے ہے، جن کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَنْزِلُ الْغَيْثُ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔) (سورہ لقمان: ۳۴)، البتہ اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اس کی علامتیں بیان کر دیتا ہوں۔“ انھوں نے کہا: جی بالکل، اے اللہ

اللہ! اَفَحَدِيثِي مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ الْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَ تُؤْمِنَ بِالْمَوْتِ وَ بِالْحَيَاةِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ تُؤْمِنَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّارِ وَ الْحِسَابِ وَ الْمِيزَانَ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ..)) قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ آمَنْتُ؟ قَالَ: ((إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ آمَنْتَ..))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَدِيثِي مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْمَلَ لِلَّهِ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَرَهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ..))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَحَدِيثِي مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا هُوَ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ وَلَكِنْ إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِمَعَالِمِ لَهَا دُونَ ذَلِكَ..))، قَالَ: أَجَلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَحَدِيثِي، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتَ الْأُمَّةَ وَلَدَتْ رَبَّتَهَا أَوْ رَبَّتَهَا وَ رَأَيْتَ أَصْحَابَ الشَّاءِ تَطَاوَلُوا بِالْبُنْيَانِ وَ رَأَيْتَ الْحَفَاةَ الْجِيَاعَ الْعَالَةَ كَانُوا رُءُوسَ النَّاسِ فَذَلِكَ مِنْ مَعَالِمِ السَّاعَةِ وَ أَشْرَاطِهَا..)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ أَصْحَابُ الشَّاءِ وَالْحَفَاةُ الْجِيَاعُ الْعَانَةُ؟

قَالَ: ((الْعَرَبُ)) (مسند أحمد: ۲۹۲۴)

کے رسول! آپ مجھے بیان کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو دیکھے گا کہ لونڈی اپنی مالکہ یا آقا کو جنم دے گی اور بکریوں کے چرواہے عمارتوں میں فخر کرنے لگیں گے اور ننگے پاؤں والے بھوکے اور فقیر لوگوں کے سردار بن جائیں گے، یہ قیامت کی علامتیں ہیں۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بکریوں کے چرواہوں اور ننگے پاؤں والے بھوکوں اور فقیروں سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عرب۔“

(۵۸)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِسُخْرِهِ وَفِيهِ: ((وَإِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ الْجُفَاةُ، وَفِيهِ: وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاةُ الْبَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ)) وَفِيهِ بَعْدَ ذِكْرِ الْآيَةِ زِيَادَةٌ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ))، فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ: ((هَذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ)) (مسند أحمد: ۹۴۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: ”جب ننگے جسموں اور ننگے پاؤں والے اکھڑ مزاج اور سنگ دل لوگ.....“ اس میں مزید یہ الفاظ ہیں: جب چھوٹی چھوٹی بھیڑ بکریوں کے چرواہے عمارتوں میں فخر کریں گے۔“ آیت کے بعد یہ الفاظ بھی اس روایت میں ہیں: پھر وہ آدمی چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس آدمی کو دوبارہ میرے پاس بلاؤ۔“ لوگوں نے اسے تلاش کر کے آپ ﷺ کے پاس لانا چاہا، لیکن وہ سرے سے اسے دیکھ ہی نہ سکے (کہ کہاں گیا ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبرائیل علیہ السلام تھے، جو لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے۔“

فوائد: یہ حدیث جبریل کئی عقائد و احکام پر مشتمل ہے، ہر قاری کو چاہیے کہ وہ بغور اس کا مطالعہ کرے اور اس میں بیان کیے گئے تمام تقاضوں کو پورا کرے، اس میں قیامت کی جو علامتیں بیان کی گئیں ہیں، وہ پوری ہو چکی ہیں۔

(۵۹)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْإِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام (اعضاء سے متعلقہ) علانیہ چیز ہے اور ایمان

(۵۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۷۷۷، ومسلم: ۹، ۱۰ (انظر: ۹۵۰۱)

(۵۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، تفرد به علی بن مسعدة، وهو ضعيف يعتبر به في المتابعات والشواهد، وأما قوله ”التقوى ههنا“ فله شاهد من حديث ابى هريرة عند مسلم: ۲۵۶۴۔ أخرجه ابو يعلى: ۲۹۲۳،

والبزار: ۲۰ (انظر: ۱۲۳۸۱)

وَالْإِيمَانُ فِي الْقَلْبِ -)) قَالَ: ثُمَّ يُشِيرُ بِيَدِهِ
إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ:
((التَّقْوَى هُنَا -)) (مسند أحمد: ۱۲۴۰۸)

دل سے متعلقہ مخفی چیز ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے سینے کی
طرف تین دفعہ اشارہ کیا اور پھر فرمایا: ”تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔“

فوائد: تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد دل ہی ہے، لیکن جب دل میں تقویٰ پیدا ہو جائے تو اعضاء و جوارح اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، یعنی دل میں تقویٰ ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وجود کار و جان بھی نیکیوں کی طرف ہو۔
بَابٌ فِيْمَنْ وَفَدَّ عَلٰى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْعَرَبِ لِلْسُّوَالِ عَنِ الْإِيمَانِ وَ الْإِسْلَامِ وَ أَرْكَانِهِمَا
ایمان اور اسلام اور ان کے ارکان کے بارے میں سوال کرنے کے لیے عرب لوگوں کا نبی
کریم ﷺ کے پاس آنے کا بیان

جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کا شہرہ بلند کیا تو مختلف لوگوں نے آپ ﷺ کے پاس آ کر اسلام کی حقانیت کے بارے میں سوال کر کے مشرف باسلام ہونا شروع کر دیا، اس باب میں اس قسم کے مختلف وفد اور لوگوں کا بیان ہے، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ آپ ﷺ نے ہر وفد اور ہر آدمی کی صورت حال کو دیکھ کر اس کے سامنے ایسے اسلامی احکام کا ذکر کیا، جو اس کے لیے زیادہ مناسب تھے اور اس حقیقت کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ کسی وفد کے سامنے یا کسی موقع پر اسلام کی تمام شقوں کا ذکر نہیں کیا گیا، اسلام وہ ہے جو آپ ﷺ کے پورے دور نبوت میں قرآن و حدیث کی صورت میں نازل ہوتا رہا اور اب ہمارے سامنے ہے۔

فِي وَفَادَةِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَافِدِ بِنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرِ
بنو سعد بن بکر کی طرف سے سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان

(۶۰) - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قَدْ
نُهِنَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ
شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ
أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ،
فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ!
أَتَانَا رَسُولُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ
أَرْسَلَكَ، قَالَ: ((صَدَقَ -))، قَالَ: فَمَنْ
خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: ((اللَّهُ -))، قَالَ: فَمَنْ
خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: ((اللَّهُ -))، قَالَ: فَمَنْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں تو رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے سے ہی منع کر دیا گیا تھا، اس لیے ہمیں یہ بات پسند تھی کہ کوئی سمجھدار دیہاتی آئے اور آپ ﷺ سے سوالات کرے اور ہم سنیں، ایک دن ایسے ہی ہوا کہ ایک دیہاتی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے بتلایا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا ہے۔“ اس نے کہا: تو پھر آپ بتلایے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ

تعالیٰ نے۔“ اس نے کہا: زمین کو کس نے پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ اس نے کہا: ان پہاڑوں کو کس نے پیدا کر کے ان میں بہت کچھ رکھ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ اس نے کہا: تو پھر اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو پیدا کیا، زمین کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو گاڑھا! کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: آپ کے قاصد نے یہ بات بھی کی تھی کہ ایک دن رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔“ اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا ہے۔“ اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: آپ کا قاصد یہ بھی کہتا تھا کہ ہم پر ایک سال میں رمضان کے روزے بھی فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، اس نے سچ کہا ہے۔“ اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان روزوں کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ اس نے پھر کہا: آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا تھا کہ جو آدمی طاقت رکھتا ہو، اس پر بیت اللہ کا حج کرنا بھی فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا ہے۔“ یہ سارا کچھ سن کر وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس چل دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے! میں ان (عبادات) میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ نبی کریم ﷺ

نَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالِ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ؟ قَالَ: ((اللَّهُ.))، قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالَ! اللَّهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ.))، قَالَ: فَرَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا؟ قَالَ: ((صَدَقَ.))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.))، قَالَ: فَرَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي أَمْوَالِنَا؟ قَالَ: ((صَدَقَ.))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.))، قَالَ: وَرَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صَدَقَ.))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.))، قَالَ: وَرَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنْ سَطَّاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا؟ قَالَ: ((صَدَقَ.))، قَالَ: ثُمَّ وَلِي فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ.)) (مسند أحمد:

(۱۲۴۸۴)

نے فرمایا: ”اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو ضرور ضرور جنت میں داخل ہوگا۔“

اسی (انس رضی اللہ عنہ) سے روایت میں ایک اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: میں آپ کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان لایا ہوں اور میں اپنی قوم کے پیچھے رہ جانے والے افراد کا قاصد ہوں، بنو سعد بن بکر سے تعلق رکھنے والا ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

(۶۱) (وَعَنْهُ فِي أُخْرَى) - بِنَحْوِ هَذَا وَزَادَ، قَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَأَنَا أَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، قَالَ: وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرِ - (مسند أحمد: ۱۲۷۴۹)

فوائد: شریعت کا اصول یہ ہے کہ ضرورت کے وقت اہل علم سے سوال کیا جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ”پس تم اہل علم سے سوال کرو، اگر تم نہیں جانتے۔“ (سورہ نحل: ۴۳، سورہ انبیاء: ۷)

لیکن دوسری طرف آپ ﷺ نے بلا ضرورت سوال کرنے سے منع بھی کر رکھا تھا، اس لیے ان آداب کو جاننے والے صحابہ آپ ﷺ سے سوال کرنے میں احتیاط کرتے تھے، لیکن ان کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ سوالات کا سلسلہ ہوتا چاہیے تاکہ مختلف احکام کی وضاحت ہوتی رہے، اس لیے وہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی سمجھدار دیہاتی آدمی آئے اور آپ ﷺ سے سوالات کرے۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دن رات میں پانچ نمازیں۔“ اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں۔“ پھر اس نے روزوں کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے روزے۔“ اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی روزہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں۔“ پھر زکوٰۃ کا ذکر ہوا اور اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی زکوٰۃ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں۔“ بالآخر اس نے کہا: اللہ کی قسم!

(۶۲) - عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((حَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: ((لَا)) وَسَأَلَهُ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: ((صِيَامُ رَمَضَانَ)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: ((لَا)) وَقَالَ: وَذَكَرَ الزَّكَاةَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهِنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَفْلَحَ إِنْ

(۶۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۶، ۲۶۷۸، ومسلم: ۱۱ (انظر: ۱۳۹۰)

صَدَقَ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۹۰) میں ان عبادات میں نہ کوئی زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو گیا ہے۔“

فوائد: ان احادیث میں ارکان اسلام کا بیان ہے، جن کی مکمل ادائیگی پر کامیابی کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

فِي وَفَادَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان

(۶۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا بِسْمَاعِيلُ أَنَا بِهِزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ نُؤْلَاءٍ أَنْ لَا آتِيكَ وَلَا آتِيَ دِينِكَ، وَجَمَعَ بِهِزُ بَيْنَ كَفَيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى حَلَفْتُ عَدَدَ أَصَابِعِي هَذِهِ أَنْ لَا آتِيكَ وَلَا آتِيَ بَيْنِكَ) وَإِنِّي قَدْ جِئْتُ امْرَأً أَلَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللَّهِ بِمِ بَعَثَكَ رَبُّنَا إِلَيْنَا؟ قَالَ: ((بِالْإِسْلَامِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا آيَةُ الْإِسْلَامِ؟ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَمَا الْإِسْلَامُ؟) قَالَ: ((أَنْ تَقُولَ أَسْلَمْتُ وَجْهِي وَتَحَلَّيْتُ وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَكُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ)) (مسند أحمد: ۲۰۲۹۹)

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس آنے سے پہلے ان سے زیادہ قسمیں اٹھائیں تھیں کہ نہ میں نے آپ کے پاس آنا ہے اور نہ آپ کا دین اختیار کرنا ہے۔ بہر راوی نے دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے اشارہ کیا۔ ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ میں نے ان اپنی انگلیوں کی تعداد جتنی قسمیں اٹھائیں کہ نہ میں نے آپ کے پاس آنا ہے اور نہ آپ کا دین اختیار کرنا ہے، بہر حال اب میں آپ کے پاس آ گیا ہوں، جبکہ میں ایسا شخص ہوں کہ جسے کسی چیز کوئی سمجھ نہیں ہے، الا یہ کہ وہ امور جو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مجھے سمجھا دیں گے، اب میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہمارے رب نے آپ کو ہماری طرف کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کے ساتھ۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کی نشانی کیا ہے، اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا یہ کہنا کہ میں نے اپنا چہرہ (اللہ کے لیے) مطہج کر دیا ہے اور میں (شرکیہ دین سے) باز آ گیا ہوں، پھر تو نماز قائم کرے، زکاۃ ادا کرے اور ہر مسلمان، دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو مدد کرنے والے بھائی، اللہ تعالیٰ شرک کرنے والا مشرک سے اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتے، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں سے آ ملے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کیا ہوا ہے کہ میں آگ سے بچانے کے لیے تم کو کمروں سے پکڑ رہا ہوں، خبردار! بیشک میرا رب مجھے بلانے والا ہے اور وہ مجھ سے یہ سوال کرنے والا ہے کہ کیا تم نے میرے بندوں تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا، اور میں یہ کہتے ہوئے جواب دوں گا کہ اے میرے رب! میں نے ان تک پہنچا دیا تھا، خبردار! موجودہ لوگ، غیر موجود لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں۔“

فوائد: مراد یہ ہے کہ لوگوں کا رویہ تو ہوتا ہے کہ وہ برائیاں کر کے آگ میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن آپ ﷺ ان کو مختلف حکمتوں کے ذریعے اس طرح روکنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ گویا کہ آپ ﷺ ان کو پکڑ رہے ہیں۔ لوگو! یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ہم تک مکمل دین پہنچا دیا ہے، لیکن آپ ﷺ نے تبلیغ دین کے حوالے سے جو ذمہ داری ہمیں سونپی تھی، چند افراد کے علاوہ اس دور کے تمام مسلمان اس کو پورا کرنے سے غافل ہیں، سرے سے والدین کو یہ شعور نہیں ہے کہ ان کی اولاد کے حوالے سے ان پر کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ہم نے بزم خود مساجد و مدارس سے متعلقہ لوگوں کو اس مشن کا مکمل ذمہ دار سمجھ لیا، جبکہ نہ ہم ان کے وجود کو کوئی اہمیت دیتے ہیں اور نہ ان کی باتوں کو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تم کو (قیامت کے دن) بلایا جائے گا، جبکہ تمہارے منہ، منہ بند سے بندھے ہوئے ہوں گے، آپ ﷺ نے ران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: سب سے پہلے یہ چیز بولے گی۔ ایک روایت میں ہے: تمہاری

(۶۴) ((أَخْوَانُ نَصِيرَانِ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْ مُشْرِكٍ يُشْرِكُ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا أَوْ يَفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ.)) (مسند أحمد: ۲۰۳۰۰)

(۶۵) ((مَا لِي أُنْسِكُ بِحَجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، أَلَا إِنَّ رَبِّي دَاعِيٌّ وَإِنَّهُ سَائِلٌ هَلْ بَلَغْتَ عِبَادِي وَأَنَا قَائِلٌ لَهُ رَبِّ قَدْ بَلَغْتُهُمْ، أَلَا فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمْ الْغَائِبَ.)) (مسند أحمد: ۲۰۲۹۲)

(۶۶) ((ثُمَّ إِنَّكُمْ مَدْعُوُونَ وَمُقَدَّمَةٌ أَفْوَاهُكُمْ بِالْفِئْدَامِ وَإِنَّ أَوَّلَ مَا يُبَيِّنُ (وَفِي رِوَايَةٍ يُتْرَجُّمُ)،)) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بِيَدِهِ عَلَى فَعْزِدِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ

(۶۴) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۵) تخریج: انظر الحديث رقم: ۶۳

(۶۶) تخریج: انظر الحديث رقم: ۶۳

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُبَيِّنُ عَنْ أَحَدِكُمْ لَفَخِذُهُ وَكَفُّهُ ((قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا دِينُنَا؟ قَالَ: ((هَذَا دِينُكُمْ وَأَيْنَمَا تُحْسِنُ يَكْفِكَ)) (مسند أحمد: ٢٠٣٠٢)

طرف سے سب سے پہلے بولنے والی چیز ران اور ہتھیلی ہوگی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارا دین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہارا دین ہے اور تم جہاں بھی نیکی کرو گے، تم کو کفایت کرے گی۔“

فوائد: قیامت والے دن لوگوں کو مختلف مراحل سے گزارا جائے گا، بعض مراحل پر لوگ اپنی زبانوں سے باتیں کریں گے، لیکن بعض مقامات پر ان کی زبانوں کو بند کر کے ان کے مختلف اعضا کو بولنے کی طاقت دی جائے گی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيَهُمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ”ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔“ (سورہ یس: ٦٥)

فِي وَفَادَةِ أَبِي رَزِينِ الْعُقَيْلِيِّ وَاسْمُهُ لَقِيْطُ بْنُ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ، جن کا نام لقیط بن عامر تھا، کی آمد کا بیان

(٦٧)- عَنْ أَبِي رَزِينِ الْعُقَيْلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ تُحْرَقَ بِالنَّارِ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تُشْرِكَ بِاللَّهِ، وَأَنْ تُحِبَّ غَيْرَ ذِي نَسَبٍ لَا تُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا كُنْتَ كَذَلِكَ فَقَدْ دَخَلَ حُبُّ الْإِيمَانِ فِي قَلْبِكَ كَمَا دَخَلَ حُبُّ الْمَاءِ لِلظَّمْآنِ فِي الْيَوْمِ الْقَائِظِ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ لِي بِأَنْ أَعْلَمَ أَيُّ مُؤْمِنٍ؟

سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول، باقی تمام چیزوں کی بہ نسبت تجھے سب سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کی بہ نسبت تجھے آگ میں جل جانا زیادہ پسند ہو اور یہ کہ تو کسی غیر رشتہ دار سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے۔ جب اس طرح ہو جائے گا، یعنی جب یہ امور سرانجام دے لے گا تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہو جائے گی، جیسے سخت گرمی والے دن میں پیاسے کے اندر پانی کی محبت

(٦٧) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، سلیمان بن موسیٰ الاشدق لم یدرك احدا من الصحابة (انظر:

سرایت کر جاتی ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں مومن ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا جو آدمی نیکی کرے، جبکہ وہ یہ بھی جانتا ہو کہ یہ نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ دینے والا ہے، اسی طرح جو آدمی برائی کرے، جبکہ وہ یہ بھی جانتا ہو کہ یہ واقعی برائی ہے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ صرف وہی بخشا ہے تو وہ مؤمن ہوگا۔“

قَالَ: ((مَا مِنْ أُمَّتِي أَوْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدٌ يَعْمَلُ حَسَنَةً فَيَعْلَمُ أَنَّهَا حَسَنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَازِيهَا بِهَا خَيْرًا، وَلَا يَعْمَلُ سَيِّئَةً، فَيَعْلَمُ أَنَّهَا سَيِّئَةٌ وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا وَيَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ إِلَّا هُوَ إِلَّا وَهُوَ مُؤْمِنٌ.)) (مسند أحمد: ۱۶۲۹۵)

فوائد: یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن نیک لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور شرک کو آگ میں ڈالے جانے سے زیادہ ناپسند سمجھنا، یہ دو باتیں دوسری شرعی نصوص سے ثابت ہیں۔

فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ عبد القيس کی آمد کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبد القیس کا وفد جب مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس وفد یا اس قوم کا تعلق کن سے ہے؟“ انھوں نے کہا: ہم ربیعہ سے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس وفد یا قوم کو مرحبا، رسوائی اور ندامت کے بغیر آگئے ہیں۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم دور کا سفر کر کے آپ کے پاس آئے ہیں، چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان کافروں کا یہ مضرت قبیلہ رکاوٹ بنا ہوا ہے، اس لیے ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں آ سکتے ہیں، اس لیے آپ ہمیں کوئی ایسا حکم دیں کہ ہم اس کے ذریعے جنت میں داخل ہو جائیں اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس کی تعلیم دیں، پھر ان لوگوں نے پینے کے برتنوں کے بارے میں سوال کیا، پس آپ ﷺ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا، آپ ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کا حکم دیا اور پھر پوچھا: ”کیا تم جانتے ہو کہ

(۶۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مِمَّنِ الْوَفْدُ أَوْ قَالَ الْقَوْمُ؟)) قَالُوا: رَبِيعَةَ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوْ قَالَ الْقَوْمِ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى.)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَيْنَاكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارٍ مُضْرٍ وَلَسْنَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي شَهْرِ حَرَامٍ، فَأَخْبِرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْرِبُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنِ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ، قَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ

ایمان باللہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔“ آپ ﷺ نے ان کو کدو کے برتن، سبز منکوں، کھجور کے تنے سے بنائے ہوئے برتن اور تارکول والے برتن سے منع کیا اور فرمایا: ”یہ امور یاد کر لو اور اپنے پچھلے لوگوں کو بھی ان کی خبر دو۔“

أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا الْخُمْسَ مِنَ الْمَغْنَمِ)) وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ: وَرَبَّمَا قَالَ: الْمُقْبِرِ، قَالَ: ((أَحْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَأَى كُنَّ)) (مسند أحمد: ۲۰۲۰)

فوائد: ”رسوائی اور ندامت کا بغیر آگے ہیں۔“ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضامندی سے اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دی اور اس طرح یہ لوگ لڑائی، شکست اور قیدی بننے کی ذلت سے بچ گئے۔

حرمت والے مہینے تو چار ہیں، لیکن مضر قبیلے کے کافر صرف رجب کی تعظیم زیادہ کرتے تھے اور وہ اس مہینے میں اپنے دشمن کو بھی نہیں چھیڑتے تھے، اس لیے ربیعہ خاندان کے لوگوں نے یہ تفصیل بیان کر کے اپنا عذر پیش کیا۔ اس حدیث مبارکہ کے آخر میں جن چار برتنوں سے منع کیا گیا ہے، شراب کی حرمت کے ساتھ ساتھ ان برتنوں کو استعمال کرنے سے بھی منع کر دیا تھا، کیونکہ ان میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا تھا، بعد میں ان کو استعمال کرنے کی عام اجازت دے دی گئی تھی، اب کوئی برتن، برتن ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہے، مزید تفصیل ”کتاب الاثریہ“ میں آئے گی۔

فِي وَقَادَةَ ابْنِ الْمُنتَفِقِ مِنْ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ

قبیلہ قیس سے سیدنا ابن منتفق رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان

عبد اللہ یشکری کہتے ہیں: میں خچر لانے کے لیے کوفہ گیا، جب میں بازار پہنچا تو دیکھا کہ وہ ابھی تک بند تھا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا: اگر ہم مسجد میں چلے جائیں (تو بہتر ہوگا)، جبکہ مسجد کی جگہ کھجور والوں کے درمیان تھی، ہم نے دیکھا کہ مسجد میں قیس قبیلے کا ایک آدمی تھا، لوگ اسے ابن منتفق کہتے تھے، وہ یہ بیان کر رہا تھا: ایک آدمی نے میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کیں، پس میں نے آپ ﷺ کو منیٰ میں

(۶۹)۔ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى الْكُوفَةِ لِأَجْلِ بَعْغَالَا، قَالَ: فَأَتَيْتُ السُّوقَ وَلَمْ تَقُمْ، قَالَ: قُلْتُ لِصَاحِبِ لِي: لَوْ دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ، وَمَوْضِعُهُ يَوْمِيذٍ فِي أَصْحَابِ التَّمْرِ، فَإِذَا فِيهِ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْمُنتَفِقِ وَهُوَ يَقُولُ: وَصَفَ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۶۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد اللہ الیشکری ابن ابی عقیل، ذکرہ الحافظ ابن حجر فی ”التعجیل“ وقال: روی عنہ ابنہ المغیرة، لیس بالمشہور۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۵۴۷۸ (انظر: ۲۷۱۵۳)

تلاش کیا، لیکن کسی نے مجھے بتلایا کہ آپ ﷺ تو اس وقت عرفات میں ہوں گے، میں وہاں تک پہنچ گیا، لیکن جب میں نے آپ ﷺ کے سامنے آنا چاہا تو مجھے کہا گیا: رسول اللہ ﷺ کے راستے سے پرے ہٹ جا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس بندے کو بلاؤ، اس کے اعضاء ناکارہ ہو جائے، کیا ہے اس کو۔“ چنانچہ میں دھکیلتے ہوئے آگے بڑھا اور آپ ﷺ تک پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور کہا: دو چیزوں کے بارے میں میں سوال کروں گا، کون سا عمل مجھے آگ سے نجات دلائے گا اور کون سا عمل مجھے جنت میں داخل کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر اپنے سر کو جھکا لیا، اس کے بعد آپ ﷺ اپنے چہرے کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تو نے سوال تو بڑا مختصر کیا ہے، لیکن حقیقت میں بڑی عظیم اور لمبی بات کر دی ہے، بہر حال اب میری بات کو سمجھ، تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا، فرضی نماز ادا کرنی ہے، فرضی زکوٰۃ دینی ہے، رمضان کے روزے رکھنے ہیں اور لوگوں کی طرف سے جو چیز تو اپنے حق میں پسند کرتا ہے، ان کے حق میں بھی اسی چیز کا انتخاب کر اور لوگوں کی طرف سے جس چیز کو تو ناپسند کرتا ہے، تو لوگوں کو بھی اس چیز سے محفوظ رکھ۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب سواری کے راستے سے ہٹ جا۔“

اس (ابن مستفق) کی ایک اور روایت میں اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ایسے عمل پر میری رہنمائی فرمائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے، آپ ﷺ

رَجُلٌ فَطَلَبْتُهُ بِمَنَى، فَقِيلَ لِي: هُوَ بَعْرَفَاتٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَرَأَحَمْتُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لِي: إِلَيْكَ عَنْ طَرِيقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((دَعُوا الرَّجُلَ أَرَبَ مَالِهِ)) قَالَ: فَرَأَحَمْتُ عَلَيْهِ حَتَّى خَلَصْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِخَطَامِ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ قَالَ زَمَامِهَا، هَكَذَا حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: ثِنْتَانِ أَسْأَلُكَ عَنْهُمَا، مَا يُسَجِّجُنِي مِنَ النَّارِ وَمَا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ نَكَّسَ رَأْسَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ بِوَجْهِهِ قَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ أَوْجَزْتَ فِي الْمَسْأَلَةِ لَقَدْ أَعْظَمْتَ وَأَطَوَلْتَ، فَأَعْقِلْ عَنِّي إِذَا، أَعْبَدِ اللَّهَ، لَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَأَقِمِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَادِّ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَصُمْ رَمَضَانَ وَمَا تُحِبُّ أَنْ يَفْعَلَهُ بِكَ النَّاسُ فَافْعَلْ بِهِمْ، وَمَا تَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ إِلَيْكَ النَّاسُ فَادْرِ النَّاسَ مِنْهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((حَلَّ سَبِيلَ الرَّاحِلَةِ)) (مسند أحمد: 27694)

(۷۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ آخَرَ) - بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُخْرِجُنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ: ((بَسْخِ بَخٍ، لَئِنْ كُنْتَ قَصَّرْتَ فِي الْخُطْبَةِ

لَمَّا بَلَغَتْ فِي الْمَسْأَلَةِ، اتَّقِ اللَّهَ، لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ وَتُقِيمِ الصَّلَاةَ وَتُؤَدِيَ الزَّكَاةَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ، خَلَّ عَنْ طَرِيقِ الرِّكَابِ.)) (مسند أحمد: ۱۵۹۱۸)

نے فرمایا: ”واہ، واہ، تو نے بات تو بڑی مختصر کی ہے، لیکن سوال بہت بڑا کر دیا ہے، (بہر حال اب اس کا جواب یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ سے ڈر، اس کے ساتھ شرک نہ کر، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، بیت اللہ کا حج کر اور رمضان کے روزے رکھ، اب سواری کے راستے سے پرے ہٹ جا۔“

فوائد: آپ ﷺ نے اس آدمی کے لیے جن امور اسلام کا ذکر کیا ہے، وہ دوسری احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔

فِي وَفَادَةِ رَجَالٍ مِنَ الْعَرَبِ لَمْ يُسَمِّوْا عرب کے ایسے لوگوں کی آمد کا بیان، جن کا نام نہیں لیا گیا

(۷۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((أَنْ يُسَلِّمَ قَلْبَكَ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَنْ يُسَلِّمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ.)) قَالَ: فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْإِيمَانُ.)) (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: خُلِقَ حَسَنٌ،) قَالَ: وَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثَ بَعْدَ الْمَوْتِ.)) (وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: وَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ،)) قَالَ: فَأَيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الهِجْرَةُ.)) قَالَ: وَمَا الْهِجْرَةُ؟ قَالَ: ((تَهْجُرُ السُّوءَ.)) قَالَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ.)) قَالَ: وَمَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفْرَ إِذَا لَقَيْتَهُمْ.)) قَالَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہو جائے اور دوسرے مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔“ اس نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان۔“ ایک روایت میں ہے: ”اچھا اخلاق۔“ اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر اور موت کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لائے۔“ ایک روایت میں ہے: اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبر و سماحت۔“ اس نے کہا: افضل ایمان کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہجرت۔“ اس نے کہا: ہجرت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”برائی کو ترک کر دینا۔“ اس نے کہا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ ”آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد۔“ اس نے کہا: جہاد کیا ہے؟ ”آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کافروں سے مقابلہ ہو تو ان سے

(۷۱) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه عبد الرزاق: ۲۰۱۰۷، والطبرانی فی ”الکبیر“ بنحوہ (انظر:

قال کرنا۔“ اس نے کہا: ”کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی جائیں اور خود اس کا خون بہا دیا جائے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر دو عمل ہے، وہ افضل ترین ہیں اور (ان کو کرنے والا سب سے زیادہ افضل ہے) الا یہ کہ کوئی آدمی ان ہی دو پر عمل کرے، حج مبرور یا عمرہ۔“

ربیع بن حراش سے مروی ہے کہ بنو عامر کے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اپنی خادمہ سے فرمایا: ”اس بندے نے اچھے انداز میں اجازت نہیں لی، اس لیے اس کی طرف جاؤ اور اس کو کہو کہ وہ یوں کہے: السلام علیکم، میں اندر آسکتا ہوں۔“ اس آدمی نے آپ ﷺ کے یہ الفاظ خود سن لیے اور اس نے کہا: السلام علیکم، میں اندر آسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے اجازت دی، اس نے کہا: پس میں داخل ہوا اور آپ ﷺ سے کہا: آپ کون سی چیز لے کر ہمارے پاس آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی میں خیر ہی لے کر آیا ہوں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، جو کہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور تم لات وعزنی کو چھوڑ دو اور دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرو، ایک سال میں ایک ماہ کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو اور اپنی مالدار لوگوں سے زکوٰۃ کا مال لے کر اپنے فقیروں میں تقسیم کر دو۔“ اس بندے نے کہا: کیا عمل کی کوئی ایسی قسم بھی ہے، جو آپ نہیں جانتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلائی کی تعلیم دی ہے، لیکن علم کی بعض ایسی صورتیں بھی ہے کہ جن کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا

((مَنْ عَقَرَ جَوَادُهُ وَأَهْرَيْقَ دَمَهُ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا، حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ)) (مسند أحمد: ۱۷۱۵۲)

(۷۲)۔ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَلْجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَادِمِهِ: ((أُخْرِجِي إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَا يُحْسِنُ الْإِسْتِذْنَانَ، فَقُولِي لَهُ: فَلْيُقِلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ! أَدْخُلُ؟)) قَالَ: فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ ذَلِكَ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَدْخُلُ؟ قَالَ: فَأَذِنَ لِي، أَوْ قَالَ: فَدَخَلْتُ فَقُلْتُ: بِمَ آتَيْنَا بِهِ؟ قَالَ: ((لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، آتَيْتُكُمْ بِأَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ)) قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ((وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنْ تَدْعُوا اللَّاتَ وَالْعُزَّى، وَأَنْ تُصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَأَنْ تَصُومُوا مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا وَأَنْ تَحُجُّوا النَّبِيَّةَ وَأَنْ تَأْخُذُوا مِنْ مَالِ أَعْيَابِكُمْ فَتَرُدُّوَهَا عَلَى فُقَرَائِكُمْ)) قَالَ: فَقَالَ: هَلْ بَقِيَ مِنَ الْعِلْمِ شَيْءٌ لَا تَعْلَمُهُ؟ قَالَ: ((قَدْ عَلَّمَنِي اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ خَيْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ ﷻ إِنْ اللَّهُ عِنْدَهُ عِلْمٌ

السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ)) (مسند أحمد: ۲۳۵۱۵)

ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔)

(سورہ لقمان: ۳۴)

فوائد: حدیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے، ابتدا میں اجازت لینے کا جو انداز بتایا گیا ہے، عوام و خواص اس سے غافل ہیں، بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دروازے پر معمولی دستک دے کر دروازہ کھول دیتے ہیں اور اندر گھس آتے ہیں، یہ ان کا خود ساختہ انداز ہے، شریعت کا تقاضا نہیں ہے، اسی طرح آخری حصے سے پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، آپ ﷺ کو جس چیز کی بذریعہ وحی تعلیم دی جاتی تھی، اس کا علم ہوتا تھا۔

(۷۳)۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَلَمَّا بَرَزْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ إِذَا رَاكِبٌ يُوضِعُ نَحْوَنَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((كَأَنَّ هَذَا الرَّايِبَ إِنَّا كُمْ يُرِيدُ)) قَالَ: فَانْتَهَى الرَّجُلُ إِلَيْنَا فَسَلَّمَ فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : ((مِنْ أَيْنَ قَبِلْتَ؟)) قَالَ: مِنْ أَهْلِي وَوَلَدِي وَ عَشِيرَتِي ، قَالَ: ((فَأَيْنَ تُرِيدُ؟)) قَالَ: أُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ: ((فَقَدْ أَصَبْتَهُ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلِمْنِي مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب ہم مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک سوار ہماری طرف آنے کے لیے اپنی سواری کو جلدی چلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس سوار کا ارادہ تم لوگ ہو۔“ جب وہ ہمارے پاس پہنچا تو اس نے سلام کہا اور ہم نے اس کا جواب دیا، نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تم کہاں سے آرہے ہو؟“ اس نے کہا: جی اپنے اہل و اولاد اور رشتہ داروں کے پاس سے آرہا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟“ اس نے کہا: جی اللہ کے رسول کو ملنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اپنے مقصد کو پال لیا

(۷۳) تخریج: هذا اسناد ضعيف لضعف ابى جناب يحيى بن ابى حية الكلبى ، وقوله "الَلَّخْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِعَيْرِنَا" حسن بطرقه - أخرجه ابو نعيم فى "الحلية": ۴ / ۲۰۳ (انظر: ۱۹۱۷۶)

ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایمان کی تعلیم دیں کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔“ اس نے کہا: جی میں اقرار کرتا ہوں۔ اتنے میں اس کے اونٹ کی اگلی ٹانگ چوہوں کے بلوں میں گھس گئی، جس کی وجہ سے اونٹ گر گیا اور وہ آدمی بھی اپنے سر کے بل گرا اور فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس بندے کو میرے پاس لاؤ۔“ سیدنا عمار اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما جلدی سے گئے، اس آدمی کو بٹھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بندہ تو فوت ہو گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا اور پھر فرمایا: ”کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میں اس بندے سے اعراض کر رہا تھا، پس بیشک میں نے دیکھا کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنت کے پھل ڈال رہے تھے، اس سے مجھے پتہ چلا کہ بھوکا مرا ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! یہ ان لوگوں میں سے ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ (جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔) (سورہ انعام: ۸۲) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے اس بھائی کو سنبھال لو۔“ پس ہم اسے اٹھا کر پانی کی طرف لے گئے، اس کو غسل دیا، خوشبو لگائی، کفن دیا اور قبر کی طرف اٹھا کر لے گئے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ”لحد بناؤ، شق نہ بناؤ، کیونکہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسرے مذاہب والوں کے لیے ہے۔“

رَسُولُ اللَّهِ وَ تُقِيمُ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِي الزَّكَاةَ وَ تَصُومُ رَمَضَانَ وَ تَحُجُّ الْبَيْتَ۔)) قَالَ: قَدْ أَقْرَرْتُ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ بَعِيرَهُ دَخَلَتْ يَدَهُ فِي شَبَكَةِ جُرْذَانَ فَهَوَى بَعِيرَهُ وَ هَوَى الرَّجُلُ فَوَقَعَ عَلَى هَامِيهِ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَى بِالرَّجُلِ۔)) قَالَ: فَوَثَبَ إِلَيْهِ عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ وَ حَذِيقَةُ فَأَقْعَدَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قُبِضَ الرَّجُلُ، قَالَ: فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا رَأَيْتُمَا إِعْرَاضِي عَنِ الرَّجُلِ فَإِنِّي رَأَيْتُ مَلَكَيْنِ يَدُسَّانِ فِي فِيهِ مِنْ ثَمَارِ الْجَنَّةِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ مَاتَ جَائِعًا۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ اللَّهُ فِيهِمْ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾۔)) ثُمَّ قَالَ: ((دُونَكُمْ أَحَاكُم۔)) قَالَ: فَأَحْتَمَلْنَاهُ إِلَى الْمَاءِ فَغَسَلْنَاهُ وَ حَنَطْنَاهُ وَ كَفَّنَاهُ وَ حَمَلْنَاهُ إِلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ، قَالَ: فَقَالَ: ((الْحَدُّوْا وَلَا تَشْقُوا، فَإِنَّ اللَّحْدَ لَنَا وَالشَّقَّ لِعَيْرِنَا۔)) (مسند أحمد: ۱۹۳۹۰)

فوائد: لحد اور شق کی بحث ”کتاب الجنائز“ میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(۷۴) (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ نَسِيرٌ إِذْ رُفِعَ لَنَا شَخْصٌ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَقَعَتْ يَدُ بَكْرِهِ فِي بَعْضِ تِلْكَ التِّي تَحْفَرُ الْجُرْدَانُ، وَقَالَ فِيهِ: ((هَذَا مِمَّنْ عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجَرَ كَثِيرًا)) (مسند أحمد: ۱۹۳۹۱)

(دوسری سند) سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہم چل رہے تھے کہ ہمیں ابھرتا ہوا ایک شخص دکھائی دیا.....، پھر اسی قسم کی روایت کا ذکر کیا، البتہ یہ الفاظ بھی کہے: اس کے اونٹ کی اگلی ٹانگ چوہوں کے کھودے ہوئے کسی بل میں گھس گئی، آپ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا: ”یہ ان لوگوں میں سے ہے، جو عمل تو تھوڑا کرتے ہیں، لیکن اجر بہت زیادہ پاتے ہیں۔“

(۷۵) (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُهُ الْإِسْلَامَ وَهُوَ فِي مَسِيرِهِ فَدَخَلَ حُفَّ بَعِيرِهِ فِي جُحْرِ يَرْبُوعٍ فَوَقَصَهُ بَعِيرُهُ فَمَاتَ، فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجَرَ كَثِيرًا)) (قَالَهَا حَمَادٌ ثَلَاثًا، (أَلَلَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِبَعِيرِنَا)) (مسند أحمد: ۱۹۳۷۱)

(تیسری سند) ایک آدمی آیا اور اسلام میں داخل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں اسے اسلام کی تعلیم دے رہے تھے، اتنے میں اس کے اونٹ کا پاؤں چوہے کے بل میں گھسا، (جس کی وجہ سے اونٹ گر گیا) اور اس نے اس آدمی کی گردن توڑ دی اور وہ فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور فرمایا: ”اس نے عمل تو تھوڑا کیا، لیکن اجر بہت زیادہ پایا۔“ تین دفعہ یہ جملہ دوہرایا اور پھر فرمایا: ”لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسرے لوگوں کے لیے ہے۔“

فوائد: قبولیت اسلام سے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(۷۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ: ((تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے ایسے عمل کی نشاندہی کر دیں کہ اگر میں وہ عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرضی نماز قائم

(۷۴) تخریج: حدیث حسن بطرفہ۔ أخرجه الطبرانی في ”الكبير“: ۲۳۲۸، والطحاوی في ”شرح مشكل الآثار“: ۲۸۲۹ (انظر: ۱۹۱۷۷)

(۷۵) تخریج: حدیث حسن بطرفہ۔ أخرجه الطبرانی في ”الكبير“: ۲۳۳۰ (انظر: ۱۹۱۵۸)

(۷۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۳۹۷، ومسلم: ۱۴ (انظر: ۸۵۱۵)

کرو، فرضی زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔“ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں نہ ان عبادات پر زیادتی کروں گا اور نہ ان میں کمی ہونے دوں گا، جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو یہ بات بھلی لگے کہ وہ اہل جنت میں کوئی سے آدمی دیکھے تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔“

وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا أَرِيدُ عَلَى هَذَا أَبَدًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ، فَلَمَّا وَلِيَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيَّ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيَّ هَذَا)) (مسند احمد: ۸۴۹۶)

فوائد: یہ وہ احادیث ہیں، جن میں آنے والے مختلف فہود اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا، اگرچہ ان میں سارا اسلام بیان نہیں کیا گیا۔

قارئین کرام! کیا آپ ﷺ نے غور کیا کہ جو وفد یا آدمی اسلامی تعلیمات کے حصول کے لیے پہلی دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے مختلف احکام کے ساتھ ساتھ اس کو نماز کا حکم ضرور دیا، لیکن اس وقت محتاط اندازے کے مطابق (۹۳٪) مسلمان اس اہم فریضے کو ادا کرنے سے غافل ہیں، دراصل ایسے لوگ اسلام اور روح اسلام سے بہت دور ہیں، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حقوق کا شعور تک نہیں ہے۔ نماز ہی مسلمان کی علامت اور پہچان ہے۔

بَابُ فِي أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ

اسلام کے ارکان اور اس کے بڑے بڑے ستونوں کا بیان

ابوسوید عبدی کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف گئے اور ان کے دروازے پر اجازت کے انتظار میں بیٹھ گئے، جب ہم نے دیکھا کہ ہمیں اجازت دینے میں بہت تاخیر ہوگئی ہے تو میں دروازے میں موجود ایک سوراخ کی طرف اٹھا اور وہاں سے اندر کی طرف جھانکنے لگا، وہ سمجھ گئے اور ہمیں اجازت دے دی اور ہم ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے کہا: تم میں سے کون ہے، جو ابھی میرے گھر میں جھانک رہا تھا؟ میں نے کہا: میں تھا، انھوں نے کہا: تو نے کس دلیل کی روشنی میں میرے گھر میں جھانکنے کو حلال سمجھ لیا؟ میں نے کہا: ہمیں

(۷۷)۔ عَنْ أَبِي سُوَيْدٍ بن العَبْدِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَجَلَسْنَا بِيَابِهِ لِيُؤْذِنَ لَنَا، قَالَ: فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا الْإِذْنَ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى جُحْرٍ فِي الْبَابِ فَجَعَلْتُ أَطَّلِعُ فِيهِ فَفَطِنَ بِي، فَلَمَّا أُذِنَ لَنَا جَلَسْنَا فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَطَّلَعَ أَنْفَافِي دَارِي؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا، قَالَ: يَا بِي شَيْءٌ اسْتَحَلَلْتَ أَنْ تَطَّلِعَ فِي دَارِي، قَالَ: قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَيْنَا الْإِذْنَ فَفَنظَرْتُ فَلَمْ أَتَعَمَّدْ ذَلِكَ، قَالَ: ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَقَالَ:

(۷۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة حال برکة بن یعلی التیمی وشيخه ابی سوید العبدی، وهما من

رجال التعجيل (انظر: ۵۶۷۲)

اجازت دینے میں تاخیر کر دی گئی تھی، اس لیے میں نے دیکھ لیا، جان بوجھ کر تو میں نے نہیں کیا، پھر ہم لوگ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کرنے لگ گئے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے اور محمد ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“ میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! آپ جہاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ”جو جہاد کرے گا، وہ اپنے لیے کرے گا۔“

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ ایک آدمی نے کہا: اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد؟ انھوں نے کہا: جہاد اچھی چیز ہے، بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث ایسے بیان کی تھی۔

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ.)) قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! مَا تَقُولُ فِي الْجِهَادِ؟ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ. (مسند أحمد: ٥٦٧٢)

(٧٨) (وَمِنْ طَرِيقِ آخَرَ) - عَنْ يَزِيدَ بْنِ بِشْرِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: الْجِهَادُ حَسَنٌ، هَكَذَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. (مسند أحمد: ٤٧٩٨)

(٧٩) - عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)) (مسند أحمد: ١٩٤٣٩)

(٧٨) تخریج: اسنادہ ضعیف، فیہ علتان: انقطاعه، لأن سالما لم یسمعه من یزید، و جهالة حال یزید بن بشر السکسکی (انظر: ٤٧٩٨)

(٧٩) تخریج: صحیح لغیره - أخرجه ابو یعلی: ٧٥٠٧، والطبرانی فی "الکبیر": ٢٣٦٤ (انظر: ١٩٢٢٦) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فوائد: اس حدیث کا متن مشہور ہے اور تقریباً ہر خاص و عام کو یاد بھی ہے، کاش! ہمارے اندر عملی رجحان

بھی پیدا ہو جاتا اور ہم اسلام کے ان پانچ ستونوں کو تعمیر کر کے اپنے سروں پر اسلام کی چھت کا سایہ کر لیتے۔

زیاد بن نعیم حضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام میں فرض کیا ہے، جو بندہ ان میں تین ادا کرے گا، تو وہ اسے اس وقت تک کچھ کفایت نہیں کریں گی، جب تک وہ ان سب کی ادائیگی نہیں کرے گا، وہ چار امور یہ ہیں: نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک ان چار چیزوں پر ایمان نہیں لائے گا: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔“

(دوسری روایت) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا، جب تک ان چار چیزوں پر ایمان نہیں لائے گا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے، وہ اچھی ہو یا بری۔“

(۸۰) - عَنْ زِيَادِ بْنِ نَعِيمٍ نَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللَّهُ فِي الْإِسْلَامِ فَمَنْ جَاءَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُغْنِنَنَّ عَنْهُ شَيْئًا حَتَّى يَأْتِيَ بِهِنَّ جَمِيعًا، الصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ)) (مسند أحمد: ۱۷۹۴۲)

(۸۱) - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ حَتَّى يَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّي رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ)) (مسند أحمد: ۷۵۸)

(۸۲) (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ) - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَنْ يُؤْمِنَ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ أَنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَ يُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ يُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ)) (مسند أحمد: ۱۱۱۲)

فوائد: یہ چار امور دوسرے اعتقادات اور ایمانیات کو بھی مستلزم ہیں، مثلاً: سابقہ انبیاء و رسل پر ایمان،

فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان وغیرہ، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی تمام

(۸۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن لہیعۃ سیء الحفظ، ثم ان الحدیث مرسل، فان زیاد بن نعیم الحضرمی تابعی (انظر: ۱۷۷۸۹)

(۸۱) تخریج: رجالہ ثقات رجال الشیخین - أخرجه الترمذی: ۲۱۴۵، وابن ماجہ: ۸۱ (انظر: ۷۵۸)

(۸۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

ہدایات کو بھی تسلیم کیا جائے۔

سیدنا ابن خصاصیہ سدوسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھ پر یہ شرطیں عائد کر دیں: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حجۃ الاسلام ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ جو دو چیزیں جہاد اور زکوٰۃ ہیں نا، ان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، کیونکہ جہاد کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ جو وہاں سے پٹھ پھیر جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ لوٹتا ہے، اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میدان جہاد میں میرا نفس گھبرا جائے اور موت کو ناپسند کرنے لگے اور رہا مسئلہ زکوٰۃ کا، تو اللہ کی قسم ہے کہ میرے پاس تھوڑی سی بکریاں ہیں اور دس اونٹ ہیں، میرے اہل کے لیے دودھ والے اور سواری والے یہی جانور ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو بند کیا اور اس کو حرکت دی اور فرمایا: ”اگر جہاد بھی نہ ہو اور زکوٰۃ بھی نہ ہو تو پھر تو جنت میں کیسے داخل ہوگا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ٹھیک ہے، میں آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں، پھر میں نے ان سب امور پر آپ ﷺ کی بیعت کی۔

(۸۳)۔ عَنِ السَّدُوسِيِّ يَعْنِي ابْنَ الْخَصَّاصِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِأَبَايَعَهُ فَأَشْرَطَ عَلَيَّ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ أُقِيمَ الصَّلَاةَ وَأَنْ أُؤَدَّى الزَّكَاةَ وَأَنْ أُحِجَّ حَجَّةَ الْإِسْلَامِ وَأَنْ أَصُومَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَأَنْ أُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَا ائْتَنَّا قَوْلَ اللَّهِ مَا أَطِيقُهُمَا لِنَجِيهَادُ وَالصَّدَقَةَ، فَإِنَّهُمْ زَعَمُوا أَنَّ مَنْ وَلَّى الدُّبُرَ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ فَأَخَافُ إِنْ حَضَرَتْ تِلْكَ جَشِعْتُ نَفْسِي وَكَرِهْتُ الْمَوْتَ، وَالصَّدَقَةَ فَوَاللَّهِ مَا لِي إِلَّا غُنَيْمَةٌ وَعَشْرُ ذَوْدٍ، هُنَّ رِسْلُ أَهْلِي وَحُمُولَتُهُمْ، قَالَ: فَقبَضَ رَسُولُ اللَّهِ يَدَهُ ثُمَّ حَرَّكَ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((فَلَا جِهَادَ وَلَا صَدَقَةَ فَلِمَ تَدْخُلُ النِّجْنَةَ إِذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا أَبَايَعُكَ، قَالَ: فَبَايَعْتُ عَنْيَهِنَّ كُلَّيْهِنَّ۔ (مسند أحمد: ۲۲۲۹۸)

فوائد: اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ حکمت و دانائی اور مزاج شناسی سے بدرجہ اتم متصف

تھے، اس موقع پر آپ ﷺ نے اس آدمی کی جہاد اور زکوٰۃ کو مستثنیٰ کر دینے کی شرط قبول نہیں کی، کیونکہ آپ ﷺ اس آدمی کے مزاج سے یہ سمجھ رہے تھے کہ اگر اس کو ان چیزوں کی رخصت نہ دی گئی تو پھر بھی یہ اسلام کو قبول کر لے گا، جبکہ

(۸۳) تخریج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير ابى المثنى العبدى، فلم يرو عنه غير جبلة بن سحيم، وذكره ابن حبان والعجلي في الثقات۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۲۳۳، وفي "الواسط": ۱۱۴۸، والحاكم: ۷۹ / ۲، والبيهقي: ۲۰ / ۹ (انظر: ۲۱۹۵۲)

بوقت بیعت بعض امور اسلام کو مصلحتاً مستثنیٰ کر دینا بھی درست ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

ابوزیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف قبیلہ کی بیعت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا: اشترطت علی رسول اللہ ﷺ أَنْ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهِا وَلَا جِهَادًا۔ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي جَابِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((سَيَصَدَّقُونَ وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا))..... اس قبیلے نے (بیعت کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط عائد کی تھی کہ ان پر صدقہ ہوگا نہ جہاد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب جب یہ لوگ (پکے)

مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گیا اور جہاد بھی کریں گے۔“ (ابوداؤد: ۲/۴۲، صحیحہ: ۱۸۸۸)

یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قبیلہ یا فرد مشرف باسلام تو ہونا چاہتا ہے، لیکن اسلام کے ایک دو اجزایا شقوں کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، تو حکمت یہ ہے کہ دونوں گھروں کی مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے اس امید پر اس کی شرطیں قبول کر لی جائیں کہ کچھ عرصہ تک ایمان و ایقان میں پختہ ہو کر اسلام کے ہر جزو اور شق کو تسلیم کر لے گا، مبلغین اسلام کا حکیم دانا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

(۸۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةَ فِي أَمْوَالِهِمْ تُوخَذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ وَ تُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَيَا بَاكَ وَ كَرَامَتِ أَمْوَالِهِمْ وَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ)) (مسند أحمد: ۲۰۷۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: ”تم اہل کتاب لوگوں کی طرف جا رہے ہو، پس ان کو سب سے پہلے یہ دعوت دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہی معبود و برحق ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیں، اگر وہ اس معاملے میں تیری اطاعت کر لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ یہ بات بھی تسلیم کر جائیں تو ان کو یہ تعلیم دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی، اگر وہ یہ بات بھی مان جائیں تو پھر تم نے ان کے عمدہ مالوں سے بچ کر رہنا ہے اور مظلوم کی بددعا سے بچنا ہے، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی پردہ نہیں ہے۔“

فوائد: جو کوئی کلمہ شہادت کا اقرار کر کے مشرف باسلام ہو جاتا ہے تو اس پر عائد ہونے والا پہلا فرض نماز ہوتا ہے، یہ اسلام کی پہلی اور آخری علامت ہے، لیکن انہوں نے اس بات پر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اس فرض سے

اس قدر غافل ہے کہ اس کو اس جرم کا احساس تک نہیں ہے۔ اس وقت مظلوم اور فقیر مسلمانوں کے حقوق کو بھی ادا نہیں کیا جا رہا۔

بَابُ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَمَثَلِهِ ایمان کے شعبوں اور اس کی مثال کا بیان

(۸۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْإِيمَانُ أَرْبَعَةٌ وَسِتُونَ بَابًا، أَرْفَعُهَا وَأَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ)) (مسند أحمد: ۸۹۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کے چونتھ شعبے ہیں، ان میں سب سے بلند اور عالی شعبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا ہے اور سب سے کم مرتبہ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔“

(۸۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْإِيمَانُ بِيضٌ وَسَبْعُونَ بَابًا، أَفْضَلُهَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)) (مسند أحمد: ۹۳۵۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کے پچھتر چھتر شعبے ہیں، ان میں افضل شعبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور کم تر شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔“

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کا اعمال کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے، حدیث مبارکہ میں مذکورہ شعبے کون سے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: قاضی عیاض کہتے ہیں: بعض علماء و فقہاء نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق ان شعبوں کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال کسی کے اجتہاد کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حدیث کے مراد معانی کے عین مطابق ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان شعبہ جات کی تفصیل کا علم نہ ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔

(میں ابن حجر کہتا ہوں:) ان شعبوں کا تعین کرنے والے کسی ایک انداز پر جمع نہ ہو سکے، البتہ امام ابن حبان کا طریقہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: یہ شعبے اپنے مصدر و منبع کے لحاظ سے تین قسم کے اعمال منقسم ہوتے ہیں۔

(۱) قلبی اعمال (۲) قولی اعمال اور (۳) بدنی اعمال
قلبی اعمال میں اعتقادات اور نیات داخل ہیں، جو درج ذیل چوبیس خصلتوں پر مشتمل ہیں:

(۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۹، ومسلم: ۳۵ (انظر: ۸۹۲۶)

(۸۶) تخریج: انظر الحديث المتقدم

اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان، اللہ تعالیٰ سے محبت، اس کی ذات کی خاطر کسی سے محبت یا نفرت، جس میں آپ ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم اور آپ کی سنت کی پیروی بھی داخل ہے، اخلاص (اس میں ریا کاری و نفاق کو ترک کرنا بھی داخل ہے)، توبہ، خوف، رجا، شکر، وفا، صبر، رضا بالقضا، توکل، رحمت، تواضع، تکبر اور عجب کو ترک کرنا، حسد اور کینہ ترک کرنا اور غیظ و غضب کو ترک کرنا۔

قوی اعمال سات اجزاء پر مشتمل ہیں:

توحید کا اقرار، تلاوت قرآن، علم شرعی سیکھنا اور سکھانا، دعا، ذکر و استغفار، لغو سے اجتناب۔

بدنی اعمال اڑبیس خصال پر مشتمل ہیں:

ان میں سے درج ذیل پندرہ ایمان کے ساتھ خاص ہیں:

حسی اور حکمی طہارت (نجاستوں سے اجتناب کا تعلق بھی اسی شق کے ساتھ ہے)، پردہ، فرضی و نفلی نماز، فرضی و نفلی صدقہ و زکوٰۃ، غلاموں کو آزاد کرنا، سخاوت، نفلی و فرضی روزے، حج و عمرہ، طواف، اعتکاف، شب قدر کی تلاش، دین کی حفاظت، نذر پورا کرنا، بہتر قسم کا انتخاب اور کفاروں کی ادائیگی۔

درج ذیل چھ کا تعلق اتباع سے ہے:

نکاح اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، تربیت اولاد، صلہ رحمی، آقاؤں کی اطاعت اور غلاموں سے نرمی۔

اور درج ذیل سترہ امور عوام الناس سے متعلقہ ہیں:

عدل والی امارت کا قیام، جماعت کی پیروی، امراء کی اطاعت، لوگوں کے مابین اصلاح کروانا، نیکی والے امور پر معاونت، نفاذ حدود، جہاد، ادائیگی امانت، قرضہ چکانا، پڑوسی کی عزت کرنا، حسن معاملہ، مال کو اس کے مناسب مقام پر خرچ کرنا، سلام کا جواب، چھینکنے والے کو ”یرحمک اللہ“ کہنا، لوگوں کو تکلیف نہ دینا، لغو سے اجتناب کرنا اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا۔ یہ کل اہتر خصال ہیں، اگر بعض امور کو بعض میں ضم نہ کیا جائے تو ان کی تعداد اتنا سی بن سکتی ہے۔

واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۱ / ۷۲)

یہ حدیث مبارکہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اعمال، ایمان کا جز ہیں، اس حدیث سے مراد جیسے باطل فرقوں کا رد ہوتا ہے جنہوں نے اعمال صالحہ کو ایمان کی حقیقت سے خارج کر دیا، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ممکن ہے، کیونکہ ان تمام شعبوں اور شاخوں پر عمل پیرا ہونے یا نہ ہونے میں مسلمانوں میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ جو کہ ایمان کی سب سے افضل شاخ ہے، سے توحید الوہیت ثابت ہوتی ہے، یعنی کائنات میں بسیرا کرنے والوں کا ایک ہی سچا اور برحق معبود ہے، جس کا نام ”اللہ“ ہے، اس کے علاوہ جن معبودوں کا تصور دنیا میں پایا جاتا ہے وہ بے بنیاد، بے تائید، بے اختیار، بے حقیقت اور باطل ہیں۔

انسانیت کو کسی قسم کی تکلیف اور نقصان وغیرہ سے بچانا، اتنا عظیم عمل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے ایمان کا ایک حصہ قرار دیا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی وقت کی بات ہے کہ ایک آدمی کسی راستے سے گزر رہا تھا، اس راستے پر جھکی ہوئی ایک کانٹے دار شاخ تھی (جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی تھی) اس آدمی نے اسے کاٹ دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اسے بخش دیا۔“ (بخاری: ۶۵۲، مسلم: ۱۹۱۴) عصر حاضر میں اس بابرکت عمل کے برعکس بالعموم اور بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر گزرگا ہوں کو تنگ یا بند کر دیا جاتا ہے یا بعض دوکاندار اور کوشیوں کے مالک تجاویزات سے کام لیتے ہیں یا بعض اوباش کھیلنے اور مجلس لگانے کیلئے سڑکوں کا انتخاب کرتے ہیں، ان تمام قابل مذمت حرکتوں سے گزرنے والوں کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) یہ حرکتیں اللہ کی رحمت سے دوری کا سبب اور اخلاقی پستی کی آئینہ دار ہیں۔

سیدنا نواس بن سمان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی ہے، ایک صراط مستقیم ہے، اس راستے کے دونوں اطراف میں دو دیواریں ہیں، جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں، راستے کے دروازے پر ایک داعی یہ کہہ رہا ہے: لوگو! سارے کے سارے راستے میں داخل ہو جاؤ اور اس سے زائل نہ ہو جاؤ اور جب کوئی آدمی کسی دروازے کو کھولنا چاہتا ہے تو راستے کے بیچ میں سے ایک داعی یوں آواز دیتا ہے: تو ہلاک ہو جائے، اس کو نہ کھول، اگر تو نے اس کو کھول دیا تو اس میں گھس جائے گا۔ (اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ) راستہ، اسلام ہے اور دیواریں، اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور کھلے دروازے، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور ہیں اور راستے کے سرے پر داعی، اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور راستے کے بیچ والا داعی ہر مسلمان کے دل میں موجود اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے۔“

(۸۱)۔ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَعَلَى جَنبَيْهِ الصِّرَاطِ سُورَانِ فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفْتَحَةٌ، وَعَلَى بَابِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ادْخُلُوا الصِّرَاطَ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّجُوا، وَدَاعٍ يَدْعُو مِنْ جَوْفِ الصِّرَاطِ، فَإِذَا أَرَادَ يَفْتَحُ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ: وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلْجُهُ، وَالصِّرَاطُ الْإِسْلَامُ وَالسُّورَانِ حُدُودُ اللَّهِ تَعَالَى وَالْأَبْوَابُ الْمَفْتَحَةُ مَحَارِمُ اللَّهِ تَعَالَى وَذَلِكَ الدَّاعِي عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالدَّاعِي فَوْقَ الصِّرَاطِ وَاعِظُ اللَّهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ.)) (مسند أحمد:

(۱۷۷۸۴)

(دوسری روایت) سیدنا نواس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی ہے، ایک صراطِ مستقیم ہے، اس کی دونوں جانبوں میں دیواریں ہیں، ان میں کھلے ہوئے دروازے ہیں، جن پر پردے لٹک رہے ہیں اور ایک داعی راستے کے سرے پر ہے اور ایک داعی بندے کے اوپر اوپر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے، راستے کے دونوں جانبوں میں جو دروازے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، جب تک آدمی اللہ تعالیٰ کے پردے کو چاک نہیں کرتا، اس وقت تک وہ اس کی حدوں میں نہیں گھستا اور جو داعی اوپر سے بلا رہا ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے۔“

(۸۸) (وَعَنْهُ فِي أُخْرَى)۔ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ضَرَبَ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا عَلَى كَنَفِي الصِّرَاطِ سُورَانَ، فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفْتَحَةٌ، وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ، وَدَاعٍ يَدْعُو عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ وَدَاعٍ يَدْعُو مِنْ فَوْقِهِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ، فَأَلْبَابُ الَّتِي عَلَى كَنَفِي الصِّرَاطِ حُدُودُ اللَّهِ لَا يَقَعُ أَحَدٌ فِي حُدُودِ اللَّهِ حَتَّى يَكْشِفَ سِتْرَ اللَّهِ، وَالَّذِي يَدْعُو مِنْ فَوْقِهِ وَاعِظُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند أحمد: ۱۷۷۸۶)

فوائد:..... مثال واضح ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود اور حرام کردہ امور کے قریب نہ جایا جائے، وگرنہ ایمان کے ناقص ہو جانے کا یا اس سے محروم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ ”راستے کے بیچ والا داعی ہر مسلمان کے دل میں موجود اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے۔“ یہ قانون اس شخص کے لیے ہے جو اسلام کے حلال و حرام کا اجمالی علم رکھتا ہو، سنجیدہ مزاج ہو، آخرت کی فکر کرنے والا ہو اور برائیوں کے ذریعے اپنے نفس کو غیر معیاری نہ بنا چکا ہو۔

بَابٌ فِي خِصَالِ الْإِيمَانِ وَآيَاتِهِ

ایمان کی خصلتوں اور اس کی نشانیوں کا بیان

(۸۹)۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: بَعْدَكَ، قَالَ: ((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِيمَ)) (مسند أحمد: ۱۵۴۹۴)

(۸۹)۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: بَعْدَكَ، قَالَ: ((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِيمَ)) (مسند أحمد: ۱۵۴۹۴)

(۸۸) تخریج: انظر الحديث السابق

(۸۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۸ (انظر: ۱۵۴۱۶)

فرمایا: ”تم کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوں اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔“

(دوسری سند) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بیان کرو کہ اس کے ساتھ چٹ جاؤں (اور اس کا اہتمام کروں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کہو کہ میرا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میری کس چیز سے سب سے زیادہ خوفزدہ ہیں؟ جواباً آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ”اس سے۔“

(۹۰) (وَمِنْ طَرِيقِي ثَانٍ)۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ: ((قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقِمَّ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَخَوْفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا)) (مسند أحمد: ۱۵۴۹۶)

فوائد: کہنے کو تو ”استقامت“ ایک لفظ ہے، لیکن یہ ایسا جامع لفظ ہے، جو اوامر اور نواہی کو شامل ہے، جب کوئی آدمی کسی فرض کو ترک کرتا ہے یا حرام کام کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ راہ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے اور استقامت کو چھوڑ بیٹھتا ہے، استقامت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے اوامر و نواہی پر نہایت ثابت قدمی سے عمل کرنا اور فرائض دسنن اور مستحبات و مندوبات کو بجالاتے رہنا اور محرمات و منہیات سے اجتناب کرنا۔ محض زبان سے اظہار کر دینے کا نام ایمان نہیں ہے، بلکہ اصل ایمان وہی ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہو، اس لیے کہ عمل ایمان کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ جس طرح بے ثمر درخت کی کوئی اہمیت نہیں، اسی طرح عمل کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں اور استقامت کمال ایمان کی علامت ہے۔

زبان کی حفاظت اور زبان کی آفتیں، یہ اپنی نوعیت کا مستقل اور انتہائی اہم باب ہے، دورِ حاضر کے اکثر خواتین و حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی زبانوں کی حفاظت کے سلسلے میں انتہائی نااہل ثابت ہوئے ہیں، بدگوئی، فحش گوئی، طعن و تشنیع، چغلی و غیبت، سب و دشمنی اور گالی گلوچ ان کا معمول بن چکا ہے، ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری جس چیز کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ ڈر تھا، ہم اس کا مصداق بن گئے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان رزق کو تقسیم کیا ہے، اسی طرح اس نے تمہارے مابین تمہارے اخلاق کو بھی تقسیم کیا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی عطا کر دیتا ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اس کو بھی دے دیتا ہے،

(۹۱)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّينَ إِلَّا لِمَنْ أَحَبَّ،

(۹۰) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن ماجه: ۳۹۷۲ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۵۴۱۸)

(۹۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف الصباح بن محمد البجلي - أخرجه البزار: ۳۵۶۲، والحاكم: ۲/

۴۴۷، والبيهقي في ”الشعب“: ۵۵۲۴ (انظر: ۳۶۷۲)

جس سے وہ محبت نہیں کرتا، لیکن دین کی نعمت صرف اس کو عطا کرتا ہے، جس سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو دین عطا کر دیا، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک اس کا دل اور زبان مطہر نہ ہو جائیں اور کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ اس کا ہمسائیہ اس کے شرور سے محفوظ رہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ”بَوَائِقُ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا ظلم و زیادتی کرنا اور جو آدمی حرام مال کما کر اس کو خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہیں ہوگی اور اس سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوگا اور ایسا آدمی اس قسم کا جو مال بھی اپنے ترکہ میں چھوڑ کر جائے گا، وہ اس کی جہنم کے لیے اس کا زادراہ ہوگا، بیشک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا، بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتا ہے اور بیشک خبیث چیز، خبیث چیز کو نہیں مٹا سکتی۔“ (حرام مال خرچ کرنے سے گناہ نہیں مٹتے بلکہ حلال مال خرچ کرنے سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے)۔

فَمَنْ أَعْطَاهُ الدِّينَ فَقَدْ أَحَبَّهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتَّى يُسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتَّى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.)) قَالُوا: وَمَا بَوَائِقُهُ؟ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! قَالَ: ((عَشْمُهُ وَظَلْمُهُ، وَلَا يَكْتَسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيَنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارِكُ لَهُ فِيهِ، وَلَا يَتَّصَدَّقُ بِهِ فَيُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَا يَتْرُكُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ، لَا يَمْحُو السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ وَلَكِنْ يَمْحُو السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ، إِنَّ الْخَبِيثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيثَ.)) (مسند أحمد: ۳۶۷۲)

فوائد: یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس کے مضمون میں جو امور بیان کیے گئے ہیں، دوسری شرعی نصوص ان کا مطالبہ کرتی ہیں۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے افضل ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے، اللہ تعالیٰ کے بغض رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مزید کچھ فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور تو لوگوں کے

(۹۲)۔ عَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُحِبَّ لِلَّهِ وَتُبْغِضَ لِلَّهِ وَتَعْمَلَ لِسَانَكَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ.)) قَالَ: وَمَا ذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟! قَالَ: ((وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا

نَحِبُ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَأَنْ تَقُولَ خَيْرًا أَوْ تَصْمُتَ)) (مسند أحمد: ۲۲۴۸۳) لیے وہی چیز پسند کرے، جو اپنے لیے پسند کرے اور ان کے لیے اس چیز کو ناپسند کرے، جس کو اپنے لیے ناپسند کرے۔“ ایک روایت میں ہے: ”اور بھلائی والی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔“

فوائد: وائے مصیبت! اس حدیث مبارک افضل ایمان کی شکلیں بیان کی گئی ہیں، لیکن ہمارا معیار کیا ہے، ہماری محبتیں اور دشمنیاں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے نہیں ہیں، کوئی مال و دولت کو دیکھتا ہے، کوئی حسن و جمال کو ترجیح دیتا ہے، کوئی ذات پات کا پجاری بن چکا ہے، کوئی عہدہ و منصب کا خیال رکھتا ہے۔ رہا مسئلہ زبان کا، تو لوگ اس کا استعمال تو کثرت کرتے ہیں، لیکن اول قول، فضول گوئی اور گپ شب، اسی طرح ہمیں مسلمان بھائیوں کی خوشیاں اچھی نہیں لگتیں، بلکہ ہم ان کی پریشانیوں پر خوش ہوتے ہیں۔

(۹۲)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَرَسُولًا)) (مسند أحمد: ۱۷۷۹) سیدنا عباس بن عبد المطلب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اس بندے نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا، جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔“

فوائد: قارئین کرام! اس حدیث مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ جب آدمی یہ سوچے کہ اس کا پروردگار اللہ تعالیٰ، اس کا دین اسلام اور اس کے رسول محمد ﷺ ہیں تو اس کے دل اور وجود میں راحت و مسرت کی ایک لہر متحرک ہونی چاہیے، جس کو وہ روحانی اور جسمانی طور پر محسوس کرے اور پھر اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، لیکن مشاہدہ یہ کہتا ہے کہ عام لوگ سرے سے اس تصور سے ہی غافل ہیں۔

(۹۴)۔ عَنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَانَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَسُرَّ بِهَا وَعَمِلَ سَيِّئَةً فَسَاءَتْهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ)) (مسند أحمد: ۱۹۷۹۴) سیدنا ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو نیکی کر کے خوش ہو اور برائی کر کے پریشان ہو، وہ مؤمن ہے۔“

فوائد: بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق ہونا چاہیے کہ وہ نیکی کی وجہ سے ہونے والے سکون اور برائی کی وجہ سے ہونے والی پریشانی کو محسوس کرے، یہی وہ مزاج ہے جو زیادہ نیکیوں کو سرانجام دینے اور برائیوں سے باز

(۹۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۴ (انظر: ۱۷۷۹)

(۹۴) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه البزار: ۷۹، والحاكم: ۱/۱۳، والطبرانی في "الكبير" (انظر: ۱۹۵۶۵)

آجانبے پر آمادہ کرتا ہے۔

جب کوئی مسلمان نیکی کرتا ہے تو اسے نیکی پر خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی ہے اور اسے مرنے کے بعد اجر و ثواب سے نوازا جائے گا، لیکن ایسے انسان سے برائی سرزد ہوتی ہے تو وہ نادم و پشیمان ہو جاتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کیوں کی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ گناہ نہ بخشا تو کیا بنے گا۔

اس حدیث مبارکہ میں یقیناً ان لوگوں کے لیے وعید ہے جو نماز یا تلاوت قرآن جیسی عظیم عبادت کرنے کے بعد بے حس ہوتے ہیں یا وہ قبل از نماز اور بعد از نماز کی کیفیت میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے اور اسی طرح جو لوگ اپنی زندگیوں میں بعض برائیاں بار بار کرتے ہیں، لیکن ان کو کوئی ندامت نہیں ہوتی، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ جس ہستی کی نافرمانی کر رہے ہیں، اس کو سمجھ نہیں پا رہے۔ ایسے لوگ حقیقی معرفت الہی سے محروم ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے نیکی والے امور کا علم حاصل کریں، پھر ان پر عمل پیرا ہو کر باطن میں خوشی اور مسرت محسوس کریں، اسی طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں گناہوں کی فہرست تیار کی جائے، پھر ان سے اجتناب کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے، اگر بتقاضا بشریت کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر اسی انداز میں اظہارِ ندامت کیا جائے، جیسے دنیا کے خزانے چھن جانے پر افسوس کیا جاتا ہے۔ ذہن نشین رہے کہ کسی گناہ سے توبہ کرنے کا سب سے بڑا رکن ندامت اور اس کو ترک کرنا ہے۔

(۹۵)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۷۸۶)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس کی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(۹۶)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((إِذَا حَكَتْ فِي نَفْسِكَ شَيْءًا فَدَعْتَهُ)) قَالَ: فَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَاءَتْ نَفْسُكَ وَسَيِّئَتْكَ وَسَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)) (مسند

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا: گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی چیز تیرے دل میں کھلنے لگے تو اسے چھوڑ دے۔“ اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تیری برائی تجھے بری لگے اور تیری نیکی تجھے خوش کر دے تو تو مؤمن ہوگا۔“

أحمد: ۲۲۵۱۲)

فوائد: بلاشک و شبہ شریعت اسلامیہ میں نیکی اور گناہ والے امور کا وضاحت کے ساتھ تعین کر دیا گیا ہے۔

(۹۵) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ۱۵ / ۳۸ مختصراً، و البزار: ۱۶۳۶ (انظر: ۱۵۶۹۶)

(۹۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه عبد الرزاق: ۲۰۱۰۴، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۵۳۹، والحاکم:

۱ / ۱۴ (انظر: ۲۲۱۵۹)

اس حدیث میں جو قانون پیش کیا گیا ہے، یہ انتہائی سلیم الفطرت اور خدا شناس لوگوں سے متعلقہ ہے، نہ کہ عوام الناس سے، کیونکہ عام لوگوں کے پاس اتنی معرفتِ الہی یا اتنا شعور نہیں ہوتا کہ وہ اپنے نفس کی روشنی میں نیکی یا برائی کا تعین کر سکیں۔ جیسا کہ عبید اللہ مبارکپوری صاحب نے کہا: اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے، جن کے باطن آلائشوں سے صاف اور دل گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، یہ حدیث عوام الناس سے متعلقہ نہیں ہے، بالخصوص گنہگار لوگ، کیونکہ وہ بیچارے تو بسا اوقات گناہ کو نیکی اور نیکی کو گناہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ (مرعاۃ المفاتیح: ۱/۱۱۷) عصر حاضر میں لوگوں کی کیفیت نے مبارکپوری صاحب کے مفہوم کی بہت حد تک تائید کی ہے، ہر ایک نے اپنی زندگی کے لیے نیکی و بدی کے اپنے معیار بنا رکھے ہیں، جو عالم ان کی کسوٹی کی مخالفت میں فتویٰ یا دلائل پیش کرے گا، اسے یا تو اتنی اہمیت ہی نہیں دی جائے گی کہ اس کی بات پر توجہ کی جائے یا پھر اسے کہا جائے گا کہ اسلام میں اتنی سختی نہیں ہے۔

ایک مثال یہ ہے کہ ایک آدمی بہت کم بولتا تھا، دوسروں کے بارے میں تبصرہ نہیں کرتا تھا اور بے ضرر سا انسان تھا، لیکن بے نماز تھا، تلاوتِ کلامِ پاک سے بعید تھا، عورتوں کے پردے والے معاملات کی پابندی نہیں کرتا تھا، ہلکا ہلکا نشہ بھی کرتا تھا اور داڑھی مونڈتا تھا۔ صرف اس کی خاموشی کو دیکھ کر دنیوی سطح کے مطابق ایک پڑھے لکھے آدمی نے کہا کہ وہ تو فرشتہ ہے، کیونکہ وہ خاموش رہتا ہے اور دوسرے آدمیوں کے معاملے میں کوئی دخل نہیں دیتا۔ یہ کسی کو نیک یا بد کہنے کا عوام الناس کا معیار ہے کہ بے نماز کو فرشتہ کہا جا رہا ہے، جائز حد تک خاموشی اچھا وصف ہے، لیکن سارے کا سارا اسلام اس میں پنہاں نہیں ہے۔

عوام الناس کے لیے معیار قرآن اور حدیث ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں نیکیوں اور گناہوں کی فہرستیں تیار کریں۔

(۹۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ)) (مسند أحمد: ۱۳۶۶۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک اس طرح نہ ہو جائے کہ جو خیر و بھلائی وہ اپنے لیے پسند کرے، وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے۔“

فوائد: اس حدیث میں ”الْخَيْرِ“ کے کلمے میں جامعیت پائی جاتی ہے، یہ کلمہ احکام شریعت کی تعمیل اور دنیوی و اخروی مباحات پر مشتمل ہے اور شریعت کے منع کردہ امور کو خارج کرتا ہے۔ یعنی مسلمان کا کامل اخلاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ جو دنیوی خیر و منفعت اور اخروی خیر و بھلائی اپنے لیے پسند کرتا ہے، اسے اپنے اسلامی بھائی کے لیے بھی پسند کرے اور جن بری چیز کو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اسے اپنے بھائی کے حق میں بھی ناپسند کرے۔

چونکہ ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں، جس میں ظاہر پرستی، مادیت پرستی، مفاد پرستی، عجلت پسندی اور عدم برداشت ہے، ان اخلاقی بیماریوں کی وجہ سے ہمیں دوسروں کی خوشیاں پریشان اور دوسروں کی آزمائشیں خوش کر دیتی ہیں۔

(۹۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) (مسند أحمد: ۶۷۵۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ مسلمان کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سالم رہیں۔“

(۹۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِيهِ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ بَدَلُ قَوْلِهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ۔ (مسند أحمد: ۱۵۲۸۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ ”کون سا اسلام افضل ہے“ کے بجائے یہ سوال کیا گیا: ”کون سے مسلمان افضل ہیں۔“

فوائد: یہ حدیث مسلمان کی عظمت و حرمت پر دلالت کرتی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عَرَضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ، التَّقْوَى هُنَا، بِحَسَبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْتَقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ)) ”ہر مسلمان کی عزت، مال اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے، تقویٰ یہاں ہے اور کسی آدمی کیلئے برائی میں سے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر اور کمتر خیال کرے۔“ (جامع ترمذی: ۱۹۲۷)

کسی مسلمان کی زندگی کا کمال یہ ہے کہ جہاں وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کا خیال رکھتا ہے وہاں وہ اللہ کے بندوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانے سے نہ صرف باز رہے بلکہ ان کی عزتوں اور حرمتوں کی حفاظت بھی کرے، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضِ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ”جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔“ (جامع ترمذی: ۱۹۳۱) جو آدمی حقوق العباد کے سلسلے میں محتاط نہیں رہتا، اس کو قیامت والے دن بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

(۱۰۰)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الشَّرِيدِ سَيْدَنَا أَبُو شَرِيدِ بْنِ سُوَيْدِ ثَقَفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ مَرْدِيَّ بْنَ مَرْثَدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضِ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(۹۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۰ (انظر: ۶۷۵۳)

(۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۵۶ (انظر: ۱۵۲۸۰)

(۱۰۰) تخریج: اسنادہ حسن .. أخرجه ابوداود: ۳۲۸۳، والنسائی: ۶ / ۲۵۲ (انظر: ۱۷۹۴۵)

نے یہ وصیت کی تھی کہ وہ اس کی طرف سے مسلمان غلام آزاد کرے، پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اس کے پاس کالے رنگ کی سوڈانی لونڈی ہے، کیا وہ اس کو آزاد کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو میرے پاس لے آؤ۔“ پس میں نے اس کو بلایا اور وہ آگئی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تیرا رب کون ہے؟“ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو آزاد کر دے، کیونکہ یہ مؤمنہ ہے۔“

(بْنِ سُوَيْدِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّ أُمَّهُ أَوْصَتْ أَنْ يُعْتَقَ عَنْهَا رَقَبَةٌ مُؤْمِنَةٌ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: عِنْدِي جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ نُوبِيَّةٌ فَأُعْتِقُهَا؟ فَقَالَ: ((أَثِبِ بِهَا)) فَدَعَوْتُهَا فَجَاءَتْ فَقَالَ لَهَا: ((مَنْ رَبُّكَ؟)) قَالَتْ: اللَّهُ، قَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) فَقَالَتْ: رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: ((أُعْتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ)) (مسند أحمد: ۱۸۱۰۹)

فوائد: مسلمان غلام کو آزاد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے، یہ اچھی بات ہے کہ ماں نے مسلمان غلام کو آزاد کرنے کی وصیت کی تھی۔

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ وہ سیاہ رنگ کی ایک لونڈی لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے مسلمان گردن آزاد کرنی ہے، اب اگر آپ اس لونڈی کو مؤمنہ خیال کرتے ہیں تو اس کو آزاد کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”کیا تو یہ گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھتی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو آزاد کر دے۔“

(۱۰۱)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّهُ جَاءَ بِأَمَةٍ سَوْدَاءَ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ عَلَيَّ رَقَبَةٌ مُؤْمِنَةٌ فَإِنْ كُنْتُ تَرَىٰ هَذِهِ مُؤْمِنَةً أَعْتِقْهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَشْهَدِينَ أَلِيَّ رَسُولَ اللَّهِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَتُؤْمِنِينَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَعْتِقْهَا)) (مسند أحمد: ۱۵۸۳۵)

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا حسین حکیمانہ انداز تھا کہ آپ ﷺ موقع محل کو دیکھ کر اور متعلقہ آدمی کے مزاج کو سامنے رکھ سوال کرتے تھے، اس حدیث میں رسالت اور آخرت کے بارے میں پوچھا ہے، جبکہ سابقہ حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اپنی ذات کے بارے میں سوال کیا تھا۔

(۱۰۲)۔ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَيِّدِنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ نَبِيٌّ مَرُودِيٌّ هُوَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيٌّ مَرُودِيٌّ

(۱۰۱) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه مالك في "الموطأ": ۲ / ۷۷۷، والبيهقي: ۱۰ / ۵۷، وعبد الرزاق: ۱۶۸۱۴ (انظر: ۱۵۷۴۳)

(۱۰۲) تخریج: حسن بشواهد - أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۲۸۸۶ (انظر: ۱۷۳۷)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ قِلَّةُ الْكَلَامِ فِيمَا لَا يَعْنِيهِ، وَفِي رِوَايَةٍ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ.)) (مسند أحمد: ۱۷۳۷)

فرمایا: ”بندے کے حسن اسلام میں سے یہ ہے کہ جس چیز میں اس کا کوئی مقصد نہ ہو، وہ اس کے بارے میں باتیں کم کرے۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”جس چیز میں اس کا کوئی مقصد نہ ہو، وہ اسے چھوڑ دے۔“

فوائد: یہ ایک جامع حدیث ہے اور نبی کریم کے صاحبِ جوامع الکلم ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے، حافظ ابن حجر نے کہا: اہل علم نے اس حدیث کو بڑی شان و عظمت والا قرار دیا اور اس کو ان چار فرموداتِ نبویہ میں شمار کیا، جن پر اسلام کے احکام سہارا لیتے ہیں، بعض نے اس حدیث کو اسلام کا تیسرا حصہ قرار دیا ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۱۲۹)

یہ حدیث تمام اسلامی احکام کا بجا و ماوی ہے، اس حدیث کا مسلمان کے ہر معاملے سے گہرا تعلق ہے، جب بھی کوئی اقدام کرنا چاہے یا بولنا چاہے تو اس کے نتائج اور فوائد پر غور کر لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں ندامت ہو۔

(۱۰۳)۔ عَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَجِلُّوا اللَّهَ يَغْفِرْ لَكُمْ.)) قَالَ ابْنُ ثَوْبَانَ: ((أَجِلُّوا اللَّهَ يَغْفِرْ لَكُمْ.)) قَالَ ابْنُ ثَوْبَانَ: ((أَجِلُّوا اللَّهَ يَغْفِرْ لَكُمْ.)) قَالَ ابْنُ ثَوْبَانَ: ((أَجِلُّوا اللَّهَ يَغْفِرْ لَكُمْ.)) قَالَ ابْنُ ثَوْبَانَ: ((أَجِلُّوا اللَّهَ يَغْفِرْ لَكُمْ.))

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرو، وہ تم کو بخش دے گا۔“ ابن ثوبان روای نے کہا: اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہو جاؤ۔ (مسند أحمد: ۲۲۰۷۷)

فوائد: بہر حال اللہ تعالیٰ ہی ہے، جو ہر قسم کی تعظیم کا مستحق ہے۔



بَابٌ فِي سَمَاحَةِ دِينِنَا الْإِسْلَامِ وَالْإِعْتِزَازِ بِهِ
وَ أَنَّهُ أَحَبُّ الْأَدْيَانِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ہمارے دین اسلام کی عالی ظرفی اور اس پر فخر کرنے اور
اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے سب سے محبوب دین ہونے کا بیان

فِي سَمَاحَةِ الدِّينِ الْإِسْلَامِيِّ وَالْإِعْتِزَازِ بِهِ
دین اسلام کی عالی ظرفی اور اس پر فخر کرنے کا بیان

(۱۰۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ؟ قَالَ: ((الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ)) (مسند أحمد: ۲۱۰۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: کون سا دین اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت، جو کہ سہولت والی ہے۔“

فوائد: لغت میں اس شخص کو ”حنیف“ کہتے ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے ”حنیف“ کہتے ہیں، کہ وہ باطل سے حق کی طرف مائل ہو گئے تھے، ”حنف“ کے اصل معانی مائل ہونے اور ایک طرف جھک جانے کے ہیں۔

اس حدیث کے مفہوم کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا: ﴿وَمَا جَعَلْ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ﴾ ”اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کو قائم رکھو۔“ (سورہ حج: ۷۸) یعنی ایسا حکم نہیں دیا جس کا متحمل نفس انسانی نہ ہو، ورنہ تھوڑی بہت محنت و مشقت تو ہر کام میں ہی اٹھانی پڑتی ہے، بلکہ پچھلی شریعتوں کے بعض سخت احکام بھی اس نے منسوخ کر دیئے، علاوہ ازیں بہت سی ایسی

(۱۰۴) تخریج: صحیح لغيره - أخرجه عبد بن حميد: ۵۶۹، والبخاري في ”الادب المفرد“: ۲۸۷، وعلقه البخاري في ”صحيحه“ في الايمان: باب الدين يسر (انظر: ۲۱۰۷)

آسانیاں مسلمانوں کو عطا کر دیں، جو کچھلی شریعتوں میں نہیں تھیں۔

اگر اسلام کے تمام ارکان اور فرائض و مستحبات اور محرمات و مکروہات پر غور کیا جائے تو سلیم الفطرت اور غیر جانبدار شخص کا فیصلہ یہی ہوگا کہ جس جس شعبے میں جتنی جتنی مقدار کا مطالبہ کیا گیا ہے، وہی کسی حکیم اور دانائے حکمت اور دانائی کا فیصلہ ہو سکتا ہے، اس اعتبار سے اسلام کی کسی شق کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

(۱۰۵)۔ عَنْ عَاصِرَةَ بِنِ عُرْوَةَ الْفُقَيْمِيَّ حَدَّثَنِي أَبِي عُرْوَةُ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: كُنَّا نَنْتَظِرُ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ رَجُلًا يَفْطُرُ رَأْسَهُ مِنْ وُضُوئِهِ أَوْ غُسْلِهِ فَصَلَّى فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَلَيْتَا حَرْجٌ فِي كَذَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ دِينَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي يُسْرِ)) ثَلَاثًا يَقُولُهَا۔ (مسند أحمد: ۲۰۹۴۵)

سیدنا عروہ بنی النضیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی اور وضو یا غسل کی وجہ سے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ آپ ﷺ سے سوال کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس طرح کرنے میں ہم پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ کا دین آسانی والا ہے۔“ آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

فوائد:..... حقیقت میں دین کے تمام ارکان میں آسانی کی سہولت کو مدنظر رکھا گیا، لیکن اس حقیقت کو وہ شخص تسلیم کرے گا، جو اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے، اس بیچارے نے دین اسلام کی آسانی کا ادراک خاک کرنا ہے، جس کا نماز میں دل ہی نہیں لگتا، جو لوگ اسلام کے ارکان سے غافل ہیں، ایسے لوگوں کے مزاج بگڑ گئے ہیں اور ان کے نفسوں میں ایسی نحوست اور بے برکتی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ اپنی ذات کا اندازہ لگانے سے قاصر ہو گئے ہیں۔

(۱۰۶)۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ ذُلِّ ذَلِيلٍ، إِمَّا يُعِزُّهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روئے زمین پر اینٹوں والا گھر بچے گا نہ خیمے والا، مگر اللہ تعالیٰ اس میں کلمہ اسلام کو داخل کر دیں گے، یہ عزت والے کی عزت کے ساتھ ہوگا یا ذلت والے کی ذلت کے ساتھ ہوگا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو

(۱۰۵) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۱۷ / ۳۷۲، وابويعلى: ۶۸۶۳، والبحاری فی "التاریخ الكبير": ۷ / ۳۰ (انظر: ۲۰۶۶۹)

(۱۰۶) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن حبان: ۶۶۹۹، والطبرانی في "الكبير": ۲۰ / ۶۰۱، والحاكم: ۴ / ۴۳۰، والبيهقي: ۹ / ۱۸۱ (انظر: ۲۳۸۱۴)

فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ أَهْلِهَا أَوْ يُدِلُّهُمْ فَيَدِينُونَ ﴿﴾
 اس طرح عزت دے گا کہ ان کو اہل اسلام بنا دے گا اور بعض
 لوگوں کو اس طرح ذلیل کرے گا کہ وہ بھی (بالآخر) اس کے
 مطیع ہو جائیں گے۔“

فوائد: ”عزت والے کی عزت کے ساتھ“ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے گا اور وہ قید و
 قتل سے پہلے ہی برضا و رغبت مشرف باسلام ہو جائیں گے۔ ”ذلت والے کی ذلت کے ساتھ“ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ
 قید یا قتل کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں، دل سے راضی ہوں یا نہ ہوں، بہر حال دیکھا یہ گیا ہے کہ
 عام طور پر ایسے لوگ بہترین مسلمان بن کر اچھے انجام سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مفہوم بنتا
 ہے: ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الدِّينِ كُتُبَهُ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾
 ”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے، اور اللہ تعالیٰ
 گواہی دینے والا کافی ہے۔“ (سورہ فتح: ۲۸)

اس حدیث مبارکہ میں جو پیشین گوئی کی گئی ہے، وہ آخری زمانہ میں اس وقت پوری ہوگی، جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان
 سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے، اس وقت سطح زمین پر کوئی دارالکفر باقی نہیں رہے گا، بلکہ تمام لوگ مسلمان ہو
 جائیں گے اور جو مسلمان نہیں ہوں گے، ان کو قتل کر دیا جائے گا، درج ذیل روایت سے اس نظریے کی تائید ہوتی ہے:
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
 حَتَّىٰ تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزَّىٰ)) ”اس وقت تک شب و روز کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا، حتیٰ کہ لات اور عزیٰ کی
 عبادت کی جائے گی۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
 بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ﴾ نازل کی تو میں نے سمجھا کہ یہ دین اب مکمل ہونے والا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس
 میں سے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا تو عنقریب ایسے ہی ہوگا (یعنی اسلام غالب اور نافذ رہے گا)، پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا
 بھیجے گا، جس کی وجہ سے ہر وہ آدمی فوت ہو جائے گا، جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا، اس کے بعد ایسے لوگ باقی رہ
 جائیں گے، جن میں کوئی خیر نہیں ہوگی، وہ اپنے آباء کے دین کی طرف لوٹ آئیں گے۔“ (صحیح مسلم: ۲۹۰۷/۵۲)
 (۱۰۷)۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ تَمِيمِ
 الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 يَقُولُ: ((لَيَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ
 وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللَّهُ بَيْتَ مَدْرٍ وَلَا وَبْرٍ
 سیدنا تميم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”یہ دین وہاں تک پہنچ جائے گا، جہاں تک دن رات پہنچے
 ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ اینٹوں والے یا خیمے والے کسی گھر کو نہیں
 چھوڑے گا، مگر عزت والوں کی عزت کے ساتھ اور ذلت والوں

(۱۰۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه البيهقي: ۱۸۱ / ۹، والحاکم: ۴ / ۴۳۰،
 والطبرانی فی ”الکبیر“: ۱۲۸۰ (انظر: ۱۶۹۵۷)

کی ذلت کے ساتھ اس میں اس دین کو داخل کر دے گا، عزت اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا کرے گا اور ذلت اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کفر کو ذلیل کر دے گا۔“ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے (عزت و ذلت والے اس معاملے کو) اپنے گھر والوں میں دیکھ لیا، ہم میں سے مشرف باسلام ہونے والوں نے خیر، شرف اور عزت کو پالیا اور ہم میں سے جو لوگ کافر رہے، ذلت و حقارت اور جزیہ ان کا مقدر بنا۔

إِلَّا أَذْخَلَهُ اللَّهُ هَذَا الدِّينَ بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ يَذُلُّ ذَلِيلًا، عِزًّا يُعِزُّ اللَّهُ بِهِ الْإِسْلَامَ أَوْ ذُلًّا يَذُلُّ اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ)) وَكَانَ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ يَقُولُ: قَدْ عَرَفْتُ ذَلِكَ فِي أَهْلِ بَيْتِي لَقَدْ أَصَابَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ الْخَيْرَ وَالشَّرْفَ وَالْعِزَّ وَلَقَدْ أَصَابَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ كَافِرًا الذُّلَّ وَالصِّغَارَ وَالْجِزْيَةَ۔ (مسند أحمد: ۱۷۰۸۲)

فوائد: سابق حدیث میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ذریعے اس دین کی مدد کرے گا، جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔“

(۱۰۸)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِأَقْوَامٍ لَا خَلَاقَ لَهُمْ)) (مسند أحمد: ۲۰۷۲۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے دین کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے کے لیے مختلف لوگوں کو استعمال کیا، ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہوئے، جو خود اس دین سے استفادہ نہ کر سکے، مثال کے طور پر لوگوں کو فائدہ پہنچانے والے اور شرعی احکام کو ثابت کرنے والے وہ علماء، جو خود اپنے علم پر عمل نہ کر سکے، یا جن کا مقصد ریاکاری، نمود و نمائش اور صدارت و سربراہی تھا۔

اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کافر اور بے دین لوگ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اسلام، قرآن اور صاحب قرآن پر اعتراضات کرتے ہیں۔ جس سے بہت سے کافروں کے ذہن میں اسلام اور قرآن کے بارے میں تجسس پیدا ہوتا ہے اور وہ تحقیق کر کے مشرف باسلام ہو جاتے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعے اس دین کی مدد کرتا ہے۔“

(۱۰۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)) (مسند أحمد: ۸۰۷۶)

فوائد: اس کی کئی صورتیں موجود ہیں، بعض کا تعلق عہد نبوی سے بھی ہے، فاجر حکمران کا اسلام کے بعض

(۱۰۸) (تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن عدی فی "الکامل": ۵۷۳ / ۲ (انظر: ۲۰۴۵۴)

(۱۰۹) (تخریج: أخرجه البخاری: ۳۰۶۲، ومسلم: ۱۱۱ (انظر: ۸۰۹۰)

امور کی خدمت کرنا، کسی فاجر آدمی کا مسجد و مدرسہ تعمیر کر دینا، اسی قبیل کی مثالیں ہیں۔

فِي تَرْغِيبِ الْمُشْرِكِينَ فِي اعْتِنَاقِ الْإِسْلَامِ وَتَأْلِيفِ قُلُوبِهِمْ رَحْمَةً بِهِمْ
مشرکوں کو قبولیتِ اسلام کی رغبت دلانا اور ان پر رحم کرتے ہوئے ان کی تالیفِ قلبی کرنا

(۱۱۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ
أَرَجُلٌ يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ لِشَيْءٍ يُعْطَاهُ مِنَ
الدُّنْيَا فَلَا يُمْسِي حَتَّى يَكُونَ الْإِسْلَامُ
أَحَبَّ إِلَيْهِ وَأَعَزَّ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔
(مسند أحمد: ۱۲۰۷۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس دنیوی چیز کے لیے آتا تھا اور وہ اسے دے دی جاتی تھی، لیکن ابھی تک شام نہیں ہوتی تھی کہ دنیا و ما فیہا کی بہ نسبت اسے اسلام سب سے زیادہ محبوب اور پیارا بن چکا ہوتا تھا۔

(۱۱۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ
يَكُنْ يُسْتَلُّ شَيْئًا عَلَى الْإِسْلَامِ إِلَّا أَعْطَاهُ،
قَالَ: فَاتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَ لَهُ بِشَاءٍ كَثِيرٍ
بَيْنَ جَبَلَيْنِ مِنْ شَاءِ الصَّدَقَةِ، قَالَ: فَرَجَعَ
إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ: يَا قَوْمِ! أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا
يُعْطِي عَطَاءً مَا يَخْشَى الْفَاقَةَ۔ (مسند
أحمد: ۱۲۰۷۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر جو چیز بھی مانگ لی جاتی، آپ ﷺ وہ دے دیتے تھے، ایک دفعہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ ﷺ سے کوئی سوال کیا، آپ ﷺ نے اس کو بہت ساری بھینٹ بکریاں دینے کا حکم دیا، یہ زکوٰۃ کی بکریاں تھیں اور دو پہاڑوں کے درمیان والی گھاٹی ان سے بھر جاتی تھی۔ وہ بندہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور ان سے کہا: اے میری قوم! اسلام قبول کر لو، کیونکہ محمد ﷺ اس طرح کثرت سے دیتے ہیں کہ ان کو فاتے کا ڈر بھی نہیں ہوتا۔

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا امتیاز تھا کہ آپ ﷺ نے شخصیت پر خرچ کیا اور بڑی مقدار میں خرچ کیا، جبکہ مسجد نبوی اور صفہ سمیت عمارتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ کفر سے اسلام کی طرف مائل ہونے لگے، دور حاضر کے مسلمان اس سنتِ نبوی کو ترک کر چکے ہیں، بالخصوص مساجد و مدارس کے منتظمین اور فنڈ ریزنگ کرنے والی دوسری تنظیمیں، ہر ایک کی فکر یہ ہے کہ اس کے ادارے اور مسجد کی عمارت شاندار ہونی چاہیے، اس قسم کی ٹائلیں لگنی چاہئیں، مرکزی دروازے پر کشش ہونے چاہئیں، علیٰ ہذا القیاس۔ لیکن اس محلے کے غریب اور فقیر لوگوں کی کسی کو معرفت تک نہ ہوگی اور ائمہ و خطباء و مدرسین کی کفالت کے دقت بخل اور شکوکوں کا بھوت رقص کرنے لگے گا اور صبر و برداشت کی تلقین شروع ہو جائے گی، اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو خادمین اسلام سمجھتے ہیں، لیکن ان کو خدمتِ اسلام کا

(۱۱۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابو یعلی: ۳۷۵۰، ۳۸۸۰ (انظر: ۱۲۰۵۰)

(۱۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۱۲ (انظر: ۱۲۰۵۱)

شعور تک نہیں ہے۔

(۱۱۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((أَسْلِمَ)) قَالَ: أَجِدُنِي كَارِهًا، قَالَ: ((أَسْلِمَ وَإِنْ كُنْتَ كَارِهًا)) (مسند أحمد: ۱۲۰۸۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”تو مسلمان ہو جا۔“ اس نے کہا: میں اپنے آپ کو اسلام کو ناپسند کرنے والا پاتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو مسلمان ہو جا، اگرچہ تو اس کو ناپسند کر رہا ہو۔“

فوائد: اسلام اور اسلامی احکام پر عمل کرتے وقت ذاتی پسند یا ناپسند، ظاہری مفاد یا نقصان اور عزت یا ذلت کو مد نظر نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم سمجھ کر اس پر عمل شروع کر دینا چاہیے۔

اجتہاد سنت اور اسلامی احکام پر عمل کرنے سے دلی کراہت آہستہ آہستہ دور ہو جائے گی اور آدمی شرح صدر کے ساتھ اسلام کا پیروکار بن جائے گا۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۳)۔ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقَبِلَ مِنْهُ ذَلِكَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۶۸)

نصر بن علی اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس شرط پر مسلمان ہوا کہ وہ صرف دو نمازیں ادا کرے گا، آپ ﷺ نے اس کی یہ شرط قبول کر لی۔

فوائد: نبی کریم ﷺ کی تبلیغ میں حکمت و دانائی، دور رس، عاقبت اندیشی، مزاج شناسی، لوگوں کا بھلا، یہ تمام صفات بدرجہ اتم نظر آتی ہے، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک مشرف باسلام ہونا چاہتا ہے، لیکن پانچ نمازوں کے مسئلے پر اڑ گیا ہے، تو آپ ﷺ کی دانائی نے یہ فیصلہ کیا کہ فی الحال اس کی ضد کو مان لینا چاہیے، بعد میں جب اسلام کی حقیقت کا ادراک کر لے گا تو تمام ارکان اسلام کا قائل ہو جائے گا، اسی قسم کی دو مثالیں اور ان کی وضاحت درج ذیل ہیں: سیدنا فضالہ لیشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ امور کی تعلیم دی، ان میں سے ایک امر یہ بھی تھا: ((حَافِظٌ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ)) ((فَقُلْتُ: إِنَّ هَذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْعَالٌ، فَمَرُنِي بِأَمْرِ جَامِعٍ إِذَا فَعَلْتُهُ أَجَزَّ أَعْتَى، قَالَ: ((حَافِظٌ عَلَى الْعَصْرَيْنِ: صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا)) ”پانچوں نمازوں کی محافظت کیا کر۔“ میں نے کہا: ان گھڑیوں میں تو میں مصروف رہتا ہوں، آپ مجھے کوئی ایسا جامع و قسم کا حکم دیں کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں اور وہ مجھے کفایت کرتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو نمازوں یعنی طلوع آفتاب سے پہلے والی اور غروب آفتاب سے پہلے والی نمازوں کی محافظت کرتا رہ۔“ (ابوداؤد:

۴۵۳، صحیحہ: ۱۸۱۳)

(۱۱۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه ابو یعلی: ۳۷۶۵ (انظر: ۱۲۰۶۱)

(۱۱۳) تخریج: رجالہ ثقات (انظر: ۲۳۰۷۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کسی آدمی کے دماغ میں یہ نکتہ سرایت نہ کر جائے کہ دو نمازوں پر اکتفا کرنا بھی درست ہے، علمائے حق کے نزدیک اس حدیث کے دو معانی مراد لینا ممکن ہیں: (۱) اس آدمی کو اس کی مصروفیت کی وجہ سے جماعت سے پیچھے رہنے کی رخصت دی گئی تھی، نہ کہ ترک نماز کی اور (۲) وہ کوئی نو مسلم آدمی تھا اور نبی کریم ﷺ کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ فی الحال اس کو رخصت دی جائے، جب ایمان میں رسوخ پیدا ہو جائے گا تو اس کے لیے پانچ نمازوں کی ادائیگی ممکن ہو جائے گی اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کہ جب کوئی مبلغ کسی بے نمازی کو پانچ نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے، لیکن وہ اس بات پر مصرّ ہے کہ وہ صرف دو تین نمازیں پڑھے گا تو اس حدیث کی روشنی میں اسے کہا جاسکتا ہے کہ چلو تم دو تین ہی پڑھتے رہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

درج ذیل روایت کو دیکھا جائے تو دوسرا معنی راجح اور درست معلوم ہوتا ہے:

ابوزیر بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف قبیلہ کی بیعت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ اس قبیلے نے (بیعت کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط عائد کی تھی کہ ان پر صدقہ ہو گا نہ جہاد۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سَيَتَصَدَّقُونَ وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا))..... ”عنقریب جب یہ لوگ (پکے) مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔“ (مسند احمد: ۳/ ۳۴۱، صحیحہ: ۱۸۸۸)

یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کسی بڑی مصلحت کی خاطر کسی کو عارضی طور پر اسلام کے بعض احکام سے مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ ثقیف قبیلہ والے لوگوں کی شرطیں تسلیم نہ کرتے تو ممکن تھا کہ وہ کفر پر ڈرے رہتے، جو کہ بہت بڑی مفدت تھی، اس مفدت سے تو وہ ناقص اسلام ہی بہتر ہے، جس میں جہاد اور صدقہ نہ ہوں، جبکہ رخصت دینے والے کو یہ امید بھی ہو کہ عنقریب یہ لوگ تمام اسلامی احکام کو تسلیم کر لیں گے۔ یہی معاملہ اس باب کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ پانچوں نمازیں نہ پڑھنے سے بہر حال دو ادا کر لینا بہتر ہے، ان دو کے ذریعے آہستہ آہستہ پانچ کا قائل کرنا ممکن ہو جائے گا۔ قربان جائیے حکیم و دانا پیغمبر کی حکمت و دانائی پر۔

فِي حُكْمٍ مَنْ أَسْلَمَ عَلَيَّ يَدُهُ رَجُلٌ مِنَ الْكُفَّارِ

اس آدمی کے حکم کا بیان، جس کے ہاتھ پر کافروں میں سے کوئی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے

(۱۱۴)۔ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ (وَفِي رِوَايَةٍ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ) يُسَلِّمُ عَلَيَّ يَدِي رَجُلٌ مِنَ الْكُفَّارِ: سیدنا تميم داری رضی اللہ عنہ سے مردی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اہل کتاب یا اہل کفر میں سے کوئی آدمی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے بارے میں کیا سنت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس کی

(۱۱۴) تخریج: قال الالبانی: حسن صحیح (ابوداؤد: ۲۹۱۸)۔ أخرجه ابوداؤد: ۲۹۱۸، الترمذی:

۲۱۱۲، وابن ماجه: ۲۷۵۲ (انظر: ۱۶۹۴۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

المُسْلِمِينَ؟ قَالَ: ((هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهَا زَنْدُغِي اَوْر مَوْتِ مِي اِس كَا سَب سِي زِيَا دِه مَسْتَحَقُّ هُو كَا))
(وَمَمَاتِهِ-) ((مسند أحمد: ۱۷۰۷۲))

فوائد: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام عبد اللہ بن مبارک نے کہا: دوسرے تمام ورثاء کی عدم موجودگی میں ایسا آدمی وارث بنے گا اور امام ثوری نے کہا: یہ وارث بنے گا اور یہ دوسروں (اجنبی غیر وارث لوگوں) سے زیادہ حقدار ہوگا۔ (مصنف عبد الرزاق)

سعید بن منصور کی روایت میں "يَرْتَهُ وَبَعْقِلُ عَنْهُ" کی زیادتی ہے، لیکن اس کی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف الحفظ ہے، جس کے متعلق امام البانی نے کہا: "فَيُسْتَشْهَدُ بِهِ" (صحیحہ: ۲۳۱۶)
امام مبارکپوری نے کہا: دو احتمال ہیں: (۱) یہ حدیث توارث بالاسلام پر دلالت کرتی ہے، جو کہ منسوخ ہو گیا ہے۔
(۲) اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ وہ زندگی میں اس کی مدد کرے اور موت کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کرے۔ (تحفة الاحوذی: ۱۸۵/۳)

امام خطاب نے کہا: ممکن ہے کہ یہ حدیث میراث سے متعلق ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کا مدلول عہد و پیمان، ایثار و قربانی اور برّ و صلہ ہو۔ (تحفة الاحوذی: ۱۸۵/۳، عون المعبود: ۸۷/۳)
لیکن سیدنا تمیم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتدائے اسلام سے نہیں ہے، اخیر اسلام کے دور سے ہے، کیونکہ سیدنا تمیم رضی اللہ عنہ ۹ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور اس حدیث کے بارے میں انھوں نے خود سوال کیا تھا۔ اس لیے یہی مناسب ہے کہ اس سے مراد حق وراثت لیا جائے۔ رہا مسئلہ نصرت و تائید اور نماز جنازہ میں شرکت وغیرہ کا، تو ان حقوق کی ادائیگی میں سب مسلمان برابر ہیں۔ (واللہ اعلم)

فِي أَنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ
اہل کتاب میں سے ہونے والے مسلمان کے لیے دو اجروں کا بیان

(۱۱۵)۔ عَنِ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي لَتَسُخَّرَ رَا حِلَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ قَوْلًا حَسَنًا جَمِيلًا وَكَانَ فِيمَا قَالَ: ((مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا وَمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَلَهُ أَجْرُهُ وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا)) (مسند أحمد: ۲۲۵۸۹)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے کھڑا تھا، آپ ﷺ بڑی خوبصورت اور حسین باتیں ارشاد فرمائیں تھیں، ایک بات یہ بھی تھی: "اہل کتاب میں سے جو آدمی مسلمان ہو گا، اس کے دو اجر ہوں گے اور پھر جو حق ہمارا ہے، وہ اس کا بھی ہوگا اور جو ذمہ داری ہم پر ہے، وہ اس پر بھی ہوگی۔ اور جو آدمی مشرکوں میں سے مسلمان ہوگا تو اس کو اس کا اجر ملے گا

اور پھر جو حق ہمارا ہے، وہ اس کا بھی ہوگا اور جو ذمہ داری ہم پر ہے، وہ اس پر بھی ہوگی۔“

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی اپنی لونڈی کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اور اس کی اخلاقی تربیت کرے اور اچھی تربیت کرے اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کرے تو اس کو دو اجر ملیں گے، (اسی طرح اس کے لیے دو اجر ہیں) جو غلام اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی اور اہل کتاب کا وہ آدمی جو پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لایا، اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔“

(۱۱۶)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أُمَّةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَآدَبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَاعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ، وَعَبْدٌ آدَى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلِيهِ وَرَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِمَا جَاءَ بِهِ عِيسَى وَمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَهُ أَجْرَانِ)) (مسند أحمد: ۱۹۷۶۱)

فوائد: چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اہل کتاب یکے بعد دیگرے دنیویوں پر ایمان لاتے ہیں، اس لیے ان کو دو گنا اجر ملتا ہے۔

بَابُ فِي كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَجِبُ مَا قَبْلَهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَ كَذَا الْهَجْرَةَ وَ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ بَيَانُ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهُ
اسلام اور ہجرت کا پہلے والے گناہوں کو مٹا دینے، دورِ جاہلیت کے اعمال کی وجہ سے مواخذہ ہونے اور مسلمان ہو جانے والے کافر کے پہلے والے عمل کے حکم کا بیان

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کا خیال ڈال دیا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کرنے کے لیے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری طرف پھیلا دیا، لیکن اس وقت میں نے کہا: میں اس وقت تک آپ کی بیعت نہیں کروں گا، جب تک میرے سابقہ گناہ بخش نہیں دیئے جاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عمرو! کیا تو نہیں جانتا کہ ہجرت پہلے والے گناہوں

(۱۱۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا أَلْقَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لِيُبَايِعَنِي فَبَسَطَ يَدَهُ إِلَيَّ فَقُلْتُ: لَا أَبَايِعُكَ حَتَّى يُغْفَرَ لِي مَا بَقِيَ مِنْ ذُنُوبِي، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَا عَمْرُو! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْهَجْرَةَ تَجِبُ مَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ، يَا عَمْرُو! أَمَا عَلِمْتَ

(۱۱۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۹۷، ۳۰۱۱، ۳۴۴۶، ۵۰۸۳، ومسلم: ۱۵۴ (انظر: ۱۹۵۳۲)

(۱۱۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۷۸۲۷)

أَنَّ الْإِسْلَامَ يَجِبُ مَا قَبْلَهُ مِنَ الذُّنُوبِ.)) کو ختم کر دیتی ہے، عمرو! کیا تجھے یہ علم نہیں ہے کہ اسلام بھی پہلے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ (مسند أحمد: ۱۷۹۸۱)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ﴾ ”آپ کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں، سب معاف کر دیئے جائیں گے۔“ (سورہ انفال: ۳۸)

معلوم ہوا کہ اسلام اور ہجرت کی وجہ سے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۱۱۸)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا أَحْسَنْتُ فِي الْإِسْلَامِ أَوْ أَخَذْتُ بِمَا عَمِلْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((إِذَا أَحْسَنْتُ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ تَوْأَخِذْ بِمَا عَمِلْتَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَإِذَا أَسَأْتَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذْتَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ.)) (مسند أحمد: ۳۵۹۶)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں (اسلام قبول کر کے) اس دین میں نیکیاں کرتا رہوں تو کیا جاہلیت والی میری برائیوں کی وجہ سے میرا محاسبہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو بظاہر اور باطن اسلام قبول کرے گا تو جاہلیت میں جو کچھ کیا ہوگا، اس کی بنا پر تیرا مواخذہ نہیں ہوگا، لیکن اگر تو بظاہر اسلام قبول کرے گا، نہ کہ باطن تو اگلی پچھلی یعنی ہر برائی پر مواخذہ کیا جائے گا۔“

امام نووی نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا: اس کے بارے میں محققین کی جماعت نے جو بات کہی ہے، وہی صحیح ہے کہ احسان سے مراد بظاہر اور باطن اسلام قبول کرنا ہے، یعنی جب کوئی حقیقی مسلمان بن جاتا ہے، تو اس کی حالت کفر میں کی ہوئی برائیاں معاف ہو جاتی ہیں۔ قرآن و حدیث اور اجماع امت اسی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ”وَإِذَا أَسَأْتَ“ سے مراد یہ ہے کہ دل سے اسلام میں داخل نہ ہوا جائے، یہ دراصل منافق ہوتا ہے، جو اپنے کفر پر برقرار رہنے والا ہوتا ہے، ایسے شخص کی اظہارِ اسلام سے پہلے والی اور بعد والی، دونوں حالتوں کی برائیوں پر اس کا مواخذہ ہوتا ہے، کیونکہ درحقیقت اس کے کفر کی حالت ہی جاری رہتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۳۶/۲)

(۱۱۹)۔ عَنِ سَلْمَةَ بِنْتِ يَزِيدَ الْجُعْفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدَا سَلْمَةَ بِنْتِ يَزِيدَ جَعْلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ هِيَ؟ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَخِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ هِيَ؟ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَخِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ هِيَ؟ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَخِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ هِيَ؟ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَخِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ هِيَ؟

(۱۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹۲۱، ومسلم: ۱۲۰ (انظر: ۳۵۹۶)

(۱۱۹) تخریج: رجاله ثقات رجال الشيخین غیر داود بن ابی ہند فممن رجال مسلم، وصحابیہ روی له

النسائی، وفي متنه نكارة - أخرجه النسائي في "الكبرى": ۱۱۶۴۹، والطبرانی في "الكبير": ۶۳۱۹

(انظر: ۱۵۹۲۳)

رسول! ہماری اماں جان ملیکہ صلہ رحمی کرتی تھی، مہمانوں کی میزبانی کرتی تھی اور اس قسم کی کئی نیکیاں کرتی تھی، لیکن دورِ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئی ہے، تو کیا یہ اعمال اسے فائدہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ ہم نے کہا: اس نے دورِ جاہلیت میں ہی ہماری ایک بہن کو زندہ درگور کر دیا تھا، تو یہ چیز اس کو نفع دے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”زندہ دوگور کرنے والی اور زندہ درگور ہونے والی، دونوں جہنمی ہیں، الا یہ کہ درگور کرنے والی اسلام کو پالے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے۔“

اللَّهُ ﷻ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ أَمْنَا مُلْكَةً كَأَنْتَ تَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَقْرَى الضَّيْفَ وَ تَفْعَلُ وَ تَفْعَلُ هَلَكْتَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهَلْ ذَلِكَ نَافِعَهَا شَيْئًا؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: قُلْنَا: فَإِنَّهَا كَانَتْ وَ أَدَّتْ أَخْتًا لَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهَلْ ذَلِكَ نَافِعَهَا شَيْئًا؟ قَالَ: ((الْوَائِدَةُ وَ الْمَوْتُ وَ دَةَ فِي النَّارِ إِلَّا أَنْ تُدْرِكَ الْوَائِدَةُ الْإِسْلَامَ فَيَعْفُو اللَّهُ عَنْهَا)) (مسند أحمد: ۱۶۰۱۹)

فوائد:..... کفر کی حالت پر مرنے والے کی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور اس کے علاوہ بھی کئی نیک کام کرتا تھا، تو اس کو ان کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تیرا باپ (شہرت اور تعریف کی صورت میں) جس چیز کا طلبگار تھا، وہ اس کو مل گئی تھی۔“

(۱۲۰)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِفِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَ يَفْعَلُ وَ يَفْعَلُ، فَهَلْ لَهُ فِي ذَلِكَ يَعْزِي مِنْ أَجْرِهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ أَبَاكَ طَلَبَ أَمْرًا فَاصَابَهُ)) (مسند أحمد: ۱۹۶۰۵)

فوائد:..... حاتم طائی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں تھا، بلکہ وہ تو شہرت اور تعریف کا طلبگار تھا اور یہ چیز اس کو زندگی میں بھی مل گئی تھی اور موت کے بعد بھی، دین اسلام کی قبولیت کے بعد اپنے افعال و اقوال میں اخلاص پیدا کرنا نہایت ضروری ہے، ورنہ نہ صرف نیک عمل ضائع ہوتا ہے، بلکہ وبال جان بھی بنتا ہے۔

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! غلاموں کی آزادی اور صلہ رحمی جیسے ان امور کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، جو میں دورِ جاہلیت میں عبادت کے طور پر کرتا تھا، کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو جو امور خیر سرانجام دے چکا ہے، اس سمیت مسلمان ہوا ہے۔“

(۱۲۱)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّنُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ عَتَاقَةٍ وَ صِلَةِ رَحِمٍ هَلْ لِي فِيهَا أَجْرٌ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَسَلَّمْتَ عَلَى مَا أَسَلَّمْتَ مِنْ خَيْرٍ)) (مسند أحمد: ۱۵۳۹۲)

(۱۲۰) تخریج: حدیث حسن - أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۴۳۶۱ (انظر: ۱۹۳۸۶)

(۱۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۲۰، ۵۹۹۲، و مسلم: ۱۲۳ (انظر: ۱۵۳۱۸)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی آدمی دین حق کو اختیار کرتا ہے اور پھر اس کو اسی دین پر موت آتی ہے تو اس کی دورِ جاہلیت کی نیکیاں بھی قبول کر لی جاتی ہیں، یہ ایک اختلافی موضوع ہے، اس لیے ہم اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں:

محقق علمائے اسلام کے مسلک کے مطابق درست بات یہ ہے کہ جو کافر حالتِ کفر میں صدقہ و خیرات اور صلہ رحمی جیسی نیکیاں سرانجام دینے کے بعد مسلمان ہوتا ہے تو اس کی سابقہ نیکیوں کا ثواب بھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔ بعض نے تو اس رائے پر مسلمانوں کے اجماع و اتفاق کا دعویٰ کیا ہے۔

جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مسلک شرعی قواعد کے مخالف ہے۔ لیکن یہ مسلک غیر مسلم ہے، کیونکہ دنیا میں کافر کے بعض افعال کا اعتبار کیا جاتا ہے، جیسے اگر کوئی کافر حالتِ کفر میں ظہار کا کفارہ ادا کرتا ہے تو قبولیتِ اسلام کے بعد دوبارہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا: اس حدیث میں ثواب کے لکھے جانے کا ذکر ہے، نہ کہ ان کے قبول ہونے کا۔ ممکن ہے کہ قبولیت کو اسلام کے ساتھ معلق کر دیا گیا ہو، یعنی اگر وہ کافر مسلمان ہو گیا تو اس کی نیکیاں قبول بھی کی جائیں اور اس کو ثواب بھی دیا جائے گا، وگرنہ نہیں۔ یہی مذہب قوی ہے۔ قدامت میں سے امام نووی، ابراہیم حربی اور ابن بطلان وغیرہ نے اور متاخرین میں سے امام قرطبی اور ابن مزیر وغیرہ نے اسی مسلک کی تائید کی۔

ابن مزیر نے کہا: کوئی مانع نہیں کہ کافر کفر کی حالت میں خیر و بھلائی کے جو کام خیر و بھلائی کی نیت سے کرتا ہے، قبولیتِ اسلام کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو سابقہ نیک امور پر ثواب عطا فرمادے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ عاجز مسلمان (مریض یا مسافر وغیرہ) کو ان اعمال کا ثواب عطا کرتا رہتا ہے، جو وہ طاقت و قدرت کے زمانے میں سرانجام دیتا تھا اور عاجزی کے دوران نہیں کر سکتا۔ اگر کسی عمل کو ادا کیے بغیر اس کا ثواب مل سکتا ہے، تو اس عمل کا ثواب بھی دیا جاسکتا ہے، جس میں مکمل شرطیں نہ پائی جاتی ہوں۔

بعض علمائے اسلام نے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے اس چیز سے استدلال کیا ہے کہ جب اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی اسلام قبول کرتے ہیں تو ان کو دو گنا اجر دیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے، لیکن اگر وہ یہودیت اور عیسائیت پر ہی مر جائیں تو ان کو ان کے نیک اعمال کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ کافر کے نیک اعمال لکھے جاتے ہیں، لیکن اس کے لیے حصولِ ثواب کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کرے۔ غور فرمائیں کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن جدعان کے اعمالِ صالحہ کے بارے میں سوال کیا کہ آیا ان سے اس کو فائدہ ہوگا؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ”ابن جدعان نے تو ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے رب! قیامت کے روز میری خطائیں بخش دینا۔“ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیتا تو حالتِ کفر میں سرانجام دیئے گئے اعمالِ خیر اس کے لیے مفید ثابت ہوتے۔

یہی مسلک مختلف احادیث کی روشنی میں برحق ہے، کسی کو اس کی مخالفت زیب نہیں دیتی۔ علامہ سندھی نے سنن نسائی پر اپنے حاشیے میں کہا: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کافر کی نیکیاں موقوف ہوتی ہیں، اگر وہ مشرف باسلام ہو جائے تو وہ مقبول ہو جاتی ہیں، وگرنہ مردود۔ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد کو ان کافروں پر محمول کیا جائے گا، جو کفر کی حالت میں مرجائیں گے: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ ﴿﴾ (سورہ نور: ۳۹) ”کافر لوگوں کے اعمال تو سراب کی طرح (بے حقیقت) ہیں۔“

ظاہر بات تو یہی ہے کہ درج بالا مسلک کی مخالفت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان بہت وسیع ہے۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے جو آیت ذکر کی ہے، اس قسم کی تمام آیات کا یہی مفہوم ہے، جن میں شرک کی وجہ سے عمل ضائع ہونے کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِن أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿﴾ (سورہ زمر: ۶۵) ”(اے محمد!) آپ کی طرف اور آپ سے پہلے والے (انبیاء و رسل) کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو ضرور ضرور تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو ضرور ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“

ان اور اس موضوع سے متعلقہ تمام آیات کو اس شخص پر محمول کیا جائے گا، جو شرک کی حالت میں مرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿﴾ (سورہ بقرہ: ۲۱۷) ”اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے مرتد ہوئے اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر ہوں، تو دنیا و آخرت میں ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

اس بحث پر ایک اور فقہی مسئلہ مرتب ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ایک مسلمان حج ادا کرنے کے بعد مرتد ہو جاتا ہے، پھر ارتداد کے بعد مشرف باسلام ہو جاتا ہے، تو اس کا سابقہ حج ضائع نہیں ہوگا اور دوبارہ حج کرنا اس پر فرض نہیں ہوگا۔ امام شافعی کا یہی مسلک ہے، لیث بن سعد کا ایک قول بھی اسی کے حق میں ہے۔ امام ابن حزم نے اسی مسلک کو ترجیح دی اور اس کے حق میں بہت عمدہ اور مضبوط کلام کیا ہے۔ میں اس کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں: جو مسلمان حج و عمرہ کی ادائیگی کے بعد مرتد ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے کر جہنم سے بچالے اور وہ مسلمان ہو جائے تو دوبارہ حج اور عمرہ کی ادائیگی اس پر عائد نہیں ہوگی، امام شافعی کا یہی مسلک ہے اور لیث بن سعد کا بھی ایک قول یہی ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ابوسلمین کا خیال ہے کہ اس کا سابقہ حج یا عمرہ ضائع ہو جائے گا اور اسے یہ فریضہ دوبارہ ادا کرنا پڑے گا، انھوں نے اپنی رائے کے حق میں یہ آیت پیش کی: ﴿لَئِن أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿﴾ (سورہ زمر: ۶۵) ”اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو

((أَلَسْتَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟)) قَالَ: بَلَىٰ! وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: ((قَدْ غُفِرَ لَكَ غَدْرَاتُكَ وَفَجْرَاتُكَ)) (مسند أحمد: ۱۹۶۵۲)

”کیا تو یہ شہادت نہیں دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟“ اس نے کہا: کیوں نہیں، بلکہ میں تو یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے دھوکوں، خیانتوں اور برائیوں کو بخش دیا گیا ہے۔“

معلوم: قبولیتِ اسلام کی وجہ سے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

بَابُ فِي حُكْمِ الْأَقْرَارِ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَ أَنَّهُمَا تَعْصِمَانِ قَانِلُهُمَا مِنَ الْقَتْلِ وَ بِهِمَا يَكُونُ مُسْلِمًا وَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

دونوں شہادتوں کا اقرار کرنے والے کا حکم اور اس امر کا بیان کہ یہ دونوں آدمی کو قتل سے بچاتی ہیں اور ان کے ذریعے ہی بندہ مسلمان ہوتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے

اہم تنبیہ: اس اعتبار سے یہ انتہائی ضروری مسئلہ ہے کہ کسی کو مسلمان سمجھنے کے لیے کون سے امور کا ہونا ضروری ہے، اس کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس باب کی تمام روایات کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کیا جائے، مثلاً وہ کون سا مقام ہے، جہاں صرف ”لا إله إلا الله“ کا اظہار ضروری ہے، وہ کون سا مقام ہے جہاں اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت بھی ضروری ہے، وہ کون سا مقام ہے جہاں نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کو اسلام کی علامت سمجھا جائے گا، وہ کون سا مقام ہے، جہاں خلیفہ کو نماز اور زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کے باوجود کسی کا اسلام قبول کرنے کی اجازت ہوگی، وہ کون سا مقام ہے، جہاں ان تین نشانیوں کے باوجود کسی چیز کے انکار سے کفر مستلزم آئے گا، تو گزارش یہ ہے کہ جب تک اس سلسلے کی تمام نصوص کو سامنے نہیں رکھا جائے گا، اس وقت تک حکمت، دانائی اور میانہ روی سے فیصلہ کرنا مشکل ہوگا۔ اس سلسلے میں ہمارے ہاں اعتدال اور سنجیدگی نہیں پائی جاتی، جب کلمہ شہادت کا اقرار کرنے والے کو نماز، زکوٰۃ اور دوسرے امور اسلام کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اپنی غلطی پر نادم ہونے کی بجائے جھٹ سے بولتا ہے کہ کلمہ پڑھنے والا جنت میں جائے گا، اسی طرح اگر صوم و صلاۃ کے پابند کسی شخص کو اسلام کے دوسرے فرائض اور محارم پر سرزنش کی جائے تو وہ بھی آگے سے یوں بولتا ہے، جیسے جنت سے داخل ہونے کا ٹکٹ اس کے ہاتھ میں ہے، دراصل یہ لوگ معرفتِ الہی اور روحِ اسلام سے دور ہیں۔

(۱۲۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ سَيِّدَنَا ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ مِنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ))

”مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تک لوگ ”لا إله إلا الله“ کا اقرار نہیں کریں، میں ان سے لڑتا رہوں، جب وہ یہ کلمہ کہہ لیں گے تو اپنے خون اور مال بچالیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ،

اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“ جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے انکار کا سلسلہ شروع ہوا اور (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں سے لڑنا چاہا تو) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے قتال کریں گے، جب کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس طرح ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے بعد مال اور خون محفوظ ہو جاتے ہیں، لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ایسے لوگوں سے لڑیں گے، میں نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں کرتا اور میں اس سے لڑوں گا جو ان کے درمیان فرق کرے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ایسے لوگوں سے قتال کیا اور ہمیں یہ سمجھ آ گئی تھی کہ یہی معاملہ ہدایت والا ہے۔

فوائد:..... سیدنا ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں دو قسم کے مرتدین پیدا ہو گئے تھے، ایک وہ جو اسلام سے مرتد ہو گئے اور آپ ﷺ کی نبوت کا ہی انکار کر دیا، جیسے میلہ اور اسود غنسی اور ان کے پیروکار، خلیفہ اول نے ان سے جہاد کیا، یہ دونوں قتل ہو گئے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا، دوسرے وہ جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا اور زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر دیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی قتال کیا، شروع میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر موافقت نہیں کی تھی، لیکن بعد میں وہ قاتل ہو گئے تھے۔

(۱۲۴)۔ وَعَنْهُ فِي أُخْرَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ قَدْ حُرِّمَ عَلَيَّ دِمَائُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند أحمد: ۱۰۸۳۴)

(دوسری روایت) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کرتا رہوں، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ وہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، اس طرح سے ان کے خون اور مال مجھ پر حرام ہو جائیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“

فوائد:..... کسی کے مسلمان ہونے کی ظاہری تین نشانیاں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا (۲) نماز قائم کرنا اور (۳) زکوٰۃ ادا کرنا

(۱۲۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱ (انظر: ۱۰۸۲۲)

اگر نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت نہ ہو تو کسی کے مسلمان ہونے کے لیے شہادتین کا اظہار کافی ہوگا، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۲۶) سے ثابت ہو رہا ہے۔ جو آدمی، مسلمانوں کے حکمران سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرنا چاہے گا، اس کے لیے ضروری ہوگا کہ ان تین ارکان کو اپنالے، پھر اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا اور ہمیں یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ آیا یہ واقعی باطن سے مسلمان ہو چکا ہے یا اس کا معاملہ صرف بظاہر ہے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ حکمرانوں سمیت مسلمانوں کی کثیر تعداد نماز اور زکوٰۃ جیسے فریضوں سے غافل ہے اور اکثر کی توحید کا معاملہ بھی مشتبہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

ہم یہاں یہ فقہی بحث نہیں کر رہے کہ یہ تین ارکان کون کون سے امور کو مستلزم ہیں اور مزید وہ کون کون سے اسلام کے اجزاء اور شقیں ہیں، جن کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔

(۱۲۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَرْتُ أَنْ أَقْبَلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِذَا شَهِدُوا وَاسْتَقْبَلُوا قَبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتِنَا فَقَدْ حَرَمَتْ عَلَيْنَا دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَيْنُهُمْ مَا عَلَيْهِمْ)) (مسند أحمد: ۱۳۳۸۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ یہ اقرار نہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، جب وہ یہ گواہی دیں گے اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں گے اور ہمارا ذبیحہ کھائیں گے اور ہمارے والی نماز پڑھیں گے تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہو جائیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کو وہی حقوق ہوں گے، جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی، جو دوسرے مسلمانوں پر ہیں۔“

فوائد: اس حدیث میں مزید دو علامتوں کا ذکر ہے، جو سابقہ تین نشانیوں کا ہی لازمی نتیجہ ہیں، یہ کوئی نئی

چیز نہیں ہیں۔

(۱۲۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الثُّعْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أُونِسًا (يَعْنِي بَنَ أَبِي أُونَيْسِ التَّقْفِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) يَقُولُ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي وَفْدٍ ثَقِيفٍ فَكُنَّا فِي قُبَّةٍ فَقَامَ مَنْ

سیدنا اویس بن ابوالیس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ثقیف کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ہم ایک قبہ میں تھے، ہوا یوں کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سارے لوگ چلے گئے، اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی سرگوشی کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۲۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۲ (انظر: ۱۳۳۴۸)

(۱۲۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائی: ۷/ ۸۰، وابن ماجه: ۳۹۲۹ (انظر: ۱۶۲۶۰)

”تو پھر جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔“ ایک روایت میں ہے: جب وہ بندہ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: ”کیا وہ ”لا اِلهَ اِلاَّ اللّٰهُ“ کی گواہی دیتا ہے؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں، لیکن وہ یہ کلمہ تو محض بچنے کے لیے کہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو۔“ ایک روایت میں ہے: ”جاؤ اور اس کو جانے دو۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ ”لا اِلهَ اِلاَّ اللّٰهُ“ نہیں کہہ دیتے، جب وہ یہ کلمہ کہہ دیتے ہیں تو ان کے خون اور مال مجھ پر حرام ہو جاتے ہیں، مگر ان کے حق کے ساتھ۔“ میں (محمد بن جعفر) نے امام شعبہ سے کہا: کیا حدیث کے الفاظ اس طرح نہیں تھے کہ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ”کیا وہ ”لا اِلهَ اِلاَّ اللّٰهُ“ وَاَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ“ کی گواہی دیتا ہے۔“ انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ الفاظ بھی تھے، لیکن اب مجھے یاد نہیں ہے۔

سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کو یکتا و یگانہ قرار دے گا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے، ان سب کا انکار کر دے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے مال اور خون کو حرام قرار دے گا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“

كَانَ فِيهَا غَيْرِي وَغَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَهُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَاقتُلْهُ، (وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ دَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ) ثُمَّ قَالَ: ((الَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) قَالَ: بَلَى! وَلَكِنَّهُ يَقُولُهَا تَعَوُّذًا، فَقَالَ: ((رُدُّوهُ)) (وَفِي رِوَايَةٍ: اذْهَبُوا فَخَلُّوا سَبِيلَهُ) ثُمَّ قَالَ: ((أَمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا حَرُمْتُ عَلَيَّ دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ: أَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ: أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآتَى رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ شُعْبَةُ: أَظُنُّهَا مَعَهَا وَلَا أُدْرِي)) (مسند أحمد: ١٦٢٦٠)

(١٢٧)۔ عَنِ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنِ أَبِيهِ (طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ لِقَوْمٍ: ((مَنْ وَحَدَّ اللَّهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِهِ حَرَّمَ اللَّهُ مَالَهُ وَدَمَهُ وَحَسَابَهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند أحمد: ٢٧٧٥٥)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی توحید کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ معبودانِ باطلہ سے اعراض کر کے شرک کے تمام تقاضوں کو

چھوڑ دیا جائے۔

(١٢٨)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ سِيدَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ مِنْ مَرُودِيٍّ، وَهُوَ كَقَوْلِهِ: بِيَشْكُ

(١٢٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣ (انظر: ٢٧٢١٣)

(١٢٨) تخريج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود لم یسمع من ابیہ۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ١٠٢٩٥ (انظر: ٣٩٥١)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایک بندے کو جنت میں داخل کرنے کے لیے بھی بھیجا ہے، بات یہ ہے کہ وہ (نبی) گر جا گھر میں داخل ہوا، وہاں یہودی لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک یہودی ان پر تورات پڑھ رہا تھا، جب وہ نبی کریم ﷺ کی صفات تک پہنچے تو رک گئے، کونے میں ایک بیمار آدمی بیٹھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: ”تم کیوں رک گئے ہو؟“ اس مریض آدمی نے کہا: آگے ایک نبی کا ذکر ہے، اس لیے یہ رک گئے ہیں، پھر وہ مریض گھسٹتا ہوا آگے کو بڑھا، یہاں تک تورات پکڑ لی اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا، یہاں تک نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کی صفات بھی پڑھ دیں اور پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کی اور آپ کی امت کی صفات ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اس کے رسول ہیں، پھر وہ آدمی فوت ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”اپنے بھائی کو سنبھالو (اور اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام وانصرام کرو)۔“

فوائد: یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اگر کسی غیر مسلم کا اس قسم کا واقعہ پیش آئے تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا، بلکہ یہ حسن ظن بھی رکھا جائے گا کہ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کیے جا چکے ہیں، کیونکہ قولیتِ اسلام سے پہلے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عبید اللہ بن عدی بن خیار کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی نے اس کو بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ ایک مجلس میں تھے، پس اس نے آپ ﷺ سے کوئی سرگوشی کی، دراصل وہ ایک آدمی کو قتل کرنے کی اجازت لے رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے باواز بلند فرمایا: ”کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟“ اس انصاری

عَزَّوَجَلَّ اِسْتَعْتَبَتْ نَبِيَّهٖ لِادْخَالِ رَجُلٍ اِلَى الْجَنَّةِ فَدَخَلَ الْكَنِيْسَةَ فَاِذَا هُوَ بِيَهُودٍ وَاِذَا يَهُودِيٌّ يَقْرَأُ عَلَيْهِمُ التَّوْرَةَ، فَلَمَّا اَتَوْا عَلٰى صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ اَمْسَكُوْا، وَفِي نَاحِيَّتِهَا رَجُلٌ مَّرِيضٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا لَكُمْ اَمْسَكْتُمْ؟)) قَالَ الْمَرِيضُ: اِنَّهُمْ اَتَوْا عَلٰى صِفَةِ نَبِيِّ فَاَمْسَكُوْا، ثُمَّ جَاءَ الْمَرِيضُ بِحُبُو حَتَّى اَخَذَ التَّوْرَةَ فَقَرَأَ حَتَّى اَتَى عَلٰى عِمْفَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَ اُمَّتِهِ فَقَالَ: هٰذِهِ صِفَتُكَ وَ عِمْفَةُ اُمَّتِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاَصْحَابِهِ: ((لَوْ اَخَاكُمُ-)) (مسند أحمد:

(۳۹۵۱)

(۱۲۹)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اِذَا رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسٍ فَسَارَهُ يَسْتَاذِنُهُ فِي قَتْلِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ، فَجَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ الْاَنْصَارِيُّ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

(۱۲۹) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه مرسلًا مالك في "الموطأ": ۱ / ۱۷۱، والبيهقي: ۸ / ۱۹۶، والشافعي في "المسند": ۱ / ۱۳، وعبد الرزاق: ۱۸۶۸۸، وابن حبان: ۵۹۷۱ (انظر: ۲۳۶۷۰)

وَلَا شَهَادَةَ لَهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ؟))
 قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((أَلَيْسَ يُصَلِّيَ)) قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا صَلَاةَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْلَيْتَكَ الَّذِينَ نَهَانِي اللَّهُ عَنْهُمْ)) (مسند أحمد: ۲۴۰۷۰)

نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! لیکن اس کی کوئی شہادت نہیں ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ محمد ﷺ، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟“ اس نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول!، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟“ اس نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! لیکن اس کی کوئی نماز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے لوگوں (کو قتل کرنے) سے منع کر دیا ہے۔“

فوائد: کسی کے نفاق کو معلوم کرنے کا ذریعہ وحی الہی ہے، نبی کریم ﷺ کی وفات سے یہ ذریعہ ختم ہو چکا ہے، آپ ﷺ کے بعد صرف دو چیزیں باقی رہ گئی ہیں، ظاہری اسلام اور ظاہری کفر، باطن کے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جائیں گے، البتہ آپ ﷺ نے بعض مصلحتوں کی بنا پر منافقوں کو برداشت کیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لوگ تین سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کوئی دو علیحدہ سے سرگوشی کر سکتے ہیں، البتہ جب تین افراد ہوں تو ان میں سے دو افراد کو الگ سے مشورہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۱۳۰)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ يَغْنِي بَسْتَأْذِنُهُ أَيْ يُسَارُهُ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند أحمد: ۲۴۰۷۱)

(دوسری روایت) اس عبد اللہ بن عدی بن خیار یہ بھی مروی ہے کہ عبد اللہ بن عدی انصاری نے اسے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، یعنی آپ ﷺ سے سرگوشی کی، باقی روایت مذکورہ بالا کی طرح ہی ہے۔

(۱۳۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عِتْبَانَ اشْتَكَى عَيْنَهُ فَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ مَا أَصَابَهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَعَالَ صَلِّ فِي بَيْتِي حَتَّى آتِخْذَهُ مُصَلِّيًّا، قَالَ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تکلیف ہو گئی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لائق ہونے والی تکلیف کا پیغام بھیجا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تشریف لائیں، میرے گھر میں ایک مقام پر نماز پڑھیں، تاکہ میں اس کو جائے نماز بنا سکوں، رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق چند صحابہ تشریف لائے، آپ ﷺ

(۱۳۰) تخریج: انظر الحديث السابق

(۱۳۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۲۳۸۴)

نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور صحابہ گفتگو میں مصروف ہو گئے، پھر وہ منافقوں کی طرف سے ہونے والی تکالیف کا ذکر کرنے لگے اور اس کا بڑا سبب مالک بن دحیثم کو قرار دیا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اور فرمایا: ”کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟“ ایک آدمی نے جواب دیا: جی کیوں نہیں، وہ یہ گواہی تو دیتا ہے، لیکن اس کے دل میں اس کے مطابق عقیدہ نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس بندے نے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں اس کا رسول ہوں، تو ہرگز آگ اس کو نہیں کھائے گی یا (فرمایا) وہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔“

أَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مَا يَلْقَوْنَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَأَسْنَدُوا عَظَمَ ذَلِكَ إِلَى مَالِكِ بْنِ دُحَيْثِمٍ، فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟)) فَقَالَ قَائِلٌ: بَلَى وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَلَنْ تَطْعَمَهُ النَّارُ، أَوْ قَالَ: لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ.)) (مسند أحمد: ۱۲۴۱۱)

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک کافر آدمی سے میرا ٹاکرا ہو جائے، وہ مجھ سے لڑ پڑے، ہم دونوں ایک دوسرے کو ایک ایک ضرب لگائیں، لیکن وہ میرے ہاتھ کو تلوار سے ایسی ضرب لگائے کہ اس کو کاٹ دیے اور پھر مجھ سے پناہ طلب کرنے کے لیے ایک درخت کی اوٹ میں جا کر یہ کہنے لگ جائے: میں اللہ کے لیے مسلمان ہو گیا ہوں، اے اللہ کے رسول! اب کیا میں اس سے لڑائی کروں؟ ایک روایت میں ہے: یہ بات کہنے کے بعد کیا میں اس کو قتل کر دوں یا چھوڑ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کو قتل نہ کر، اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو اس قتل سے پہلے اسلام والی جو تیری حالت تھی، وہ اس میں آ جائے گا اور اس قبولیتِ اسلام والی بات سے پہلے جو اس کی حالت تھی، تو اس میں چلا جائے گا۔“

(۱۳۲)۔ عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَأَخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ فَضْرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَدَّ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسَلَّمْتُ لِلَّهِ، أَقَاتِلْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَقَاتِلْهُ أَمْ أَدْعُهُ بَعْدَ أَنْ قَاتَلَهَا) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقَاتِلْهُ فَإِنْ قَاتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِصَنْزِلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقَاتِلَهُ وَ أَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَتْ.)) (مسند أحمد: ۲۴۳۳۲)

فوائد: سبحان اللہ، یہ کلمہ شہادت کا تقدس ہے کہ جو کافر تلوار کے سائے میں آ کر اس کا اقرار کر لے، اس کا

جان و مال محفوظ بھی ہو جائے گا، اس حدیث کے آخر میں جو وعید سنائی گئی ہے، اس کا تعلق مسلمان کے قتل سے ہے۔

بَابُ فِي الْإِيْمَانِ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلٍ مِنْ آمَنَ بِهِ وَلَمْ يَرَهُ

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانے والے کی فضیلت کا بیان

(۱۳۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ بِنِي أَحَدٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ وَمَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) (مسند أحمد: ۸۱۸۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! امت کا جو یہودی اور عیسائی میرے بارے میں سنے گا اور پھر اس چیز پر ایمان نہیں لائے گا، جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے، تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا۔“

فوائد: چونکہ یہودی اور عیسائی اہل کتاب تھے اور وہ محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی آپ ﷺ کی

معرفت رکھتے تھے، لیکن اس کے باوجود ان کا آپ ﷺ پر ایمان نہ لانا، یہ بڑا جرم ہے، اس وجہ سے حدیث مبارکہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے، وگرنہ جو غیر مسلم بھی آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا، وہ آخرت میں ناکام و نامراد ہوگا۔

(۱۳۴)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَفِيهِ ((لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) بَدَلُ قَوْلِهِ ((إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) (مسند أحمد: ۱۹۷۶۵)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ”وہ جہنمیوں میں سے ہوگا“ کی بجائے یہ الفاظ ہیں: ”وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

(۱۳۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشْرَةَ مِنْ أَحْبَابِ الْيَهُودِ لَأَمَّنَ بِي كُلُّ يَهُودِيٍّ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ)) قَالَ كَعْبٌ: إِنَّا عَشْرٌ مِصْدَاقُهُمْ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ۔ (مسند أحمد: ۹۳۷۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہودیوں کے دس علماء مجھ پر ایمان لے آئیں تو روئے زمین پر موجود ہر یہودی مجھ پر ایمان لے آئے گا۔“ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: بارہ کا مصداق سورہ مائدہ میں ہے۔

(۱۳۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۳ (انظر: ۸۲۰۳)

(۱۳۴) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه الطيالسي: ۵۰۹، والنسائي في "الكبرى": ۱۱۲۴۱، وابن حبان: ۴۸۸۰ (انظر: ۱۹۵۳۶)

(۱۳۵) تخریج: أخرجه البخاري: ۳۹۴۱، ومسلم: ۲۷۹۳ (انظر: ۹۳۸۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کی گواہی معتبر ہوتی تھی، اس لیے اگر اتنے یہودی آپ ﷺ کے دین کی حقانیت پر شہادت دے دیں، تو وہ آپ ﷺ پر اعتماد کرنے لگ جائیں گے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ابوسعید نے ”شرف المصطفیٰ“ میں اس حدیث کو روایت کیا اور آخر میں یہ زیادتی بھی نقل کی: کعب نے کہا: وہی (دس یہودی) مراد ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں نام لیا۔ اس قول کے مطابق تو دس مخصوص یہودی مراد لیے جائیں گے، وگرنہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے یہودیوں کی تعداد دس سے زیادہ تھی۔ یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ نے اپنے ماضی کے دور کو سامنے رکھ کر فرمایا کہ اگر ماضی میں دس یہودی مسلمان ہو چکے ہوتے تو سارے کے سارے یہودی مشرف باسلام ہو جاتے۔ لیکن جو بات ظاہر (اور راجح) معلوم ہو رہی ہے کہ ان دس یہودیوں سے مراد دس رؤسائے یہود ہیں، مثلاً بنو نضیر میں ابویاسر بن اخطب، جی بن اخطب، کعب بن اشرف اور رافع بن ابو حقیق، بنو قینقاع میں عبد اللہ بن حنیف، نضاح اور رفاعہ بن زید اور بنو قریظہ میں زبیر بن باطیا، کعب بن اسد اور شمویل بن زید سردار قسم کے لوگ تھے، ان میں کسی ایک کا مسلمان ہونا بھی ثابت نہیں ہے، اگر یہ اسلام قبول کر لیتے تو ان کی پیرکار جماعتوں نے بھی مسلمان ہو جاتا تھا۔ سردار یہودیوں میں سے صرف سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا، وہ یہودیوں میں ریاست و سیادت میں مشہور آدمی تھے۔ ابو نعیم نے ”الدلائل“ میں ایک حدیث ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے: ((لَوْ آمَنَ بِي الزُّبَيْرُ بْنُ بَاطِيئًا وَدُوُّهُ مِنْ رُؤَسَاءِ الْيَهُودِ لَأَسْلَمُوا كُلُّهُمْ.)) یعنی: ”اگر زبیر بن باطیا اور اس کی طرح کے دوسرے رؤسائے یہود مسلمان ہو جاتے تو سارے یہودی اسلام قبول کر لیتے۔“ (فتح الباری: ۷/۳۵۰)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے تو ضعیف ہے لیکن ان میں مذکور چاروں باتیں درست ہیں:

- ۱- وضو کے بغیر نماز نہیں، اس بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لا تقبل صلوة بغير طهور.)) (مسلم: ۲۲۴/۱) ”وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔“
- ۲- وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کے بارے ارشاد نبوی ہے: ((لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه.)) (ترمذی: ۲۵، ابو داؤد: ۱۰۱) علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے لیکن یہ شواہد کے ساتھ قوی بن جاتی ہے۔ (هدایة الرواة: ۳۸۵)
- ۳- نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بغیر اخروی کامیابی ممکن نہیں، اس بارے بہت سی نصوص ہیں، جن میں سے ایک اس جگہ درج کی جاتی ہے: ((والذی نفسی محمد بیدہ لا یسمع بی احد من هذا الامة یہودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب النار.)) (مسلم: ۱۵۳/۲۴۰) ”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس وقت میں کوئی یہودی اور عیسائی میرے بارے سن لے اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لانے کے بغیر فوت ہو جائے تو وہ آگ میں سے ہوگا۔“

۴۔ انصار کے ساتھ محبت بھی ایمان کی نشانی اور ایمان مکمل ہونے کی علامت ہے حدیث میں ہے: ((آیۃ الایمان حب الانصار و آیۃ النفاق بغض الانصار.)) (بخاری: ۱۷) ”ایمان کی علامت انصار سے محبت کرنا اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض و عداوت رکھنا ہے۔“ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب صحابہ کے ضمن میں انصار کے فضائل کے بارے کئی ابواب قائم کیے ہیں جو قابل مطالعہ ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

رباح بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ ان کی دادی نے اپنے باپ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی کا وضو نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، اس کا کوئی وضو نہیں اور جو شخص مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہیں لایا، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاسکے گا اور جس بندے نے انصار سے محبت نہ کی، وہ مجھ پر ایمان نہیں لاسکے گا۔“

(۱۳۶)۔ عَنْ رَبَّاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُوَيْطِبٍ قَالَ: حَدَّثْتَنِي جَدَّتِي أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى، وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِبِي، وَلَا يُؤْمِنُ بِبِي مَنْ لَا يُحِبُّ الْأَنْصَارَ.)) (مسند احمد: ۲۷۶۸۸)

ابو محیریز کہتے ہیں: میں نے ایک صحابی ابو جمعہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمیں ایسی حدیث بیان کریں، جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، انھوں نے کہا: جی ہاں، میں تم لوگوں کو بڑی عمدہ حدیث بیان کرتا ہوں، ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھایا، ہمارے ساتھ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح بھی تھے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ہم سے بھی بہتر ہو سکتا ہے؟ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جی ہاں، وہ لوگ بہتر ہیں، جو تمہارے بعد آئیں گے اور بن دیکھے مجھ پر ایمان لے آئیں گے۔“

(۱۳۷)۔ عَنْ أَبِي مُحَيْرِيزٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جُمُعَةَ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہ حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ؛ نَعَمْ أَحَدِيَّتُكُمْ حَدِيثًا جَيِّدًا، تَعَدَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا؟ أَسْلَمْنَا مَعَكَ وَجَاهَدْنَا مَعَكَ، قَالَ: ((نَعَمْ قَوْمٌ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُونَ بِبِي وَلَمْ يَرَوْنِي.)) (مسند احمد: ۱۷۱۰۲)

(۱۳۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی ثقال المری۔ أخرجه الترمذی: ۲۵ مختصراً (انظر: ۲۷۱۴۷)

(۱۳۷) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الدارمی: ۲۷۴۴، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۳۵۳۸ (انظر: ۱۶۹۷۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ نے فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو ملوں۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم آپ کے بھائی ہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو میرے ساتھی ہو، میرے بھائی تو وہ ہے، جو دن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔“

(۱۳۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَدِدْتُ أَنِّي لَقَيْتُ إِخْوَانِي)) قَالَ: فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْنُ إِخْوَانُكَ، قَالَ: ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَلَكِنْ إِخْوَانِي الَّذِينَ آمَنُوا بِي وَلَمْ يَرَوْنِي)) (مسند أحمد: ۱۲۶۰۷)

فوائد: نبی کریم ﷺ یہ چاہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ قیامت والے دن ان لوگوں کو ملیں، جو دن دیکھے آپ ﷺ پر ایمان لائے، نیز اس حدیث میں صحابہ کرام کی زائد خوبی بھی بیان کی جا رہی ہے کہ ان کو تو آپ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس آدمی کے لیے خوشخبری ہے، جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور جو آدمی مجھ پر ایمان لایا، جب کہ اس نے مجھے دیکھا ہی نہیں، اس کے لیے سات دفعہ خوشخبری ہے۔“

(۱۳۹)۔ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طُوبَى لِمَنْ رَأَى بِي وَآمَنَ بِي وَطُوبَى لِمَنْ آمَنَ بِي وَلَمْ يَرِنِي سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مسند أحمد: ۲۲۶۳۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے لیے ایک دفعہ خوشخبری ہے، جو مجھ پر ایمان لایا اور میرا دیدار کیا، لیکن جو آدمی دن دیکھے مجھ پر ایمان لایا، اس کے لیے سات دفعہ خوشخبری ہے۔“

(۱۴۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طُوبَى لِمَنْ بِي وَرَأَى مَرَّةً وَطُوبَى لِمَنْ آمَنَ بِي وَلَمْ يَرِنِي سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مسند أحمد: ۱۲۶۰۶)

سیدنا ابو عبد الرحمن جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دو سوار نمودار ہوئے، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ”یہ دو کنڈی مذحجی آدمی ہیں۔“ جب وہ دونوں پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ واقعی ان کا تعلق مذحج قبیلے سے ہے، پھر ان میں سے ایک

(۱۴۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ رَاكِبَانِ فَلَمَّا رَأَهُمَا قَالَ: ((كِنْدِيَّانِ مَذْحِجِيَّانِ)) حَتَّى أَتِيَاهُ فَإِذَا رَجَالٌ مِنْ مَذْحِجٍ. قَالَ: فَدَنَا إِلَيْهِ أَحَدُهُمَا

(۱۳۸) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابویعلی: ۳۳۹۰ (انظر: ۱۲۵۷۹)

(۱۳۹) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۲۲۲۷۷)

(۱۴۰) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابویعلی: ۳۳۹۱ (انظر: ۱۲۵۷۸)

(۱۴۱) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۲ / ۷۴۲، والبزار: ۲۷۶۹ (انظر: ۱۷۳۸۸)

بیعت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ کا دیدار کرتا ہے، آپ پر ایمان لاتا ہے، آپ کی تصدیق کرتا ہے اور آپ کی پیروی کرتا ہے، اس کے لیے اجر میں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے خوشخبری ہے۔“ پھر اس نے آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور پیچھے ہٹ گیا، پھر دوسرا بندہ آگے آیا اور بیعت کرنے کے لیے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ جو آپ پر ایمان لاتا ہے، آپ کی تصدیق کرتا ہے اور آپ کی پیروی کرتا ہے، لیکن وہ آپ کو دیکھ نہیں پاتا تو اس کے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے خوشخبری ہے، پھر اس کے لیے خوشخبری ہے، پھر اس نے بھی آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور پیچھے ہٹ گیا۔

جبیر بن نفیر کہتے ہیں: ہم ایک دن سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثنا میں ایک آدمی کا گزر ہوا اور اس نے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا: خوشخبری ہے ان دو آنکھوں کے لیے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا، اللہ کی قسم! ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم نے بھی وہ کچھ دیکھا ہوتا جو تم نے دیکھا اور ہم نے بھی ان چیزوں کا مشاہدہ کیا ہوتا، جن کا تم نے مشاہدہ کیا۔ یہ سن کر سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ غصے میں آگئے، مجھے بڑا تعجب ہونے لگا کہ اس بندے نے بات تو خیر والی ہی کی تھی، اتنے میں وہ اس پر متوجہ ہو کر کہنے لگے: کون سی چیز بندے کو اس خیال پر آمادہ کر دیتی ہے کہ وہ تمنا کرنے

لِيُبَايِعَهُ قَالَ: فَلَمَّا أَخَذَ بِيَدِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ رَأَكَ فَمَنْ بِكَ وَصَدَقَكَ وَاتَّبَعَكَ مَا ذَا لَهُ؟ قَالَ: ((طُوبَى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ عَلَى يَدِهِ فَاَنْصَرَفَ، ثُمَّ أَقْبَلَ الْآخِرُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ لِيُبَايِعَهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ رَأَى مِنْكَ وَصَدَقَكَ وَاتَّبَعَكَ وَلَمْ يَرَكَ قَالَ: ((طُوبَى لَهُ، ثُمَّ طُوبَى لَهُ، ثُمَّ طُوبَى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ عَلَى يَدِهِ فَاَنْصَرَفَ۔ (مسند أحمد: ۱۷۵۲۳)

(۱۴۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَلَسْنَا إِلَى الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمًا، فَمَرَّ بِي رَجُلٌ فَقَالَ: طُوبَى لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ اللَّتَيْنِ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهُ! لَوِ دَدْنَا أَتْنَا رَأَيْنَا مَا رَأَيْتَ وَ شَهِدْنَا مَا شَهِدْتَ فَاسْتُغْضِبَ، فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ، مَا قَالَ إِلَّا خَيْرًا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: مَا يَحْمِلُ الرَّجُلَ عَلَى أَنْ يَتَمَنَّى مَحْضَرًا غَيْبَهُ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَدْرِي لَوْ شَهِدَهُ كَيْفَ يَكُونُ فِيهِ، وَاللَّهِ لَقَدْ حَضَرَ رَسُولَ

(۱۴۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه البخاری فی "الادب المفرد": ۸۷، وابن حبان: ۶۵۵۲،

والطبرانی فی "الكبير": ۲۰ / ۶۰۰ (انظر: ۲۳۸۱۰)

لگتا ہے کہ ایسی جگہ پر حاضر ہوا ہوتا، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اسے غائب رکھا، وہ نہیں جانتا کہ اگر وہ اس مقام پر موجود ہوتا تو اس کی کیفیت کیا ہوتی، اللہ کی قسم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اے لوگ بھی موجود تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو نقتنوں کے بل جہنم میں گرا دیا، ان لوگوں نے آپ ﷺ کی بات کو قبول نہیں کیا تھا اور آپ ﷺ کی تصدیق نہیں کی تھی، کیا تم اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کرتے کہ جب اس نے تم کو پیدا کیا تو تمہاری حالت یہ تھی کہ صرف اپنے رب کو پہچانتے تھے اور اپنے نبی کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنے والے تھے، تم سے پہلے والے لوگوں نے تمہیں آزمائشوں سے کفایت کیا۔ اللہ کی قسم! جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا تھا تو اس وقت بڑے سخت حالات تھے، فترت اور جاہلیت کا ایسا دور تھا کہ جس میں مشرک لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ بت پرستی والا دین سب سے بہتر ہے، اس وقت آپ ﷺ ایسا "فرقان" لے کر آئے، جس نے حق و باطل کے مابین فرق کیا اور باپ اور اس کی اولاد میں اس طرح فرق کیا کہ ایک آدمی دیکھ رہا ہوتا کہ اس کے والدین، اولاد اور بھائی کافر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کا تالہ ایمان کے لیے کھول دیا ہے، اس کو یہ علم ہو جاتا تھا کہ اگر وہ اس دین کو قبول کیے بغیر مر گیا تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا اور اس طرح اس کی آنکھ کبھی بھی ٹھنڈی نہیں ہوگی، جب کہ اسے یہ سمجھ ہوتی تھی کہ اس کا پیارا جہنم میں جا رہا ہے، یہی چیز ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَرْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾..... "اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔" (سورۃ فرقان: ۷۴)

اللَّهُ ﷻ أَقْوَامٌ أَكْبَهُمُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنَاجِرِهِمْ فِي جَهَنَّمَ لَمْ يَجِئُوهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوهُ، أَوْ لَا نَحْمَدُونَ اللَّهَ إِذْ أَخْرَجَكُمْ لَا تَعْرِفُونَ إِلَّا رَبَّكُمْ مُصَدِّقِينَ لِمَا جَاءَ بِهِ نَبِيِّكُمْ قَدْ كُفَيْتُمْ لِبَلَاءٍ بَغِيرِكُمْ، وَاللَّهُ! لَقَدْ بَعَثَ اللَّهُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَىٰ أَشَدِّ حَالٍ بَعَثَ عَلَيْهَا نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ فِي فِتْرَةٍ وَجَاهِلِيَّةٍ مَا يَرَوْنَ أَنَّ دِينَنَا أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ نَسَرَ بِهٖ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ حَتَّىٰ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَرَىٰ وَالِدَهُ وَوَلَدَهُ وَأَخَاهُ كَافِرًا وَقَدْ فَتَحَ اللَّهُ قُفْلَ قَلْبِهِ لِلْإِيمَانِ يَعْلَمُ أَنَّهُ إِنْ هَلَكَ دَخَلَ النَّارَ فَلَا تَقَرُّ عَيْنُهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ حَبِيبَهُ فِي النَّارِ وَأَنَّهَا الَّتِي قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَرْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۱۱)

فوائد: ”طوبی“ کے مزید معانی: جنت، جنت کی ہر خوشگوار چیز، بقائے لازوال، ابدی عزت، سرمدی دولت، جنت کا ایک درخت، سعادت، خیر و بھلائی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر معنی دوسرے تمام معانی کو سترزم ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ اس امت میں کلی اعتبار سے صحابہ کرام ہی افضل ہیں، جو شرف اور سعادت ان کے نصیبے میں آئی، وہ اس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، اس مقام پر اس موضوع سے متعلقہ شرعی نصوص کا احاطہ کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانا ایسی جزوی فضیلت ہے، جس میں آپ ﷺ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانے والوں کی ان لوگوں پر برتری بیان کی گئی ہے، جو آپ ﷺ کو دیکھ کر ایمان لائے، لیکن یہ فضیلت جزوی ہے، کلی نہیں ہے۔ درج ذیل حدیث میں اس خصوصیت کی وجہ بیان کی گئی ہے:

ایک مقام پر دس صحابہ کرام جمع تھے، انہوں نے کہا: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ مِنْ قَوْمٍ هُمْ أَعْظَمُ مِنَّا أَجْرًا، أَمَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ؟ قَالَ: ((مَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ ذَلِكَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ يَا أَيُّكُمْ بِالْوَحْيِ مِنَ السَّمَاءِ؟ بَلْ قَوْمٌ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَأْتِيهِمْ كِتَابٌ بَيْنَ لَوْحَيْنِ، يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَعْمَلُونَ بِمَا فِيهِ، أُولَئِكَ أَعْظَمُ مِنْكُمْ أَجْرًا)) اے اللہ کے رسول! کیا ایسے لوگ بھی ہیں جو اجر و ثواب میں ہم سے بڑھ کر ہوں، ہم تو آپ پر (براہ راست) ایمان لائے ہیں اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا تم ایمان کیوں نہ لاتے) کون سی چیز تمہارے راستے میں روٹے اٹکا سکتی تھی، رسول اللہ ﷺ تمہارے اندر موجود ہیں، (تمہارے سامنے) آسمان سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے؟ (اجر و ثواب میں افضل لوگ) وہ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے، انہیں (یہ قرآن مجید) دو گتوں میں موصول ہوگا، وہ اس پر ایمان لائیں اور اس پر عمل کریں گے (حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا ہوگا نہ قرآن مجید کو نازل ہوتے ہوئے)، یہ لوگ اجر و ثواب میں تم سے افضل و اعلیٰ ہوں گے۔“

(معجم طبرانی کبیر: ۱/۱۷۴/۱، مسند ابو یعلیٰ: ۳/۱۲۸، صحیحہ: ۳۳۱۰)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آپ ﷺ کی حقانیت کی کئی علامتیں موجود تھیں، وہ نبی کریم ﷺ کے معجزات کا مشاہدہ کر رہے ہوتے تھے، آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت کو دیکھ رہے ہوتے تھے، آپ ﷺ کی برکات کا عملی ظہور ان کے سامنے تھا، علیٰ ہذا القیاس، اس لیے ان کے لیے یہ فیصلہ کرنا آسان تھا کہ آپ ﷺ پر ایمان لایا جائے، جبکہ بعد میں ایمان لانے والوں کی بنیاد کتابوں میں لکھے ہوئے الفاظ تھے یا لوگوں سے سنے ہوئے۔

ان احادیث میں صحابہ کے بعد والے مسلمانوں کی افضلیت کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم لوگ اس حدیث کا مصداق بنتے ہیں کہ ہمارے پاس قبولیت ایمان کے لیے کوئی ایسی نشانی موجود نہ تھی، جو انبیاء و رسل اور ان کے براہ راست پیروکاروں کے پاس ہوتی تھی، یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے، اس اعزاز کی وجہ سے ہمیں ثابت قدمی اختیار کرتے ہوئے اعمال صالحہ کے لیے کوشش کرنی چاہیے، تاکہ دنیا و آخرت میں عزت پاسکیں۔

بَابُ فِي فَضْلِ الْمُؤْمِنِ وَصِفَتِهِ وَ مَثَلِهِ مومن کی فضیلت، صفات اور اس کی مثالوں کا بیان

(۱۴۳)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالًا لَا فَنَادَى فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ۔ (مسند أحمد: ۸۰۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں اس بات کی منادی کرے کہ جنت میں صرف اور صرف مسلمان جان داخل ہوگی۔

(۱۴۴، ۱۴۵)۔ عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا (يَعْنِي بَنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ الَّذِي قُتِلَ فَأَذَّنَ فِيهِ سُحَيْمٌ؟ قَالَ: كُنَّا بِحَنْزِينٍ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ سُحَيْمًا أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ) إِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (مسند أحمد: ۱۴۸۲۳)

ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس مقتول کے بارے میں سوال کیا کہ جس کے بارے میں سیدنا تحیم نے اعلان کیا تھا؟ انھوں نے کہا: ہم حنین میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا تحیم رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ صرف اور صرف جنت میں مومن داخل ہوگا۔

(۱۴۶)۔ عَنِ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَحْمِي عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُ كَمَا تَحْمُونَ مَرِيضَكُمْ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ تَخَافُونَهُ عَلَيْهِ)) (مسند أحمد: ۲۴۰۲۷)

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو دنیا کے مال و اسباب سے بچاتا ہے، حالانکہ وہ اس سے محبت کرتا ہے، اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے تم اپنے بیمار آدمی پر ڈرتے ہوئے اور اس کو کھانے پینے سے بچاتے ہو۔“

فوائد: ممکن ہے کہ اگر مومن بندے کو دنیوی مال و اسباب دے دیئے جائیں تو وہ ان کے برے اثرات میں ملوث ہو جائے اور ان سے دھوکہ کھا کر بغاوت اور سرکشی پر آئے، جیسا کہ سرمایہ دار لوگوں کو دیکھا گیا ہے، مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت کر دے۔

(۱۴۷)۔ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَيِّدَنَا ابْنَ سَعِيدٍ خُدْرِي رضي اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۴۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۰۶۲، و مسلم: ۱۱۱ (انظر: ۸۰۹۰)

(۱۴۴، ۱۴۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن لہیعۃ سیء الحفظ (انظر: ۱۴۷۶۴)

(۱۴۶) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه البيهقي في "شعب الایمان": ۱۰۴۵۰ (انظر: ۲۳۶۲۷)

(۱۴۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف رشدين بن سعد المصري (انظر: ۱۱۰۵۰)

(قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَلْمُؤْمِنُ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ كُلِّ خَيْرٍ يَحْمَدُنِي وَ أَنَا أَنْزَعُ نَفْسَهُ مِنْ بَيْنِ جَنِّيهِ.) (مسند أحمد: ۸۷۱۶)

فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے نزدیک مومن ہر قسم کی خیر و بھلائی کی منزلت پر ہے، میں اس کے پہلوؤں سے اس کی جان کو کھینچ رہا ہوتا ہوں اور وہ اس وقت بھی میری تعریف کر رہا ہوتا ہے۔“

فوائد: مومن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ جب اس کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کی جان اس سے چھینی جا رہی ہوتی ہے تو اس وقت بھی وہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر اس کی تعریف کرتا ہے، کیونکہ یہ سارا کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے، وہ اس قدر مناسب اور درست ہوتا ہے کہ اس کی حمد و ثنا بیان ہونی چاہیے۔

(۱۵۰) - وَ عَنْهُ فِي أُخْرَى أَنْ رَسُولَ اللَّهِ نَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَنْضِي شَيْطَانَهُ كَمَا يَنْضِي أَحَدُكُمْ بَعِيرَهُ فِي السَّفْرِ)) (مسند أحمد: ۸۹۲۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک مومن اپنے شیطانوں کو اس طرح تھکا دیتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنے اونٹ کو سفر میں تھکا دیتا ہے۔“

فوائد: مومن، اعمال صالحہ کو سرانجام دینے میں مصروف رہتا ہے، کھانے پینے سے پہلے اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے جیسے امور میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے ماکولات و مشروبات میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور نہ شیطان اس کے گھر رات گزار سکتا ہے، علاوہ ازیں شیطانی خواہشات اور وساوس اس پر کارگر ثابت نہیں ہوتے؛ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شیطان اپنی تمام کاروائیوں میں ناکام اور ضعیف اور مغلوب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پاسداری، اس کی نواہی سے اجتناب اور نفسانی شہوات سے دوری کی وجہ سے شیطان کی حیثیت قیدی اور مجبور سے زیادہ نہیں رہتی، بلکہ وہ اس جانور کی طرح ہو جاتا ہے، جس کو سفروں نے کمزور اور لاغر کر دیا ہو۔

(۱۵۱) - عَنْ فَصَّالَةَ بِنِ عُبَيْدِ بْنِ كَعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ، مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَالْمُسْلِمِ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَالْمُهَاجِرُ

سیدنا فضالہ بن عبید بن کعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ”کیا میں تم کو مومن کے بارے میں نہ بتلا دوں، مومن وہ ہے کہ لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے معاملے میں جس سے امن میں رہیں، مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں اپنے نفس سے

(۱۵۰) تخریج: اسنادہ ضعف، ابن لہیعۃ سی، الحفظ (انظر: ۸۹۴۰)

مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ..)) (مسند أحمد: ۲۴۴۵۸) دے۔“

فوائد: یہ حقیقی ایمان، جہاد اور ہجرت کے تقاضے ہیں، دورِ حاضر کے مسلمان ان ہدایات سے محروم ہیں، دوسروں کی پریشانیاں ان کو پریشان نہیں کرتیں اور دوسروں کی خوشیوں سے ان کے نفسوں میں گھٹن پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱۵۲)۔ عَنِ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَبْنَ الْعَاصِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَذَرُونَ مَا الْمُسْلِمُ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) قَالَ: ((تَذَرُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((مَنْ أَمَنَهُ الْمُؤْمِنُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ السُّوءَ فَاجْتَنَبَهُ)) (مسند أحمد: ۷۰۱۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ مسلمان کون ہے؟“ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ مسلمان ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہوتا ہے؟“ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مؤمن وہ ہے کہ دوسرے مؤمن اپنی جانوں اور مالوں کے سلسلے میں جس سے امن میں رہیں اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑ دے اور اس سے اجتناب کرے۔“

(۱۵۳)۔ (وَعَنْهُ فِي أُخْرَى)۔ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ)) (مسند أحمد: ۶۹۲۵)

اور اس سے ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے کہ دوسرے مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان امور کو چھوڑ دے، جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔“

فوائد: حقیقی مجاہد اور مہاجر وہی ہے جو اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو ترک کر دے اگر ایک انسان ہجرت (یعنی ترک وطن) اور جہاد کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیوں سے پرہیز نہیں کرتا تو ایسی ہجرت اور جہاد کا کیا فائدہ جو اس کے نفس میں ہی نیکی کا رجحان پیدا کر سکے؟ ہجرت اور جہاد تو اس چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اس کے اوامر و نواہی کی پابندی کی جائے وہ پابندی خواہ اپنا وطن چھوڑنے کی صورت میں ہو یا اسلام کی سر بلندی کے لئے اللہ کے دشمنوں سے بچہ آزمائی کرنے کی صورت میں یا شریعت کی منع کردہ چیزوں سے باز

(۱۵۲) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۷۰۱۷)

(۱۵۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

رہنے کی صورت میں۔

اصطلاح میں دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا ”ہجرت“ کہلاتا ہے یاد رہے کہ مسلمان اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے اپنے وطن کو خیر آباد کہتا ہے اور ہجرت کا اصل مقصود برائیوں سے محفوظ رہنا ہے جو انسان ہجرت کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیت سے باز نہیں رہتا اس کو اس کی ہجرت کا کوئی فائدہ نہیں اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرنا اصل ہجرت ہے یا ہجرت کا بنیادی مقصد ہے۔

(۱۵۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ مَأْلَفٌ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا بِأَلْفٍ وَلَا يُؤَلَّفُ.)) (مسند أحمد: شخص میں کوئی خیر نہیں ہے، جو نہ کسی سے انس کرتا ہے اور نہ اس سے مانوس ہوا جاتا ہے۔“ (۹۱۸۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ ”انس“ کا مومن کے ساتھ گہرا تعلق ہے، لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں اور وہ لوگوں سے مانوس ہوتا ہے، اس کی سب سے بہترین مثال یہ ہے کہ اگر مسجد کا امام خوش اخلاق ہو، عالم باعمل ہو، بلا امتیاز نمازیوں کی قدر کرتا ہو، لوگوں کے بچوں کی تعلیم کی فکر رکھتا ہو اور حرص و بخل سے پاک ہو کر اپنی غیرت و حمیت کو سمجھنے والا اور اس کو برقرار رکھنے والا ہو تو ایسے فرد کو لوگوں کی طرف سے جو مودت و محبت اور احترام و اکرام نصیب ہوتا ہے، عام آدمی کا دل و دماغ اس کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہی معاملہ اساتذہ، ڈاکٹر حضرات اور دوسرے لوگوں کا ہے، لیکن سب سے پہلے ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا فرض ہے۔

(۱۵۵)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَخَذَ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے فرمایا: ”ابو امامہ! بیشک بعض مؤمن ایسے ہیں کہ ان کے دل میرے لیے (بہت) نرم ہو جاتے ہیں۔“ (مسند أحمد: ۲۲۶۵۵)

فوائد: مؤمنوں کے درجے مختلف ہوتے ہیں، کوئی بہت جلدی مطیع ہونے والا اور خیر و بھلائی کی طرف سبقت لے جانے والا ہوتا ہے، جبکہ بعض دوسرے لوگوں میں اس چیز کی رغبت کم ہوتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذْ بَاذَنَ اللَّهُ﴾ ”پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند

(۱۵۴) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الحاكم: ۲۳ / ۱، والبيهقي: ۲۳۶ / ۱۰، والبزار: ۳۵۹۱ (انظر: ۹۱۹۸)

(۱۵۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، تفرد به بقية بن الوليد، وهو ضعيف عند التفرد۔ أخرجه الطبرانی فی

”الكبير“: ۷۶۵۵ (انظر: ۲۲۲۹۹)

فرمایا، پھر بعضے تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔“ (سورہ فاطر: ۳۲)

(۱۵۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ النَّعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَلَا أَجِدُ قَلْبِي يَعْقِلُ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ قَلْبَكَ حُشِيَ الْإِيمَانَ وَإِنَّ الْإِيمَانَ يُعْطَى الْعَبْدَ قَبْلَ الْقُرْآنِ)) (مسند أحمد: ۶۶۰۴)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں قرآن کی تلاوت تو کرتا ہوں، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرا دل اس کو سمجھ نہیں پا رہا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تیرا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے اور بندہ قرآن سے پہلے ایمان دیا جاتا ہے۔“

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے دل میں جتنی گنجائش تھی، وہ ایمان کی وجہ سے پُر ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے دوسری چیزیں بھولنا شروع ہو گئی ہیں، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کمال ایمان کے باوجود قرآن مجید اور علم کو محفوظ کرنے کی قوت عطا کر دے۔

(۱۵۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَحَدَّثْتُ نَفْسِي بِالْحَدِيثِ، لَأَنْ أُخْرَ مِنْ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ، قَالَ: ((ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ)) (مسند أحمد: ۹۱۴۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے نفس میں بعض باتیں تو ایسی آ جاتی ہیں کہ مجھے آسمان سے گرنا اس سے زیادہ پسند لگتا ہے کہ میں ان کے ساتھ کلام کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو صریح ایمان کی علامت ہے۔“

(۱۵۸)۔ (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ)۔ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَسْرُنَا نَتَكَلَّمُ بِهِ وَإِنْ لَنَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، قَالَ: ((أَوْجَدْتُمْ ذَلِكَ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ))

ان سے ان الفاظ کے ساتھ بھی روایت مروی ہے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے نفسوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہمیں دنیا کی وہ تمام چیزیں دے دی جائیں، جن پر سورج طلوع ہوتا ہے تو پھر بھی ہمیں یہ بات خوش نہیں کرے گی کہ ہم ان کے ساتھ گفتگو کریں۔ آپ ﷺ نے

(۱۵۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهيعة وحی بن عبد الله المعافری، وقد تفرد به (انظر: ۶۶۰۴)

(۱۵۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۳۲ (انظر: ۹۱۵۶)

(۱۵۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

پوچھا: ”کیا تم نے اس چیز کو محسوس کر لیا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ صریح ایمان کی علامت ہے۔“

فوائد:..... حدیث نمبر (۲۳) کے فوائد میں ان احادیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۱۵۹۱)۔ وَ اَيْضًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی انگوروں کو ”کرم“ نہ کہا کرے، بیشک ”کرم“ لِّلْعَنْبِ الْكَرْمِ، إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ تُوْمَسَلْمَانِ آدَمِي هُوْتَا هُے۔“
(مسند أحمد: ۸۱۷۵)

فوائد:..... ”کرم“ کے معانی: کریم، سخی، سخاوت، فیاضی، کشادہ دلی، مہربانی، عالی ظرفی، عمدہ اور زرخیز زمین، غنودر گذر۔ انگور کو اس بنا پر ”کرم“ کہتے ہیں، کہ اس سے بنائی ہوئی شراب سخاوت اور فیاضی پر ابھارتی ہے، اس لیے انگور کا نام ہی ”کرم“ یعنی سخاوت رکھ دیا گیا، لیکن آپ ﷺ نے ناپسند کیا کہ اعلیٰ معنویت والا یہ لفظ انگور کے لیے استعمال کیا جائے، اس کا حقدار تو مومن ہے۔ زخشری نے کہا: دراصل نبی کریم ﷺ بڑے خوبصورت اور لطیف طریقے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ** کے معنی کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں، حقیقت میں انگور کو ”کرم“ کہنے سے منع نہیں کیا جا رہا، بلکہ اس بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ متقی مسلمان اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جو نام رکھا ہے، کوئی اور اس میں شرکت نہ کرے۔

(۱۶۰)۔ (وَ عَنْهُ فِي أُخْرَى)۔ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمَ، وَ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)) (مسند أحمد: ۷۲۷۶)

ان سے مروی ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ انگوروں کو ”کرم“ کہہ دیتے ہیں، حالانکہ ”کرم“ تو صرف مومن کا دل ہوتا ہے۔“

(۱۶۱)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: (وَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ لَكَمَثَلِ الْقِطْعَةِ مِنَ الذَّهَبِ، نَفَخَ سَيِّدَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! بیشک مومن کی مثال سونے کی ٹکڑے کی طرح ہے، جب مالک (اسے بھی

(۱۵۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۱۸۳، و مسلم: ۲۲۴۷ (انظر: ۸۱۹۰)

(۱۶۰) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۶۱) تخریج: صحيح لغيره (انظر: ۶۸۷۲)

میں ڈال کر) اس پر پھونک مارتا ہے تو نہ وہ تبدیل ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! بیشک مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے، جو (پھول جھسی) پاکیزہ چیز کھاتی ہے، (شہد جھسی) پاکیزہ چیز نکالتی ہے اور جب وہ کسی چیز پر بیٹھتی ہے تو وہ اسے نہ توڑتی ہے، نہ خراب کرتی ہے۔“

عَلَيْهَا صَاحِبُهَا فَلَمْ تَغْيَرْ وَلَمْ تَنْقُصْ،
وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ
لَكَمَثَلِ النَّحْلَةِ أَكَلَتْ طَيِّبًا وَوَضَعَتْ طَيِّبًا
وَوَقَعَتْ فَلَمْ تَكْسِرْ وَلَمْ تُفْسِدْ۔)) (مسند
أحمد: 6872)

فوائد: دو مثالوں کے ذریعے مومن کی تعریف کی گئی ہے، جن کی وضاحت یہ ہے کہ مومن سنجیدہ مزاج کا مالک ہوتا ہے، کوئی مجلس اس کے طرزِ حیات کو متاثر نہیں کر سکتی، شہد کی مکھی کی طرح وہ ہر ایک کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے، اور وہ جہاں مرضی بیٹھ جائے، کسی کو اس سے نقصان نہیں پہنچاتا، ہر کوئی اس کے کردار اور طرزِ عمل کو پسند کرتا ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے، مومن کو یہ شعور ہوتا ہے کہ اچھے لوگوں کی مجلس کے کیا حقوق ہیں اور برے لوگوں کی مجلس کے کیا تقاضے ہیں، وہ طیب اور حلال چیزیں کھاتا ہے اور دینے کے لیے بھی ان ہی کا انتخاب کرتا ہے، وہ مشتبہ امور کے درپے نہیں ہوتا اور کسی کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا۔ ہر شخص کو اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لینا چاہیے اور آپ (ﷺ) کی ان تمثیلوں پر بار بار غور کرنا چاہیے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: ”مومن کی مثال گندم کے پودے کی طرح ہے، جو کبھی گر جاتا ہے اور کبھی کھڑا ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے، جو ہمیشہ سیدھا کھڑا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ گر جاتا ہے، جبکہ اسے کوئی شعور ہی نہیں ہوتا۔“

(۱۶۲)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ السُّنْبُلَةِ تَجَرُّ مَرَّةً وَتَسْتَقِيمُ مَرَّةً، وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزِ (وَفِي رِوَايَةٍ: الْأَرْزَةُ) لَا يَزَالُ مُسْتَقِيمًا حَتَّى يَجْرَّ وَلَا يَشْعُرُ۔))
(مسند أحمد: ۱۴۸۲۰)

فوائد: اس حدیث میں یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ مومن اپنے نفس کو بطور عاریہ لی ہوئی ایک چیز سمجھے، اس کو لذات و شہوات سے دور رکھے، مصائب و حوادث کا محور سمجھے، نیز اسے یہ یقین ہونا چاہیے کہ اس کے نفس کو تو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس طرح سے آزمائشیں اس کے حق میں بہت آسان ہو جائیں گی۔ رہا مسئلہ منافق کا تو سرے سے اس پر نازل ہونے والے امتحانات ہی کم ہوتے ہیں، تاکہ آخرت میں اس کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ مومن اور منافق دونوں کے حق میں ہواؤں کی طرح آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، لیکن ان سے متاثر ہونے والا اور عبرت حاصل کرنے والا صرف مومن ہوتا ہے، جب بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بلا آتی ہے تو وہ اپنے طرزِ حیات کا

جائزہ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی تو نہیں ہوگئی کہ وہ مجھے سزا دے رہا ہو۔ ہر جسمانی، ذہنی اور مالی آزمائش اس کے لیے یہی پیغام لاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو اور اس سے دور نہ ہو۔ نیز وہ ہر آزمائش پر صبر کرتا ہے اور اسلامی احکام کے مطابق اس کے تقاضے پورا کرتا ہے، اس طرح اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے گندم کا پودا اپنے آپ کو تباہی سے بچانے کے لیے اپنے وجود کے اندر چمک پیدا کرتا ہے، جب سخت ہوا چلتی ہے تو زیادہ جھک جاتا ہے، جب ہلکی ہوا چلتی ہے تو کم جھکتا ہے اور جب ہوا ختم ہو جاتی ہے تو پھر سیدھا ہو کر کھڑا جاتا ہے، وہ یہی روٹین جاری رکھتا ہے، یہاں تک پھل دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور کسان کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن منافق مضبوط تنے والے درخت کی طرح ان آزمائشوں سے متاثر نہیں ہوتا، وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی پروا کرتا ہے نہ اس کے عذابوں کی۔ حتیٰ کہ ایک دن اچانک کوئی بڑی آفت آتی ہے، جو اس کی زندگی کو ختم کر دیتی ہے۔

یک لخت گرا اور جزیں تک نکل آئیں
وہ پیڑ جسے آندھی میں ہلتے نہیں دیکھا

(۱۶۳)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ النَّخْدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ عَلَى آخِيَّتِهِ يَجُولُ ثُمَّ يَرْجِعُ عَلَى آخِيَّتِهِ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْإِيمَانِ)) (مسند أحمد: ۱۱۳۵۵) طرف لوٹ آتا ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ”مؤمن کی مثال اس گھوڑے کی طرح ہے، جو حلقہ دارسی کے ساتھ بندھا ہوا ہو، وہ گھومتا ہے، لیکن بالآخر اپنی رسی کی طرف لوٹ آتا ہے، بیشک مؤمن بھول جاتا ہے، لیکن پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔“

فوائد: اس کا مفہوم یہ ہے کہ مؤمن گناہوں کی وجہ سے اپنے رب سے دور تو ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ اس میں اصل ایمان موجود ہوتا ہے، اس لیے وہ ناوم ہو جاتا ہے اور توبہ تا تب ہو کر پھر سے اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۱۶۴)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْإِسْلَامُ ذَلُولٌ لَا يَرْكَبُ إِلَّا ذُلُولًا)) (مسند أحمد: ۲۱۶۱۶)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ”اسلام سہولت والا ہے اور یہ سہولت والے کو ہی نصیب ہوتا ہے۔“

فوائد: اسلام، میانہ روی اور اعتدال کا تقاضا کرتا ہے، اسی پر مداومت اور بیہنگی اختیار کرنے کی امید رکھی جاسکتی ہے، اور جو آدمی افراط اور زیادتی عمل کو پسند کرتا ہے، اس کے بارے میں یہ خطرہ رہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص اس سلسلے کو برقرار نہ رکھ سکے، پھر ایسے ہی ہوتا ہے اور وہ اتنا غافل ہو جاتا ہے کہ بدعمل لوگوں میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے۔

(۱۶۳) تخریج: اسنادہ ضعیف - أخرجه ابويعلى: ۱۱۰۶، ۱۳۳۲ (انظر: ۱۱۳۵۵)

(۱۶۴) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، معاذ بن رفاعہ لین، وابو خلف الاعمی متروك الحدیث - أخرجه (انظر: ۱۱۳۵۵)

بَابٌ فِي الْوَقْتِ الَّذِي يَضْمَحَلُّ فِيهِ الْإِيمَانُ

اس وقت کا بیان، جس میں ایمان انحطاط پذیر ہو جائے گا

(۱۶۵)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْإِيمَانَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى يَوْمَئِذٍ لِلْغُرَبَاءِ إِذَا فَسَدَ الزَّمَانُ، وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَأْرَزَنَّ الْإِيمَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا.)) (مسند أحمد: ۱۶۰۴)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بیشک اجنبیت کی حالت میں اسلام کا ظہور شروع ہوا تھا اور عنقریب یہ ایسے ہی ہو جائے، جیسے ابتداء کے وقت تھا، بہر حال اُس وقت کے اجنبیت والوں کے لیے خوشخبری ہے، جبکہ باقی زمانے میں فساد آچکا ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے! ایمان ان دو مسجدوں کی طرف اس طرح پناہ لے گا، جیسے سانپ اپنے بل کی طرف پناہ پکڑتا ہے۔“

فوائد:..... اگرچہ اس وقت دنیا پر اسلام کا خاصہ شہرہ ہے اور اس کو ماننے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، بہر حال عملی اور حقیقی اسلام میں کچھ اجنبیت کا احساس پایا جا رہا ہے، اصل دین اور اس کے تقاضے اکثر مسلمانوں کے ہاں غیر متعارف ہوتے جا رہے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں جو پیش گوئی کی گئی ہے، اس کا عملی ظہور آخری زمانہ میں ہوگا، ممکن ہے کہ ایسا اس وقت ہو جب دجال کے خروج کا وقت قریب آجائے گا یا جب بہت زیادہ فتنے ظہور پذیر ہو جائیں گے اور کافر اور ظالم لوگ مسلم ممالک پر غالب آجائے گے، اس وقت اہل ایمان اپنے ایمان کے تحفظ کے لیے حرمین شریفین میں ہجرت جائیں گے۔

(۱۶۶)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا ثُمَّ يَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: ((الَّذِينَ يُضِلُّحُونَ إِذَا فَسَدَ النَّاسُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُنْحَازَنَّ الْإِيمَانُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا يُحَوِّزُ السَّيْلُ، وَالَّذِي

سیدنا عبد الرحمن بن سَنَةَ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ”بیشک اجنبیت کی حالت میں اسلام کی ابتدا ہوئی تھی اور عنقریب یہ ایسے ہی اجنبیت والا ہو جائے گا، جیسے ابتداء کے وقت تھا، بہر حال (اسلام والے) نامانوس لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! نامانوس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب لوگوں میں فساد آجائے تو وہ اصلاح کرتے

(۱۶۵) تخریج: اسنادہ جید۔ أخرجه ابويعلى: ۷۵۶، والبخاري: ۱۱۱۹ (انظر: ۱۶۰۴)

(۱۶۶) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا بهذه السياقة، اسحاق بن عبد الله بن ابی فروة متروك ويوسف بن

سليمان واه، قاله ابن حجر (انظر: ۱۶۶۹۰)

ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایمان، مدینہ منورہ کی طرف سیلاب (کے ٹھنڈے کی طرف آگے بڑھنے) کی طرح پناہ لے گا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اسلام ان دو مسجدوں کی طرف اس طرح پناہ لے گا، جیسے سانپ اپنے بل کی طرف پناہ لیتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین اپنی ابتداء کے وقت بھی نامانوس تھا اور عنقریب یہ نامانوس ہو جائے گا، پس اس کو اپنانے والے نامانوس لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث دین کے بجائے ”اسلام“ کے لفظ کے ساتھ بیان کی ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: کسی نے کہا: نامانوس کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قبیلوں (اور رشتہ داروں) سے دور ہو جانے والے۔“

فوائد: ایسے مختصر افراد کے لیے مشکل ہو گا کہ وہ اپنے قبیلوں میں رہ کر اسلامی احکام کی مراد پوری کر سکیں، لہذا وہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے گھریا کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

یا پھر مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معاملات و تعلقات کے لحاظ سے لوگ سے الگ تھلگ ہو جائیں گے اگرچہ ان کی رہائش گاہیں الگ نہ ہوں گی۔

علقہ مزنی کہتے ہیں: مجھے ایک بندے نے بیان کرتے ہوئے کہا: میں مدینہ منورہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا، انھوں نے ایک شخص سے کہا: اے فلاں! تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرماتے ہوئے سنا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی کیفیت بیان کر رہے تھے؟ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْرِزَنَّ الْإِسْلَامُ إِلَيَّ مَا بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَيَّ جُحْرَهَا.)) (مسند أحمد: ۱۶۸۱۰)

(۱۶۷)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَ سَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.)) (مسند أحمد: ۹۰۴۲)

(۱۶۸)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بِلَفْظِ) إِنَّ الْإِسْلَامَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ، وَقِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: ((الْأَنْزَاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ.)) (مسند أحمد: ۳۷۸۴)

(۱۶۹)۔ عَنِ عَلْقَمَةَ الْمُرَزِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ: يَا فُلَانُ! كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْعَتُ الْإِسْلَامَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ

(۱۶۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۵ (انظر: ۹۰۵۴)

(۱۶۸) تخریج: صحيح على شرط مسلم - أخرجه الترمذی: ۲۶۲۹، وابن ماجه: ۳۹۸۸ (انظر: ۳۷۸۴)

(۱۶۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لابیہام راویہ عن الصحابی - أخرجه ابو یعلی: ۱۹۲ (انظر: ۱۵۸۰۲)

یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”بیشک اسلام کی ابتدا (پانچویں سال میں داخل ہونے والے) نوجوان اونٹ کی طرح ہوئی، پھر وہ چھٹے سال میں داخل ہونے والے اونٹ کی طرح قوی ہوگا، پھر وہ ساتویں سال میں داخل ہونے والے اونٹ کی طرح طاقت ور بنے گا، پھر آٹھویں سال میں داخل ہونے والے اور پھر نویں سال میں داخل ہونے والے اونٹ کی طرح طاقت حاصل کرے گا۔“ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اونٹ کی عمر کے نویں کے بعد تو کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔

اللَّهُ ﷻ يَقُولُ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ جَذْعًا، ثُمَّ ثَنِيًّا، ثُمَّ رَبَاعِيًّا، ثُمَّ سُدَّاسِيًّا، ثُمَّ بَازِلًا.)) فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا بَعْدَ الْبُزُولِ إِلَّا النُّقْصَانُ. (مسند أحمد: ۱۵۸۹۵)

فوائد: لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو عروج ملا اور بہت عروج ملا، پھر اہل اسلام مختلف فتنوں میں مبتلا ہو گئے، یہ سلسلہ کسی نہ کسی انداز میں ابھی تک جاری ہے، لیکن پھر ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ روئے زمین پر صرف ایک مذہب ہوگا، جس کو اسلام کہتے ہیں، اس کے بعد پھر زوال شروع ہوگا اور بالآخر صفحہ ہستی سے اسلام کا نام ہی مٹ جائے گا اور برے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن پر قیامت برپا ہوگی۔

سیدنا کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اسلام کی کوئی انتہا بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، عرب و عجم کے جس گھر والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے گا، ان پر اسلام کو داخل کر دے گا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر سایوں (یعنی پہاڑوں اور بادلوں) کی طرح فتنے رونما ہو جائیں گے۔“ اس نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو ایسے ہرگز نہیں ہوگا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم خبیث ترین بڑے سانپ کی طرح ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے کے لیے جھپٹ پڑو گے۔“

(۱۷۰)۔ عَنْ كُرَيْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ لِلْإِسْلَامِ مُنْتَهَى؟ قَالَ: ((نَعَمْ، أَيَّمَا أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ أَوْ الْعَجَمِ أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمْ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ.)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((ثُمَّ تَقَعُ فِتْنٌ كَأَنَّهَا الظُّلُلُ، قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: كَلَّا، (وَفِي رِوَايَةٍ: كَلَّا وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَعُودَنَّ فِيهَا أَسَاوِدٌ صَبَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.)) (مسند أحمد: ۱۶۰۱۲)

(۱۷۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطيالسي: ۱۲۹۰، وابن ابی شیبہ: ۱۵/۱۳، والحاکم: ۱/۳۴ (انظر: ۱۵۹۱۷)

فوائد: اسلام کے عروج و زوال کی جو صورتیں ظہور پذیر ہو چکی ہیں، اُن کو اس حدیث کا مصداق بنایا جاسکتا ہے، پہلی دو صدیوں میں ہی مسلمانوں کی آپس کی قتل و غارت کی حیران کن مثالیں موجود ہیں۔ وَاللّٰهُ نَسْأَلُ الْعَاقِبَةَ۔

(دوسری سند) اس میں ”تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے“ کے بعد یہ الفاظ ہیں: امام زہری نے امام سفیان پر یہ الفاظ پڑے: ”أَسَاوِدَ صُبًّا“، اور امام سفیان نے کہا: بڑا اور کالا سانپ جو بلند ہوتا ہے۔

(۱۷۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ بِنَحْوِهِ)۔
وَفِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ ((يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) وَقَرَأَ عَلَى سَفْيَانَ قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَسَاوِدَ صُبًّا، قَالَ سَفْيَانُ: الْحَيَّةُ السَّوْدَاءُ تَنْصَبُ أَي تَرْتَفِعُ۔ (مسند أحمد: ۱۶۰۱۲)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ یہ الفاظ زیادہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا شخص وہ مؤمن ہوگا، جو کسی گھائی میں الگ تھلگ ہو جائے گا اور اپنے رب سے ڈرے گا اور لوگوں کو اپنے شتر سے محفوظ کر دے گا۔“

(۱۷۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثِ بِنَحْوِهِ)۔ وَزَادَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَأَفْضَلُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ مُّؤْمِنٌ مُّعْتَزِلٌ فِي شَجَبٍ مِنَ الشَّعَابِ يَتَّقِي رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شِرِّهِ))۔ (مسند أحمد: ۱۶۰۱۴)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کے کنڈوں یعنی اسلام کے احکام کو ایک ایک کر کے گرایا جاتا رہے گا، جب ایک کنڈا گر جائے گا تو لوگ اگلے کنڈے کے درپے ہو جائیں گے، سب سے پہلے جس حکم کو توڑا جائے گا، وہ عدل ہوگا اور سب سے آخر میں نماز کو منہدم کر دیا جائے گا۔“

(۱۷۳)۔ عَنِ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَيَنْقُضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةَ عُرْوَةَ، فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِي تَلِيهَا وَأَوْلَهُنَّ نَقْضًا الْحُكْمَ وَآخِرُهُنَّ الصَّلَاةَ))۔ (مسند أحمد: ۲۲۵۱۳)

فوائد: سبحان اللہ! جہاں تک عدل و انصاف کا تعلق ہے، تو کئی صدیوں سے اکثر مسلم آبادی میں اس کے آثار مٹ چکے ہیں اور اب نوے فیصد سے زیادہ مسلمانوں نے نماز کو بھی منہدم کر دیا ہے، لیکن دھوکے کی بات یہ ہے کہ وہ بزم خود پھر بھی کامل مسلمان ہیں۔

(۱۷۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۷۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۷۳) تخریج: اسنادہ جید۔ أخرجه الطبرانی في ”الكبير“: ۷۴۸۶، وابن حبان: ۶۷۱۵ (انظر: ۲۲۱۶۰)

(۱۷۴)۔ عَنِ ابْنِ فَيْرُوزٍ الدَّيْلَمِيِّ عَنِ أَبِيهِ سیدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِيُنْقَضَ الْإِسْلَامُ عُرْوَةٌ عُرْوَةٌ كَمَا يُنْقَضُ الْحَبْلُ قُوَّةً قُوَّةً)) (مسند أحمد: ۱۸۲۰۲) کو توڑ دیا جاتا ہے۔“

فوائد: کہیں شرک غالب آیا، کہیں بدعت کو عروج ملا، کہیں سنتیں مفقود ہوئیں، کہیں بے پردگی عام ہوئی، کہیں مردوزن کا اختلاط ظاہر ہوا، کہیں زنا عام ہوا، کہیں رشوت نے رقص کیا، کہیں سود نے پنچے گاڑھے، کہیں اسلامی حدود کے ساتھ استہزاء کیا گیا، کہیں اہل علم کی رسوائی ہوئی، کہیں مرہی لوگوں کا زوال ہوا، قتل و غارتگری، چوری و ڈاکہ زنی، عصمت دری، ظلم و ستم، انسانیت کی طباقوں میں تقسیم، نمود و نمائش، اسلام کے ارکان و فرائض کی ادائیگی سے بدترین غفلت یقین مانیں کوئی ایسا قابل تعریف فعل یا قول نہ رہا، جس کو چھوڑا نہ گیا ہو اور کوئی ایسی قابل مذمت کاروائی نہیں رہی، جس کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۱۷۵)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثًا مِنْهُ زَمَانَ إِذَا كُنْتُ فِي قَوْمٍ عَشْرِينَ رَجُلًا أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ فَتَصَفَّحْتُ فِي وَجُوهِهِمْ فَلَمْ تَرَ فِيهِمْ رَجُلًا يَهَابُ فِي اللَّهِ فَاعْلَمْ أَنَّ الْأَمْرَ قَدْ رَقَّ۔ (مسند أحمد: ۱۷۸۳۱)

سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کافی عرصہ ہو گیا ہے کہ میں نے ایک بات سنی تھی، جب تو بیس یا اس سے کم یا زیادہ لوگوں میں ہو اور پھر ان کے چہروں کو غور سے دیکھے، اگر ان میں تجھے ایک چہرہ بھی ایسا نہ لگے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جس کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہو، تو جان لینا کہ ایمان کمزور پڑ چکا ہے۔

فوائد: یہ حدیث نبوی نہیں ہے، ویسے سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی سنی ہوئی ایک بات ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جب محبت و موافقت اور نفرت و عداوت کا معیار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذات نہ رہے تو دین میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ

امانت اور ایمان کے اٹھ جانے کا بیان

تنبیہ: درج ذیل حدیث میں ”امانت“ سے مراد احکام شرعیہ اور فرائض و واجبات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے جن کا عہد و پیمانہ لیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

(۱۷۴) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۱۸۰۳۹)

(۱۷۵) تخریج: اسنادہ حسن، لکنہ لیس بحديث نبوی کما توضحه رواية الطبرانی - أخرجه الطبرانی فی

”الشاميين“: ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، والبيهقي فی ”الشعب“: ۹۰۷۸ (انظر: ۱۷۶۷۹)

وَالْجِبَالُ فَابْتِئَانًا أَنْ يُحْمَلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا... ”بیشک ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھالیا، وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔“ (سورہ احزاب: ۷۲) احکام شریعہ کو امانت سے تعبیر کر کے اشارہ فرمادیا کہ ان کی ادائیگی انسانوں پر اسی طرح واجب ہے، جس طرح امانت کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ اس سے مراد صرف وہ ”امانت“ نہیں، جو ”خیانت“ کا متضاد ہے۔

(۱۷۶)۔ عَنْ حَدِيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ، حَدَّثَنَا أَنَّ لِأَمَانَةِ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ: (يَسَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظُلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظُلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجَلِّ كَجَمْرٍ دَخَرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَتَرَاهُ مُسْتَبْرَأً وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ) قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ حَصَاً فَدَخَرَجَهُ عَلَى رِجْلِهِ قَالَ: ((فَيُضْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ: إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا حَتَّى يُقَالَ لِرَجُلٍ: مَا أَجَلَدُهُ وَأَظْرَفُهُ وَأَعْقَلُهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ حَبَّةٌ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِبْمَانٍ)) وَلَقَدْ أَتَى عَلَى زَمَانٍ وَمَا أُبَالَى أَيْكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ

سیدنا حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان کی، میں نے ایک کا مصداق تو دیکھ لیا ہے اور دوسرے کا انتظار کر رہا ہوں، آپ ﷺ نے ہمیں بیان کیا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی اصل میں داخل ہوئی، پھر قرآن نازل ہوا، لوگوں نے قرآن مجید اور سنت کی تعلیم حاصل کی، پھر آپ ﷺ نے ہمیں اس امانت کے اٹھ جانے کے بارے میں بتلاتے ہوئے فرمایا: ”آدمی سوئے گا اور اس کے دل سے یہ امانت کھینچ لی جائے گی اور ہلکے سے نشان اور دھبے کی طرح اس کا اثر باقی رہ جائے گا، پھر جب اس کے دل سے رہی سہی امانت کو اٹھا لیا جائے گا تو چھالے اور آبلے کی طرح اس کا اثر باقی رہ جائے گا، بالکل ایسے ہی جیسے تو انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اور پھر تو اس کے نتیجے میں ورم کے نشان دیکھے، جب کہ اس میں کوئی چیز بھی نہیں ہوتی۔“ پھر آپ ﷺ نے وضاحت کرنے کے لیے ایک کنکری کو اپنے پاؤں پر لڑھکایا، پھر فرمایا: ”پھر لوگ خرید و فروخت تو کریں گے، لیکن کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا، جو امانت ادا کرے گا، حتیٰ کہ لوگ کہیں گے: بنو فلان میں ایک امانت دار آدمی ہے، (لیکن یہ شہادت بھی اس طرح کی ہوگی کہ) لوگ ایک آدمی کی تعریف کرتے ہوئے کہیں گے: وہ کس

(۱۷۶) (تخریج: أخرجه البخاری: ۶۴۹۷، ۷۰۸۶، ۷۲۷۶، ومسلم: ۱۴۳ وروایة البخاری مختصرة (انظر: ۲۳۲۵۵)

قدر باہمت و با استقلال ہے، وہ کیسا زیرک اور خوش اسلوب آدمی ہے، وہ کتنا عقل مند شخص ہے، جبکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔ پھر سیدنا حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک زمانہ ایسا تھا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ میں کس سے سودا کر رہا ہوں، اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو میری امانت لوٹانے پر مجبور کرتا اور اگر وہ عیسائی یا یہودی ہوتا تو اس سے جزیہ وصول کرنے والا میرا حق لوٹا دیتا تھا، لیکن یہ زمانہ، تو اس میں میں صرف اور صرف فلاں فلاں آدمی سے لین دین کروں گا۔

عَلَى سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأَبَايَعٍ مِنْكُمْ إِلَّا قُلَاتًا وَقُلَاتًا۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۴۴)

فوائد: یقین مانیں کہ اس وقت بازاروں میں عدم اعتمادی کی یہی صورتحال ہے، جن لوگوں نے دوکانیں اور مکانات کرائے پر دے رکھے ہیں، ان کو یہی خطرہ رہتا ہے کہ کرایہ دار قبضہ نہ کر لے، کوئی کسی کو اس وجہ سے ادھار دینے کے لیے تیار نہیں ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کل کلاں انکاری ہو جائے۔ نیز ایسے ایسے لوگوں کو امانتدار، غیر جانبدار اور انصاف پسند کہا جا رہا ہے، جو بیچارے اسلامی شعائر اور ارکان سے محروم ہوتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سالوں کے بعد اسلام کی چکی گھومے گی، اس کے بعد اگر وہ (گمراہ رہ کر) ہلاک ہوئے تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوں گے اور اگر ان کے لیے اُن کا دین قائم رہا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا۔“ میں نے کہا اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! ماضی سمیت یا مستقل ستر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مستقل ستر سال۔“

(۱۷۷)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: تَدُورُ رَحَى الْإِسْلَامِ بِخَمْسِينَ (وَفِي رِوَايَةٍ: عَلَى رَأْسِ خَمْسِينَ) وَثَلَاثِينَ أَوْ سِتِّ وَثَلَاثِينَ أَوْ سَبْعِ وَثَلَاثِينَ فَإِنْ يَهْلِكُوا فَسَبِيلُ مَنْ قَدْ هَلَكَ وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا، قَالَ: قُلْتُ: أَمَّا مَضَى أَمْ مِمَّا بَقِيَ؟ قَالَ: مِمَّا بَقِيَ۔ (مسند أحمد: ۳۷۳۰)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ماضی مستقل یا مستقل اتنا عرصہ ہے؟

(۱۷۸)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا مَضَى أَمْ مَا بَقِيَ؟ (مسند أحمد)

(۱۷۷) تخریج: حدیث حسن - أخرجه ابوداود: ۴۲۵۴ (انظر: ۳۷۳۰)

(۱۷۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سالوں کے بعد اسلام کی چکی گھومے گی، اس کے بعد اگر وہ (گمراہ رہ کر) ہلاک ہوئے تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوں گے اور اگر دین قائم رہا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ماضی سمیت یا مستقل ستر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مستقل ستر سال۔“

(۱۷۹)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ رَحَى الْإِسْلَامِ سَتْرُوْلٌ بِخَمْسٍ وَثَلَاثِينَ أَوْ سِتِّ وَثَلَاثِينَ أَوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ يَهْلِكُوا فَكَسَيْلٌ مَنْ هَلَكَ وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا، قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيَّمَا مَضَى أَمْ بِمَا بَقِيَ؟ قَالَ: نَلِّ بِمَا بَقِيَ)۔ (مسند أحمد: ۳۷۰۷)

فوائد: علامہ عظیم آبادی نے کہا: اسلام کی چکی گھومنا، اس کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں: (۱) اکثر کا یہ خیال ہے کہ اس سے مراد بغیر کسی نقص کے نبوت کے منج اور خلافت کا جاری رہنا، خلفاء کے معاملات کا مستقیم رہنا، حدود کو نافذ کرنا اور شرعی احکام کو رواج دینا ہے۔ (۲) اس سے مراد لڑائی اور قتل و غارت گری ہے۔ (عون المعبود: ۱۱ / ۲۲۰) امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: خطیب رحمہ اللہ نے کہا: ”تَدْوُرُ رَحَى الْإِسْلَامِ“ ایک ضرب المثل ہے، اس کا مراد معنی یہ ہے کہ اس مدت کے بعد اسلام میں کوئی عظیم سانحہ رونما ہوگا، جو اہل اسلام کے لیے خطرہ ہوگا۔ جب کسی معاملے میں تغیر پیدا ہوتا ہے یا وہ تبدیل ہوتا ہے تو ”ذَارَتْ رَحَاهُ“ (اس کی چکی گھوم گئی) کہتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے شروع میں مدت خلافت کے ختم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ”يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ“ کے معانی ہیں: مسلمانوں کی بادشاہت اور سلطنت قائم رہے گی، کیونکہ ”دین“ کا اطلاق بادشاہت اور سلطنت پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاكَ فِي دِينِ الْمَلِكِ﴾ (سورہ یوسف: ۷۶) ”وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) اپنے بھائی کو بادشاہ کی بادشاہت کے قانون کے مطابق نہیں رکھ سکتے تھے۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے لے کر مشرق سے بنو امیہ کی بادشاہت ختم ہونے تک تقریباً ستر سال بنتے ہیں۔ امام طحاوی نے کہا: شک کی بنا پر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی بنا پر پینتیس یا چھتیس یا سینتیس کہا گیا، جو پینتیس برس کی صورت میں ظاہر ہوا، اس عرصے کے بعد (اہل مصر) نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا، حتیٰ کہ ان کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت امت میں اختلاف و افتراق کا سبب ٹھہری، اس کے بعد اگر کوئی ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوگا، بہر حال اللہ تعالیٰ نے پردہ رکھا اور اس کی تلافی کرتے ہوئے اس امت میں ایسے افراد کو قائم رکھا، جنہوں نے دین کی حفاظت کی۔ (صحیحہ: ۹۷۶) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: زمانہ ہجرت نبوی سے لے کر خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم) کی خلافت کی انتہا تک پینتیس سال بنتے ہیں، اس

میں عوام و خواص کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اس عرصے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا، پھر چھتیسویں سال کو جنگِ جمل کا اور سینتیسویں سال کو جنگِ صفین کا واقعہ پیش آیا..... خطاب نے کہا: ”چکی گھونٹنے“ سے مراد جنگ و جدل اور قتل و غارت گری ہے، تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح چکی دانے کو پیستی ہے، اس طرح اس عرصے کے بعد لوگوں کی جانیں ہلاک ہونا شروع ہو جائیں گی،..... آپ ﷺ اپنے صحابہ کو یہ خبر دینا چاہتے ہیں کہ وہ سینتیس یا چھتیس یا سینتیس تک (آپ ﷺ کے دور کی طرح) دین پر قائم رہیں گے، پھر اختلاف کی وجہ سے افتراق و انتشار پڑ جائے گا، اس کے بعد اگر کوئی ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوگا۔ لیکن اگر مسلمانوں کا معاملہ پھر سے ایک امیر کی اطاعت اور حق کی تائید کی طرف لوٹ آیا تو وہ ستر سال تک جاری رہے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۹ / ۲۹۰ - ۲۹۲)



کِتَابُ الْقَدْرِ

تقدیر کے ابواب

التقدیر : لغوی معنی : اندازہ لگانا، مقدار مقرر کرنا، تخمینہ کرنا، حساب لگانا

اصطلاحی تعریف : ہم چار انداز میں تقدیر کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں، تاکہ قارئین کو اچھی طرح سمجھ آجائے: (۱) اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے قبل کائنات میں رونما ہونے والی تمام اشیا کی کیفیات و کمیات، احوال و ظروف، اوقات و ازمان، آمد و رفت، غرضیکہ ہر چیز کی ہر کیفیت کا اندازہ لگالیا۔ پھر آج تک عالم علوی اور عالم سفلی میں جو کچھ ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہوا اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہی ہو گا۔ (ب) تقدیر کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں امور کائنات اور مستقبل میں وجود پانے والی ہر چیز کا اندازہ لگایا اور اسے معلوم ہے کہ یہ امور فلاں اوقات میں اور فلاں صفات کے ساتھ واقع ہوں گے، اب یہ امور اللہ تعالیٰ کے اندازے کے مطابق وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ (ج) کائنات کی ابتدا سے انتہا تک اس میں جو کچھ ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کو اپنے وسیع اور کامل علم کی وجہ سے معلوم ہے اور اب کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سابق علم اور مشیت کے مطابق ہو رہا ہے۔ (د) اللہ تعالیٰ کا علم اتنا مضبوط ہے کہ اسے مستقبل کی اخبار و واقعات صحیح طور پر معلوم ہیں، یہی معلومات تقدیر ہیں۔

ہم کوشش کرتے ہیں کہ دو تین صفحات میں تقدیر کے بارے میں مختلف اشکالات کا جواب دے دیں، لیکن اگر کسی کو کوئی اشکال ہو تو پہلی گزارش ہے کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے نفس کے خیالات رفع دفع کر دے، نہیں تو راسخ اہل علم سے رابطہ کرے۔

مولانا عبید اللہ مبارکپوری نے اس موضوع پر مرعۃ المفاتیح میں عمدہ بحث پیش کی ہے، یہاں اس کی تلخیص قلمبند کرنا مناسب رہے گا، وہ کہتے ہیں: تقدیر پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ عالم میں جو امور طے پا رہے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء، تقدیر، ارادے، مشیت، تخلیق اور تاثیر کی بنا پر ہیں۔ وہ امور خیر و شر کی صورت میں ہوں یا منفعت و مضرت کی صورت میں، وہ موت و حیات کی صورت میں ہوں یا ایجاد و تخلیق کی صورت میں، وہ ایمان و کفر کی صورت میں ہوں یا

اطاعت و معصیت کی صورت میں، وہ ہدایت و ضلالت کی صورت میں ہوں یا رہنمائی و گمراہی کی صورت میں۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان و اطاعت کو پسند کرتا ہے اور ان پر اجر و ثواب دینے کا وعدہ کرتا ہے اور کفر و معصیت کو ناپسند کرتا ہے اور ان پر عذاب و عقاب کی دھمکی دیتا ہے۔ اہل السنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اشیا کی تخلیق سے قبل ان کی مقادیر، احوال اور ازمان کو جانتا ہے، پھر اپنے علم کے مطابق ان کو ایجاد کیا۔ علوی عالم ہو یا سفلی، جس میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت اور ارادے سے صادر ہو رہا ہے۔ کائنات کی تمام مخلوقات اور سارے امور اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف و منسوب ہوتے ہیں۔ ابن سعانی نے کہا: تقدیر کے باب کی معرفت کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ قرآن و حدیث کو پہلا اور آخری فیصل مان کر ان پر توقف کیا جائے اور اس ضمن میں عقل و قیاس کو کوئی دخل نہ دیا جائے، اس سلسلے میں جو شخص قرآن و حدیث کے مضمون کا پابند نہیں بنتا وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور حیرانی کے سمندروں میں بھٹک جاتا ہے، وہ شفا یاب ہو سکتا ہے نہ مطمئن، کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کا راز ہے، علیم و خبیر رب نے اس کو اپنے ساتھ مختص کیا ہے، اس کے سامنے پردے لٹکا دیئے ہیں اور اس کو مخلوقات کے قلوب و اذہان اور علوم و معارف سے اوجھل رکھا ہے، نہ کسی نبی کو اس کا علم تھا اور نہ کسی مقرب فرشتے کو۔ اس موضوع پر امام بیہقی کی ”کتاب الاسماء والصفات“، امام بخاری کی ”خلق افعال العباد“، امام ابن قیم کی ”مدارج السالکین“ اور امام زبیدی کی ”شرح الاحیاء“ کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (تلخیص از مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)

تقدیر برحق ہے، لیکن انسان کا اختیار؟

شروع میں یہ تشبیہ ضروری ہے کہ ہمیشہ برے اور غیر سنجیدہ لوگوں نے اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لیے تقدیر کو بہانا بنایا ہے اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ ان کی دلیل ناقص ہے، اب ہم اصل موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔ بلاشبک و شبہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو نیکی و بدی کرنے کے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (سورہ دھر: ۳)..... ”ہم نے اس (انسان) کو راہ دکھائی، اب خواہ وہ شکر گزار بنے، خواہ ناشکر۔“

لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون کیا عمل کرے گا اور کس کا کیا انجام ہوگا، پھر اس کو قلمی شکل دے دی، اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اس کا علم کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کے طرز حیات اور ان کے انجام کی پیشین گوئی کی، جو حق ثابت ہوئی۔ اب کوئی انسان مجبور ہو کر نیک یا برے اعمال نہیں کر رہا، بلکہ اسے اختیار ہے، اس نے خود انتخاب کرنا ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے انتخاب کا علم ہے۔ اب انسان کے عمل اور اللہ تعالیٰ کے علم میں من و عن موافقت ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ آپ غور کرتے جائیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے تقدیر سے متعلقہ سوالات کا کیسے مختصر اور سادگی جواب دیا۔ بہر حال جو آدمی اس مسئلہ کو اپنے حق میں پیچیدہ سمجھتا ہے، اسے چاہیے کہ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اپنے آپ کو نیکیوں اور کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

برائیوں کو سرانجام دینے کے سلسلے میں صاحب اختیار سمجھ کر اعمالِ صالحہ کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کو تقدیر کہتے ہیں، ازل سے اسے علم ہے کہ فلاں فلاں جنت میں جائے گا اور فلاں فلاں جہنم میں۔ لیکن اس سے قطعی طور پر یہ لازم نہیں آتا کہ ہم عملِ صالح کے معاملے میں غفلت برتیں، کیونکہ جو ہستی مستقبل کے تمام امور سے بخوبی آگاہ ہے، اسی نے اعمالِ صالحہ کرنے کا حکم دیا ہے اور انسان کو اچھے یا برے اعمال کرنے کے اختیارات سونپے ہیں۔

امام البہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقدیر سے متعلقہ بعض احادیث پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے کہا: بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا ہے کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اختیاری اعمال کرنے پر مجبور ہے، کیونکہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی جنت یا جہنم کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔

جبکہ بعض نے کہا کہ معاملہ بد نصیبی اور خوش نصیبی کا ہے، پس جو دائیں مٹھی میں آگیا، وہ خوش بختوں میں سے ہوگا اور جو دوسری میں آگیا، وہ بد بختوں میں سے ہوگا۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں بے مثال ہے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (سورہ شوری: ۱۱) ”کوئی چیز اس (اللہ) کی مثل نہیں ہے۔“

چونکہ اللہ تعالیٰ خوب علم والا، خوب حکمت والا اور خوب عدل والا ہے، اس نے دائیں مٹھی میں ان افراد کو جگہ دی، جن کے بارے میں اسے علم تھا کہ یہ لوگ اس کے احکام کی تعمیل کریں گے اور دوسری مٹھی میں ان افراد کو جگہ دی، جن کے بارے میں اسے علم تھا کہ یہ لوگ اس کی نافرمانی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے عدل کا تقاضا ہے کہ دائیں مٹھی کے مستحق کو دوسری مٹھی میں لے لینا محال ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَفْجَعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝﴾ (سورہ قلم: ۳۵-۶) ”کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح بنا دیں۔ تم کو کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے کرنے لگ گئے ہو؟“

پھر اہل جنت کو دائیں مٹھی اور اہل جہنم کو دوسری مٹھی میں لے لینے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ان کو جنتی یا جہنمی ہونے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ یہ دراصل ان کے اعمال کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ فلاں مومن ہوگا اور فلاں کافر، اس لیے ان کو مٹھیوں میں تقسیم کر دیا اور ایمان اور کفر دونوں چیزیں اختیاری ہیں، اللہ تعالیٰ کسی کو ایمان یا کفر اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾ (سورہ کہف: ۲۹) ”جو چاہتا ہے، ایمان قبول کر لے اور جو چاہتا ہے، کفر کر لے۔“ اور ہم اسی چیز کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر ایک کو فرما برداری کرنے یا نافرمانی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اگر ایسے نہ ہوتا تو نیکیوں کی بنا پر اجر و ثواب اور برائیوں کی بنا پر عذاب و عقاب فضول اور بے مقصد قرار پاتا، جبکہ اللہ تعالیٰ عبث امور سے پاک ہے۔

لیکن بڑا افسوس ہے کہ اکثر لوگوں، بلکہ بعض اساتذہ و مشائخ کا خیال ہے کہ انسان مجبور ہے اور اس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں۔ ان نا عاقبت اندیشیوں کی اس اس رائے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرتا ہے کہ ایک آدمی کو

کو اندھیرے میں پیدا کیا، پھر اسی دن پر اپنا نور ڈالا، جس شخص تک لہاس دن وہ نور پہنچ گیا، وہ ہدایت پا گیا اور جس سے تجاوز کر گیا، وہ گمراہ ہو گیا، اسی لیے میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قلم خشک ہو گیا۔“

خَلَقَهُ فِي ظُلْمَةٍ ثُمَّ أَلْفَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ يَوْمَئِذٍ، فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ نُورِهِ يَوْمَئِذٍ اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَاهُ ضَلَّ، فَلِذَلِكَ أَقُولُ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ((مسند أحمد: ٦٦٤٤))

طاوس یمانی کہتے ہیں: جتنے صحابہ کرام سے میری ملاقات ہوئی، وہ سب کہتے تھے: ہر چیز تقدیر کے ساتھ معلق ہے اور میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز تقدیر کے ساتھ معلق ہے، حتیٰ کہ بے بسی ولا چارگی اور عقل و دانش بھی۔“

(١٨٢).- عَنْ طَاءُ وَسِ بْنِ الْيَمَانِيِّ قَالَ: أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُونَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ وَالْكَئِيسُ.- (مسند أحمد: ٥٨٩٣)

فوائد: بے بس کی بے بسی کا اور عقل مند کی عقل کا فیصلہ تقدیر میں ہو چکا ہے۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس کے دائیں کندھے پر ضرب لگائی اور وہاں سے سفید رنگ کی اولاد نکالی، وہ چھوٹی چیونٹیوں کی جسامت کی تھی، پھر بائیں کندھے پر ضرب لگائی اور کونکوں کی طرح سیاہ اولاد نکالی، پھر دائیں طرف والی اولاد کے بارے میں کہا: یہ جنت میں جائیں گے اور میں کوئی پرواہ نہیں کرتا اور بائیں کندھے سے نکلنے والے اولاد کے بارے میں کہا: یہ جہنم میں جائیں گے اور میں بے پرواہ ہوں۔“

(١٨٣).- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ حِينَ خَلَقَهُ فَضْرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنَى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةَ بَيْضَاءَ كَأَنَّهُمُ الذَّرُّ وَضْرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرَى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةَ سَوْدَاءَ كَأَنَّهُمُ الْحُمَمُ، فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَمِينِهِ: إِلَى الْجَنَّةِ وَلَا أَبَايَ وَقَالَ لِلَّذِي فِي كَفِّهِ الْيُسْرَى: إِلَى النَّارِ وَلَا أَبَايَ.)) (مسند أحمد: ٢٨٠٣٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(١٨٤).- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(١٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٥٥ (انظر: ٥٨٩٣)

(١٨٣) تخريج: اسنادہ ضعيف بهذه السياقة، تفرد به ابو الربيع سليمان بن عتبة، وهو ممن لا يحتمل

تفردہ۔ أخرجه البزار: ٢١٤٤ (انظر: ٢٧٤٨٨)

(١٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٥١ (انظر: ١٠٢٨٦)

”بیشک آدمی عرصہ دراز تک جنتی لوگوں والے اعمال کرتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جنہمی لوگوں والے اعمال کے ساتھ اس کی زندگی کا اختتام کرتا ہے اور اس طرح اس کو آگ والوں میں سے بنا دیتا ہے، دوسری طرف ایک آدمی کافی عرصے تک آگ والے لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں کے افعال کے ساتھ اس کی زندگی کا اختتام کرتا ہے اور اس طرح اس کو اہل جنت میں سے بنا دیتا ہے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم پر اس چیز میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم (کسی کے اچھے عمل کی وجہ سے) اس پر خوش نہ کیے جاؤ، یہاں تک کہ تم دیکھ لو کہ کس عمل پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عمل کرنے والا اپنی عمر کے طویل حصے میں یا کچھ زمانے میں ایسے نیک عمل کرتا ہے کہ اگر ان پر اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، لیکن ہوتا یوں ہے کہ وہ اپنی روٹین تبدیل کر لیتا ہے اور برے عمل شروع کر دیتا ہے، اسی طرح ایک آدمی کچھ عرصہ تک ایسے برے عمل کرتا رہتا ہے کہ اگر اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا، لیکن پھر وہ بدل جاتا ہے اور نیک عمل شروع کر دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کی موت سے پہلے استعمال کر لیتا ہے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اس کو کیسے استعمال کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس کو نیک عمل کی توفیق دے دیتا ہے اور پھر اس کو اس (اچھے عمل) پر موت دے دیتا ہے۔“

قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِيلَ بِأَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يَخْتِمُ اللَّهُ لَهُ بِأَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيَجْعَلُهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِيلَ بِأَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يَخْتِمُ اللَّهُ لَهُ عَمَلَهُ بِأَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَجْعَلُهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.)) (مسند أحمد: ۱۰۲۹۱)

(۱۸۵)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تُعْجَبُوا بِأَحَدٍ حَتَّى تَنْظُرُوا بِمِ يَخْتِمُ لَهُ، فَإِنَّ الْعَامِلَ يَعْمَلُ زَمَانًا طَوِيلًا مِنْ عُمُرِهِ أَوْ بُرْهَةً مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلٍ صَالِحٍ لَوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا سَيِّئًا، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الْبُرْهَةَ مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلٍ سَيِّئٍ لَوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ النَّارَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَسْتَعْمَلُهُ؟ قَالَ: ((يُوقِفُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ)) (مسند أحمد: ۱۲۲۳۸)

(۱۸۵) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه الترمذی: ۲۱۴۳ (انظر: ۱۲۲۱۴)

(۱۸۶) تخريج: اسنادہ صحیح - أخرجه أبو یعلی: ۴۶۶۸، وابن حبان: ۳۴۶ (انظر: ۲۴۷۶۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک ایک آدمی جنتی لوگوں والے عمل کر رہا ہوتا ہے، جبکہ وہ جہنمی لوگوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے، جب اس کی موت سے پہلے کا وقت ہوتا ہے تو اس کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ جہنمی لوگوں والے عمل شروع کر دیتا ہے اور اسی حالت پر مر جاتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ایک آدمی جہنمی لوگوں والے عمل کر رہا ہوتا ہے، جبکہ وہ جنتی لوگوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے، جب اس کی موت سے پہلے کا وقت ہوتا ہے تو وہ پہلی حالت سے منتقل ہو جاتا ہے اور اہل جنت کے عمل شروع کر دیتا ہے اور اسی حالت پر مر کر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“

فوائد: نیک اعمال کی روٹین سے اللہ تعالیٰ سے استقامت اور انجام بخیر کی دعا کرنی چاہیے، یہ بہت بڑی بد نصیبی ہوگی کہ آدمی زندگی بھر نیک عمل کرتا ہے، لیکن آخری چند دنوں کی بد عملی کی وجہ سے جنت سے محروم ہو جائے۔

(۱۸۷)۔ عَنِ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: مَرِضَ رَجُلٌ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ يَعُوذُونَهُ فَبَكَى، فَقِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ؟ أَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ أَقِرَّهُ حَتَّى تَنْقَانِي)) قَالَ: بَلَى، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَبَضَ قَبْضَةً بِيَمِينِهِ فَقَالَ: هَذِهِ لِهَذِهِ وَلَا أُبَالِي وَقَبَضَ قَبْضَةً أُخْرَى يَعْنِي بِيَدِهِ الْأُخْرَى فَقَالَ: هَذِهِ لِهَذِهِ وَلَا أُبَالِي)) فَلَا أَدْرِي فِي أَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ أَنَا۔ (مسند احمد: ۱۷۷۳۷)

ابونضرة کہتے ہیں: ایک صحابی بیمار ہوا، جب اس کے ساتھی اس کی تیمارداری کرنے کے لیے اس کے پاس گئے تو وہ رونے لگ گیا، کسی نے اس سے کہا: اللہ کے بندے! تو کیوں رورہا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ”اپنی مونچھوں کو کاٹ دے، پھر اسی حالت پر برقرار رہنا، یہاں تک کہ مجھے آملے۔“ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، ایسے ہی ہوا تھا، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ سے مٹھی بھری اور کہا: یہ جنت کے لیے ہیں اور میں بے پروا ہوں، پھر دوسرے ہاتھ سے ایک مٹھی بھری اور کہا: یہ جہنم کے لیے ہیں اور مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔“ اب میں یہ نہیں جانتا کہ میں کون سی مٹھی میں تھا۔

فوائد: اس صحابی کو اس خوشخبری کی حقیقت کا علم تھا، لیکن بیماری کی حالت میں دوسری فکر بھی غالب آئی ہوئی تھی۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: ”پس اللہ تعالیٰ نے دونوں ہاتھوں سے دو مٹھیاں بھریں اور کہا: ”یہ جنت میں جائیں گے اور میں بے پروا ہوں اور یہ جہنم میں جائیں گے اور مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی، جو صغیرہ گناہوں سے زیادہ ملتی جلتی ہو، اس چیز کی بہ نسبت، جس کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ہر بیٹے پر اس کا زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، وہ اس کو لا محالہ طور پر پالے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس تمنا کرتا ہے اور چاہتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔“

سیدنا ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ جو ہم دوا کے ذریعے علاج کرتے ہیں، دم کرواتے ہیں، پچاؤ استعمال کرتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے کسی چیز کو رد کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے ہیں۔“

(۱۸۸)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيِّ ﷺ بِسُحُوهِ وَفِيهِ: ((فَقَبَضَ بِيَدَيْهِ قَبْضَتَيْنِ فَقَالَ: هَذِهِ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِي وَ هَذِهِ فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِي.)) (مسند أحمد: ۲۲۴۲۷)

(۱۸۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّيْنَةِ أَدْرَكَهُ لَا مَحَالَةَ، وَزَيْنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ وَزَيْنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَ النَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهَى وَ النَّفْرَجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يَكْذِبُهُ.)) (مسند أحمد: ۷۷۰۵)

(۱۹۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي خُرَّامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ دَوَاءً تَدَاوَى بِهِ وَرُقَى نَسْتَرْفِي بِهَا وَنُقَى نَسْقِيهَا تَرُدُّ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ شَيْئًا؟ قَالَ: ((إِنَّهَا مِنْ قَدْرِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.)) (مسند أحمد: ۱۵۵۵۱)

فوائد: لیکن یہ بات درست ہے کہ مختلف بیماریاں اور ان کے علاج کے لیے کوئی دوا کھانا یا دم کروانا، ان سب چیزوں کا تعلق تقدیر سے ہے، اللہ تعالیٰ نے خود مختلف اسباب استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۱۸۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف البراء الغنوی و لانقطاعه ، فالحسن البصری لم یدرک معاذا، وقوله: ”قبض قبضتین.....“ یشهد له أحادیث أخرى (انظر: ۲۲۰۷۷)

(۱۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۶۱۲، ومسلم: ۲۶۵۷ (انظر: ۷۷۱۹)

(۱۹۰) تخریج: اسنادہ ضعیف علی خطأ فیہ۔ أخرجه الترمذی: ۲۱۴۸، وابن ماجه: ۳۴۳۷ (انظر: ۱۵۴۷۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ”ادڑ کے! میں تجھے چند کلمات سکھانے والا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے ان کے ذریعے نفع دے گا، تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر، وہ تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر، اس کو اپنے سامنے پائے گا، جب بھی تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب بھی تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر، اور جان لے کہ اگر پوری امت تجھے کوئی فائدہ دینے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ تجھے کوئی نفع نہیں دیں سکے گی، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں لکھ دیا ہے، اسی طرح اگر پوری امت تجھے کوئی نقصان دینے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ تجھے کوئی نقصان نہیں دے سکے گی، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں لکھ دیا، قلمیں اٹھالی گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ان الفاظ کی زیادتی ہے: ”تو خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہنچان کے رکھ، وہ تنگ دستی میں تجھے پہنچان لے گا، پس اگر ساری مخلوق تجھے کسی ایسی چیز کا فائدہ دینے کا ارادہ کر لے، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں نہیں لکھی تو (وہ جو..... مرضی کر لیں، بہر حال) ان کو یہ قدرت نہیں ہوگی، اسی طرح اگر وہ تجھے ایسا نقصان دینے پر تل جائیں، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے نصیب میں نہیں لکھا، تو وہ ایسا کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھیں گے، تو جان لے کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کرنے میں بڑی خیر ہے اور مدد صبر کے ساتھ، کشادگی تنگی کے ساتھ اور آسانی مشکل کے ساتھ ہوتی ہے۔“

(۱۹۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَكِبَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! إِنِّي مُعَلِّمُكَ نِعْمَاتٍ (يَنْفَعُكَ اللَّهُ يَهِنًا) إِحْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، إِحْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعِنِ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ أَنْ يَنْفَعُوكَ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ أَنْ يَضُرُّوكَ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ.)) (مسند أحمد: ۲۶۶۹)

(۱۹۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ): بِنَحْوِهِ وَفِيهِ زِيَادَةٌ: ((تَعَرَّفَ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفَكَ لِي السَّلْسَةِ (وَفِيهِ أَيْضًا) فَلَوْ أَنَّ الْخَلْقَ كُنْتُمْ جَمِيعًا أَرَادُوا أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَيْهِ، وَإِنْ أَرَادُوا أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَيْهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ فِي الصَّبْرِ عَلَى مَا تَكَرَّرَ خَيْرًا كَثِيرًا وَأَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَأَنَّ الْفَرْجَ مَعَ الْكُرْبِ وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا.)) (مسند أحمد: ۲۸۰۳)

(۱۹۱) تخریج: اسنادہ قوی - أخرجه الترمذی: ۲۵۱۶ (انظر: ۲۶۶۹)

(۱۹۲) تخریج: حدیث صحیح، وانظر الحديث بالطريق الاول

فوائد: یہ عقیدے کی پختگی ہوگی کہ مختلف جسمانی اور روحانی آزمائشوں سے بچنے کے لیے جائز اسباب استعمال کرنے کے بعد نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے، اگر وسائل کی کمی کے باوجود کافروں سے جہاد کرنے کی نوبت آ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ڈٹ جانا چاہیے، کسی بیماری کے علاج کے جائز اسباب استعمال کرنے چاہئیں، لیکن شفا کے معاملے میں توکل صرف اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے، ان دو احادیث میں مذکورہ باقی نصیحتیں بھی اس لائق ہیں کہ ان کا بغور مطالعہ کر کے ان کو اپنایا جائے۔

فَصَلُّ مِنْهُ فِي مُحَاجَّةِ آدَمَ وَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

حضرت آدم ﷺ اور حضرت موسیٰ ﷺ کا جھگڑا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدم ﷺ اور موسیٰ ﷺ کا جھگڑا ہونے لگا، موسیٰ ﷺ نے کہا: اے آدم! تم ہمارے باپ ہو، تم نے ہمیں ناکام کیا اور جنت سے نکال دیا، ایک روایت میں ہے: تم وہ آدم ہو کہ جس کو اس کی غلطی نے جنت سے نکال دیا؟ آدم ﷺ نے کہا: اے موسیٰ! تم وہی ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی رسالت کے ساتھ منتخب فرمایا اور تمہارے لیے اپنے ہاتھ سے تورات لکھی، اب کیا تم مجھے ایسی چیز پر ملامت کرتے ہو، جو اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق سے چالیس برس پہلے میرے حق میں لکھ دی تھی۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح آدم ﷺ، موسیٰ ﷺ پر غالب آ گئے، آدم ﷺ، موسیٰ ﷺ پر غالب آ گئے۔“

(۱۹۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ مُوسَى: يَا آدَمُ! أَنْتَ أَبُونَا خَيِّبْتَنَا وَ أَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَكَ خَطِيئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ) فَقَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوسَى! أَنْتَ اضْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ (وَ قَالَ مَرَّةً: بِرَسَائِلِهِ) وَ خَطَّ لَكَ بِيَدِهِ، أَنْتَلُو مِنِّي عَلَى أَمْرِ قَدَرَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَ: حَجَّ آدَمُ مُوسَى حَجَّ آدَمُ مُوسَى)) (مسند أحمد: ۷۳۸۱)

فوائد: یہاں چند گزارشات کو بیان کرنا ضروری ہے:

کسی آدمی کو تقدیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں معذور نہیں سمجھا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے ہاں مواخذہ کرنے کے اور معاف کرنے کے قوانین الگ ہیں اور لوگوں میں کون ہے کہ جس کو تھپڑ لگے یا اس کا کوئی اور نقصان ہو جائے اور وہ اس بنا پر معاف کر دے کہ چلو یہ تھپڑ میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔ اگر کسی سے کوئی برائی ہو جائے اور پھر اس برائی کی وجہ سے اس کا نقصان بھی ہو جائے تو ایسے شخص کو اس کی برائی کی بنا پر طعنہ مارنا اور اس کی مذمت کرنا شرعاً درست نہیں ہے، بالخصوص اس وقت کہ جب وہ توبہ تائب بھی ہو چکا ہو۔ آدم ﷺ نے موسیٰ ﷺ کو جو جواب دیا، وہ جواب الزامی تھا، بہر حال ان دونوں انبیاء کی بحث تو عالم برزخ میں ہو رہی تھی، جو سرے سے تکلیف کا عالم ہی نہیں ہے،

اس لیے اس سلسلے میں کسی ایک پر بھی ملامت نہیں کی جاسکتی۔

فَصْلٌ آخَرُ فِي الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَفَضْلِهِ

تقدیر پر رضامند ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان

(۱۹۴)۔ عَنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ لِلَّهِ، وَمِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَاهُ اللَّهُ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللَّهِ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند أحمد: ۱۴۴۴)

سیدنا سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ابن آدم کی سعادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے اور یہ بھی ابن آدم کی خوش بختی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو جائے اور یہ ابن آدم کی بد بختی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب نہ کرے اور اس میں بھی اس کی شقاوت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناراض ہو جائے۔“

(۱۹۵)۔ عَنِ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَجِبْتُ مِنْ قَضَاءِ اللَّهِ لِلْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَ الْمُؤْمِنِ كُلُّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ، فَشَكَرَ كَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ فَصَبَرَ كَانَ خَيْرًا لَهُ)) (مسند أحمد: ۲۴۴۲۰)

سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مومن کے حق میں جو فیصلہ کیا، مجھے اس پر تعجب ہے، بیشک مومن کا سارے کا سارا معاملہ خیر والا ہے اور یہ (اعزاز) صرف مومن کے لیے ہے، اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے اور وہ شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اس میں بھی اس کے لیے بہتری ہے۔“

(۱۹۶)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَجَبًا لِلْمُؤْمِنِ لَا يَقْضِي اللَّهُ شَيْئًا إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ)) (مسند أحمد: ۲۰۵۴۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن پر تعجب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جو فیصلہ کر دے، اس میں اس کے لیے خیر ہے۔“

فوائد: جائز اسباب کے استعمال کے بعد ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور ہر آزمائش پر صبر کرنا

(۱۹۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن ابی حمید الانصاری الزرقی متفق علی ضعفہ۔ آخرجہ الترمذی: ۲۱۵۱ (انظر: ۱۴۴۴)

(۱۹۵) تخریج: آخرجہ مسلم: ۲۹۹۹ (انظر: ۲۳۹۲۴)

(۱۹۶) تخریج: حدیث صحیح۔ آخرجہ ابو یعلیٰ: ۴۰۱۹، وابن حبان: ۷۲۸ (انظر: ۲۰۲۸۳)

چاہیے اور ماضی پر پچھتاوے کی بجائے مستقبل کے لیے نتیجہ خیز لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے، مثلاً اگر کسی بد احتیاطی یا معصیت کی وجہ سے کوئی نقصان ہو جاتا ہے یا بے عزتی ہو جاتی ہے تو آئندہ کے لیے احتیاط کرے اور نافرمانیوں سے بچے۔

بَابٌ فِي تَقْدِيرِ حَالِ الْإِنْسَانِ وَهُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

انسان کی اس حالت کی تقدیر کا بیان، جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں ہو

(۱۹۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمُسَدِّقُ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفَخُ فِيهِ الرُّوحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، رِزْقُهُ وَأَجَلُهُ وَعَمَلُهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ لِيَعْمَلَ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.)) (مسند أحمد: ۳۶۲۴)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، جو کہ صادق و مصدوق ہیں، نے ہم کو بیان کیا اور فرمایا: ”بیشک تمہاری تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں تک نطفہ ہی رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک خون کا لوتھڑا رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتے کو بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے رزق، موت اور عمل اور اس کے بد بخت یا خوش بخت ہونے کا، پس اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! بیشک تم میں سے ایک آدمی جنتی لوگوں والے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہتا ہے، لیکن کتاب تقدیر اس پر سبقت لے جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ جہنمی لوگوں کے اعمال پر ہوتا ہے، پس وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، اسی طرح ایک آدمی جہنمی لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہتا ہے، لیکن کتاب تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال پر کر دیا جاتا ہے، سو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“

فوائد: یہ تقدیر کے وہی معاملات ہیں، جن کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار قبل جن کو تحریر کر دیا گیا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ اس موقع پر ہر بندے کی علیحدہ فائل تیار کر دی جاتی ہے، اگلی دو احادیث میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نطفہ رحم میں چالیس دن یا راتیں ٹھہر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں، پس وہ پوچھتا ہے: اے میرے رب! اس کا رزق کیا ہے؟ پس اسے جواب دیا جاتا ہے، پھر وہ پوچھتا ہے: اے میرے رب! اس کی موت کب ہوگی؟ پس اس کو بتلا دیا جاتا ہے، پھر وہ سوال کرتا ہے: اے میرے رب! یہ مذکر ہوگا یا مؤنث؟ سو اس کو بتلا دیا جاتا ہے، پھر وہ کہتا ہے: اے میرے رب! یہ بد بخت ہوگا یا خوش بخت؟ پھر یہ بھی اس کو بتلا دیا جاتا ہے۔“

سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نطفہ رحم میں چالیس یا پینتالیس راتیں ٹھہر جاتا ہے تو اس پر ایک فرشتہ داخل ہوتا ہے اور وہ سوال کرتا ہے: اے میرے رب! کیا حکم ہے، بد بخت ہے یا خوش بخت؟ مذکر ہے یا مؤنث؟ پس اللہ تعالیٰ اس کو بتلا دیتا ہے اور یہ دونوں چیزیں لکھ لی جاتی ہیں، پھر وہ کہتا ہے: کیا حکم ہے، مذکر ہے یا مؤنث؟ پس اللہ تعالیٰ اس کو بتلاتا ہے اور یہ چیزیں بھی لکھ دی جاتی ہیں، پھر اس کا عمل، عمر، مصیبت اور رزق لکھا جاتا ہے اور صحیفے کو لپیٹ لیا جاتا ہے اور اس میں زیادتی کی جاسکتی ہے نہ کی۔“

(۱۹۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَقَرَّتِ النُّطْفَةُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يَقُولُ: يَا رَبِّ! مَا رِزْقُهُ؟ فَيَقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! مَا أَجَلُهُ؟ فَيَقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَيَقُولُ:)) (مسند أحمد: ۱۵۳۴۲)

(۱۹۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ أَسِيدِ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، (وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: أَوْ خَمْسَةَ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً) فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! مَاذَا، أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيُكْتَبَانِ، فَيَقُولُ: مَاذَا؟ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيُكْتَبَانِ، فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَآثَرُهُ وَمَصِيبَتُهُ وَرِزْقُهُ، ثُمَّ تَطْوَى الصَّحِيفَةُ فَلَا يُزَادُ عَلَى مَا فِيهَا وَلَا يُنْقَضُ.)) (مسند أحمد: ۱۶۲۴۱)

(۱۹۸) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۵۲۶۹)

(۱۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۴۴، ۲۶۴۵ (انظر: ۱۶۱۴۲)

(۲۰۰)۔ عَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((فَرَعَ اللَّهُ إِلَى كُلِّ عَبْدٍ مِنْ خَمْسٍ، مِنْ أَجَلِهِ وَرِزْقِهِ وَأَثَرِهِ وَشَقِيٍّ أَمْ سَعِيدٍ)) (مسند أحمد: ۲۲۰۶۶)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر بندے سے پانچ چیزوں سے فارغ ہو گیا ہے، اس کی موت، رزق، عمر اور بدبختی یا خوش بختی۔“

فوائد: تقدیر کے اس نظام کے باوجود بندے سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ خیر و بھلائی کا طالب بنے اور اس کے حصول کی کوشش کرے اور اپنے دامن کو شر و فساد والے امور سے بچائے۔

بَابُ فِي الْإِيمَانِ بِالْقَدْرِ

تقدیر پر ایمان لانے کا بیان

(۲۰۱)۔ عَنِ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ (رضي الله عنه): إِنَّا نُسَافِرُ فِي الْأَفَاقِ فَنَلْفِي قَوْمًا يَقُولُونَ لَا قَدَرَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَأَخْبِرُوهُمْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَأَنَّهُمْ مِنْهُ بَرَاءٌ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ، فَذَكَرَ مِنْ هَيْئَتِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُذْنُهُ)) فَذَنَا، فَقَالَ: ((أُذْنُهُ)) فَذَنَا، فَقَالَ: ((أُذْنُهُ)) فَذَنَا حَتَّى كَادَ رُكْبَتَاهُ تَمَسَّانِ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي مَا الْإِيمَانُ أَوْ عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم لوگ مختلف علاقوں کا سفر کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو ملتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کوئی تقدیر نہیں ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب جب تم ان کو ملو تو ان کو یہ بتلا دینا کہ عبد اللہ بن عمران سے اور وہ ان سے بری ہیں، انھوں نے تین دفعہ یہ بات کہی، پھر انھوں نے یہ حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا، پھر اس کی حالت بیان کی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”قرب ہو جا۔“ پس وہ قریب ہوا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”مزید قریب ہو جا۔“ وہ اور قریب ہو گیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور قریب ہو جاؤ۔“ پس وہ اتنا قریب ہو گیا کہ اس کے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کو مس کرنے لگے، پھر اس بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتلائیں کہ ایمان کیا ہے؟

(۲۰۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطبرانی في "الوسط": ۳۱۴۴، والبخاری: ۲۱۵۲ (انظر: ۲۱۷۲۳)

(۲۰۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ۴۶۹۷، وقال الترمذی فی "السنن":

۸ / ۵: روى هذا الحديث عن ابن عمر، عن النبي ﷺ والصحيح: عن ابن عمر عن عمر عن النبي ﷺ۔

وأخرجه عن عمر مسلم: ۸۔ (انظر: ۳۷۴)

وَتُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ-) قَالَ سُفْيَانُ: أَرَاهُ قَالَ: ((بِخَيْرِهِ وَشَرِّهِ-)) قَالَ: فَمَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((أَقَامَ الصَّلَاةَ وَإِتَاءَ الزَّكَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَسَلَ مِنْ لِحْنَابِهِ-)) كُلُّ ذَلِكَ قَالَ: صَدَقْتَ صَدَقْتَ، قَالَ الْقَوْمُ: مَا رَأَيْنَا رَجُلًا أَشَدَّ تَوْقِيرًا لِلرَّسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَذَا، كَأَنَّهُ يُعَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ-)) أَوْ ((تَعْبُدَهُ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ-)) كُلُّ ذَلِكَ تَقُولُ: مَا رَأَيْنَا رَجُلًا أَشَدَّ تَوْقِيرًا لِلرَّسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَذَا، فَيَقُولُ: صَدَقْتَ صَدَقْتَ، قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: ((مَا الْمَسْتُورُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ بِهَا مِنْ السَّائِلِ-))، قَالَ: فَقَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ ذَلِكَ مِرَارًا، مَا رَأَيْنَا رَجُلًا أَشَدَّ تَوْقِيرًا لِلرَّسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَذَا، ثُمَّ وَتَى، قَالَ سُفْيَانُ: قَبَّلْتَنِي أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْتَمِسُوهُ-)) فَلَمْ يَجِدُوهُ، قَالَ: ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ، مَا آتَانِي فِي صُورَةٍ إِلَّا عَرَفْتُهُ غَيْرَ هَذِهِ الصُّورَةِ-)) (مسند أحمد: 374)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر، وہ خیر والی ہو یا شر والی، پر ایمان لاؤ۔“ اس نے کہا: اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور غسل جنابت کرنا اسلام ہے۔“ ہر دفعہ اس نے جواب میں کہا: آپ حج فرما رہے ہیں، آپ حج فرما رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا: ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جو اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر کرنے والا ہو، لیکن ایسے لگتا ہے کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کو تعلیم دے رہا ہے، بہر حال اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے احسان کے بارے میں بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔“ ہر دفعہ ہم کہتے: ہم نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر کرنے والا ہو، پھر اس نے کہا: آپ حج فرما رہے ہیں، آپ حج فرما رہے ہیں، اچھا اب مجھے قیامت کے بارے میں بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بارے میں تو مسؤل، سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔“ اس نے کہا: آپ حج کہہ رہے ہیں، اس نے کئی دفعہ یہ بات کہی، ہم نے اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ عزت کرنے والا پایا، پھر وہ چلا گیا۔ سفیان کہتے ہیں: مجھے یہ بات بھی موصول ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو تلاش کرو۔“ لیکن صحابہ اس کو تلاش نہ کر سکے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبریل علیہ السلام تھے، وہ تم لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے، پہلے تو جس صورت میں آتے تھے، میں ان کو پہچان لیتا تھا، ماسوائے اس

صورت کے، (آج میں ان کو نہیں پہچان سکا)۔“

(دوسری سند) یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہمارے ہاں ایسے لوگ بھی ہیں، جن کا خیال یہ ہے کہ معاملہ ان کے اختیار میں ہے، پس اگر وہ چاہیں تو عمل کر لیں اور چاہیں تو نہ کریں، آگے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ان کو یہ اطلاع دے دو کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ پھر انھوں نے کہا: جبرائیل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔“ انھوں نے کہا: جب میں یہ امور سر انجام دوں گا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ انھوں نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا: احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، پس اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔“ انھوں نے کہا: پس جب میں اس طرح کروں گا، تو کیا میں صاحب احسان ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ انھوں نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں، پھر انھوں نے کہا: اچھا یہ بتائیں کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے، جنت، جہنم اور ساری تقدیر پر ایمان لاؤ۔“ انھوں نے کہا: پس جب میں اس طرح کروں گا تو میں مومن بن جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ انھوں نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں۔

(۲۰۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّ عِنْدَنَا رَجَالًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الْأَمْرَ بَأَيْدِيهِمْ فَإِنْ شَاءُوا وَعَمِلُوا وَإِنْ شَاءُوا وَالْمَ يَعْمَلُوا، فَقَالَ: أَخْبِرْهُمْ أَنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَأَنَّهُمْ مِنِّي بَرَاءٌ، ثُمَّ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الْإِسْلَامُ؟ فَقَالَ: ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ)) قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: صَدَقْتُ، قَالَ: فَمَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((تَخْشَى اللَّهَ تَعَالَى كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُحْسِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: صَدَقْتُ، قَالَ: فَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَابْتِغِي مِنَ بَعْدِ الْمَوْتِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْقَدْرِ كُلِّهِ)) قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُؤْمِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: صَدَقْتُ۔ (مسند أحمد:

(۵۸۵۶)

ایک روایت میں یہ زائد بات ہے: اور جبریل، نبی کریم ﷺ کے پاس سیدنا وحیہ رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔

(۲۰۳) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ جِبْرِيلُ يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ فِي صُورَةِ دَحِيَّةٍ. (مسند أحمد: ۵۸۵۷)

(تیسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور اچھی اور بری تقدیر پر تمہارا ایمان لانا۔“ یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں، ہمیں اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو تم کو دین کی نشانیوں کی تعلیم دینے آئے تھے۔“

(۲۰۴) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جِبْرِيلَ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشِرِّهِ.)) فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ يُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَلِكَ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِينِكُمْ.)) (مسند أحمد: ۱۹۱)

(چوتھی سند) یحییٰ بن یعمر اور حمید ثمری کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو طے اور تقدیر کے موضوع پر بات کی اور لوگوں کا نظریہ بھی ذکر کیا، انھوں نے ہمیں کہا: جب تم ان لوگوں کی طرف لوٹو تو ان کو تین بار کہنا کہ ”ابن عمر تم سے اور تم اس سے بری ہو“ پھر انھوں نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثناء میں ایک آدمی پیدل چلتے ہوئے آگیا، وہ خوبصورت چہرے والا اور خوبصورت بالوں والا تھا، اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ نہ تو ہم اس آدمی کو جانتے ہیں اور نہ یہ مسافر

(۲۰۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ رَابِعٍ) - أَيْ عَنِ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمِيرِيِّ قَالَ: لَقِينَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَذَكَرْنَا الْقَدْرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ، فَقَالَ لَنَا: إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ فَقُولُوا: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ بَرِيءٌ وَأَنْتُمْ مِنْهُ بَرَاءٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ بَيْنَمَا هُمْ جُلُوسٌ أَوْ قُعُودٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جَاءَهُ رَجُلٌ يَمَشِي حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيْضٌ، فَنَظَرَ الْقَوْمُ

(۲۰۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۰۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۸ (انظر: ۱۹۱)

(۲۰۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۸ الى قوله: "ذَلِكَ جِبْرِيلُ جَاءَ كُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينِكُمْ."، وأخرج ما بعده

ابوداود: ۴۶۹۶ (انظر: ۱۸۴)

لگ رہا ہے، پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس آسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ پس وہ آیا اور اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے پاس رکھ دیئے اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے، (پھر کتاب الایمان کے دوسرے باب میں مذکورہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی اور اس میں ہے کہ سائل کے چلے جانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس بندے کو میرے پاس لاؤ۔“ لوگ اس کو تلاش کرنے کے لیے نکلے، لیکن ان کو کوئی چیز نظر ہی نہ آئی، پھر وہ دو یا تین دن ٹھہرے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابن خطاب! کیا تم جانتے ہو کہ فلاں فلاں چیز کے بارے میں سوال کرنے والا کون تھا؟“ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبریل علیہ السلام تھے، جو تم کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔“ پھر جہینہ یا مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ کیا اس چیز کے مطابق جو گزر چکی ہے، یا اس چیز کے مطابق جو از سر نو ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس چیز کے مطابق جو گزر چکی ہے۔“ اس آدمی نے یا کسی اور شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنیتوں کے لیے اہل جنت کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے اور جہنمیوں کے لیے اہل جہنم کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے۔“ یحییٰ نے کہا: وہ اسی طرح ہی ہے، یعنی جس طرح تم نے مجھے بیان کیا ہے۔

بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مَا تَعْرِفُ هَذَا وَمَا هَذَا بِصَاحِبِ سَفَرٍ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! آتِيكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) فَجَاءَ فَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ وَيَدَيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ، (وَسَاقَ الْحَدِيثِ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ فِي الْبَابِ الثَّانِي مِنْ كِتَابِ الْإِيمَانِ وَفِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بَعْدَ أَنْ ذَهَبَ السَّائِلُ) عَلَى بِالرَّجُلِ، فَطَلَبُوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَمَكَتْ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ قَالَ: ((يَا ابْنَ الْخَطَابِ! أَتَذَرِي مَنْ السَّائِلُ عَنْ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ جَاءَ كُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ.)) قَالَ: وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِيمَا نَعْمَلُ، أَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضَى أَوْ فِي شَيْءٍ يُسْتَأْنَفُ الْآنَ؟ قَالَ: ((فِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضَى.)) فَقَالَ رَجُلٌ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِيمَا نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ مُيسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ مُيسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ.)) قَالَ يَحْيَى: قَالَ هُوَ هَكَذَا يَعْنِي كَمَا قَرَأْتُ عَلَى. (مسند أحمد: ۱۸۴)

فوائد: یہ مشہور حدیث جبریل ہے، جو اسلام، ایمان اور احسان کی تعریفات کے ساتھ دیگر بعض امور پر

مشتمل ہے، اس میں ایمان کے حوالے سے آٹھ نو چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان پر ایمان لانا ضروری ہے، ان میں سے ایک تقدیر ہے، وہ اچھی ہو یا بری۔

ابن دہلی کہتے ہیں: میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو ملا اور کہا: اے ابو منذر! تقدیر کے بارے میں میرے دل میں وسوسہ سا پیدا ہونے لگا ہے، کوئی ایسی چیز بیان کرو کہ جس سے میرے دل کی یہ کیفیت ختم ہو جائے۔ انھوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو وہ عذاب دے دے، جبکہ وہ ان کے حق میں ظالم نہیں ہوگا اور ان سب پر رحم کر دے تو اس کی رحمت ان کے لیے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی اور اگر تو احد پہاڑ کے بقدر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دے تو وہ اس کو تجھ سے اس وقت تک قبول نہیں کرے گا، جب تک تو تقدیر پر ایمان نہیں لائے گا اور یہ نہیں جان لے گا کہ جس چیز کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ تجھے پہنچ کر رہے گی تو وہ تجھ سے تجاوز نہیں کرے گی اور جس چیز کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ تجھ سے تجاوز کر جائے گی تو وہ تجھ تک نہیں پہنچ پائے گی، اگر تو (تقدیر کے بارے میں) اس عقیدے پر نہ مرا تو تو جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی مجھے اسی قسم کی بات بیان کر دی، پھر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، انھوں نے بھی اسی قسم کی بات کہہ دی، پھر میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انھوں نے بھی مجھے اسی قسم کی بات نبی کریم ﷺ کے حوالے سے بیان کر دی۔

فوائد: اللہ تعالیٰ سب کچھ کر دے یا کچھ نہ کرے، کسی کو آزمائشوں کے شکنجے میں جکڑے رکھے یا کسی کو

تکلیف کا احساس ہی نہ ہونے دے، یہ اس کی منشا کے مطابق ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کر گزرے، وہی مناسب ہے اور ہمارے لیے اس پر راضی ہونا ضروری ہے۔

(۲۰۶)۔ عَنِ ابْنِ الدَّبَلِيِّ قَالَ: لَقِيتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنْ هَذَا الْقَدْرِ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ مِنْ قَلْبِي، قَالَ: لَوْ أَنَّ اللَّهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ لَهُمْ خَيْرًا مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ أَنْفَقْتَ جَبَلٌ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ يُخْطِئُكَ، وَمَا أَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ يُضَيِّبُكَ، وَلَوْ مِتَّ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ لَدَخَلْتَ النَّارَ، قَالَ: فَآتَيْتُ حُدَيْفَةَ فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ، وَآتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ وَآتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ مِثْلَ ذَلِكَ. (مسند أحمد: ۲۱۹۲۲)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور آدمی ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک اسے اس چیز کا (پختہ) علم نہ ہو جائے کہ جو چیز (اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) اسے لاحق ہونی ہے وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتی اور جس چیز نے اس سے تجاوز کرنا ہے وہ اسے لاحق نہیں ہو سکتی۔“

ولید بن عبادہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ بیمار تھے اور میرا خیال تھا کہ اس بیماری میں ان کی موت واقع ہو جائے گی، پس میں نے کہا: ابا جان! کوئی وصیت کر دو اور میرے لیے کوشش کرو۔ انھوں نے کہا: مجھے بٹھاؤ، پھر انھوں نے کہا: میرے پیارے بیٹے! تو اس وقت تک نہ ایمان کا ذائقہ نہیں چکھ سکتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی حقیقت کو پہنچ سکتا ہے، جب تک تو اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہیں لائے گا۔ میں نے کہا: ابا جان! میں یہ کیسے جان سکتا ہوں کہ اچھی اور بری تقدیر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جان لے کہ جو چیز تجھ سے تجاوز کر جانے والی ہے، وہ تجھے لاحق نہیں ہو سکتی اور جو چیز تجھے لاحق ہونے والی ہے، وہ تجھ سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ اے میرے پیارے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو سب سے پہلے پیدا کیا، وہ قلم ہے، پھر اس نے اسے کہا: تو لکھ، پس وہ چل پڑی اور قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے امور لکھ دیئے۔“ اے میرے بیٹے! اگر تو اس عقیدے کے بغیر مر گیا تو تو جہنم میں داخل ہوگا۔

(۲۰۷)۔ عَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةٌ، وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئْهُ وَمَا أَخْطَاهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)) (مسند أحمد: ۲۸۰۳۸)

(۲۰۸)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُبَادَةَ (يَعْنِي بَنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) وَهُوَ مَرِيضٌ أَتَخَايَلُ فِيهِ الْمَوْتَ فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ! أَوْصِنِي وَاجْتَهِدْ لِي فَقَالَ: أَجْلِسُونِي، قَالَ: يَا بَنِي! إِنَّكَ لَنْ تَطْعَمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ وَلَمْ تَبْلُغْ حَقِيقَةَ الْعِلْمِ بِاللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ! فَكَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ مَا خَيْرُ الْقَدْرِ وَشَرُّهُ؟ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّ مَا أَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، يَا بَنِي! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَلَمَ، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ! فَجَرَى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَاتِبٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) يَا بَنِي! إِنْ مِتَّ وَلَسْتَ عَلَى ذَلِكَ دَخَلْتَ النَّارَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۰۸۱)

(۲۰۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو الربیع سلیمان بن عتبہ مختلف فیہ، وقد تفرده، وهو ممن لا یحتمل تفرده۔ أخرجه الطبرانی (انظر: ۲۷۴۹۰)

(۲۰۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۴۷۰۰، والترمذی: ۲۱۵۵، ۳۳۱۹ (انظر: ۲۲۷۰۵)

فوائد: ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کے عقائد کی اس طرح اصلاح کریں۔

(۲۰۹)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَتَصَدِيقٌ بِهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ: أُرِيدُ أَهْوَنَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((السَّمَاحَةُ وَالصَّبْرُ)) قَالَ: أُرِيدُ أَهْوَنَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((لَا تَتَّبِعِ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي شَيْءٍ قَضَى لَكَ بِهِ)) (مسند أحمد: ۲۳۰۹۴)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی تصدیق کرنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو اس سے آسان عمل کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبر و سہمت۔“ لیکن اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو اس سے ہلکے عمل کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں جو فیصلہ کر دے، اس میں اس کو متہم نہ ٹھہرانا، (یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو جانا)۔“

فوائد: آپ ﷺ نے مختلف اعمال کی ترتیب لگا دی ہے، تاکہ ہر آدمی اپنے حالات کے مطابق اپنے لیے کوئی راہ نکال سکے۔ آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دنیوی اور اخروی ترقی کے لیے محنت کرتے ہوئے جائز اسباب استعمال کرے، لیکن اگر کوئی نقصان ہو جاتا ہے یا محنت کا ثمرہ نہیں ملتا تو اس کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر راضی ہو جائے اور اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرے۔

(۲۱۰)۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ الْمَرْءُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) قَالَ أَبُو حَازِمٍ: لَعَنَّ اللَّهُ دِينَنَا أَنَا أَكْبَرُ مِنْهُ، يَعْنِي التَّكْذِيبَ بِالْقَدْرِ۔ (مسند أحمد: ۶۷۰۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہیں لاتا۔“ ابو حازم نے کہا: اللہ تعالیٰ اس دین پر لعنت کرے کہ میں جس سے بڑا ہوں، ان کی مراد تقدیر کو جھٹلانے پر (رد کرنا ہے)۔

فوائد: ابو حازم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس دین کی کیا اہمیت ہے کہ جس میں تقدیر پر ایمان لانے کی شق نہیں پائی جاتی، ایسا دین تو اتنا ناقص ہوگا کہ وہ ابو حازم سے بھی کم تر ہوگا۔

(۲۰۹) تخریج: حدیث محتمل للتحسين - أخرجه ابو يعلى فى "مسنده الكبير"، والبخارى فى "خلق افعال العباد": ۱۶۳ (انظر: ۲۲۷۱۷)

(۲۱۰) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۶۷۰۳)

بَابُ فِي الْعَمَلِ مَعَ الْقَدْرِ

تقدیر کے ساتھ عمل کرنے کا بیان

نوٹ: اب آپ نے غور کرنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے تقدیر سے متعلقہ سوالات کا کیسے مختصر اور ساکت جواب دیا اور آگے سے سامعین نے اطمینان کا اظہار کیا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اعمالِ صالحہ پر مشتمل زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے۔

(۲۱۱)۔ عن ابي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قلت: يا رسول الله! العمل على ما فرغ منه أو على أمرٍ مؤتلفٍ؟ قال: ((بل على أمرٍ قد فرغ منه)). قال: قلت: ففيم العمل يا رسول الله؟ قال: ((كلٌ ميسرٌ لما خُلِقَ له)). (مسند أحمد: ۱۹)

سیدنا ابو بکر صدیق رضي الله عنه سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! عمل اس چیز کے مطابق ہے، جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے یا اس کے مطابق ہے، جو از سر نو ہو رہی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس معاملے کے مطابق ہے، جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ایک کے لیے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔“

(۲۱۲)۔ عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: سألت النبي ﷺ رجلٌ من جهينة أو مزينة فقال: يا رسول الله! فيما نعمل، أفي شيءٍ قد خلا أو مضي أو في شيءٍ يستأنف الآن؟ قال: ((في شيءٍ قد خلا أو مضي)). فقال رجلٌ أو بعضُ القوم: يا رسول الله! فيما نعمل؟ قال: ((أهل الجنة ميسرون لعمل أهل الجنة وأهل النار ميسرون لعمل أهل النار)). (مسند أحمد: ۱۸۴)

سیدنا عمر بن خطاب رضي الله عنه سے مروی ہے کہ جہینہ یا مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ کیا اس (تقدیر) کے مطابق جو گزر چکی ہے، یا اس چیز کے مطابق جو از سر نو ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس چیز کے مطابق جو گزر چکی ہے۔“ اس آدمی نے یا کسی اور شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنتیوں کے لیے اہل جنت کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے اور جہنمیوں کے لیے اہل جہنم کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے۔“

(۲۱۱) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۴۷، والبخاری: ۲۸ (انظر: ۱۹)

(۲۱۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابوداود: ۴۶۹۶ (انظر: ۱۸۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا سراقہ بن جہشم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ کیا اس (تقدیر) کے مطابق جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے، یا اس چیز کے مطابق جو ہم از سر نو کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس چیز کے مطابق جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔“ انھوں نے کہا: تو پھر عمل کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمل کرو، ہر ایک کو جس عمل کے لیے پیدا کیا گیا ہے، وہ اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں، جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے، یا اس چیز کے مطابق جو از سر نو ہم کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس چیز کے مطابق جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔“ سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر عمل کی کیا حقیقت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر عامل کے لیے اس کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی تھی، آپ اس سے زمین کو کرید رہے تھے، اتنے میں آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کی منزل کا علم ہو چکا ہے کہ وہ جنت ہے یا جہنم۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر ہم عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم عمل کرو، ہر ایک کو جس عمل کے لیے پیدا کیا گیا ہے، وہ اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۲۱۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِيمَ الْعَمَلُ؟ أَمِ شَيْءٍ قَدْ فُرِعَ مِنْهُ أَوْ فِي شَيْءٍ نَسْتَأْنِفُهُ؟ فَقَالَ: ((بَلْ فِي شَيْءٍ قَدْ فُرِعَ مِنْهُ)) قَالَ: فَفِيمَ الْعَمَلُ إِذَا؟ قَالَ: ((اعْمَلُوا! فَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ)) (مسند أحمد: ۱۴۳۰۸)

(۲۱۴)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ جَابِرِ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْمَلُ لِأَمْرٍ قَدْ فُرِعَ مِنْهُ أَمْ لِأَمْرٍ نَأْتِفُهُ؟ قَالَ: ((لِأَمْرٍ قَدْ فُرِعَ مِنْهُ)) فَقَالَ سُرَاقَةُ: فَفِيمَ الْعَمَلُ إِذَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ عَامِلٍ مَيْسَرٌ لِعَمَلِهِ)) (مسند أحمد: ۱۴۶۵۴)

(۲۱۵)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسًا وَفِي يَدِهِ عُوذٌ يَنْكُتُ بِهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ نَفْسٍ إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ مَنْزِلُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ)) قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَلِمَ نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((اعْمَلُوا! فَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ)) (أَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى

(۲۱۳) (تخریج: ہو حدیث طویل و آخر جہ مسلم مفرقا: ۱۲۱۳، ۲۶۴۸ (انظر: ۱۴۲۵۸)

(۲۱۴) (تخریج: آخر جہ مسلم: ۲۶۴۸ (انظر: ۱۴۶۰۰)

(۲۱۵) (تخریج: کتاب جہ حسن البیرونی میں لکھی ۹ ج ۱۷۱ (ردو اسلام میں مسلم: کا کتاب لے انظر مفت ۲/۱۷۱)

”جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے) ڈرا اور
نیک بات کی تصدیق کی۔ تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی
سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی
اور نیک بات کی تکذیب کی۔ تو ہم بھی اسی کے لیے اس کی تنگی
و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔“ (سورہ لیل: ۵ تا ۱۰)

فوائد: ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی اور اطاعت کی توفیق اس کو ملتی ہے، جو خیر کے امور سرانجام دینے
اور محارم سے بچنے کے لیے مستعد ہو اور حسب استطاعت ان کی پابندی کر رہا ہے، اس کے برعکس جو شخص بخل کرتا ہے اور
اللہ تعالیٰ کے احکام سے بے پرواہی برتا ہے تو اس کے لیے برائیوں کے سلسلے کو برقرار رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک
مثال سے بات کو واضح کر دیتے ہیں، جب نماز فجر کا وقت ہوتا ہے، تو اس وقت بعض لوگوں کا سویا رہنا ان کے حق میں
قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہوتا اور اس وقت ان کو نیند ہی نہیں آتی، پس وہ سکون سے اٹھ جاتے ہیں اور نماز ادا کر کے
اطمینان حاصل کر لیتے ہیں، لیکن بعض ایسے منحوس بھی ہوتے ہیں کہ اس نماز کے لیے اٹھنا ان پر اس قدر گراں گزرتا ہے
کہ وہ سوئے رہنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں، اول الذکر لوگ عمل صالح کرنے کی رغبت رکھتے تھے، سو ان کے لیے عمل
آسان ہو گیا اور مؤخر الذکر میں یہ رغبت نہیں، پس وہ بڑے محروم ٹھہرے۔

(۲۱۶) (وَعَنْهُ فِي أُخْرَى)۔ عَنْ عَلِيٍّ
(ﷺ) قَالَ: كُنَّا مَعَ جَنَازَةِ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ
فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا
حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ بَنَكْتُ بِهَا، ثُمَّ رَفَعَ
بَصْرَهُ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ
إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَفْعِدُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ،
إِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةٌ أَوْ سَعِيدَةٌ)) فَقَالَ
النَّبِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا نَمُكُّ عَلَى
كِتَابِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ
السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى السَّعَادَةِ، وَمَنْ كَانَ
مِنْ أَهْلِ الشَّقْوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى الشَّقْوَةِ؟
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اعْمَلُوا! فَكُلُّ

(دوسری روایت) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم بقیع غرقہ میں
ایک جنازے کے ساتھ تھے، پس رسول اللہ ﷺ ہمارے
پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ارد
گرد بیٹھ گئے، آپ ﷺ کے پاس ایک چھڑی تھی،
آپ ﷺ اس سے زمین کو کرید، پھر آپ ﷺ نے اپنی
نگاہ اوپر اٹھائی اور فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کا جنت اور جہنم کی
صورت میں ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے اور یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ وہ
خوش بخت ہے یا بد بخت۔“ لوگوں نے کہا: کیا ہم اپنی کتاب پر
اعتماد کر کے عمل ترک نہ کر دیں، کیونکہ جو خوش بختوں میں سے
ہوگا، وہ خوش بختی تک رسائی حاصل کر لے گا اور جو بد بختوں
میں سے ہوگا، وہ بد بختی تک پہنچ جائے گا؟ آپ ﷺ نے
فرمایا: ”عمل کرو، ہر ایک کو آسان کر دیا گیا ہے، جو بد بختوں

میں سے ہے، اس کے لیے بدبختی کے عمل آسان کر دیئے گئے ہیں اور جو خوش بختوں میں سے ہے، اس کے لیے خوش بختی کے عمل آسان کر دیئے گئے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى - وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى - فَسَنِيسِرُّهُ لِلْيُسْرَى - وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى - وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى - فَسَنِيسِرُّهُ لِلْعُسْرَى﴾ ”جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے)، اور نیک بات کی تصدیق کی، تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی، تو ہم بھی اس کے لیے تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جو عمل کر رہے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا یہ اس (تقدیر) کے مطابق ہیں، جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے، یا اب ان کی ابتداء ہو رہی ہے اور ان کو ایجاد کیا جا رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس (تقدیر) کے مطابق ہے، جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے، اے ابن خطاب! عمل کر، پس ہر ایک کو آسان کر دیا گیا ہے، پس جو شخص خوش بختوں میں سے ہو، وہ خوش بختی کے لیے عمل کرتا ہے اور جو بدبختوں میں سے ہو، وہ بدبختی کے لیے عمل کرتا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں دو کتابیں تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سی دو کتابیں ہیں؟“ ہم

میسر، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقْوَةِ فَإِنَّهُ مُيسِرٌ لِعَمَلِ الشَّقْوَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ مُيسِرٌ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ.))
ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَسَنِيسِرُّهُ لِلْعُسْرَى﴾ - (مسند أحمد: ۱۰۶۷)

(۲۱۷) - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ فِيهِ، أَفِي أَمْرٍ قَدْ فُرِعَ مِنْهُ أَوْ مُبْتَدَأُ أَوْ مُبْتَدَعٌ؟ قَالَ: ((فِيمَا قَدْ فُرِعَ مِنْهُ، فَأَعْمَلُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَإِنَّ كُلَّ مُيسِرٍ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلْسَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ.)) (مسند أحمد: ۱۹۶)

(۲۱۸) - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ؟))

(۲۱۷) تخريج: حسن لغيره - أخرجه الترمذی: ۳۱۱۱ (انظر: ۱۹۶)

(۲۱۸) تخريج: حسن، قاله الالبانی - أخرجه الترمذی: ۲۱۴۱ (انظر: ۶۵۶۳)

نے کہا: جی نہیں، اے اللہ کے رسول! اللہ یہ کہ آپ ہمیں بتا دیں، آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: ”یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں اہل جنت اور ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں اور اخیر پر ان کی میزان جوڑ دی گئی ہے (نوٹل) نہ ان میں بیشی ہو سکتی ہے، نہ کمی۔“ پھر آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں کہا: ”یہ جہنمیوں کی کتاب ہے، اس میں ان کے نام اور ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں اور اخیر پر ان کی میزان جوڑ دی گئی، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔“ صحابہ نے کہا: اگر اس معاملے سے اس قدر فارغ ہوا چکا ہے تو پھر ہم کس چیز کے لیے عمل کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”راہ صواب پر چلتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو، بیشک جنتی آدمی کا اختتام جنت والوں کے عمل کے ساتھ ہوگا، اگرچہ وہ جون سامرضی عمل کرتا رہے اور جہنمی آدمی کا اختتام اہل جہنم کے عمل کے ساتھ ہوگا، اگرچہ وہ جو مرضی عمل کرتا رہے۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو بند کیا اور فرمایا: ”تمہارا رب اپنے بندوں سے فارغ ہو گیا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے دائیں سے اس کتاب کو پھینکا اور فرمایا: ”ایک فریق جنت میں جائے گا۔“ پھر بائیں ہاتھ سے کتاب کو پھینکا اور فرمایا: ”ایک فریق جہنم میں جائے گا۔“

قَالَ: قُلْنَا: لَا إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى: ((هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِأَسْمَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءِ آبَاءِ هُمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ لَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)) ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي يَسَارِهِ: ((هَذَا كِتَابُ أَهْلِ النَّارِ بِأَسْمَاءِ هُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ لَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)) فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: فَلَايَ شَيْءٍ إِذْنُ نَعْمَلُ إِنْ كَانَ هَذَا أَمْرًا قَدْ فُرِعَ مِنْهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ لِيُخْتَمَ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ)) ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَهَا، ثُمَّ قَالَ: ((فَرِعَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْعِبَادِ)) ثُمَّ قَالَ بِالْيُمْنَى فَنَبَذَهَا فَقَالَ: ((فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ)) وَنَبَذَ بِالْيُسْرَى فَقَالَ: ((فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ)) (مسند أحمد:

(٦٥٦٣)

فوائد: یہ دو حقیقی کتابیں تھیں، واللہ علی کل شیء قدیر، آپ ﷺ نے مقصد و مدعا بیان کرنے کے بعد ان کتابوں کو عالم الغیب کی طرف پھینک دیا، یہ پھینکنا بطور اہانت نہیں تھا۔ امام غزالی نے ”کیمیاء السعادت“ میں کہا: دو چیزوں میں خواص، عوام سے ممتاز ہیں: (۱) عوام کو جو امور تعلیم و تعلم کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں، وہ خواص کو بغیر کسی محنت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم لدنی کے طور پر حاصل ہو جاتے ہیں۔ (۲) جو چیزیں عام لوگوں کو خواہوں میں نظر آتی ہیں، خواص ان کو بیداری میں دیکھ لیتے ہیں۔ اس باب میں مشائخ کی حکایات اور مثالیں بہت زیادہ ہیں، جب یہ مرتبہ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اللہ تعالیٰ کے خاص لوگوں کو حاصل ہے، تو اس شخصیت کا کیا کہنا جو رسولوں کی سردار ہو، رتبہ میں ان سے بلند ہو، علم میں ان سے گہری ہو اور سب سے زیادہ وسیع العلم ہو۔

(۲۱۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قَتَادَةَ السَّلْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ أَخَذَ الْخَلْقَ مِنْ ظَهْرِهِ وَقَالَ: هُوَلَاءِ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِي وَ هُوَلَاءِ فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِي)) قَالَ: فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَعَلَى مَاذَا نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((عَلَى مَوَاقِعِ الْقَدْرِ)) (مسند أحمد: ۱۷۸۱۰)

سیدنا عبد الرحمن بن قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، پھر ان کی پیٹھ سے ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا: یہ جنت کے لئے ہیں اور میں بے پروا ہوں اور یہ جہنم کے لئے ہیں اور میں کوئی پروا نہیں کرتا۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تقدیر کے مطابق۔“

فوائد: بلاشک و شبہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو نیکی و بدی کرنے کے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (سورہ دھر: ۳) ”ہم نے اس (انسان) کو راہ دکھائی، اب خواہ وہ شکر گزار بنے، خواہ ناشکرا۔“ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ معلوم کر لیا کہ کون کیا عمل کرے گا اور کس کا کیا انجام ہوگا، پھر اس کو قلمی شکل دے دی، اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اس کا علم کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کے طرز حیات اور ان کے انجام کی پیشین گوئی کی، جو حق ثابت ہوئی۔ اب کوئی انسان مجبور ہو کر نیک یا برے اعمال نہیں کر رہا، بلکہ اسے اختیار ہے، اس نے خود انتخاب کرنا ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے انتخاب کا علم ہے، اب انسان کے عمل اور اللہ تعالیٰ کے علم میں من و عن موافقت ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

(۲۲۰)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ أَوْ قِيلَ لَهُ: أَيْعَرَفُ أَهْلَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: ((يَعْمَلُ كُلُّ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسَّرَ لَهُ)) (مسند أحمد: ۱۷۶۶۰)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ کیا جہنمیوں کو جنتیوں سے پہچان لیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ انھوں نے کہا: تو پھر عمل کرنے والے عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر کوئی وہی عمل کر رہا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا

(۲۱۹) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن حبان: ۳۳۸، والحاكم: ۳۱ / ۱، والطبرانی في "الكبير": ۲۲ / ۴۳۵ (انظر: ۱۷۶۶۰)

(۲۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۵۵۱، ومسلم: ۲۶۴۹ (انظر: ۱۹۸۳۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(۲۰۰۷۳)

گمایا جو اس کے لیے آسان کر دیا گیا۔“

ابو اسود دلی کہتے ہیں: میں ایک دن صبح صبح سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے کہا: اے ابو اسود، پھر پوری حدیث ذکر کی، اس میں ہے: بیشک جبینہ یا مزینہ قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آج کل لوگ اپنے نبی کی لائی تعلیمات پر جو عمل اور محنت کر رہے ہیں اور جن کے ذریعے ان پر حجت قائم ہو چکی ہے، کیا یہ ایسی چیز ہے کہ جس کا تقدیر میں فیصلہ ہو چکا ہے، یا یہ از سر نو ہو رہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ ایسی چیز ہے کہ جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور جو ان لوگوں پر جاری ہو چکی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر لوگ عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو دو منزلوں میں سے ایک کے لیے پیدا کیا ہے تو وہ اس کو اس کے عمل کے لیے تیار بھی کرتا ہے، اس بات کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اس آیت میں ہے: ”پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر نکلنے کی۔“ (سورہ شمس: ۸)

(۲۲۱)۔ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ قَالَ: غَدَوْتُ عَلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمًا مِنَ الْأَيَّامِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْأَسْوَدِ! فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مِنْ مُزَيْنَةَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْذِبُونَ فِيهِ، شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ أَوْ مَضَى عَلَيْهِمْ فِي قَدْرٍ قَدْ سَبَقَ أَوْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُونَ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَأَتَّخَذَتْ عَلَيْهِمْ حُجَّةً؟ قَالَ: ((بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى عَلَيْهِمْ)) قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُونَ إِذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((مَنْ كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَهُ لِوَأَحَدَةٍ مِنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ يُهَيِّئُهُ لِعَمَلِهَا، وَتَصْدِيقِ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمَ يَكْفِيُ الْبَاطِلِينَ﴾ (مسند

(أحمد: ۲۰۱۷۸)

فوائد: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیا اور ان کو انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کے ذریعے سے خیر و شر کی پہچان کروادی اور ان کی نظرت اور عقل میں خیر اور شر اور نیکی اور بدی کا شعور ودیعت کر دیا، تاکہ وہ نیکی کو اپنائیں اور بدی سے اجتناب کریں۔

(۲۲۲)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ، أَمْرٌ قَدْ فُرعَ مِنْهُ أَمْ أَمْرٌ نَسْتَأْنِفُهُ؟ قَالَ: ((بَلْ أَمْرٌ قَدْ فُرعَ مِنْهُ)) قَالُوا: فَكَيْفَ بِالْعَمَلِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

(۲۲۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۵۵۱، ۶۵۹۶، مختصراً، و مسلم: ۲۶۵۰ (انظر: ۱۹۹۳۶)

(۲۲۲) تخريج: طب ك - أخرجه (انظر:)

اللَّهُ؟ قَالَ: ((كُلُّ أَمْرٍ مَّهِيَّا لِمَا خُلِقَ فرمایا: ”یہ ایسی چیز ہے کہ جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کرنے کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بندے کو اس چیز کے لیے تیار کر دیا جاتا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔“

بَابُ فِي هَجْرِ الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدْرِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيْهِمْ

تقدیر کو جھٹلانے والوں سے قطع تعلق کرنے اور ان پر سختی کرنے کا بیان

(۲۲۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسٌ وَمَجُوسٌ أُمَّتِي الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا قَدْرَ، إِنْ مَرَضُوا فَلَا تَعُودُ وَهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُ وَهُمْ)) (مسند أحمد: ۵۵۸۴) کے جنازوں میں حاضر نہیں ہونا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ کوئی تقدیر نہیں ہے، اگر یہ لوگ بیمار پڑ جائیں تو ان کی تیمارداری نہ کرنا اور اگر یہ مر جائیں تو ان کے جنازوں میں حاضر نہیں ہونا۔“

فوائد: مجوسی دو معبودوں کے قائل ہیں: (۱) خَالِقُ الْخَيْرِ، اس کو وہ یزدان کہتے ہیں اور اس سے ان کی مراد اللہ ہوتی ہے۔ (۲) خَالِقُ الشَّرِّ، اس کو وہ اہرمن کہتے ہیں اور اس سے ان کی مراد شیطان ہوتی ہے۔ ایک قول کے مطابق مجوسی کہتے ہیں کہ نور کا فعل خیر ہے اور ظلمت کا فعل شر ہے، اس اعتبار سے یہ مثنویہ بن جاتے ہیں، یعنی دو معبودوں کے قائل ہو جاتے ہیں۔ یہی معاملہ قدریہ کا ہے، جو کہتے ہیں کہ خیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور شرفس کی طرف سے ہے، گویا انھوں نے دو خالق تسلیم کر لیے۔

(۲۲۴) (وَعَنْهُ يَلْفِظُ آخَرَ)۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسًا وَإِنَّ مَجُوسَ أُمَّتِي الْمُكْذِبُونَ بِالْقَدْرِ، فَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُ وَهُمْ وَإِنْ مَرَضُوا فَلَا تَعُودُ وَهُمْ)) (مسند أحمد: ۶۰۷۷)

(دوسری روایت) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں، جو تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں، پس اگر یہ لوگ مر جائیں تو ان کے جنازوں میں حاضر نہیں ہونا اور اگر یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی تیمارداری نہیں کرنی۔“

(۲۲۳) تخريج: اسنادہ ضعيف، عمر بن عبد الله مولى غفرة ابن معين وقال: لم يسمع من احد من اصحاب النبي ﷺ، وقال ابن حبان: كان ممن يقلب الاخبار - أخرجه ابو داود: ۴۶۹۱ (انظر: ۵۵۸۴)

(۲۲۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول كتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(۲۲۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مَسْخٌ، أَلَا وَذَلِكَ فِي الْمُكْذِبِينَ بِالْقَدْرِ وَالزَّنْدِيقِيَّةِ)) (مسند أحمد: ۵۸۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب میری امت میں بھی مسخ ہوگا (یعنی شکلیں بگڑ جائیں گی)، خبردار! ایسے تقدیر کو جھٹلانے والوں اور زندیقوں میں ہوگا۔“

فوائد: زندیقوں سے مراد یا تو وہ لوگ ہیں جو سرے سے ربوبیت اور آخرت کو تسلیم ہی نہیں کرتے یا وہ ہیں جن کے باطن میں کفر ہوتا ہے، لیکن وہ اظہار ایمان کا کرتے ہیں۔

(۲۲۶)۔ عَنْ حُدَيْقَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسًا، وَمَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ، فَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُودُ وَهُمْ وَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوهُ، وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَالِ، حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِ)) (مسند أحمد: ۲۳۸۴۹)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یشک ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی تقدیر نہیں ہے، اگر ان میں سے کوئی بیمار پڑ جائے تو اس کی تیمارداری نہیں کرنی اور اگر کوئی مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر نہیں ہونا، یہ لوگ دجال کے پیروکار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ ان کو اسی کے ساتھ ملا دے۔“

(۲۲۷)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌ وَلَا مُذْمِنٌ حَمِيرٌ وَلَا مُكْذِبٌ بِقَدْرِ)) (مسند أحمد: ۲۸۰۳۲)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نافرمان و بدسلوک، ہمیشہ شراب پینے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

(۲۲۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور لوگ تقدیر کے

(۲۲۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف رشدين بن سعد۔ أخرجه الترمذی: ۲۱۵۳، وابن ماجه: ۴۰۶۱، والترمذی: ۲۱۵۲ (انظر: ۵۸۶۷)

(۲۲۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، عمر مولی غفرة ضعیف وقد اضطرب فی اسنادہ، وفيه رجل مبهم۔ أخرجه ابوداود: ۴۶۹۲ (انظر: ۲۳۴۵۶)

(۲۲۷) تخریج: حسن لغيره دون قوله: 'ولا مكذب بقدر' فقد تفرد بها سليمان بن عتبة الدمشقي وهو ممن لا يحتمل تفردہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۳۷۶ مختصرا (انظر: ۲۷۴۸۴)

(۲۲۸) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۸۵ (انظر: ۶۶۶۸) کتاب وسکت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

موضوع پر گفتگو کر رہے تھے، آپ ﷺ کو اتنا غصہ آیا کہ یوں لگا کہ انار کا دانہ آپ ﷺ کے چہرے پر پھٹ گیا ہے (یعنی غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کیا ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ایک حصے کو دوسرے سے ٹکرا رہے ہو، اسی وجہ سے تم سے پہلے والے لوگ ہلاک ہو گئے۔“ سیدنا عبد اللہ نے کہا: جس مجلس میں رسول اللہ ﷺ ہوتے تھے، اس میں حاضر نہ ہونے کا اتنا رشک کبھی نہیں ہوا تھا، جو اس مجلس کے بارے میں ہوا کہ کاش میں اس میں موجود نہ ہوتا (تاکہ آپ ﷺ کے غصے کا مصداق بننے سے بچ جاتا)۔

وَالنَّاسُ يَتَكَلَّمُونَ فِي الْقَدْرِ، قَالَ: وَكَأَنَّمَا تَفَقَّأَ فِي وَجْهِهِ حَبُّ الرُّمَّانِ مِنَ الْعَضْبِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: ((مَا لَكُمْ تَضْرِبُونَ كِتَابَ اللَّهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، بِهَذَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) قَالَ: فَمَا عَبَّطْتُ نَفْسِي بِمَجْلِسٍ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ أَشْهَدُهُ بِمَا عَبَّطْتُ نَفْسِي بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ، أَنِّي لَمْ أَشْهَدُهُ۔ (مسند أحمد: ٦٦٦٨)

فوائد: تقدیر کے بارے میں غلط نظریات کے مختلف انداز یہ ہیں: اگر ساری چیزوں کے وقوع پذیر ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ تقدیر سے متعلقہ ہے، تو پھر ثواب و عقاب کا کیا تک بنتا ہے؟ سوال ہوا کہ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں، اس کی کیا حکمت ہے؟ جواب دیا گیا: اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اختیار اور قوت دی ہے۔ لیکن کہا گیا کہ ان کو یہ قوت و اختیار اور نیکی یا برائی کرنے کی قدرت کس نے عطا کی ہے؟ تقدیر میں جو کچھ طے پا چکا ہے، بندہ ویسے ہی کرنے پر مجبور ہے، اس کو اپنی پسند یا ناپسند کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ برائیاں کر رہے ہیں تو یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کیا ہے، اس میں ان کا کیا تصور ہے۔ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں اور سارے کے سارے معاملات از سر نو ترتیب پا رہے ہیں، قضا و قدر کا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔

(٢٢٩)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدْرِ وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ)) وَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَرَّةً: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - (مسند أحمد: ٢٠٦)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ تم اہل قدر (یعنی تقدیر کو جھٹلانے والوں) کی مجلس اختیار کرو اور نہ ان کو حاکم بناؤ (یا ان سے بحث مباحثہ نہ کرو)۔“

فوائد: مسائل کا تصفیہ ان کی رائے پر مت رکھو۔ یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جب عام مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فریقے کے لوگ حق پر نہیں ہیں، لیکن ان میں ان کے مغالطوں کا جواب دینے کی اہلیت نہ ہو تو انہیں ایسے لوگوں کی مجلسوں سے ہی کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے، مثال کے طور پر مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قادیانیوں کا دعویٰ بطلان پر مبنی ہے، لیکن اس کے باوجود بعض سادہ لوح مسلمان ان کے دلائل سے متاثر ہو کر ان کا نظریہ

(٢٢٩) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة حکیم بن شریک الہذلی - أخرجه ابو داود: ٤٧١٠ (انظر: ٢٠٦)

اختیار کر لیتے ہیں، ایسی صورت میں ایسے سادہ مسلمانوں کو ان لوگوں کی مجالس سے ہی دور رہنا چاہیے۔

(۲۳۰)۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ لِابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) صَدِيقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُكَاتِبُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَرَّةً عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ بَلَغَنِي تَكَلَّمْتَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَكْذِبُونَ بِالْقَدْرِ)) (مسند أحمد: ۵۶۳۹)

نافع کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا شام میں ایک دوست تھا، وہ ان کو خط لکھتا رہتا تھا، ایک دفعہ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف یہ بات لکھی: مجھے تمہارے بارے میں یہ بات موصول ہوئی ہے کہ تم نے تقدیر کے مسئلے پر کچھ (ناجائز) گفتگو کی ہے، اس لیے اب مجھے خط لکھنے سے گریز کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے، جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔“

(۲۳۱)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ): إِنَّ رَجُلًا قَدِيمَ عَلَيْنَا يَكْذِبُ بِالْقَدْرِ، فَقَالَ: دُلُّونِي عَلَيْهِ، وَهُوَ يَوْمِيذٍ قَدْ عَمِيَ، قَالُوا: وَمَا تَضَعُ بِهِ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنِ اسْتَمَكَنْتُ مِنْهُ لَأَعْضَنَ أَنْفَهُ حَتَّى أَقْطَعَهُ وَلَئِنِ وَقَعَتْ رَقَبَتُهُ فِي يَدِي لَأَدْفِنُهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كَأَنِّي بِنِسَاءِ بَنِي فَهْرٍ يَطْفَنُ بِالْحَزْرَجِ تَضَطْفِقُ أَلْيَاتُهُنَّ مُشْرِكَاتٍ)) هَذَا أَوْلُ شِرْكٍ هَذِهِ الْأُمَّةُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ بِهِمْ سُوءُ رَأْيِهِمْ حَتَّى يُخْرِجُوا اللَّهَ مِنْ أَنْ يَكُونَ قَدَرٌ خَيْرًا، كَمَا أَخْرَجُوهُ مِنْ أَنْ يَكُونَ قَدَرًا شَرًّا. (مسند أحمد: ۳۰۵۴)

محمد بن عبید مکی کہتے ہیں کہ کسی نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: ہمارے پاس ایک آدمی آیا ہے، وہ تقدیر کو جھٹلاتا ہے، انھوں نے کہا: مجھے اس کے پاس لے جاؤ، وہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے، لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! آپ اس کو کیا کریں گے؟ انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اس پر قابو پالیا تو اس کے ناک پر کاٹوں گا، یہاں تک کہ اس کو کاٹ دوں گا اور اگر میرے ہاتھوں میں اس کی گردن آگئی تو اس کو توڑ دوں گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”گو کیا کہ میں بنو فہر کی ان خواتین کو دیکھ رہا ہوں، جو خزرج کا طواف کر رہی ہیں اور ان کے سرین حرکت کر رہے ہیں اور وہ مشرک ہیں۔“ یہ اس امت کا پہلا شرک ہو گا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان لوگوں کی یہ گھٹیا رائے ان کو اس مقام تک پہنچا دے گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کو اس چیز سے بھی نکال دیں کہ اس نے خیر کو مقدر کیا ہے، جیسا کہ انھوں نے اس کو اس چیز سے نکال دیا کہ اس نے شر کو مقدر کیا ہے۔

(۲۳۰) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه ابوداود: ۴۶۱۳ (انظر: ۵۶۳۹)

(۲۳۱) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف محمد بن عبید المکی (انظر: ۳۰۵۴)

(۲۳۲)۔ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: أَنَا رَأَيْتُ ابْنَ عَمْرٍو كَيْفَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ تَنظُرُ فِيهِ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَدِينَةِ، فَكَانُوا يَنظُرُونَ فِيهِ كَمَا يَنظُرُونَ فِي نَجْمٍ سَاطِعٍ فِي لَيْلٍ مُّضِيَّةٍ. (مسند أحمد: ۵۸۸۱)

فوائد: غیلان بن ابوغیلان دمشقی پہلا قدری تھا، اس کا گھر دمشق میں تھا، عمر بن عبدالعزیز نے اس کے نظریہ تقدیر کی وجہ سے اس کی ملامت کی تھی، چنانچہ یہ اس نظریے سے رک گیا تھا، لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو اس نے اپنے نظریے کی اشاعت شروع کر دی، یہ باقاعدہ لوگوں کو فتوے دینے لگ گیا اور اس نے ۱۱۶ھ میں ہشام بن عبدالملک کے ساتھ حج ادا کیا۔ امام اوزاعی کہتے ہیں: ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے دوران غیلان قدری ہمارے پاس آیا اور تقدیر کے موضوع پر اس نے گفتگو شروع کر دی، یہ ایک منہ پھٹ شخص تھا، نتیجتاً لوگوں نے اس پر طعن کیا اور ہشام کو اس پر ناراض کر دیا، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ (تاریخ ابن عساکر: ۱/۳۵۱)



کِتَابُ الْعِلْمِ

علم کے ابواب

بَابُ فِي فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ

علم اور علماء کی فضیلت کا بیان

(۲۳۳)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَاسْلَطَهُ عَلَى هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ)) (مسند أحمد: ۳۶۵۱)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو چیزوں میں رشک ہے، ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس کو حق کے لیے بھرپور خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو حکمت (یعنی علم نافع) عطا اور وہ اس کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔“

فوائد: حسد کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے: (۱) کسی شخص کے بارے میں یہ تمنا کرنا کہ وہ فلاں نعمت سے محروم ہو جائے، یہ حرام ہے۔ (۲) کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اسے بھی یہ نعمت مل جائے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کو رشک کہتے ہیں اور یہ ہر اس نعمت کے بارے میں کیا جاسکتا ہے، جس کا گناہ سے تعلق نہ ہو۔

اس حدیث میں رشک کو صرف دو چیزوں کے ساتھ پابند کیا گیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ قابل تعریف اور عظمت و فضیلت والا رشک ان دو چیزوں میں ہی ہوتا ہے۔

(۲۳۴)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِي الْأَرْضِ كَمَثَلِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ يَهْتَدِي بِهِمْ فِي سَبِيلِهِمْ)) (مسند أحمد: ۳۶۵۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زمین میں اہل علم کی مثال، آسمان میں ستاروں کی سی ہے، ان علماء کے ذریعے خشکی اور سمندری اندھیروں میں

(۲۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۳، ۱۴۰۹، ومسلم: ۸۱۶ (انظر: ۳۶۵۱)

(۲۳۴) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، رشدين بن سعد ضعيف، وابو حفص صاحب انس مجهول، وعبد الله بن الوليد لين الحديث (انظر: ۱۲۶۰۰)

رہنمائی حاصل کی جاتی ہے، جب یہ ستارے مٹ جائیں گے تو جلدی ہی رہنمائی کرنے والے گمراہ ہو جائیں گے۔“ (مسند احمد: ۱۲۶۲۷)

(۲۳۵)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ: ((بَشِّرُوا وَلَا تَنْفَرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تَعْتَبِرُوا)) (مسند احمد: ۱۹۹۳۵)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب اپنے صحابہ میں سے کسی کو کسی کام کے لیے بھیجتے تو فرماتے: ”(لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے وقت) خوشخبریاں سنانا اور متفرق نہ کر دینا اور آسانیاں پیدا کرنا اور (دین میں) مشکلات پیدا نہ کر دینا۔“

فوائد: داعی کو حکمت و دانائی سے متصف ہونا چاہیے اور ایسا رہنا ہی ہونا چاہیے، جو لوگوں کے مزاج کو سمجھ کر درجہ بدرجہ ان کی تربیت کر کے ان کو بلندی کی طرف لے جانے والا ہے، شریعت نے خوشخبریاں سنانے، آسانیاں پیدا کرنے، متفرق نہ کرنے اور مشکلات پیدا نہ کرنے کا کوئی کلیہ اور ضابطہ مقرر نہیں کیا، ان سب چیزوں کا انحصار مبلغ کے فہم پر ہے، ہر بندے کا مزاج دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، کس بندے کو کس انداز میں سمجھایا جائے اور کون سا بندہ کون سی بات کو محسوس کرتا ہے، ان سب امور کا پاس و لحاظ کرنا ضروری ہے، اس ضمن میں انتہائی ضروری بات یہ ہے کہ ایک مسجد یا ادارے کے لوگ مختلف دھڑا بندیوں میں تقسیم نہ ہوں، وگرنہ اصلاح کو دور کر دینے والا فساد پیدا ہو جائے گا۔

(۲۳۶) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ الْأَرْضَ، فَكَانَتْ مِنْهُ طَائِفَةٌ قَبِلَتْ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَّاءَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبٌ أَمْسَكَتِ السَّمَاءَ فَتَمَعَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا نَاسًا فَشَرِبُوا فَرَعُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَسْقَوْا، وَأَصَابَتْ طَائِفَةٌ مِنْهَا أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ تَيْعَانُ لَا تُمِسُّكَ مَاءٌ وَلَا تُنْبِتُ كَلًّا، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقَهُ فِي دِينِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَفَعَهُ اللَّهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم عطا کر کے بھیجا ہے، اس کی مثال اس بارش کی سی ہے، جو زمین پر نازل ہوئی، زمین کے ایک حصے نے اس کا پانی قبول کیا اور بہت زیادہ گھاس اگائی اور ایک حصہ سخت تھا، اس نے پانی کو روک لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے کئی لوگوں کو فائدہ پہنچایا، پس انھوں نے پانی پیا، مویشیوں کو پلایا، کھیتی کاشت کی اور اس کو سیراب کیا۔ پھر یہی بارش اس زمین پر بھی برسی، جو چٹیل میدان تھی، وہ نہ پانی کو روک سکی اور نہ گھاس اگا سکی۔ پس اول الذکر اس شخص کی مثال ہے جس نے دین میں فقہ حاصل کی، (یعنی دین کو سمجھا اور اس کا علم حاصل کیا)، اور

(۲۳۵) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۰۳۸، ومسلم: ۱۷۳۳ (انظر: ۱۹۶۹۹)

(۲۳۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۷۹، ومسلم: ۲۲۷۲ (انظر: ۱۹۵۷۳)

اللہ تعالیٰ نے مجھے جس چیز کے ساتھ بھیجا ہے، اس کو اس کے ذریعے نفع دیا اور پھر اس کے ذریعے لوگوں کو نفع دیا، سوا اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دی اور مؤخر الذکر اس آدمی کی مثال ہے، جس نے (علم اور ہدایت قبول کرنے کیلئے) سرے سے سر ہی نہیں اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی وہ ہدایت قبول نہیں کی، جس کے ساتھ اس نے مجھے مبعوث کیا۔“

فوائد: اس حدیث میں زمین کی تین قسمیں بیان کی گئیں ہیں: (۱) پانی کو قبول کر کے جذب کرے اور چارہ اگائے، (۲) پانی کو روک رکھے، ایسی زمین خود تو اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتی، البتہ لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں اور (۳) وہ چٹیل میدان، جو نہ پانی کو روک سکا اور نہ چارہ اگا سکا۔ پہلی مثال اس عالم کی ہے، جس نے شرعی علم اور تَفَقُّهُ نِی الدین حاصل کیا، اس پر عمل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی۔ دوسری مثال اس عالم کی ہے، جس نے شرعی علم حاصل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دی، لیکن خود عمل نہ کر سکا اور پہلے کی طرح دین میں فقاہت حاصل نہ کی۔ تیسری مثال اس شخص کی ہے، جس نے علم سنا، لیکن نہ اس کو یاد کیا، نہ اس پر عمل کیا اور اس کو دوسروں تک منتقل بھی نہ کیا۔

نافع بن عبدالحارث سے مروی ہے کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عسفان مقام پر ملے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کو اس کے سابقہ ملک کا عامل بنایا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم واوی والوں پر کس کو نائب بنا کر آئے ہو؟ اس نے کہا: جی میں ابن ابزی کو نائب بنا کر آیا ہوں، انھوں نے کہا: ابن ابزی کون ہے؟ اس نے کہا: یہ ہمارا ایک غلام ہے، انھوں نے کہا: تم غلام کو نائب بنا آئے ہو! اس نے کہا: جی وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنے والا، فرائض کو جاننے والا اور فیصلہ کرنے والا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو رفعت عطا کرتا ہے اور اسی کے ذریعے بعضوں کو ذلیل کر دیتا ہے۔“

عَزَّوَجَلَّ بِمَا بَعَثَنِي بِهِ وَنَفَعَ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۸۰۲)

(۲۳۷)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ أَنَّهُ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى مَلِكِهِ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي؟ قَالَ: اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أَبْزَى ، قَالَ: وَمَا ابْنُ أَبْزَى؟ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ مَوَالِينَا ، فَقَالَ عُمَرُ: اسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمُ مَوْلَى! فَقَالَ: إِنَّهُ قَارِيٌّ لِكِتَابِ اللَّهِ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَاضٍ ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۲)

فوائد: یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے، جس میں ایک غلام کو شرعی علم کی وجہ سے لوگوں کا امیر بنایا جا

رہا ہے، مسلمانوں کی رفعت اور ذلت کا معیار اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(۲۳۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ لَيْمَانَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقَالُوا: بَعَثَ مَعَنَا رَجُلًا يَعْلَمُنَا، فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْسَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ فَارْسَلَهُ مَعَهُمْ فَقَالَ: ((هَذَا أَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ)) (مسند أحمد: ۱۲۸۲۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے پاس ایسا آدمی بھیجیں، جو ہمیں دین کی تعلیم دے، آپ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو ان کے ساتھ بھیجا اور فرمایا: ”یہ اس امت کا امین ہے۔“

فوائد: اہل یمن کو قرآن و حدیث کی تعلیم دینے کے لیے امت مسلمہ کے امین اور جلیل القدر صحابی سیدنا ابو عبیدہ کا انتخاب کیا جا رہا ہے، جبکہ اس صحابی کو یہ منقبت اس کے علم شرعی کی وجہ مل رہی ہے۔ کاش! آج بھی اس حقیقت کا ابراک کر لیا جاتا، ہم ایسے پر فتن دور سے گزر رہے ہیں کہ جس میں امامت، خطابت، اذان، خدمت مسجد، حفظ و ناظرہ نا تعلیم اور قرآن و حدیث کی تدریس کو باعث اعزاز مشغلہ نہیں سمجھا جا رہا، استغفر اللہ۔

(۲۳۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا هُرُونَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ النَّخْبَرِيِّ الزِّيَادِيُّ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ بْنِ الْمَعَاظِرِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجَلِّ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفَ لِعَالِمِنَا)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هُرُونَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۱۳۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی میری امت میں سے نہیں ہے، جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا، چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے اہل علم کا حق نہیں پہنچانتا۔“

فوائد: بہر حال اہل علم معاشرے کے سب سے بہترین افراد ہیں، اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کو انہی نسلوں تک منتقل کرنے کیلئے ان ہی لوگوں کو استعمال کیا، اس لیے سب سے زیادہ احترام و اکرام کے لائق یہی لوگ ہیں۔

(۲۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۳۸۲، ۷۲۵۵، ومسلم: ۲۴۱۹ (انظر: ۱۲۷۸۹)

(۲۳۹) تخریج: صحيح لغيره دون قوله: "ويعرف لعالمنا" وهذا اسناد منقطع، ابو قبيل حبي بن هاني، لم

يسمع من عبادة - أخرجه البزار في "مسنده": ۲۷۱۸ (انظر: ۲۲۷۵۵)

فَصَلُّ مِنْهُ فِي قَوْلِهِ ﷺ "مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"
 آپ ﷺ کے فرمان "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔" کا بیان

(۲۴۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ قَالَ: ((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)) (مسند أحمد: ۲۷۹۰) ہے، اس کو دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

فوائد: فقہ سے مراد دین کے علوم کا فہم ہے اور ان علوم کا سرچشمہ قرآن اور حدیث ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو خیر و بھلائی عطا کرنا چاہتا ہو، وہ اس کو شرعی علم عطا کر دیتا ہے اور یہی وہ علم ہے، جس کی وجہ سے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا اثرات اعضاء و جوارح پر نظر آنے لگتے ہیں۔ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ احادیث مبارکہ میں "فقہ" سے مراد اصطلاحی اور عرفی فقہ نہیں ہوتی، پھر فقہ کی جو مروجہ صورت لوگوں کے سامنے ہے اور جس پر بعض لوگوں کو بڑا ناز بھی ہے، اس صورت نے تو لوگوں کو قرآن و حدیث اور اس کے فہم سے دور کر دیا ہے۔ ان احادیث میں قرآن و حدیث کا علم رکھنے والوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ صبر کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھیں اور حرص و طمع اور تہمت گاہوں سے اپنے دامن کو محفوظ رکھیں، انجام خیر ایسے لوگوں کا منتظر ہے۔

(۲۴۱)۔ عَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔ (مسند أحمد: ۱۷۰۵)

(۲۴۲)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں یہ زائد بات ہے: "صرف اور صرف میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور عطا کرنے والا اللہ عزَّ وَجَلَّ"۔ (مسند أحمد: ۷۱۹۴)

تعالیٰ ہے۔"

فوائد: یعنی آپ ﷺ تو علم شرعی کو تقسیم کرنے والے ہیں، کبھی قرآن کی تعلیم دیتے ہیں اور کبھی احادیث بیان کرتے ہیں، رہا مسئلہ فہم و فقہ اور استدلال و استنباط کا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اُس نے اس کو کسی زمانے یا شخصیت کے ساتھ خاص نہیں کیا۔

(۲۴۰) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه الترمذی: ۲۶۴۵ (انظر: ۲۷۹۰)

(۲۴۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۱، ۳۱۱۶، ۳۱۱۷، ۱۰۳۷ (انظر: ۱۶۹۳۱)

(۲۴۲) تخریج: صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه ابن ماجہ: ۲۲۰ (انظر: ۷۱۹۴)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔“

(۲۴۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا رَوْحُ قَالَ: تَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ (بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ)) (مسند أحمد: ۱۶۹۵۹)

عبد اللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کے ساتھ متصل یہ کلام بھی اپنے باپ کی کتاب میں ان کے ہاتھ کے ساتھ لکھا ہوا پایا اور انھوں نے اس پر لکیر بھی لگائی ہے، لیکن اب میں یہ نہیں جانتا کہ کیا انھوں نے مجھ پر یہ پڑھا تھا یا نہیں، وہ کلام یہ ہے: ”اور بیشک سننے والے اور اطاعت کرنے والے کے خلاف کوئی حجت نہیں ہے اور سننے والے اور نافرمانی کرنے والے کے حق میں کوئی حجت نہیں ہے۔“

(۲۴۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: وَجَدْتُ هَذَا الْكَلَامَ فِي كِتَابِ أَبِي بَحْطُ يَدِهِ مُتَّصِلًا بِهِ وَقَدْ حَطَّ عَلَيْهِ فَلَا أَدْرِي أَقَرَأَهُ عَلَيَّ أَمْ لَا، وَإِنَّ السَّمَاعَ الْمُطْبِعَ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ وَإِنَّ السَّمَاعَ الْعَاصِيَ لَا حُجَّةَ لَهُ (مسند أحمد: ۱۶۹۹۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگ بھی کان ہوتے ہیں، پس جو (خاندان اور قبیلے) جاہلیت کے زمانے میں بہتر شمار کیے جاتے ہیں، وہی زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہوتے ہیں، بشرطیکہ دین میں فقہ اور سمجھ بوجھ حاصل کر لیں۔“

(۲۴۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ مَعَادِنٌ، فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَهَمُوا)) (مسند أحمد: ۱۵۰۰۸)

فوائد: جیسے سونے، چاندی اور دوسری قیمتی اور گھٹیا چیزوں کی کانیں ہوتی ہیں، اسی طرح بعض خاندانوں کے لوگ عمدہ، شریف النفس اور بہادر ہوتے ہیں اور بعض قبیلوں کے لوگ نامرد، گھٹیا اور بخیل قسم کے ہوتے ہیں، لیکن اگر اعلیٰ خاندان والے بھی بے علم اور جاہل ہوں تو پھر خاندانی شرافت سے کچھ نہیں ہوتا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ گھٹیا خاندان کا ایک عالم، عالی خاندانوں کے جاہلوں سے بہتر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ اسلام میں علوم شرعیہ کی فقہ اور فہم برتری کی علامت قرار دے رہے ہیں، لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، اس کے ڈیروں نے قرآن و حدیث

(۲۴۳) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابن ماجه: ۲۲۱ (انظر: ۱۶۸۳۴)

(۲۴۴) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹ / ۷۸۵ (انظر: ۱۶۸۷۵)

(۲۴۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۴۹۴۵)

کے فہم کو عزت کی علامت ہی نہیں سمجھا، ظاہر پرستی اور مادیت پرستی اس قدر غالب آگئی کہ جس ڈگری کی بنا پر تنخواہ زیادہ ملتی ہے، اس کو اعزاز سمجھا جا رہا ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ جو لوگ بہت کم معاوضے لے کر مساجد اور مدارس میں دین اسلام کے لیے خدمات سرانجام دے رہے، ان کو بھی یہی مشورے دیئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے فیلڈ کو تبدیل کر لیں، تاکہ دنیا بہتر ہو جائے۔

(۲۴۶)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، لَمْ يَرْتُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَآتَمَا وَرْتُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ)) (مسند أحمد: ۲۲۰۵۸)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علم والے کو عبادت گزار پر اتنی فضیلت حاصل ہے، جیسے چاند کی بقیہ ستاروں پر ہے، بیشک اہل علم ہی انبیائے کرام کے وارث ہیں، انھوں نے ورثے میں درہم و دینار نہیں لیے، بلکہ علم وصول کیا، پس جس شخص نے علم حاصل کیا، اس نے (نبوی میراث سے) بھر پور حصہ لے لیا۔“

فوائد:..... قرآن و حدیث کا علم، نبی کریم ﷺ کی میراث ہے، کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ، جو اس میراث سے بڑی مقدار میں حصہ حاصل کرتے ہیں، لیکن اس موقع میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ اہل علم لوگ اپنی اصلاح کریں، اپنے اندر عاجزی و انکساری پیدا کریں، لوگوں کے سرمایوں سے مستغنی ہو جائیں، صبر کے ساتھ شب و روز گزاریں، ہم کوئی اصحابِ صفہ سے برتر نہیں ہے کہ ہمارے لیے فوراً وسیع روزیوں کے دروازے کھل جائیں اور ان کا علم اُن کے وجود سے جو تقاضے کرتا ہے، وہ ان کو پورا کریں، حقیقی عزت اور بقا اسی شعبے میں ہے۔

بَابُ فِي الرَّحْلَةِ إِلَى طَلْبِ الْعِلْمِ وَفَضْلِ طَالِبِهِ
حصول علم کے لیے سفر کرنے اور طالب علم کی فضیلت کا بیان

(۲۴۷)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ: مَا أَقْدَمَكَ أَيُّ أَخِي؟ قَالَ: حَدِيثٌ، بَلَّغْنِي أَنْكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: أَمَا قَدِمْتَ لِتَسْجَارَةَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَمَا قَدِمْتَ لِحَاجَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ:

قیس بن کثیر کہتے ہیں: ایک آدمی مدینہ منورہ سے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جو کہ دمشق میں تھے، انھوں نے اس سے پوچھا: میرے بھائی! کون سی چیز تجھے لے آئی ہے؟ اس نے کہا: ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں، مجھے پتہ چلا ہے کہ تم اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہو، انھوں نے کہا: کیا تو تجارت کے لیے تو نہیں آیا؟ اس نے کہا: جی نہیں، انھوں نے

(۲۴۶) تخریج: حسن لغیرہ - أخرجه ابوداود ۳۶۴۲، والترمذی: ۲۶۸۲، وابن ماجه: ۲۳۹ (انظر: ۲۱۷۱۵)

(۲۴۷) تخریج: حسن لغیرہ - أخرجه ابوداود ۳۶۴۲، والترمذی: ۲۶۸۲، وابن ماجه: ۲۳۹ (انظر: ۲۱۷۱۵)

کہا: تو کسی اور ضرورت کے لیے تو نہیں آیا؟ اس نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: تو صرف اس حدیث کے حصول کے لیے آیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: پس بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جو آدمی حصول علم کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے، اور بیشک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کیلئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور زمین و آسمان کی ساری مخلوق عالم کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہے، حتیٰ کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی، اور عالم کی عبادت گزار پر اتنی فضیلت ہے، جیسے چاند کی بقیہ ستاروں پر ہے، بیشک اہل علم ہی انبیائے کرام کے وارث ہیں، انھوں نے ورثے میں دینار لیے نہ درہم، بلکہ انھوں نے تو صرف علم وصول کیا ہے، جس نے یہ علم حاصل کیا، اس نے (انبیائے کرام کی میراث سے) بھر پور حصہ لیا۔“

زر بن حبیش کہتے ہیں: میں سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کرنے کے لیے گیا، انھوں نے کہا: کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: حصول علم کے لیے، انھوں نے کہا: تو پھر کیا میں تجھے خوشخبری نہ سناؤں، پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی: ”بیشک فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، اس چیز کی رضامندی کی خاطر جو وہ طلب کر رہا ہوتا ہے۔“

مَا قَدِمْتُ إِلَّا فِي طَلَبِ هَذَا الْحَدِيثِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لَطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْجَحِيثَانِ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، لَمْ يَرِثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرِثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ.)) (مسند أحمد: ۲۲۰۵۸)

(۲۴۸)۔ عَنْ زَرِّ بْنِ حَبِيشٍ قَالَ: غَدَوْتُ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ الْمُرَادِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: لِيَتَغَاءَ الْعِلْمُ، قَالَ: أَلَا أَبْشُرُكَ، وَرَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لَطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ.)) (مسند أحمد: ۱۸۲۵۸)

فوائد: یہ عظمتیں حاصل کرنے کے لیے جس قدر ممکن ہو، علمائے اسلام اور مبلغین علم اور عمل صالح کے ذریعے عظیم تر بننے کی کوشش کریں، حصول علم کے بعد دین کی تبلیغ اور لوگوں کی اصلاح کو اپنی زندگی کا مقصد اور مشن سمجھیں، اخلاص میں نکھار پیدا کریں، نمود و نمائش سے کنارہ کشی اختیار کریں، اس شعبے کو کسی مجبوری کا نتیجہ مت سمجھیں اور

(۲۴۸) تخریج: اسنادہ حسن - أخرجه الطيالسي: ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، والدارمي: ۳۶۳، والطبرانی في "الكبير": ۷۳۵۹ (انظر: ۱۸۰۸۹)

عَلِمَا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ)) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے۔“ (مسند أحمد: ۸۲۹۹)

فوائد: اللہ تعالیٰ ہمیں علم شرعی کا حقیقی طالب بنا دے۔ (آمین)

بَابُ فِي الْحَثِّ عَلَى تَعْلِيمِ الْعُلَمَاءِ وَآدَابِ الْمُعَلِّمِ
علم سکھانے پر رغبت دلانے اور معلم کے آداب کا بیان

(۲۵۱)۔ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي خُطْبَةٍ خَطَبَهَا: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا، وَأَنَّهُ قَالَ: إِنَّ كُلَّ مَا نَحَلْتُهُ عِبَادِي فَهُوَ لَهُمْ حَلَالٌ)) (مسند أحمد: ۱۸۵۲۹)

سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا: ”بی شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ان امور کی تعلیم دے دوں، جن سے تم جاہل ہو، ان امور میں سے جو اس نے مجھے آج سکھائے ہیں، نیز اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر وہ چیز جو میں نے اپنے بندوں کو عطا کی ہے، وہ ان کے لیے حلال ہے۔“

فوائد: نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ شرعی علم کو عام کریں، دوسری نصوص میں حرام اشیاء کی تفصیل موجود ہے۔

(۲۵۲)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((عَلِّمُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ)) (مسند أحمد: ۲۱۳۶)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تعلیم دو اور خوشخبریاں سناؤ اور مشکلات پیدا نہ کرو اور جب کسی کو غصہ آ جائے تو وہ خاموش ہو جائے۔“

فوائد: معلم، مربی اور مبلغ کو حکیم اور دانا ہونا چاہیے اور لوگوں کی ذہنی سطح اور ان کے مزاج کا اندازہ کر کے ان سے گفتگو کرنی چاہیے۔ غصے کی حالت میں عام لوگوں کو اچھے بھلے کی تمیز نہیں رہتی اور وہ ایسی باتیں کر جاتے ہیں، جن کی وجہ سے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور خود بولنے والی کو بھی ندامت ہوتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس حالت میں خاموش رہنے کی تلقین کی ہے۔

(۲۵۳) (وَعَنْهُ بِلَفْظِ آخَرَ)۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلِّمُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَإِذَا غَضِبْتَ)) (دوسری روایت) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو علم سکھاؤ اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو، اور جب تجھے غصہ

(۲۵۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۶۵ (انظر: ۱۸۳۳۹)

(۲۵۲) تخریج: حسن لغیره - أخرجه الطيالسی: ۲۶۰۸، وابن ابی شیبہ: ۵۳۲/۸، والبخاری: ۱۵۲ (انظر: ۲۱۳۶)

(۲۵۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۵۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹، ۶۱۲۵، ومسلم: ۱۷۳۴ (انظر: ۱۲۳۳۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آجائے تو خاموش ہو جا، اور جب تجھے غصہ آجائے تو خاموش ہو جا، اور جب تجھے غصہ آجائے تو خاموش ہو جا۔“
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خوشخبریاں سناؤ اور مشکلات پیدا نہ کرو اور لوگوں کو سکون و آرام پہنچاؤ اور ان کو متفر نہ کر دو۔“

فَاسْكُتْ وَإِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ وَإِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ - ((مسند احمد: ۲۵۵۶)
(۲۵۴) - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَشِّرُوا وَلَا تَعْسِرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنْفِرُوا)) (مسند احمد: ۱۲۳۵۸)

فوائد: حدیث نمبر (۲۳۵) کے فوائد میں اس حدیث کی تشریح کی جا چکی ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: محمد ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ جو پرندہ بھی (اڑنے کے لیے) اپنے پروں کو حرکت دیتا، ہمیں اس سے کوئی نہ کوئی علم ہو جاتا تھا۔

(۲۵۵) - عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحِيهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرْنَا مِنْهُ عِلْمًا - (مسند احمد: ۲۱۶۸۸)

فوائد: اس کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت کے سارے احکام و مسائل کا علم ہو گیا تھا یا ہر پرندے کی حلت و حرمت، حلال پرندوں کے ذبح وغیرہ کے احکام اور اس سے متعلقہ دوسرے شرعی احکام بیان کر دیئے گئے تھے، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ کرام کو پرندوں سے فال لینا معلوم ہو گیا تھا، جو جاہلیت کی ایک رسم تھی۔

یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ پرندوں کے اڑنے سے اللہ کی قدرت سمجھ آتی ہے اور اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الملک (آیت: ۱۹) میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی اس نشانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لائے اور نماز ظہر تک خطاب کرتے رہے، پھر آپ ﷺ اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی، بعد ازاں پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھ گئے اور پھر خطاب شروع کر دیا، یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ اترے اور عصر کی نماز پڑھا کر پھر منبر پر تشریف لائے اور غروب آفتاب تک خطاب جاری رکھا، پس جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا، آپ ﷺ نے ہمیں وہ سب

(۲۵۶) - عَنْ أَبِي زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْعَصْرَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ، فَحَدَّثَنَا بِمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمْنَا أَحْقَطْنَا - (مسند احمد: ۲۳۲۷۶)

(۲۵۵) تخریج: حدیث حسن - أخرجه الطيبالسي: ۴۷۹ (انظر: ۲۱۳۶۱)

(۲۵۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۹۲ (انظر: ۲۲۸۸۸)

کچھ بیان کر دیا، پس ہم میں سب سے بڑا عالم وہی تھا، جو زیادہ حفظ کرنے والا تھا۔

فوائد: اس خطبے کی تفصیل بیان نہیں کی گئی، ممکن ہے کہ مختلف صحابہ کرام جو احادیث بیان کرتے ہیں، ان

میں بعض اسی خطبے میں سنی گئی ہوں۔

سیدنا حنظلہ کا تب نبی ﷺ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے جنت اور جہنم کے موضوع پر ہمیں خطاب کیا، یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، پھر میں اٹھ کر اپنے اہل و عیال کے پاس چلا گیا اور اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ہنسا کھیلتا رہا، پھر مجھے وہ کیفیت یاد آئی، جو رسول اللہ ﷺ کے پاس مجھ پر طاری تھی، پس میں نکل پڑا اور سیدنا ابو بکر نبی ﷺ کو ملا اور کہا: اے ابو بکر! حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے، انھوں نے کہا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ نے ہمیں جنت و جہنم کے موضوع پر وعظ کیا اور یوں لگا کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے آگئی ہیں، لیکن جب میں اپنے اہل و عیال کے پاس گیا تو (اس کیفیت کو بھول کر) اپنے بیوی بچوں سے ہنسنے کھینے لگا۔ سیدنا ابو بکر نبی ﷺ نے کہا: بیشک ہم بھی ایسے ہی کرتے ہیں، یہ سن کر میں نبی کریم ﷺ کے پاس چلا گیا اور یہ ساری بات آپ ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حنظلہ! اگر گھروں میں بھی تمہاری وہی کیفیت ہو، جو میرے پاس ہوتی ہے تو بستروں اور راستوں پر فرشتے اپنے پروں سے تمہارے ساتھ مصافحہ کریں، لیکن حنظلہ! کبھی اس طرح اور کبھی اس طرح۔“

فوائد: معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا وعظ و نصیحت کا انداز نہایت موثر ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے صحابہ کرام

پر جو آثار مرتب ہوتے تھے، وہ سیدنا ابو بکر نبی ﷺ جیسے عظیم لوگ بھی بعد میں برقرار نہیں رکھ سکتے تھے، بہر حال اہل علم کو چاہیے کہ اپنے علم کے عملی تقاضوں کو پورا کر کے اپنی گفتگو کو پر اثر بنائیں اور لوگوں کو راہ راست پر لانے کی فکر کریں،

(۲۵۷)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَّرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتَّى كَأَنَّا رَأَى الْعَيْنِ، فَقُمْتُ إِلَى أَهْلِي فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ مَعَ أَهْلِي وَوَلَدِي فَذَكَرْتُ مَا كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجْتُ فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! نَأْفَقُ حَنْظَلَةَ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَّرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتَّى كَأَنَّا رَأَى عَيْنِ، فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ مَعَ وَوَلَدِي وَأَهْلِي، فَقَالَ: إِنَّا لَنَفْعَلُ ذَلِكَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((يَا حَنْظَلَةَ! لَوْ كُنْتُمْ تَكُونُونَ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَصَافَحْتُمْ الْمَلَائِكَةَ، (وَفِي رِوَايَةٍ: بِأَجْنَحَيْهَا) وَأَنْتُمْ عَلَى فُرُشِكُمْ وَبِالطَّرِيقِ، يَا حَنْظَلَةَ! سَاعَةً وَ سَاعَةً)) (مسند أحمد: ۱۹۲۵۴)

(۲۵۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۵۰ (انظر: ۱۹۰۴۵)

یہاں اس چیز کی یاد دہانی ضروری ہے کہ معاشرے کے رہن سہن کے جن طریقوں کا شریعت کے ساتھ تصادم نہ ہو اور معاشرہ بھی ان کو باوقار لوگوں کی صفات سمجھتا ہو، ایسے امور کو اختیار کر لینا بہتر ہے۔

(۲۵۸)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ فَحَدَّثْتَنَا رَقَّتْ قُلُوبُنَا، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا النِّسَاءَ وَالصَّبِيَّانَ وَفَعَلْنَا وَفَعَلْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ لَوُتَدُومُونَ عَلَيْهَا لَصَافِحَتِكُمْ الْمَلَائِكَةُ)) (مسند أحمد: ۱۲۸۲۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: ”بیشک جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہم سے گفتگو کرتے ہیں تو ہمارے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے، لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اپنی بیوی بچوں کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور ایسے کرتے ہیں (اور آپ کے پاس والی کیفیت زائل ہو جاتی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میرے پاس والی گھڑی، اگر تم اسی پر برقرار ہو تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔“

بَابُ فِي مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَأَدَابِهَا وَأَدَابِ الْمُتَعَلِّمِ علم کی مجالس اور ان کے آداب اور متعلم کے آداب کا بیان

(۲۵۹)۔ عَنِ أَبِي وَقِيدٍ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ مَرَّ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ، فَجَاءَ أَحَدُهُمْ فَوَجَدَ فُرْجَةَ فِي الْحَلْفَةِ فَجَلَسَ وَجَلَسَ الْآخَرُ مِنْ وَرَائِهِمْ وَأَنْطَلَقَ الثَّلَاثُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَبَرٍ هُوَ لَاءِ النَّفْرِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((أَمَّا الَّذِي جَاءَ فَجَلَسَ فَأَوَى فَأَوَاهُ اللَّهُ، وَالَّذِي جَلَسَ مِنْ وَرَائِكُمْ فَاسْتَحَى فَاسْتَحَى اللَّهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الَّذِي أَنْطَلَقَ رَجُلٌ أَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ)) (مسند أحمد: ۲۲۲۵۲)

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے تین افراد کا گزر ہوا، ان میں سے ایک فرد متوجہ ہوا اور مجلس کے اندر خالی جگہ دیکھ کر وہاں بیٹھ گیا، دوسرا فرد لوگوں کے پیچھے ہی بیٹھ گیا اور تیسرا چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ان تین افراد کی بات بیان نہ کر دوں؟“ صحابہ کرام نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص آگے بڑھ کر بیٹھ گیا، اس نے جگہ لی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جگہ دے دی، جو آدمی تمہارے پیچھے بیٹھ گیا، پس اس نے شرم محسوس کی اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے شرمایا اور جو فرد چلا گیا، پس اس نے اعراض کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا۔“

(۲۵۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی في "الوسط": ۲۷۱۷، والبخاری في "التاريخ الكبير":

۳۷/۳ (انظر: ۱۲۷۹۶)

(۲۵۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۶، ۴۷۴، ومسلم: ۲۱۷۶ (انظر: ۲۱۹۰۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فوائد: یہ کل تین افراد تھے، تینوں کا انداز مختلف تھا، آگے سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا رویہ بھی مختلف رہا۔ ایک نے رغبت سے کام لیا اور آپ ﷺ کی طرف مزید قریب ہونے کے لیے محفل میں پڑی ہوئی خالی جگہ کی طرف بڑھا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بندے کی زیادہ قدر کی گئی اور اُس نے اس کو اپنی رحمت اور رضامندی میں جگہ دی، اس طرح آگے بڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کی گردنیں نہ پھلا لیں جائیں۔ دوسرے آدمی نے پہلے تو جانے کا ارادہ کیا، لیکن پھر شرما گیا اور آ کر بیٹھ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا، یعنی اس سے شرما کر اس کے ساتھ رُم والا معاملہ کر دیا، متدرک حاکم کے الفاظ یہ ہیں: ”وَمَضَى الشَّانِي قَلِيلًا ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ“ ”اور دوسرا جانے کے لیے تھوڑا سا چلا، لیکن پھر آ کر بیٹھ گیا۔“ تیسرا آدمی اس مجلس کا پاس و لحاظ کیے بغیر چل دیا، اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا اور اس پر ناراض ہو گیا۔ اس حدیث مبارکہ میں ان لوگوں کے لیے وعید ہے، جو شرعی علم پر مشتمل مجلسوں اور درس سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں، جب مسجد میں نماز کے بعد درس قرآن و حدیث شروع ہوتا ہے تو لوگ یوں کھڑے ہونا شروع ہو جاتے ہیں، جیسے کوئی عذاب آنے لگا ہے، جمعہ کے خطبوں اور نمازوں کا تو معاملہ ہی اور ہے۔

(۲۶۰)۔ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ عَنْ حَدِيثِ (بْنِ الْيَمَانِ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الَّذِي يَقْعُدُ فِي وَسْطِ الْحَقْلَةِ، قَالَ: مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۵۲)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مجلس کے درمیان میں بیٹھنے والے شخص کے بارے میں کہا: نبی کریم ﷺ کی مبارک زبان کے مطابق اس شخص پر لعنت کی گئی ہے۔

(۲۶۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ لُقْمَانَ كَانَ يَقُولُ: يَا بَنِيَّ! لَا تَعْلَمِ الْعِلْمَ لِنَبَاهِي بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ تُمَارِي بِهِ السُّفَهَاءَ وَتُرَائِي بِهِ فِي الْمَجَالِسِ۔ (مسند أحمد: ۱۶۵۱)

عبد اللہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا تھا: اے میرے پیارے بیٹے! علماء پر فخر کرنے کے لیے، بیوقوفوں (اور جاہلوں) سے جھگڑنے کے لیے اور مجلسوں میں شہرت اور تعظیم کی خاطر علم حاصل نہ کر۔“

(۲۶۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((مَثَلُ الَّذِي يَجْلِسُ فَيَسْمَعُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص حکمت کی بات سن کر اس کو اس کے کہنے والے

(۲۶۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو مجلز لاحق بن حمید لم يدرك حذيفة۔ أخرجه ابو داود: ۴۸۲۶، والترمذی: ۲۷۵۳ (انظر: ۲۳۲۶۳)

(۲۶۱) تخریج: هذا بلاغ عن لقمان، فهو منقطع (انظر: ۱۶۵۱)

(۲۶۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدهان ولجهالة اوس بن خالد۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۱۷۲ (انظر: ۸۶۳۹)

الْحِكْمَةَ، ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ عَنْ صَاحِبِهِ إِلَّا بِشَرِّ مَا سَمِعَ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى رَاعِيًا فَقَالَ: يَا رَاعِي! اجْزُرْنِي شَاةً مِنْ عَنَمِكَ، قَالَ: اذْهَبْ فَخُذْ بِأُذُنِ خَيْرِهَا، فَذَهَبَ فَأَخَذَ بِأُذُنِ كَلْبِ الْعَنَمِ..)) (مسند أحمد: ۸۶۲۴)

کے حوالے سے بیان نہیں کرتا، مگر وہ جو صرف اس نے سنا وہی بات سنی ہے، اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے ایک چرواہے کے پاس آ کر کہا: اے چرواہے! ایک بکری تو دے دو، جو ذبح کے قابل ہو، اس نے کہا: جا اور سب سے بہترین بکری کا کان پکڑ لے (اور اس کو لے جا)، لیکن وہ گیا اور بکریوں کے رکھوالے کتے کا کان پکڑ کر لیا گیا۔“

فَصَلُّ فِيمَا جَاءَ فِي تَعَلُّمِ لُغَةٍ غَيْرِ لُغَةِ الْعَرَبِ عربی کے علاوہ کوئی اور زبان سیکھنے کا بیان

(۲۶۳)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تُحْسِنُ السَّرْيَانِيَّةَ؟ إِنَّهَا تَأْتِينِي كُتُبٌ..)) قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَتَعَلَّمْتَهَا..)) فَتَعَلَّمْتُهَا فِي سَبْعَةِ عَشَرَ يَوْمًا.. (مسند أحمد: ۲۱۹۲۰)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تو سریانی زبان کی مہارت رکھتا ہے؟ میرے پاس اس قسم کے خطوط آتے ہیں۔“ میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اس کو سیکھو۔“ میں نے سترہ دنوں میں یہ زبان سیکھ لی تھی۔

فوائد: اس حدیث کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((يَا زَيْدُ! تَعَلَّمْ لِي كِتَابَ يَهُودٍ)) ”اے زید! یہودیوں کی لکھائی کی تعلیم حاصل کرو۔“ اس روایت سے معلوم ہوا کہ سریانی یہودیوں کی زبان تھی۔ کسی قوم سے دشمنی اختیار کرنے کا یہ معنی نہیں کہ اس کی زبان سے بھی نفرت کی جائے، کیونکہ دنیا میں موجودہ زبانیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہیں، عربی ہے، ترکی ہے، انگریزی ہے، اردو، ہندی، پشتو، فارسی، سندھی، بلوچی وغیرہ ہے، پھر ایک ایک زبان کے مختلف لہجے اور اسلوب ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَخْتِلَافِ أَلْسِنَتِكُمْ وَالْوَالِدَاتِ إِذَا فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالَمِينَ﴾ ”اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبان اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے، دانش مندوں کے لیے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں۔“ (سورہ روم: ۲۲) اگر ضرورت ہو تو کوئی زبان بھی سیکھی جاسکتی ہے، سب سے پہلے عربی زبان سیکھنی چاہیے تاکہ شریعت کو آسانی سے سمجھا جاسکے۔

(۲۶۳) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۶۴۵، و الترمذی: ۲۷۱۵، و علقه البخاری فی ”صحيحه“: ۷۱۹۵ بصيغة الجزم (انظر: ۲۱۵۸۷)

بَابُ فِي مَا جَاءَ فِي ذَمِّ كَثْرَةِ السُّؤَالِ فِي الْعِلْمِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ بِغَيْرِ ضَرُورَةٍ كَالْعِلْمِ كَثُرَتْ سِوَالُ كِي مَذْمُوتٌ كَالْبَيَانِ

(۲۶۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذُرُونِي مَا تَرَكَتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيََاءِهِمْ، مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاتَّبَعُوا وَمَا أَمَرْتُكُمْ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) (مسند أحمد: ۷۳۶۱) حسب استطاعت عمل کرو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میں تم کو چھوڑے رکھوں، تم بھی مجھے چھوڑے رکھو، تم سے پہلے والے لوگ کثرت سوال اور انبیاء پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، جس چیز سے میں تم کو منع کر دوں، اس سے باز آ جاؤ اور جس چیز کا حکم دے دوں، اس پر حسب استطاعت عمل کرو۔“

فوائد:..... مسند احمد اور صحیح مسلم کی روایات کے مطابق اس حدیث مبارکہ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا.)) ... لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کر دیا ہے، پس تم حج کرو۔“ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال؟ آپ ﷺ جواباً خاموش رہے، لیکن جب اس نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں ”ہاں“ کے ساتھ جواب دیتا تو یہ (ہر سال) فرض ہو جاتا، جبکہ تم لوگوں کو یہ عمل کرنے کی طاقت نہ ہوتی۔“ بعد ازاں آپ ﷺ نے مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے۔ یہ اصول فقہ کا مسلمہ قانون ہے کہ آپ ﷺ کا مطلق طور پر دیا گیا حکم ایک دفعہ عمل کرنے کا تقاضا کرتا ہے، جب آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کر دیا ہے، لہذا حج کرو، اب جو آدمی زندگی میں ایک دفعہ حج کر لے گا، وہ اس حدیث میں دیئے گئے حکم کے تقاضے کو پورا کر دے گا، لہذا یہ سوال کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہوگی کہ ایک دفعہ فرض ہے یا ہر سال۔

(۲۶۵)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا رَجُلًا سَأَلَ عَن شَيْءٍ وَنَقَرَ عَنْهُ حَتَّى أُنزِلَ فِي ذَلِكَ الشَّيْءِ تَحْرِيمٌ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)) (مسند أحمد: ۱۵۲۰)

سیدنا سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جرم کے لحاظ سے مسلمانوں میں سب سے بڑا وہ آدمی ہے، جو ایک چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے اور اس قدر چھان بین کرتا ہے کہ اس کے سوال کی وجہ سے اس چیز کے حرام ہونے کا حکم نازل ہو جاتا ہے۔“

(۲۶۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۲۸۸، و مسلم: ۱۳۳۷ (انظر: ۷۳۶۷)

(۲۶۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۸۲۸۹، و مسلم: ۲۳۵۸ (انظر: ۱۵۲۰)

(۲۶۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخِرٍ) - يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((أَعْظَمُ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرِّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)) (مسند أحمد: ۱۵۴۵)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں میں جرم کے لحاظ سے سب سے بڑا وہ آدمی ہے، جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے، جو حرام نہیں تھی، لیکن اس کے سوال کی وجہ سے لوگوں پر اس کو حرام کر دیا گیا۔“

فوائد: سوال کی دو اقسام ہیں: (۱) وہ سوال جو ان امور دین سے متعلقہ ہو جو عام ضرورت ہونے کی وجہ سے توضیح طلب ہوتے ہیں، ایسا سوال کرنا جائز ہے، جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا اور دوسرے صحابہ کا شراب کے بارے میں سوال کرتے رہنا، یہاں تک اسے حرام قرار دیا گیا، کیونکہ ضرورت کا تقاضا یہ تھا کہ اسے حرام قرار دیا جائے۔ اسی طرح ظالم امراء کی اطاعت کرنے، کلالہ، جوا، حیض، شکار اور حرمت والے مہینوں میں قتال کرنے کے بارے میں سوال کرنا، کیونکہ یہ ضروریات ہیں، سوال کی اسی قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ”پس تم اہل علم سے سوال کرو، اگر تم خود نہیں جانتے۔“ (سورہ نحل: ۴۳) (۲) وہ سوال جو محض تکلف اور تعنت کی بنا پر کیا جائے، مثلاً دو ربی میں ایسی چیز کی حلت و حرمت کے بارے میں کریدنا شروع کر دینا، جس کو صحابہ آپ ﷺ کے سامنے استعمال کر رہے ہوں اور اس میں کوئی مفیدت بھی نہ پائی جاتی ہو، ایسی چیز کے بارے میں پوچھنا جو ابھی واقع نہ ہوئی ہو یا جس کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ مثلاً: عذابِ قبر جیسے غیبی امور کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا، اسی طرح قیامت کے بارے میں، روح کی حقیقت اور اس امت کی مدت کے بارے میں سوال کرنا یا کوئی ایسا سوال کرنا جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس اور دیگر احادیث میں ایسے سوالات سے منع کیا گیا ہے۔

جو سوالات محض تکلف کی بناء پر کیے جاتے ہیں، ان کی واضح ترین مثال موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا مطالبہ ہے، جب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، یہ حکم سن کر اگر وہ کوئی گائے بھی ذبح کر دیتے تو اللہ تعالیٰ کی منشا پوری ہو جاتی، لیکن انھوں نے سب سے پہلے تو کہا: اے موسیٰ! ہمارے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہے۔ پھر جب ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کا علم ہو گیا تو انھوں نے پہلا سوال یہ تھا: اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کی ماہیت بیان کرے، جب وہ بیان کر دی گئی تو ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ اس کا رنگ کیا ہونا چاہیے، جب رنگ کی وضاحت کر دی گئی تو وہ پھر کہنے لگے کہ اس گائے کی مزید ماہیت بیان ہونی چاہیے، اس قسم کی گائیں تو بہت زیادہ ہیں۔ اس طرح جب بنو اسرائیل نے مین میکھ نکالنا اور طرح طرح کے سوالات کرنا شروع کر دیے، تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر سختی کرتا چلا گیا، اس لیے دین میں تعق اور سختی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حلال و حرام کے بارے میں شریعت نے بڑا آسان اور سادہ قانون پیش کیا ہے، سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ

حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَاقْبَلُوا مِنَ اللَّهِ عَافِيَتَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ يَنْسِي شَيْئًا.) ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾..... ”اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو اپنی کتاب میں حلال کیا، وہ حلال ہیں۔ جن چیزوں کو حرام کیا، وہ حرام ہیں اور جن چیزوں سے خاموشی اختیار کی، وہ معاف ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت قبول کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو نہیں بھولتا۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔“ (مسند بزار)

ایک اہم سوال: حلال و حرام کا فیصلہ محض اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے، تو پھر سوال کرنے والا مجرم کیوں ہے؟
جواب: حافظ ابن حجر نے کہا: بلا شک و شبہ تقدیر میں حلال و حرام کے فیصلے ہو چکے ہیں اور ایسے آدمی کے سوال کی وجہ سے حرام ہونے والی چیز پہلے بھی حرام ہی ہوتی ہے، اس کو مجرم ٹھہرانے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے محض تکلف اور تعنت کی بنا پر سوال کیا، حقیقت میں اس کو ایسا سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس حدیث میں جرم سے مراد گناہ ہے۔

(تلخیص از فتح الباری: ۱۳/۳۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ سوالوں پر سوال کرتے رہیں گے، یہاں تک یہ بھی پوچھ لیا جائے گا کہ (یہ بات تو ٹھیک ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا، لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراقی آدمی نے یہی سوال کر دیا اور کہا: ”یہ اللہ تعالیٰ، اس نے ہم کو تو پیدا کیا، لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ میں نے اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور چلا کر کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ یکتا ہے، بے نیاز ہے، اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم سر نہیں ہے۔“

(۲۶۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
لِلَّهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَ حَتَّى يُقَالَ:
هَذَا اللَّهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ.)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَوَاللَّهِ إِنِّي
أَجَالِسُ يَوْمًا إِذْ قَالَ لِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ
الْعِرَاقِ: هَذَا اللَّهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَجَعَلْتُ أُصْبِعُ
فِي أُذُنِي ثُمَّ صَحْتُ فَقُلْتُ: صَدَقَ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ، اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (مسند
أحمد: ۹۰۱۵)

فوائد: صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: جب اس بندے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی میں کنکریاں پکڑیں اور ان کو پھینکا اور کہا: کھڑے ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ، میرے ظلیل ﷺ نے سچ فرمایا۔

نے فرمایا: ”قیامت کے دن تک کی جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب بیان کر دوں گا۔“ یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا باپ حذافہ ہے۔“ ان کی ماں نے ان سے کہا: اس سوال سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ انھوں نے کہا: میرا ارادہ راحت حاصل کرنے کا تھا، اس کے بارے میں کچھ کہا جاتا تھا، لیکن ادھر رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا، آپ ﷺ کو دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلُونِي شَيْئًا إِلاَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلاَّ حَدَّثْتُكُمْ بِهِ)). قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَذَافَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَبِي؟ قَالَ: ((أَبُوكَ حَذَافَةُ)). فَقَالَتْ أُمُّهُ: مَا أَرَدْتَ إِلى هَذَا؟ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَرِيحَ، قَالَ: وَكَانَ يُقَالُ فِيهِ، (قَالَ حُمَيْدٌ: وَأَحْسِبُ هَذَا عَنْ أَنَسٍ) قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ ﷺ. (مسند أحمد: ١٢٠٦٧)

فوائد: صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلاَّ أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا)). ”پس تم مجھ سے جو سوال بھی کرو گے، میں تم کو اس کے بارے میں بتلاؤں گا، جب تک اس مقام پر ہوں۔“

ایک صحابی (اور ایک روایت کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغالطہ آمیز باتوں سے منع کیا ہے۔ امام اوزاعی نے کہا: ”غَلُوطَات“ سے مراد مشکل اور پیچیدہ مسائل ہیں۔

(٢٧١)- عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْغُلُوطَاتِ، قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: الْغُلُوطَاتُ شِدَادُ الْمَسَائِلِ وَصَعَابُهَا. (مسند أحمد: ٢٤٠٨٧)

فوائد: اس سے مراد وہ سوالات اور باتیں ہیں، جن کے ذریعے اہل علم کو غلطی میں مبتلا کیا جائے یا وہ مبہم اور غیر واضح باتیں ہیں، جن سے مغالطہ دینا مقصود ہو۔

(٢٧١) تخريج: اسنادہ ضعيف لجهالة عبد الله بن سعد، وقال الساجي: ضعفه اهل الشام (انظر:

فَصْلٌ فِي وُجُوبِ السُّؤَالِ عَنْ كُلِّ مَا يَحْتَاجُهُ لِذَنبِهِ وَدُنْيَاهُ

دین و دنیا کے لیے ضرورت پڑنے والی ہر چیز کے بارے میں واجبی طور پر سوال کرنے کا بیان

(۲۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَصَابَهُ جُرْحٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِالْإِغْتِسَالِ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءَ النَّبِيِّ ﷺ)) (مسند أحمد: ۳۰۵۶)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی عہد نبوی میں زخمی ہو گیا، پس اس کو (جنابت کی وجہ سے) غسل کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ اس غسل سے فوت ہو گیا، جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں نے اُس کو قتل کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے، کیا جہالت کی شفا سوال میں نہیں ہے۔“

فوائد: لوگوں کو اس نقطے پر غور کرنا چاہیے تھا کہ آدمی زخمی ہے، غسل سے اس کو مزید نقصان ہو سکتا ہے، اس لیے دوسرے صحابہ سے اس کے بارے میں مزید سوال کر لیتے ہیں، تاکہ کوئی حتمی شکل سامنے آ جائے، اسی کوشش کو آپ ﷺ کی شفا قرار دے رہے ہیں۔

ہم حدیث نمبر (۲۶۶) کے فوائد میں سوالوں کی اس قسم کی وضاحت کر چکے ہیں، جو ہماری شریعت میں مطلوب ہے۔

بَابُ فِي وَعِيدِ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا فَكْتَمَهُ أَوْ لَمْ يَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَعَلَّمَ لِغَيْرِ اللَّهِ

علم حاصل کرنے کے بعد اس کو چھپا لینے والے یا اس پر عمل نہ کرنے والے یا کسی غیر اللہ کے لیے وہ علم حاصل کرنے والی کی مذمت کا بیان

(۲۷۳)۔ عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكْتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ) (بِلِجَامٍ مِنْ نَارِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند أحمد: ۷۵۶۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی سے علم سے متعلق کوئی سوال کیا گیا، لیکن اس نے اس کو چھپایا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے لگام ڈالیں گے۔“

فوائد: اہل علم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی رہنمائی کے لیے ہر وقت مستعد رہیں اور لوگوں کے شرعی مسائل کے حل کو اپنے حق میں باعثِ اعزاز سمجھیں اور اجرِ عظیم کی امید میں ان معاملات کو آسان سمجھیں۔

(۲۷۲) تخریج: حسن - أخرجه ابوداود: ۳۳۷، وابن ماجه: ۵۷۲ (انظر: ۳۰۵۶)

(۲۷۳) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۳۶۵۸، وابن ماجه: ۲۶۶ (انظر: ۷۵۶۱)

(۲۷۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند أحمد: ۱۰۴۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک جس علم سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا، اس کی مثال اس خزانے کی سی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کیا جاتا۔“

فوائد:..... خزانہ کوئی بھی ہو، اس کے مالکان کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ اس میں سے خرچ کرتے رہیں۔

(۲۷۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَمَّا أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ بِرِجَالٍ تُفَرِّضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِبِضٍ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيْلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا مُرَوِّنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ، أَفَلَا يَعْقِلُونَ)) (مسند أحمد: ۱۳۴۵۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے اسراء کروایا گیا تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے وہ خطیب لوگ ہیں، جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہیں، لیکن اس کے بارے میں اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہیں، جبکہ یہ کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں، کیا پس یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔“

فوائد:..... ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، کوئی بھی مذہبی رہنمایا خطیب ہو، اس کو سب

سے پہلے اپنی ذات اور اپنے گھر کی فکر کرنی چاہیے۔

(۲۷۶)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَنْكُمُ فِي زَمَانٍ عُلَمَاءُ هُ كَثِيرٌ، خُطَبَاءُ هُ قَلِيلٌ، مَنْ تَرَكَ فِيهِ عَشِيرٌ مَا يَعْلَمُ هَوَى، أَوْ قَالَ: هَلْكَ، وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ عُلَمَاءُ هُ وَيَكْثُرُ خُطَبَاءُ هُ، مَنْ تَمَسَّكَ فِيهِ بِعَشِيرٍ مَا يَعْلَمُ نَجَا)) (مسند أحمد: ۲۱۶۹۹)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اب تم ایسے زمانے میں ہو کہ جس میں علماء زیادہ ہیں اور خطباء کم ہے، ایسے میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل نہ کیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، لیکن عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ جس میں علماء کم ہوں گے اور خطباء زیادہ ہوں گے، اس زمانے میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل کر لیا تو وہ نجات پا جائے گا۔“

(۲۷۴) تخریج: حدیث محتمل للتحسين - أخرجه الدارمی: ۵۵۶، والبزار: ۱۷۶، والطبرانی فی "الآوسط": ۶۹۳ (انظر: ۱۰۴۷۶)

(۲۷۵) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه البيهقی: ۴۹۶۶، وابویعلی: ۴۱۶۰، وابن حبان: ۵۳ (انظر: ۱۳۴۲۱)

(۲۷۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، مؤمل بن اسماعیل سنیء الحفظ ولاہام الراوی عن ابی ذر (انظر: ۲۱۳۷۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

شقیق کہتے ہیں کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: کیا تم اس آدمی یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر گفتگو نہیں کرتے، انہوں نے کہا: کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں جب بھی ان سے گفتگو کروں تو تم کو سناؤں گا، اللہ کی قسم ہے! کسی چیز کا اعلان کیے بغیر میں نے ان سے گفتگو کی ہے، جبکہ اس مجلس میں صرف میں اور وہ تھے، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ایسے امور کا پہلے میں اعلان کروں، میں یہ حدیث سننے کے بعد کسی بندے کے بارے میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے، اگرچہ وہ میرا امیر بھی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کو قیامت کے روز لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی انتڑیاں نکل آئیں گی اور وہ جہنم میں ان کے ارد گرد چکر کاٹنا شروع کر دے گا، جیسے گدھا چکی کے چکر کاٹتا ہے، اس کی یہ حالت دیکھ کر جہنمی لوگ اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: کیا تو تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، لیکن میں تم کو نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور تم کو برائی سے منع کرتا تھا، لیکن خود اس کا ارتکاب کر جاتا تھا۔“

(۲۷۷)۔ عَنِ شَقِيقٍ عَنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لَهُ: أَلَا تَدْخُلُ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَلَا تُكَلِّمُ عُثْمَانَ) قَالَ: فَقَالَ: أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي لَا أَكَلِمَهُ إِلَّا أَسْمِعُكُمْ، وَاللَّهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ أَمْرًا إِلَّا أَحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ أَنْ يَكُونَ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ إِنَّكَ خَيْرُ النَّاسِ وَإِنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا) بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْفَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا فِي النَّارِ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى، قَالَ: فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ إِلَيْهِ، فَيَقُولُونَ: يَا فُلَانُ! أَمَا كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: بَلَى! قَدْ كُنْتُ أَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ فَلَا آتِيهِ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ)) (مسند أحمد: ۲۲۱۴۳)

فوائد:..... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان تک یہ بات پہنچائی جائے کہ وہ اپنے رشتہ

داروں میں مختلف عہدے تقسیم کر رہے ہیں، لوگوں کو ان کی اس کاروائی پر اعتراض ہے، آگے سے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس نے مصلحت اور ادب کے ساتھ ان کے ساتھ گفتگو کی ہے، اب یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کھلے عام انکار شروع کر دے، اس سے تو مسلمانوں میں اختلاف پڑ جاتا ہے۔

(۲۷۸)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا نَسِيَ اللَّهُ ﷻ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا نَسِيَ اللَّهُ ﷻ

(۲۷۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۶۷، ومسلم: ۲۹۸۹ (انظر: ۲۱۸۰۰)

(۲۷۸) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه ابو داود: ۳۶۶۴، وابن ماجه: ۲۵۲ (انظر: ۸۴۵۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یَتَعْلَمُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ لَا يَتَعْلَمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) يَعْنِي رَيْحَهَا۔ (مسند احمد: ۸۴۳۸)

ہے، جو آدمی اس کو سامانِ دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھتا ہے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔“

فوائد: جو چیز محض عبادت ہو، جیسے قرآن و حدیث کی تعلیم، صدقہ و خیرات، جہاد اور دوسرے امورِ اسلام، ان کے حصول کے وقت کوئی دنیوی مقصد مد نظر نہیں رکھنا چاہیے، یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے اور کم لوگ ہیں، جو اس نزاکت کو سمجھ پاتے ہیں، جبکہ یہ معاملات انتہائی سنجیدگی اور غور و فکر کا مطالبہ کرتے ہیں۔

بَابُ فِي فَضْلِ تَبْلِيغِ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَقْلِهِ كَمَا سَمِعَ

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تبلیغ اور اس کو جیسے سنا، ایسے ہی نقل کر دینے کی فضیلت کا بیان

(۲۷۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبَانَ بْنِ عَثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نَحْوًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقُلْنَا: مَا بَعَثَ إِلَيْهِ السَّاعَةَ إِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: أَجَلٌ، سَأَلْنَا عَنْ أَشْيَاءٍ سَمِعْتُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: (أَنْصُرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يَبْلُغَهُ غَيْرَهُ، فَإِنَّهُ رَبُّ حَامِلِ فِقْهِ لَيْسَ بِفَقِيهِ وَرَبُّ حَامِلِ فِقْهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ لَا يُغْلُ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ أَبَدًا، إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ وَمُنَاصَحَةُ وِلَاةِ الْأَمْرِ وَلِزُومُ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَاءِ هُمْ)۔ وَقَالَ: ((مَنْ كَانَ هَمُّهُ الْآخِرَةَ، جَمَعَ اللَّهُ شَمْلَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ الدُّنْيَا فَفَرَّقَ اللَّهُ

ابان بن عثمان کہتے ہیں: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم تقریباً نصف النہار کے وقت مروان کے پاس سے نکلے، ہم نے کہا: اس نے اس وقت کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لیے ان کو بلایا ہوگا، چنانچہ میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا، سیدنا زید رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں، اُس نے مجھ سے ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھا، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھے، جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، پھر اس کو یاد کیا، یہاں تک کہ اس کو آگے پہنچا دیا، کوئی حاملین فقہ فقہ نہیں ہوتے اور کئی حاملین فقہ اپنے سے زیادہ فقہ تک یہ فقہ پہنچا دیتے ہیں۔ اگر تین چیزیں ہوں تو مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا، ایک اللہ تعالیٰ کے لیے خلوص کے ساتھ عمل کرنا، دوسرا امراء کی ہمدردی کرنا اور تیسرا جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ مومنوں کی دعا ان کو پیچھے سے گھیز کر رکھتی ہے۔“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی فکر اور غمِ آخرت ہو، اللہ تعالیٰ اس کا شیرازہ مجتمع کر دیتا ہے اور اس کے دل میں غمگینی رکھ دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے، لیکن جس کی نیت

اور عزم دنیا ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے مشاغل بڑھا دیتا ہے اور اس کی فقیری اس کی پیشانی پر رکھ دیتا ہے اور دنیا بھی اس کو اتنی ہی ملتی ہے، جتنی اس کے مقدر میں لکھی ہوئی ہے۔“ اس نے ہم سے نماز وسطیٰ کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ظہر ہے۔“

فوائد: آپ ﷺ نے تروتازگی کی جو دعا کی ہے، محدثین اور ان کا منہج رکھنے والے اس دعا کا مصداق بنتے ہیں، جنہوں نے احادیث نبویہ کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں اپنی احادیث کو ”فقہ“ اس کا فہم رکھنے والے کو ”فقہ“ قرار دیا ہے، ہمارے ہاں ایک مروجہ فقہ کے لیے لفظ فقہ استعمال کیا جاتا ہے، ذہن نشین رہنا چاہیے کہ وہ لوگ اس مقصد کے لیے ”فقہ“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو یا تو متعصب ہیں یا پھر اپنی مروجہ فقہ سے غافل ہیں، جو آدمی مروجہ فقہ کا مطالعہ کرے گا، وہ ان شاء اللہ اس کے لیے لفظ ”فقہ“ استعمال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے خلوص کے ساتھ عمل کرنا، امراء کی ہمدردی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا، یہ تین ایسے اعمال ہیں کہ ان کے ذریعے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے، جو شخص ان کا اہتمام کرے گا، اس کا دل دھوکے اور خیانت سے پاک ہو جائے گا۔ حدیث مبارکہ کے آخر میں جس فکر اور غمی کی ترغیب دلائی گئی، حقیقت میں یہی زندگی ہے اور جس حرص سے منع کیا گیا ہے، حقیقت میں وہی بے سکونی ہے۔

(۲۸۰)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مَنَى فَقَالَ: ((نَضَرَ اللَّهُ امْرَأً أَسْمَعَ مَقَالَتِي فَوَعَاها ثُمَّ أَدَّاهَا إِلَيَّ مَنْ لَمْ يَسْمَعْها، فَرُبَّ حَامِلٍ فِيهِ لَا فِقَهَ لَهُ وَرُبَّ حَامِلٍ فِيهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ لَا يُغْلُ عَلَيْهِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ، إِخْلَاصُ الْعَمَلِ، وَالنَّصِيحَةُ لِرَبِّهِ الْأَمْرِ، وَلُزُومُ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَكُونُ مِنْ وَرَائِهِ)) (مسند أحمد: ۱۶۸۵۹)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے خیف وادی میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھے، جس نے میری بات سنی، پھر اس کو یاد کیا اور اس تک پہنچا دیا، جس نے اس کو نہیں سنا تھا، پس کئی حاملین فقہ ایسے ہیں کہ ان کے پاس فقہ نہیں ہوتی اور کئی حاملین فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک یہ فقہ پہنچا دیتے ہیں، اگر یہ تین چیزیں ہوں تو مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا: عمل کو خالص کرنا، امراء کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا، پس بیشک ان کی دعا اس کے پیچھے ہوتی ہے۔“

(۲۸۱)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

(۲۸۰) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۱، ۳۰۵۶ (انظر: ۱۶۷۳۸)

(۲۸۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۲۶۵۷، وابن ماجه: ۲۳۲ (انظر: ۴۱۵۷)

مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اے مطرف! اللہ کی قسم! میرا یہ خیال تھا کہ اگر میں دو دن مسلسل نبی کریم کی احادیث بیان کروں تو ایک حدیث دوسری دفعہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئے گی، لیکن پھر میں نے دیکھا کہ مجھ پر سستی غالب آنے لگی ہے اور میں اس چیز کو ناپسند کرنے لگا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ گرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض لوگ میری طرح آپ ﷺ کے پاس حاضر رہتے اور میری طرح احادیث سنتے تھے، لیکن جب وہ احادیث بیان کرتے ہیں تو وہ اس طرح نہیں ہوتیں، جیسے وہ بیان کرتے ہیں، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ خیر میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے، اب مجھے بھی یہ اندیشہ ہونے لگا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ پر بھی (احادیث کا معاملہ) مشتبہ ہو جائے، جیسے ان پر مشتبہ ہو گیا ہے۔ بسا اوقات سیدنا عمران رضی اللہ عنہ یوں کہتے تھے: اگر میں تم کو یہ بیان کروں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ یہ احادیث سنی ہیں تو میرا یہی خیال ہوگا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں گا، اور بسا اوقات تو بڑے عزم کے ساتھ کہتے تھے: میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو ایسے ایسے کہتے سنا ہے۔

(امام احمد کے بیٹے) ابو عبدالرحمن عبداللہ کہتے ہیں: مطرف نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کی، پھر میں نے یہ حدیث اپنے باپ (امام احمد) کو بیان کی، تو انھوں نے اس کو اچھا قرار دیا، البتہ عبد اللہ نے اس میں ایک راوی

(۲۸۴)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ثَنَا أَبُو هَارُونَ الْعَنْبُؤِيُّ عَنْ مُطَرِّفِ (بْنِ عَبْدِ اللَّهِ) قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَيُّ مُطَرِّفٍ! وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى أَيْتِي لَوْ شِئْتُ حَدَّثْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُتَتَابِعِينَ لَا أُعِيدُ حَدِيثًا، ثُمَّ لَقَدْ زَادَ بِي بَطْأً عَنْ ذَلِكَ وَكَرَاهِيَةً لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ مِنْ بَعْضِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَهِدْتُ كَمَا شَهِدُوا وَسَمِعْتُ كَمَا سَمِعُوا يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ مَا هِيَ كَمَا يَقُولُونَ، وَلَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُمْ لَا يَأْلُونَ عَنِ الْخَيْرِ، فَأَخَافُ أَنْ يُشَبَّهَ لِي كَمَا شَبَّهَ لَهُمْ، فَكَانَ أَحْيَانًا يَقُولُ: لَوْ حَدَّثْتُكُمْ أَيْتِي سَمِعْتُ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَذَا وَكَذَا، رَأَيْتُ أَيْتِي قَدْ صَدَقْتُ، وَأَحْيَانًا يَعْزِمُ فَيَقُولُ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: كَذَا وَكَذَا. (مسند أحمد: ۲۰۱۳۴)

(۲۸۵)۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَنْبُؤِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي هَانِيٌّ الْأَعْوَرُ عَنْ مُطَرِّفِ عَنْ عِمْرَانَ هُوَ ابْنُ حُصَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثْتُ بِهِ

(۲۸۴) تخريج: اسنادہ ضعیف، ابو ہارون العنوی لم یسمعه من مطرف، بینہما ہانیء الاعور و هو

ضعیف۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۸ / ۱۹۵ (انظر: ۱۹۸۹۳)

(۲۸۵) تخريج: اسنادہ ضعیف، ہانیء الاعور ضعیف، وانظر الحدیث السابق

أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَاسْتَحْسَنَهُ وَقَالَ: (ہانی اعور) زیادہ کر دیا۔

زَادَ فِيهِ رَجُلًا - (مسند أحمد: ۲۰۱۳۵)

ابن سیرین کہتے ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرنے سے فارغ ہوتے تو کہتے: "أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ" (یا پھر جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔)

(۲۸۶)۔ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ (بِعْنِي

ابن سيرين) قَالَ: كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ

إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَفَرَعَ

مِنْهُ قَالَ: أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ -

(مسند أحمد: ۱۳۱۵۵)

سليمان يشكري سے مروی ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے (نماز میں) وہم ہو جانے کے بارے میں "یتوخی" کا لفظ استعمال کیا، ایک آدمی نے ان سے کہا کہ کیا یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی جا رہی ہے؟ انھوں نے کہا: میرے علم کے مطابق تو یہی بات ہے۔

(۲۸۷)۔ عَنِ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنِ أَبِي

سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي الْوَهْمِ:

((يَتَوَخَّى)) قَالَ لَهُ رَجُلٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟

قَالَ: فِيمَا أَعْلَمُ - (مسند أحمد: ۱۱۴۴۰)

فوائد: "یتوخی" کے معانی "یتحری" کے ہیں، یعنی تحقیق و جستجو کی جائے اور بہتر کو تلاش کیا جائے۔

امام سفیان نے اپنی جامع میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث کے یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَوَخَّ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ آتَمَ)) "جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ بہتر صورت کو تلاش کرے، یہاں تک کہ وہ یہ جان لے کہ اس نے نماز مکمل کر لی ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: کیا ابو ہریرہ تم کو تعجب میں نہیں ڈالتے؟ وہ آئے اور میرے حجرے کے ایک کونے میں بیٹھ کر مجھے سناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کر رہے تھے، جبکہ میں نقلی نماز پڑھ رہی تھی، پھر وہ میری نماز پوری ہونے سے پہلے چلے گئے، اگر میں ان کو پالیتی تو میں نے ان کا رد کرنا تھا، بیشک رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تسلسل کے ساتھ بات نہیں کرتے تھے۔

(۲۸۸)۔ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَلَا

لَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ؟ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيَّ

جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنِ رَسُولِ

اللَّهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ

قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ

عَلَيْهِ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ

الْحَدِيثَ كَسَرَدِكُمْ - (مسند أحمد: ۲۵۳۷۷)

(۲۸۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه ابن ماجه: ۲۴ (انظر: ۱۳۱۲۴)

(۲۸۷) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۱۱۴۲۰)

(۲۸۸) تخریج: أخرجه البخاري ۳۵۶۷، ومسلم: ۲۴۹۳ (انظر: ۲۴۸۶۵)

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کہنا چاہتی ہیں کہ نبی کریم لوگوں کو سمجھانے کی خاطر ٹھہر ٹھہر کر احادیث بیان

کرتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس معاملے میں جلدی کرتے تھے۔

(۲۸۹)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كَلُّ الْحَدِيثِ سَمْعَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يُحَدِّثُنَا أَصْحَابُنَا عَنْهُ، كَأَنَّ تَشْغَلُنَا عَنْهُ رَعِيَّةُ الْإِبِلِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۶۸۷) سے مصروف رہتے تھے۔

فوائد: خلاصہ کلام یہ ہے کہ بعض صحابہ احادیث نبویہ بیان کرنے میں احتیاط کرتے تھے اور ان کو یہ خطرہ سا

لاحق رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غلطی ہو جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام اور بعد میں ایسے لوگ بھی پیدا کر دیئے کہ جنہوں نے احادیث مبارکہ کو اچھی طرح ضبط کیا اور پھر ان کو آگے بیان کیا، لہذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے کو بند نہ کریں، بلکہ آپ ﷺ کی احادیث، جو سند کے لحاظ سے قابل حجت ہوں، ان کو بیان کریں اور بد احتیاطی سے مکمل پرہیز کریں۔

بَابٌ فِي مَعْرِفَةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِصَحِيحِهِ وَضَعْفِهِ وَحَمَلٍ مَا ثَبَتَ مِنْهُ عَلَى أَكْمَلِ

وَجُوهِهِ

صحیح اور ضعیف کے سلسلے میں اہل حدیث کی معرفت اور علی اکمل الوجوہ ثابت ہونے والی حدیث لینے

کا بیان

(۲۹۰)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ الْحَدِيثَ عَنِّي تَعْرِفُهُ قُلُوبُكُمْ وَتَلِينُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ الْحَدِيثَ عَنِّي تُنْكِرُهُ قُلُوبُكُمْ وَتَنْفِرُ مِنْهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيدٌ فَأَنَا أَبْعَدُكُمْ مِنْهُ.)) (مسند أحمد: ۲۴۰۰۵)

سیدنا ابو حمید اور سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میری طرف منسوب حدیث سنو (تو دیکھو کہ آیا) تمہارے دل اس سے مانوس ہو رہے ہیں اور تمہارے بال اور چہرے اس کے لیے نرم ہو رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ بات تم بھی کر سکتے ہو تو میں ایسی (حدیث بیان کرنے کا) بلا اولی مستحق ہوں گا۔ لیکن اگر تم دیکھو کہ جو حدیث میری طرف منسوب ہے، تمہارے دل اس کا انکار کر رہے ہیں اور تمہارے بال اور چہرے اس سے نفرت کر رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ تم بھی (اس کی قسم کی) بات نہیں کر

(۲۸۹) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه الحاكم: ۱/ ۹۵ (انظر: ۱۸۴۹۳)

(۲۹۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم - أخرجه البزار: ۱۸۷، وابن حبان: ۶۳ (انظر: ۲۳۶۰۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سکتے، تو میں اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والا ہوں گا۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرو، ایک روایت میں ہے: جب میں تم کو رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کروں تو اس بات کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث خیال کرو جو زیادہ ہدایت والی ہو، ہیئت میں زیادہ اچھی ہو اور زیادہ تقویٰ والی ہو۔

(۲۹۱)۔ عَنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا حَدَّثْتُمْكُمْ) عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا فَظَنُّوْا بِهِ الَّذِي أَهْدَى وَالَّذِي هُوَ أَحْيَا، وَالَّذِي هُوَ أَتْقَى۔ (مسند أحمد: ۹۸۵)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: جو بات زیادہ خوشگوار، زیادہ تقویٰ والی اور زیادہ ہدایت والی ہو، اس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث خیال کرو۔

(۲۹۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ بِنَحْوِهِ وَ فِيهِ: فَظَنُّوْا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَهْنَاهُ وَ أَتْقَاهُ وَأَهْدَاهُ۔ (مسند أحمد: ۹۸۷)

فوائد: سب سے پہلے دو باتیں عرض کرنا ضروری ہیں: (۱) صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک عام طور پر معتبر محدثین کا یہی قانون رہا کہ سند کی روشنی میں حدیث کو پرکھا جائے۔ جہاں کہیں بھی کوئی حدیث پیش کی گئی، اس کی سند کا مطالبہ کیا گیا اور صحیح سند ثابت ہونے کے بعد ہر کسی نے اس کو بحیثیت حدیث قبول کر لیا۔ صحابہ کرام کا تو معیار ہی آپ ﷺ کی مقدس زبان تھی، نہ کہ ان کی فطرت و طبیعت۔ ابو بکر کو صدیق کا لقب ملنے کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے بلا تردد اسرار و معراج کا سفر تسلیم کر لیا تھا۔ (۲) قرآن مجید اور متواتر احادیث میں بھی ایسے امور موجود ہیں، جو کئی لوگوں کے لیے طبعی اور فطرتی لحاظ سے نامنظور ہیں۔ وہ صرف اس بنا پر ان کی صداقت و حقانیت کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات و فرمودات ہیں۔

قارئین کرام! اس لیے ایک خاص طبقے کو مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا مخاطب سمجھا جائے گا، یعنی وسیع علم حدیث سے گہری دلچسپی رکھنے والے محدثین اور فقہاء، جن کا اوڑھنا بچھونا حدیث تھا، جو احادیث مبارکہ کا ذوق رکھنے والے اور ان کے ذوق کو پہچاننے والے تھے۔ ایسے لوگ آپ ﷺ کی طرف منسوب بات کے مزاج کو دیکھ کر اس کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر جب تحقیق کرتے ہیں تو ان کا دعویٰ درست ثابت ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حسان عبد المنان سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آنے والے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی وہ حدیث جو آپ ﷺ کی کامل ہدایت کے زیادہ لائق، آپ سے زیادہ موافقت کرنے والی اور آپ کے تقویٰ کے زیادہ مناسب ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین درستی اور خیر خواہی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے واجب العمل ہیں، کیونکہ ان کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور لوگوں تک پہنچانے والے آپ ﷺ ہیں، اس لیے اگر آپ ﷺ سے کوئی ایسی حدیث

(۲۹۱) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۰ (انظر: ۹۸۵)

(۲۹۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

منقول ہو، جس میں دو احتمال پائے جاتے ہوں، تو جو احتمال مقام نبوت کے زیادہ مناسب اور کاملیت والا ہوگا، اس حدیث کو اسی احتمال پر محمول کیا جائے گا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے اپنی بیوی کی یوں شکایت کی: ((إِنَّ أَمْرَاتِي لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ .)) (میری بیوی چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو طلاق دے دو۔“ اس نے پھر کہا: میں تو اس سے بڑی محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اسے اپنے پاس روکے رکھ۔“ سوال یہ ہے کہ ”چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی“ کا مفہوم کیا ہے؟ دو قول بیان کیے گئے ہیں: (۱) جو آدمی اس سے جو چیز مانگتا ہے، وہ اسے دے دیتی ہے۔ (۲) وہ ہرزانی کوزنا کرنے کا موقع دیتی ہے۔

امام احمد اور جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ پہلا معنی ہی درست اور زیادہ مناسب ہے، کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابی کو یہ حکم دیں کہ وہ ایسی عورت کو اپنے عقد میں بحال رکھے جو زنا کرتی ہے۔ (بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی: ۱/۹۸، ۹۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو حدیث مبارکہ سند کے ساتھ ثابت ہو جائے لیکن معنی کے لحاظ سے اس سے مختلف احتمالات نکالے جاسکتے ہوں، تو آپ ﷺ کی ذات مقدسہ اور صفات حسنہ کو سامنے رکھ کر اچھے احتمال کو ترجیح دینی چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب (رحم اللہ السلف الصالح رحمة واسعة).

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنْ كِتَابَةِ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالرَّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو لکھنے سے منع کرنے اور اس کی رخصت دینے کا بیان

(۲۹۳)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا سِوَى الْقُرْآنِ، مَنْ كَتَبَ شَيْئًا سِوَى الْقُرْآنِ فَلَيْمَحُهُ.)) (مسند أحمد: ۱۱۱۰۱)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے قرآن کے سوال کچھ نہ لکھو، جس نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے، وہ اس کو مٹا دے۔“

(۲۹۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا قُعُودًا نَكْتُبُ مَا نَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((مَا هَذَا تَكْتُبُونَ؟)) فَقُلْنَا: مَا نَسْمَعُ مِنْكَ، فَقَالَ: ((أَكْتَابَ مَعَ كِتَابِ اللَّهِ؟ أَمْ حِضُّوا كِتَابَ اللَّهِ، أَوْ كِتَابَ مَعَ كِتَابِ))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم بیٹھے تھے اور نبی کریم ﷺ سے سنی ہوئی احادیث لکھ رہے تھے، اتنے میں آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا: ”تم یہ کیا لکھ رہے ہو؟“ ہم نے کہا: جو کچھ آپ سے سنتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے

(۲۹۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۰۴ (انظر: ۱۱۰۸۵)

(۲۹۴) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه مختصراً البزار: ۱۹۴ (انظر: ۱۱۰۹۲)

اللَّهُ؟ أَمْ حِضُوا كِتَابَ اللَّهِ وَخَلِصُوهُ.))
 قَالَ: فَجَمَعْنَا مَا كَتَبْنَا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ
 أَحْرَقْنَاهُ بِالنَّارِ، قُلْنَا: أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ أَ
 تَحَدَّثُ عَنْكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَحَدَّثُوا عَنِّي
 وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا
 مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.)) قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ
 اللَّهِ! أَتَحَدَّثُ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ:
 ((نَعَمْ، تَحَدَّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا
 حَرَجَ، فَإِنَّكُمْ لَا تَحَدِّثُونَ عَنْهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا
 وَقَدْ كَانَ فِيهِمْ أَعْجَبُ مِنْهُ.)) (مسند
 أحمد: ۱۱۱۰۸)

ساتھ مزید لکھا جا رہا ہے، صرف اور صرف اللہ کی کتاب کو لکھو،
 کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ مزید لکھا جا رہا ہے، صرف اور صرف
 اللہ تعالیٰ کی کتاب کو لکھو اور اس کو کسی دوسری چیز کے ساتھ خلط
 ملط نہ کرو۔“ پس ہم نے جو کچھ لکھا تھا، اس کو ایک جگہ پر جمع
 کیا اور آگ سے جلادیا، پھر ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا
 ہم آپ کی احادیث بیان کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”ہاں تم مجھ سے بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے،
 البتہ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم
 سے تیار کر لے۔“ پھر ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم
 بنو اسرائیل سے بھی بیان کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”ہاں، بنو اسرائیل سے بھی بیان کر سکتے ہے، اس میں کوئی حرج
 نہیں ہے، تم ان سے جو بھی بیان کرو، بہر حال ان میں اس سے
 زیادہ تعجب انگیز بات ہوگی۔“

فوائد:..... بنو اسرائیل کی روایات کو بیان کرنے یا نہ کرنے کی وضاحت حدیث نمبر (۳۰۰) کے باب میں ہوگی۔

(۲۹۵)۔ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ: دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَدَّثَهُ حَدِيثًا فَأَمَرَ إِنْسَانًا أَنْ
 يَكْتُبَ فَقَالَ زَيْدٌ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى
 أَنْ تَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ فَمَحَاهُ. (مسند
 أحمد: ۲۱۹۱۲)

عبدالمطلب بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا زید بن ثابت
 رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو ایک حدیث
 بیان کی، انھوں نے ایک انسان کو حکم دیا کہ وہ یہ حدیث لکھ
 لیں، لیکن سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی
 حدیث لکھنے سے منع فرمایا ہے، پس انھوں نے اس کو مٹا دیا۔

فوائد:..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صرف قرآن کو لکھنے کا حکم دیا اور احادیث کو لکھنے سے منع کر دیا، اس کی

مزید وضاحت اگلے باب میں آرہی ہے۔

(۲۹۵) تخريج: اسنادہ ضعيف لانقطاعه، عبدالمطلب بن عبد الله لم يسمع من زيد بن ثابت. أخرجه
 ابوداود: ۳۶۴۷ (انظر:)

فصلُ فی الرُّخصةِ فی کتابَةِ الحَدیثِ حدیث لکھنے کی رخصت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ سے جو چیز سنتا تھا، اس کو یاد کرنے کے ارادے سے لکھ لیتا تھا، لیکن قریشیوں نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا: تو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات لکھ لیتا ہے، جبکہ آپ ﷺ تو ایک بشر ہیں اور غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں گفتگو کرتے رہتے ہیں، چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو لکھ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھ سے صرف حق کا صدور ہوتا ہے۔“

(۲۹۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (يَعْنِي بَنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَنَهَنِي قُرَيْشٌ فَقَالُوا: إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرَّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَكْتُبْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي حَقٌّ)) (مسند أحمد: ۶۵۱۰)

فوائد: حافظ ابن قیم نے ”تہذیب مختصر سنن ابو داود: ۵ / ۲۴۵“ میں کہا: نبی کریم ﷺ کا احادیث لکھنے سے منع کرنا اور اس کی اجازت دینا، یہ دونوں چیزیں ثابت ہیں، لیکن اجازت والی احادیث ناسخ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا: ”ابوشاہ کے لیے (میرا خطبہ) لکھ دو۔“ اور آپ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھنے کی اجازت دی تھی اور اجازت والا یہ واقعہ منع والی حدیث کے بعد پیش آیا تھا، کیونکہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے احادیث کی کتابت کو جاری رکھا، یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کے پاس احادیث نبویہ پر مشتمل ان کی کتاب بھی تھی، جس کو صحیفہ صادقہ کہتے ہیں، اگر نبی والی احادیث متاخر ہوتیں تو سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو منادینا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کے علاوہ دیگر چیزوں کو منادینے کا حکم دیا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ چونکہ انہوں نے لکھی ہوئی احادیث کو نہیں منایا، بلکہ ان کو برقرار رکھا، اس لیے اس سے پتہ چلتا ہے کہ لکھنے کی اجازت دینے کا واقعہ بعد میں پیش آیا، یہ بات بالکل واضح ہے، والحمد للہ۔

مجاہد اور مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا، ما سوائے

(۲۹۷)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالْمَغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(۲۹۶) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابو داود: ۳۶۶۶ (انظر: ۶۵۱۰)

(۲۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۳ (انظر: ۹۲۳۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے تھے اور دل سے یاد کر لیتے تھے، جبکہ میں دل سے یاد کر لیتا تھا اور لکھتا نہیں تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لکھنے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا، ماسوائے سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں: امام عبد الرزاق نے مجھ سے کہا: مجھ سے لکھو، اگرچہ ایک حدیث ہی ہو، لیکن میرے پاس کتاب نہیں ہے۔ میں (یحییٰ) نے کہا: جی نہیں، ایک حرف بھی نہیں لکھوں گا۔

مَنْعِي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (سَعْنِي بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ بِيَدِهِ وَيَعِينُهُ بِقَلْبِهِ وَكُنْتُ أَعِيهِ بِقَلْبِي وَلَا أَكْتُبُ بِيَدِي، وَاسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْكِتَابِ عَنْهُ فَأْذَنَ لَهُ۔ (مسند أحمد: ۹۲۲۰)

(۲۹۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَتَنَنْتُ لَا أَكْتُبُ۔ (مسند أحمد: ۷۳۸۳)

(۲۹۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: قَالَ لِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَكْتُبْ عَنِّي وَلَوْ حَدِيثًا وَاحِدًا مِنْ غَيْرِ كِتَابٍ فَقُلْتُ: لَا وَلَا حَرَفًا۔ (مسند أحمد: ۱۴۲۱۷)

فوائد: امام یحییٰ بن معین نے امام عبد الرزاق جیسے جلیل القدر اور وسیع العلم محدث کے حفظ سے احادیث کو لکھنا گوارا نہیں کیا، یہ صرف اس شبہ کی بنا پر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی حدیث کے معاملے میں خلط ملط اور بھوک چوک میں نہ پڑ گئے ہوں، ان امور کی بنیاد احتیاط تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس دور میں احادیث مبارکہ لکھنے کا سلسلہ عام تھا۔ اس باب کی اور دیگر کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ احادیث نبویہ کو لکھنے کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ نے خود بھی کئی احادیث لکھوائیں، نیز بعض صحابہ کرام نے احادیث طیبہ کے صحیفے تیار کیے، مثال کے طور پر: صحیفہ سعد بن عبادہ، صحیفہ جابر بن عبد اللہ، صحیفہ سیدہ عائشہ، صحیفہ اسماء بنت عمیس، صحیفہ عبد اللہ عمر، صحائف عبد اللہ بن عباس، صحیفہ زید بن ارقم، صحیفہ زید بن ثابت، صحیفہ سلمان فارسی، صحیفہ سمرہ بن جندب، صحیفہ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم۔ لیکن پچھلے باب کی احادیث میں کتابت حدیث سے منع کیا گیا ہے، ان میں جمع و تطبیق کی صورتیں درج ذیل ہیں: (۱) احادیث کو قرآن مجید کے ساتھ لکھنے سے منع کیا گیا تھا، تاکہ قرآن اور غیر قرآن کا اختلاط واقع نہ ہو جائے، دونوں کو علیحدہ علیحدہ لکھنے کی اجازت تھی۔ (۲) شروع میں آپ ﷺ نے احادیث کو لکھنے سے منع کر دیا تھا، لیکن بعد میں جب التباس کا خطرہ ٹل گیا تو آپ ﷺ نے احادیث کو لکھنے کی عام اجازت دے دی تھی، اس صورت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ

(۲۹۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۹۹) تخریج: اثر صحيح (انظر: ۱۴۱۷۰)

کی آخری حیات مبارکہ میں احادیث لکھنے کی مثالیں موجود ہیں، مثلاً نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جب ابوشاہ یحییٰ نے یہ مطالبہ کیا کہ میرے لیے یہ خطبہ لکھو دیا جائے، تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے حفظ پر اعتماد کرتے ہوئے فرمایا: ((اُكْتُبُوا لِأَبِي سَاهٍ))..... ”میرے صحابہ! یہ خطبہ ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ بعد میں تو لکھنے کا ایسا رواج پڑا کہ گویا احادیث نبویہ اور ان کے لکھنے کو لازم و ملزوم سمجھ لیا گیا۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّحْدِيثِ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
اہل کتاب سے ان کی روایات بیان کرنے کی نہی اور اس کی رخصت کا بیان

(۳۰۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَهْدُوكُمْ وَقَدْ ضَلُّوا، فَإِنَّكُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوا بِبَاطِلٍ أَوْ تُكْذِبُوا بِحَقٍّ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي.)) (مسند أحمد: ۱۴۶۸۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو، کیونکہ وہ ہرگز تمہاری رہنمائی نہیں کریں گے، جبکہ وہ تو گمراہ ہو چکے ہیں، اور اس معاملے میں یا تو تم کو باطل کی تصدیق کرنا پڑے گی یا حق کو جھٹلانا پڑے گا، پس بیشک اگر موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے اندر زندہ ہوتے تو ان کے لیے حلال نہ ہوتا، مگر میری پیروی کرنا۔“

(۳۰۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَرَأَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَغَضِبَ فَقَالَ: ((أُمَّتَهُ كَوْنٌ فِيهَا يَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَفِيَّةٍ، لَا تَسْأَلُونَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوكُمْ بِحَقٍّ فَتُكْذِبُونَ بِهِ أَوْ بِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُونَ بِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي.)) (مسند أحمد: ۱۵۲۲۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک کتاب لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، وہ ان کو کسی اہل کتاب سے ملی تھی، اور آپ ﷺ پر پڑھنا شروع کر دی، آپ ﷺ کو تو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر بن خطاب! کیا تم اپنی شریعت کے بارے میں شک میں پڑ گئے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس ایسی شریعت لے کر آیا ہوں، جو واضح، صاف (اور شک و شبہ سے پاک) ہے، ان اہل کتاب سے سوال نہ کیا کرو، ورنہ ایسے ہو سکتا ہے کہ وہ تم کو حق بات بتلائیں اور تم اس کو جھٹلا دو یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تم کو باطل بات

(۳۰۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مجالد بن سعید۔ أخرجه البزار: ۱۲۴، وابویعلی: ۲۱۳۵،

والبیہقی: ۲/ ۱۰ (انظر: ۱۴۶۳۱)

(۳۰۱) تخریج: انظر الحدیث السابق

بتلائیں اور تم اس کی تصدیق کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی صرف میری پیروی کرنے کی گنجائش ہوتی۔“

سیدنا عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! قرظہ کے ایک بھائی کے پاس سے میرا گزر ہوا، پس اس نے میرے لیے تورات کی اہم باتیں لکھ دیں، کیا میں ان کو آپ پر پیش کروں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہو گیا، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ آپ ﷺ کے چہرے پر کیا تبدیلی آئی ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ سے (غصے والی کیفیت) ختم ہو گئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؟ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی تم میں آجائیں اور پھر تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ تو گمراہ ہو جاؤ گے، بیشک تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں۔“

سیدنا ابو نعلہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک یہودی آدمی آ گیا اور اس نے کہا: اے محمد! کیا یہ جنازے کلام کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔“ اُس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

(۳۰۲)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِأَخٍ لِي مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَةِ، أَلَا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا تَرَى مَا يُوْجِهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، قَالَ: فَسَرَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَصَلَّيْتُكُمْ، إِنَّكُمْ حَظِي مِنْ الْأُمَمِ وَأَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ)) (مسند أحمد: ۱۵۹۵۸)

(۳۰۲)۔ عَنِ أَبِي نَعْلَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَتَكَلَّمُ هَذِهِ الْجَنَازَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَلَّهُ أَعْلَمُ)) قَالَ الْيَهُودِيُّ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهَا

(۳۰۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی و فیہ اضطراب۔ أخرجه عبد الرزاق:

۱۰۱۶۴، والبیہقی فی ”الشعب“: ۵۲۰۱ (انظر: ۱۵۸۶۴)

(۳۰۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۶۴۴ (انظر: ۱۷۲۲۵)

تَتَكَلَّمُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا حَدَّثَكُمْ أَهْلَ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكْذِبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَكُتِبَهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكْذِبُوهُمْ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُمْ.)) (مسند أحمد: ۱۷۳۵۷)

ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل کتاب تم کو کوئی ایسی چیز بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کیا کرو اور نہ تکذیب، بلکہ اس طرح کہہ دیا کرو: ”آمَنَّا بِاللَّهِ وَكُتِبَهِ وَرُسُلِهِ“ (ہم اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔) پس اگر وہ حق ہوا تو تم نے اس کو جھٹلایا نہیں اور اگر وہ باطل ہوا تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی۔“

فوائد: اگلے باب میں اس مسئلہ کی وضاحت ہوگی۔

فَصْلٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْحَدِيثِ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب سے روایات بیان کرنے کی رخصت کا بیان

(۳۰۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.)) (مسند أحمد: ۷۰۰۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے آگے پہنچاؤ، اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل سے بھی بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔“

(۳۰۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْتَ حَدَّثْتَ عَن بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَحَدَّثُوا عَن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، فَإِنَّكُمْ لَا تُحَدِّثُونَ عَنْهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا وَقَدْ كَانَ فِيهِمْ أَعْجَبُ مِنْهُ.)) (مسند أحمد: ۱۱۱۰۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم نبی اسرائیل سے بیان کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، تم بنی اسرائیل سے بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پس بیشک تم ان سے جو چیز بھی بیان کرو گے، ان میں اس سے زیادہ تعجب انگیز امور پائے جاتے ہوں گے۔“

فوائد: یہ دو باب مختلف مفہوم رکھنے والی احادیث پر مشتمل ہیں، ایک باب میں بنی اسرائیل کی روایات سے منع کیا جا رہا ہے، جبکہ دوسرے باب میں اجازت دی جا رہی ہے، ان میں جمع و تطبیق کی صورتیں یہ ہیں: اخبار و قصص سے متعلقہ اور سبق آموز روایات بیان کرنا درست ہے لیکن یہ چیز ممنوعہ امور میں سے ہیں کہ ان کی احکام پر مشتمل

(۳۰۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۶۱ (انظر: ۷۰۰۶)

(۳۰۵) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه مختصراً البزار: ۱۹۴ (انظر: ۱۱۰۹۲)

روایات بیان کی جائیں یا ان کو اس انداز میں بیان کیا جائے کہ گویا ان سے حجت پکڑی جا رہی ہو یا قرآن و حدیث کو کافی نہ سمجھتے ہوئے ان کی تعلیم دی جائے یا ان کی وجہ سے اسلامی تعلیمات میں شک ہونے لگے، لیکن یہ شق بھی ضروری ہے کہ اگر ہماری شریعت نے ان کی روایات کی تصدیق یا تکذیب نہ کی ہو تو نہ ان روایات کو سچا سمجھا جائے اور نہ جھوٹا۔

بَابُ فِي تَغْلِيظِ الْكُذِبِ عَلَيَّ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کے معاملے میں سختی کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غفریب میری امت میں دجال اور جھوٹ لوگ پیدا ہوں گے، وہ تم کو ایسی نئی نئی احادیث بیان کریں گے، جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء و اجداد نے، پس تم ان سے بچ کر رہنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو فتنے میں ڈال دیں۔“

سیدنا مسرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی، جبکہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہو گا۔“

(۳۰۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يُحَدِّثُونَكُمْ بِيَدَعٍ مِنَ الْحَدِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ يَا هُمْ! لَا يَفْتِنُونَكُمْ)) (مسند احمد: ۸۵۸۰)

(۳۰۷)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَوَى عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ (وَفِي رِوَايَةٍ: الْكَذَّابِينَ)))). (مسند احمد: ۲۰۴۲۵)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے احادیث بیان کرنے سے بچو، مگر وہ جن کا تم کو علم ہو، پس بیشک جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔“

(۳۰۸)۔ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَثَلَّهُ. (مسند احمد: :)

(۳۰۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَابْتُمْ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مَتَعَمِدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) (مسند احمد: ۲۹۷۴)

(۳۰۶) تخریج: حدیث حسن - أخرجه مسلم في مقدمة صحيحه: ۶ نحوه (انظر: ۸۵۹۶)

(۳۰۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه مسلم في مقدمة صحيحه: ۹ / ۱، وابن ماجه: ۳۹ (انظر: ۲۰۱۶۳)

(۳۰۸) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه الترمذی: ۲۶۶۲، وابن ماجه: ۴۱ (انظر: ۱۸۱۸۴)

(۳۰۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد الاعلی بن عامر الثعلبی - أخرجه الترمذی: ۲۹۵۱، ولقوله:

”انه من كذب“ شواهد یصح بها (انظر: ۲۹۷۴)

سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا: ”لوگو! مجھ سے کثرت سے احادیث بیان کرنے سے بچو، جو آدمی میرے حوالے سے کوئی بات کرے تو وہ صرف حق اور سچ کہے، پس جس نے میری طرف وہ بات منسوب کر دی، جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے بیان کرو اور مجھ پر جھوٹ نہ بولو، جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا، اور بنی اسرائیل سے بھی بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

یحییٰ بن میمون حضری کہتے ہیں: سیدنا ابو موسیٰ غافقی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہوئے سنا، پھر ابو موسیٰ نے کہا: یہ تمہارا ساتھی (واقعی احادیث کو) یاد کرنے والا ہے یا پھر ہلاک ہونے والا ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آخری نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو لازم پکڑنا اور عنقریب تم ایسی قوم کی طرف لوٹو گے، جو مجھ سے احادیث بیان کرنے کی مشتاق ہوگی، پس جس نے مجھ پر ایسی بات کہہ دی، جو میں نے نہ کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار کر لے، اور جس نے میری بعض احادیث یاد کر رکھی ہوں، وہ ان کو بیان

(۳۱۰)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيثِ عَنِّي، مَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلَا يَقُولَنَّ إِلَّا حَقًّا أَوْ صِدْقًا، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالِمَ أَقْلٍ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) (مسند أحمد: ۲۲۹۰۶)

(۳۱۱)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((حَدِيثُوا عَنِّي وَلَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ تَبَّوْا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَحَدِيثُوا عَنِّي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ)) (مسند أحمد: ۱۱۴۴۴)

(۳۱۲)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَيْمُونِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْغَافِقِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَادِيثَ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: إِنَّ صَاحِبَكُمْ هَذَا لِحَافِظٍ أَوْ هَالِكٍ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ آخِرُ مَا عَهَدَ إِلَيْنَا أَنْ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَسَتَرِجِعُونَ إِلَيَّ قَوْمٌ يُحِبُّونَ الْحَدِيثَ عَنِّي، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالِمَ أَقْلٍ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ حَفِظَ عَنِّي شَيْئًا

(۳۱۰) تخریج: اسنادہ حسن - أخرجه ابن ماجه: ۳۵ (انظر: ۲۲۵۳۸)

(۳۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۰۴ (انظر: ۱۱۴۲۴)

(۳۱۲) تخریج: اسنادہ ضعیف، یحییٰ بن میمون الحضرمی لم یسمعه من ابی موسیٰ الغافقی، بینہما وداعۃ الغافقی وهو مجهول - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹ / ۶۵۷، والبزار: ۲۱۶، والحاکم: ۱ / ۱۱۳ (انظر: ۱۸۹۴۶)

کرے۔“

(فَلْيَحْذَرُوهُ...) (مسند أحمد: ۱۹۱۵۴)

محمد بن کعب کہتے ہیں: سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہم احادیث بیان کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انھوں نے یہ دیکھ کر کہا: قبیح ہو جائیں یہ چہرے، کیا تم اپنی کہی ہوئی ان باتوں کو جانتے بھی ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جس نے مجھ پر ایسی بات کہہ دی، جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے تیار کر لے۔“

(۳۱۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا أَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَنَحْنُ نَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَذَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَذَا، فَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ، أَتَذَرُونَ مَا تَقُولُونَ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ...)) (مسند

أحمد: ۲۳۰۱۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے آگ میں ایک گھر تیار کیا جاتا ہے۔“

(۳۱۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ يَبْنِي لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ...)) (مسند أحمد: ۶۳۰۹)

فوائد: نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی طرف ایسے قول یا فعل کو منسوب کر دیا جائے، جو آپ ﷺ نے کہا یا کیا نہ ہو۔ ان لوگوں کا نظریہ باطل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ترغیب دلانے اور اس کی نافرمانی سے بچانے کے لیے جھوٹی احادیث گھڑتے ہیں، جیسا کہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم نے ”عن عكرمة عن ابن عباس“ کے طریق سے قرآن مجید کی ہر سورت کی فضیلت میں احادیث گھڑنا شروع کیں، جب اس سے ان احادیث کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: جب میں نے دیکھا کہ لوگ ابو حنیفہ کی فقہ اور ابواسحاق کے مغازی میں مشغول ہو کر قرآن مجید سے اعراض کر رہے ہیں تو میں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا، تاکہ وہ قرآن مجید کی طرف لوٹ آئیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا: آپ ﷺ کے فرمان ”مجھ پر جھوٹ نہ بولو“ میں ہر جھوٹے کے حق میں عام حکم ہے اور یہ جھوٹ کی ہر قسم کو شامل ہے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ”جھوٹ کو میری طرف منسوب نہ کرو، یہاں ”علی“ میں اس قسم کا مفہوم نہیں پایا جاتا، کیونکہ آپ ﷺ نے اس جھوٹ سے مطلق طور پر منع کر دیا ہے۔ بعض جاہل لوگوں کو دھوکہ ہوا اور انھوں نے ترغیب و ترہیب کے باب میں احادیث گھڑیں اور کہا: ہم آپ ﷺ کے خلاف جھوٹ نہیں بول رہے، بلکہ آپ ﷺ کی شریعت کی تائید و نصرت کے لیے یہ کام کر رہے ہیں۔ ان بیچاروں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ نبی کریم ﷺ

(۳۱۳) تخریج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابى محمد بن معبد (انظر: ۲۲۶۳۹)

(۳۱۴) تخریج: اسنادہ صحيح على شرط الشيخين - أخرجه البزار: ۲۱۰ (انظر: ۶۳۰۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جا رہا ہے، کیونکہ اس جھوٹ سے شرعی حکم ثابت کیا جا رہا ہے، اس کا تعلق واجب اور مندوب سے ہو یا حرام اور مکروہ سے۔ اس مقام پر کرامیہ کے نظریے سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے، جنہوں نے ترغیب و ترہیب کے باب میں جھوٹی احادیث بیان کرنے کو جائز قرار دیتے ہوئے کہا: ہم لوگ تو آپ ﷺ کی خاطر جھوٹ بول رہے ہیں، نہ کہ آپ ﷺ کی مخالفت میں، یعنی ہمارا جھوٹ ”لہ“ ہے، نہ کہ ”عَلَيْهِ“ دراصل یہ دلیل پیش کرنے والے عربی زبان سے جاہل ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے مسند بزار کی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے جھوٹی احادیث بیان کرنے کے جواز کا استدلال کیا ہے: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ لِيُضِلَّ بِهِ النَّاسَ)) ”جو آدمی مجھ پر اس نظریے سے جھوٹ بولے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہے۔“ جواباً گزارش ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے، امام دارقطنی اور امام حاکم نے اس کے مرسل ہونے کو راجح قرار دیا ہے اور امام دارمی نے اس کو یعلیٰ بن مرہ کی حدیث سے ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں ”لام“ علت کے لیے نہیں ہے، بلکہ صیروت کے لیے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: ﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَيَّ الْكُذِبَ لِيُضِلَّ النَّاسَ﴾ ”اس آدمی سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے۔“ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے جھوٹ کا انجام لوگوں کا گمراہ کرنا ہے۔ اور (تیسرا جواب یہ ہے کہ) اس قسم کی قید کا تعلق عموم کے بعض افراد کی تخصیص کر دینے کے ساتھ ہے، جس کا خارج میں کوئی مفہوم نہیں ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً﴾ (سورہ آل عمران: ۱۳۰) ”بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ۔“ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ﴾ (سورہ انعام: ۱۵۱) ”اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔“ اب گزارش یہ ہے کہ بھوک کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا، سود کو کئی گنا بڑھا کر کھانا اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا، یہ سب قیدیں حکم کو خاص کرنے کے لیے نہیں ہیں، بلکہ معاملے میں تاکید پیدا کرنے کے لیے ہیں۔ (فتح الباری: ۱/۲۶۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف وہ بات منسوب کی جائے، جس کی سند کے صحیح ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْعِلْمِ علم کے اٹھائے جانے کا بیان

(۳۱۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَيْدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَيَانُ كَرْتِي هِي كَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
الْعَاصِمُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نِيَسِكُ اللَّهُ تَعَالَىٰ عِلْمًا كَوَاسِ طَرَحٍ نِيَسِي اِثْمًا كَا كَرَوَه

(۳۱۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۰۰، ومسلم: ۲۶۷۳ (انظر: ۶۵۱۱)

اس کو لوگوں سے سلب کر لے، وہ تو علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے، پس جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے اور اس طرح خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔“

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو علم عطا کر دیتا ہے تو وہ اس کو لوگوں سے چھین نہیں لیتا، بلکہ وہ علماء کو فوت کرنا شروع کر دیتا ہے، جب ایک عالم فوت ہوتا ہے تو وہ علم بھی چلا جاتا ہے، جو اس کے پاس ہوتا ہے، یہاں تک کہ صرف وہ لوگ باقی رہ جاتے ہیں، جن کو علم نہیں ہوتا، پس لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور پھر جب ان سے فتویٰ طلب کیا جاتا ہے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں اور اس طرح خود بھی گمراہ ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، شراب کو پیا جائے گا اور زنا عام ہو جائے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آخری سختی، جس میں مؤمن مبتلا ہوتا ہے، موت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ﴾ میں ”مُھل“ سے مراد تیل کا

يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَتَّزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْرُكْ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤْسَاءَ جُهَالًا فَسَيَلُّوا فَأَفْتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا.)) (مسند أحمد: ۶۵۱۱)

(۳۱۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ إِيَّاهُ، وَلَكِنْ يَذْهَبُ بِالْعُلَمَاءِ، وَكُلَّمَا ذَهَبَ عَالِمٌ ذَهَبَ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْعِلْمِ حَتَّى يَبْقَى مَنْ لَا يَعْلَمُ، فَيَتَّخِذُ النَّاسُ رُؤْسَاءَ جُهَالًا فَيُسْتَفْتَوُا فَيَفْتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَيَضِلُّوا وَيُضِلُّوا.)) (مسند أحمد: ۶۸۹۶)

(۳۱۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا.)) (مسند أحمد: ۱۳۱۲۶)

(۳۱۸)۔ عَنْ قَابُوسِ بْنِ أَبِي عُبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْرَجَ شِدَّةٌ يَلْقَاهَا الْمُؤْمِنُ الْمَوْتَ، وَفِي قَوْلِهِ: ﴿يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ

(۳۱۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۱۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۸۱، ومسلم: ۲۶۷۱ (انظر: ۱۳۰۹۵)

(۳۱۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، قابوس بن ابی ظبیان الجنبی ضعیف بکتاب حدیثہ ولا یحتج بہ۔ أخرجه

ابن ابی حاتم فی "التفسیر": ۱۲۲۸ (انظر: ۱۹۴۶)

تپٹھ ہے اور ﴿آنَاءَ اللَّيْلِ﴾ سے مراد رات کا درمیانہ حصہ ہے۔ پھر انھوں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ علم کا ختم ہو جانا کیا ہے؟ وہ زمین سے اہل علم کا اٹھ جانا ہے۔

كَالْمُهْلِ ﴿ قَالَ: كَدُرْدِي الرِّبِّ، وَفِي قَوْلِهِ: ﴿آنَاءَ اللَّيْلِ﴾ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ وَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا ذَهَابَ الْعِلْمُ؟ قَالَ: هُوَ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْأَرْضِ - (مسند أحمد: ۱۹۴۶)

سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے کسی چیز کا ذکر کیا اور فرمایا: ”یہ اس وقت ہوگا، جب علم اٹھ جائے گا۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! علم کیسے ختم ہو جائے گا، جبکہ ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کی اس کی تعلیم دیتے ہیں اور پھر ہمارے بیٹے اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں گے اور قیامت کے دن تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابن ام لبید! تجھے تیری ماں گم پائے، میرا خیال تو یہ تھا کہ مدینہ میں سب سے بڑا سمجھ دار اور فقیہ آدمی تو ہے، کیا یہ یہودی اور عیسائی تورات اور انجیل کو نہیں پڑھتے، لیکن صورتحال یہ ہے کہ یہ لوگ ان میں سے کسی چیز سے مستفید نہیں ہو رہے۔“

(۳۱۹)۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَالَ: ((وَذَلِكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ)) قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقَرِّئُهُ أَبْنَاءَنَا وَيُقَرِّئُهُ أَبْنَاءُ هُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((تَكَلَّتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ أُمَّ لَبِيدُ، إِنْ كُنْتَ لَا رَأْيَ لَكَ مِنْ أَفْقِهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ، أَوْ لَيْسَ هَذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يَقْرَأُونَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ لَا يَنْتَفِعُونَ مِمَّا فِيهِمَا بِشَيْءٍ)) (مسند أحمد: ۱۷۶۱۲)

نوٹ:..... اگلی حدیث کے فوائد دیکھیں۔

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”یہ علم کے اٹھ جانے کا وقت ہوگا۔“ زیاد بن لبید نامی ایک انصاری آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا علم اٹھا لیا جائے گا، جبکہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے اور ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو تجھے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا۔“

(۳۲۰)۔ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ نُفَيْرٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ (الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ نَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا أَوَانُ الْعِلْمِ أَنْ يُرْفَعَ))، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ: أَيُرْفَعُ الْعِلْمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَفِينَا كِتَابُ اللَّهِ وَقَدْ عَلَّمَنَا

(۳۱۹) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن ماجه: ۴۰۴۸ (انظر: ۱۷۴۷۳)

(۳۲۰) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه الترمذی: ۲۶۵۳ (انظر: ۲۳۹۹۰)

”لوگو! علم حاصل کرو، قبل اس کے کہ علم سلب کر لیا جائے اور اس کو اٹھا لیا جائے۔“ اُدھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان بھی نازل کر دیا تھا: ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو گے تو تم پر ظاہر کی دی جائیں گی، سوالات گزشتہ اللہ نے معاف کر دیئے اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے حلم والا ہے۔“ (سورہ مائدہ: ۱۰۱) ہم آپ ﷺ سے بڑے سوالات کرتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی تو ہم نے سوال کرنے سے بچنا شروع کر دیا۔ (ایک دن ایک سوال کرنے کی خاطر) ہم ایک بدو کے پاس گئے اور یہ کام کروانے کے لیے اسے ایک چادر دی، اس نے اس سے پگڑی باندھی اور چادر کا کنارہ دائیں ابرو کی طرف سے نکلا ہوا نظر آ رہا ہے، پھر ہم نے اس سے کہا: تو آپ ﷺ سے ایک سوال کر، پس اس نے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم سے علم کیسے اٹھایا جائے گا، جبکہ ہمارے اندر قرآن مجید موجود ہے اور ہم نے اس کی تعلیم حاصل کی ہے اور اپنی عورتوں، بچوں اور خادموں کو اس کی تعلیم دی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور غصے کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرے پر سرخی نظر آ رہی تھی، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”او فلاں! تجھے تیری ماں گم پائے، یہ یہودی اور عیسائی ہیں، ان کے اندر ان کی کتابیں موجود ہیں، لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان کے انبیاء جو کچھ لائے ہیں، یہ اس کی ایک شق پر بھی عمل پیرا نہیں ہیں، خبردار! علم کا اٹھ جانا یہ ہے کہ حاملین علم اٹھ جائیں گے۔“ آپ ﷺ نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی۔

النَّاسُ! خُذُوا مِنَ الْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَقَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ)) وَقَدْ كَانَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْوَأَ كُمْ، وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدِّلَكُمْ، عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ قَالَ: فَكُنَّا نَذْكُرُهَا كَثِيرًا مِنْ مَسْأَلَتِهِ وَاتَّقِينَا ذَاكَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ، قَالَ: فَآتَيْنَا أَعْرَابِيًّا فَرَشُونَاهُ بِرِدَائِهِ، قَالَ: فَاعْتَمَّ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ حَاشِيَةَ الْبُرْدِ خَارِجَةً مِنْ حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ، قَالَ: ثُمَّ قُلْنَا لَهُ: سَلِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! كَيْفَ يُرْفَعُ الْعِلْمُ مِنَّا وَبَيْنَ أَظْهُرِنَا الْمَصَاحِفُ وَقَدْ تَعَلَّمْنَا مَا فِيهَا وَعَلَّمْنَا هَا نِسَاءَنَا وَذُرَارِيَنَا وَخَدَمَنَا؟ قَالَ: فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ وَقَدَعَلَتْ وَجْهَهُ حُمْرَةً مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ: فَقَالَ: ((أَيُّ نِكَلْتِكَ أُمَّكَ، وَهَذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى بَيْنَ أَظْهُرِهِمُ الْمَصَاحِفُ لَمْ يُصْبِحُوا يَتَعَلَّقُوا بِحَرْفٍ مِمَّا جَاءَ تَهُمْ بِهِ أَنْبِيَاءُهُمْ، أَلَا وَإِنَّ مِنْ ذَهَابِ الْعِلْمِ أَنْ يَذْهَبَ حَمَلَتُهُ)) ثَلَاثَ مِرَارٍ - (مسند أحمد: ۲۲۶۴۶)

فوائد: علم شرعی کا فقدان، اگرچہ محدثین اور سلف صالحین نے بھی اپنے ادوار کو ان احادیث کا مصداق بنائے

رکھا، لیکن جس دور سے ہمارا تعلق ہے، ہم صرف اس کو دیکھ کر اپنے اندر فکر پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم جس زمانے سے گزر رہے

ہیں، اس میں شرعی علوم کا بڑا فقدان ہے، محقق اور مفکر اہل علم تیزی سے دنیائے فانی سے کوچ کر رہے ہیں، عجیب انداز میں اسلامی فقہت کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، جن مساجد و مدارس نے راسخ العلم افراد کو تیار کرنا تھا، ان کے مقررین کا علم شرعی اور فقہ اسلامی کے ساتھ سرسری سا تعلق ہوتا ہے۔ جن وکیل، پروفیسر اور سکالر حضرات کو شرعی مسائل دریافت کرنے کیلئے منتخب کیا جاتا ہے، وہ سرے سے عربی زبان سے ہی ناواقف ہوتے ہیں، رہا مسئلہ کہ شرعی علوم کے ساتھ ان کا کتنا اور کیا تعلق ہوتا ہے، اس عجوبے کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ دورِ حاضر میں پاکستان میں ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرامز عروج پر ہیں، اگرچہ یہ بڑی ڈگریوں کے نام ہیں، لیکن میں اپنے ذاتی مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر بات کر رہا ہوں کہ شعبہ علوم اسلامیہ کی ان ڈگریوں کا قرآن و حدیث کے علم اور فقہ اسلامی کے حصول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا بندہ غریب کسی کے ڈاکٹر آف فلاسفی ہونے سے کسی صورت میں متاثر نہیں ہوگا۔ اسلامیات اور عربی سے متعلقہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی جس مخلوط کلاس میں بے پردگی کی بدترین صورتحال ہو، جبکہ بے پردہ لڑکیوں کی صورتحال کسی دلہن سے کم نہ ہو، دونوں جنسوں کی نگاہیں محفوظ نہ ہوں، نماز جیسے سب سے عظیم اسلامی شعار کیلئے وقفہ ہی نہ کیا جاتا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ جہاں نماز کو ترک کر دینا عار نہ سمجھا جاتا ہے، ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں کہ ایک دن ایک یونیورسٹی کی ایم فل اسلامیات کی کلاس کے بیس طلبہ میں سے اٹھارہ افراد نے نماز عصر ترک کر دی تھی، ایک دن ایک نوجوان لڑکی ڈائیس پر آ کر اسلام سے متعلقہ اپنی اسائنمنٹ پیش کر رہی تھی، آہستہ آہستہ اس کا دوپٹہ سر سے اتر گیا، جب اس نے دوپٹہ سیدھا کرنے کے لیے بازو اٹھایا تو اس کے سینے کی بے پردگی ہونے لگی، جبکہ سارے ”حاملین علم“ اس کو یوں تک رہے تھے، جیسے غنقریب ان سے اس کی شکل پر انٹرویو لیا جانے والا ہو۔ (العیاذ باللہ)، جہاں دوسرے لڑکوں کے سامنے قرآن و حدیث کے علوم سے مزین اور شریعت کے پابند فرد کو ”مولوی صاحب“ کہہ کر اس کے علم و عمل اور شکل و صورت کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہو، جس ماحول میں بڑی داڑھی والوں کو قدامت پرست اور بے پردہ لڑکیوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کرنے والے کو دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگی نہ کرنے والا سمجھ کر قابلِ مذمت سمجھا جاتا ہو، کسی امام سے دریافت کر کے بتائیں کہ کیا شریعت اسلامیہ ایسے ”علمی“ ماحول میں پلنے والے کو مفتی تسلیم کر سکتی ہے؟ کیا یہ لوگ اس اہل ہوں گے کہ امت اسلامیہ کی قیادت کر سکیں، لیکن ایسے لوگوں کو چکدار اور مصلحت پسند قرار دے کر ان کی آراء کو حتمی طور پر تسلیم کر لیا جاتا ہے، ذہن نشین کر لیں کہ جن حقائق کی بنا پر میں نے یہ گزارشات پیش کی ہیں، ان کو یہاں بیان کر دینا میرے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرات قرآن مجید اور اسلام کو اچھے انداز میں پیش کرنا اور بات ہے اور قرآن و حدیث کا علم و فہم حاصل کر کے ان پر عمل کرنا اور بات ہے۔ بہر حال شرعی علم کا شدید فقدان ہے، لوگوں نے اسلام کی اصطلاح میں جاہلوں سے مسائل دریافت کرنا شروع کر دیئے ہیں، جس کا نتیجہ گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اسلامی علوم کے حقیقی خادم اسلامی مدارس ہیں، ان مدارس کے منتظمین اور اساتذہ سے گزارش ہے کہ وہ سلف صالحین کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اور دنیاداری سے اجتناب کر کے اپنے طلبہ کو علم شرعی سے مزین کریں اور ان میں خدمتِ اسلام کا جذبہ اجاگر کریں۔

کِتَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب و سنت کو تھامنے کے ابواب

بَابُ فِي الْإِعْتِصَامِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ مضبوطی سے جم جانے کا بیان

یزید بن حیان تمہی کہتے ہیں: میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے کہا: اے زید! تم نے بہت زیادہ خیر پائی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، زید! بس تم نے بہت زیادہ خیر پائی ہے، زید! تم نے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں، وہ ہمیں بھی بیان کرو، انہوں نے کہا: اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہو گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو بھی کافی عرصہ گزر چکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث یاد کی تھیں، ان میں سے بعضوں کو بھول بھی گیا ہوں، اس لیے میں تم کو جو کچھ بیان کر دوں، اس کو قبول کر لو اور جو نہ کر سکوں، اس کی مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، کے مقام پر خطاب کرنے کے لیے

(۳۲۲)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ التَّمِيمِيِّ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقَيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ وَعَزَوْتَ مَعَهُ وَصَلَّيْتَ مَعَهُ، لَقَدْ رَأَيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدَّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم! فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! وَاللَّهِ! لَقَدْ كَبُرَتْ سِنِّي وَقَدَّمَ عَهْدِي وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعْنَى مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَأَقْبَلُوا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ، ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا خَطْبِيًّا فِينَا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا، يَعْنِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ

کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیان کی اور وعظ و نصیحت کی اور پھر یہ بھی فرمایا: ”أَمَّا بَعْدُ! خبردار! اے لوگو! میں ایک بشر ہی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آ جائے اور میں اس کی بات قبول کر لوں، بات یہ ہے کہ میں تم میں دو بیش قیمت اور نفیس چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، پس اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس کے ساتھ چمٹ جاؤ۔“

پس آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر آمادہ کیا اور اس کے بارے میں ترغیب دلائی، اور پھر فرمایا: ”دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ یاد کرواتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔“ حصین نے کہا: اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا: بیشک آپ ﷺ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں، لیکن آپ ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: وہ آل علی، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔ اس نے کہا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

اللَّهُ تَعَالَى وَأَنْتَى عَلَيْهِ وَوَعظَ وَذَكَرَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، يُؤْتِيكَ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَأَجِيبَ، وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ، أَوْلَهُمَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ)) فَحَثَّ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ وَرَعَبَ فِيهِ، قَالَ: ((وَأَهْلُ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي)) فَقَالَ نَهْ حَصِينُ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاءً هُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: إِنَّ نِسَاءً هُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَكِنَّ أَهْلَ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: آلُ عَلِيٍّ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَكُلُّ هُوَ لَاءِ حُرْمٍ اصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند أحمد:

(۱۹۴۷۹)

فوائد: ”ثَقَلٌ“ کے معانی بیش قیمت نفیس چیز اور سامان کے ہیں، قرآن مجید اور اہل بیت کی شان و عظمت

یا اس نصیحت کے مطابق کیے جانے والے عمل کے بھاری ہونے کی وجہ سے ان دو چیزوں کو ”ثَقَلَيْنِ“ کہا گیا ہے۔

امہات المؤمنین اس اعتبار سے تو نبی کریم ﷺ کی آل ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ رہتی ہیں، آپ ﷺ ان کے کفیل ہیں، آپ ﷺ کے بعد ان سے نکاح نہیں کیا جاسکتا، نیز ان کے احترام و اکرام اور حقوق کے تقاضوں کو پورا کرنے کا خاص حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ اس آل میں داخل نہیں ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تم میں دو بیش قیمت چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب ایک رسی ہے، جس کو آسمان سے زمین کی طرف لٹکایا گیا ہے اور میری نسل میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں چیزیں جدا نہیں ہوں گی: یہاں تک کہ دونوں میرے حوض پر آ جائیں گی۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! آپ کی امت آپ کے بعد اختلاف کرنے والی ہے، میں نے کہا: اے جبریل! اس سے نکلنے کی راہ کیا ہوگی؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہر سرکش کو تباہ کرے گا، جس نے اس کو تھام لیا وہ نجات پا گیا، جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا، یہ بات دو دفعہ کہی، اس کی بات صحیح اور قطعی ہے اور مذاق نہیں ہے، اس کو زبانیں نہیں گھر سکتیں، اس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے، اس میں تمہارے اندر (کے نزاعات کا) فیصلہ ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے، اس کی اس میں خبریں ہیں۔“

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قرآن مجید نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقے جاری کیے، پھر انھوں نے کہا: پس تم ہم صحابہ کی پیروی کرو، اللہ کی قسم

(۳۲۳)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الشَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِشْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضِ)) (مسند أحمد: ۱۱۱۲۰)

(۳۲۴)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ أُمَّتَكَ مُخْتَلِفَةٌ بَعْدَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَيْنَ الْمَخْرَجُ يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ: فَقَالَ: كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى، بِهِ يَقْصِمُ اللَّهُ كُلَّ جَبَّارٍ، مَنْ اغْتَصَمَ بِهِ نَجَا، وَمَنْ تَرَكَهُ هَلَكَ مَرَّتَيْنِ، قَوْلُهُ فَضْلٌ وَلَيْسَ بِالْهَزْلِ، لَا تَخْتَلِفُهُ الْأَلْسُنُ وَلَا تَفْنِي أَعَايِبُهُ، فِيهِ نَبَأٌ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَفَضْلٌ مَا بَيْنَكُمْ وَخَيْرٌ مَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ)) (مسند أحمد: ۷۰۴)

(۳۲۵)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلَ الْقُرْآنَ وَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم السُّنَنَ، ثُمَّ قَالَ: اِتَّبِعُونَا فَوَاللَّهِ! إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا

(۳۲۳) تخریج: حدیث صحیح بشواہدہ دون قولہ: ”فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض“ وھذا اسناد ضعیف، عطیہ بن سعد العوفی ضعیف۔ أخرجه ابن ابی شیبۃ: ۱۰/ ۵۰۶، وابو یعلیٰ: ۱۰۲۷ (انظر: ۱۱۱۰۴)

(۳۲۴) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف الحارث بن عبد اللہ الاعور، ثم هو منقطع، لانه لا تعرف لمحمد بن اسحاق رواية عن محمد بن كعب القرظی، بل هو یروی فی ”السیرة“ عنه بواسطۃ۔ أخرجه الترمذی: ۲۹۰۶ (انظر: ۷۰۴)

(۳۲۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، مؤمل بن اسماعیل سبیء الحفظ، وعلی بن زید بن جدعان ضعیف، والحسن البصری لم یسمع من عمران (انظر: ۱۹۹۹۸)

تَصَلُّوا۔ (مسند أحمد: ۲۰۲۴۰) ہے کہ اگر تم اس طرح نہیں کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

فوائد:..... سیدنا عمران رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی منازل اور آپ ﷺ کی سنتوں کو جاننے والے اور ان کا مشاہدہ کرنے والے تھے، اس لیے اس سلسلے میں ان کی پیروی کرنا ضروری ہے۔

(۳۲۶)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَحَطَّ حَطًّا هَكَذَا أَمَامَهُ فَقَالَ: ((هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) وَحَطَّيْنِ عَنِ يَمِينِهِ وَحَطَّيْنِ عَنِ شِمَالِهِ، قَالَ: ((هَذِهِ سَبِيلُ الشَّيْطَانِ)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخِطِّ الْأَوْسَطِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفْرَقَ بَكُمْ عَنِ سَبِيلِهِ، ذَلِكَ وَمَا كُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (مسند أحمد: ۱۵۳۵۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پس آپ ﷺ نے اپنے سامنے والی سمت میں ایک (سیدھا) خط لگایا اور فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔“ پھر آپ ﷺ دو لکیریں دائیں طرف اور دو لکیریں بائیں طرف لگائیں اور فرمایا: ”یہ شیطان کا راستہ ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے درمیان والے (سیدھے) خط پر ہاتھ رکھا اور یہ آیت تلاوت کی: ”اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمایا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔“ (الانعام: ۱۵۳)

(۳۲۷)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَنْ يَزَالَ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ عِصَابَةٌ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ)) (مسند أحمد: ۸۶۶۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمیشہ ایک جماعت اس دین پر حق کے ساتھ قائم رہے گی، ان کی مخالفت کرنے والا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حق پر برقرار ہوں گے۔“

فوائد:..... ان احادیث میں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ لوگ قرآن مجید کی پیروی کریں اور آپ ﷺ کی آل کے حقوق ادا کریں اور ان کے صالح طرز حیات اور ان کے اہل علم کی مسنون سیرت کی پیروی کریں۔

بَابُ فِي الْأَعْتَصَامِ بِسُنَّتِهِ ﷺ وَالْإِهْتِدَاءِ بِهَدْيِهِ

نبی کریم ﷺ کی سنت کو تھانے اور آپ ﷺ کی سیرت سے رہنمائی طلب کرنے کا بیان

(۳۲۸)۔ عَنِ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو سَلِمَىٰ وَأَبُو جَرْرٍ بِنِ جَرْرٍ كَلَامِي كَقَوْلِهِ: هَمَّ سَيِّدُنَا

(۳۲۶) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۱ (انظر: ۱۵۲۷۷)

(۳۲۷) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابن حبان: ۶۸۳۵، والبخاری: ۳۳۲۰ (انظر: ۸۴۸۴)

(۳۲۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۴۶۰۷، وابن ماجه: ۴۴ (انظر: ۱۷۱۴۵) کتاب و سنت کی پوشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، یہ ان لوگوں میں سے تھے، جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: ”ہاں ان پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کر دیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو تمہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں پاتا۔“ (سورہ توبہ: ۹۲) ہم نے ان کو سلام کیا اور کہا: ہم آپ کی زیارت اور بیماری داری کرنے کے لیے اور آپ سے علمی استفادہ کرنے کے لیے آئے ہیں، سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز فجر پڑھائی، پھر ہم پر متوجہ ہوئے اور ہمیں اتنا موثر و بلیغ وعظ کیا کہ آنکھیں بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے، ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ و نصیحت لگتی ہے، پس آپ ہمیں کون سی نصیحت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم کو اللہ کے ڈر اور (امراء کی باتیں) سننے اور ان کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، اگر چہ وہ وحشی ہو، پس بیشک تم میں سے جو آدمی میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اس پر کابند رہو اور سختی کے ساتھ اس پر قائم رہو اور نئے نئے امور سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ و نصیحت ہے، پس آپ ہمیں کیا نصیحت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق میں تم کو ایسی روشن شریعت پر چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جس کی رات بھی دن کی طرح ہے، اب اس سے وہی گمراہ ہو

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السَّلْمِيُّ وَحُجْرُ بْنُ حُجْرٍ الْكَلَاعِيُّ قَالَ: أَتَيْنَا الْعُرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ (رضی اللہ عنہ) وَهُوَ مَمَّنْ نَزَلَ فِيهِ: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا: أَتَيْتَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَسِبِينَ، فَقَالَ عُرْبَاضٌ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةٌ مُودِعٌ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: ((أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ حَبِشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيْرِي اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، فَتَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) (مسند أحمد: ۱۷۲۷۵)

(۳۲۹) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ) - وَفِيهِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةٌ مُودِعٌ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا، قَالَ: ((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى النَّيْضَاءِ، لَيْلَهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ (فَذَكَرَ

نَحْوَمَا تَقَدَّمَ وَفِيهِ) فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي، (وَفِيهِ أَيْضًا) عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنْفِ حَيْثُمَا انْقَبَدَ انْقَادًا)) (مسند أحمد: ۱۷۲۷۲)

گا، جو ہلاک ہونے والا ہوگا، اور جو تم میں سے زندہ رہے گا، (سابقہ حدیث کی طرح روایت کو بیان کیا)، پس تم میری جس سنت کو پہچانتے ہو گے، اس کو لازم پکڑنا، (اور اس میں یہ بھی ہے: پس تم اس پر سختی سے قائم رہنا، پس مومن تو اس کیلئے شدہ اونٹ کی طرح ہوتا ہے کہ جس کو جدھر کھینچا جاتا ہے، وہ

اُدھر ہی پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے۔“

فوائد: نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے کا معاملہ تو واضح ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہی معیار حق اور نمونہ اتباع ہے، آپ ﷺ کے ارشادات بنفس نفیس حجت ہیں، لیکن بعض لوگوں نے ان احادیث کی روشنی میں خلفائے راشدین کی سنت کو مستقل طور پر حجت شرعی قرار دیا ہے، ان لوگوں کی یہ رائے درست نہیں ہے، وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت ایک ہی چیز کا نام ہے، اس سے مراد سنت نبوی ہی ہے، چونکہ خلفائے راشدین کی خلافت کا مقصد ہی کتاب و سنت کا نفاذ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اپنے ساتھ ان کا ذکر بھی کیا ہے۔ کیا آپ لوگ غور نہیں کرتے کہ آپ ﷺ نے اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کا ذکر کرنے کے بعد ان کی طرف واحد کی ضمیر لوثائی اور فرمایا کہ ”فَتَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ“ آپ ﷺ نے دو دفعہ واحد مؤنث کی ضمیر ”ھا“ استعمال کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ اس سے پیچھے ایک چیز کا ذکر ہوا ہے، نہ کہ دو کا، اگر خلفائے راشدین کی سنت الگ سے مراد لی جاتی تو ”بَعْدَهُمَا“ کہا جاتا۔ (۲) عملی طور پر کوئی فرقہ یا شخص خلفائے راشدین کے تمام نیکوں کو حجت نہیں مانتا، خود مقلدین کے ہاں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انھوں نے اپنے اماموں کی آراء اور فتاویٰ کو خلفائے راشدین کی آراء پر ترجیح دی۔ (۳) نہ صرف مذکورہ بالا احادیث میں، بلکہ قرآن و حدیث کی کئی نصوص میں امراء و خلفاء کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ درج ذیل قوانین بھی آپ ﷺ نے ہی متعارف کروائے ہیں:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ...))

”مسلمان آدمی پر (خلیفہ کا حکم) سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے، خواہ وہ اسے پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو، الا کہ اسے کسی نافرمانی کا حکم دیا جائے، پس اگر اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو کوئی سننا اور اطاعت کرنا نہیں۔“

(صحیح بخاری: ۷۱۴۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا طَاعَةَ فِي الْمَعْصِيَةِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ...))

”نافرمانی میں (امیر کی) اطاعت نہیں کی جائے گی، بلکہ صرف نیکی کے کاموں میں ہی اطاعت کی جائے گی۔“

جائے گی۔“ (صحیح بخاری: ۷۲۵۷، صحیح مسلم: ۱۸۴۰) لہذا خلفائے راشدین اور امراء کی وہ ہدایات واجب الاتباع ہوں گی، جو قرآن و حدیث کے مخالف نہیں ہوں گی۔ (۴) سب خلفائے راشدین نے قرآن و سنت کا پابند رہنے کا اقرار کیا اور زیادہ تر یہ اعلان بھی کرتے تھے کہ فلاں فلاں مسئلے پر اگر کسی کے پاس کوئی حدیث ہے تو وہ پیش کرے۔ (۵) خلفائے راشدین کی چند ایک مثالیں، جن سے مذکورہ بالا گزارشات کی تائید ہوتی ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب منکرینِ زکوٰۃ سے قتال کرنا چاہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے خوب مناقشہ کیا اور کہا کہ ان لوگوں سے قتال کرنا درست نہیں، بالآخر خلیفہ اول کے دلائل غالب آگئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کے برحق ہونے کو تسلیم کر لیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ چوری کرنے والے کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ اس کا ایک ہاتھ کاٹا جائے اور ایک ٹانگ، تاکہ ایک ہاتھ سالم رہ سکے، لیکن جب ان سے کہا گیا کہ اس موقع پر اس کے دونوں ہاتھ کاٹنا سنت ہیں، تو خلیفہ اول نے اپنے فیصلے سے رجوع کر لیا اور سنت کو ترجیح دی۔ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما حج تمتع سے منع کرتے تھے، لیکن اس معاملے میں سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان دونوں خلفاء کی پیروی نہیں کی، اور عصر حاضر میں تقریباً تمام غیر ملکی حج تمتع ہی کرتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ یہ فیصلہ کر دیا کہ مقتول کی دیت سے بیوی کو میراث نہیں ملے گی، لیکن جب ایک صحابی نے ایک حدیث کی روشنی میں یہ وضاحت کی کہ اس موقع پر بیوی کو میراث ملے گی، تو خلیفہ ثانی نے اپنے فیصلے سے رجوع کر لیا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کے حق مہر کی ایک مقدار مقرر کرنا چاہی، تو ایک بڑھیا نے ایک آیت پڑھ کر ان سے مناقشہ کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرتدین کو قتل کرنے کی بجائے جلایا، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سنت کی روشنی میں یہ وضاحت کی کہ ان کو قتل کرنا چاہیے تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اعتراف کیا اور کہا کہ ابن عباس سچ کہہ رہے ہیں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ باقاعدہ ان سے مناقشہ کیا گیا اور کسی موقع پر کسی خلیفہ نے یہ جواب نہیں دیا کہ وہ حاکم وقت ہے، لہذا اس کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ خلفائے راشدین کی شان و عظمت اپنی جگہ پر مسلم ہے، ان کی اس شان کا اعتراف ایمان کی علامت ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم سب سے بلند ہے اور اس کو تسلیم کرنا ہی خلفائے راشدین کی رفعت کا راز ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی کسی امت میں مبعوث فرمایا، اس کی امت میں سے اس کے حواری ہوتے تھے، جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے، پھر ان کے بعد نالائق لوگ ان کے جانشین بنے،

(۳۳۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخَلَّفَ مِنْ

بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ.)) (مسند أحمد: ٤٣٧٩)

جو کہتے وہ تھے جو کرتے نہیں تھے اور کرتے وہ تھے جس کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“

فوائد:..... حواری سے مراد انبیاء کے مخلص اور منتخب پیروکار ہیں، جنہوں نے اطاعت و فرما برداری، تائید و نصرت، جہاد، امراء و خلفاء کی اطاعت، غرضیکہ انہوں نے اپنے اپنے نبیوں کی فرما برداری کا ہر تقاضا پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ کے مخلص فرمانبرداروں کے بعد اس امت میں بھی ایسے نااہل لوگ پیدا ہوں گے، لہذا ہمیں اس سلسلے میں متنبہ رہنا چاہیے کہ کیا ہم وہ لوگ تو نہیں ہیں کہ جن کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے۔

(٣٣١) - عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) فِي سَفَرٍ فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَّ عَنْهُ، فَسُئِلَ لِمَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلْتُ هَذَا فَعَلْتُ. (مسند أحمد: ٤٨٧٠)

مجاہد کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں تھے، پس جب وہ ایک جگہ سے گزرے تو اس سے ایک طرف ہو گئے، پس ان سے سوال کیا گیا کہ انہوں نے ایسے کیوں کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا، سو میں نے بھی کیا۔

فوائد:..... سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

(٣٣٢) - عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُقَدَّامَ بْنَ مَعْدِيكِرَبَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) يَقُولُ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ أَشْيَاءَ، ثُمَّ قَالَ: ((يُوشِكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُكَلِّبَنِي وَهُوَ مُتَّكِيٌّ عَلَى أُرْبُكَيْتِهِ يُحَدِّثُ بِحَدِيثِي فَيَسْئَلُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ، أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ.)) (مسند أحمد: ١٧٣٢٦)

حسن بن جابر سے مروی ہے کہ سیدنا مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا اور پھر فرمایا: ”قریب ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی مجھے جھٹلا دے، جبکہ اس نے اپنے تخت پر ٹیک لگائی ہوئی ہو اور میری حدیث بیان کرنے کے بعد کہے: ہمارے اور تمہارے مابین اللہ کی کتاب کافی ہے، پس جس چیز کو ہم اس میں حلال پائیں، اس کو حلال سمجھیں گے اور جس چیز کو اس میں حرام پائیں، اس کو حرام سمجھیں گے، خبردار! اور بیشک رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا، وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کی طرح ہیں۔“

فوائد:..... آپ ﷺ کی حدیث بنفس نفیس حجت ہے، اس کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کرنے کی کوئی

(٣٣١) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه البزار: ١٢٨ (انظر: ٤٨٧٠)

(٣٣٢) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن ماجه: ١٢، والترمذی: ٢٦٦٤ (انظر: ١٧١٩٤)

ضرورت نہیں ہے، اس باب کے آخر میں جس بحث کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کا مطالعہ کریں۔

سیدنا مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک چیز بھی دی گئی ہے، خبردار! قریب ہے کہ ایک آدمی سیر و سیراب ہو کر اپنے تخت پر بیٹھ کر یہ کہے: تم صرف قرآن کو لازم پکڑو، پس جس چیز کو اس میں حلال پاؤ، اس کو حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ، اس کو حرام سمجھو، خبردار! تمہارے لیے گھریلو گدھا اور کچلی والے درندے حلال نہیں ہیں اور نہ ذی کے مال میں سے گری پڑی چیز حلال ہے، الا یہ کہ اس کا مالک اس سے مستغنی ہو جائے اور جو لوگ کسی قوم کے پاس آئیں تو اس قوم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کی ضیافت کرے، اگر وہ ان کی ضیافت نہیں کرتی تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے مالوں میں سے اپنی میزبانی کے بقدر لے لیں۔“

(۳۳۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ يَنْتَنِي شَبَعَانَ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ، أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْجِمَارِ الْأَهْلِيَّةِ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ، أَلَا وَلَا لُقْطَةٌ مِنْ مَالٍ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَفْرُوهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَفْرُوهُمْ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يُعَقِّبُوهُمْ بِمِثْلِ قَرَاهُمْ.)) (مسند أحمد: ۱۷۳۰۶)

فوائد: آپ ﷺ کو وحی کی دو اقسام عطا کی گئیں، ایک قرآن مجید، جس کو وحی متلو کہتے ہیں اور دوسری حدیث، جس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ”اور وہ (نبی) ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔“ کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت نبوی ہے اور یہی سنت ہے، جس کی روشنی میں آپ ﷺ نے کلام مقدس کی وضاحت کرنی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ ”اور ہم نے آپ کی طرف ذکر کو نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس چیز کی وضاحت کریں، جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔“ ضیافت ہر مہمان کا حق ہے، ہماری اس سے معرفت ہو یا نہ ہو، آج کل لوگ یہ حق ادا کرنے سے غافل ہیں، جبکہ مہمان کی ضیافت کرنا ایمان و ایقان کا تقاضا ہے، یہ تفصیل کا مقام نہیں ہے۔

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں ضرور ضرور جانتا ہوں کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس میری حدیث پہنچے گی، جبکہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوگا اور کہے گا: یہ حکم تو مجھے اللہ کی کتاب میں نہیں ملا۔“

(۳۳۴)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا عَرَفَنَّ مَا يَبْلَغُ أَحَدَكُمْ مِنْ حَدِيثِي شَيْءٌ وَهُوَ مُتَّكِيٌّ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: مَا أَجِدُ هَذَا فِي كِتَابِ اللَّهِ.)) (مسند أحمد: ۲۴۳۶۲)

(۳۳۳) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۴۶۰۴، وابن ماجه: ۱۲، ۳۱۹۳ (انظر: ۱۷۱۷۴)

(۳۳۴) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابوداود: ۴۶۰۵، والترمذی: ۲۶۶۳، وابن ماجه: ۱۳ (انظر: ۲۳۸۶۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم میں سے اس شخص کو جانتا ہوں کہ اس کے پاس میری حدیث پہنچے گی، جبکہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوگا اور کہے گا: مجھ پر اس کے ساتھ قرآن پڑھو۔ میری حوالے سے تمہیں خیر والی جو بات پہنچے، میں نے وہ کہی ہو یا نہ کہی ہو، پس میں اس کو کہوں گا اور اگر کوئی شر والی بات پہنچے تو میں شر کہنے والا نہیں ہوں۔“

(۳۳۵)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَنَّهُ عَنِّي حَدِيثٌ وَهُوَ مَتَّكِيٌّ فِي أَرِيكِيهِ فَيَقُولُ: اتْلُوا عَلَيَّ بِهِ قُرْآنًا، مَا جَاءَكُمْ عَنِّي مِنْ خَيْرٍ فُلْتُهُ أَوْ لَمْ أَقُلْهُ فَإِنَّا أَقُولُهُ وَمَا نَسَأَكُمْ مِنْ شَرٍّ فَإِنَّا لَا أَقُولُ الشَّرَّ.)) (مسند أحمد: ۱۰۲۷۴)

فوائد:..... آخری احادیث میں منکرین حدیث پر رد ہے، ہم نے اس کتاب کے شروع میں مقدمہ کے بعد ”حجیت حدیث“ کے عنوان پر ایک سیر حاصل مضمون قلم بند کیا ہے، جس میں تکلیکی انداز میں ان منکرین کا رد کیا گیا ہے، اس مضمون کا تعلق اس باب سے ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس عنوان کا بغور مطالعہ کریں۔

بَابُ فِي التَّحْذِيرِ مِنَ الْإِبْتِدَاعِ فِي الدِّينِ وَإِثْمِ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ
دین میں بدعت سے ڈرانے اور گمراہی کی طرف بلانے والے کے گناہ کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کے شایان شان اس کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا: ”أَمَّا بَعْدُ! پس بیشک سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے نئے ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

(۳۳۶)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَمَدَ اللَّهَ وَأَثَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَإِنْ أَفْضَلَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) (مسند أحمد: ۱۴۳۸۶)

فوائد:..... ہم جس دین کے پیروکار ہیں، نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کی تکمیل ہو گئی تھی، لہذا سیرت میں ہر موقع سے متعلق جس جس چیز کا تعین ہو چکا ہے، اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ انہی امور کے پابند رہیں، مثال کے طور پر ایک آدمی فوت ہو جاتا ہے، تو اس کی حالت نزع سے لے کر اس کو دفنانے تک تمام احکام کا تعین کر دیا گیا ہے اور کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی ہے، اب مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ انہی امور کے پابند رہیں، میت کے پاس بیٹھ کر اس کے حق میں دعا کرنے کا حکم دیا گیا، نہ مخصوص انداز میں تلاوت کرنے کا، جب میت کو قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا ہو تو ”کلمہ شہادت“ کا نعرہ لگانا اور جواباً ”أَشْهَدُ.....“ کہنا ثابت نہیں ہے، جب میت کو دفن کر دیا جائے تو اس کے لیے دعا

(۳۳۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی معشر نجیح بن عبد الرحمن السندی (انظر: ۱۰۲۶۹)

(۳۳۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۶۷ (انظر: ۱۴۳۳۴)

کرنے کا حکم تو موجود ہے، لیکن قبر کے پاس اذان یا تلاوت جیسے امور ثابت نہیں ہیں۔

بدعت: وہ نئی بات جو دین میں اجر و ثواب کی غرض سے نکالی جائے اور جس کی دلیل کتاب و سنت سے نہ ہو۔ مثلاً نماز عید سے پہلے خطبہ دینا، نماز کے بعد مصافحہ یا معانقہ کا اہتمام کرنا، مجلس میلاد، عرس، گیارہویں، چہلم، مجلس مرثیہ خوانی، رسم قل، رسم ختم وغیرہ وغیرہ۔

(۳۳۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ سَنَّ سُنَّةً ضَلَالٍ فَاتَّبَعَ عَلَيْهَا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً هُدًى فَاتَّبَعَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجُورِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ)) (مسند أحمد: ۱۰۵۶۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے گمراہی والا کوئی راستہ وضع کیا اور پھر اس کی پیروی کی گئی تو اس پر پیروی کرنے والوں کے گناہ کے برابر گناہ ہوگا، جبکہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی، اسی طرح جس نے ہدایت والا کوئی راستہ جاری کیا اور پھر اس کی پیروی کی گئی تو اس پر پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ہوگا، جبکہ ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔“

فوائد: ”جس نے ہدایت والا کوئی راستہ جاری کیا“ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا طریقہ جاری کیا جائے، جو اس عمومی حکم میں شامل ہو، جس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے رغبت دلائی ہو، جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان کا اہتمام کروایا تھا اور اس سے وہ سنت اور شرعی طریقہ بھی مراد ہو سکتا ہے، جو مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے اپنا وجود کھو چکا ہو۔

(۳۳۸)۔ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدِ الرَّحْبِيِّ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَرِثِ الشُّمَالِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ فَقَالَ: يَا أَبَا أَسْمَاءَ! إِنَّا قَدْ أَجْمَعْنَا النَّاسَ عَلَى أَمْرَيْنِ، قَالَ: وَمَا هُمَا؟ قَالَ: رَفَعُ الْأَيْدِي عَلَى الْمَنَائِرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْقَصَصُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُمَا أَمْتَلُ بِدَعَتِكُمْ عِنْدِي وَلَسْتُ مُجِيبَكَ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُمَا، قَالَ: لِمَ؟ قَالَ: لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا

غضیف بن حارث شمالی کہتے ہیں: عبد الملک بن مروان نے مجھے بلا بھیجا، جب میں گیا تو اس نے کہا: اے ابواسماء! ہم نے لوگوں کو دو چیزوں پر جمع کر لیا ہے۔ میں نے کہا: وہ کون سی؟ اس نے کہا: جمعہ کے روز منبروں پر ہاتھ اٹھانا اور نماز فجر اور نماز عصر کے بعد قصہ گوئی کرنا۔ میں نے کہا: میرے نزدیک یہ تمہاری بدعتوں کی دو بہترین مثالیں ہیں اور میں ان میں سے کوئی بھی نہیں کروں گا۔ اس نے کہا: کیوں؟ میں نے کہا: کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو قوم بدعت کو ایجاد کرے گا، اس سے اس بدعت کے بقدر سنت اٹھالی جائے گی، پس

(۳۳۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۷۴ (انظر: ۱۰۵۵۶)

(۳۳۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى بكر بن عبد الله بن ابى مريم الغساني - أخرجه البزار: ۱۳۱، والطبرانی في "الكبير": ۱۸۷ / ۱۸ (انظر:)

سنت کو تھام لینا بدعت کو ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔“

حَدَّثَ قَوْمٌ بِذِعَةٍ إِلَّا رُفِعَ مِثْلَهَا مِنْ لُسْنَةٍ، فَتَمَسَّكَ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ (ذِعَةٍ-) (مسند أحمد: ۱۷۰۹۵)

سعد بن ابراہیم کہتے ہیں: ایک آدمی نے اپنے تین گھروں کے بارے میں وصیت کی کہ ہر گھر کا تیسرا حصہ ایک انسان کو ملے گا، میں نے اس کے بارے میں قاسم بن محمد سے سوال کیا، انہوں نے کہا: ایک مکان تین افراد کے لیے (اور باقی دو گھر وارثوں کیلئے) کر دو، پس بیشک میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو اس کا وہ عمل مردود ہوگا۔“

(۳۳۹)۔ عَنِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ رَجُلًا وَوَصَّى فِي مَسَاكِنَ لَهُ بِثُلُثِ كُلِّ مَسْكَنِ لِلنَّاسِ، فَسَأَلْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: اجْمَعِ ثَلَاثَةَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا) تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَأَمْرُهُ رَدٌّ) (مسند أحمد: ۲۶۷۲۱)

فوائد:..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین سے متعلقہ ہر قول و فعل کے لیے شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے،

وگرنہ وہ مردود ٹھہرے گا۔

فَصَلُّ مِنْهُ فِي وَعِيدٍ مَنْ بَدَّلَ أَوْ أَحَدَثَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے بعد کسی چیز میں تبدیلی کر دینے والے یا کسی چیز کو ایجاد

کرنے والے کی وعید کا بیان

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری صحبت اختیار کرنے والوں اور مجھے دیکھنے والوں میں سے بعض لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے، لیکن جب ان کو میری طرف لایا جائے گا تو ان کو مجھ سے پرے ہی کھینچ لیا جائے گا، پس میں کہوں گا: اے میرے رب! میرے ساتھی، پس مجھ سے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کون کون سی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔“

(۳۴۰)۔ عَنِ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِمَّنْ صَحِبَنِي وَرَأَيْتِي حَتَّى إِذَا رَفَعُوا إِلَيَّ وَرَأَيْتُهُمْ اخْتَلَجُوا دُونِي فَلَا قَوْلَنَّ رَبِّ أَعْصَابِي أَيْقَالَ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدَثُوا بَعْدَكَ)) (مسند أحمد: ۲۰۷۶۸)

سیدنا سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

(۳۴۱)۔ عَنِ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ

(۳۳۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۹۷، ومسلم: ۱۷۱۸ (انظر: ۲۶۱۹۱)

(۳۴۰) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه ابن أبي شيبة: ۴۴۳ / ۱۱ (انظر: ۲۰۴۹۴)

(۳۴۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۰۵۰، ۷۰۵۱، ومسلم: (انظر: ۲۲۸۲۲)

(۳۴۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۹۷ (انظر: ۲۳۲۹۰)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میں حوض پر تم لوگوں کا پیش رو ہوں گا، جو وہاں آئے گا، وہ پی لے گا اور جو وہاں سے پی لے گا، وہ اس کے بعد کبھی بھی پیسا سائیں ہوگا، اور حوض پر میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے کہ میں ان کو پہنچاتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، لیکن پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔ ابو حازم نے کہا: پس نعمان بن ابوعیاش نے سنا، جبکہ میں ان کو یہ حدیث بیان کر رہا تھا، پس اس نے کہا: کیا تم نے سیدنا سہل بنیثیہ کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا؟ میں نے کہا: جی ہاں اس نے کہا! اور میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو یہ الفاظ زیادہ کرتے ہوئے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہوں گا: یہ لوگ تو مجھ سے ہیں، لیکن آپ ﷺ سے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا عمل کیے تھے، پس میں کہوں گا: بربادی ہو، بربادی ہو، اس شخص کے لیے جس نے میرے بعد (دین کو) تبدیل کر دیا۔“

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ سے اس طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

عبد اللہ بن رافع مخزومی کہتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: ”اے لوگو!“ جب کہ میں کنگھی کر رہی تھی، میں نے کنگھی کرنے والی خاتون سے کہا: میرا سر ڈھانپ دے، اس نے کہا: میں تجھ پر قربان جاؤں، آپ ﷺ تو فرما رہے ہیں: ”اے لوگو!“ میں نے کہا: تیرا ناس ہو، کیا ہم لوگ

أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا (يَعْنِي ابْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَلَيَرَدَنَّ عَلَى أَقْوَامٍ أَعْرَفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ))، قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَسَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عِيَّاشٍ وَأَنَا أَحَدُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُولُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتَهُ يَزِيدُ فَيَقُولُ: ((أَنْتُمْ مِنِّي - فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي -)) (مسند أحمد: ۲۳۲۱۰)

(۳۴۲) - عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ - (مسند أحمد: ۲۳۶۷۹)

(۳۴۳) - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ -

(۳۴۴) - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعِ الْمَخْزُومِيِّ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ تَمْتَشِطُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ!)) فَقَالَتْ لِمَ شَطَبْتَهَا: لِقِي رَأْسِي، قَالَتْ: فَقَالَتْ: قَدَيْتِكَ، إِنَّمَا يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ! قُلْتُ:

نہیں ہیں، پس اس نے اس کا سر ڈھانپ دیا اور وہ اپنے حجرے میں کھڑی ہو گئی اور آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”لوگو! میں حوض پر ہوں گا، تم لوگوں کو گرد ہوں کی شکل میں لایا جائے گا، پس تمہارے راستے جدا جدا ہو جائیں، (کوئی حوض کے راستے پر چل پڑے گا اور کوئی کسی اور راستے پر) اس لیے میں آواز دوں گا: خبردار! اس راستے کی طرف آؤ، لیکن میرے پیچھے سے ایک آواز دینے والا مجھے آواز دے گا: بیشک ان لوگوں نے آپ کے بعد دین کو بدل دیا تھا، پس میں کہوں گا: خبردار! بربادی ہو، خبردار! بربادی ہو۔“

فوائد:..... پچھلے باب میں بدعت کی حقیقت کو واضح کیا جا چکا ہے، اس باب میں بدعتی لوگوں کے انجام بدکا بیان ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی فکر، قول اور فعل کا قرآن و حدیث کے احکام کے ساتھ موازنہ کریں، اگرچہ فرقہ پرستی اور تعصب کے دور میں یہ موازنہ مشکل ہو گیا ہے، بہر حال فکر مند لوگوں کے لیے آسانیاں ہی آسانیاں ہیں۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ ﷺ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

آپ کے ارشاد ”تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے“ کا بیان

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ضرور ضرور اپنے سے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کی اس طرح پیروی کرو گے، جیسے بالشت کے برابر بالشت اور ہاتھ کے برابر ہاتھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گو کے بل میں گھسے تو تم بھی اس میں ان کے پیچھے چلو گے۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہودی اور عیسائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اور کون۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ”وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ“ کے بعد یہ الفاظ ہیں: ”اور باع کے برابر باع ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گو کے بل میں

وَيَحْكُ، أَوْ لَسْنَا مِنَ النَّاسِ؟ فَلَفَّتْ رَأْسَهَا وَقَامَتْ فِي حُجْرَتِهَا فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! بَيْنَمَا أَنَا عَلَى الْحَوْضِ جِئَ بِكُمْ زُمْرًا فَتَفَرَّقَتْ بِكُمْ الطُّرُقُ، فَتَادَيْتُكُمْ، أَلَا هَلُمُّوا إِلَيَّ الطَّرِيقَ، فَتَادِنِي مُنَادٍ مِنْ بَعْدِي فَقَالَ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَلُوا بَعْدَكَ، فَقُلْتُ: أَلَا! سُحْقًا، أَلَا! سُحْقًا.)) (مسند أحمد: ۲۷۰۸۱)

(۳۴۵۱)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ صَبٍّ لَتَبِعْتُمُوهُمْ.)) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! آيَهُودٌ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: ((فَمَنْ.)) (مسند أحمد: ۱۱۸۲۲)

(۳۴۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَفِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ: ”وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ“ قَالَ: ((وَبَاعًا فَبَاعًا حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ صَبٍّ

(۳۴۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۵۶، ۷۳۲۰، ومسلم: ۲۶۶۹ (انظر: ۱۱۸۰۰)

(۳۴۶) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۰۶۴۱)

لَدَخَلْتُمُوهُ)) قَالُوا: وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَهْلُ الْكِتَابِ؟ قَالَ: ((فَمَنْ؟)) (مسند أحمد: ۱۰۶۴۹)

گھے تو تم بھی ضرور اس میں گھسو گے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں، کیا اہل کتاب ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اور کون ہیں۔“

فوائد:..... دو بازوؤں کے پھیلاؤ کو ”باع“ کہتے ہیں۔

(۳۴۷)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَرْكَبَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِثْلًا بِمِثْلِ)) (مسند أحمد: ۲۳۲۶۶)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اپنے سے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کو ہو بہو اپناؤ گے۔“

(۳۴۸)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((لَيَحْمِلَنَّ شِرَارُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى سُنَنِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلُ الْكِتَابِ حَذْوًا بِالْقُدَّةِ)) (مسند أحمد: ۱۷۲۶۵)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت کے برے لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کے مطابق ایسے ہی چلیں گے، جیسے تیار کیا ہوا تیر دوسرے تیر کے مطابق ہوتا ہے۔“

فوائد:..... ”حَذْوًا بِالْقُدَّةِ“ یہ دو چیزوں میں مکمل یکسانیت کے لیے ضرب المثل ہے۔

(۳۴۹)۔ عَنْ أَبِي وَقْدٍ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ خَرَجُوا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى حُنَيْنٍ قَالَ: وَكَانَ لِلْكَفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكِفُونَ عِنْدَهَا وَيُعَلِّقُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ: فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةِ خَضْرَاءَ عَظِيمَةٍ قَالَ: فَقُلْنَا: (وَفِي رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ) يَا رَسُولَ اللَّهِ! اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: كَمَا لِلْكَفَّارِ ذَاتُ أَنْوَاطٍ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کے لیے مکہ مکرمہ سے نکلے، کافروں کی ایک بیری تھی، وہ اس کے پاس قیام کرتے تھے اور اس کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے (اور مجاور بن کر اس کے ارد گرد بیٹھتے تھے)، اس بیری کو ذاتِ انواط کہتے تھے، پس ہم سبز رنگ کی ایک بڑی بیری کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط بنائیں، جیسا کہ کافروں کی ذاتِ انواط ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کہی، جو

(۳۴۷) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۶۰۱۷ (انظر: ۲۲۸۷۸)

(۳۴۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف شہر بن حوشب۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۷۱۴۰ (انظر: ۱۷۱۳۵)

(۳۴۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الترمذی: ۲۱۸۰ (انظر: ۲۱۸۹۷)

موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا مقرر کر دیجئے! جیسے ان کے یہ معبود ہیں، آپ نے کہا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔“ (اعراف: ۱۳۸) یہ مختلف طریقے ہیں، البتہ تم ضرور ضرور اور ایک ایک کر کے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے جواباً فرمایا: ”اللَّهُ أَكْبَرُ“، یہ تو وہی بات ہے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے سے کہی تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا مقرر کر دیجئے! جیسے ان کے یہ معبود ہیں، آپ نے کہا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔“ (اعراف: ۱۳۸) بیشک تم لوگ اپنے سے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے۔“

فوائد:..... ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے یہود و نصاریٰ نافرمانیوں، بغاوتوں اور اپنے انبیاء و رسل کی مخالفت پر نکل گئے، ایسے ہی آپ ﷺ کی امت کے افراد بھی قرآن و حدیث کے ساتھ یہی رویہ اختیار کر لیں گے، آخری حدیث میں آپ ﷺ نے خود ایک مثال کی وضاحت کر دی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی اور اہل کتاب کی طرح امت اسلامیہ کے افراد نے ہر قسم کی معصیت کا ارتکاب کر دیا، مثلاً: شرک و بدعت کی کئی صورتیں، اماموں کی تقلیدنا سدید، رشوت، خیانت، حدود الہی کے نفاذ میں معاشرے کے اعلیٰ اور ادنیٰ افراد میں فرق، ذاتی مقصد کی خاطر آیات و احادیث کو چھپانا اور ان میں اضافہ کرنا اور ان میں باطل تاویل کرنا، حرام و حلال کے خود ساختہ معیار بنانا، غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز، ترک نماز، نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

خَاتِمَةٌ فِيمَا وَرَدَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ فِي تَغْيِيرِ الْحَالِ فِي عَصْرِ النَّابِعِينَ

خاتمہ: بعض صحابہ سے اس چیز کا ثابت ہونا کہ تابعین کے زمانہ میں ہی حالات بگڑ گئے تھے

(۳۵۱)۔ عَنْ أَبِي عَمْرَانَ الْجَوْنِيِّ قَالَ: ابوعمران جوئی کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((مَا عَهْدُ نَبِيِّ فِي مِثْلِ هَذَا)) عہد نبوی میں جن امور پر کاربند تھے، آج تو ان میں سے کوئی چیز بھی نظر نہیں آتی۔ ہم نے کہا: پس نماز کہاں ہے؟ انھوں نے

(۳۵۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۵۱) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ۵۲۹ (انظر: ۱۱۹۷۷)

کہا: کیا تم نے نماز میں وہ کچھ نہیں کیا جن کو تم خود جانتے ہو؟

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ: قُلْنَا: فَأَيْنَ الصَّلَاةُ؟
قَالَ: أَوْلَيْكُمْ تَصْنَعُوا فِي الصَّلَاةِ مَا قَدْ
عَلِمْتُمْ. (مسند أحمد: ۱۲۰۰۰)

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ سیدنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جن امور کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھتا ہے، آج تم میں تو ان میں سے کوئی چیز بھی نظر نہیں آتی، البتہ تمہارا "لا إله إلا الله" کہنا وہی ہے۔ میں نے کہا: اے ابو حمزہ! نماز (بھی تو وہی ہے)؟ انھوں نے کہا: تو نے تو (عصر کی) نماز غروب آفتاب کے وقت پڑھی ہے، کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی؟ پھر انھوں نے کہا: اس کے باوجود یہ بات تو ہے کہ میں نے کوئی ایسا زمانہ نہیں دیکھا، جو عامل کے لیے تمہارے اس زمانے سے بہتر ہو، الا یہ کہ وہ زمانہ نبی کریم ﷺ کی صحبت والا ہو۔

(۳۵۲)۔ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ قَالَ: قَالَ أَنَسُ
بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا أَعْرِفُ فِيكُمْ الْيَوْمَ شَيْئًا
كُنْتُ أَعْهَدُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ،
لَيْسَ قَوْلُكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، قَالَ: قُلْتُ:
يَا أَبَا حَمَزَةَ! الصَّلَاةُ؟ قَالَ: قَدْ صَلَّيْتَ حِينَ
تَغْرُبُ الشَّمْسُ ، أَفَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاةَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ ؟ قَالَ: فَقَالَ: عَلَى آتِي لَمْ أَرْ زَمَانًا
خَيْرًا لِإِعْمَالٍ مِنْ زَمَانِكُمْ هَذَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ
زَمَانًا مَعَ نَبِيِّ. (مسند أحمد: ۱۳۸۹۷)

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ میرے پاس غصے کی حالت میں آئے، میں نے کہا: کس نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ان لوگوں میں تو محمد ﷺ کے حکم پر مشتمل کوئی چیز نظر نہیں آتی، سوائے اس کے کہ یہ نماز اکٹھی پڑھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے: سوائے نماز کے۔

(۳۵۳)۔ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ
أَبُو الدَّرْدَاءِ (رضي الله عنه) وَهُوَ مُغْضَبٌ ، فَقُلْتُ:
مَنْ أَغْضَبَكَ؟ قَالَ: وَاللَّهِ لَا أَعْرِفُ فِيهِمْ
مِنْ أَمْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ
جَمِيعًا ، (وَفِي رِوَايَةٍ: إِلَّا الصَّلَاةَ)۔ (مسند

أحمد: ۲۸۰۴۸)

فوائد: آخری صحابی تو ۱۱۰ھ میں فوت ہوا، لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر اس سے بہت پہلے کئی ایسے امور خیر مفقود ہو گئے تھے، جو عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں موجود تھے، مطالعہ کرنے والے لوگ جانتے ہیں، اسباب کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، پھر آہستہ آہستہ تنزل آتا گیا اور پندرہویں صدی ہجری شروع ہو گئی، جس میں شر، فساد اور بگاڑ بہت عروج پر ہے۔



(۳۵۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم - آخر جہ ابو یعلی: ۳۳۳۰ (انظر: ۱۳۸۶۱)

(۳۵۳) تخریج: آخر جہ البخاری: ۶۵۰ (انظر: ۲۷۵۰۰) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: بیشک ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑی مقدار میں پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو بھی کریں تو (ساتھ والے پانی کے تھوڑے ہونے کی وجہ سے) پیاس لگتی ہے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“

(دوسری سند) بیشک کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہم سمندر میں دور تک نکل جاتے ہیں، کیونکہ دور جائے بغیر شکار نہیں ملتا اور اپنے ساتھ ایک دو چھوٹے چھوٹے برتنوں میں (پینے والا پانی) اٹھایا ہوا ہوتا ہے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، بیشک اس کا مردار حلال ہے اور اس کا پانی پاک کرنے والا ہے۔“

فوائد: چڑے کے چھوٹے سے برتن کو ”اداوۃ“ کہتے ہیں۔

عبد اللہ بن مغیرہ کنانی کہتے ہیں کہ بنو مدلج کے بعض افراد نے اس کو بتلایا ہے کہ وہ لوگ شکار کرنے کے لیے تختوں پر سمندر میں جاتے تھے اور پینے کے لیے اپنے ساتھ پانی لے جاتے تھے، لیکن ان کی نماز کا وقت بھی سمندر میں ہی ہو جاتا تھا، انھوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ صورتحال بیان کی اور کہا: اگر ہم اپنے ساتھ اٹھائے ہوئے پانی سے وضو کریں تو پیاس لگتی ہے اور اگر سمندر کے پانی سے وضو کریں تو دل میں شک سا رہتا ہے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“

رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ، فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطَشْنَا، اَفْتَوَضَّأُ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ؟ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ الطَّهْوُرُ مَاءُهُ، الْحِلُّ مِيَّتُهُ.)) (مسند أحمد: ۸۷۲۰)

(۳۵۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ اَنْ نَّاسًا اَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: اِنَّا نَبْعُدُ فِي الْبَحْرِ وَلَا نَحْمِلُ مِنَ الْمَاءِ اِلَّا الْاِدَاوَةَ وَالْاِدَاوَتَيْنِ لِاَنَّآ لَا نَجِدُ الصَّيْدَ حَتَّىٰ نَبْعُدَ، اَفْتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَاِنَّهُ الْحِلُّ مِيَّتُهُ، الطَّهْوُرُ مَآوُهُ.)) (مسند أحمد: ۸۸۹۹)

(۳۵۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيْرَةَ بْنِ اَبِي بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ اَنْ بَعْضَ بَنِي مُدَلِجٍ اَخْبَرَهُ اَنْهُمْ كَانُوْا يَرْكَبُوْنَ الْاَرْمَاتِ فِي الْبَحْرِ لِلصَّيْدِ فَيَحْمِلُوْنَ مَعَهُمْ مَّاءً لِّلسَّقَاةِ فَتَدْرِكُهُمُ الصَّلَاةُ وَهُمْ فِي الْبَحْرِ وَانَّهُمْ ذَكَرُوْا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: اِنْ تَوَضَّأُ بِمَائِنَا عَطَشْنَا وَاِنْ تَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ وَجَدْنَا فِيْ اَنْفُسِنَا، فَقَالَ لَهُمْ: ((هُوَ الطَّهْوُرُ مَآوُهُ الْحَلَالُ مِيَّتُهُ.)) (مسند أحمد: ۲۳۴۸۴)

(۳۵۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۵۶) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱ / ۱۳۰، والحاكم: ۱ / ۱۴۱، عبد الرزاق: ۳۲۱

(انظر: ۲۳۰۹۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(۳۵۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْبَحْرِ: ((هُوَ الطَّهُورُ مَاوُهُ الْجِلُّ مَبِيتُهُ)) (مسند أحمد: ۱۵۰۷۹) اور اس کا مردار حلال ہے۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سمندر کے بارے میں فرمایا: ”اس کا پانی پاک کرنے والا ہے ماوۃ الجلل مبیۃ“ (مسند احمد: ۱۵۰۷۹) اور اس کا مردار حلال ہے۔“

فوائد:..... عام طور پر سمندر کا پانی کھارا اور نمکین ہونے کی وجہ سے، دوسرے پانیوں سے مختلف ہوتا ہے، اس لیے سائل کو شبہ ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے اس کے شبہ کا ازالہ کر دیا اور اس کی ضرورت کے مطابق سمندر کے مردار کے حلال ہونے کی بھی وضاحت کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم کو اتنا فہم ہونا چاہیے کہ وہ سائل کے سوال کے مقصد اور اس کے متعلقات کو سمجھ سکے، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ جس شخص کو سمندر کے پانی کے بارے میں شک پڑ رہا ہے، وہ لامحالہ طور پر اس کے مردار کے بارے میں متردد ہوگا، اس لیے آپ ﷺ نے مردار کے حکم کی بھی وضاحت کر دی، یہ چیز فتویٰ کے محاسن میں سے ہے۔ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ تمام سمندری حیوانات، جو صرف پانی میں زندہ رہ سکتے ہیں، حلال ہیں، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی یہی رائے ہے اور یہی مسلک راجح ہے، کیونکہ اس حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان عالیشان عام ہے، جو ہر سمندری کوشاٹل ہے، نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الْجِلُّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلنَّاسِ﴾ ”تمہارے لیے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے۔“ (سورہ مائدہ: ۹۶) البتہ امام ابو حنیفہ صرف مچھلی کے مردار کو ہی حلال سمجھتے ہیں۔

(۳۵۸)۔ عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ أَنَّ سِنَانَ بْنَ عَبَّاسٍ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ: مَاءُ الْبَحْرِ طَهُورٌ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۸)

موسیٰ بن سلمہ کہتے ہیں کہ سنان بن عباس نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سمندر کے پانی کے حکم کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے۔

(۳۵۹)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صِفَةِ حَجِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَمَّ أَقْضَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِسَجَلٍ مِنْ مَاءٍ زَمَزَمَ فَشَرِبَ مِنْهُ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ: ((انزِعُوا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَلَوْ لَا أَنْ تَغْلَبُوا عَلَيَّهَا لَنَزَعْتُ)) (مسند أحمد: ۱۳۴۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے حج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے طوافِ افاضہ کیا اور زمزم کے پانی کا ڈول منگوا کر اس سے پیا اور وضو بھی کیا اور فرمایا: ”اے بنو عبد المطلب! پانی کھینچو، اگر تمہارے مغلوب ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ کھینچتا۔“

فوائد:..... معلوم ہوا کہ زمزم کے پانی سے وضو کرنا درست ہے۔ آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ بھی

(۳۵۷) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن ماجه: ۳۸۸ (انظر: ۱۵۰۱۲)

(۳۵۸) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم - أخرجه الدارقطني: ۱/۳۵، والحاكم: ۱/۱۴۰ (انظر: ۲۵۱۸)

(۳۵۹) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۱۳۴۸)

پانی کھینچتے تو لوگ اس کو آپ ﷺ کی فعلی اور حج سے متعلقہ سنت سمجھ کر ایسا کرنے پر ٹوٹ پڑتے اور بنو عبدالمطلب اس سعادت سے محروم ہو جاتے۔ اور افراتفری پیدا ہوتی ہے اور نظام بھی خراب ہوتا۔

بَابُ فِي حُكْمِ الطَّهَارَةِ بِالنَّبِيذِ إِذَا لَمْ يُوجَدِ الْمَاءُ

پانی نہ ہونے کی صورت میں نبیز سے طہارت حاصل کرنے کے حکم کا بیان

(۳۶۰)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْجِنِّ تَخَلَّفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ وَقَالَ: نَشْهَدُ الْفَجْرَ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: لَيْسَ مَعِيَ مَاءٌ وَلَكِنْ مَعِيَ إِدَاوَةٌ فِيهَا نَبِيذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ))، فَتَوَضَّأَ. (مسند أحمد: ۴۲۹۶)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب جنوں والی رات تھی تو ان میں سے دو افراد پیچھے رہ گئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے ساتھ نماز فجر ادا کریں گے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس پانی ہے؟“ میں نے کہا: میرے پاس پانی نہیں ہے، البتہ ایک برتن میں نبیز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پاکیزہ کھجور ہے اور پاک کرنے والا پانی ہے۔“

فوائد: میرے پاس الفتح الربانی والے نسخے میں ”تَمْرَةٌ“ (تاء کے ساتھ) ہے۔ لیکن ابوداؤد اور ترمذی میں ”تَمْرَةٌ“ (تاء کے ساتھ) ہے اور یہی درست معلوم ہوتا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ البتہ معنی دونوں لحاظ سے درست بن جائے گا۔ (عبد اللہ رفیق)

(۳۶۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَعَكَ طَهُورٌ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَمَا هَذَا فِي الْإِدَاوَةِ؟)) قُلْتُ: نَبِيذٌ، قَالَ: ((أَرَيْنَهَا، تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ)) فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وَصَلَّى. (مسند أحمد: ۴۳۰۱)

(دوسری سند) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”تمہارے پاس پاک کرنے والا (پانی) ہے؟“ میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اس چھوٹے برتن میں کیا ہے؟“ میں نے کہا: نبیز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے دو، پاکیزہ کھجور ہے اور پاک کرنے والا پانی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(۳۶۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ)۔ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةُ الْجِنِّ فَقَالَ لَهُ

(۳۶۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی زید مولی عمرو بن حرث - أخرجه ابوداؤد: ۸۴، والترمذی:

۸۸، ابن ماجه: ۳۸۴ (انظر: ۴۲۹۶)

(۳۶۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۶۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ! أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قَالَ: مَعِيَ نَبِيذٌ فِي إِدَاوَةٍ، فَقَالَ: ((أَصُيْبُ عَلَيَّ)) فَتَوَضَّأَ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ! شَرَابٌ طَهُورٌ))

”عبداللہ! کیا تمہارے پاس پانی ہے؟“ انھوں نے کہا: میرے پاس تو ایک برتن میں نبیذ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر بہاؤ۔“ پس آپ ﷺ نے وضو کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ بن مسعود! یہ پاکیزہ مشروب ہے۔“

(مسند أحمد)

فوائد: پانی میں کھجور بھگو کر رکھنا اور اس سے تیار ہونے والا مشروب پینا جائز ہے، اس کو نبیذ کہتے ہیں، یہ نبیذ انگور سے بھی تیار کی جاتی ہے۔ جب یہ مشروب جوش مارنے لگے تو وہ شراب بن جاتا ہے، جس کا پینا مومنوں پر حرام ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، بہر حال نبیذ سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ ماء مطلق نہیں ہے، درج ذیل بحث کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ ”جب تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ (سورہ نساء: ۴۳)، نیز فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ ”ہم نے آسمان سے ایسا پانی نازل کیا جس سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔“ (سورہ فرقان: ۴۸)، مزید ارشاد ہے: ﴿وَيُنزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَ بِهِ﴾ (الانفال: ۱۱) یعنی ”اور وہ تم پر آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کر دے۔“ ان آیت مبارکہ میں ماء مطلق (مطلق پانی) کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کسی پانی پر ”ماء مطلق“ کا اطلاق ہو سکتا ہو اس وقت تک وہ طاہر (پاک) اور مطہر (پاک کرنے والا) ہوگا، بشمول امام شافعی اور امام مالک کے جمہور کا یہی مسلک ہے، لیکن جب پانی کو کسی وصف کی طرف منسوب کیا جائے، جیسے بموں کا پانی، گلاب کے پھول کا پانی، انگور کا پانی، کھجور کا پانی وغیرہ تو ایسی صورت میں وہ ماء مطلق نہیں رہے گا، جس سے طہارت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر پانی میں کوئی طاہر چیز اتنی معمولی مقدار میں پائی جائے کہ اس پانی پر ”ماء مطلق“ کا اطلاق ختم نہ ہو سکے، تو وہ پانی اس قابل ہوگا کہ اس سے وضوء اور غسل کیا جائے، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے: ((عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِعْتَسَلَ هُوَ وَمَيْمُونَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي قَصْعَةٍ فَبَهَا أَنْتَرُ الْعَجِينِ)) سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں نے ایسے ٹب میں غسل کیا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کے نشانات تھے۔

(ابن ماجہ: ۳۷۸، نسائی: ۲۴۱، مسند احمد: ۳۴۲/۶)

یعنی آٹے کے آثار اتنی معمولی مقدار میں تھے کہ اس پانی کو آٹے والا پانی نہیں، بلکہ ماء مطلق کہا جا سکتا تھا، جیسا کہ شیخ محمد عطاء اللہ بھوجیائی نے کہا: يدل على ان الطاهر القليل لا يخرج الماء عن الطهورية۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل مقدار میں طاہر چیز کے مل جانے سے پانی مطہر ہی رہتا ہے۔)

(التعليقات السلفية: ۳۰/۱)

امام شوکانی نے کہا: ”کسی پاک چیز کے ملنے کی وجہ سے جس پانی پر ماءِ مطلق کا نام نہ بولا جاسکے بلکہ اس پر کوئی خاص نام بولا جاتا ہو، مثلاً گلاب کا پانی وغیرہ تو وہ فی نفسہ تو طاہر ہوگا، لیکن دوسروں کیلئے مطہر نہیں ہوگا۔“ (السبیل الحرار: ۵۶/۱) امام ابن حزم نے کہا: ”جب تک پانی پر ماء (مطلق پانی) کا لفظ بولا جاسکتا ہو اس وقت تک وہ طاہر و مطہر رہے گا۔“ (المحلی بالآثار: ۱۹۳/۱)

نتیجہ بحث: انگور کا پانی اور نبیذ وغیرہ خود تو پاک ہے، لیکن ان سے وضوء یا غسل کر کے پاکیزگی حاصل نہیں کی جاسکتی، کیونکہ ان پر مطلق ماء (پانی) کے لفظ کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا، قاضی خاں حنفی نے بھی اسی فتوے کی تائید کی۔ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ جب نبیذ اس قدر تپلی ہو کہ اعضا پر بہہ سکتی ہو اور میٹھی ہو، نشہ آور نہ ہو، تو آدمی اس کے ساتھ وضوء کر لے اور تیمم نہ کرے۔ لیکن امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ تیمم کر لینا چاہیے اور نبیذ کے ساتھ وضوء نہیں کرنا چاہیے، جمہور اور باقی ائمہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام طحاوی نے بھی اسی کو اختیار کیا اور کہا: امام ابوحنیفہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے شروع شروع میں (نبیذ کے ساتھ وضوء کرنے کی) جو رائے اختیار کی تھی، اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

بَابُ فِي أَنْ غُسَلَ الرَّجُلُ مَعَ زَوْجَتِهِ مِنْ إِنْاءٍ وَاحِدٍ لَا يَسْلُبُ طَهْرِيَّةَ الْمَاءِ
خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک برتن سے غسل کرنا، اس سے پانی کی طہوریت ختم نہ ہونے کا بیان
تنبیہ: اس باب سمیت کل تین ابواب کا موضوع ماءِ مستعمل ہے کہ آیا ایسا پانی طاہر و مطہر ہے یا نہیں ہے یا صرف طاہر ہے۔ ماءِ مستعمل سے مراد وہ استعمال شدہ پانی ہے، جسے غسل جنابت اور وضوء کے لیے یا نجاست کے ازالہ کے لیے استعمال کیا جائے، جبکہ یہ سارے امور تقرب کی نیت سے سرانجام دیئے گئے ہوں۔

امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ ایسے پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک تو مستعمل پانی نجس ہے۔ اہل ظاہر اور کچھ دیگر ائمہ کا خیال ہے کہ یہ پانی طاہر بھی ہے اور مطہر بھی، یعنی اس اعتبار سے ماءِ مستعمل اور غیر مستعمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک اہل ظاہر کا مسلک راجح ہے، آنے والے تین ابواب کی احادیث کا بغور مطالعہ کریں۔ ہمیں اس رائے پر بڑا تعجب ہے کہ ایک آدمی برتن میں پانی لے کر وضوء کرتا ہے، پھر اگر اس برتن میں کچھ پانی بچ جائے تو اس کو طہوریت کے وصف سے ہی خارج کر دیا جائے، اگر اس معاملے میں شریعت خاموش رہتی تو عقل سلیم کا یہی تقاضا ہونا چاہیے تھا کہ بچے ہوئے اس پانی کو طاہر اور مطہر قرار دیا جائے، لیکن معاملہ اس کے الٹ ہو گیا کہ شریعت اس کو طاہر اور مطہر سمجھتی ہے، لیکن بعض لوگ اس کو یہ وصف دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ احناف نے اس استعمال شدہ پانی کو پلید کا حکم دینے کیلئے جن اولہ سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی محل نظر ہیں، ہم نتیجتاً ابن حزم کا قول پیش کرتے ہیں انہوں نے کہا: ”ماءِ مستعمل یعنی استعمال شدہ پانی کے ساتھ غسل جنابت اور وضوء جائز ہے قطع نظر اس سے کہ دوسرا پانی موجود ہو یا نہ ہو۔“ (المحلی بالآثار: ۱۸۲/۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے، جبکہ ہم جنبی ہوتے تھے، لیکن اس سے پانی جنبی نہیں ہو جاتا۔

(۳۶۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أُغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَأَنَا الْجُنُبَانُ، وَلَكِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۹۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور آپ ﷺ ایک ایسے برتن میں غسل کرتے تھے، جو ایک ”فرق“ کی مقدار کے برابر ہوتا تھا۔

(۳۶۴)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ۔ (مسند أحمد: ۲۴۵۹۰)

فوائد:..... ایک ”فرق“، تین صاع کے برابر ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے کہتے تھی: میرے لیے باقی چھوڑو، میرے لیے بھی پانی رہنے دو۔

(۳۶۵)۔ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَأَنَا أَقُولُ لَهُ: أَبْقِ لِي، أَبْقِ لِي۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۰۶)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس میں آپ سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتی اور کہتی: میرے لیے بھی چھوڑو، میرے لیے بھی چھوڑو۔

(۳۶۶) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيهِ: فَأُبَادِرُهُ وَأَقُولُ: دَعْ لِي دَعْ لِي۔ (مسند أحمد: ۲۵۳۷۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے، آپ ﷺ ان سے پہلے چلو بھرتے اور وہ آپ ﷺ سے پہلے چلو بھرتی، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ سیدہ سے پہلے شروع کرتے تھے۔

(۳۶۷)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَغْرِفُ قَبْلَهَا وَتَغْرِفُ قَبْلَهُ، (وَفِي لَفْظٍ) كَانَ يَبْدَأُ قَبْلَهَا۔ (مسند أحمد: ۲۵۵۰۵)

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور رسول

(۳۶۸)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ

(۳۶۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۲۱ (انظر: ۲۴۹۷۸)

(۳۶۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۴، ومسلم (انظر: ۲۴۰۸۹)

(۳۶۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۲۱ (انظر: ۲۴۵۹۹)

(۳۶۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۶۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۳، ۵۹۵۶ (انظر: ۲۴۹۹۱)

(۳۶۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۲۲ (انظر: ۲۶۷۹۷)

أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ۔
(مسند أحمد: ۲۷۳۳۳)

اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔

(۳۶۹)۔ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ وَكَانَ يُقْبِلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔ (مسند أحمد: ۲۷۰۳۱)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے جنابت والا غسل کرتے تھے اور آپ ﷺ روزے کی حالت میں ان کا بوسہ بھی لے لیتے تھے۔

(۳۷۰)۔ عَنْ نَاعِمِ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سُئِلَتْ: أَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ مَعَ الرَّجُلِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا كَانَتْ كَيْسَةً، رَأَيْتُنِي وَرَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ مِرْكَنٍ وَاحِدٍ نَفِيضٍ عَلَى أَيْدِينَا حَتَّى نُنْقِيَهَا ثُمَّ نُنْفِضُ عَلَيْنَا الْمَاءَ۔ (مسند أحمد: ۲۷۲۸۵)

مولائے ام سلمہ ناعم کہتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا عورت اپنے خاوند کے ساتھ غسل کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، لیکن جب وہ عقلمند ہو، میں نے اپنے آپ کو اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ہم ایک ٹب سے غسل کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالتے، یہاں تک کہ ان کو صاف کر لیتے اور پھر اپنے جسموں پر پانی بہا دیتے تھے۔

(۳۷۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ وَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَائِيٍّ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكْوُوكٍ۔ (مسند أحمد: ۱۲۱۲۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم اور آپ ﷺ کی بیویوں میں سے ایک خاتون ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور آپ ﷺ پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو کرتے تھے۔

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ اکٹھے غسل کر لیتے تھے،

یہی معاملہ میاں بیوی کا ہوگا۔

(۳۷۲)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ سَرْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ صُبَيْةَ الْجُهَنِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: اِخْتَلَفَتْ يَدَيَّ وَيَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْوُضُوءِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ۔ (مسند أحمد: ۲۷۶۰۷)

سیدہ ام صبیہ جہنی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وضو کرنے کے لیے میرے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ باری باری برتن میں داخل ہو رہے تھے۔

(۳۶۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۲، ومسلم: ۲۹۶ (انظر: ۲۶۴۹۸)

(۳۷۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۲۹ (انظر: ۲۶۷۴۹)

(۳۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۴ بقصة الغسل فقط، ومسلم: ۳۲۵، (انظر: ۱۲۱۰۵)

(۳۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۲۴ / ۵۹۵ (انظر: ۲۷۰۶۷)

پاس آئے، جبکہ میں بے ہوش تھا، اس لیے میں نے آپ ﷺ سے کوئی بات نہیں کی، آپ ﷺ نے وضو کیا اور وہ پانی مجھ پر ڈالا، پس مجھے افاتہ ہو گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال کا کیا کروں، جبکہ میری بہنیں بھی ہیں؟ پس میراث والی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ﴿سیدنا جابر کی اولاد نہیں تھیں، بہنیں تھیں، ﴿إِنْ امْرُءٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ﴾

هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ ۖ مَا شِئْنَا وَوَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمْ أَكَلِمَهُ، فَتَوَضَّأَ فَصَبَّهُ عَلَيَّ فَأَفْقَتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَضْعُ فِي مَالِي وَلِي أَخَوَاتُ؟ قَالَ: فَتَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ﴿كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتُ﴾ ﴿إِنْ امْرُءٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ﴾۔ (مسند احمد: ۱۴۳۴۹)

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہما صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: قریشیوں کا قاصد رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا، جبکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے ہیں، آپ ﷺ جب بھی وضو کرتے ہیں تو وہ (اعضائے شریفہ سے گرنے والے پانی) کی طرف لپکتے ہیں، آپ ﷺ جب بھی تھوکتے ہیں تو وہ اس کو لینے کے لیے بھی بڑھتے ہیں اور آپ ﷺ کا جو بال گرتا ہے، وہ اس کو پکڑ لیتے ہیں۔

(۳۷۷)۔ عَنِ الْمُسَوْرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ صَلَاحِ الْحُدَيْبِيَّةِ أَنَّ رَسُولَ قُرَيْشٍ قَامَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدَرَأَى مَا يَصْنَعُ بِهِ أَصْحَابُهُ، لَا يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ إِلَّا ابْتَدَرُوهُ وَلَا يَسْقُ بِسَاقِهَا إِلَّا ابْتَدَرُوهُ وَلَا يَسْقُطُ مِنْ شَعْرِهِ شَيْءٌ إِلَّا أَخَذُوهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۱۷)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت نکلے اور وضو کیا، لوگوں نے آپ ﷺ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو چھونا شروع کر دیا، پھر آپ ﷺ نے نمازِ ظہر کی دو رکعتیں ادا کیں اور آپ ﷺ کے سامنے (بطورِ سترہ) برچھی تھی۔

(۳۷۸)۔ عَنِ أَبِي جُحَيْفَةَ ۖ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَلْهَاجِرَةِ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِفَضْلِ وَضُوءِهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنزَةٌ۔ (مسند احمد: ۱۸۹۶۴)

(۳۷۷)۔ تخریج: هذا حديث طويل وأخرجه البخاري مختصراً: ۱۸۱۱، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲ (انظر: ۱۸۹۱۰)

(۳۷۸)۔ تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۷، ۵۰۱ (انظر: ۱۸۷۵۷)

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الطَّهَارَةِ بِفَضْلِ الطَّهْرِ

ایک طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مزید طہارت کرنے کی نہی کا بیان

محمد بن عبد الرحمن بخیری کہتے ہیں: میں ایسے صحابی کو ملا، جن کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح چار برسوں تک نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف ملا تھا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم ہر روز کنگھی کریں یا غسل خانے میں پیشاب کریں یا بیوی، خاوند کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا خاوند، بیوی کے بچے ہوئے پانی سے نہائے، ان کو چاہیے کہ وہ اکٹھے چلو بھر لیں (یعنی ایک وقت میں اکٹھے نہا لیں)۔

سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو اس سے منع کیا کہ وہ عورت کے جوٹھے پانی سے وضو کرے۔

(۳۷۹)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَانَ الْحِمَيْرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَرْبَعِ سِنِينَ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ أَنْ يَبُولَ فِي مُغْتَسِلِهِ وَأَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَأَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَلِيَقْتَرِفُوا جَمِيعًا۔ (مسند أحمد: ۱۷۱۳۷)

(۳۸۰)۔ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو (الْغَفَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ مِنْ سُوْرِ الْمَرْأَةِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۰۱۸)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا، اب وہ یہ نہیں جانتے کہ عورت کے وضو سے بچا ہوا پانی مراد تھا، یا اس کا جوٹھا۔

(۳۸۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ)۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِهَا، لَا يَذِرُنِي بِفَضْلِ وَضُوئِهَا أَوْ فَضْلِ سُورِهَا۔ (مسند أحمد: ۱۸۰۲۰)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے مرد کو اس سے منع فرمایا کہ وہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

(۳۸۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ)۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ مِنْ فَضْلِ وَضُوِّ الْمَرْأَةِ۔ (مسند أحمد: ۲۰۹۳۳)

(۳۷۹) تخريج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۸۱، والنسائي: ۱/ ۱۳۰ (انظر: ۱۷۰۱۲)

(۳۸۰) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير ابى حاجب، وهو ثقة، وقد اعل بالوقف - أخرجه ابوداود: ۸۲، وابن ماجه: ۳۷۳، والترمذی: ۶۴، والنسائي: ۱/ ۱۷۹ (انظر: ۱۷۸۶۳)

(۳۸۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۸۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بنو غفار کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔

(۳۸۳) (وَمِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ) - عَنْ أَبِي حَاجِبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي غَفَّارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ مِنْ فَضْلِ طَهْوَرِ الْمَرْأَةِ -

(مسند أحمد: ۱۸۰۲۰)

فوائد: لیکن ان احادیث سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ پانی نجس ہو جاتا ہے یا مطہر نہیں رہتا، کیونکہ اگلے باب کی احادیث کے مطابق آپ ﷺ نے خود امام المؤمنین کے جنابت والے غسل سے بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کیا ہے، اگر محض غسل کرنے سے پانی کی طہوریت میں فرق آتا تو آپ ﷺ خود تو غسل یا وضو نہ کرتے۔ دراصل ان احادیث مبارکہ میں انسان کی طبع کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسے پانی سے تنزیہی طور پر منع کیا گیا ہے، وگرنہ اگر کوئی استعمال کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، جیسا کہ ان تین چار ابواب میں مذکورہ کئی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہے۔ اگر اس نبی کی بنیادی وجہ پانی کے استعمال شدہ ہونے کو قرار دیا جائے تو پہلی حدیث کے آخر میں آپ ﷺ یہ تو نہ فرماتے کہ ”ان کو چاہیے کہ وہ اکٹھے چلو بھر لیں (یعنی ایک وقت میں اکٹھا نہ لیں)۔“ کیونکہ ایک برتن میں ایک وقت میں وضو اور غسل کرنے والے ایک دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کرتے ہیں۔

فَصْلٌ فِي الرَّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

اس معاملے میں رخصت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زوجہ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے اور رسول اللہ ﷺ کو جنابت لاحق ہوگئی، پس میں نے ایک ٹب سے غسل کیا اور کچھ پانی بچ گیا، پس جب رسول اللہ غسل کے لیے تشریف لائے تو میں نے کہا: میں نے اس پانی سے (جنابت والا) غسل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اس سے پانی پر جنابت کا حکم نہیں آتا۔“ یا آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی چیز پانی کو پلید نہیں کرتی۔“ پھر آپ ﷺ نے اس سے غسل کیا۔

(۳۸۴) - عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَجْنَبْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَعْتَسَلْتُ مِنْ جَفْنَةٍ فَفَضَلْتُ فَضْلَةً فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَعْتَسِلَ مِنْهَا فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ اعْتَسَلْتُ مِنْهَا، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لَيْسَ عَلَيْهِ الْجَنَابَةُ)) أَوْ ((لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ)) فَاعْتَسَلْتُ مِنْهُ - (مسند أحمد: ۲۷۳۳۸)

(۳۸۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۸۴) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابو يعلى: ۷۰۹۸، والطبرانی فی "الكبير": ۲۳ / ۱۰۳۰،

والدارقطني: ۱ / ۵۲ (انظر: ۲۶۸۰۲)

اترے، میں آپ ﷺ کے پاس آئی اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ پانی کا ایک ٹب لے آئے، مجھے اس میں آٹے کے نشان نظر آ رہے تھے، پھر انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے پردہ کیا اور آپ ﷺ نے غسل کیا اور پھر آٹھ رکعتیں ادا کیں، یہ چاشت کا وقت تھا۔

مَكَّةَ فَاتَيْتُهُ، فَجَاءَ أَبُو ذَرٍّ بِجَفْنَةٍ فِيهَا مَاءٌ، قَالَتْ: إِنِّي لَأَرَى فِيهَا أَثَرَ الْعَجِينِ، قَالَتْ: فَسْتَرَهُ بِعُنَى أَبِي ذَرٍّ ﷺ فَاعْتَسَلَ ثُمَّ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ تَمَامَ رَكَعَاتٍ وَذَلِكَ فِي الضُّحَى - (مسند أحمد: ۲۷۴۲۵)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک برتن سے غسل کیا، اس میں آٹے کے نشانات تھے۔

(۳۸۸) - وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَ مِيمُونَةَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، قَضَعَةَ فِيهَا أَثَرَ الْعَجِينِ - (مسند أحمد: ۲۷۴۳۴)

فوائد:..... نبی کریم ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا اکٹھا غسل کرنا، یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور آپ ﷺ کا آٹے کے نشانات والے برتن سے غسل کرنا، یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اور سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ ہم نے حدیث نمبر (۳۶۲) کی شرح میں مائے مطلق اور مائے نسبتی کے موضوع پر بحث کی ہے، وہاں اس حدیث کا ذکر بھی کیا ہے، محولہ مقام کی طرف رجوع کریں۔

بَابُ فِي حُكْمِ الْمَاءِ إِذَا لَاقَتْهَا النَّجَاسَةُ وَمَا جَاءَ فِي بَثْرِ بُضَاعَةَ
اس پانی کے حکم کا بیان، جس کے ساتھ نجاست مل جائے اور بثر بضاعہ کی تفصیل

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ بثر بضاعہ سے وضو کر رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کنویں سے وضو کر رہے ہیں، جبکہ اس میں بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک کوئی چیز پانی کو ناپاک نہیں کرتی۔“

(۳۸۹) - عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: إِتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بَثْرِ بُضَاعَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَوَضَّأُ مِنْهَا وَهِيَ يُلْقَى فِيهَا التَّنُّ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجِسُهُ شَيْءٌ)) - (مسند أحمد: ۱۱۱۳۶)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

(۳۹۰) - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ ﷺ

(۳۸۸) - تخریج: حدیث صحیح، لکن ہو فی الحقیقۃ حدیثان جمعاً معاً، وانظر شرح هذا الحدیث -

آخر جہ ابن ماجہ: ۳۷۸ (انظر: ۲۶۸۹۵)

(۳۸۹) - تخریج: حدیث صحیح بطرقہ وشواہدہ - آخر جہ ابوداؤد: ۶۶، والترمذی: ۶۶، والنسائی: ۱/

۱۷۴، وابن ماجہ: ۵۱۹ (انظر: ۱۱۱۱۹)

(۳۹۰) - تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ام محمد بن ابی یحیی - آخر جہ الدارقطنی: ۱/ ۳۲، وابویعلی:

۷۵۱۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۶۰۲۶، والبیہقی: ۱/ ۲۵۹ (انظر:)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَبْدِي مِنْ مِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُوَاپِنَے ہَاتھ سے بَشْرِ بُضَاعِهٖ نَضَاعَةً۔ (مسند أحمد: ۲۳۲۴۸) سے پانی پلایا تھا۔

فوائد: ہنوساعدہ کے محلے یا کنویں کے مالک یا اس مقام کا نام ”بضاعہ“ تھا، وہاں ایک کنواں تھا، جس کو ”بشرِ بضاعہ“ کہتے تھے۔ بدبودار چیزیں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کنواں ایسی جگہ پر واقع تھا کہ اس قسم کی متاثرہ نیزیں ہو یا پانی کے بہاؤ کے ذریعے اس میں گر جاتی تھی، اس تاویل کی وجہ یہ ہے کہ ذی شعور لوگوں سے اس قسم کی حرکت کی توقع نہیں جاسکتی، جبکہ وہ تو پاکیزہ ترین شخصیات کا دور تھا۔ امام ابو داؤد نے ”سنن“ میں کہا: قتیبہ بن سعید نے اس کنویں کے نگران سے اس کی گہرائی کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا: اس کا زیادہ سے زیادہ پانی شرمگاہ تک آ جاتا ہے اور جب پانی کم پڑ جاتا ہے، تو پردہ والی جگہ سے نیچے تک رہتا ہے۔ امام ابو داؤد مزید کہتے ہیں: میں نے اپنی چادر کے ذریعے اس کنویں کے عرض کی پیمائش کی اور اس کو چھ ہاتھ چوڑا پایا، پھر میں نے باغ کا دروازہ کھولنے والے سے پوچھا کہ کیا اس کی ساخت کو تبدیل کیا گیا ہے، اس نے کہا: جی نہیں، البتہ میں نے دیکھا کہ اس کے پانی کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔ معلوم ہوا کہ اس کنویں کی چوڑائی (9) فٹ تھی اور اگر اس کی لمبائی اور گہرائی (3.5) فٹ تسلیم کر لی جائے تو یہ تقریباً (3200) لٹر پانی بنتا ہے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اس کنویں کا پانی ”مائے کثیر“ کی مقدار سے کہیں زیادہ تھا اور کثیر پانی کے بارے میں قانون یہ ہے کہ نجاست کے گرنے کی وجہ سے جب تک اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہیں ہوگا، وہ اس وقت تک پاک رہے گا۔ ”مائے کثیر“ اور ”مائے قلیل“ کی وضاحت اگلے باب میں کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فِي حُكْمِ الْمَاءِ الَّذِي تَرَدُّهُ الدَّوَابُّ وَالسِّبَاعُ وَحَدِيثُ الْقُلَّتَيْنِ

اس پانی کا حکم جس پر چوپائے اور درندے بھی آتے ہوں اور دو قلوں والی حدیث کی تفصیل

(۳۹۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسْتَلُّ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ بَارِضٍ الْقَلَاةَ وَمَا يُنَوِّهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدَرَ الْقُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْحَبْثَ...)) (مسند أحمد: ۴۶۰۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سن رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس پانی کے بارے میں سوال کیا گیا جو جنگل میں ہو اور جس پر چوپائے اور درندے بھی آتے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب پانی دو قلوں کے بقدر ہو تو وہ نجاست کو نہیں اٹھاتا (یعنی نجاست کو قبول نہیں کرتا)۔“

(۳۹۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ حَدَّثَنَا (دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول

(۳۹۱) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابو داؤد: ۶۴، والترمذی: ۶۷، وابن ماجه: ۵۱۷، والنسائی: ۱۷۵ / ۱ (انظر: ۴۶۰۵)

(۳۹۲) حدیث صحیح، وهذا اسناد جيد دون قوله: ”او ثلاث“، قال الحاکم: وقد رواه عفان بن مسلم وغيره من الحفاظ، عن حماد بن سلمة ولم يذكروا فيه: ”او ثلاث“۔ وقال البيهقي: ورواية الجماعة الذين لم يشكوا اولی۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۱۸، وأخرجه دون قوله: ”او ثلاث“ ابو داؤد: ۶۵، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۴۷۵۳)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو یا تین قُلُوں کے بقدر پانی ہو تو کوئی چیز اس کو پلید نہیں کر سکتی۔“ وکیع کہتے ہیں: قلہ سے مراد مٹی کا گھڑا ہے۔

عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي وَكَيْعٌ ثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ قُلْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ لَمْ يَنْجِسْهُ شَيْءٌ)) قَالَ وَكَيْعٌ: يَعْنِي بِالْقُلَّةِ الْجِرَّةَ۔ (مسند أحمد: ٤٧٥٣)

فوائد: اب ہم ”مائے کثیر“ اور ”مائے قلیل“ کے فرق اور ان کی مقدار کا تعین کرتے ہیں، اگرچہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک کثیر اور قلیل پانی کے درمیان حد فاصل حدیثِ قلتین ہے، ہم بھی اسی نظریے کے قائل ہیں، اس کی تفصیل درج ذیل ہے: ”مائے کثیر“ (کثیر پانی): وہ ہے جو دو قلعے یا اس سے زیادہ ہو ایسا پانی نجاست کے گرنے سے بھی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس نجاست کی وجہ سے اس کا ذائقہ یا رنگ یا بو تبدیل نہیں ہو جاتی۔ ”مائے قلیل“ (قلیل پانی): وہ ہے جو دو قلوں (بڑے مکلوں) سے کم ہو ایسا پانی معمولی نجاست کے گرنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے اس کا ذائقہ یا رنگ یا بو تبدیل ہو یا نہ ہو۔

مذکورہ بالا تعین درج ذیل احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے: (۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طَهْرُ نِسَاءٍ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَعَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَاهُنَّ بِالتَّرَابِ۔)) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال لے تو اسے پاک کرنے کیلئے سات دفعہ دھویا جائے پہلی دفعہ مٹی سے مانجھا جائے۔“ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس پانی کو انڈیل دے۔“ (صحیح مسلم: ۲۷۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل پانی کتے کے منہ ڈالنے سے علی الاطلاق پلید ہو جاتا ہے اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ گھروں میں عام برتنوں کی مقدار دو قلوں سے کم ہوتی ہے۔ (۲) اس باب کی پہلی حدیث، جس میں دو قلوں کا ذکر ہے۔ (۳) ممکن ہے کہ ”بلی کے جوٹھے کا بیان“ کے عنوان میں مذکورہ احادیث سے بھی یہ استدلال کیا جاسکے، کیونکہ صحابہ یہی سمجھ رہے تھے کہ بلی نجس ہے، لہذا اس کا جوٹھا بھی نجس ہوگا، پھر آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کہ بلی نجس نہیں ہے، جبکہ بلیاں گھروں میں جن برتنوں میں منہ ڈالتی ہیں، وہ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ (۴) جس حدیث مبارکہ کے مطابق آپ ﷺ نے جامد چیز میں مر جانے والے چوہے کے ارد گرد والی متاثرہ چیز کو پھینک دینے اور مائع چیز کے قریب نہ جانے کا حکم دیا ہے، اس سے بھی یہ استدلال کیا جائے گا کہ تھوڑی مقدار کی چیز نجس ہو جاتی ہے، کیونکہ عام طور پر اس قسم کی چیزیں قلیل مقدار میں ہوتی ہیں، یہ حدیث نمبر (۳۳۸) میں آ رہی ہے۔ علامہ عبدالحی کھنوی نے (السعایة: ۱/۳۷۷) میں کہا: ”ہر طرف نظر دوڑانے سے یہی ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ”صحیح“ ہے، ہر قسم کے معارضہ اجماع کی مخالفت، نسخ و تاویل وغیرہ سے سالم ہے۔“ اور

(عمدة الرعية: ۸۱/۱) میں کہا: ”قلتین والی مقدار صحیح حدیث سے ثابت ہے، وہ درودہ (10×10 ہاتھ تالاب) پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔“

جناب رشید احمد گنگوہی نے کہا: ”جس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے، وہ ”جید الاسناد“ اور قابل اعتماد ہے، اس کے بارے میں جو احناف نے جواب دیئے ہیں، ان سے طبیعتِ سلیمہ راضی نہیں ہوتی، آپ جانتے ہیں کہ یہ تعسف ہے۔“ (الکوکب الدرری: ۱/۴۰، ۴۳ بحوالہ مرعاة المفاتیح: ۲/۱۷۵)

جن لوگوں نے اس کو مضطرب قرار دیا، تھذیب السنن لابن القیم، تحفة الاحوذی اور تعلیق ترمذی لاجمہ شاکر میں ان کا جواب دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب تک نجاست کی وجہ سے دو قلعے یا اس سے زائد پانی کے اوصاف (رنگ، ذائقہ، بو) تبدیل نہیں ہوتے، اس وقت تک پانی پاک رہتا ہے، محدثین اور فقہاء اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ نجاست کی وجہ سے اوصاف بدلنے کی صورت میں پانی پلید ہو جائے گا۔

قلے (مکے) کا تعین

ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا: ”المراد القلة الكبيرة اذ لو اراد الصغيرة لم يحتج لذكر العدد فان الصغيرة تین قدر واحدة كبيرة ويرجع في الكبيرة الى العرف عن اهل الحجاز والظاهر ان اشارة عليه السلام ترك تحديدهما على سبيل التوسعة والعلم محيط بانہ ما خاطب اصحابه الا بما يفهمون فانضى الاجمال۔“ ”حدیث میں ’قلتین‘ سے مراد بڑا مکا ہے، اگر اس سے مراد چھوٹا مکا ہوتا تو دو مکلوں کی قید کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ دو مکلے ایک بڑے میں سما سکتے ہیں، رہا اس بڑے مکلے کے تعین کا مسئلہ تو اسے اہل حجاز کے عرف کی روشنی میں سمجھیں گے، معلوم یہی ہوتا ہے کہ شارع نے وسعت کے پیش نظر ان کی حد بندی نہیں کی، لیکن اتنا تو معلوم ہے کہ صحابہ کرام سے وہی خطاب کیا جائے گا جو وہ سمجھیں گے، لہذا اس مسئلے میں کوئی اجمال نہ رہا۔“ (تحفة الاحوذی: ۱/۷۰)

ازہری نے کہا: ”القلال مختلفة في قري العرب وقلال هجر اكبرها وقلال هجر مشهورة الصنعة معلومة المقدار والقلة لفظ مشترك وبعد صرفها الى احد معلوماتها وهي الاواني تبقى مترددة بين الكبار والصغار والدليل على انها من الكبار جعل الشارع الحد مقدارا بعدد فدل على انه اشار الى اكبرها لانه لا فائدة في تقديره بقلتين صغيرتين مع القدرة على تقديره بواحدة كبيرة۔“ عرب کی بستیوں میں قلوں کے مختلف سازتھے ”ہجر“ علاقے کے قلعے سب سے بڑے تھے، یہ مخصوص ڈیزائن اور مخصوص مقدار والے ہوتے تھے، قلعے ایک مشترک لفظ ہے جو چھوٹے اور بڑے قلوں کو شامل ہے، لیکن حدیث میں اس سے مراد بڑے قلعے ہیں، کیونکہ شارع علیہ السلام نے ایک تعداد (یعنی دو عدد قلوں) کے ساتھ حد بندی کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا قلعہ مراد ہے، کیونکہ ایک بڑے قلعے کے باوجود دو چھوٹے قلوں کی مقدار کا تعین بے

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يُؤَلَّنَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ)) بَدَلُ ((يَتَوَضَّأُ)) (مسند أحمد: ۷۵۱۷)

فرمایا: ”کوئی آدمی کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے، پھر وہ اس میں وضو کرے گا۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”پھر وہ اس سے غسل کرے گا۔“ یہ الفاظ ”يَتَوَضَّأُ“ کی جگہ پر ہیں۔

(۳۹۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَبَلُّ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ)) (مسند أحمد: ۸۱۷۱)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کھڑے پانی میں پیشاب نہ کر، جو چلتا نہیں ہے، پھر تو اس میں غسل کرے گا۔“

فوائد: صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنْبٌ)) فَقَالُوا: يَا أَبَاهُ رِيْرَةَ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا ”کوئی آدمی ساکن پانی میں غسل جنابت نہ کرے۔“ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! تو پھر وہ کیا کرے؟ انہوں نے کہا: وہ وہاں سے پانی لے کر (نہالے)۔ اور سنن ابوداؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا يُؤَلَّنُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ)) ”کوئی آدمی کھڑے پانی میں ہرگز نہ پیشاب کرے اور نہ اس میں غسل کرے۔“ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ساکن پانی میں پیشاب کرنا اور غسل جنابت کرنا منع ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ پانی قلعین سے کم ہوا تو نجس ہو جائے گا اور اگر قلعین سے زیادہ ہوا تو ممکن ہے کہ اس میں پیشاب وغیرہ کرنے کا انجام یہ نکلے کہ اس کا ذائقہ یا بو یا رنگ تبدیل ہو جائے اور اس طرح وہ بھی ناپاک ہو جائے، اگر وہ ناپاک نہ بھی ہو تو فطرتِ سلیبہ ایسے کرنے کو ناپسند کرتی ہے۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي سُورِ الْكَلْبِ

کتے کے جوٹھے کا بیان

(۳۹۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا وَلَعٌ وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا شَرِبَ) الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مسند أحمد: ۷۴۴۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے (اور ایک روایت میں ہے کہ پی جائے) تو وہ اس کو سات مرتبہ دھوئے۔“

(۳۹۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۹۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۹ (انظر: ۷۴۴۷)

محمد بن جعفر سے اس برتن کے بارے میں سوال کیا گیا، جس میں کتا منہ ڈال جاتا ہے، انھوں نے کہا: مجھے سعید نے ایوب سے اور انھوں نے ابن سیرین سے بیان کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو سات مرتبہ دھویا جائے گا، پہلی دفعہ مٹی کے ساتھ۔“

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تو کتوں کو قتل کا حکم دیا، پھر فرمایا: ”لوگوں کو اور کتوں کو کیا ہے؟“ پس آپ ﷺ نے شکاری اور بکریوں کے رکھوالے کتے کی رخصت دے دی اور فرمایا: ”اور جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے لتھیرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو اس کا پاک ہونا اس طرح ہوگا کہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو وہ اس کو سات دفعہ دھوئے۔“

(۳۹۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: وَسُئِلَ عَنِ الْإِنَاءِ يَلِغُ فِيهِ الْكَلْبُ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُغْسَلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)) (مسند أحمد: ۱۰۳۴: ۶)

(۳۹۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَهُمْ وَلَهَا؟)) فَرَحَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَفِي كَلْبِ الْعَنَمِ، قَالَ: ((وَإِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَالتَّامِنَةَ عَقْرُوهُ بِالتُّرَابِ)) (مسند أحمد: ۱۶۹۱۵)

(۳۹۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طَهْرُ إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مسند أحمد: ۸۱۳۳)

(۴۰۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ سُفْيَانُ: لَعَلَّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مسند أحمد: ۷۳۴۱)

(۳۹۷) تخریج: انظر الحديث السابق

(۳۹۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۰ (انظر: ۱۶۷۹۲)

(۳۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۹ (انظر: ۸۱۴۸)

(۴۰۰) تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد:..... ان روایات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوا کہ جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو اس کو پہلی دفعہ مٹی سے مانجھ کر سات دفعہ پانی سے دھویا جائے، ”أُولَٰهُنَّ“ کے الفاظ رائج ہیں، اگر برتن میں موجودہ چیز مائع ہو تو اس کو ضائع کر دیا جائے اور اگر وہ جامد ہو تو متاثرہ حصے کو نکال کر پھینک دیا جائے، جیسا کہ وہ حدیث ہے، جس میں برتن میں چوہے کے گر جانے کا ذکر ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود ایسے برتن کو تین دفعہ دھونے کا حکم دیا ہے، ممکن ہے کہ ان کی اجتہادی رائے ہو، لہذا مرفوع روایت پر ہی عمل کرنا چاہیے۔

(۴۰۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنْتُ أَغْزَبَ شَابًا أَبَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبَلُ وَتُدْبَرُ فَلَمْ يَكُونُوا يُرْشُونَ شَيْئًا۔ (مسند أحمد: ۵۳۸۹) اس سے (پانی کے) چھیننے نہیں مارتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک اہل و عیال کے بغیر، نوجوان تھا اور عہد نبوی میں مسجد میں رات گزارتا تھا، کتے (مسجد میں) آتے جاتے رہتے تھے، لیکن وہ اس سے (پانی کے) چھیننے نہیں مارتے تھے۔

فوائد:..... اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ اگر ہوا یا سورج کی وجہ سے نجاست کے آثار زائل ہو جائیں تو زمین پاک ہو جائے گی، جبکہ زمین کے اندر بھی نجاست کو ختم کر دینے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، امام ابو داؤد نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ”باب فی تطہور الارض اذا پست“..... (جب زمین خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے) امام مبارکپوری نے کہا: ”استدلال ابی داؤد بھذا الحدیث علی ان الارض تطہر بالجفاف صحیح“ لیس فیہ عندی خدشۃ ان کان فیہ لفظ ”تبول“ محفوظا ولا مخالفۃ بین هذا الحدیث وحدیث الباب فانہ یقال: ان الارض تطہر بالوجهین اعنی بصب الماء علیہا وبالجفاف والیس بالشمس او الهواء واللہ تعالیٰ اعلم۔“ یعنی ”اگر ”تبول“ کے الفاظ محفوظ ہیں تو اس حدیث سے امام ابو داؤد کا یہ استدلال صحیح ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے مجھے اس میں کوئی خدشہ نہیں، یاد رہے کہ اس حدیث اور باب میں مذکور (سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی مذکورہ بالا) حدیث اور (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اعرابی والی حدیث، جس کے مطابق اعرابی کے مسجد میں کیے گئے پیشاب پر پانی گرایا گیا تھا) میں کوئی تضاد اور مخالفت نہیں، کیونکہ یہ کہنا ممکن ہے کہ زمین پاک ہونے کے دو طریقے ہیں: اس پر پانی بہا دیا جائے یا وہ سورج اور ہوا کے ذریعے خشک ہو جائے۔ واللہ اعلم“

(تحفة الاحوذی: ۱/۱۳۹)

جب مسجد نبوی میں ایک صحابی نے پیشاب کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی کا ڈول انڈیل دینے کا حکم دیا تھا، لیکن اس حدیث میں اس چیز کا اہتمام نہیں کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کتا پیشاب کرتا ہے تو اس کا انداز ایسا ہوتا

(۴۰۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه بتمامه ابو داؤد: ۳۸۲، وقوله: ”كنت اعزب شابا ابیت فی المسجد“ أخرجه بنحوه مطولا البخاری: ۱۱۲۱، ۳۷۳۸، ومسلم: ۲۴۷۹، وقوله: ”وكانت الكلاب تقبل وتدبر...“ علقه البخاری بصیغة الجزم: ۱۷۴ (انظر: ۵۳۸۹)

ہے کہ زمین پر چھینے پڑتے ہیں، جن کے آثار جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ کتوں کا مسجد نبوی میں گھس آنا، اس امر پر اس آدمی کو کوئی تعجب نہیں ہوگا، جس کا گھر ایسے گاؤں میں ہو، جس میں موجود مسجد کی چار دیواری اور دروازے نہ ہوں، جبکہ وہ مسجد کچی بھی ہو، دراصل خیال رکھنے کے باوجود ایسی مساجد میں بسا اوقات ایسے جانور گھس آتے ہیں، اب بھی ایسی صورت حال موجود ہے کہ گاؤں میں جب کسی مسجد کا دروازہ کھلا رہ جائے تو مرغیاں اور بلیاں صفوں پر اور صحن میں گندگی پھیلا دیتے ہیں اور اگر رات کو دروازہ کھلا رہ جائے تو بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جنگلی درندے مسجد میں گندگی پھیلا جاتے ہیں، اب جس مسجد کی چار دیواری ہی نہ ہو، اس کا معاملہ تو واضح ہی ہے، جیسے دروازہ کھلا رہ جانے کا یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا ہے کہ وہاں کے نمازی محتاط نہیں ہیں، اسی طرح اس حدیث سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ صحابہ کرام اس چیز کو برقرار رکھتے تھے کہ کتے مسجد میں آتے جاتے رہیں اور پیشاب کرتے رہیں۔ جن احادیث میں متاثرہ جگہ کو کھودنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ناقابل حجت اور ضعیف ہیں۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي سُورِ الْهَرَّةِ بِئِىِ كِىِ جِوْشِىِ كَآبِىِ

سیدہ کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا، جو سیدنا ابن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس نے ان کے لیے وضو کا پانی ڈال کر رکھا، اتنے میں ایک بلی آگئی اور اس نے اس برتن سے پینا شروع کر دیا، انھوں اس کے لیے برتن کو جھکایا، یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا۔ سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انھوں نے کہا: اے بھتیجی! کیا تجھے تعجب ہو رہا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ بلی ناپاک نہیں ہے، بیشک یہ تو چکر لگانے والوں اور چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔“

(۴۰۲)۔ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءَهُ فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَأَضْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَأَيْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَحْمَرَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَافِينِ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَافَاتِ)) وَقَالَ إِسْحَقُ: ((أَوْ الطَّوَافَاتِ)) (مسند أحمد: ۲۲۹۵۰)

(۴۰۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي نَنَا: سِيدِنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ ابِوْطَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كِيِ بِيوِي بِيَانِ كَرْتِيِ هِيِ كِيِ سِيدِنَا

(۴۰۲) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابوداود: ۷۵، وابن ماجه: ۳۶۷، والترمذی: ۹۲، والنسائی: ۵۵ / ۱ (انظر: ۲۲۵۸۰)

(۴۰۳) تخريج: انظر الحديث السابق

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے لیے برتن کو جھکایا، پس اس نے پانی پیا، پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ بلی ناپاک نہیں ہے، بیشک یہ تو تم پر چکر لگانے والوں اور چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔“

سُفْيَانٌ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي أَمْرَأَةٌ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ كَانَ يُصْغِي الْإِنَاءَ لِلْهَرِّ فَيَشْرَبُ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَنَا: ((أَنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَافِينِ وَالطَّوَافَاتِ عَلَيْكُمْ)) (مسند أحمد: ۲۲۸۹۵)

(۴۰۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ وَضَعَ لَهُ وَضْوءَهُ، فَوَلَّغَ فِيهِ السِّنُورُ فَأَخَذَ يَتَوَضَّأُ فَقَالُوا: يَا أَبَا قَتَادَةَ! قَدْ وَلَّغَ فِيهِ السِّنُورُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((السِّنُورُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَإِنَّهُ مِنَ الطَّوَافِينِ وَالطَّوَافَاتِ عَلَيْكُمْ)) (مسند أحمد: ۲۳۰۱۴)

سیدنا عبد اللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے لیے وضو کا پانی رکھا گیا، اس میں سے بلی نے پیا، لیکن انھوں نے اس سے وضو کرنا شروع کر دیا، لوگوں نے کہا: اے ابوقتادہ! اس سے تو بلی نے پیا ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”بلی تو گھر والوں میں سے ہے اور یہ تو تم پر چکر لگانے والوں اور چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔“

فوائد: بلاشک و شبہ بلی حرام جانوروں میں سے ہے، لیکن ان روایات سے پتہ چلا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿طَوَافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ ”تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے والے ہو۔“ (سورہ نور: ۵۸) خادم اور مالک کو آپس میں ہر وقت ایک دوسرے سے ملنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی ضرورتِ مامہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے غلاموں کو اس آیت میں یہ اجازت دے دی ہے کہ وہ تین مخصوص اوقات کے علاوہ بغیر اجازت لیے اپنے مالکوں کے پاس آسکتے ہیں۔ بالکل یہی معاملہ بلی کا ہے، اس کے مزاج میں اتنی مانوسیت ہے کہ یہ بکثرت گھر کے اندر آتی جاتی رہتی ہے، بلکہ رات کو گھر کے افراد کے پاس بستروں میں گھس آتی ہے اور اس کی یہ عادت بھی ہے کہ جہاں تک اس کا بس چلتا ہے، یہ برتنوں کے اندر گھسٹی رہتی ہے، پس شریعت نے غلاموں کی طرح اس کے لیے بھی رخصت نکال دی اور اس کے جوٹھے کو پاک قرار دیا اور پھر اس رخصت کے تقاضے کے مطابقت اس جانور کو صفائی پسند بنا دیا، مثلاً کوئی چیز کھانے کے بعد منہ کو زمین پر رگڑنا اور اپنی گندگی پر بیجوں کے ذریعے مٹی ڈالنا اس کی فطرت میں شامل ہے۔

قانون: حرام جانور کے جوٹھے کو شرعی دلیل کے بغیر پلید نہیں قرار دیا جاسکتا، کیونکہ حرام ہونے سے جانور کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، البتہ ہر نجس چیز حرام ہوتی ہے۔

أَبْوَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَةِ

نجاست کو پاک کرنے کے ابواب

البَابُ الْأَوَّلُ فِي تَطْهِيرِ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ

حیض کے خون کو پاک کرنے کا بیان

(۴۰۵)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةً فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْمَرْأَةُ يُصِيبُهَا مِنْ دَمِ حَيْضِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِتَحْتَهُ ثُمَّ لِتَقْرِضَهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلَّ فِيهِ)) (مسند أحمد: ۲۷۴۵۹)

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! عورت کو حیض کا خون لگ جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چاہیے کہ وہ اس کو کھرچے، پھر پانی کے ساتھ ملے اور پھر اس میں نماز پڑھ لے۔“

(۴۰۶)۔ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مَخْصِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَ: ((اغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَحُكِّيهِ بِضَلْعٍ)) (مسند أحمد: ۲۷۵۴۲)

سیدہ ام قیس بنت مخصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ دھو اور کسی ہڈی کے ساتھ کھرچ ڈال۔“

(۴۰۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ يَسَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَتَتْ النَّبِيَّ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ لِي إِلَّا ثَوْبٌ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا حج یا عمرہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس صرف ایک کپڑا ہے

(۴۰۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۰۷، ومسلم: ۲۹۱ (انظر: ۲۶۹۲۰)

(۴۰۶) تخريج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۳۶۳، والنسائي: ۱/ ۱۵۴، وابن ماجه: ۶۲۸ (انظر: ۲۷۰۰۲)

(۴۰۷) تخريج: حديث حسن - أخرجه ابوداود: ۳۶۵ (انظر: ۸۷۶۷)

وَاحِدًا وَآنَا أَحِيضُ فِيهِ، قَالَ: ((فَإِذَا طَهَرْتِ فَأَغْسِلِي مَوْضِعَ الدَّمِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ لَمْ يَخْرُجْ أَثَرُهُ؟ قَالَ: ((يَكْفِيكَ الْمَاءُ وَلَا يَضُرُّكَ ثَرُهُ)) (مسند أحمد: ۸۷۵۲)

اور مجھے اسی میں حیض بھی آجاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو پاک ہو جائے تو خون والی جگہ دھو لے اور اسی میں نماز پڑھ۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اس کا اثر ختم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے پانی کافی ہے اور اس کا (باقی رہ جانے والا) نشان تجھے نقصان نہیں دے گا۔“

فوائد: اس امر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حیض کا خون پلید ہے، مذکورہ بالا احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ اس خون کی مکمل صفائی ہونی چاہیے۔ ”اس کا (باقی رہ جانے والا) نشان تجھے نقصان نہیں دے گا۔“ اس چیز کو سمجھنے کے لیے ایک مثال دینا ضروری ہے، جن لوگوں کو بظلوں میں بہت زیادہ پسینہ آتا ہے، بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ کپڑے کے اس حصے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور دھونے کے باوجود نہیں اترتا ہے، جبکہ اس زردی کے باقی رہنے کا یہ معنی نہیں ہوتا ہے کہ ابھی تک پسینہ باقی ہے، دراصل یہ پسینہ کی وجہ سے پڑ جانے والا رنگ ہوتا ہے، یہی معاملہ حیض کے خون اور دوسری اس قسم کی چیزوں کا ہے۔ مقصود شریعت یہ ہے کہ حیض کے خون کو صاف کیا جائے اور اگر اس کی وجہ سے کپڑے کی رنگت ہی تبدیل ہو گئی ہے، تو اس کے باقی رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ فِي تَطْهِيرِ ذَيْلِ الْمَرْأَةِ إِذَا مَرَّتْ بِنَجَاسَةٍ

نَجَاسَتِ سِے گزرنے والی خاتون کے کپڑے کے نچلے حصے کو پاک کرنے کا بیان

نوٹ: اگلے چند ابواب میں مذکورہ احادیث کی فقہ کو سمجھنے کے لیے اس قانون کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ شریعت نے چیزوں کے پاک اور نجس اور حلال اور حرام ہونے کا فیصلہ کیا ہے، اب یہ فیصلہ کرنا بھی شریعت کا ہی حق ہوگا کہ پلید ہو جانے والی کون سی چیز کی پلیدی کو کیسے دور کیا جائے گا اور اس میں کس حد تک رخصت دی جائے گی، مثال کے طور پر پتھروں سے استنجاء کرنا بالاتفاق درست ہے، حالانکہ پتھروں سے مکمل صفائی نہیں ہوتی، بلکہ گندگی کے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں، لیکن شریعت نے چونکہ اس استنجاء کو درست قرار دیا، لہذا ہم بھی سر تسلیم خم کر دیں گے۔ ان رخصتوں کا مقصد آسانی پیدا کرنا ہے، اگر ہر چیز کو دھونے کا حکم دیا جاتا تو بہت مشکل پیدا ہو سکتی تھی، مثلاً اگر جوتے کو نیچے سے دھونے کا حکم دے دیا جاتا تو اس سے مشقت بھی ہوتی اور جوتا بھی خراب ہو جاتا۔ یاد رہے کہ جوتے کو زمین پر رگڑ کر پاک کیا جاتا ہے، جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(۴۰۸)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَالدِّ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَتْ: كُنْتُ أُجْرُ ذَيْلِي (وَفِي رِوَايَةٍ: كُنْتُ امْرَأَةً اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كِي ام ولد کہتی ہیں: میں اپنے کپڑے کو گھسیٹتی تھی، ایک روایت میں ہے: میں ایسی عورت تھی، جس کا کپڑے کا نچلا حصہ لمبا تھا اور جب میں مسجد کی

طرف آتی تھی تو ناپاک اور پاک دونوں جگہوں سے گزر کر آتی تھی، پس میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان سے اس کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بعد والی (پاک) جگہ اس کو پاک کر دے گی۔“

لِي ذَيْلٌ طَوِيلٌ) وَكُنْتُ آتِي الْمَسْجِدَ فَأَمُرُ بِالْمَكَانِ الْقَدِيرِ وَالْمَكَانِ الطَّيِّبِ، فَدَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُطَهَّرُهُ مَا بَعْدَهُ)) (مسند أحمد: ۲۷۰۲۱)

موسیٰ بن عبد اللہ، جو کہ سچائی والا آدمی تھا، بنو عبد اشہل کی ایک صحابیہ خاتون سے روایت کرتا ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مسجد کی طرف آنے والا ہمارا راستہ بدبودار ہے، جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس کے بعد کوئی پاک راستہ نہیں ہے؟“ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر یہ راستہ اس کے بدلے ہے۔“ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ پاک راستہ اُس (ناپاک راستے کے اثر) کو ختم کر دے گا۔“

(۴۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: وَكَانَ رَجُلٌ صَدِيقٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتَنَةً، فَكَيْفَ نَصْنَعُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَ: ((الْيَسَّ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: ((فَهَذِهِ بِيْهْدِيهِ)) وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ تَذْهَبُ بِذَلِكَ)) (مسند أحمد: ۲۷۹۹۹)

فوائد:..... خواتین کے کپڑے کا جو حصہ زمین پر گھسٹ رہا ہوتا ہے، اس کی پاکی کا حکم جوتے والا ہے، جس کی تفصیل اگلے باب میں آرہی ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ عورتوں کے پاؤں کے نیچے ایک ہاتھ کپڑا لگنا چاہیے۔

بَابُ فِي تَطْهِيرِ أَسْفَلِ النَّعْلِ تَصْيِبُهُ النَّجَاسَةَ

جوتے کے نچلے حصے کو لگ جانے والی نجاست کو پاک کرنے کا بیان

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور (نماز کے اندر) جوتے اتار دیئے، پس لوگوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے، پس جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو پوچھا: ”تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار دیئے؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو

(۴۱۰)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَخَلَعَ النَّاسُ نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((لِمَ خَلَعْتُمْ نِعَالَكُمْ؟)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْنَاكَ خَلَعْتَ فَخَلَعْنَا، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ

(۴۰۹) (تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابو داود: ۳۸۴، وابن ماجه: ۵۳۳ (انظر: ۲۷۴۵۲)

(۴۱۰) (تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم - أخرجه ابو داود: ۶۵۰، (انظر: ۱۱۱۵۳)

جوتے اتارتے ہوئے دیکھا، سو ہم نے بھی اتار دیئے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آکر مجھے بتلایا کہ ان میرے جوتوں پر نجاست لگی ہوئی ہے، اس لیے جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں آئے تو وہ اپنے جوتوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ لیا کرے، اگر ان میں کوئی نجاست نظر آئے تو اس کو زمین سے صاف کر لے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔“

فوائد:..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهْرٌ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِذَا وَطِئَ الْأَذَى بِخُفَيْهِ فَطَهَّرَهُمَا التُّرَابُ))..... ”جب کوئی آدمی اپنے جوتے سے نجاست کو روندے تو مٹی اس کو پاک کرنے والی ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”جب اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو مٹی ان کو پاک کرنے والی ہے۔ (ابوداؤد: ۳۸۵، ۳۸۶، شرح معانی الآثار: ۵۱۱/۱، حاکم: ۱/۱۶۶، بیہقی: ۲/۴۰۶) جوتے یا موزے پر لگی ہوئی نجاست تر ہو یا خشک، دونوں صورتوں میں رگڑنے سے صاف ہو جائے گی، لیکن یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ یہ شریعت کی طرف سے ایک رخصت ہے، اگر اس موقع پر جوتوں اور موزوں کو دھونے کا حکم دے دیا جاتا تو اس میں امت کے لیے بڑی مشقت ہوتی۔

صحابہ کرام کی اطاعت رسول کا جذبہ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نماز میں جوتا اتارا تو انھوں نے بھی اسی وقت اس کو اتارنا مناسب سمجھا۔ سبحان اللہ

بَابُ فِي تَطْهِيرِ الْأَرْضِ مِنْ نَجَاسَةِ الْبَوْلِ زمین کو پیشاب کی نجاست سے پاک کرنے کا بیان

(۴۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِي الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْنَا مَعَنَا أَحَدًا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسْعًا))، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا کی: اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تو نے تو وسعت والی چیز کو تنگ کر دیا ہے۔“ پھر جلد ہی اُس بدو نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، پس لوگ اس کی طرف

لکے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا: ”صرف اور صرف تم لوگوں کو آسانیاں پیدا کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے اور تنگیاں پیدا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا، اس پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔“

(دوسری سند) ایک بد مسجد میں داخل ہوا، جبکہ وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، اس نے دعا کرتے ہوئے کہا: ابے اللہ! مجھے اور محمد ﷺ کو بخش دے اور ہمارے ساتھ کسی اور کو نہ بخش، آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: ”تو نے تو وسیع چیز کو تنگ کر دیا ہے۔“ پھر وہ چل پڑا اور جب مسجد کے ایک کونے میں پہنچا تو ناگھنسی کھلی کر کے پیشاب کرنے لگ گیا، پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”صرف اور صرف اس گھر کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لیے بنایا گیا ہے، اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔“ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس پر بہا دیا، وہ بدودین کی سمجھ آنے کے بعد کہتا تھا: پس نبی کریم ﷺ میری طرف کھڑے ہوئے، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ نے نہ مجھے برا بھلا کہا، نہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کی اور نہ مجھے مارا۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بد و آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی کا ایک ڈول اس پر بہا دو۔“

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُبَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ، أَهْرِيْقُوا عَلَيْهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ-)) أَوْ ((سَجَلًا مِنْ مَاءٍ-)) (مسند أحمد: ۷۲۵۴)

(۴۱۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ آخَرَ)۔ دَخَلَ أَعْرَابِيُّ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِمُحَمَّدٍ وَلَا تَغْفِرْ لِأَحَدٍ مَعَنَا، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((لَقَدْ اخْتَطَرْتَ وَاسِعًا-)) ثُمَّ وَلِيَّ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَسَجَّ يَبُولُ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّمَا بُنِيَ هَذَا الْبَيْتُ لِذِكْرِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهُ لَا يُبَالُ فِيهِ-))، ثُمَّ دَعَا بِسَجَلٍ مِنْ مَاءٍ فَأَفْرَعَهُ عَلَيْهِ، قَالَ: يَقُولُ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدَ أَنْ فَرَّقَهُ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى، بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي فَلَمْ يَسُبَّ وَلَمْ يُوْتَبَّ وَلَمْ يَضْرِبْ- (مسند أحمد: ۱۰۵۴۰)

(۴۱۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَهْرِيْقُوا عَلَيْهِ ذَنْبًا أَوْ سَجَلًا مِنْ مَاءٍ-)) (مسند أحمد: ۱۲۱۰۶)

فوائد: روایات کے سیاق و سباق سے پتہ چل رہا ہے کہ اس بد و کو اسلام کے احکام کا علم نہیں تھا، پھر آپ ﷺ نے اس کو مسجد کے آداب کی تعلیم دی۔ زمین کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک طریقہ حدیث نمبر (۴۰۱) میں گزر چکا ہے اور اس باب کی احادیث کے مطابق دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زمین پر پڑے ہوئے پیشاب پر پانی

(۴۱۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۱، ومسلم: ۲۸۴ (انظر: ۱۲۰۸۲)

ال دیا جائے، اس طرح کرنے سے نجاست کے بعض اجزاء زمین میں جذب ہو جائیں گے اور بعض پانی کے ساتھ زمین پر بکھر کر زائل ہو جائیں گے اور زمین پاک ہو جائے گی، وہ زمین سخت ہو یا نرم۔ جن روایات میں زمین کو کھودنے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہیں۔ ان احادیث میں تبلیغ و اصلاح کرنے والے لوگوں کو جس حکمت، دانائی اور حسن اخلاق کی تعلیم دی جا رہی ہے، مجموعی لحاظ سے امت مسلمہ ان سے بری طرح غافل ہے، ہم اس طرح کی حرکت دیکھ کر سب سے پہلے اپنی بھڑاس نکالنے کے لیے جھاگ بہانا شروع کر دیتے ہیں۔ والدین، اساتذہ، بڑے بھائیوں، آجروں اور دوسرے نگران اور کفیل لوگوں نے اصلاح کا یہ واحد طریقہ ایجاد کیا ہوا ہے کہ ماتحت افراد کا جرم دیکھ کر بولنا شروع کر دیا جائے، تو ہین آمیز کلمات کہے جائیں، ہو سکے تو پٹائی بھی کی جائے اور مجرم کی عزت اور شخصیت کو خاک میں ملا دیا جائے۔ یاد رکھ لیں کہ اس طریقے سے نگران کا غصہ تو دور ہو سکتا ہے، اصلاح نہیں ہو سکتی۔ شریعت نے غصے ہونے اور مارنے کی بھی اجازت دی ہے، لیکن وہ طریقہ اپنانے کے لیے حکیم اور دانا ہونا ضروری ہے۔ غور کریں کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں پیشاب کر دینا کوئی معمولی جرم ہے؟ لیکن آپ ﷺ نے اس شخص کو ڈانٹنا گوارا نہیں کیا، بلکہ دوسرے صحابہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ مسجد کو پاک کرنے کا اہتمام کریں اور خود اس کو اچھے انداز میں سمجھانا شروع کر دیا۔ ہمارے ہاں تو جو بچہ مسجد میں شور کرے یا اس کا پیشاب نکل جائے تو اس بچے کو اور اس کے والدین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیا جاتا ہے اور اگر والد موجود ہو تو وہ وہیں اپنے بچے کو زد و کوب کرنا شروع کر دیتا ہے، جو آدمی موبائل بند نہ کر سکے اور دوران نماز اس کی گھنٹی بج جائے تو سلام کے فوراً بعد مستقل نمازی مسجد کو سر پر اٹھا لیتے ہیں، ان بیچاروں کو اتنی سمجھ نہیں ہوتی کہ ان کے بولنے سے زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ یقین مانیں کہ مبلغ اور صلح افراد کو آپ ﷺ کی اس حکمت سے جو سبب حاصل کرنا چاہیے، اس کو قلم بند نہیں جاسکتا ہے، یہ ایک سوچ اور فکر ہے، جو ضمیروں میں پوست ہو جانی چاہیے جو ہر بدی کا مقابلہ کرتے وقت زندہ ہو جائے۔

بَابُ فِي تَطْهِيرِ اِهَابِ الْمَيْتَةِ بِالِدِّبَاغِ مردار کے چمڑے کو رنگ کر پاک کرنے کا بیان

(۴۱۴)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ لَهُ: اِنَّا نَغْرُؤُ فَنُؤْتِي بِالْاِهَابِ وَالْاَسْقِيَّةِ، قَالَ: مَا اَذْرِي مَا اَقُولُ لَكَ اِلَّا اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَيُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهَّرَ)) (مسند أحمد: ۲۴۳۵)

عبد الرحمن بن وہلہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: بیشک جب ہم جہاد کرتے ہیں تو ہمارے پاس چمڑے اور مشکیزے لائے جاتے ہیں، انھوں نے آگے سے کہا: مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں تجھ سے کیا کہوں، البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو چمڑا بھی رنگا جائے، پس تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہے۔“

اللہ ﷺ نے مجھے پانی کے ساتھ طلب کیا، پس میں ایک خیمہ میں گیا، اس میں ایک بدو خاتون تھی، میں نے اس سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ وضو کرنے کے لیے پانی چاہ رہے ہیں، تو کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ، رسول اللہ ﷺ پر قربان ہوں، پس اللہ کی قسم! نہ آسمان نے ایسی روح پر سایہ کیا اور نہ زمین نے ایسی روح کو اٹھایا، جو رسول اللہ ﷺ کی روح کی بہ نسبت مجھے محبوب اور معزز ہو، لیکن بات یہ ہے کہ یہ مشکیزہ تو مردار کے چمڑے کا ہے اور میں یہ پسند نہیں کروں گی کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے ذریعے ناپاک کر دوں، پس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا اور یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کی طرف واپس جاؤ، اگر تو اس نے اس کو رنگا تھا تو یہی اس کو پاک کرنا ہے۔“ پس میں اس کی طرف لوٹا اور اس کو یہ فرمان بتایا، اس نے کہا: جی اللہ کی قسم! میں نے اس کو رنگا تھا، پس میں پانی لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا، اس دن آپ ﷺ نے شامی جبہ زین تن کیا ہوا تھا اور دو موزے بھی پہنے ہوئے اور پگڑی بھی باندھی ہوئی تھی، پس آپ ﷺ نے آستینیں تنگ ہونے کی وجہ سے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال لیے، پس آپ ﷺ نے وضو کیا اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مردار کے چمڑے کے بارے میں فرمایا: ”بیشک اس کا رنگنا اس کی نجاست کو ختم کر دیتا ہے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی پالتو بکری مر گئی، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس

الْمُعِيرَةَ بِنِ شُعْبَةَ ۖ قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَاءٍ فَأَتَيْتُ حِجَابًا فَإِذَا فِيهِ امْرَأَةٌ أَعْرَابِيَّةٌ، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُرِيدُ مَاءً يَتَوَضَّأُ، فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَاءٍ؟ قَالَتْ: بِأَيْسَى وَأُمِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَوَاللَّهِ! مَا تَظَلُّ السَّمَاءُ وَلَا تُقَلُّ الْأَرْضُ رُوحًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رُوحِهِ وَلَا أَعَزَّ، وَلَكِنَّ هَذِهِ الْقُرْبَةَ مَسْكَ مِيتَةٍ وَلَا أُحِبُّ أَنْ حَسُّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((ارْجِعِ إِلَيْهَا، فَإِنَّ كَانَتْ دَبَّغَتْهَا فَهِيَ طَهُورٌ هَذَا)) قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَيْهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: أَيْ وَاللَّهِ! لَقَدْ دَبَّغْتُهَا، فَتَيْتُهُ بِمَاءٍ مِنْهَا وَعَلَيْهِ يَوْمٌ مِثِدُ جُبَّةٍ شَامِيَّةٍ وَعَلَيْهِ حُفَّانٌ وَخِمَارٌ، قَالَ: فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، قَالَ: مِنْ ضَيْقِ كُمَّهَا، قَالَ: فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْخِمَارِ وَالْحُقْفَيْنِ - (مسند أحمد: ۱۸۴۱۲)

(۴۲۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ قَالَ: ((إِنَّ دِبَاغَهُ قَدْ أَذْهَبَ نَجَسَهُ أَوْ رَجَسَهُ أَوْ حَبَّتَهُ)) (مسند أحمد: ۲۸۷۸)

(۴۲۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ دَاخِلَةَ لِمَيْمُونَةَ (رضی اللہ عنہا) مَاتَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا

(۴۲۰) تخريج: حسن - أخرجه ابن خزيمة: ۱۱۴، والحاكم: ۱/ ۱۶۱، والبيهقي: ۱/ ۱۷ (انظر: ۲۸۷۸)

(۴۲۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۶۵ (انظر: ۲۰۰۳)

کے چڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا، تم نے اس کو رنگ کیوں نہیں لیا، پس یہی اس کو پاک کرنا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زوجہ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کی لونڈی کی مردار بکری کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”صرف اس کا کھانا حرام ہے۔“ امام سفیان نے کہا: میں نے ”صرف اس کا کھانا حرام ہے۔“ کے الفاظ صرف امام زہری سے سنے ہیں۔ میرے باپ (امام احمد) نے کہا: سفیان نے دو مرتبہ میمونہ کے واسطے سے حدیث بیان کی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مردار بکری کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کے چڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک یہ تو مردار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”صرف اس کا کھانا حرام ہے۔“

زوجہ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ قریش کے چند مردوں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، وہ ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ کر لے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کاش تم اس کا چمڑا اتار لیتے۔“ انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یانی اور قرظ اس کو پاک کر دیں گے۔“

إِنْتَفَعْتُمْ بِهَا بِهَا، أَلَا دَبَّغْتُمُوهُ فَإِنَّهُ ذَكَانُهُ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۰۳)

(۴۲۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ مَيْمُونَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ): أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ مَيْتَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا)) قَالَ سُفْيَانُ: هَذِهِ الْكَلِمَةُ لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا مِنَ الزُّهْرِيِّ ((حَرُمَ أَكْلُهَا)) قَالَ أَبِي: قَالَ سُفْيَانُ مَرَّتَيْنِ عَنِ مَيْمُونَةَ۔ (مسند أحمد: ۳۰۱۶)

(۴۲۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةً فَقَالَ: ((هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا بِهَا)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا حَرُمٌ أَكْلُهَا)) (مسند أحمد: ۲۳۶۹)

(۴۲۴)۔ عَنِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ يَجْرُونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْجِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَحَدْتُمْ إِيَّاهَا)) قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرْظُ)) (مسند أحمد: ۲۷۳۷۰)

(۴۲۲) تخريج: انظر الحديث الآتي (انظر: ۲۳۶۹)

(۴۲۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۲۲۱، ۵۵۳۱، ومسلم: ۳۶۳ (انظر: ۲۳۶۹)

(۴۲۴) تخريج: استاده ضعيف لضعف رشدين بن سعد ولجهالة عبد الله بن مالك وجهالة امه۔ أخرجه

ابوداود: ۴۱۲۶، والنسائي: ۷/ ۱۷۴ (انظر: ۲۶۸۳۳)

فوائد:..... قرظ: یہ لیکر کے مشابہ ایک درخت ہوتا ہے، جس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کی جاتی ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے، لیکن وہ اس عمل سے حلال نہیں ہوتا، حرام ہی رہتا ہے، اس طرح ایسے چمڑے کا کوئی جزو کھانا جائز نہیں ہوگا، ہم بلی کے جوٹھے کا حکم بیان کرتے وقت یہ وضاحت کر آئے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز حرام ہو، لیکن پاک ہو، جیسے بلی ہے، کسی چیز کے حرام ہونے سے اس کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، وہ اس وقت نجس ہوگی، جب شریعت اس کی وضاحت کرے گی۔

فَصْلٌ فِي تَحْرِيمِ أَكْلِ جُلُودِ الْمَيِّتَةِ وَإِنْ طَهَّرَتْ بِالذَّبَاغِ

اس چیز کا بیان کہ مردار کے چمڑوں کو کھانا حرام ہے، اگرچہ ان کو رنگ کر پاک کر لیا جائے

(۴۲۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: مَاتَتْ شَاةٌ لِسُودَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَاتَتْ قُلَانَةٌ تَعْنِي شَاةً، فَقَالَ: ((فَلَوْ لَا أَخَذْتُمْ مَسْكَهَا)) فَقَالَتْ: نَأْخُذُ مَسْكَ شَاةٍ قَدْ مَاتَتْ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيهَا أُوحِيَ إِلَيَّ مَحْرَمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ جَنْزِيرٍ﴾ فَإِنَّكُمْ لَا تَطْعَمُونَهُ، إِنْ تَدْبُغُوهُ فَتَسْتَفْعُوا بِهِ))، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهَا فَسَلَخَتْ مَسْكَهَا فَدَبَّغَتْهُ فَأَخَذَتْ مِنْهُ قَرِيبَةً حَتَّى تَخَرَّقَتْ عِنْدَهَا۔ (مسند أحمد: ۳۰۲۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضي الله عنه سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ سودہ بنت زمعہ رضي الله عنها کی بکری مر گئی، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں بکری مر گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کا چمڑا کیوں نہیں اتار لیا۔“ انھوں نے کہا: ہم مرجانے والی بکری کا چمڑا کیسے اتار لیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے اس میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو۔“ (سورہ انعام: ۱۴۵) پس بیشک تم نے اس کے چمڑے کو کھانا تو نہیں ہے، اگر تم اس کو رنگ لو تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔“ پس انھوں نے کسی بندے کو بھیج کر (اس بکری کو منگوا لیا) اور اس کی کھال اتار لی اور اس کو رنگ کر اس کا مشکیزہ بنا لیا، (پھر وہ اس کو استعمال کرتی رہیں) یہاں تک کہ وہ ان کے پاس ہی پھٹ گیا تھا۔

فوائد:..... پچھلے باب کے فوائد میں اس مسئلہ کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

(۴۲۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه أبو يعلى: ۲۳۳۴، وابن حبان: ۱۲۸۱، والبيهقي: ۱/ ۱۸، أخرجه البخاري: ۶۶۸۶ مختصراً، انظر: ۳۰۲۷)

فَصْلٌ فِي حُجَّةٍ مَنْ قَالَ بِطَهَارَةِ شَعْرِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَ الْجِلْدُ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو چمڑے کو رنگنے کے بعد مردار کے بالوں کی طہارت کے قائل ہیں

(۴۲۶)۔ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَانِي رَجُلٌ ضَخْمٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَيْسَى! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَا سَمِعْتَ فِي الْفِرَاءِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصَلِّي فِي الْفِرَاءِ؟ قَالَ: فَأَيْنَ الدِّبَاغُ؟ فَلَمَّا وَلَّى قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا سُؤِيدُ بْنُ غَفَلَةَ - (مسند أحمد: ۱۹۲۷۰)

ثابت بن اسلم بنانی کہتے ہیں: میں عبدالرحمن بن ابولیلی کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، پس ایک موٹا سا آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابوعیسیٰ (عبدالرحمن)! انھوں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: تم نے ”فِرَاء“ کے بارے جو کچھ سنا ہے، وہ بیان کرو، پس انھوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ”فِرَاء“ میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر رنگنے کا کیا فائدہ ہوا؟“ جب وہ چلا گیا تو میں (ثابت) نے کہا: یہ آدمی کون تھا؟ عبدالرحمن نے کہا: یہ سوید بن غفلہ تھے۔

فوائد:..... ”فِرَاء“: یہ فَرَوُ يَفْرُوهُ کی جمع ہے یہ اس چمڑے کو کہتے ہیں، جس پر بال موجود ہوں۔

بَابٌ فِي عَدَمِ جَوَازِ الْإِنْتِفَاعِ مِنَ الْمَيْتَةِ بِأَهَابٍ وَلَا عَصَبٍ

وَالْجَمْعُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحَادِيثِ الْجَوَازِ

مردار کے چمڑے اور پٹھے سے استفادہ کرنے کے ناجائز ہونے کا بیان اور عدم جواز اور جواز پر

دلالت کرنے والی احادیث میں جمع و تطبیق کا بیان

(۴۲۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَكِيمِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ ((أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِأَهَابٍ وَلَا عَصَبٍ)) (مسند أحمد: ۱۸۹۸۷)

سیدنا عبد اللہ بن عکیم جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے پاس جہینہ کی سرزمین میں نبی کریم ﷺ کا خط آیا، جبکہ میں اس وقت نوجوان لڑکا تھا، (اس خط میں لکھا ہوا تھا: ”تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔“)

(۴۲۸) ((وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ))۔ قَالَ: كَتَبَ (دوسری سند) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات

(۴۲۶) اسنادہ ضعیف، ابن ابی لیلی ضعیف۔ أخرجه البيهقي: ۲۴/۱، وابن ابی شيبه: ۳۷۷/۸ (انظر: ۱۹۰۶۰)

(۴۲۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، فیہ علتان: الانقطاع، عبد اللہ بن عکیم ادرك زمان رسول اللہ ﷺ ولا يعرف له سماع صحيح، والاضطراب، فقد اختلف فيه الوانان - أخرجه ابوداود: ۴۱۲۷، والنسائي: ۱۷۵

۱۷۵، وابن ماجه: ۳۶۱۳، والترمذی: ۱۷۲۹ (انظر: ۱۸۷۸۰)

(۴۲۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کے پاس سے ہمارا گزر ہوتا رہتا ہے اور ہمیں صرف ان کے ہی برتن مل سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس اگر تمہیں دوسرے برتن نہ مل سکیں تو ان کو پانی کے ساتھ دھو کر ان میں کھاپی لیا کرو۔“

(دوسری سند) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ہمارا علاقہ، اہل کتاب کا علاقہ ہے اور وہ خنزیر کا گوشت بھی کھاتے ہیں اور شراب بھی پیتے ہیں، اب میں ان کے برتنوں اور ہنڈیوں کے ساتھ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم کو اور برتن نہ ملیں تو ان کو دھو کر ان میں پکا لیا کرو اور ان میں پی لیا کرو۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے اور مشرکوں سے حاصل شدہ غنیمتوں میں مشکیزے اور برتن بھی ہمیں مل جاتے تھے لیکن ہم ان کو تقسیم کر لیتے تھے، جبکہ وہ سب مردار جانوروں کے ہوتے تھے۔

فوائد: ”وہ سب مردار جانوروں کے ہوتے تھے۔“ اس کی وجہ یہ تھی کہ کافروں کے ذبح کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا تھا۔ لیکن مالِ غنیمت یا اس قسم کے دیگر مالوں کے بارے میں ہماری شریعت کا قانون یہ ہے کہ جب تک چیز کے حرام ہونے کی واضح دلیل نہیں ہوگی، اس وقت تک اس کو پاک اور جائز ہی سمجھا جائے گا، مشکیزوں کے بارے میں یہ احتمالات اور امکانات موجود ہیں کہ انھوں نے ان کو رنگا ہو یا اہل کتاب کے علاقوں سے منگوا یا ہو یا وہ جانور اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا ہو۔

(۴۳۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْزٍ شَعِيرٍ وَأَهَالِهِ سِنِحَةَ فَأَجَابَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۳۲۳۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ کو بخور کی روٹی اور بودلی ہوئی چربی والے سالن کی دعوت دی اور آپ ﷺ نے وہ قبول کی۔

فوائد: ایک طرف تو آپ ﷺ یہودی کی دعوت قبول کر رہے ہیں اور دوسری طرف فرما رہے ہیں کہ اگر صحابہ کو کوئی اور برتن نہ ملیں تو یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کے برتنوں کو دھو کر استعمال کریں۔ جمع تطبیق کی صورت یہ

(۴۳۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۳۴) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱ / ۴۷۳ (انظر: ۱۴۵۰۱)

(۴۳۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۳۲۰۱)

ہے کہ جب غیر مسلم اپنے برتنوں میں ایسی چیز پکاتے ہوں، جو مسلمانوں پر حرام ہے، تو مجبوری کے وقت ان کے برتن دھو کر استعمال کیے جائیں اور اگر یہ لوگ ایسی چیزیں استعمال کرتے ہوں جو مسلمانوں کے لیے حلال ہوں یا مسلمانوں کو ایسی چیزوں کی دعوت دیں تو ان کے برتن بھی پاک ہوں گے اور کھانا بھی جائز ہوگا۔

بَابُ فِي تَطْهِيرِ مَا يُؤْكَلُ إِذَا وَقَعَتْ فِيهِ نَجَاسَةٌ

کھائی جانے والی ان چیزوں کو پاک کرنے کا بیان، جن میں نجاست گر جاتی ہے

(۴۳۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ فَارَةَ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ جَامِدًا فَخَذُّوْهَا وَمَا حَوْلَهَا ثُمَّ كُلُوا مَا بَقِيَ وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَأْكُلُوْهُ)) (مسند أحمد: ۱۰۳۶۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چوہے کے بارے میں سوال کیا گیا، جو گھی میں گر کر مر جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر گھی جامد ہو تو اس چوہے کو اور اس کے ارد گرد والے گھی کو نکال دو اور اگر وہ مائع ہو تو اس کو کھانے کے لیے استعمال نہ کرو۔“

(۴۳۷)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْفَارَةِ تَمُوتُ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ أَطْعَمُهُ؟ قَالَ: لَا، زَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، كُنَّا نَضَعُ السَّمْنَ فِي لَجِرَارٍ، فَقَالَ: ((إِذَا مَاتَتِ الْفَارَةُ فِيهِ فَلَا تَطْعَمُوْهُ)) (مسند أحمد: ۱۴۷۳۹)

ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جس کھانے یا پینے میں چوہا گر جاتا ہے کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، ہم لوگ گھڑوں میں گھی رکھا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب ایسے برتن میں چوہا مر جائے تو اس کو نہ کھایا کرو۔“

(۴۳۸)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ مَيْمُونَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) أَنَّ فَارَةَ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: جَامِدٍ) فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ اسْنِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: ((خَذُّوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاقْتُوْهُ وَكُلُوْهُ)) (مسند أحمد: ۲۷۳۸۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زوجہ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چوہا جھے ہوئے گھی میں گر کر مر گئی، جب آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو اور اس کے ارد گرد والے گھی کو نکال کر پھینک دو اور باقی کو کھا لو۔“

فوائد:..... ایسا چوہا نجس ہے، اس لیے اگر وہ کسی جامد چیز میں گرتا ہے تو صرف متاثرہ حصے کو ضائع کیا جائے گا اور اگر وہ چیز مائع ہے تو وہ ساری کی ساری پلید ہو جائے گی۔

(۴۳۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۱۰۳۵۵)

(۴۳۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن لہیعہ سیء الحفظ (انظر: ۱۴۶۸۳)

(۴۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۵، ۲۳۶، ۵۵۴۰ (انظر: ۲۶۸۴۷)

أَبْوَابُ حُكْمِ الْبَوْلِ وَالْمَذْيِ وَالْمَنِيِّ وَغَيْرِ ذَلِكَ پیشاب، مزی اور منی وغیرہ کے حکم کا بیان

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي بَوْلِ الْأَدَمِيِّ

بندے کے پیشاب کا بیان

مذی: بوسہ یا مداعت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا پتلا پانی۔

الْمَنِيُّ (منی): خصیتین میں جمع رہنے والا ایک سفید و گاڑھا سیال مادہ جو جماع وغیر جنسی تحریک پر خارج ہوتا ہے۔

(۴۳۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ
أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((أَهْرِيْقُوا عَلَيْهِ ذُنُوبًا أَوْ سَجَلًا
فَرَمَايَا: "اس پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔"

مِنْ مَاءٍ)) (مسند أحمد: ۱۲۱۰۶)

(۴۴۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ تَنَا ابْنُ الْمُبَارِكِ أَنَا مِسْعَرٌ
عَنْ حَمَادٍ قَالَ: الْبَوْلُ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ الدَّمِ
مَا لَمْ يَكُنْ قَدْرُ الدِّرْهِمِ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔

(مسند أحمد: ۱۹۷۱۳)

فوائد:..... امام ابوحنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے، لیکن یہ رائے مرجوح ہے، کیونکہ شریعت نے نجاست سے مطلق

طور پر بچنے کا حکم دیا ہے۔

ایک درہم والی روایت اور اس کی حقیقت: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تُعَادُ
الصَّلَاةُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهِمِ مِنَ الدَّمِ)) وَفِي لَفْظٍ: ((إِذَا كَانَ فِي الثَّوْبِ قَدْرُ الدِّرْهِمِ مِنَ الدَّمِ غُسِلَ

(۴۳۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۲۱، ومسلم: ۲۸۴ (انظر: ۱۲۰۸۲)

(۴۴۰) تخريج: اثر صحيح الاسناد (انظر: ۱۹۴۸۴)

کندھوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے مارا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے، تم نے میرے بیٹے کو تکلیف دی ہے۔“ یا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔“ پھر میں نے کہا: آپ اپنا ازار مجھے دے دیں، تاکہ میں اس کو دھو دوں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”صرف بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جاتا ہے۔“

فوائد: اگر چہ دودھ تو صرف خاتون پلا رہی ہوتی ہے، لیکن اس میں اس کے خاوند کا بھی حصہ ہوتا ہے، سیدنا

قثم بنی العزہ کے تذکرہ سے یہی بات سمجھنا مقصود ہے۔

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور وہ میرے (سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کے) حوالے کر دیا گیا، میں نے ان کو دودھ پلایا، یہاں تک کہ بچہ چلنے کا قابل ہو گیا یا (راوی نے کہا) میں نے دودھ چھڑوا دیا، بہر حال پھر میں اس بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس کو آپ ﷺ کی گود میں بٹھا دیا اور اس نے وہاں پیشاب کر دیا، میں نے اس کے کندھوں کے درمیان ضرب لگائی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، میرے بچے کے ساتھ نرمی کرو۔“ اس حدیث میں یہ بھی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”صرف بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر چھینے مارے جاتے ہیں۔“

(تیسری سند) سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ سیدنا حسن یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو دودھ پلاتی تھیں، وہ کہتی ہیں:

(٤٤٣) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ ثَانَ بِنَحْوِهِ) - وَفِيهِ: فَوَلَدَتْ حَسَنًا فَأَعْطَيْتُهُ فَأَرْضَعْتُهُ حَتَّى تَحَرَّكَ، أَوْ فَطَمْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَجْلَسْتُهُ فِي جِجْرِهِ قَبَالَ، فَضَرَبْتُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَقَالَ: ((ارْفُقِي بِابْنِي رَحِمَكَ اللَّهُ)) - وَفِيهِ أَيْضًا قَالَ: ((إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ)) (مسند أحمد: ٢٧٤١٢)

(٤٤٤) (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) - عَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ عَنْ لُبَابَةَ أُمِّ الْفَضْلِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا)

(٤٤٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٤٤) تخريج: قوله: ”يا ام الفضل! ان بول.....“ صحيح، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، عطاء

الخراساني لم يسمع من ام الفضل، ولم يتبين لنا من هو ابو عياض

كتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور چھڑکاؤ کی ہوئی ایک جگہ پر بیٹھ گئے اور ان کو اپنے پیٹ پر رکھ دیا اور انہوں نے آپ ﷺ کے پیٹ پر پیشاب کر دیا، پس میں نے دیکھا کہ پیشاب آپ ﷺ کے پیٹ پر بہ رہا تھا، میں ایک مشکیزے کی طرف گئی، تاکہ اس کا پانی آپ ﷺ پر بہاؤں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ام فضل! بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جاتا ہے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔“

أَنَّهَا كَانَتْ تُرْضِعُ الْحَسَنَ أَوِ الْحُسَيْنَ ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاضْطَجَعَ فِي مَكَانٍ مَرَّشُوشٍ فَوَضَعَهُ عَلَى بَطْنِهِ فَبَالَ عَلَى بَطْنِهِ ، فَرَأَيْتُ الْبَوْلَ يَسِيلُ عَلَى بَطْنِهِ ، فَقُمْتُ إِلَى قَرِيْبَةٍ لِأَصْبَهَا عَلَيْهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أُمَّ الْفَضْلِ! إِنَّ نَوْلَ الْعِلْمِ يُصَبُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ وَبَوْلُ لَجَارِيَةٍ يُغْسَلُ)) وَقَالَ بَهْرٌ: غَسَلَا-

(مسند أحمد: ۲۷۴۱۴)

سیدنا ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ گھستے ہوئے آئے اور آپ ﷺ کے سینے پر چڑھ گئے اور آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، میں نے پیشاب کو آپ ﷺ کے پیٹ پر دیکھا، پس ہم ان کو پکڑنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف لپکے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرا بیٹا، میرا بیٹا۔“ ایک روایت میں ہے: ”میرے بیٹے کو چھوڑ دو اور اس کو مت گھبراہٹ میں ڈالو، یہاں تک کہ یہ پیشاب پورا کر لے۔“ پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا لیا اور اس پر بہا دیا۔

(۴۴۵) - عَنْ أَبِي لَيْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَحْبُؤُ حَتَّى صَعِدَ عَلَى صَدْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ ، (وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى رَأَيْتُ بَوْلَهُ عَلَى بَطْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) قَالَ: فَابْتَدَرْنَا لِتَأْخُذَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ابْنِي ابْنِي)) (وَفِي رِوَايَةٍ: (ادْعُوا ابْنِي لَا تُفْرِعُوهُ حَتَّى يَقْضِيَ بَوْلَهُ)) ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ - (مسند أحمد: ۱۹۲۶۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے اور آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا کرتے تھے، ایک دفعہ ایک بچے کو لایا گیا اور اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر پانی بہا دو۔“

(۴۴۶) - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَدْعُو لَهُمْ ، وَإِنَّهُ أُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((صُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا)) (مسند أحمد: ۲۴۶۹۶)

(۴۴۵) - تخریج: حدیث صحیح - أخرجه الطبرانی فی "الكبير" ۶۴۲۴ ، وابن ابی شیبہ: ۱/ ۱۲۰ (انظر: ۱۹۰۵۶)

(۴۴۶) - تخریج: حدیث صحیح من فعله ، ابو معاویة الضریر جعله من قوله ﷺ - أخرجه البخاری: ۲۲۲ ،

۶۳۵۵ ، ومسلم: ۲۸۶ (انظر: ۲۴۱۹۲)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بچے کو اس لیے لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس کو گڑتی دیں، پس آپ ﷺ نے اس کو اپنی گودی میں بٹھا دیا اور اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، سو آپ ﷺ نے پانی منگوا دیا اور اس کے پیچھے لگا دیا، وکعہ راوی نے کہا: پس آپ ﷺ نے پانی کو اس کے پیچھے لگایا اور دھویا نہیں۔

سیدہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں ایک بچے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گئی، وہ بچہ ابھی تک کھانا نہیں کھاتا تھا، اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے پانی منگوا دیا اور اس پر چھینٹے مار دیے۔

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے اس بچے کو اپنی گودی میں رکھا اور اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر چھینٹے مار دیئے، یہ بچہ ابھی تک کھانا کھانے کی عمر تک نہیں پہنچا تھا۔ امام زہری نے کہا: یہی نبوی طریقہ نافذ ہو گیا کہ بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔“ امام قتادہ نے کہا: یہ فرق اس وقت تک ہے، جب تک وہ کھانا نہیں کھاتے، جب کھانا کھانا شروع کر دیں گے تو دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

(۴۴۷) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ آخَرَ) - أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِصَبِيٍّ لِيُحَنِّكَهُ فَأَجْلَسَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَبَعَهُ إِيَّاهُ، قَالَ وَكَيْفَ: فَأَتَبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. (مسند أحمد: ۲۴۷۶۰)

(۴۴۸) - عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِخْصِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِابْنٍ لِي لَمْ يَطْعَمْ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَيْهِ. (مسند أحمد: ۲۷۵۳۶)

(۴۴۹) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ آخَرَ يَنْحُوهُ) - وَفِيهِ: فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَكُنِ الصَّبِيُّ بَلَّغَ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَمَضَّتِ السُّنَّةُ أَنْ يُرَشَّ بَوْلُ الصَّبِيِّ وَيُغْسَلَ بَوْلُ الْجَارِيَةِ. (مسند أحمد: ۲۷۵۴۰)

(۴۵۰) - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَوْلُ الْغُلَامِ يُنَضَّحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ)) قَالَ قَتَادَةُ: هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعَمَا غَسِلَ بَوْلُهُمَا. (مسند أحمد: ۵۶۳)

(۴۴۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۴۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۳، ومسلم: ۲۸۷ (انظر: ۲۶۹۹۶)

(۴۴۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۵۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم - أخرجه ابوداود: ۳۷۷، وابن ماجه: ۵۲۵ (انظر: ۵۶۳)

(۴۵۱) تخریج: صحیح بخاری و سنن ابی داؤد - أخرجه ابن ماجه: ۵۲۷ (انظر: ۲۷۶۳۲) سے بڑا مفت مرکز

سیدہ ام کرز خزاہیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بچے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس پر چھینے مار دیئے جائیں، پھر ایک بچی کو لایا گیا، اس نے بھی آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ (اس کو دھویا جائے)، پس اسے دھویا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ ام افضل بنت حارث رضی اللہ عنہا، سیدہ ام حبیبہ بنت عباس رضی اللہ عنہما کو لے کر آئیں اور اسے رسول اللہ ﷺ کی گودی میں رکھ دیا، پس اس نے پیشاب کر دیا، انھوں نے اس کو کھینچا اور اس کے کندھوں کے درمیان مگا مارا اور پھر اس کو کھینچا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پانی کا پیالہ دو۔“ پس آپ ﷺ نے پیشاب کی جگہ پر اس کو بہا دیا اور فرمایا: ”پیشاب کی جگہ پر پانی بہا دیا کرو۔“

(۴۵۱)۔ عَنْ أُمِّ كُرْزِ الْخَزَائِعِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِنِعْلَامٍ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِهِ فَنُضِجَ، وَأَتَى بِجَارِيَةٍ فَبَالَتَ عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِهِ فَعُغِّلَ۔ (مسند أحمد: ۲۸۱۸۴)

(۴۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ الْفَضْلِ ابْنَةُ الْحَارِثِ بِأُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ عَبَّاسٍ فَوَضَعَتْهَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَالَتَ، فَاخْتَلَجَتْهَا أُمُّ الْفَضْلِ ثُمَّ لَكَمَتْ بَيْنَ كَتِفَيْهَا ثُمَّ اخْتَلَجَتْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعْطِنِي قَدْحًا مِنْ مَاءٍ)) فَصَبَّهُ عَلَى مَبَالِهَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَسْلُكُوا الْمَاءَ فِي سَبِيلِ الْبَوْلِ))۔ (مسند أحمد: ۲۷۵۰)

فوائد:..... ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جب تک بچے اور بچی کی غالب خوراک دودھ ہو، ان کے پیشاب سے پاکی حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہوں گے اور وہ اس طرح کہ بچے کے پیشاب پر اس قدر چھینے مارے جائیں کہ متاثرہ جگہ تر ہو جائے، نچوڑنے کی ضرورت نہیں اور بچی کا پیشاب بڑوں کی طرح دھویا جائے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اس فرق کے قائل نہیں ہیں، بلکہ وہ بچے اور بچی دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن واضح طور پر فرق کرنے والی احادیث ان کی رائے کو قبول نہیں کرتیں، گزارش یہ ہے کہ کون کون سی چیزیں نجس ہیں، شریعت نے اس چیز کا تعین کیا ہے، اب ان نجاستوں کو زائل کیسے کیا جائے گا، یہ فیصلہ بھی شریعت ہی کرے گی، اگر اس معاملے میں کوئی تخصیص پیدا کر دی جائے تو اس کو ماننا پڑے گا۔

(۴۵۲) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو جعفر المدائنی و حسین بن عبد اللہ الهاشمی المدنی علیہما کلام۔

آخر جہ الطبرانی: ۲۵ / ۱۶ (انظر: ۲۷۵۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي بَوْلِ الْإِبِلِ

اونٹ کے پیشاب کا بیان

(۴۵۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ مِنْ عُسْجَلٍ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ بِذُودِ لِقَاحٍ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أُبُولِهَا وَأَلْبَانِهَا۔ (مسند أحمد: ۱۲۶۶۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عسکل قبیلے کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مدینہ کی آب و فضا کو نا موافق پایا، آپ ﷺ نے ان کیلئے دودھ والی اونٹنیوں کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہ لوگ ان کا پیشاب اور دودھ پیئیں۔

فوائد: جانوروں کی دو اقسام ہیں: ماکول اللحم (جن کا گوشت کھایا جاتا ہے)، غیر ماکول اللحم (جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا)۔ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب اور پانچناہ پاک ہے، امام محمد نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے، ان کے پاک ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں: (۱) مذکورہ بالا حدیث، جس کے مطابق آپ ﷺ نے اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا۔ (۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تَصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ))..... ”بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لو اور اونٹوں کے باڑوں میں نہ پڑھو۔“

(ترمذی: ۳۴۸، ابن ماجہ: ۷۶۸)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے اونٹوں کے باڑے میں نہی کی وجہ یہ بیان کی کہ ان کی طبع میں شیطنت پائی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ: ۷۶۹) واضح رہے کہ بکریوں کا باڑہ ان کے پیشاب اور میٹگنیوں سے آلودہ ہوگا۔ (۳) ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب اور گوبر کو ناپاک قرار دینے پر کوئی واضح روایت دلالت نہیں کرتی۔ (۴) ایک عقلی اور واقعاتی دلیل یہ ہے کہ عمر حاضر میں لوگوں کا عمل حلال جانوروں کے گوبر کے پاک ہونے کی گواہی دیتا ہے، کیونکہ گھروں میں گائے اور بھینس کا گوبر جلانے کیلئے بکثرت استعمال ہوتا ہے، حتیٰ کہ جس ہاتھ سے گوبر توڑا جاتا ہے اسی ہاتھ سے آٹے کا پیڑا بنا کر روٹی پکائی جاتی ہے، کیا گوبر کا یہ استعمال انسان کے پانچانے کے بارے میں ممکن ہے؟ امام منذر نے کہا: یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اونٹوں کا یہ پیشاب پینا ان لوگوں کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ خصوصیت کے لیے دلیل کی ضرورت ہے، (ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب اور گوبر کے پاک ہونے کی) تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اہل علم کے سامنے بازاروں میں بکریوں کے میٹگنیاں بکتی رہیں اور اونٹوں کا پیشاب داؤوں میں استعمال ہوتا رہا اور انھوں نے ان امور کو برقرار رکھا۔ (بحوالہ نیل الاوطار: ۱/ ۲۴۷) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک علاج کیلئے بھی حلال جانوروں کا پیشاب پینا حلال نہیں ہے۔

الْمَذْيُ..... مَذْيُ كَالْحَمِّ

مذی: بوسہ یا داعبت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا پتلا پانی۔

ودی: ایسا سفید اور گدلا پانی جو پیشاب کے بعد اسی نالی سے خارج ہوتا ہے، اس کی کوئی بدبو نہیں ہوتی۔

سیدنا اہل بن حنیف رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: مجھے مذی کی وجہ سے بڑی مشقت ہوتی تھی اور میں اس کی وجہ سے بہت زیادہ غسل کیا کرتا تھا، ایک دن جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے تو اس سے صرف وضو کافی ہو جائے گا۔“ میں نے کہا: جو کپڑے کو لگ جائے، اس کا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بارے میں تجھے یہ عمل کفایت کرے گا کہ تو پانی کا ایک چلو لے اور کپڑے کے جس جس حصے پر مذی کے لگ جانے کا خیال ہو، اس کو کپڑے کے اُس حصے پر مار دے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بہت زیادہ مذی والا آدمی تھا اور آپ ﷺ کی بیٹی (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی وجہ سے آپ ﷺ سے سوال کرنے سے شرماتا تھا، اس لیے میں نے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عضو خاص اور خصیتیں کو دھو کر وضو کر لیا کرے۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو کر اور اپنی شرم گاہ پر چھینٹے مار۔“

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس میں وضو ہے۔“

(۴۵۴)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَنَسَّتُ اللَّحْمَ مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً، فَكُنْتُ أَكْثِرُ الْإِعْتِسَالَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يُجْزِيكَ مِنْهُ الْوُضُوءُ)) فَقُلْتُ: كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي؟ فَقَالَ: ((يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَمْسَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ)) (مسند أحمد: ۱۶۰۶۹)

(۴۵۵)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحِجِّي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِيَمُكِّنَ ابْنَتِي، فَأَمَرْتُ الْمُقَدَّادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأَنْثِيَتَهُ وَيَتَوَضَّأُ)) (مسند أحمد: ۱۰۰۹)

(۴۵۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَوَضَّأُ وَاصْخِرْ قَرَجَكَ)) (مسند أحمد: ۸۲۳)

(۴۵۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فِيهِ الْوُضُوءُ)) (مسند أحمد: ۸۵۶)

(۴۵۴) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه ابوداود: ۲۱۰، والترمذی: ۱۱۵، وابن ماجه: ۵۰۶ (انظر: ۱۵۹۷۳)

(۴۵۵) تخريج: حدیث صحیح - أخرجه اصحاب السنن، وأخرجه البخاری: ۲۶۹، ومسلم: ۳۰۳ بلفظ قریب منه - (انظر: ۱۰۰۹)

(۴۵۶) تخريج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۴۵۷) تخريج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۴۵۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ رَابِعٍ)۔ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: فَأَمَرْتُ رَجُلًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: (تَوَضَّأُ وَأَغْسِلُهُ)) (مسند أحمد: ۱۰۲۶)

(چوتھی سند) اس میں ہے: پس میں نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”توضو کر اور اس (شرمگاہ) کو دھو۔“

(۴۵۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَدَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِذَا حَدَفْتَ فَاغْتَسِلْ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَإِذَا لَمْ تَكُنْ حَادِفًا فَلَا تَغْتَسِلْ)) (مسند أحمد: ۸۴۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بہت زیادہ مذی والا آدمی تھا، پس میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو منی پٹکانے تو جنابت کی وجہ سے غسل کر اور جب تو منی پٹکانے والا نہ ہو تو غسل نہ کیا کر۔“

(۴۶۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ قَتَوَضَّأُ وَأَغْسِلْ ذَكَرَكَ وَإِذَا رَأَيْتَ فَضَخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ)) (مسند أحمد: ۱۰۲۸)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو مذی دیکھے تو وضو کر اور اپنی شرمگاہ کو دھولے اور جب تو پانی کا ٹپکانا یعنی منی کو دیکھے تو غسل کر۔“

(۴۶۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيهِ فَقَالَ: ((فِيهِ التَّوَضُّؤُ وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ)) (مسند أحمد: ۸۹۱)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس میں تو وضو ہے، البتہ منی میں غسل ہے۔“

(۴۶۲)۔ عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ): سَلْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُلَاعِبُ أَهْلَهُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَذْيُ مِنْ غَيْرِ مَاءِ الْحَيَاةِ، فَلَوْ لَا أَنَّ ابْنَتَهُ تَحْتِي لَسَأَلْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الرَّجُلُ يُلَاعِبُ أَهْلَهُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَذْيُ مِنْ غَيْرِ مَاءِ الْحَيَاةِ، قَالَ: ((يَغْسِلُ فَرَجَهُ وَيَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ۲۴۳۰۹)

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: تم رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کرو جو اپنی بیوی کے ساتھ کھیلتا ہے اور اس وجہ سے اس سے ماء الحیاءہ تو خارج نہیں ہوتا، البتہ مذی نکل آتی ہے، اگر آپ ﷺ کی بیٹی میری بیوی نہ ہوتی تو میں نے خود سوال کر لیتا تھا۔ پس میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی اپنی بیوی سے کھیلتا ہے اور اس سے زندگی والا پانی تو خارج نہیں ہوتا، البتہ مذی نکل آتی ہے؟ آپ ﷺ نے

(۴۵۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۵۹) تخریج: حسن لغیره، وانظر الحديث المتقدم

(۴۶۰) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۶۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

فرمایا: ”ایسا آدمی اپنی شرمگاہ دھو کر نماز والا وضو کر لیا کرے۔“
 (دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے:
 نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی اس چیز
 کو پالے تو وہ اپنے شرمگاہ پر پانی چھڑک لے یعنی اس کو دھو
 لے اور نماز والا وضو کر لے۔“

(تیسری سند) اس سند سے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی گئی
 ہے، البتہ اس میں ہے: اس جگہ چھیننے مارنے سے مراد دھونا ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی اس
 چیز کو پالے تو اپنی شرمگاہ پر چھیننے مارے اور نماز والا وضو کرے۔“
 عائش بن انس بکری کہتے ہیں: سیدنا علی، سیدنا عمار اور سیدنا
 مقداد رضی اللہ عنہم نے مذی کے بارے میں بات چیت کی، سیدنا علی
 رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بہت زیادہ مذی آتی ہے اور میں آپ ﷺ
 سے اس وجہ سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کی بیٹی
 میرے عقد میں ہے، پس انھوں نے سیدنا عمار یا سیدنا مقداد
 رضی اللہ عنہما میں سے ایک کو کہا کہ وہ آپ ﷺ سے اس بارے میں
 سوال کرے۔ عطا کہتے ہیں: عائش نے تو کسی ایک کا نام لیا
 تھا، لیکن میں بھول گیا، بہر حال انھوں نے سوال کیا اور
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو مذی ہے، اس کو چاہیے کہ اُس کو
 دھولیا کرے۔“ میں نے کہا: کسی چیز کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”اپنی شرم گاہ کو، اور اچھی طرح وضو کر لیا کرے اور اپنی شرمگاہ
 پر چھیننے مارے یعنی دھویا جائے۔“

فوائد:..... ان احادیث سے مذی سے متعلقہ تین مسائل ثابت ہوتے ہیں: (۱) نیت کے ساتھ عضوِ خاص اور نہتین کو
 دھویا جائے گا۔ (۲) مذی ناقض وضو ہے۔ (۳) غسل کے وجوب کا مذی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۴) اگر مذی کپڑے

(۴۶۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)۔
 وَفِيهِ فَقَالَ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ): ((اِذَا وَجَدَ
 أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأْ
 وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ۲۴۳۰)

(۴۶۴) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ)۔
 وَفِيهِ: ((فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ
 فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ)) (يَعْنِي
 يُسَيْلُهُ)۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۲۰)

(۴۶۵)۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسِ
 الْبَكْرِيِّ قَالَ: تَذَاكُرَ عَلِيٍّ وَعَمَارٍ وَالْمَقْدَادِ
 الْمَذْيِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنِّي رَجُلٌ مَذَّاءٌ وَإِنِّي
 أَسْتَجِيبُ أَنْ أَسْأَلَهُ مِنْ أَجْلِ ابْنَتِهِ تَحْتِي،
 فَسَأَلَ لِأَحَدِهِمَا، لِعَمَارٍ أَوِ الْمَقْدَادِ: قَالَ
 عَفَلَاءُ: سَمَّاهُ لِي عَائِشٌ فَتَسَيَّمْتُهُ، سَلَّ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((ذَاكَ الْمَذْيُ،
 لِيَنْسِيلَ ذَلِكَ مِنْهُ))، قُلْتُ: مَا ذَلِكَ مِنْهُ؟
 قَالَ: ذَكَرَهُ، وَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ أَوْ
 يَتَوَضَّأُ مِثْلَ وَضُوءِهِ وَيَنْضَحُ فِي فَرْجِهِ أَوْ
 فَرْجَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۲۶)

(۴۶۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۶۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۶۵) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه عبد الرزاق: ۵۹۷ (انظر: ۲۳۸۲۵)

پر لگ جائے تو چھوٹے بچے کی پیشاب کی طرح اس پر چھینے مار دیئے جائیں گے، اس طرح سے وہ کپڑا پاک ہو جائے گا۔ امام شوکانی نے کہا: ((واتفق العلماء على ان المذی نجس ولم يخالف في ذلك الا بعض الامامية.....)) علماء کا اس حقیقت پر اتفاق ہے کہ مذی نجس ہے، البتہ بعض امامیہ نے اختلاف کیا ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۶۳) ودی کے ناپاک ہونے پر بھی اجماع ہے۔

اس باب کی پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ چھیننے مارنے سے مذی کی نجاست زائل ہو جائے گی۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ

منی کا بیان

الْمَنِيُّ (منی): خصیتین میں جمع رہنے والا ایک سفید و گاڑھا سیال مادہ جو جماع وغیر جنسی تحریک پر خارج ہوتا ہے۔

(۴۶۶)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَحْتُ) الْمَنِيَّ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيُصَلِّي فِيهِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۴۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی، پھر آپ ﷺ چلے جاتے اور اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

(۴۶۷)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْلُتُ الْمَنِيَّ مِنْ تَوْبِهِ بِعَرَقِ الْأَذْخِرِ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ وَيَحْتُهُ مِنْ تَوْبِهِ بِإِسَاءِ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ۔ (مسند أحمد: ۲۶۵۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے سے ترمنی کو اذخرگھاس کے تنکے سے صاف کر کے اس میں نماز پڑھتے تھے اور خشک منی کو کھرچ کر اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

(۴۶۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَفَّانُ قَالَ: ثَنَا مَهْدِيُّ قَالَ: ثَنَا وَاصِلُ الْأَخْذَبُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَأَيْتُنِي عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا) أَعْسَلُ أَثَرَ جَنَابَةِ أَصَابَتْ تَوْبِي فَقَالَتْ: مَا هَذَا؟ قُلْتُ: جَنَابَةُ أَصَابَتْ

اسود بن یزید کہتے ہیں: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے دیکھا کہ میں اپنے کپڑے سے جنابت کے اثر کو دھو رہا تھا، انہوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: جنابت ہے، جو میرے کپڑے کو لگ گئی تھی، انہوں نے کہا: میں بھی اپنے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے کپڑے کو جنابت لگ جاتی تھی تو آپ ﷺ اس طرح کرنے سے زیادہ تو کچھ نہیں

(۴۶۶) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابوداود: ۳۷۲، وأخرجه مسلم: ۲۸۸ نحوه (انظر: ۲۴۹۳۶)

(۴۶۷) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: "بعرق الاذخر" وهذا اسناد منقطع، عبد الله بن عبيد لم يسمع من عائشة ۖ - أخرجه ابن خزيمة: ۲۹۴، والبيهقي: ۲/ ۴۱۸ (انظر: ۲۶۰۵۹)

(۴۶۸) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه ابو عوانة: ۱/ ۲۰۴، وابن خزيمة: ۲۸۸، وابن حبان: ۲۳۳۲، وأخرجه مسلم: ۲۸۸ ولم يسق هذا اللفظ (انظر: ۲۴۷۰۲)

کرتے تھے۔ مہدی نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر کھرچ کر کیفیت کو بیان کیا۔

ثَوْبِي، فَقَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتَنَا وَإِنَّهُ يُصِيبُ ثَوْبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَمَا يَزِيدُ عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ بِهِ هَكَذَا، وَوَصَفَهُ مَهْدِي حَكَ يَدَهُ عَلَى الْآخِرَى۔ (مسند أحمد: ۲۵۲۰۹)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی، پس تو جب اس کو دیکھ لے تو اس کو دھو ڈال اور اگر پتہ نہ چلے تو چھیننے مار دے۔

(۴۶۹) (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ (أَيْضًا) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ فَأَغْسِلُهُ فَإِنْ خَفِيَ عَلَيْكَ فَارْشُشْهُ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۶۶)

ہام کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مہمان ٹھہرا، انہوں نے اس کے لیے زرد رنگ کی ایک چادر کا حکم دیا، وہ اس میں سویا اور اس کو اس میں احتلام ہو گیا، اب وہ اس طرح کپڑے کو بھیجنے سے شرماتا تھا کہ اس میں احتلام کا اثر ہو، اس لیے اس نے اس چادر کو پانی میں ڈبویا اور پھر بھیج دیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کر دیا ہے؟ اس کے لیے صرف کافی تھا کہ اس کو اپنی انگلیوں سے کھرچ دیتا، میں بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اپنی انگلیوں سے کھرچ ڈالتی تھی۔

(۴۷۰)۔ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: نَزَلَ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا) غَيْفٌ فَأَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَقَةٍ لَهَا صَفْرَاءٌ، إِنَّمَا فِيهَا فَاحْتَلَمَ فَاسْتَحَى أَنْ يُرْسِلَ بِهَا فِيهَا أَثْرُ الْإِحْتِلَامِ، قَالَ: فَغَمَسَهَا فِي أَمَاءٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَفْرُكُهُ بِأَصَابِعِهِ، لَرُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِأَصَابِعِي۔ (مسند أحمد: ۲۴۶۵۹)

بنو سواہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میاں بیوی (کے جماع) کے دوران جو منی کا پانی بہہ جاتا ہے، اس کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ منی کے پانی پر پانی بہا دیتے تھے۔ (مسند أحمد: ۲۵۷۱۶)

(۴۷۱)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَ عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا) فِي مَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَأَمْرَأَتِهِ مِنَ الْمَاءِ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى الْمَاءِ۔

(۴۶۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۸۸ (انظر: ۲۴۶۵۹)

(۴۷۰) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الترمذی: ۱۱۶، وابن ماجه: ۵۳۷، وأخرجه مسلم: ۲۹۰، و آخر روايته بلفظ: وانی لاحکمه من ثوب رسول الله ﷺ یابساً بظفري۔ (انظر: ۲۴۱۵۸)

(۴۷۱) تخريج: اسنادہ ضعیف لابہام الرجل من بنی سواہ و لضعف شریک بن عبد الله النخعی۔ أخرجه ابو داود: ۲۵۷ (انظر: ۲۵۲۰۱)

(۴۷۲)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے
 وَكَانَتْ تَغْتَسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ تَوْبٍ کپڑے سے منی کو دھویا کرتی تھیں۔
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲۵۸۰۷)

فوائد: یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ منی پاک ہے یا ناپاک ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ سنجیدگی سے
 مطالعہ کریں، ضروری نہیں کہ جس چیز کو وہ اجنبی سمجھتے ہوں، وہ اجنبی ہی ہو۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام شافعی، امام
 احمد، امام ابن حزم، امام داؤد، امام اسحاق، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام صنعانی، صحیح حسن حلاق اور ڈاکٹر وہبہ رخیلی
 وغیرہ کا خیال ہے کہ منی پاک ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شوکانی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ منی ناپاک ہے۔
 سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ((انما هو بمنزلة المخاط والبصاق))..... منی تو ناک کی رطوبت اور
 تھوک کی مانند ہے۔ (دارقطنی: ۱/۱۲۴، بیہقی: ۲/۴۱۸)

شیخ البانی نے کہا: اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرنا وہم ہے، اگرچہ اس میں منی کی طہارت کا جو حکم بیان کیا گیا ہے، وہ
 درست ہے، اس میں ہمارے لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بایقین کہہ دینا کافی ہے کہ منی تو ناک کی رطوبت اور تھوک کی
 طرح ہے اور نہ تو ان کی مخالفت کرنے والا کوئی صحابی معروف ہے اور نہ کتاب و سنت کی کوئی دلیل ان کے اس قول کے
 متناقض ہے، ابن قیم نے ”بدائع الفوائد“ میں ”مناظرة بين فقيهين في طهارة المنى و نجاسته“ کے
 عنوان میں اس موضوع پر بہت اہم اور انتہائی تحقیقی بحث کی ہے۔ (سلسلة ضعیفہ: ۹۴۸، ۲/۳۶۰)

منی کو نجس قرار دینے والوں نے جتنے دلائل پیش کیے ہیں، ان میں قابل توجہ صرف دو باتیں ہیں: (۱) وہ احادیث،
 جن میں منی کے دھونے کا ذکر ہے۔ (۲) منی، پیشاب کی جگہ سے خارج ہوتی ہے، لہذا اس پر اسی کا حکم لگایا جائے گا۔
 حقیقت حال یہ ہے کہ یہ دونوں دلائل منی کی نجاست پر دلالت نہیں کرتے، کیونکہ کسی چیز کو دھونے سے یہ لازم تو نہیں آتا
 ہے کہ وہ پلید ہے، رہا مسئلہ دوسری دلیل کا، تو ہم منی کے ذاتی حکم پر بحث کر رہے ہیں، اس چیز پر بحث نہیں ہو رہی کہ
 پیشاب کے اجزاء اس میں شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔ منی کو پاک قرار دینے والوں نے جتنے دلائل پیش کیے ہیں، ان کی
 زیادہ مضبوطی بھی دو دلائل میں ہے: (۱) ہر چیز اصل میں پاک اور طاهر ہے، جب تک کتاب و سنت سے کسی چیز کے پلید
 ہونے کی واضح دلیل نہیں آئے گی، اس وقت تک اس کو پاک سمجھا جائے گا اور منی کے پلید ہونے کی کوئی واضح دلیل نہیں
 ہے۔ (۲) نبی کریم ﷺ کا اس کپڑے میں نماز پڑھنا، جس سے منی کو صرف کھرچا گیا تھا۔ یہ دونوں دلائل مضبوط ہیں
 اور نجاست کے قائلین کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ کھرچنا بھی پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے، کیونکہ شریعت میں پاک
 کرنے کا اس قسم کا کوئی قانون نہیں ہے کہ نجاست کے بعض اجزاء کو زائل کر دو اور بعض کو باقی رہنے دو، جبکہ کھرچنے سے
 کپڑے میں جذب ہو جانے والے منی کے اجزاء زائل نہیں ہوتے۔ چھوٹے بچے کے پیشاب اور منی پر پانی چھڑکنا اور

پتھروں سے استنجا کرنا اس سے مختلف چیز ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس موضوع پر بڑی خوبصورت بحث کی ہے، ان کی بحث کا خلاصہ یہ ہے: منی کو دھونے اور کھرچنے والی احادیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ ان میں جمع و تطبیق واضح طور پر ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ اگر منی کو پاک قرار دیا جائے تو صفائی کی خاطر دھونے کو استحباب پر محمول کیا جائے گا، نہ کہ وجوب پر، یہ امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا طریق ہر ہے اور اگر منی کو نجس سمجھ لیا جائے تو تر منی کو دھویا جائے گا اور خشک کو کھرچا جائے گا، یہ احناف کا طریقہ ہے، پہلا طریقہ زیادہ رائج ہے، کیونکہ اس میں حدیث اور قیاس دونوں پر عمل کیا جا رہا ہے، اگر منی نجس ہوتی تو قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو دھونا واجب ہے اور کھرچنے پر اکتفا کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ خون وغیرہ کا مسئلہ ہے، احناف خون کے معاملے میں تو کھرچنے پر اکتفا نہیں کرتے،..... اس معاملے میں سب سے واضح روایت صحیح ابن خزیمہ کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ((أَنَّهَا كَانَتْ تَحْكُهُ مِنْ نَوْبِهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي)) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچتی تھیں، اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ چیز ثابت نہیں ہے تو اس قسم کی حدیث تو کوئی نہیں ہے، جو منی کی نجاست پر دلالت کرے، جبکہ اس کو دھونا فعل ہے اور وہ وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ (فتح الباری: ۱ / ۴۴۱)

اس بحث کے بعد ہمارا رجحان اول الذکر مسلک والوں کی طرف ہے کہ منی کا پانی پاک ہے اور کوئی دلیل اس کے پاک ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔

بَابُ فِي طَهَارَةِ الْمُسْلِمِ حَيًّا وَمَيِّتًا

مسلمان زندہ ہو یا مردہ، اس کے طاہر ہونے کا بیان

(۴۷۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا جُنُبٌ، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ، فَانْسَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاعْتَسَلْتُ ثُمَّ جَنُتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ: ((أَيْنَ كُنْتَ؟)) فَقُلْتُ: لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجْلِسَ إِلَيْكَ وَأَنَا جُنُبٌ فَانْطَلَقْتُ فَاعْتَسَلْتُ، فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ.)) (مسند أحمد: ۸۹۵۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کو ملا، جبکہ میں جناب کی حالت میں تھا، بہر حال میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ آپ ﷺ بیٹھ گئے اور میں وہاں سے کھسک گیا اور گھر پہنچ کر غسل کیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آ گیا جبکہ آپ ﷺ ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”تم کہاں تھے؟“ میں نے کہا: جی آپ مجھے ملے تھے جبکہ میں جنسی تھا اور میں نے اس جنابت والی حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنے کو ناپسند کیا، اس لیے میں نے جا کر غسل کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! بیشک مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔“

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے ملے، جبکہ آپ ﷺ مدینہ کے کسی راستے میں تھے، پس میں کھسک گیا اور جا کر غسل کر کے دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آ گیا۔ پھر اسی طرح کی روایت ذکر کی، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”پیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔“

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے کسی راستے میں اس کو ملے، جب آپ ﷺ اس کی طرف بچکے تو اس نے کہا: میں تو جنابت کی حالت میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پیشک مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔“

(دوسری سند) ابن سیرین کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نکلے اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو ملے، لیکن وہ وہاں سے ایک طرف ہو کر چلے اور غسل کر کے دوبارہ آ گئے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”تم کو کیا ہو گیا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔“

فوائد: یہ احادیث عام ہیں، جو مسلمان کی حیات اور موت دونوں حالتوں کو شامل ہیں، البتہ درج ذیل

موقوف روایت میں خصوصیت کے ساتھ موت کی حالت کو بیان کیا گیا ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَلْتُمُوهُ، إِنَّ مَيِّتَكُمْ لَمُؤْمِنٌ طَاهِرٌ، وَلَيْسَ بِنَجْسٍ، فَحَسَبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا آيِدِيَكُمْ)) ”جب تم میت کو غسل دے لو تو تم پر کوئی غسل نہیں ہے، پیشک تمہاری میت مومن اور طاہر ہے اور نجس نہیں ہے، پس تمہیں

ہاتھ دھولنا ہی کافی ہے۔“ (بیہقی: ۱/۳۹۸، حاکم: ۱/۳۸۶، احکام الجنائز: ص ۵۳، ۵۴)

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا اپنے سر کے بال منڈا کر صحابہ میں تقسیم کر دینا بھی اس چیز کی دلیل بن سکتی ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ مردہ انسان پاک ہے، البتہ احناف نے میت کو نجس قرار دیا ہے، لیکن یہ رائے مرجوح ہے۔

(۴۷۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (۴۷۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۷۲ (انظر: ۲۳۲۶۴)

(۴۷۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ فِي طَهَارَةِ مَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةٌ حَيًّا وَمَيِّتًا

جن جانداروں میں بننے والا خون نہ ہو، ان کی طہارت کا بیان، وہ زندہ ہوں یا مردہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مکھی کسی کے برتن میں گر جائے تو چونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفا اور وہ اُس پر کے ذریعے بچتی ہے، جس میں بیماری ہوتی ہے، اس لیے آدمی ساری مکھی کو ڈبو دے۔“

(دوسری سند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو وہ اس کو مکمل طور پر ڈبو کر پھینک دے، کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔“

(۴۷۷)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ، وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ)) (مسند أحمد: ۷۱۴۱)

(۴۷۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ أَنَّ لَنَبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ، فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءٌ)) (مسند أحمد: ۹۱۵۷)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی کے کھانے میں مکھی گر جائے تو وہ اس کو اس میں ڈبو دے۔“

(۴۷۹)۔ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي طَعَامٍ أَحَدِكُمْ فَاغْمِسْهُ)) (مسند أحمد: ۱۱۲۰۷)

فوائد: امام شوکانی نے کہا: ان احادیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ”مائے قلیل“ ایسی چیز کے مرجانے سے نجس نہیں ہوتا، جس کا بننے والا خون نہ ہو، کیونکہ ان احادیث میں موت و حیات کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔

(نبیل الاوطار: ۶۸/۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں، پس وہ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔“ (مسند أحمد: ۵۷۲۳)

(۴۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحَلَّتْ لَنَا مَيِّتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيِّتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطَّحَالُ))

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مچھلی، ٹڈی کا مردار اور جگر اور تلی کے خون حلال ہیں۔

(۴۷۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۲۰، ۵۷۸۲ (انظر: ۷۱۴۱)

(۴۷۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴۷۹) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه النسائي: ۷/ ۱۷۸، وابن ماجه: ۳۵۰۴ (انظر: ۱۱۱۸۹)

(۴۸۰) تخریج: حدیث حسن - أخرجه ابن ماجه: ۳۲۱۸، ۳۳۱۴ (انظر: ۵۷۲۳)

أَبْوَابُ أَحْكَامِ التَّخَلِّيِّ وَالِاسْتِنْجَاءِ وَالِاسْتِجْمَارِ وَآدَابِ ذَلِكَ قضائے حاجت کرنے، استنجا کرنے، پتھر استعمال کرنے اور ان کے آداب کے ابواب

بَابُ فِي إِرْتِيَادِ الْمَكَانِ الرَّخْوِ وَمَا لَا يَجُوزُ التَّخَلِّيُّ فِيهِ
قضائے حاجت کے لیے نرم جگہ کو تلاش کرنے کا بیان اور ان مقامات کی تفصیل جہاں قضائے حاجت
جائز نہیں ہے

(۴۸۱)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْشِي فَمَالَ إِلَى
دَمِيٍّ فِي جَنْبِ حَائِطِ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ: ((كَانَ
بَنُو إِسْرَائِيلَ إِذَا بَالَ أَحَدُهُمْ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ
مِنْ بَوْلِهِ تَتَّبَعَهُ فَقَرَضَهُ بِالْمَقَارِئِضِ))
وَقَالَ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيُرْتِدْ
لِبَوْلِهِ)) (مسند أحمد: ۱۹۷۶۶)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ
چل رہے تھے، پس ایک دیوار کے پہلو میں نرم جگہ کی طرف
مائل ہوئے اور وہاں پیشاب کیا اور پھر فرمایا: ”جب بنو
اسرائیل کا کوئی آدمی پیشاب کرتا اور اگر پیشاب اس کو لگ جاتا
تو وہ اس حصے کو قینچیوں سے کاٹتا تھا۔“ پھر آپ ﷺ نے
فرمایا: ”اس لیے جب تم میں سے کوئی آدمی پیشاب کرے تو وہ
نرم جگہ تلاش کر لیا کرے۔“

فوائد: صحیح بخاری (۲۲۶) اور صحیح مسلم (۲۷۳) میں ہے جب پیشاب ان کے کپڑے کو لگ جاتا تھا تو وہ
اس کو کاٹتے تھے، جن روایات میں ”جند“ کے الفاظ ہیں، ان سے مراد ان کے چمڑے کے لباس ہیں، لیکن کسی راوی
نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے ”جند“ کے الفاظ کہہ دیئے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری) نرم جگہ کو تلاش کرنے والے روایت
تو ضعیف ہے، لیکن اس سلسلے میں شریعت کا مدعا یہ ہے کہ آدمی قضائے حاجت کرتے وقت ایسی جگہ اور ایسا طریقہ اختیار
کرے کہ اس کا جسم اور کپڑے، پیشاب اور پانچخانہ سے سالم رہ سکیں۔

(۴۸۱) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: ”اذا اراد احکم ان يبول فليرتد لبوله“ وهذا اسناد ضعيف لابهام
الرجل الراوى عنه ابو التياح۔ أخرجه ابو داود: ۳ (انظر: ۱۹۵۳۷)

(۴۸۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ)) قِيلَ: مَا الْمَلَاعِنُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَنْ يَفْعُدَ أَحَدُكُمْ فِي ظِلِّ بُسْتَطَلٍ فِيهِ أَوْ فِي طَرِيقٍ أَوْ فِي نَفْعِ الْمَاءِ)) (مسند أحمد: ۲۷۱۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لغت والے تین مقامات سے بچو۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ لغت والے مقامات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس سائے کو استعمال کیا جاتا ہو، اس میں یا راستے میں یا پانی کے گھاٹ میں پیشاب کرنا۔“

فوائد:..... مقامات سے مراد ایسے افعال ہیں کہ جن کی وجہ سے فاعل پر لعن طعن کی جاتی ہے۔

(۴۸۳)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اتَّقُوا اللَّعَّانِينَ)) قَالُوا: وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ)) (مسند أحمد: ۸۸۴۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو لغت کرنے والی چیزوں سے بچو۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ لغت کرنے والی چیزیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی لوگوں کے راستے میں یا سائے میں قضائے حاجت کرتا ہے۔“

فوائد:..... معلوم ہوا کہ تین مقامات پر قضائے حاجت نہیں کرنی چاہیے: ایسا سایہ کہ جس کو بطور سایہ استعمال کیا جاتا ہو، راستہ اور پانی کا گھاٹ۔ یہ بھی ان احادیث کی فقہ ہے کہ قضائے حاجت کے بعد لیٹرین کی مکمل صفائی کرنی چاہیے، تاکہ بعد میں آنے والے کو تکلیف نہ ہو۔

بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا

ان مقامات کا بیان، جہاں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے

(۴۸۴)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْجُحْرِ، وَإِذَا زِمْتُمْ فَأَطْفِئُوا السَّرَاجَ، فَإِنَّ الْفَأْرَةَ تَأْخُذُ

سیدنا عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی ہرگز بلبل میں پیشاب نہ کرے، اور جب تم نے سونا ہو تو چراغ کو بجھا دیا کرو، کیونکہ جو یہاں اس کی بتی پکڑ کر گھر والوں کو جلا سکتی ہے، مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو، برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو۔“

(۴۸۲) (تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۲۷۱۵)

(۴۸۳) (تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۹ (انظر: ۸۸۵۳)

(۴۸۴) (تخریج: رجاله ثقات رجال الصحيح، وصحح هذا الحديث ابن خزيمة وابن السكن - أخرجه

ابوداود: ۲۹، والنسائي: ۱/۳۳ (انظر: ۲۰۷۷۵)

لوگوں نے قنادہ سے کہا: بیل میں پیشاب کرنے کو کیوں ناپسند کیا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کے مسکن ہیں۔

الْفَتَيْلَةَ فَتَحْرِقُ أَهْلَ النَّيْتِ، وَأَوْكِنُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِرُ الشَّرَابِ وَعَلِقُوا الْأَبْوَابَ بِاللَّيْلِ.)) قَالُوا لِقَتَادَةَ: مَا يَكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجَحْرِ؟ قَالَ: يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ.

(مسند أحمد: ۲۱۰۵۶)

فوائد:..... بیل میں پیشاب کرنا منع ہے، اس کی ایک وجہ قنادہ نے بیان کی ہے، لیکن درج ذیل دو وجوہات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہیں: اسی بیل سے سانپ، بچھو یا کوئی اور جانور نکل کر بندے کو نقصان نہ پہنچا دے۔ اس بیل میں موجود جانور کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی غسل خانے میں پیشاب نہ کیا کرے، پھر اس میں وضو کرے گا، پس عام وسوسے اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔“

(۴۸۵)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ)) (مسند أحمد: ۲۰۸۴۴)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے، کیونکہ عام وسوسے اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔

(۴۸۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبُولَ السَّرْجُلُ فِي مُسْتَحَمِّهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ.

(مسند أحمد: ۲۰۸۳۷)

فوائد:..... بہر حال غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے، اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں، مثلاً: اس جگہ کا ناپاک ہو جانا، وہاں سے بد بو آنا، اس کی وجہ سے وسوسے پیدا ہونا، فطرت کا اس چیز کو سخت ناپسند کرنا۔

حمید بن عبد الرحمن خمیری کہتے ہیں: میں ایسے صحابی کو ملا، جن کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح چار برسوں تک نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف ملا تھا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم ہر روز کنگھی کریں یا غسل خانے

(۴۸۷)۔ عَنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخَمِيرِيِّ قَالَ: لَقَيْتُ رَجُلًا قَدْ صَحَبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِينَ كَمَا صَحَبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَرْبَعَ سِنِينَ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ

(۴۸۵) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "فان عامة الوسواس منه" فهو موقوف، وهذا اسناد رجاله ثقات الا ان الحسن البصرى لم يصرح بسماعه من عبد الله بن المغفل - أخرجه ابوداود: ۲۷، وابن ماجه: ۳۰۴، والترمذى: ۲۱، والنسائى: ۱/ ۳۴ (انظر: ۲۰۵۶۹)

(۴۸۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۴۸۷) تخريج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۸۱، والنسائى: ۱/ ۱۳۰ (انظر: ۱۷۰۱۲) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میں پیشاب کریں یا بیوی یا بیوی خاوند کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا خاوند بیوی کے بچے ہوئے پانی سے نہائے، ان کو چاہیے کہ وہ اکٹھے چلو بھر لیں (یعنی ایک وقت میں اکٹھا نہا لیں)۔

يَمْتَسِطُ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ وَأَنْ يَبُولَ فِي مَغْتَسِلِهِ وَأَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَأَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، وَلْيَغْتَرِفُوا (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا)۔ (مسند أحمد: ۱۷۱۳۷)

فوائد:.....میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے نہانے کا مسئلہ پہلے گزر چکا ہے۔

فَصْلٌ فِيمَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ مِنْ قِيَامِ

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ (پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کے لیے) ایک شیشی میں پیشاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب بنو اسرائیل کے کسی فرد کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اس جگہ کو کاٹتا تھا، تو انھوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تمہارا یہ ساتھی اس قدر سختی نہ کرے، میں نے خود کو دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، پس جب ہم کوڑا کرکٹ والی ایک جگہ کے پاس پہنچے تو تمہاری طرح ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں یہ دیکھ کر دور ہٹنا شروع ہو گیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قریب ہو جا۔“ پس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔

(۴۸۸)۔ عَنِ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنه قَالَ: بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا مُوسَى كَانَ يَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا أَصَابَ أَحَدُهُمُ الْبَوْلُ قَرَضَ مَكَانَهُ، قَالَ حُدَيْفَةُ: وَدِدْتُ أَنْ صَاحِبَكُمْ لَا يُسَدِّدَ هَذَا التَّسَدِيدَ، لَقَدْ رَأَيْتَنِي نَتَمَاشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَانْتَهَيْتَا إِلَى سُبَاطَةٍ فَقَامَ يَبُولُ كَمَا يَبُولُ أَحَدُكُمْ، فَذَهَبْتُ أَتَنَحِّي عَنْهُ، فَقَالَ: ((أَذْنُهُ)) فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۳۷)

(دوسری سند) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا ہٹ کر ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کے پاس آگئے، پس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو گیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے

(۴۸۹) (وَمِنْ طَرِيقِ أُخْرَى)۔ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي طَرِيقٍ فَتَنَحَّيْتُ فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَتَبَاعَدْتُ مِنْهُ، فَأَذْنَانِي حَتَّى

(۴۸۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۵، ومسلم: ۲۷۳ (انظر: ۲۳۲۴۸)

(۴۸۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

صِرْتُ مِنْ عَقْبِيهِ قَبَالَ قَائِمًا وَدَعَا بِمَاءٍ
فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۳۰)

قریب کر لیا، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی ایزدوں کے پاس کھڑا ہو گیا، پس آپ ﷺ نے کھڑے ہو پیشاب کیا اور پھر پانی منگوا کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

(۴۹۰)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ وَحَمَادِ بْنِ
أَسِيٍّ وَابْنِ عَنِيٍّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسَى عَلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ قَبَالَ
قَائِمًا، قَالَ حَمَادُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ: فَفَحَّحَ
رَجُلِيهِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۳۳۱)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضي الله عنه سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے گندگی والے ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ حماد بن ابی سلیمان نے کہا: آپ ﷺ نے اپنی ٹانگوں کو کھلا کیا۔

فوائد:..... سیدنا عمر، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا زید بن ثابت، سیدنا سہل بن سعد، سیدنا انس بن مالک، سیدنا علی، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عروہ بن زبیر رضي الله عنهم سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مردی ہے۔ اسی طرح جب ایک بدو نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو پیشاب کیا تھا تو آپ ﷺ نے بعد میں اس کو صرف مسجد کے آداب کے حوالے سے بات کی تھی، کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا تھا، پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ عام طور پر تو بیٹھ کر ہی قضائے حاجت کرتے تھے، مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جواز بھی پیدا ہو گیا ہے، بالخصوص جب عذر ہو۔ جس حدیث میں آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کی وجہ گھٹنے کے اندرونی حصے میں تکلیف بتائی گئی ہے، وہ ضعیف ہے، امام دارقطنی اور امام بیہقی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

مزید دروایات اور ان کی حقیقت:

سیدنا جابر کہتے ہیں: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَسْوَلَ الرَّجُلُ قَائِمًا.....)) رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا ہے کہ آدمی کھڑے ہو پیشاب کرے۔ (ابن ماجہ: ۳۰۹، یہ حدیث ضعیف ہے) سیدنا عمر رضي الله عنه سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ((يَا عُمَرُ لَا تَبْلُ قَائِمًا...))..... ”اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کر۔“ (ابن ماجہ: ۳۰۸، یہ حدیث بھی ضعیف ہے)

اس باب میں کوئی ایسی صحیح روایت نہیں ہے، جس میں کھڑے ہو پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہو، البتہ بعض موقوف آثار میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

(۴۹۱)۔ عَنْ الْمُقَدَّمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها سِوَهُ عَائِشَةَ رضي الله عنها مِنْ مَرْوَى هِيَ، وَهِيَ كَهْتِي هِيَ: جُوَادِي تَجِي هِيَ

(۴۹۰) تخریج: حدیث صحیح من حدیث حذیفہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۰۶ (انظر: ۱۸۱۵۰)

(۴۹۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه الترمذی: ۱۲، والنسائی: ۱/۲۶، وابن ماجه:

۳۰۷ (انظر: ۲۵۰۴۵)

قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُهُ، مَا بَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا مُنْذُ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ. (مسند أحمد: ۲۵۵۵۹)

بات بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو پیشاب کیا ہے تو تو اس کی تصدیق نہ کر، کیونکہ جب سے رسول اللہ ﷺ پر قرآن کا نزول شروع ہوا، اس وقت سے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

فوائد: دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان احادیث کا علم نہیں تھا، جن کے مطابق آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

بَابُ فِي التَّبَاعِدِ وَالِاسْتِئْذَانِ عِنْدَ التَّخَلُّي فِي الْفَضَاءِ
وَالْكَفِّ عَنِ الْكَلَامِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَقْتِنِيذِ

قضائے حاجت کے وقت دور جانے، کھلی جگہ میں پردہ کرنے اور اس وقت کلام اور

سلام کے جواب سے رکے رہنے کا بیان

(۴۹۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا فَرَأَيْتُهُ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَاتَّبَعْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ أَوْ الْقَدْحِ، فَجَلَسْتُ لَهُ بِالطَّرِيقِ وَكَانَ إِذَا أَتَى حَاجَتَهُ أَبْعَدَ. (مسند أحمد: ۱۸۱۳۴)

سیدنا عبدالرحمن بن ابوقراد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا، جبکہ آپ ﷺ حج کے لیے جا رہے تھے، پس جب میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بیت الخلاء سے نکلے تو میں پانی کے برتن کے ساتھ آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا اور راستے میں آپ ﷺ کے لیے بیٹھ گیا اور آپ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور جایا کرتے تھے۔

(۴۹۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَبْرِئْ، فَإِنَّ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلِ فَلْيَسْتَذْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ.)) (مسند أحمد: ۸۸۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی قضائے حاجت کے لیے آئے، وہ پردہ کرے، اور اگر اسے کوئی چیز نہ ملے تو وہ ریت کا ایک ڈھیر جمع کر کے اس کی طرف پیٹھ کر لے، کیونکہ شیطان بنو آدم کی دبروں سے کھیلتا ہے، جس نے ایسے کیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔“

(۴۹۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائي: ۱ / ۱۷، وابن ماجه: ۳۳۴ (انظر: ۱۷۹۷۱)

(۴۹۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف حصین الحمیری ولجهالة ابی سعد الخیر۔ أخرجه ابوداود: ۳۵،

وابن ماجه: ۳۳۷، ۳۳۸ (انظر: ۸۸۳۸)

فوائد: یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن قضائے حاجت کے وقت لوگوں سے دور جانے اور پردہ کرنے کا

اہتمام کرنا چاہیے۔

سیدنا عبد الرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، پس رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے پاس ایک ڈھال یا اس سے ملتی جلتی کوئی چیز تھی، آپ ﷺ نے اس کے ساتھ پردہ کیا اور بیٹھ کر پیشاب کیا، ہم نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ عورت کی طرح پیشاب کرتے ہیں؟ اتنے میں آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: ”کیا تم جانتے نہیں ہو کہ بنو اسرائیل کے ساتھی کو کیا سزا ہوئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بنو اسرائیل کے کسی فرد کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اس مقام کو کاٹتا تھا، لیکن ان کے ساتھی نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا، پس اس وجہ سے اس کو قبر میں عذاب دیا گیا۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: بعض لوگوں نے کہا: آپ ﷺ کی طرف دیکھو، آپ ﷺ تو عورت کی طرح پیشاب کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہ بات سن لی اور فرمایا: ”تیرا ناس ہو، کیا تو نہیں جانتا کہ بنو اسرائیل کے ساتھی کو کیا سزا ہوئی تھی۔“

(۴۹۴)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ جَالِسَيْنِ، قَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ دَرَقَةٌ أَوْ شِبْهَهَا فَاسْتَرَّ بِهَا قَبَالَ جَالِسًا، قَالَ: فَقُلْنَا: أَيُّوَلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: فَجَاءَنَا فَقَالَ: ((أَوْ مَا عَلِمْتُمْ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ إِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ قَرَضَهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ فَعُذِبَ فِي قَبْرِهِ)) (مسند أحمد: ۱۷۹۱۲)

(۴۹۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ بْنِ حُوهِ)۔ وَفِيهِ: فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: انظُرُوا إِلَيْهِ يُبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ، قَالَ: فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((وَيَحْكُ، أَمَا عَلِمْتُمْ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ)) (مسند أحمد: ۱۷۹۱۰)

فوائد: عورت سے تشبیہ دینے کی دو وجوہات ہیں، ایک بیٹھنا اور دوسری پردہ کرنا۔ بنو اسرائیل کی مثال ذکر

کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں نے اس معاملے میں تساہل برتا، سو وہ عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو آدمی اس طرح نہ نکلیں کہ وہ دونوں پانچ خانہ کر

(۴۹۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

(۴۹۴) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۲۲، وابن ماجه: ۳۴۶، والنسائی: ۱/ ۲۶ (انظر: ۱۷۷۶۰)

(۴۹۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۴۹۶) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۵، وابن ماجه: ۳۴۲ (انظر: ۱۱۳۱۰)

((لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَوْرَتَهُمَا يَتَحَدَّثَانِ فَإِنَّ اللَّهَ يَمَقُّتُ عَلَى ذَلِكَ.)) (مسند أحمد: ۱۱۳۳۰) ہے۔“

فوائد: صحیح ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا يَسْعُدُ الرَّجُلَانِ عَلَى الْغَائِطِ يَتَحَدَّثَانِ يَرَى كُلُّ بِنْتُهُمَا عَوْرَةَ صَاحِبِهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَمَقُّتُ عَلَى ذَلِكَ)) ”دو آدمی پائخانہ کرنے کے لیے اس طرح نہ بیٹھیں کہ وہ دونوں باتیں کر رہے ہوں اور ہر ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھ رہا ہو، کیونکہ اللہ ایسی صورت حال سے ناراض ہوتا ہے۔“

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس ناراضگی کا تعلق بے پردگی اور گفتگو، دونوں چیزوں کے اکٹھا صادر ہونے کے ساتھ ہے۔ قضائے حاجت کے دوران صرف بات کرنا جائز ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے، اس نے سلام کہا اور آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ((إِذَا رَأَيْتَنِي عُلَى مِثْلِ هَذِهِ الْحَالَةِ فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ، فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ ذَلِكَ لَمْ أَرُدَّ عَلَيْكَ)) ”جب تو مجھے اس حالت میں دیکھے تو مجھ پر سلام نہ کر، پس اگر تو نے ایسے کیا تو میں تیرا جواب نہیں دوں گا۔“ (ابن ماجہ: ۳۴۶) شیخ البانی نے کہا: حدیث مبارکہ کا ماہری مفہوم تو یہی ہے کہ آپ ﷺ نے پیشاب کی حالت میں ہی یہ بات ارشاد فرمائی، لہذا ثابت ہوا کہ قضائے حاجت کے دوران گفتگو کرنا جائز ہے۔ (سلسلہ صحیحہ: ۱۹۷) اسی طرح نہانے کے دوران بھی بات کرنا جائز ہے، جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ام ہانی کی آمد پر بات کی، آپ ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما جب اکٹھے نہاتے تو بات کر لیتے تھے، سیدنا ایوب نگی حالت میں نہا رہے تھے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی اور ان کی بات ہوئی۔

فَصَلِّ فِي كَرَاهِيَّةٍ رَدِّ السَّلَامِ أَوْ الْإِسْتِعْجَالِ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى حَالَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ

قضائے حاجت کے دوران سلام کا جواب دینے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف

رہنے کی کراہیت کا بیان

(۴۹۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ فَقَالَ: ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْحَضِيِّنِ أَبِي سَاسَانَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَلَمْ يَرُدَّ

سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا، جبکہ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے، لیکن آپ ﷺ نے میرا جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور پھر جواب دیا اور فرمایا: ”مجھے اس چیز نے تیرا جواب دینے سے روکا کہ میں طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ناپسند کرتا ہوں۔“ اسی حدیث کی وجہ سے

جناب حسن طہارت کے بغیر قراءت کرنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ فَرَدَّ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرُ اللَّهَ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ)) قَالَ: فَكَانَ الْحَسَنُ مِنْ أَجْلِ هَذَا الْحَدِيثِ يَكْرَهُ أَنْ يَقْرَأَ أَوْ يَذْكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَطْهَرَ۔

(مسند أحمد: ۱۹۲۴۳)

سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا، جبکہ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا، پس جب آپ ﷺ اپنے وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”مجھے اس چیز نے تیرے سلام کا جواب دینے سے روکا کہ میں با وضو نہیں تھا۔ ایک روایت میں ہے: میں نے بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو ناپسند کیا۔“

(۴۹۸)۔ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قَنْفِذِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ جُدْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَلَّمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ وَضُوئِهِ قَالَ: ((لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلَى غَيْرِ وَضُوءٍ (وَفِي رِوَايَةٍ) إِلَّا أَنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ)) (مسند أحمد: ۲۱۰۴۲)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے یا پیشاب کر چکے تھے کہ میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ وضو کیا اور پھر میرا جواب دیا۔

(۴۹۹) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُولُ أَوْ قَذَّبَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتَّى تَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ۔ (مسند أحمد: ۲۱۰۴۳)

سیدنا عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا، جبکہ آپ ﷺ پیشاب کر چکے تھے، لیکن آپ ﷺ نے اس وقت تک اس کا جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دیوار پر ہاتھ مار کر تیمم کر لیا۔ (پھر سلام کا جواب دیا)

(۵۰۰)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّاهِبِ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَذَّبَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى قَالَ بِيَدِهِ إِلَى الْحَائِطِ، يَعْنِي أَنَّهُ تَيَمَّمَ۔ (مسند أحمد: ۲۲۳۰۵)

فوائد:..... اس باب میں مذکورہ اور اس موضوع کی دیگر احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی قضائے

(۴۹۸) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابو داود: ۱۷، وابن ماجه: ۳۵۰۰، والنسائي: ۱/ ۳۷ (انظر: ۲۰۷۶۱)

(۴۹۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۰۰) تخریج: صحيح لغیره (انظر: ۲۱۹۵۹)

حاجت کر رہا ہو تو اس وقت اس کو سلام نہیں کہنا چاہیے، وگرنہ وہ جواب کا مستحق نہیں ہوگا، پچھلے باب کے آخر میں اس کی دلیل گزر چکی ہے، وضو کے بغیر سلام کا جواب دینا اور ذکر کرنا بالاتفاق جائز ہے، البتہ استحباب اور افضلیت اس میں ہے کہ ذکر الہی کے لیے وضو کا اہتمام کیا جائے۔

فَصْلٌ فِي جَوَازِ الذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرنے کے جواز کا بیان

(۵۰۱)۔ عَنْ أَبِي سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ ابوسلام کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والے ایک صحابی رَأَى النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُ بَالَ ثُمَّ تَلَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ نے مجھے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور پھر پانی کو قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ۱۸۲۴۲) چھونے سے پہلے قرآن مجید کے کچھ حصے کی تلاوت کی۔

فوائد: جہاں تک زبانی طور پر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کا مسئلہ ہے تو یہ دونوں کام وضو کے بغیر درست ہیں، مزید دلائل اور آثار سے بھی اس رائے کی تائید ہوتی ہے، البتہ قرآن مجید کو چھونے کے لیے وضو کرنا چاہیے، اس کی وضاحت اپنے مقام پر آئے گی۔

بَابٌ فِي مَا يَقُولُ الْمُتَخَلِّي عِنْدَ دُخُولِهِ وَخُرُوجِهِ

قضائے حاجت کرنے والے کا داخل ہوتے وقت اور نکلنے وقت دعا پڑھنے کا بیان

(۵۰۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ)) (مسند أحمد: ۱۱۹۶۹) جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ" اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(۵۰۳)۔ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ قَالَ: ((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ أَوْ الْجَمِيْعَا)) قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ قَالَهُمَا (مسند أحمد: ۱۴۰۴۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء کو آتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ" میں خبیث اور خبیث سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

(۵۰۱) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۸۰۷۴)

(۵۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۲، ۶۳۲۲، و مسلم: ۳۷۵ (انظر: ۱۱۹۴۷)

(۵۰۳) تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: اس روایت کے جامع ترمذی وغیرہ میں یہ الفاظ ہیں: ((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيثِ

أَوِ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ .))

الْخُبْثِ: ناپاکی، گندگی، برائی، کراہت، مذمت

الْخَبِيثِ: ناپاک، گندا، برا، مکروہ، مذموم، اذیت رساں

(۵۰۴)۔ عَنِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ الْحُشُوشُ مُخْتَضِرَةٌ، فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.)) (مسند أحمد: ۱۹۵۰۱)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک ان طہارت خانوں میں شیطان حاضر ہوتے ہیں، اس لیے جب کوئی آدمی ان میں داخل ہو تو وہ یہ دعا پڑھا کرے: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ اے اللہ! بیشک میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

(۵۰۵)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: ((عُفْرَانُكَ.)) (مسند أحمد: ۲۵۷۳۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو کہتے: ”عُفْرَانُكَ (اے اللہ!) میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔“

فوائد: بیت الخلاء میں داخل ہونے والا صرف ”بسم اللہ“ بھی پڑھ سکتا ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَسْتُرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُولَ بِسْمِ اللَّهِ.)) ”جنوں کی آنکھوں اور بنو آدم کی شرم گاہوں کے مابین یہ پردہ ہے کہ جب کوئی آدمی بیت الخلاء میں داخل ہو تو وہ ”بسم اللہ“ پڑھے۔“ (ترمذی: ۵۵۱، ابن ماجہ: ۳۰۱) ابن ماجہ کی وہ حدیث ضعیف ہے، جس میں بیت الخلاء سے خارج ہوتے وقت یہ دعا بتلائی گئی ہے: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي۔ (اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن مسلم کی ہے، اس کو ضعیف قرار دینے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ (دیکھیں انجاز الحاجة: ۳۰۱)

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ أَوْ اسْتِدْبَارِهَا وَقَتَّ قَضَاءِ الْحَاجَةِ

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے یا پیٹھ کرنے سے منع کرنے کا بیان

(۵۰۶)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ سَيِّدَنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَارِثِ زَبِيدِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ مَرِيَّ بْنَ مَرْثَدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.)) (مسند أحمد: ۱۹۵۰۱)

(۵۰۴) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين - أخرجه ابوداود: ۶، وابن ماجه: ۲۹۶ (انظر: ۱۹۲۸۶)

(۵۰۵) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه ابوداود: ۳۰، والترمذی: ۷، وابن ماجه: ۳۰۰ (انظر: ۲۵۲۲۰)

(۵۰۶) تخريج: اسنادہ صحیح - جہ حب - أخرجه ابن ماجه: ۳۱۷ (انظر: ۱۷۷۰۰)

ہیں: میں پہلا آدمی ہوں، جس نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے کوئی آدمی قبلہ رخ ہو کر پیشاب نہ کرے۔“ اور میں پہلا آدمی ہوں، جس نے لوگوں کو یہ حدیث بیان کی۔

سیدنا معقل بن ابومعقل اسدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ ہم پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت دو قبلوں کی طرف منہ کریں۔

الزُّبَيْدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَبُولُ أَحَدُكُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ)) وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَ النَّاسَ بِذَلِكَ. (مسند أحمد: ۱۷۸۵۲)

(۵۰۷)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ. (مسند أحمد: ۱۷۹۹۲)

فوائد:..... دوسرے قبلہ سے مراد بیت المقدس ہے، جو کہ آپ ﷺ کا قبلہ اول تھا۔

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جبکہ وہ مصر میں تھے: میں نہیں جانتا کہ میں ان طہارت خانوں کو کیسے استعمال کروں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب کوئی پیشاب یا پاخانہ کرنے کے لیے جائے تو وہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھے۔“

(۵۰۸)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ أَبِي اسْحَقَ مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ وَهُوَ بِمِصْرَ: مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهَذِهِ الْكُرَائِسِ؟ يَعْنِي الْكُفَّ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ أَوْ الْبَوْلِ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا)) (مسند أحمد: ۲۳۹۱۱)

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی قضائے حاجت کے لیے آئے تو وہ قبلہ کی طرف رخ نہ کرے، اسے چاہیے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لے۔“ وہ کہتے ہیں: جب ہم شام میں آئے تو دیکھا کہ طہارت خانے قبلہ رخ بنائے گئے تھے، پس ہم پھر

(۵۰۹)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الْغَائِطُ فَلَا يَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ وَلَكِنْ لِيُشْرِقْ أَوْ لِيُغْرِبْ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الشَّامَ وَجَدْنَا مَرَاغِيضَ جُعِلَتْ نَحْوَ

(۵۰۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی زید مولی بنی ثعلبة۔ أخرجه ابوداود: ۱۰، وابن ماجه: ۳۱۹ (انظر: ۱۷۸۳۸)

(۵۰۸) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۲۱ (انظر: ۲۳۵۱۴)

(۵۰۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۴ (انظر: ۲۳۵۲۴)

الْقِبْلَةَ فَتَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ - (مسند) جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تھے۔
(احمد: ۲۳۹۲۱)

فوائد: ”مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لے“ آپ ﷺ کے اس حکم کا تعلق ان لوگوں سے ہے، جو قبلہ سے شمال اور جنوب کی سمتوں میں بستے ہیں، آپ ﷺ کے اس حکم کے مخاطب اہل مدینہ تھے اور مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ کی شمال میں واقع ہے، جو لوگ قبلہ کی مشرق اور مغرب کی جہتوں میں بستے ہیں، ان کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ نہ کریں، تاکہ کعبہ کی طرف منہ نہ ہو اور نہ پیٹھ۔

(۵۱۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ، إِذَا آتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا)) وَنَهَى عَنِ الرُّوْثِ وَالرِّمَّةِ ((وَلَا يَسْتَطِيبُ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ)) (مسند أحمد: ۷۳۶۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے لیے والد کی طرح ہوں، جب تم قضاے حاجت کے لیے آؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کیا کرو اور نہ پیٹھ۔“ پھر آپ ﷺ نے (استنجائے) لید اور بوسیدہ ہڈی استعمال کرنے سے منع کیا اور نیز فرمایا: ”آدمی دائیں ہاتھ سے استنجانہ کرے۔“

(۵۱۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ: إِنِّي لَأُرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى الْخِرَائَةِ، قَالَ سَلْمَانٌ: أَجَلٌ، أَمْرًا أَنْ لَا تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا تَسْتَدْبِرُهَا) وَلَا تَسْتَنْجِيَ بِأَيْمَانِنَا وَلَا نَكْتَفِي بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ وَلَا عَظْمٌ - (مسند أحمد: ۲۴۱۰۳) چاہیے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی مشرک نے مذاق کرتے ہوئے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا نبی تو تم لوگوں کو قضاے حاجت کے آداب تک کی تعلیم دیتا ہے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قضاے حاجت کے وقت) قبلہ کی طرف منہ نہ کریں اور نہ پیٹھ اور دائیں ہاتھ سے استنجانہ کریں اور تین پتھروں سے کم پر اکتفا نہ کریں اور ان میں کوئی لید، گوہر اور ہڈی نہیں ہونی چاہیے۔

فوائد: اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے قضاے حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے، اگلے باب میں اس کی مزید وضاحت آئے گی۔ احادیث مبارکہ میں مذکورہ باقی آداب کی تفصیل ان سے متعلقہ ابواب میں آرہی ہے۔

(۵۱۰) تخریج: اسنادہ قوی - أخرجه ابوداود: ۸، وابن ماجه: ۳۱۲، وأخرجه مختصراً مسلم: ۲۶۵ (انظر: ۷۳۶۸)

(۵۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۲ (انظر: ۲۳۷۰۳)

بَابُ فِي جَوَازِ ذَلِكِ فِي الْبَنِيَانِ عمارتوں میں اس چیز کے جواز کا بیان

(۵۱۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَانَا عَنْ أَنْ نَسْتَدِيرَ الْقِبْلَةَ أَوْ أَنْ نَسْتَقْبِلَهَا بِفُرُوجِنَا إِذَا أَهْرَقْنَا الْمَاءَ، قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُهُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَامٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ۔ (مسند أحمد: ۱۴۹۳۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ یا منہ کرنے سے منع فرمایا، لیکن میں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال قبل قبلہ کی طرف رخ کر کے (تضائے حاجت کرتے ہوئے) دیکھا۔

(۵۱۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَفِئْتُ يَوْمًا فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدِيرَ الْقِبْلَةَ۔ (مسند أحمد: ۴۶۰۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک دن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ شام کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے تضائے حاجت کر رہے تھے۔

(۵۱۴) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ بِلَفْظٍ)۔ لَقَدْ ظَهَرَتْ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا عَلَى لَبْتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ۔ (مسند أحمد: ۴۹۹۱)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دو اینٹوں پر بیٹھ کر اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے تضائے حاجت کر رہے تھے۔

(۵۱۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَحَلَّى عَلَى لَبْتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ۔ (مسند أحمد: ۵۷۴۷)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ دو اینٹوں پر بیٹھ کر اور قبلہ رخ ہو کر تضائے حاجت کر رہے تھے۔

(۵۱۶)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُؤُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: قَالَ أَبِي: ثَنَا اسْحَقُ يَعْنِي

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔

(۵۱۲) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه إبردود: ۱۳، وابن ماجه: ۳۲۵، والترمذی: ۹ (انظر: ۱۴۸۷۲)

(۵۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۸، ۳۱۰۲، ومسلم: ۲۶۶ (انظر: ۴۶۰۶)

(۵۱۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۵۱۵) تخریج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۲۳ (انظر: ۵۷۴۷)

(۵۱۶) تخریج: اسنادہ ضعیف من اجل ابن لهیعة، وضح من غیر هذا الطريق عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

من حدیثہ۔ أخرجه الترمذی: ۱۰ (انظر: ۲۲۵۶۰)

الطَّبَّاعِ مِثْلَهُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قَتَادَةَ.
(مسند أحمد: ۲۲۹۲۸)

(۵۱۷)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّهُ قَالَ: مَا اسْتَقْبَلْتُ الْقِبْلَةَ بِفَرْجِي مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَ عِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِخِلَافِهِ أَنْ يُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ يَكْرَهُونَ ذَلِكَ، (وَفِي رِوَايَةٍ) قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ فَعَلُوها؟ اسْتَقْبِلُوا بِمَقْعَدَتِي الْقِبْلَةَ۔))
(مسند أحمد: ۲۶۰۱۵)

عمر بن عبدالعزیز نے کہا: میں نے اتنے عرصے سے اپنی شرم گاہ کے ساتھ قبلہ کی طرف رخ نہیں ہوا، لیکن عراق بن مالک نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ لوگ قبلہ رخ ہونے کو ناپسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ آپ ﷺ کی لیٹرین کو قبلہ رخ کر کے بنا دیا جائے۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا لوگ ایسے ہی سمجھنے لگ گئے ہیں؟ تو پھر میری سیٹ کو قبلہ رخ کر دو۔“

فوائد:..... اس باب کی احادیث صحیح سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ بھی کیا ہے اور پیٹھ بھی، جبکہ پچھلے باب کی احادیث میں ایسا کرنے سے منع کیا ہے، اس ظاہری تناقض کو دور کرنے کے لیے کافی ساری آراء جمع ہو گئی ہیں، راجح مسلک یہ ہے کہ اس حالت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرنا مستحب ہے، اگر کوئی مجبوری بن جائے تو آپ ﷺ کی فعلی رخصت پر عمل کر لینا چاہیے۔
دو احادیث میں عمارتوں کی قید نہیں ہے، اس لیے تمام روایات کو عمارتوں پر محمول کر لینا درست نہیں۔



(۵۱۷) تخریج: اسنادہ ضعیف علی نکارۃ فیہ، خالد بن ابی الصلت ضعیف، وفی هذا الحدیث اضطراب۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۲۴ (انظر: ۲۵۵۰۰)

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي الْأَسْتِجْمَارِ وَآدَابِهِ وَفِيهِ فُصُولٌ پتھروں سے استنجا کرنے اور اس کے آداب کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي آدَابِهِ

فصل اول: اس کے آداب کے بارے میں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو پتھروں کے ساتھ استنجا کرے، وہ طاق پتھر استعمال کرے اور جس نے ایسا کیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔“

(۵۱۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ، وَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَاحْرَجَ)) (مسند أحمد: ۸۸۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے اور جو پتھروں سے استنجا کرے، وہ طاق پتھر استعمال کرے۔“

(۵۱۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَنْشُرْ وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ)) (مسند أحمد: ۷۲۲۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی پتھروں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔“

(۵۲۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوْتِرْ)) (مسند أحمد: ۱۴۱۷۴)

فوائد: اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ پتھروں سے استنجا کرنے کی صورت میں ان کی تعداد طاق

سہونی چاہیے، مزید وضاحت اگلے باب میں آرہی ہے۔

(۵۱۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف حصین الحمیری ولجهالة ابی سعد الخیر۔ أخرجه ابوداود: ۳۵، وابن ماجه: ۳۳۷، ۳۳۸ (انظر: ۸۸۳۸)

(۵۱۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۷ (انظر: ۷۲۲۱)

(۵۲۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۹ (انظر: ۱۴۱۲۸)

الفصل الثانی فی النهی عن الاستنجار بأقل من ثلاثة أحجار تین پتھروں سے کم پر استنجا کرنے سے نہی کا بیان

(۵۲۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَهُ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّا نَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى يُعَلِّمَكُمْ الْخِرَاءَةَ، قَالَ: أَجَلٌ، إِنَّهُ يَنْهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَيَنْهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ: ((لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونَ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ)) (مسند أحمد: ۲۴۱۰۹)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے ان سے مذاق کرتے ہوئے کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا نبی تو تمہیں قضائے حاجت کے آداب کی بھی تعلیم دیتا ہے، انہوں نے آگے سے کہا: جی بالکل، بیشک آپ ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے کہ کوئی آدمی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے یا قبلہ رخ ہو کو قضائے حاجت کرے اور آپ ﷺ نے ہمیں لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی تین پتھروں سے کم سے استنجا نہ کرے۔“

(۵۲۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَجَمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ ثَلَاثًا)) (مسند أحمد: ۱۵۳۷۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی پتھروں سے استنجا کرے تو وہ تین پتھر استعمال کرے۔“

(۵۲۳)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ الْإِسْتِطَابَةَ، (وَفِي رِوَايَةٍ: الْإِسْتِنْجَاءُ) فَقَالَ: ((ثَلَاثَةُ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ)) (مسند أحمد: ۲۲۲۰۵)

سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے استنجا کا ذکر کیا اور فرمایا: ”تین پتھر ہوں اور ان میں لید نہ ہو۔“

(۵۲۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ لِلْحَاجَةِ فَلْيَسْتَطِبْ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَإِنَّهَا تُجْزِئُهُ)) (مسند أحمد: ۲۵۲۸۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے تو وہ تین پتھروں سے استنجا کیا کرے، پس بیشک یہ اس کو کفایت کریں گے۔“

(۵۲۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۲ (انظر: ۲۳۷۰۸)

(۵۲۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۹ (انظر: ۱۵۲۹۶)

(۵۲۳) تخريج: صحيح لغيره - أخرجه ابن ماجه: ۳۱۵ (انظر: ۲۱۸۶۱)

(۵۲۴) تخريج: حديث صحيح لغيره - أخرجه ابوداود: ۴۰، والنسائي: ۱/ ۴۱ (انظر: ۲۴۷۷۱)

(۵۲۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ، فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوهَا وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ)) (مسند أحمد: ۷۴۰۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے لیے والد کی طرح ہوں اور تمہیں اسی طرح تعلیم دیتا ہوں، پس جب کوئی آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اور کوئی آدمی تین پتھروں سے کم سے استنجا نہ کرے۔“

فوائد: ان احادیث میں واضح طور پر تین پتھروں سے کم پر استنجا کرنے سے منع کیا گیا ہے، اگر اس سے زیادہ پتھروں کی ضرورت پڑے تو بھی طاق کا خیال رکھا جائے۔ امام احمد اور امام شافعی نے کم از کم تین پتھروں کو واجب قرار دیا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے اس لحاظ سے عدد کا کوئی اعتبار نہیں کیا، البتہ طاق تعداد کا خیال رکھا ہے، وہ یک ہو یا تین، لیکن ان احادیث مبارکہ سے ان کی رائے کی تائید نہیں ہوتی۔

الفصل الثالث فيما يجوز الاستجمار به وما لا يجوز

ان چیزوں کا بیان جن سے استنجا کرنا جائز ہے اور جن سے ناجائز ہے

(۵۲۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ ابْنِي ﷺ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ: ((الْتِمَسْ لِي ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ)) قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْثَةٍ، قَالَ: فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَالْقَى الرِّوْثَةَ وَقَالَ: ((إِنَّهَا رِكْسٌ)) (مسند أحمد: ۳۹۶۶)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے اور فرمایا: ”میرے لیے تین پتھر تلاش کر کے لاؤ۔“ پس میں دو پتھر اور ایک لید لے کر آیا، لیکن آپ ﷺ نے دو پتھر لے لیے اور لید پھینک دی اور فرمایا: ”یہ گندی ہے۔“

فوائد: اس حدیث سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے دو پتھروں کے ساتھ استنجا کیا تھا، کیونکہ مسند احمد کی ایک روایت میں یہ زیادتی ہے: ((اِئْتِنِي بِحَجَرٍ)) ”ایک پتھر اور لے آ۔“

(۵۲۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ فَقَالَ: ((اِئْتِنِي بِشَيْءٍ أَسْتَنْجِي بِهِ وَلَا تُقْرِبْنِي حَائِلًا وَلَا رَجِيْعًا)) (مسند أحمد: ۴۰۵۳)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے کوئی ایسی چیز لے آؤ، جس سے میں استنجا کروں اور کسی بوسیدہ ہڈی اور لید کو میرے قریب نہ کرو۔“

(۵۲۵) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابوداود: ۸، وابن ماجه: ۳۱۲، وأخرجه مختصراً مسلم: ۲۶۵ (انظر: ۷۴۰۹)

(۵۲۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۵۶ (انظر: ۳۹۶۶)

(۵۲۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف لیث بن ابی سلیم، لکنہ لہ شواہد صحیحہ (انظر: ۴۰۵۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فوائد: ”حائِل“ کا معنی بدل جانے والی چیز ہے، یہاں اس سے مراد وہ ہڈی ہے، جو اصلی حالت سے تبدیل ہو کر بوسیدہ ہو چکی ہو۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنوں والی رات کو ان کے پاس آئے، جبکہ ان کے پاس بوسیدہ ہو جانے والی ہڈی، اونٹ کی میٹھی اور کولے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو قضائے حاجت کے لیے جائے تو ان میں سے کسی چیز سے استنجا نہیں کرنا۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اونٹ کی میٹھی یا ہڈی کے ساتھ استنجا کرے۔

علقمہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا جنوں والی رات کو تم میں سے کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انھوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا، ہوا یوں کہ ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو گم پایا، ہم نے کہا: کیا آپ ﷺ کو مخفی انداز میں قتل کر دیا گیا ہے؟ کیا آپ ﷺ کو کہیں لے جایا گیا ہے؟ آخر ہوا کیا ہے؟ ہم نے انتہائی بدترین رات گزاری، جب صبح سے پہلے کا یاسحری کا وقت تھا تو ہم نے اچانک آپ ﷺ کو غار حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول!، پھر ہم نے ساری بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنوں کا داعی میرے پاس آیا، اس لیے میں ان کے پاس چلا گیا اور ان پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔“ پھر آپ ﷺ ہمیں لے کر گئے اور ان کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ وہ

(۵۲۸)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَاهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَمَعَهُ عَظْمٌ حَائِلٌ وَبَعْرَةٌ وَفَحْمَةٌ فَقَالَ: ((لَا تَسْتَنْجِينَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذَا، إِذَا خَرَجْتَ إِلَى الْخَلَاءِ)) (مسند أحمد: ۴۳۷۵)

(۵۲۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِبَعْرَةٍ أَوْ بِعَظْمٍ۔ (مسند أحمد: ۱۴۶۶۸)

(۵۳۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَنَا دَاوُدُ وَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ الْمَعْنَى، قَالَ: ثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُودٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ): هَلْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ أَحَدٌ؟ فَقَالَ: مَا صَحِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ وَلَكِنَّا قَدْ فَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقُلْنَا: أُغْتِيلَ؟ أَسْطُطِرَ؟ مَا فَعَلَ؟ قَالَ: قِتْنَا بِشِرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ أَوْ قَالَ: فِي السَّحْرِ إِذَا نَحْنُ بِهِ يَجِيءُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَكَّرُوا الَّذِي كَانُوا فِيهِ فَقَالَ: ((إِنَّهُ أَتَانِي دَاعِيَ الْجِنِّ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ)) قَالَ: فَأَنْطَلَقَ بِنَا

(۵۲۸) تخریج: صحیح - أخرجه ابو داود: ۳۹ (انظر: ۴۳۷۵)

(۵۲۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۳ (انظر: ۱۴۶۱۳)

(۵۳۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۵۰ (انظر: ۴۱۴۹)

جزیرہ عرب کے جنوں میں سے تھے اور انھوں نے اس رات کو اپنے زاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، تمہارے ہاتھ ایسی حالت میں لگے گی کہ اس پر بہت زیادہ گوشت ہوگا، (وہ تمہارا زاد ہے) اور ہر میٹگی اور لید تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے، پس تم لوگ ان دو چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو، کیونکہ یہ چیزیں تمہارے جن بھائیوں کا زاد ہیں۔“

فَأَرَانِي آثَارَهُمْ وَأَثَارَ نِيرَانِهِمْ، قَالَ: وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: سَأَلُوهُ الزَّادَ، قَالَ ابْنُ أَبِي الزَّائِدَةِ: قَالَ عَامِرٌ: فَسَأَلُوهُ لَيْتِيذَ الزَّادِ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ فَقَالَ: ((كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْ فَرَمًا كَانَ عَلَيْهِ لَحْمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ أَوْ رَوْثَةٍ عَلَفَتْ لِدَوَائِكُمْ، فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهَا زَادٌ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ)) (مسند أحمد: ٤١٤٩)

فوائد: معلوم ہوا کہ ان چیزوں سے استنجا کرنا منع ہے: ہڈی، میٹگی، لید، گوبر، کونکہ۔ ہر خوب گوشت دار ہڈی، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس ہڈی پر گوشت پیدا کر دیتا ہے، جو جنات کھاتے ہیں، باقی میٹگی اور لید کو مطلق طور پر جنوں کے چوپایوں کی خوراک قرار دیا گیا۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا: ہڈی اور لید سے استنجا نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَأَنَّهُ قَدْ آتَانِي وَفَدُ جِنِّ نَصِيبِينَ، وَنَعَمَ الْجِنُّ، فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللَّهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا)) ”یہ دو چیزیں جنوں کے کھانے سے ہیں، میرے پاس نصیبین کے جنوں کا وفد آیا تھا، یہ بہترین جن تھے، اور انھوں نے مجھ سے زاد کے بارے میں سوال کیا، پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ جس ہڈی اور لید کے پاس سے گزریں، اس پر کھانا پائیں۔“

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہڈی، لید اور میٹگی، یہ چیزیں جنوں اور ان کے چوپایوں کی خوراک نہیں ہیں، بلکہ ان کے اوپر ان کی خوراک پڑی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس خوراک کی کیا شکل ہوتی ہے اور وہ ان چیزوں سے کیسے مستفید ہوتے ہیں، ایک عالم کہا کرتے تھے کہ جن لطیف مخلوق ہیں، وہ ان چیزوں کو سوگ کر ان سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

بَابٌ فِي الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ وَالْإِسْتِنْجَاءِ بِهَا
پانی سے استنجا کرنے کا بیان اور دائیں ہاتھ سے عضو خاص کو چھونے اور اس سے استنجا کرنے سے
نہی کا بیان

(٥٣١)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَدِنا ابوقتاده رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس

نَهَى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ
سے منع فرمایا کہ آدمی برتن میں سانس لے یا دائیں ہاتھ سے
أَوْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ)) (مسند أحمد: ۲۲۸۸۹) عضو تاسل کو چھوئے یا دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

فوائد: اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ حتی الوسع ہر صورت میں دائیں ہاتھ کو شرمگاہ پر لگنے سے بچایا جائے، کیونکہ
قضائے حاجت اور استنجا کے دوران دائیں ہاتھ کی ضرورت پڑ سکتی تھی، لیکن اس کے باوجود ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا۔
(۵۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَدُ
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيُسْرَى لِحَلَاثِهِ وَمَا كَانَ
کایاں ہاتھ استنجا اور دوسری مکروہ چیزوں کے لیے تھا اور دایاں
مِنْ أَدَى وَكَانَتْ الْيُمْنَى لَوْضُونِهِ
ہاتھ وضو کے لیے اور کھانا کھانے کے لیے تھا۔
وَلَمَطَعِمِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۶۸۱۵)

(۵۳۳)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں
مَا مَسَسْتُ فَرْجِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا
نے جب سے دائیں ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی،
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲۰۱۸۵) اس وقت سے اس کو اپنی شرمگاہ پر نہیں لگایا۔
(۵۳۴)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا
جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور میری طرح کا ایک
وَعَلَامٌ نَحْوِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةٌ
لڑکا پانی کا برتن اور برچھی اٹھاتے، پس آپ ﷺ پانی سے
فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ۔ (مسند أحمد: ۱۲۷۸۴) استنجا کرتے تھے۔

فوائد: چڑے کے چھوئے سے برتن کو "إِدَاوَةٌ" کہتے ہیں۔
(۵۳۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُولُ
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب
اللَّهُ ﷺ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ
قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو میں آپ ﷺ کے
بِه۔ (مسند أحمد: ۱۲۱۲۴) پاس پانی لاتا تھا، اس کے ذریعے آپ ﷺ استنجا کرتے تھے۔
(۵۳۶)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْخَلَاءَ فَأَتَيْتُهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ
بیت الخلاء میں میں داخل ہوئے تو میں ایک برتن لایا، اس میں

(۵۳۲) تخریج: حدیث حسن بطرقہ و شواہد۔ أخرجه ابو داود: ۳۳ (انظر: ۲۶۲۸۵)

(۵۳۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۸ / ۱۹۲، والحاکم:
۴۷۲ / ۳ (انظر: ۱۹۹۴۳)

(۵۳۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۵۲، ومسلم: ۲۷۱ (انظر: ۱۲۷۵۴)

(۵۳۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۷، ومسلم: ۲۷۱ (انظر: ۱۲۱۰۰)

(۵۳۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، شریک بن عبد اللہ النخعی سیء الحفظ۔ أخرجه ابو داود: ۴۵، وابن

ماجہ: ۳۵۸، والنسائی: ۱ / ۴۵ (انظر: ۸۱۰۴)

پانی تھا، بس آپ ﷺ نے اس سے استنجا کیا، اس کے بعد اپنے ہاتھ کوزمین پر رگڑا اور پھر دھو دیا، پھر میں ایک اور برتن لے کر آیا اور آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا۔

فَاسْتَنْجَى، ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ غَسَلَهَا، ثُمَّ آتَيْتُهُ بِتَوْرٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ بِهِ۔ (مسند أحمد: ۸۰۹۰)

فوائد:..... تَوْرٌ: یہ تانبے یا پتھر سے بنا ہوا برتن ہوتا ہے، اس کو کھانے پینے اور وضو کے لیے بنایا جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو پانی طلب کرتے اور اس کے ساتھ استنجا کرتے، پھر اپنے ہاتھ کوزمین پر رگڑتے اور پھر وضو کرتے تھے۔

(۵۳۷)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ دَعَا بِمَاءٍ فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ۹۸۶۱)

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ ہم اہل قبا کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یشک اللہ تعالیٰ نے طہارت کے معاملے میں تم لوگوں کی تعریف کی ہے، کیا تم مجھے بتلاؤ گے نہیں (کہ تم کون سا عمل کرتے ہو)؟“ آپ ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تھا: ”اس میں ایسے لوگ ہیں، جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تورات میں پانی کے ساتھ استنجا کرنے کا ذکر پاتے ہیں (اور پھر اسی طرح عمل کرتے ہیں)۔

(۵۳۸)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْنَا يَعْنِي قُبَاءَ، قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ نَدَا أُنْسِي عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ خَيْرًا، أَفَلَا تُخْبِرُونِي؟ قَالَ: يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ قَالَ: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَجِدُهُ مَكْتُوبًا عَلَيْنَا فِي التَّوْرَةِ الْإِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۴)

سیدنا عومیم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے پاس مسجد قباء میں تشریف لے گئے اور فرمایا: ”یشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مسجد کا ذکر کر کے طہارت کے معاملے میں تمہاری اچھی تعریف کی ہے، تو یہ کون

(۵۳۹)۔ عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آتَاهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمْ الشَّنَاءَ فِي الطُّهُورِ فِي قِصَةِ مَسْجِدِكُمْ، فَمَا

(۵۳۷) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۳۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف شهر بن حوشب۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱ / ۱۵۳، والبخاری فی "التاریخ الكبير": ۱ / ۱۸ (انظر: ۲۳۸۳۳)

(۵۳۹) تخریج: حدیث حسن لغیره۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۱۷ / ۳۴۸، وابن خزيمة: ۸۳، والحاكم: ۱ / ۱۵۵ (انظر: ۱۵۴۸۵)

هُذَا الطُّهُورُ الَّذِي تَطَهَّرُونَ بِهِ؟)) قَالُوا: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَعْلَمُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لَنَا جِيرَانٌ مِنَ الْيَهُودِ فَكَانُوا يَغْسِلُونَ أَذْيَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَعَسَلْنَا كَمَا عَسَلُوا۔ (مسند أحمد: ۱۵۵۶۶)

سی پاکیزگی ہے، جو تم اختیار کرتے ہو؟“ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اس معاملے میں کوئی چیز ہمارے علم میں تو نہیں ہے، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ یہودی لوگ ہمارے پڑوسی تھے اور وہ پانچانہ کر کے اپنی کچھلی طرف کو دھوتے تھے، پس ہم نے بھی ان کی طرح اس حصے کو دھونا شروع کر دیا۔“

فوائد:..... سیدنا ابویوب انصاری، سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب یہ آیت ﴿فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ آتَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ، فَمَا طَهَّرْتُمْ؟)) قَالُوا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ، قَالَ: ((فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمْوه۔)).....

”اے انصاریوں کی جماعت! بیشک اللہ تعالیٰ نے طہارت کے سلسلے میں تمہاری تعریف کی ہے، پس تمہاری طہارت کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس وہ یہی (مؤخر الذکر) چیز ہے، تم اس کو لازم پکڑو۔“ (ابن ماجہ: ۳۵۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((نَزَلَتْ فِي أَهْلِ قُبَاءَ فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ))..... ”اہل قبا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: (اس میں ایسے لوگ ہیں، جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔“ دراصل وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے، پس ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن ماجہ: ۳۵۷، ترمذی: ۳۱۰۰)

سليم الفطرت لوگ جانتے ہیں کہ پانی اور پتھروں سے استنجا کرنے میں کیا فرق ہے، بہر حال دونوں طریقے مسنون ہیں اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ سہولت عام کر دی ہے، لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ وہ افضل طریقہ استعمال کر رہے ہیں۔

(۵۴۰)۔ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ أَبُو عَمَّارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ نِسْوَةَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ دَخَلْنَ عَلَيْهَا فَأَمَرَتْهُنَّ أَنْ يَسْتَنْجِينَ بِالْمَاءِ وَقَالَتْ: مَرْنِ أَرْوَاجِكُنَّ بِذَلِكَ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ، وَهُوَ

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اہل بصرہ کی کچھ خواتین ان کے پاس آئیں، سیدہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ خود بھی پانی کے ساتھ استنجا کیا کریں اور اپنے خاوندوں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ اس طرح استنجا کرتے تھے اور یہ بواہر سے شفا بھی ہے۔ یہ آخری جملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے از

(۵۴۰) حدیث صحیح دون قولہ: ”وہو شفاء من الباسور“ ان کان من قول عائشہ، وھذا اسناد ضعیف لانقطاعہ، شداد ابو عمار لم یدرک عائشہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔ أخرجه الترمذی: ۱۹، والنسائی: ۱/ ۴۲ (انظر: ۲۴۶۲۳)

شَفَاءٌ مِنَ الْبَاسُورِ، تَقُولُهُ عَائِشَةُ أَوْ
أَبُو عَمَّارٍ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۳۰)

فوائد: سنن بیہقی کی روایت میں یہ وضاحت ہے کہ ”بواسیر سے شفا بھی ہے“ والا جملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔

(۵۴۱) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ آخَرَ)۔ قَالَتْ:
مُرْنَ أَرْوَاجَكُنَّ يَغْسِلُوا عَنْهُمُ أَثَرَ الْخَلَاءِ
رَبِّ الْبُولِ، فَإِنَّا نَسْتَحْيِي أَنْ نَنَاهَهُمْ عَنْ ذَلِكَ
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ۔ (مسند
حمد: ۲۵۴۰۲)

(۵۴۲)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَسَلَ
مَقْعَدَتَهُ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ۲۶۲۸۱) اپنی مقعد کو تین دفعہ دھویا۔

فوائد: ”مقعد“ سے مراد پانچخانہ والی جگہ ہے۔ معلوم ہوا کہ پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأِسْتِجَاءِ مِنَ الْبُولِ

پیشاب سے نچنے کا بیان

(۵۴۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ
أَبِيٌّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لِيُعَذَّبَانِ
وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا
يَسْتَنْزِرُهُ مِنَ الْبُولِ (وَقَالَ وَكَيْفَ: مِنْ بَوْلِهِ)
وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْسِيهِ بِالنَّمِيمَةِ))

فوائد: صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ“ ”اور ان کو مشکل کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، اور وہ بڑے گناہ ہیں۔“ اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور چغلی کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔ حافظ ابن حجر کی تحقیق کے مطابق یہ دو مسلمان تھے، ان کو بقیع میں دفن کیا گیا تھا، البتہ اس

(۵۴۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۵۴۲) تخریج: اسنادہ مسلسل بالضعفاء علی نسق، شريك النخعي، وجابر الجعفي، وزيد العمي -
أخرجه ابن ماجه: ۳۵۶ (انظر: ۲۵۷۶۲)

(۵۴۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۸، ومسلم: ۲۹۲ (انظر: ۱۹۸۰)

موقع پر نبی کریم ﷺ موجود نہیں تھے، یہ تفصیل ایک روایت کے ان الفاظ سے ثابت ہوتی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ((مَنْ دَفَنْتُمْ الْيَوْمَ هَهُنَا؟))..... ”آج تم لوگوں نے یہاں کن کو دفن کیا ہے۔“ اس قسم کی احادیث سے ہمیں متنبہ ہو جانا چاہیے، کیونکہ ہماری ان ہستیوں سے کیا نسبت ہے، جو آپ ﷺ پر براہ راست ایمان لائی تھیں۔ جب وہ عظیم ہستیوں میں شامل ہونے کے باوجود مذکورہ کوتاہیوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہو گئے تو ہم ان کمزوریوں کی وجہ سے عذاب الہی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۵۴۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي النَّبِيِّ ﷺ)) (مسند أحمد: ۸۳۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عذاب قبر زیادہ تر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔“

(۵۴۵)۔ عَنْ عَيْسَى بْنِ يَزَادَ بْنِ فَسَائَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْتَرِ ذَكَرَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) (مسند أحمد: ۱۹۲۶۴)

یزاد بن فساءہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی پیشاب کرے تو وہ اپنے عضو خاص کو تین دفعہ نچوڑے۔“

فوائد:..... یزاد بن فساءہ کے بارے میں صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی صحابیت کا شرف حاصل نہیں ہوا، سو اس کی روایت مرسل ہوگی، امام بخاری، ابو حاتم رازی، ابو داؤد اور دیگر اہل علم نے یزاد کے صحابی نہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ (۵۴۶) (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ بَنَحْوِهِ)۔ وَزَادَ: (دوسری سند) اس میں یہ زائد بات ہے: ”پس بیشک یہ عمل فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِي عَنْهُ“ (مسند أحمد: ۱۹۲۶۳) اس کو کفایت کرے گا۔“

فوائد:..... یہ روایت تو ضعیف ہے، بہر حال اگر کسی مخصوص آدمی کو ظن غالب کی حد تک شبہ ہو جائے تو وہ عضو خاص کو نچوڑ کر یا انگلی مار کر یا کچھ دیر بیٹھ کر اس شبہ کو ختم کر سکتا ہے، لیکن اس ضمن میں شیطان کے دوسوں کو سمجھنا اور ان سے بچنا ضروری ہے، وگرنہ طہارت کے معاملات میں کئی اشکالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ استنجا کا اصل طریقہ یہی ہے کہ پیشاب منقطع ہو جانے کے بعد پتھر یا پانی استعمال کر لیا جائے۔

(۵۴۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَسْئُرُ أَحَدُكُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)) (مسند أحمد: ۱۹۲۶۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی نماز کے لیے اس حالت میں نہ جائے کہ اس

(۵۴۴) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۴۸ (انظر: ۸۳۳۱)

(۵۴۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، عیسی بن یزاد وأبوہ مجهولان۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۲۶ (انظر: ۱۹۰۵۴)

(۵۴۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۴۷) تخریج: صحیح بطرقه وشواهدہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۶۱۸ (انظر: ۱۰۰۹۴)

الصَّلَاةَ وَبِهِ أَدَى مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ)) کے ساتھ پانچانہ یا پیشاب کی نجاست لگی ہوئی ہو۔“
(مسند أحمد: ۱۰۰۹۶)

فوائد:..... اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا بول و براز نجس ہے اور اس سے اجتناب کرنا اور کپڑے یا جسم کے کسی حصہ کو لگ جانے کی صورت میں اس سے پاکی حاصل کرنا فرض ہے۔ اس ضمن میں احناف نے ایک درہم کی مقدار کے برابر نجاست کی اجازت دی ہے، لیکن یہ رائے مرجوح ہے، اس کی تفصیل حدیث نمبر (۴۳۰) میں گزر چکی ہے۔

فَصْلٌ فِي نَضْحِ الْفَرْجِ بِالْمَاءِ بَعْدَ الْإِسْتِجَاءِ

استنجا کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنے کا بیان

(۵۴۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ أَنَا سُفْيَانُ وَزَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ أَوْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فِي حَدِيثِهِ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْأَلْيَةِ وَتَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ، وَقَالَ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بِالْأَلْيَةِ وَنَضَحَ فَرْجَهُ (وَفِي لَفْظٍ: بِالْأَلْيَةِ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ)۔ (مسند أحمد: ۲۳۸۶۳)

سیدنا حکم بن سفیان یا سفیان بن حکم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور وضو کیا اور اپنی شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ یحییٰ بن سعید کے الفاظ یہ تھے: پیشاب نبی کریم ﷺ نے پیشاب کیا اور اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور پھر اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

(۵۴۹) (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بِالْأَلْيَةِ وَنَضَحَ فَرْجَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۱۴)

(دوسری سند) بنو ثقیف کے ایک آدمی کا باپ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیشاب کیا اور اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

فوائد:..... حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أَوَّلِ مَا أُوحِيَ إِلَيْهِ، فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوءِ، أَخَذَ عُرْفَةَ مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ))..... ”آپ ﷺ کی طرف وحی کے ابتدائی زمانے میں جبریل آئے اور آپ ﷺ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی، جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک چلو لیا اور اسے اپنی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔“ (ابن ماجہ: ۱۷۲/۱-۱۷۳، صحیحہ: ۸۴۱) معلوم ہوا کہ وضو کے بعد پانی کا ایک چلو شرمگاہ پر چھڑک دینا چاہیے۔

(۵۴۸) تخریج: قال الالبانی: صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۱۶۷، ۱۶۸، وابن ماجه: ۴۶۱ (انظر: ۲۳۴۶۹)

(۵۴۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

أَبْوَابُ السِّوَاكِ

سواک کے ابواب

الْبَابُ الْأَوَّلُ فِيمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ سواک کی فضیلت کا بیان

- (۵۵۰)۔ عَنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِنَفْسٍ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ)) (مسند أحمد: ۶۲)
- سیدنا ابو بکر صدیق رضي الله عنه سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سواک کرنا منہ کو پاک کرنے والا اور رب تعالیٰ کو راضی کرنے والا عمل ہے۔“
- (۵۵۱)۔ عَنِ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (مسند أحمد: ۲۵۴۳۸)
- سیدہ عائشہ رضي الله عنها نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی ایک حدیث بیان کی ہے۔
- (۵۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: عَلَيْنَكُمْ بِالسِّوَاكِ، فَإِنَّهُ مَطِيْبَةٌ لِنَفْسٍ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔ (مسند أحمد: ۵۸۶۵)
- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم سواک کا لازمی طور پر اہتمام کرو، کیونکہ یہ منہ کو پاک کرنے والا اور رب کو راضی کرنے والا ہے۔“
- (۵۵۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمْرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَوْ حَسِبْتُ أَنْ سَيَنْزِلُ فِيهِ قُرْآنٌ)) (مسند أحمد: ۲۱۲۵)
- سیدنا عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے سواک کرنے کا اتنا حکم دیا گیا کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ عنقریب اس کے بارے میں قرآن مجید نازل ہو جائے گا۔“

(۵۵۰) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه أبو يعلى: ۱۰۹، ۱۱۰ (انظر: ۶۲)

(۵۵۱) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائي: ۱ / ۱۰ (انظر: ۲۴۹۲۵)

(۵۵۲) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط" (انظر: ۵۸۶۵)

(۵۵۳) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه أبو يعلى: ۲۳۳۰۰، وابن أبي شيبة: ۱ / ۱۷۱ (انظر: ۲۱۲۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر زیادہ مسواک کرتے تھے، کہ ہمیں یہ خیال آنے لگا کہ اس کے بارے میں عنقریب قرآن نازل ہو جائے گا۔

سیدنا واہلہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسواک کرنے کا اتنا حکم دیا گیا کہ میں ڈرنے لگ گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو فرض کر دیا جائے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تم کو مسواک کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔“

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام جب بھی میرے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کا حکم دیا، میں تو اس بات سے ڈرنے لگ گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ منہ کا سامنے والا حصہ ہی اکھاڑ دوں۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے وہ مسواک لوگوں کے بڑے آدمی کو دے دی اور فرمایا: ”بیٹک جبریل علیہ السلام نے مجھے بڑے آدمی کو مسواک دینے کا حکم دیا۔“

(۵۵۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا رَوَى قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكثِرُ السِّوَاكَ حَتَّى ظَنَنَّا أَوْ رَأَيْنَا أَنَّهُ سَيَنْزِلُ عَلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۷۳)

(۵۵۵)۔ عَنِ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَوَى قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيَّ)) (مسند أحمد: ۱۶۱۰۳)

(۵۵۶)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَوَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ)) (مسند أحمد: ۱۲۴۸۶)

(۵۵۷)۔ عَنِ أَبِي أُمَامَةَ رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا جَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا أَمَرَنِي بِالسِّوَاكِ، لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أُحْفَى مُقَدَّمٌ فِيَّ)) (مسند أحمد: ۲۲۶۲۵)

(۵۵۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَوَى قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَسْتَنُّ فَأَعْطَى أَكْبَرَ الْقَوْمِ وَقَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ أَمَرَنِي أَنْ أُكْبِرَ)) (مسند أحمد: ۶۲۲۶)

(۵۵۴) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۵۵) تخریج: حدیث حسن لغیره - أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۱۸۹ / ۲۲ (انظر: ۱۶۰۰۷)

(۵۵۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۸۸۸ (انظر: ۱۲۴۵۹)

(۵۵۷) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، عبید اللہ بن زحر الافریقی وعلی بن یزید الالہانی ضعیفان - أخرجه ابن ماجه: ۲۸۹ (انظر: ۲۲۲۶۹)

(۵۵۸) تخریج: اسنادہ حسن - أخرجه البيهقی: ۱ / ۴۰، وأخرج نحوه مسلم: ۲۲۷۱، وعلقه البخاری: ۲۴۶ بصيغة الجزم (انظر: ۶۲۲۶)

والا ہے کہ اس کو دیا جائے، کیا کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کو جواب دیا جائے، کیا شفا طلب کرنے والا کوئی مریض ہے کہ اس کو شفا دے دی جائے اور بخشش طلب کرنے والا کوئی گنہگار ہے کہ اس کو بخش دیا جائے۔“

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا احساس نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔“ سیدنا زید رضی اللہ عنہ جب مسجد کی طرف آتے تھے تو کاتب کے قلم کی طرح ان کے کان پر مسواک ہوتی تھی، جب بھی نماز کھڑی کی جاتی تھی تو وہ نماز سے پہلے مسواک کرتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

زوجہ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسواک والی نماز کی فضیلت اس نماز پر ستر گنا زیادہ ہے، جس کے ساتھ مسواک نہ کی جائے۔“

زوجہ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا احساس نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ اس طرح مسواک

أَلَا سَائِلٌ يُعْطَى، أَلَا دَاعٍ يُجَابُ، أَلَا سَاقِمٌ يَسْتَشْفَى، فَيُشْفَى، أَلَا مُذْنَبٌ يَسْتَغْفِرُ فَيُغْفَرُ لَهُ۔“ (مسند أحمد: ۹۶۷)

(۵۶۱)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ لَا أَنْشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ)) قَالَ: فَكَانَ زَيْدٌ يَرُوحُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلَى أُذُنِهِ بِمَوْضِعِ قَلَمِ الْكَاتِبِ، مَا تَقَامُ صَلَاةٌ إِلَّا اسْتَاكَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ۔ (مسند أحمد: ۲۲۰۲۶)

(۵۶۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۶۰۷)

(۵۶۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((فَضَّلُ الصَّلَاةِ بِالسِّوَاكِ عَلَى الصَّلَاةِ بِغَيْرِ السِّوَاكِ سَبْعِينَ ضِعْفًا)) (مسند أحمد: ۲۶۸۷۱)

(۵۶۴)۔ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((لَوْ لَا أَنْشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ كَمَا يَتَوَضَّؤُونَ))

(۵۶۱) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابو داود: ۴۷، والترمذی: ۲۳ (انظر: ۲۱۶۸۴)

(۵۶۲) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه البزار: ۴۷۷، والدارمی: ۱۴۸۵ (انظر: ۶۰۷)

(۵۶۳) تخریج: حدیث ضعیف، وهذا اسناد منقطع، محمد بن اسحاق لم يسمع هذا الحديث من

الزهري - أخرجه الحاكم: ۱ / ۱۴۵، والبيهقي: ۱ / ۳۸، وابن خزيمة: ۱۳۷ (انظر: ۲۶۸۷۱)

(۵۶۴) تخریج: صحیح لغيره - أخرجه ابو يعلى: ۷۱۲۷، والبخاری فی "التاريخ الكبير": ۱۹ / ۹ (انظر: ۲۷۴۱۵)

رہے تھے اور مسواک کا کنارہ زبان پر تھا اور اوپر کو مسواک کر رہے تھے۔ حماد نے اس کیفیت کو یوں بیان کیا کہ گویا کہ آپ ﷺ اپنے مسواک کو اٹھا رہے تھے، پھر حماد نے کہا کہ غیلان نے ہمیں یہ کیفیت بیان کی کہ آپ ﷺ طول میں مسواک کرتے تھے۔

غِيلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَهُوَ وَاضِعُ ظَرْفَ السِّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ يَسْتَنُّ إِلَى فَوْقَ، فَوَصَفَ حَمَادٌ كَأَنَّهُ يَرْفَعُ سِوَاكَهُ، قَالَ حَمَادٌ: وَوَصَفَهُ لَنَا غِيلَانٌ قَالَ: كَانَ يَسْتَنُّ طَوِيلًا. (مسند أحمد: ۱۹۹۷۵)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان پر لمبائی میں مسواک کی جائے گی، نیز مسواک صرف دانتوں کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

ابو مہر کہتے ہیں: ہم مسجد میں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس رجب کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کا وضو دکھاؤ، یہ زوال کا وقت تھا، پس انھوں نے قنبر غلام کو بلایا اور کہا: پانی کا برتن میرے پاس لاؤ، پس انھوں نے تھیلیوں اور چہرے کو تین تین دفعہ دھویا، تین بار کلی کی اور انگلی کو منہ میں داخل کیا اور تین دفعہ ناک میں پانی چڑھایا۔ (پوری حدیث "باب صفة الوضوء" میں آئے گی۔)

(۵۶۸)۔ عَنْ أَبِي مَطَرٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَابِ الرَّحْبَةِ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَرِنِي وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ الزَّوَالِ، فَدَعَا قَنْبِرًا فَقَالَ: ائْتِنِي بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا وَتَمَضَّمَ ثَلَاثًا فَأَدَخَلَ بَعْضَ أَصَابِعِهِ فِي فِيهِ وَاسْتَشَقَّ ثَلَاثًا. (الْحَدِيثُ سَيِّئِي بِضَوْلِهِ فِي بَابِ صِفَةِ الْوُضُوءِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى) (مسند أحمد: ۱۳۵۶)

بَابُ السِّوَاكِ عِنْدَ الْإِسْتِيقَاطِ مِنَ النَّوْمِ وَعِنْدَ التَّهَجُّدِ وَدُخُولِ الْمَنْزِلِ

نیند سے بیدار ہوتے وقت، تہجد کے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنے کا بیان

(۵۶۹)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَهُ، سَيِّدُنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَيِّدُنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هِيَ رَوَايَةٌ هِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَهُ، جَبَّ بِي سَوَاكُكَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۵۶۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف المختار بن نافع ولجهالة ابی مطر البصری - أخرجه عبد بن حمید: ۹۵ (انظر: ۱۳۵۶)

(۵۶۹) تخریج: اسنادہ حسن - أخرجه ابو يعلى: ۵۷۴۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۳۵۹۸ (انظر: ۵۹۷۹)

پس جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو مسواک سے شروع کرتے۔

فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسَّوَاكِ - (مسند أحمد: ۵۹۷۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رات اور دن کو جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک کرتے تھے۔

(۵۷۰) - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرْفُدُ لَيْلًا وَلَا نَهَارًا فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا تَسَوَّكَ - (مسند أحمد: ۲۵۴۱۲)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے، ایک روایت میں ہے: جب تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ذریعے صاف کرتے۔

(۵۷۱) - عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا قَامَ مِنَ التَّهَجُّدِ) يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ - (مسند أحمد: ۲۳۶۳۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بارش کو دیکھتے تو یہ دعا کرتے: "اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا..... اے اللہ! نفع مند بارش نازل فرما۔" شرح کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو کسی چیز سے ابتدا کرتے تھے، انھوں نے کہا: مسواک سے۔

(۵۷۲) - عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا)) قَالَ: وَسَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ - (مسند أحمد: ۲۴۶۴۵)

فوائد:..... نیند، گفتگو اور کچھ دیر گزر جانے سے معدہ کے بخارات کی وجہ سے منہ میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے ایسے اوقات میں مسواک کی جاتی ہے۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ لِلصَّائِمِ وَالْجَائِعِ روزے دار اور بھوکے کے مسواک کرنے کا بیان

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آن گنت اور بے شمار دفعہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔

(۵۷۳) - عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا لَا أُعَدُّ وَلَا أُحْصَى يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ - (مسند أحمد: ۱۵۷۶۶)

- (۵۷۰) تخریج: حسن لغیرہ - أخرجه ابو داود: ۵۷ (انظر: ۲۴۹۰۰)
- (۵۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۴۵، ومسلم: ۲۵۵ (انظر: ۲۳۲۴۲)
- (۵۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم - أخرجه النسائی: ۱۶۴ / ۳، وأخرجه مسلم: ۲۵۳ دون القسم الاول (انظر: ۲۴۱۴۴)
- (۵۷۳) تخریج: حسن لغیرہ - أخرجه ابو داود: ۲۳۶۴، والترمذی: ۷۲۵ (انظر: ۱۵۶۷۸، ۱۵۶۸۸)

فوائد:..... امام شافعی نے روزے دار کے لیے دن کے شروع میں اور آخر میں مسواک کرنے کو جائز قرار دیا

ہے، جبکہ امام احمد نے دن کے آخری حصے میں مسواک کرنے کو ناپسند کیا ہے، جبکہ ناپسند کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۵۷۴)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا
حَسَنُ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ قَابُوسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ
رَجُلَانِ حَاجَتُهُمَا وَاحِدَةٌ، فَتَكَلَّمَا أَحَدُهُمَا
فَوَجَدَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مِنْ فِيهِ إِخْلَاقًا فَقَالَ لَهُ:
(أَلَا تَسْتَأْذِنُ؟) فَقَالَ: إِنِّي لَأَفْعَلُ وَلَكِنِّي
نَمَّ أَطْعَمَ طَعَامًا مُنْذُ ثَلَاثِ فَأَمَرَ بِهِ رَجُلًا
أَنَاوَاهُ وَقَضَى لَهُ حَاجَتَهُ۔ (مسند أحمد:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: دو
آدی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، دونوں کی ایک قسم کی
ضرورت تھی، جب ان میں سے ایک آدی نے گفتگو کی تو آپ
ﷺ نے اس کے منہ سے بدبو محسوس کی اور آپ ﷺ نے
اس سے پوچھا: ”کیا تم مسواک نہیں کرتے؟“ اس نے کہا: جی
میں ضرور کرتا ہوں، اصل بات یہ ہے کہ میں نے تین دنوں
سے کھانا نہیں کھایا، پھر آپ ﷺ نے ایک آدی کو حکم، پس
اس نے اس کو جگہ دی اور اس کی ضرورت پوری کی۔

(۲۴۰۹)

فوائد:..... مسواک کے عام دلائل روزے دار کو بھی شامل ہیں، جبکہ خاص دلائل بھی موجود ہیں، نیز کوئی ایسی

دلیل بھی نہیں ہے، جس میں روزے دار کو مسواک کرنے سے منع کیا گیا ہو، علاوہ ازیں اگر روزے دار کے لیے وضو میں
کھلی کرنا درست ہے، جس میں سارے منہ میں پانی کو حرکت دے کر گھمایا جاتا ہے تو مسواک بھی درست ہونا چاہیے۔
ذہن نشین رہنے کے روزے دار کے منہ کی بو، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے بھی پاکیزہ ہے، کا تعلق روزے دار کے
معدے سے ہے، نہ کہ منہ سے، اس لیے مسواک سے وہ بو متاثر نہیں ہوتی۔



(۵۷۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، قابوس بن ابی ظبیان لین یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ۔ أخرجه الطبرانی:

۱۲۶۱۱، والبیہقی: ۱/ ۳۹ (انظر: ۲۴۰۹)

أَبْوَابُ الْوُضُوءِ

وضو کے ابواب

الْبَابُ الْأَوَّلُ فِيمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ وَاسْبَاغِهِ
وضو کی فضیلت اور اس کو پوری طرح کرنے کا بیان

(۵۷۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ)) (مسند أحمد: ۱۴۷۱۷)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔“

(۵۷۶)۔ عَنْ مُضَعَبِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ نَاسًا دَخَلُوا عَلَى ابْنِ عَامِرٍ فِي مَرَضٍ فَجَعَلُوا يُشْنُونَ عَلَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عَمْرٍ: أَمَا إِنِّي لَسْتُ بِأَعْيَشُهُمْ لَكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَقْبَلُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ وَلَا صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ)) (مسند أحمد: ۴۷۰۰)

سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عامر کی بیماری کے دوران کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور ان کی تعریف کرنے لگے، لیکن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تجھے دھوکہ دینے والوں میں سے نہیں ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے صدقہ اور وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔“

فوائد:..... ابن عامر کا نام امیر عبد اللہ ہے۔ یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے گورنر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ لوگ جب ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو انہوں نے ان کی تعریف کی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت امیر عبد اللہ کے پاس تھے۔ ان کو لوگوں کا تعریف کرنا پسند نہ آیا تو انہوں نے اس موقع پر خیانت کی

(۵۷۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، لضعف سليمان بن قرم و ابی يحيى القتات، لكن للشطر الثاني منه شواهد تقويه. أخرجه الترمذی: ۴ (انظر: ۱۴۶۶۲)

(۵۷۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۴ (انظر: ۴۷۰۰)

خدمات کے حوالہ سے زیر نظر حدیث سنائی۔ مقصد یہ تھا کہ امیر کی حیثیت سے آدمی سے کوتاہیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ تو امیر کی تعریف کرنے کے بجائے اسے توبہ و استغفار کی تلقین ہونی چاہیے نہ کہ اس کی تعریف کر کے اس کی توجہ گناہوں اور کوتاہیوں سے ہٹائی جائے۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وضو کے بارے میں مجھے بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں جو آدمی بھی وضو کا پانی قریب کرتا ہے، پھر کلی کرتا ہے، ناک میں پانی چڑھاتا ہے اور ناک کو جھاڑتا ہے، مگر جب وہ ناک کو جھاڑتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے منہ اور نتھنوں سے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ اس کے چہرے کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھوتا ہے تو انگلیوں کے پوروں سے بازوؤں کی غلطیاں نکل جاتی ہیں، پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ اس کے سر کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق منحنوں تک پاؤں دھوتا ہے تو اس کی انگلیوں کے کناروں سے اس کے پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا بیان کرتا ہے، جو اس کے شایان شان ہوتی ہے اور پھر دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے، جیسے اس دن تھا، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔“ ابو امامہ نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! ذرا اپنی کہی ہوئی بات پر غور کرو، کیا تم نے یہ باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں؟ کیا بندے کو یہ سب کچھ ایک مقام پر ہی عطا کر دیا جاتا ہے؟ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو امامہ! میری عمر بڑی ہو گئی ہے، ہڈیاں کمزور ہو

(۵۷۷)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَفْرُبُ وَوُضُوئَهُ ثُمَّ يَتَمَضَّمُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فَمِهِ وَخَيَاشِيمِهِ مَعَ الْمَاءِ حِينَ يَنْتَثِرُ، ثُمَّ يَغْسِلُ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أُنَامِلِهِ ثُمَّ يَسْخُرُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُحَمِّدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِاللَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ ثُمَّ يَرْكَعُ رُكْعَتَيْنِ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذَنْبِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ! أَنْظِرْ مَا تَقُولُ، أَسْمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ أَيْغَطِي الرَّجُلُ هَذَا كُلَّهُ فِي مَقَامِهِ؟ قَالَ: فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! لَقَدْ كَبُرَتْ سِنِّي وَرَقَّ عَظْمِي

گئی ہیں، میری موت کا وقت قریب آچکا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر میں نے آپ ﷺ سے ایک یا دو یا تین دفعہ سنا ہوتا (تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا) تو میں نے تو آپ ﷺ سے سات یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے۔

وَاقْتَرَبَ أَجَلِي وَمَا بِي مِنْ حَاجَةٍ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى رَسُولِهِ ﷺ، لَوْ لَمْ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، لَقَدْ سَمِعْتُهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ. (مسند أحمد: ۱۷۱۴۴)

فوائد: ممکن ہے کہ وضو کے بعد والی حمد و ثنا سے مراد وہ دعائیں ہوں، جن کے بارے میں آپ ﷺ نے وضو کے بعد پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی نماز کے ارادے سے وضو کے پانی کی طرف کھڑا ہوتا ہے اور اپنی ہتھیلیاں دھوتا ہے تو پہلے قطرے کے ساتھ اس کی ہتھیلیوں سے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں، جب وہ کلی کرتا ہے، ناک میں پانی چڑھاتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی زبان اور ہونٹوں سے گناہ گر جاتے ہیں، جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پہلے قطرے کے ساتھ اس کے کانوں اور آنکھوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ کہنیوں سمیت اپنے بازو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ اپنے ہر قسم کے گناہ اور ہر قسم کی خطا سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ پھر جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اگر بیٹھ جاتا ہے یعنی نماز نہیں پڑھتا تو گناہوں سے سالم ہو کر بیٹھتا ہے۔“

(۵۷۸)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ إِلَى وَضُوئِهِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ ثُمَّ غَسَلَ كَفَيْهِ نَزَلَتْ خَطِيئَتُهُ مِنْ كَفَيْهِ مَعَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ، فَإِذَا مَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْشَقَ نَزَلَتْ خَطِيئَتُهُ مِنْ لِسَانِهِ وَشَفَتَيْهِ مَعَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ نَزَلَتْ خَطِيئَتُهُ مِنْ سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ مَعَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَرَجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ هُوَ لَهُ وَمِنْ كُلِّ خَطِيئَةٍ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، قَالَ: فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَتَهُ وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِمًا.)) (مسند أحمد: ۲۲۶۲۳)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے تو اس کے کانوں،

(۵۷۹)۔ وَعَنْهُ أَيُّضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ

(۵۷۸) تخریج: حدیث صحیح بطرقہ وشواہدہ۔ أخرجه بنحوه مختصراً الطبرانی فی "الکبیر" ف: ۷۹۸۳، وفی "الأوسط": ۴۴۳۷ (انظر: ۲۲۶۲۳)

(۵۷۹) تخریج: حدیث صحیح بطرقہ وشواہدہ۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱ / ۶، والنسائی فی "الکبیر": ۱۰۶۴۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۵۶۲ (انظر: ۲۲۲۰۶)

آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں، پس اس کے بعد اگر وہ بیٹھ جاتا ہے تو بخشا بخشایا ہوا بیٹھتا ہے۔“

شہر بن حوشب کہتے ہیں: ہم سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ مسجد میں بیٹھ کر جوئیں صاف کر رہے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مسلمان وضو کرتا ہے تو اس کے کانوں، آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں سے گناہ گر جاتے ہیں۔“ اتنے میں ابو ظبیہ آ گئے، جبکہ وہ ہمیں بیان کر رہے تھے، پھر انھوں نے پوچھا کہ وہ کیا بیان کر رہے تھے؟ پس ہم نے ان کو وہ چیز بتائی جو وہ بیان کر رہے تھے، انھوں نے کہا: جی ہاں، میں سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کو بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا تھا، بلکہ اس میں یہ الفاظ زائد بھی تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی با وضو رات گزارتا ہے، یعنی وضو کر کے سوتا ہے، پھر جب وہ رات کو اٹھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو وہ اس کو عطا کر دیتا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے غلطیاں نکل جاتی ہیں، جب وہ ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک سے خطائیں گر جاتی ہیں، جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں کی جڑوں سے بھی گناہ خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے بازو دھوتا ہے تو اس کے بازوؤں سے

خَرَجَتْ ذُنُوبُهُ مِنْ سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، فَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ مَغْفُورًا لَهُ۔)) (مسند أحمد: ۲۲۵۵۹)

(۵۸۰)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَيْتَاهُ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يَتَغَلَّى فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْمُسْلِمُ ذَهَبَ الْإِثْمُ مِنْ سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ)) قَالَ: فَجَاءَ أَبُو ظَبْيَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُم؟ فَذَكَّرْنَا لَهُ الَّذِي حَدَّثْنَا، قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ، سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبْسَةَ ذَكَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَأَدَ فِيهِ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَبِيْتُ عَلَى طَهْرٍ ثُمَّ يَتَعَارَى مِنَ اللَّيْلِ فَيَذْكُرُ وَيَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهُ)) (مسند أحمد: ۱۷۱۴۶)

(۵۸۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَمُضْمَضَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ، فَإِذَا اسْتَنْشَرَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ

(۵۸۰) تخریج: ہذان حدیثان، وھما صحیحان لغیرھما۔ أخرجهما النسائی فی "الکبریٰ": ۱۰۶۴۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۵۶۴ (انظر: ۱۷۰۲۱) (۵۸۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه مالک فی "الموطأ": ۱/ ۳۱، والنسائی: ۱/ ۷۴ (انظر: ۱۹۰۶۸)

خطائیں نکل جاتی ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گر جاتی ہیں، جب وہ سر اور کانوں کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے، (اور پاؤں کے دھونے سے) پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر مسجد کی طرف اس کا چل کر جانا اور نماز ادا کرنا زائد ہوتا ہے۔“

(دوسری سند) سیدنا ابو عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جائیں گے، جس نے چہرہ دھویا، اس کی آنکھ کی پلکوں کی جڑوں سے گناہ خارج ہو جائیں گے، جس نے بازو دھوئے، اس کے ناخنوں سے یا ناخنوں کے نیچے سے گناہ نکل جائیں گے، جس نے سر اور کانوں کا مسح کیا، اس کے سر سے یا دونوں کانوں کے بالوں سے گناہ ساقط ہو جائیں گے اور جس نے پاؤں دھوئے، اس کے ناخنوں سے یا ناخنوں کے نیچے سے غلطیاں نکل جائیں گی، پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا زائد ہوگا۔“

(تیسری سند) سیدنا ابو عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کلی کی اور ناک کو جھاڑا، اس کے ناک سے گناہ نکل جائیں گے۔“ پھر اس کے ہم معنی حدیث ذکر کی۔

مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ رَأْسَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَأُذُنَيْهِ) خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ كَانَ مَشِيئُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ (وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً...) (مسند أحمد: ١٩٢٧٨)

(٥٨٢)- (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ آخَرَ)- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو عَسَانَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيهِ وَأَنْفِهِ، وَمَنْ غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَظْفَارِهِ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ، وَمَنْ مَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رَأْسِهِ أَوْ شَعْرِ أُذُنَيْهِ، وَمَنْ غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَظْفَارِهِ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ، ثُمَّ كَانَتْ خُطَاؤُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً...)) (مسند أحمد: ١٩٢٧٤)

(٥٨٣)- (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ)- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِحِيِّ

(٥٨٢) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٨٣) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَمَضَّمَصَ
وَاسْتَشْرَّ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَنْفِهِ)) فَذَكَرَ
مَعْنَاهُ. (مسند أحمد: ۱۹۲۷۵)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جائیں گے، یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے۔“

(۵۸۴)۔ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ
الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى
تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ)) (مسند أحمد: ۴۷۶)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں آج رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ بات منسوب نہیں کروں گا، جو آپ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائی، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے مجھ پر وہ بات کہی، جو میں نے نہیں کہی، وہ جہنم سے گھرتیار کر لے۔“ نیز میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے دو آدمی، ان میں سے ایک وہ ہے جو رات کو کھڑا ہوتا ہے، پس وہ اپنے نفس کو وضو کے پانی کی طرف آمادہ کرتا ہے، جبکہ اس پر کئی گریں ہوتی ہیں، پس جب وہ وضو کرتا ہے اور اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ اپنے پاؤں کو دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر دوں کے پیچھے والی مخلوق یعنی فرشتوں سے کہتا ہے: تم میرے اس بندے کی طرف دیکھو، یہ اپنے نفس کو آمادہ کرتا ہے، یہ مجھ سے جس چیز کا سوال کرے گا، وہ اس کی ہو جائے گی۔“

(۵۸۵)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
لَا أَقُولُ الْيَوْمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ
يَقُلْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ
تَوَضَّأَ عَلَى مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا مِنْ
جَهَنَّمَ)) وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:
(رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِي يَقُومُ أَحَدُهُمَا مِنَ
اللَّيْلِ فَيُعَالِجُ نَفْسَهُ إِلَى الطَّهْوَرِ وَعَلَيْهِ عُقْدَةٌ
فَيَتَوَضَّأُ، فَإِذَا وَضَّأَ يَدَيْهِ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ،
وَإِذَا وَضَّأَ وَجْهَهُ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَإِذَا مَسَحَ
رَأْسَهُ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، وَإِذَا وَضَّأَ رِجْلَيْهِ
انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ
الَّذِينَ وَرَاءَ الْحِجَابِ: انظُرُوا إِلَى عَبْدِى
هَذَا يُعَالِجُ نَفْسَهُ، مَا سَأَلَنِى عَبْدِى هَذَا فَهُوَ
لَهُ)) (مسند أحمد: ۱۷۵۹۷)

(۵۸۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۵ (انظر: ۴۷۶)

(۵۸۵) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن حبان: ۱۰۵۲، ۲۵۵۵ (انظر: ۱۷۴۵۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کا ہر وہ گناہ زائل ہو جاتا ہے، جس کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے، پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھ سے ہر وہ گناہ ساقط ہو جاتا ہے، جس کی طرف اس نے ہاتھ پھیلایا ہوتا ہے، (باقی اعضا کا بھی یہی سلسلہ جاری رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔“

فوائد:..... تمام احادیث اپنے باب میں انتہائی واضح ہیں، ان میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے، ہمیں چاہیے کہ ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لیے وضو کو صرف نماز کے ساتھ خاص نہ کریں، بلکہ ان کے علاوہ جب بھی موقع ملا، یہ سعادت حاصل کی جائے، خصوصاً سوتے وقت، وضو کا ایک خارجی فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے بعد مسلمان اللہ تعالیٰ کے ذر کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

بَابُ فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَالصَّلَاةِ بِهَذَا الْوُضُوءِ

وضو، مسجدوں کی طرف چلنے اور اس وضو سے نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی وضو کرتا ہے اور اچھا اور مکمل وضو کرتا ہے اور پھر وہ صرف نماز کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس طرح خوش ہوتا ہے، جیسے لوگ اس آدمی کے ظہور کے وقت خوش ہوتے ہیں، جو پہلے غائب ہوتا ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں ایسے اعمال پر تمہاری رہنمائی نہ کر دوں کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے

الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ نُلُّ حَاطِيَّةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرَةِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوِ هَذَا، فَإِذَا عَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ حَاطِيَّةٍ بَطَشَ بِهَا مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرَةِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ.)) (مسند أحمد: ۸۰۰۷)

(۵۸۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَتَوَضَّأُ أَحَدٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُسْبِغُهُ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ إِلَّا تَبَشَّشَ اللَّهُ بِهِ كَمَا يَتَبَشَّشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِطَلْعَتِهِ.)) (مسند أحمد: ۸۰۵۱)

(۵۸۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُكَفِّرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ!

(۵۸۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی عبیدة الراوی عن سعید بن یسار۔ أخرجه ابن خزيمة: ۱۴۹۱ (انظر: ۸۰۶۵)

(۵۸۹) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۲۷، ۷۶۶ (انظر: ۱۰۹۹۴)

رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”ناپسند یوں کے باوجود وضو مکمل کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی ایک حدیث روایت کی ہے، البتہ اس میں یہ زیادتی ہے: ”یہی رباط ہے۔“

قَالَ: ((إِسْبَاطُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةَ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ۱۱۰۰۷)

(۵۹۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ وَزَادَ: ((فَذَلِكَ الرِّبَاطُ)) (مسند أحمد: ۷۷۱۵)

فوائد:..... میدان جنگ یا محاذ میں مورچہ بند ہو کر ہمہ وقت چوکنا اور جہاد کے لیے تیار رہنا ”رباط“ ہے، گویا آدمی درج بالا اعمال کے ذریعے سے اصل دشمن شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور نفس کو شہوات سے بچا لیتا ہے، دراصل ”رباط“ کے معانی نفس اور جسم کو اطاعت کے ساتھ پابند کر دینے کے ہیں

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب بندہ وضو کر کے مسجد میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتے ہیں، پھر جب وہ مسجد میں نماز پڑھ کر وہیں بیٹھ جاتا ہے تو وہ روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوٹ آتا ہے۔“

(۵۹۱)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، فَإِذَا صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَعَدَ فِيهِ كَانَ كَالصَّائِمِ الْقَائِمِ حَتَّى يَرْجِعَ)) (مسند أحمد: ۱۷۵۹۵)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے اور پھر نماز کے قصد سے نکل پڑتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں میں تشبیک نہ ڈالا کرے، کیونکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔“

(۵۹۲)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يُشَبِّكُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ فِي الصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ۱۸۲۸۲)

فوائد:..... ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا تشبیک ہے، یہ اس وقت منع ہے کہ جب مسلمان نماز کے لیے جا رہا ہو یا نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو یا نماز ادا کر رہا ہو۔

(۵۹۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۱ (انظر: ۷۷۲۹)

(۵۹۱) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابن خزيمة: ۱۴۹۲، وابن حبان: ۲۰۳۸، ۲۰۴۵، والحاكم:

۱/ ۲۱۱، والبيهقي: ۳/ ۶۳، والطبرانی في "الكبير": ۱۷/ ۸۴۲ (انظر: ۱۷۴۵۶)

(۵۹۲) تخریج: حدیث حسن - أخرجه ابوداود: ۵۶۲، والترمذی: ۳۸۶ (انظر: ۱۸۱۰۳)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور مکمل وضو کیا، پھر فرضی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف گیا اور وہ نماز ادا کی تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جبکہ آپ ﷺ اس مجلس میں تھے، آپ ﷺ نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور پھر فرمایا: ”جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر مسجد میں آیا اور دو رکعتیں ادا کیں، اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ پھر انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پس دھو کہ نہ کھا جانا۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ وضو اور اس کے بعد پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جب بندہ وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے، پھر نماز شروع کر دیتا ہے اور مکمل نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے، جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر نماز شروع کی اور اس کو ادا کیا، تو اس کے اور اس کی پڑھی جانے والی اگلی نماز کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

(۵۹۳)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَصَلَّاهَا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ)) (مسند أحمد: ۵۱۶)

(۵۹۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ رُضُونِي هَذَا ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَغْتَرُوا)) (مسند أحمد: ۴۵۹)

(۵۹۵)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَتَمَّ وَضُوءَهُ ثُمَّ دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ فَأَتَمَّ صَلَاتَهُ خَرَجَ مِنْ صَلَاتِهِ كَمَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ مِنَ الذُّنُوبِ)) (مسند أحمد: ۴۳۰)

(۵۹۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَمَوَّلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ دَخَلَ فَصَلَّى غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصَلِّيَهَا)) (مسند أحمد: ۴۰۰)

(۵۹۳) تخریج: انظر الحديث الآتی

(۵۹۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۴۳۳، ومسلم: ۲۲۶ (انظر: ۴۵۹)

(۵۹۵) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه البزار: ۴۳۵ (انظر: ۴۳۰)

(۵۹۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۶۰، ومسلم: ۲۲۷ (انظر: ۴۰۰)

(۵۹۷)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يَسْهُو فِيهِمَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (مسند أحمد: ۱۷۱۸۰)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور پھر بغیر بھولے دو رکعتیں ادا کیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔“

فوائد: نہ بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ مکمل توجہ کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور غفلت میں مبتلا نہ ہوا جائے، اگر کوئی خارجی خیال آجائے تو شرعی طریقوں کے ذریعے اس کو دور کر دیا جائے۔

(۵۹۸)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۷۵۸۵)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۵۹۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا نَخْدُمُ أَنْفُسَنَا وَكُنَّا نَتَدَاوِلُ رَعِيَّةَ الْإِبِلِ بَيْنَنَا فَأَصَابِنِي رَعِيَّةُ الْإِبِلِ فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ حَدِيثِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُومُ فَيَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ يُقْبَلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَعُفِّرَ لَهُ)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَجُودَ هَذَا! قَالَ: فَقَالَ قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ: الَّتِي كَانَتْ قَبْلَهَا يَا عُقْبَةُ أَجُودُ مِنْهَا، فَتَنظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا هِيَ يَا أَبَا حَفْصٍ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنے آپ کی خدمت خود کرتے تھے اور اونٹ چرانے کے لیے آپس میں باریاں مقرر کرتے تھے، ایک دن میری باری تھی، جب میں شام کو اونٹوں کو واپس لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا: ”تم میں سے جو آدمی وضو کرتا ہے اور پورا وضو کرتا ہے، پھر کھڑا ہوتا ہے اور دو رکعتیں اس طرح ادا کرتا ہے کہ اپنے دل اور چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے، ایسے شخص کیلئے جنت واجب ہو جاتی اور اس کو بخش دیا جاتا ہے۔“ یہ سن کر میں نے کہا: کتنی عمدہ بات ہے یہ، لیکن میرے سامنے سے ایک کہنے والے نے کہا: عقبہ! جو بات اس سے پہلے ارشاد فرمائی گئی تھی، وہ اس سے بھی عمدہ تھی، جب میں نے اس آدمی کو دیکھا تو وہ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، میں نے کہا: ابو حفص! وہ بات کون سی تھی؟ انہوں نے کہا:

(۵۹۷) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابو داود: ۹۰۵ (انظر: ۱۷۰۵۴)

(۵۹۸) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۷/۹۰۲ (انظر: ۱۷۴۴۸)

(۵۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۴ (انظر: ۱۷۳۱۴)

رسول اللہ ﷺ تیرے آنے سے پہلے یہ ارشاد فرمایا: ”تم میں سے جو آدمی وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے، پھر یہ دعا پڑھتا ہے: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.....“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبودِ برحق نہیں ہے، مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں)۔

ایسے آدمی کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ ان میں سے جس سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔“

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو نماز کے ارادے سے وضو کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور وضو کے پانی کو اس کے مقامات تک پہنچاتا ہے تو وہ اپنے گناہوں یا غلطیوں سے پاک ہو جاتا ہے، پھر اگر وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اگر وہ بیٹھ جاتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو کر بیٹھتا ہے۔“

صحابی رسول سیدنا ابوامامہ حمصی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو پہلے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، پھر نماز زائد ہوتی ہے۔“ کسی نے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں ایک، دو، تین، چار اور پانچ بار نہیں (بلکہ اس سے زیادہ دفعہ)۔

ابوغالب راسبی کہتے ہیں: میں سیدنا ابوامامہ حمصی رضی اللہ عنہ کو ملا اور

لَا إِلَهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ لَسَّمَانِيَّةٍ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ..)) (مسند حمد: ۱۷۴۴۷)

(۶۰۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السَّلْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا رَجُلٌ قَامَ إِلَى وَضُوءٍ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَحْصَى الْوَضُوءَ إِلَى أَمَاكِنِهِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَوْ خَطِيئَةٍ لَهُ، فَإِنْ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِمًا..)) (مسند أحمد: ۱۹۶۶۷)

(۶۰۱)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْجَمْصِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْوَضُوءُ يَكْفِرُ مَا قَبْلَهُ ثُمَّ تَصِيرُ الصَّلَاةُ نَافِلَةً..))، فَقِيلَ لَهُ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ وَلَا ثَلَاثَ وَلَا أَرْبَعَ وَلَا خَمْسَ.. (مسند أحمد: ۲۲۵۱۵)

(۶۰۲)۔ عَنْ أَبِي غَالِبِ الرَّاسِبِيِّ أَنَّهُ لَقِيَ

(۶۰۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۳۲ (النظر: ۱۹۴۳۹)

(۶۰۱) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده - أخرجه الطيالسي: ۱۱۲۹، وابن أبي شيبة: ۱/ ۶،

والطبراني في "الكبير": ۷۵۷۰ (النظر: ۲۲۱۶۲)

(۶۰۲) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده - أخرجه الطبراني في "الكبير": ۸۰۷۱ (النظر: ۲۲۱۸۸)

ان سے کچھ چیزوں کے بارے میں سوال کیے، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی کسی نماز کی اذان سن کر وضو کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی ہتھیلی کو لگنے والے پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کو بخش دیا جاتا ہے، ان قطروں کی تعداد کے برابر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یہاں تک جب وہ وضو سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کیے جا چکے ہوتے ہیں اور اس کی پڑھی جانے والی نماز زائد ہوتی ہے۔“ ابو غالب کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تو نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا! ایک دفعہ نہیں، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس اور دس بار نہیں، پھر انھوں نے اس تعداد کو ظاہر کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں سے تالی بجائی۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب تو وضو کے پانی کو اس کے مقام پر استعمال کرے گا تو بخشا بخشایا بیٹھ جائے گا، پھر اگر کوئی آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو اس میں اس کے لیے فضیلت اور اجر و ثواب ہوتا ہے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابو امامہ! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ایسا آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے، تو اس کی نماز زائد ہوگی؟ انھوں نے کہا: نہیں، یہ زائد ہونا تو نبی کریم ﷺ کے لیے تھا۔ عام بندے کے لیے یہ نماز فضیلت اور اجر کا باعث ہوگی۔

ابو مسلم کہتے ہیں: میں سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ

أَبَا أُمَامَةَ بِحُمْصٍ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْيَاءَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَسْمَعُ أَذَانَ صَلَاةٍ فَقَامَ إِلَى وَضُوئِهِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ بِأَوَّلِ قَطْرَةٍ تُصِيبُ كَفَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ فَيَعْدِدُ ذَلِكَ الْقَطْرَةَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ وَضُوئِهِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِهِ وَقَامَ إِلَى صَلَاتِهِ وَهِيَ نَافِلَةٌ.)) قَالَ أَبُو غَالِبٍ: قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ وَلَا ثَلَاثٍ وَلَا أَرْبَعٍ وَلَا خَمْسٍ وَلَا سِتٍّ وَلَا سَبْعٍ وَلَا ثَمَانٍ وَلَا تِسْعٍ وَلَا عَشْرٍ وَعَشْرٍ وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ. (مسند أحمد: ۲۲۵۴۱)

(۶۰۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: إِذَا وَضَعْتَ الطَّهْوَرَ مَوَاضِعَهُ قَعَدْتَ مَغْفُورًا لَكَ، فَإِنْ قَامَ يُصَلِّي كَانَتْ لَهُ فَضِيلَةٌ وَأَجْرًا، وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ مَغْفُورًا لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَ فَصَلَّى تَكُونُ لَهُ نَافِلَةٌ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا النَّافِلَةُ لِلنَّبِيِّ ﷺ كَيْفَ تَكُونُ لَهُ نَافِلَةٌ وَهُوَ يَسْعَى فِي الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، تَكُونُ لَهُ فَضِيلَةٌ وَأَجْرًا. (مسند أحمد: ۲۲۵۴۹)

(۶۰۴)۔ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى

(۶۰۳) تخریج: اسنادہ ضعیف من اجل ابی غالب البصری، وهو يعتبر به فی المتابعات والشواهد، وقد اضطرب فی هذا الحدیث۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۸۰۶۲، وأخرجه الطیالسی بنحوه: ۱۱۳۵ (انظر: ۲۲۱۹۶) (۶۰۴) صحیح بطرقه وشواهدہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۸۰۳۲، وعبد الرزاق: ۱۷۴۵، (انظر: ۲۲۲۷۲)

مسجد میں بیٹھے جو میں تلاش کر رہے تھے اور ان کو کنکریوں میں دبا رہے تھے، میں نے کہا: اے ابوامامہ! بیشک ایک آدمی نے تمہارے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پس ہاتھ دھوئے، چہرہ دھویا، سر اور کانوں کو مسح کیا اور پھر فرضی نماز کے لیے کھڑا ہوا، تو اس کے اس دن کے وہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے کہ جن کی طرف اس کا پاؤں چل کر گیا، جن کے بارے میں ہاتھوں نے فیصلہ کیا، جن کو کانوں نے سنا، آنکھوں نے دیکھا اور ان کے بارے میں نفس نے بری گفتگو کی۔“ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے یہ حدیث بے شمار دفعہ نبی کریم ﷺ سے سنی ہے۔

عاصم بن سفیان ثقفی کہتے ہیں: ہم لوگ غزوہ سلاسل کیلئے گئے، لیکن یہ غزوہ رہ گیا، پس انھوں نے سرحد پر پہرہ دیا اور پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے جبکہ ان کے پاس سیدنا ابویوب اور سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے تھے، عاصم نے کہا: اے ابویوب! اس سال ہم سے جہاد فوت ہو گیا ہے، جبکہ ہمیں بتلایا گیا ہے کہ ”جو آدمی چار مسجدوں میں نماز پڑھے گا، اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“ انھوں نے کہا: بھتیجے! کیا میں تجھے اس سے آسان عمل نہ بتا دوں؟ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس نے اس طرح وضو کیا، جس طرح اس کو حکم دیا گیا اور اس طرح نماز پڑھی، جیسے اس کو پڑھنے کا حکم دیا گیا، تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“ عقبہ! اسی طرح حدیث ہے نا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لوگو! بیشک

أَبِي أُمَامَةَ وَهُوَ يَتَقَلَّبُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَدْفَنُ الْقَمَلَ فِي الْحَصَى، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ رَجُلًا حَدَّثَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الوُضُوءَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَأَذْنَيْهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ غُفِرَ لَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مَا مَسَّتْ إِلَيْهِ رِجْلُهُ، وَقَضَتْ عَلَيْهِ يَدَاؤُهُ وَسَمِعْتُ إِلَيْهِ أَذْنَاهُ، نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَيْنَاهُ وَحَدَّثَ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ سُوءٍ)) قَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ مَا لَا أَحْصِيهِ. (مسند أحمد: ۲۲۶۲۸)

(۶۰۵) - عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوا ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُو أَيُّوبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ عَاصِمٌ: يَا أَبَا أَيُّوبَ! فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ وَقَدْ أُخْبِرْنَا أَنَّ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ) غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ، فَقَالَ: ابْنَ أَخِي! أَدُلُّكَ عَلَى أَيْسَرٍ مِنْ ذَلِكَ؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ)) أَكْذَابُ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. (مسند أحمد: ۲۳۹۹۳)

(۶۰۶) - عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا

(۶۰۵) تخریج: المرفوع منه صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۱۹۶، والنسائی: ۱/ ۹۰ (انظر: ۲۳۵۹۵)

(۶۰۶) اسنادہ ضعیف، میمون ابو محمد المرثی التمیمی ضعیف۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۲/ ۴۱ (انظر: ۲۷۴۹۷)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس نے وضو کیا اور پورا وضو کیا، پھر مکمل طور پر دو رکعت نماز پڑھی، وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے گا، وہ اسے جلدی یا بدیر عطا کر دے گا۔“

یوسف بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں: میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، انھوں نے مجھ سے پوچھا: بھیجے! کس چیز نے تجھ سے اس شہر کا ارادہ کروایا؟ کون سی چیز لے آئی تھی؟ میں نے کہا: جی کوئی چیز نہیں ہے، بس آپ اور میرے والد کے درمیان جو تعلق تھا، اس کے لیے آیا ہوں، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جھوٹ بولنے کا برا وقت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر کھڑا ہوا اور دو یا چار رکعت نماز پڑھی اور اس میں اچھے انداز میں ذکر اور خشوع اختیار کیا، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی، اس کو بخش دیا جائے گا۔“

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ أْتَمَّهُمَا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا سَأَلَ مُعْجَلًا أَوْ مُؤَخَّرًا)) (مسند أحمد: ۲۸۰۴۵)

(۶۰۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ أَبِي صَدَقَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ أَبُو الْفَضْلِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَحْسَى! مَا أَعْمَدَكَ إِلَى هَذَا الْبَلَدِ وَمَا جَاءَ بِكَ، قَالَ: قُلْتُ: لَا، إِلَّا صَلَاةً مَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ وَالِدِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: لَبَسَ سَاعَةَ الْكُذِبِ هَذِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا (شَكَ سَهْلٌ) يُحْسِنُ فِيهِمَا الذِّكْرَ وَالْخُشُوعَ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ غُفْرَانَهُ)) (مسند أحمد: ۲۸۰۹۶)

نوٹ: یہ احادیث وضو کرنے، مساجد کی طرف جانے اور ان میں نماز ادا کرنے، نماز کا انتظار کرنے اور وضو کے بعد نماز ادا کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، اگر یہ احادیث ذہن نشین کر لی جائیں تو نہ صرف عمل میں رغبت بڑھتی ہے، بلکہ عمل کے وقت خاص سرور نصیب ہوتا ہے۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ یہ بت اس وقت کر رہے ہیں جب ان کو موت کے آثار نظر آ رہے تھے اور راوی کے بقول اسی بیماری میں وہ فوت ہو گئے تھے تو وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولنے کا وقت نہیں۔ اس لیے میں ایک سچی حدیث سنانا چاہتا ہوں۔ (عبداللہ رفیق)

الْجُزْءُ الثَّانِيُ دوسرا جزء

بَابُ فِي آدَابِ تَتَعَلَّقُ بِالْوُضُوءِ

وضو سے متعلقہ آداب کا بیان

ذَمُّ الْوُسُوسَةِ وَكَرَاهَةُ الْإِسْرَافِ فِي مَاءِ الْوُضُوءِ

وسوسے کی مذمت اور وضو کے پانی میں اسراف کی کراہت کا بیان

(۶۰۸)۔ عَنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لِلْوُضُوءِ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ، فَاتَّقُوهُ، أَوْ قَالَ: فَاحْذَرُوهُ))
 سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وضو کا ایک شیطان ہے، اس کو ”ولہان“ کہتے ہیں، پس اس سے بچ کر رہو۔“

(مسند احمد: ۲۱۵۵۸)

(۶۰۹)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا السَّرْفُ يَا سَعْدُ؟)) قَالَ: أَيْ فِي الْوُضُوءِ سَرَفٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ)) (مسند احمد: ۷۰۶۵)
 سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سعد! یہ کیا اسراف کر رہے ہو؟“ انھوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، اور اگرچہ تو جاری نہر پر ہو۔“

فوائد: اگلے ابواب میں وضو کا مکمل طریقہ بیان کیا جائے گا، اعضاء کو تین سے زیادہ بار دھونے کی اجازت نہیں ہے اور طہارت کے سلسلے میں وسوسوں سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے، وگرنہ شیطان کئی مشکلات پیدا کر دیتا ہے۔

(۶۰۸) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، خارجه بن مصعب متروك الحديث، وعتی بن ضمرة فيه جهالة، ثم هو معلول - أخرجه الترمذی: ۵۷، وابن ماجه: ۴۲۱ (انظر: ۲۱۲۳۸)

(۶۰۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهیعة وحیی بن عبد الله المعافری۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۲۵ (انظر: ۷۰۶۵)

مِقْدَارُ مَاءِ الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ وضو اور غسل کے پانی کی مقدار کا بیان

تنبیہ: ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں، ایک مد کا وزن تقریباً (525) گرام اور ایک صاع کا وزن (2)

کلو (100) گرام ہوتا ہے، نیز ایک صاع (5) اور (1/3) رطل کے برابر اور ایک رطل تقریباً (194) گرام کے برابر ہوتا ہے، درج ذیل احادیث میں پانی کی جو مقدار بیان کی گئی ہے، یہ بندے کے غسل اور وضو کے لیے واقعی کفایت کرتی ہے، عصر حاضر میں پانی کی وافر مقدار کی دستیابی نے بندوں کے مزاجوں کو ایسا تبدیل کر دیا ہے کہ ان کو درج ذیل احادیث کو تسلیم کرنے کے معاملے میں اشکال پیدا ہو گیا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: وضو کے لیے مجھے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انہوں نے کہا: ایک مد۔ اس نے کہا: اور غسل کے لیے مجھے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انہوں نے کہا: ایک صاع۔ اس آدمی نے کہا: یہ پانی مجھے تو کفایت نہیں کرتا، انہوں نے کہا: تیری ماں نہ رہے۔ یہ مقدار اس ہستی کے لیے تو کافی تھی، جو تجھ سے بہتر تھی، ان کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے۔

(۶۱۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَرْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: كَمْ يَكْفِينِي مِنَ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: مُدٌّ، قَالَ: كَمْ يَكْفِينِي لِلْغُسْلِ؟ قَالَ: صَاعٌ، قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: لَا يَكْفِينِي، قَالَ: لَا أُمُّ لَكَ، قَدْ كَفَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - (مسند أحمد: ۲۶۲۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وضو کے لیے دو رطل پانی کفایت کرتا ہے۔“

(۶۱۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((يُجْزَى فِي الْوُضُوءِ رِطْلَانِ مِنْ مَاءٍ)) (مسند أحمد: ۱۲۸۷۰)

(۶۱۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَكُونُ رِطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ - (مسند أحمد: ۱۲۸۷۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ایسے برتن سے وضو کر لیتے تھے، جس میں دو رطل پانی آتا تھا اور آپ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل کر لیتے تھے۔

(۶۱۰) تخریج: صحیح لغیرہ - أخرجه الطبرانی: ۱۱۶۴۶، والبیزار: ۲۵۵ (انظر: ۲۶۲۸)

(۶۱۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، شريك النخعی سبیء الحفظ - أخرجه ابوداود: ۹۵، والترمذی: ۶۰۹ (انظر: ۱۲۸۳۹)

(۶۱۲) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۱۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وضو کے لیے تم کو ایک مد پانی کافی ہے۔“ (مسند أحمد: ۱۳۸۲۴)

اِسْتِحْبَابُ الْبَدَاءِ بِالْيَمِينِ فِي كُلِّ مَا كَانَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيمِ وَالتَّزْيِينِ
ہر تکریم و تزئین والے کام کو دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۱۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيْمَنَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُلِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۳۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ تمام امور میں حسب استطاعت دائیں طرف کو پسند کرتے، مثلاً: وضو کرنے میں، ننگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔

(۶۱۵) عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَاِبْدَأُوا بِأَيْمَانِكُمْ، وَقَالَ أَحْمَدُ: بِمِيَامِنِكُمْ)) (مسند أحمد: ۸۶۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔“

فوائد:..... تمام امور شریفہ اور تکریم و تزئین کے کاموں میں دائیں ہاتھ اور دائیں جانب کو مقدم کرنا چاہیے، انسانی زندگی میں چند امور ہی ایسے ہیں کہ جن میں بائیں ہاتھ یا بائیں جانب کو مقدم کیا جاتا ہے، مثلاً مسجد سے نکلنا، کپڑے اتارنا، بیت الخلاء میں داخل ہونا، ناک جھاڑنا، وغیرہ۔ یہ آپ ﷺ کی پسندیدہ سنت بھی ہے اور اس سے شیطان کی مخالفت بھی ہوتی ہے، کیونکہ وہ بائیں ہاتھ اور بائیں جانب کو مقدم کرتا ہے، لیکن اگر تمام مسلمانوں کے حوالے سے بات کر دی جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم سب نے اس معاملے میں بہت سستی کی ہے۔



(۶۱۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه ابو عوانة: ۱/ ۲۳۳، وابویعلی: ۴۳۰۷ (انظر: ۱۳۷۸۸)

(۶۱۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۶۸، ۴۲۶، ومسلم: ۲۶۸ (انظر: ۲۴۶۲۷)

(۶۱۵) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۴۱۴۱، وابن ماجه: ۴۰۲ (انظر: ۸۶۵۲)

بَابُ فِي صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے وضو کی کیفیت

مَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی کیفیت

حمران بن ابان کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا، جبکہ وہ مقاعد میں تھے، انھوں نے دائیں ہاتھ پر پانی بہایا، ایک روایت کے مطابق دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا، پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا اور کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور ناک کو جھاڑا اور کہنیوں سمیت بازوؤں کو تین بار دھویا اور پھر سر کا مسح کیا، ایک روایت میں ہے: اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے ظاہری حصے کے اوپر سے گزرا اور پھر ان کو داڑھی کے ظاہری حصے پر پھیر دیا، پھر تین دفعہ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”جس نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا اور پھر دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ وہ ان میں اپنے نفس سے گفتگو نہ کرے، تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے: اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے، جو اس نماز اور کل والی نماز کے درمیان ہوں گے۔“

(۶۱۶)۔ عَنْ حُمْرَانَ (بْنِ أَبَانَ) قَالَ: دَعَا عَثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَاءٍ وَهُوَ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَسَكَبَ عَلَى يَمِينِهِ فَعَسَلَهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَفْرَعَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَعَسَلَهُمَا) ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْشَرَ وَعَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَمَرَ بِيَدَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أَذُنَيْهِ ثُمَّ مَرَّ بِهِمَا عَلَى ظَاهِرِ لِحْيَتَيْهِ) ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا غُفْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ: غُفْرَ لَهُ مَا كَانَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ صَلَاتِهِ بِالْأَمْسِ)) (مسند أحمد: ۴۱۸)

(۶۱۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۵۹، مسلم: ۲۲۶ (انظر: ۴۱۸)

فوائد: مقاعد سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں تین اقوال ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس

دوکانیں یا سڑھیاں یا مسجد کے قریب ایک جگہ کا نام، جہاں وہ لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے بیٹھتے تھے۔

(۶۱۷)۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَانَ بْنِ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَسَلَ رِجْلَيْهِ عَسَلًا. (مسند أحمد: ۵۲۷) اور اپنے پاؤں دھوئے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور تین دفعہ چہرہ دھویا، تین دفعہ ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں دھوئے۔

فوائد: احادیث صحیحہ سے وضو کے ثابت ہونے والے احکام:

وضو کا مسنون طریقہ: ابتدا میں نیت کرنا، بسم اللہ پڑھنا، تین دفعہ ہاتھ دھونا اور انگلیوں کا خلال کرنا،

تین دفعہ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا اور یہ دونوں کام صرف ایک چلو سے کرنا، تین دفعہ چہرہ دھونا اور داڑھی کا خلال کرنا، تین دفعہ دایاں اور پھر بائیں بازو کہنیوں سمیت دھونا، سر اور کانوں کا ایک چلو پانی سے اس طرح مسح کرنا کہ دونوں ہاتھوں کو سر کے سامنے والے حصے سے گدی کی طرف لے جانا اور پھر پیشانی کی طرف واپس لے آنا اور کان کے اندرونی حصے کا آشت شہادت سے اور بیرونی حصے کا انگوٹھے سے مسح کر دینا، پھر تین دفعہ دایاں اور تین دفعہ بائیں پاؤں دھونا اور انگلیوں کا خلال کرنا، وضو کے بعد ایک چلو پانی شرمگاہ پر چھڑکنا اور مسنون دعائیں پڑھنا۔

ملحوظات: تین دفعہ اعضا دھونا افضل ہے، اگر تمام اعضا ایک ایک یا دو دو بار دھوئے جائیں یا ایک وضو کے

دوران کوئی عضو ایک دفعہ، کوئی دو دفعہ اور کوئی تین دفعہ دھویا جائے تو وضو درست ہوگا۔ کلی کرتے وقت منہ میں پانی کو حرکت دی جائے اور سانس کے ذریعے ناک میں پانی چڑھا کر اسے سانس کے پریشر کے ذریعے باہر نکالا جائے، اور یہ دونوں کام ایک چلو پانی سے کیے جائیں، یعنی آدھے چلو سے کلی کی جائے اور آدھے سے ناک کی صفائی۔ سر پر مسح کرنے کے تین طریقے ہیں: مکمل سر پر، مکمل پگڑی پر اور سر کے اگلے حصے پر اور باقی پگڑی پر۔ سر کا مسح تین دفعہ کرنا بھی درست ہے۔ گردن اور اس کے پہلوؤں پر مسح کرنے کی کوئی قابل حجت دلیل نہیں ہے۔ جس حدیث میں وضو کے بعد انگلی اٹھانے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے اور آسمان کی طرف دیکھنا بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

مَا رَوَى فِي ذَلِكَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا بیان

(۶۱۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي نَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ (بْنُ مَهْدِيٍّ) نَنَا زَائِدَةُ بْنُ

عبد خیر کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد جبہ میں بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے اپنے غلام سے کہا: وضو کا پانی

(۶۱۷) تخریج: حسن لغیرہ - أخرجه ابن ماجه: ۴۳۵ (انظر: ۵۲۷)

(۶۱۸) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۱۱۲، والنسائی: ۱/ ۶۷ (انظر: ۱۱۳۳)

میرے پاس لاؤ، پس وہ ایک برتن لایا، جس میں پانی تھا اور ایک چمچی لایا عبد خیر کہتے ہیں: ہم بیٹھے دیکھ رہے تھے، انھوں نے دائیں ہاتھ سے برتن کو پکڑا اور بائیں ہاتھ پر بہا کر ہتھیلیوں کو دھویا اور ایسے تین بار کیا۔ عبد خیر کہتے ہیں: جب بھی وہ برتن میں ہاتھ داخل کرتے تھے تو پہلے ان کو تین بار دھوتے تھے، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور بائیں ہاتھ سے جھاڑا، ایسے تین بار کیا، ایک روایت میں یہ وضاحت ہے کہ: انھوں نے ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور یہ عمل تین دفعہ کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، پھر کہنی سمیت دایاں بازو تین دفعہ دھویا اور پھر تین دفعہ بائیں بازو دھویا، پھر انھوں نے دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، یہاں تک کہ اس کے ہر طرف پانی پھیل گیا، پھر اس کو پانی سمیت برتن سے نکالا اور بائیں ہاتھ پر لگایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، ایک روایت میں ہے: سر کے سامنے والے حصے سے پچھلے حصے تک مسح کیا، راوی کہتا ہے: مجھے یہ علم نہیں ہے کہ ہاتھوں کو واپس بھی لوٹایا تھا یا نہیں، پھر دائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں پر تین مرتبہ پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اس کو دھویا اور دائیں ہاتھ سے ہی بائیں پاؤں پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اس کو تین بار دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور ایک چلو بھر کر پی لیا، ایک روایت میں ہے: اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا اور پھر فرمایا: یہ اللہ کے نبی کا وضو ہے، جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے وضو کو دیکھنا چاہتا ہے، تو آپ ﷺ کا وضو یہ ہے۔

قُدَامَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ ثَنَا عَبْدُ خَيْرٍ قَالَ: جَلَسَ عَلَيَّ ﷺ بَعْدَ مَا صَلَّى الْفَجْرَ فِي الرَّحْبَةِ ثُمَّ قَالَ لِغُلَامِهِ: اثْنِي بِطَهْوِيرٍ، فَاتَّاهُ الْغُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْبٌ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: وَنَحْنُ جُلُوسٌ نَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَأَخَذَ بِيَمِينِهِ الْإِنَاءَ فَأَكْفَأَهُ عَلَيَّ يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ، فَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: كُلُّ ذَلِكَ لَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى، فَعَلَّ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ) ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ حَتَّى غَمَرَهَا الْمَاءُ ثُمَّ رَفَعَهَا بِمَا حَمَلَتْ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا مَرَّةً، (وَفِي رِوَايَةٍ: فَبَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ، قَالَ الرَّاوي: وَلَا أَدْرِي أَرَدَّ يَدَهُ أَمْ لَا) ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عَلَيَّ قَدَمِي الْيُمْنَى ثُمَّ غَسَلَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَيَّ قَدَمِي الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى

فَغَرَفَ بِكَفِّهِ فَشَرِبَ ، (وَفِي رِوَايَةٍ: وَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوئِهِ) ثُمَّ قَالَ: هَذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى طُهُورِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَهَذَا طُهُورُهُ۔ (مسند احمد: ۱۱۳۳)

فوائد:..... چلچلی: ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن۔

”رَحْبَهُ“: کوفہ میں ایک کھلی اور وسیع جگہ تھی جس کو رجبہ کہتے تھے۔

عبد الملک بن سلع کہتے ہیں: عبد خیر نماز فجر میں ہماری امامت کرواتے تھے، انھوں نے کہا: ایک دن میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو وہ کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے، وہ نچلتے چلتے ”رَحْبَهُ“ میں آگئے اور اپنی کمر کو دیوار کا سہارا دے کر بیٹھ گئے، پھر سر اٹھایا اور کہا: قنبر! ڈول اور چلچلی لے آؤ۔ پھر اس کو کہا: پانی بہاؤ، پس اس نے ان پر پانی بہایا اور انھوں نے اپنی ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا،..... پھر سابقہ حدیث کی طرح بالا اختصار ذکر کیا اور اس کے آخر میں ہے: انھوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

(دوسری سند) عبد خیر کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وضو کی تعلیم دی، اور وہ اس طرح کہ غلام نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، یہاں تک کہ انھوں نے ان کو صاف کر دیا، پھر سابقہ کیفیت کے ساتھ وضو بیان کیا، یہاں تک کہ کہا: پھر انھوں نے اپنا ہاتھ ڈول میں داخل کیا اور اس کے اندرونی نچلے حصہ کو ہاتھ لگایا پھر اس کو نکالا اور دوسرے ہاتھ پر پھیرا اور دونوں ہتھیلیوں سے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، پھر ٹخنوں تک تین تین بار دونوں پاؤں دھوئے، پھر پانی کا ایک چلو لے

(۶۱۹)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَلْعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ خَيْرٍ يَوْمًا فِي الْفَجْرِ فَقَالَ: صَلَّيْتُ يَوْمًا الْفَجْرَ خَلْفَ عَلِيٍّ ﷺ ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَجَاءَ يَمْشِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى لِرْحَبَةٍ فَجَلَسَ وَسَدَّ ظَهْرَهُ إِلَى الْحَائِطِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: يَا قَنْبَرُ! انْتَبِزْ بِالرَّكْوَةِ وَالطَّسْتِ ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: صُبَّ ، فَصَبَّ عَلَيْهِ فَنَسَلَ كَفَّهُ ثَلَاثًا ، (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ السَّابِقِ مُخْتَصِرًا وَفِي آخِرِهِ) فَقَالَ: هَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۰۰۸)

(۶۲۰) (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ أَيْضًا) قَالَ: عَلَّمَنَا عَلِيُّ ﷺ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَبَّ الْغُلَامُ عَلَيَّ يَدِيهِ حَتَّى انْقَاهُمَا ، وَوَصَفَ وَضُوءَهُ إِلَى أَنْ قَالَ: ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَغَمَزَ اسْفَلَهَا بِيَدِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِهَا الْأُخْرَى ثُمَّ مَسَحَ بِكَفِّيهِ رَأْسَهُ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلِيهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ اغْتَرَفَ حَفْنَةً مِنْ

(۶۱۹) تخريج: حدیث حسن - أخرجه النسائي في "الكبرى": ۱۶۱ (انظر: ۱۰۰۸)

(۶۲۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

کر لی لیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس طرح وضو کرتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ میرے گھر میں داخل ہوئے اور وضو کا پانی منگوا لیا اور ہم ایک ایسا چھوٹا سا برتن لے آئے، جس میں تقریباً ایک مُد پانی آتا، حتیٰ کہ وہ برتن آپ کے سامنے رکھ دیا گیا، جبکہ وہ پیشاب بھی کر چکے تھے، انھوں نے کہا: اے ابن عباس! کیا میں تیرے لیے رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ کر دوں؟ میں نے کہا: جی، کیوں نہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، پس ان کے لیے برتن رکھ دیا گیا، انھوں نے اپنے ہاتھ دھوئے اور کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور ناک کو جھاڑا، پھر دونوں ہاتھوں سے پانی لیا اور چہرے پر مارا اور کانوں کے سامنے والے حصے میں انگوٹھے ڈالے، پھر تین دفعہ یہ عمل دوہرایا، پھر دائیں ہاتھ سے پانی کا ایک چلو لے کر اس کو سر کے اگلے حصے پر ڈالا اور وہ چہرے پر بننے لگا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار دھویا، پھر دوسرے ہاتھ کو اسی طرح دھویا، پھر اپنے سر اور کان کے ظاہری حصے کا مسح کیا، پھر دونوں ہتھیلیوں سے پانی لیا اور اپنے پاؤں پر مارا، جبکہ جوتے بھی پہنے ہوئے تھے، پھر اپنے پاؤں کو الٹ پلٹ کیا، پھر دوسرے پاؤں پر بھی اسی طرح کیا۔ میں نے کہا: کیا جوتوں سمیت وضو؟ انھوں نے کہا: جی جوتوں سمیت، میں نے کہا: کیا جوتوں سمیت؟ انھوں نے کہا: جی جوتوں سمیت، میں نے کہا: کیا جوتوں سمیت؟ انھوں نے کہا: جی جوتوں سمیت۔

مَاءٍ بِكَفِّهِ فَشَرِبَهُ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ۔ (مسند أحمد: ۸۷۶)

(۶۲۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْتِي فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَجِئْنَا بِقَعْبٍ يَأْخُذُ الْمُدَّ أَوْ قَرِيبَهُ حَتَّى وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْبَالَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسِ! أَلَا أَتَوَضَّأُ لَكَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى فِذَلِكَ أَيْسَى وَأُمْسَى، قَالَ: فَوُضِعَ لَهُ إِنَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَضَمَصَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْشَرَّ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدَيْهِ فَصَكَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَالْقَمَّ لِبَهَامِيهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ قَالَ: ثُمَّ عَادَ فِي مِثْلِ ذَلِكَ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَأَفْرَعَهَا عَلَى نَاصِيَتِهِ ثُمَّ أَرْسَلَهَا تَسْبِيلُ عَلِيٍّ وَجْهَهُ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ يَدَهُ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مِنْ ظُهُورِهِمَا ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ مِنَ الْمَاءِ فَصَكَ بِهِمَا عَلَى قَدَمَيْهِ وَفِيهِمَا النَّعْلُ ثُمَّ قَلَبَهَا بِيهَا ثُمَّ عَلَى الرَّجْلِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ، قُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ، قُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ۔

(مسند أحمد: ۶۲۵)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں وضو سے متعلق تین اضافی امور کا ذکر بھی ہے: اگر چہرہ دھوتے وقت کانوں کے سامنے والے حصے میں انگوٹھے پھیر لیے جائیں تو سر کا مسح کرتے وقت صرف کانوں کے بیرونی حصے کا مسح کیا جائے

(۶۲۱) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو داود: ۱۱۷ (انظر: ۶۲۵)

گا۔ تین دفعہ چہرہ دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے پر ایک چلو پانی ڈال دیا جائے۔ جوتے سمیت پاؤں کو دھولینا، لیکن یہ ناظر رکھنا ضروری ہے کہ پورا پاؤں تر ہو جائے کوئی حصہ خشک نہ رہے۔

ابومطر کہتے ہیں: ہم امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد میں رجبہ کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائے، جبکہ یہ زوال کا وقت تھا، پس انھوں نے قنبر کو بلایا اور کہا: پانی کا برتن لاؤ، پس اپنی ہتھیلیاں اور چہرہ تین تین بار دھوئے اور تین کلیاں کیں، پھر بعض انگلیاں اپنے منہ میں ڈالیں اور تین بار ناک میں پانی چڑھایا اور تین دفعہ بازوؤں کو دھویا اور سر کا ایک دفعہ مسح کیا اور کہا: سر کا داخلی حصہ چہرے سے ہے اور خارجی حصہ سر ہے، پھر انھوں نے پاؤں کو ٹخنوں تک تین تین بار دھویا، اس وقت ان کی داڑھی ان کے سینے پر بوندیں پڑ رہی تھی، پھر انھوں نے وضو کے پانی میں سے ایک گھونٹ پانی پی لیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ کا وضو اس طرح ہوتا تھا۔

(۶۲۲)۔ عَنْ أَبِي مَطَرٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَابِ الرَّحْبَةِ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْنِي وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ الزَّوَالِ فَدَعَا قَنْبِرًا فَقَالَ: اثْنِي بِكُؤُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلْ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا وَتَمَضَّمْ ثَلَاثًا فَأَدْخَلَ بَعْضَ أَصَابِعِهِ فِي فِيهِ وَاسْتَشَقَّ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَاحِدَةً فَقَالَ: دَاخِلُهَا مِنَ الْوَجْهِ وَخَارِجُهَا مِنَ الرَّأْسِ، وَرَجَلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا وَلِحْيَتَهُ تَهْتَطِلُ عَلَى صَدْرِهِ ثُمَّ حَسَا حَسْوَةً بَعْدَ الْوُضُوءِ فَقَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ كَذَا كَانَ وَضُوءُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ - (مسند أحمد: ۱۳۵۶)

نزال بن سبرہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک برتن لایا گیا، جبکہ وہ رجبہ میں تھے، انھوں نے پانی کا ایک چلو لیا، اس سے کلنی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے چہرے، بازوؤں اور سر پر ہاتھ پھیر دیا اور کھڑے ہو کر ہی کچھ پانی پی لیا اور پھر انھوں نے کہا: یہ اس آدمی کا وضو ہے، جو بے وضو نہیں ہوا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(۶۲۳)۔ عَنِ النَّزَالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِكُؤُوزٍ مِنْ مَاءٍ وَهُوَ فِي الرَّحْبَةِ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَمَضَّمْ وَاسْتَشَقَّ وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ ثُمَّ شَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحَدِّثْ، هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَّ - (مسند أحمد: ۵۸۳)

(۶۲۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف المختار بن نافع ولجهالة ابی مطر البصری - أخرجه عبد بن

حمید: ۹۵ (انظر: ۱۳۵۶)

(۶۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶۱۶ (انظر: ۵۸۳)

میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کر کے آرہے ہیں تو میں چڑے کا برتن یا پیالہ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چلا، آپ ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو دور چلے جاتے تھے، بہر حال میں راستے میں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ فارغ ہو کر واپس آئے اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وضو کا پانی لیجئے، پس آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، اپنے ہاتھ پر پانی بہایا اور اس کو دھویا، پھر اپنا ہاتھ داخل کیا، انگلیوں کو بند کر کے (چلو بھرا) اور ایک ہاتھ پر پانی بہایا اور پھر سر کا مسح کیا، پھر ایک ہاتھ پر پانی لیا اور سر کا مسح کیا، پھر پانی کا ایک چلو بھرا اور اپنے پاؤں کی پشت پر ڈالا اور اس کے ساتھ اپنے پاؤں پر ہاتھ پھیرا، پھر تشریف لائے اور ہمیں نماز ظہر پڑھائی۔

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں: علی بن حسین نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کرنے کے لیے مجھے سیدہ ربیع بنت معوذ بنی نضیر کے پاس بھیجا، انہوں نے ایک برتن نکالا، جو ایک مد یا ایک مد اور چوتھائی مد کی مقدار کا تھا، سفیان نے کہا: یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہاشمی مد کی بات کر رہے ہیں، بہر حال سیدہ ربیع بنی نضیر نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے لیے اس برتن میں پانی ڈالتی تھی، آپ ﷺ تین دفعہ اپنے ہاتھوں پر پانی بہاتے تھے، ایک دفعہ کہا: ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین دفعہ دھوتے تھے، پھر اپنا چہرہ دھوتے اور تین دفعہ کلی کرتے اور تین بار ناک میں پانی چڑھاتے، پھر تین دفعہ دایاں بازو دھوتے اور تین بار ہی بائیں بازو دھوتے اور پھر آگے پیچھے سے سر کا مسح کرتے، پھر اپنے دونوں پاؤں کو تین تین بار دھوتے۔

رَأَيْتُهُ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَاتَّبَعْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ أَوْ الْقَدَحِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ حَاجَةً أَبْعَدَ فَجَلَسْتُ لَهُ بِالطَّرِيقِ حَتَّى انصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْضُوءٌ، قَالَ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيَّ فَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فَعَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ بِكَفِّهَا فَصَبَّ عَلَى يَدِ وَاحِدَةٍ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ قَبَضَ الْمَاءَ عَلَى يَدِ وَاحِدَةٍ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ قَبَضَ الْمَاءَ قَبْضًا بِيَدِهِ فَضْرَبَ بِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمِهِ فَمَسَحَ بِهِ عَلَى قَدَمِهِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى لَنَا الظُّهْرَ۔

(مسند أحمد: ۱۸۲۴۳)

(۶۲۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أُرْسَلَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ إِلَى الرَّبِيعِ بِنْتِ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْرَجَتْ لِي يَعْنِي إِنَاءً يَكُونُ مَدًّا أَوْ نَحْوَ مَدٍّ وَرُبْعٍ، قَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّهُ يَذْهَبُ إِلَى الْهَاشِمِيِّ، قَالَتْ: كُنْتُ أَخْرِجُ لَهُ الْمَاءَ فِي هَذَا فَيَصُبُّ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، وَقَالَ مَرَّةً: يَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخِلَهُمَا وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَمْضِضُ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَيَغْسِلُ يَدَهُ الْيُمْنَى

(۶۲۷)۔ تحریح: اسنادہ ضعیف لضعف عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب، وقد انفرد به واضطرب فی متنہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۷، ۱۳۰، والترمذی: ۳۳، وابن ماجه: ۳۹۰، ۴۱۸، ۴۴۰ (انظر: ۲۷۰۱۵)

پھر جب میرے چچا زاد سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے ساری کیفیت بتلائی، لیکن انھوں نے کہا: میں تو کتاب اللہ میں صرف دو عدد مسح اور دو عدد دھونا پاتا ہوں۔

ثَلَاثًا وَالْيَسْرَى ثَلَاثًا وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ، وَقَالَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ: مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، ثُمَّ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، قَدْ جَاءَ نَبِيُّ ابْنِ عَمِّ لَكَ فَسَأَلَنِي وَهُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي: مَا أَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا مَسْحَتَيْنِ وَعَسْلَتَيْنِ - (مسند أحمد: ۲۷۵۵۵)

فوائد: آخری قول سے وہ وضو والی آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، جس میں ان کے فہم کے مطابق

چہرے اور ہاتھوں کو دھونے کا اور سر اور پاؤں کا مسح کرنے کا ذکر ہے، حقیقت میں پاؤں کو دھونا ہی ثابت ہے، البتہ موزے وغیرہ کی صورت میں مسح کیا جا سکتا ہے۔

(دوسری سند) عبد اللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں: سیدہ ربیعہ بن معوذ بنی النخعی نے مجھے بیان کیا، وہ کہتی ہیں: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ کثرت سے ہمارے پاس آتے تھے، پس آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ ﷺ کے لیے ایک برتن رکھا اور آپ ﷺ نے اس سے اس طرح وضو کیا کہ تین دفعہ ہتھیلیوں کو دھویا اور ایک ایک دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر آپ نے تین دفعہ چہرہ اور دو بازو تین مرتبہ دھوئے، پھر وضو کا جو پانی آپ ﷺ کے ہاتھوں میں بچا، اس سے دو دفعہ سر کا مسح اس طرح کیا کہ سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا اور پھر اپنے ہاتھ کو پیشانی تک لے آئے اور اپنے پاؤں کو تین تین بار دھویا اور کانوں کے سامنے والے اور پچھلے حصے کا مسح کیا۔

(۶۲۸) - (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ أَيْضًا قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّبِيعَةُ بِنْتُ مَعُوذِ بْنِ عَمْرٍاءَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا) قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِينَا فَيُكْثِرُ فَأَتَانَا فَوَضَعْنَا لَهُ الْمِيضَاءَ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا وَمَضَمَّصَ وَاسْتَشَقَّ مَرَّةً مَرَّةً وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذَرَا عَيْنَهُ ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَا بَقِيَ مِنْ وَضُوئِهِ فِي يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بَدَأَ بِمُوْخِرِهِ ثُمَّ رَدَّ يَدَهُ إِلَى نَاصِيَتِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ أُذُنَيْهِ مَقْدَمَهُمَا وَمُوْخِرَهُمَا - (مسند أحمد: ۲۷۵۵۶)

سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ، جن کو صحبت نصیب ہوئی تھی، سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا: آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائیں، پس انھوں نے برتن منگوا یا

(۶۲۹) - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، فَقِيلَ لَهُ: تَوَضَّأْنَا وَضُوءَ رَسُولِ

(۶۲۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۲۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۹۱، ومسلم: ۲۳۵ (انظر: ۱۶۴۴۵)

اور اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ انڈیل کر ان کو دھویا، پھر اپنا ہاتھ پانی میں داخل کیا اور نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اس طرح تین بار کیا، پھر اپنا ہاتھ ڈالا اور اس کو نکال کر چہرہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اس کو نکال کر دو مرتبہ کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اس کو نکال کر سر کا اس طرح مسح کیا کہ ہاتھ کو سامنے سے لے گئے اور پیچھے سے لے آئے، پھر اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح ہوتا تھا۔

اللہ ﷺ، قَالَ: فَدَعَا بِأَنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَعَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ وَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا وَاسْتَخْرَجَهَا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَعَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدِهِ وَأَذْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (مسند أحمد: ۱۶۵۰۹)

(دوسری سند) ان کے دادا جان نے سیدنا عبد اللہ بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم مجھے یہ دکھا سکتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پھر انھوں نے وضو کا پانی منگوایا اور دو بار اپنے ہاتھ دھوئے، پھر تین بار کلی کی اور ناک جھاڑا، پھر تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر دونوں بازوؤں کو دو دو مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا اس طرح مسح کیا کہ ان کو آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے آئے، تفصیل یہ ہے کہ سر کے سامنے والے حصے سے شروع کیا اور ہاتھوں کو گدی تک لے گئے، پھر ان کو اسی جگہ پر لوٹایا، جہاں سے شروع کیا تھا، پھر اپنے پاؤں دھوئے۔ ایک روایت میں ہے: سر کا مسح دو بار کیا اور پاؤں بھی دو مرتبہ دھوئے۔

(۶۳۰)۔ (وَعَنَهُ مِنْ طَرِيقِ آخَرَ عَنْ أَبِيهِ)۔
ثَنَّ جَدَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِينِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَعَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَرَّ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ)۔ (مسند أحمد: ۱۶۵۴۵)

یزید بن براء، جو عمان کے امیر تھے اور عام امراء میں سے

(۶۳۰) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۳۱) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن المنذر في "اللاوسط": ۱ / ۴۰۰۱، والبخاری في

"التاريخ الكبير": ۴ / ۱۷۰ (انظر: ۱۸۵۳۷)

بہترین امیر تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: جمع ہو جاؤ، تاکہ میں تمہیں دکھا سکوں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے اور کیسے نماز پڑھتے تھے، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میں نے تمہارے ساتھ کتنا عرصہ رہنا ہے، بہر حال انہوں نے اپنے بیٹوں اور اہل و عیال کو جمع کیا اور وضو کا پانی منگوایا، پس کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر دایاں ہاتھ تین دفعہ دھویا، اس کے بعد بائیں ہاتھ تین بار دھویا، پھر سر کا اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصوں کا مسح کیا، پھر اس دائیں پاؤں اور اس کے بعد بائیں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھویا اور کہا: اسی طرح وضو تھا، میں نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے وضو کی کیفیت دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی، پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور ایک نماز پڑھی، ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ کون سی نماز تھی، پھر باہر تشریف لائے اور نماز کا حکم دیا، پس اقامت کہی گئی اور انہوں نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی، میرا خیال ہے کہ میں نے اس نماز میں سورہ یس کی کچھ آیتیں سنی تھیں، پھر عصر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد مغرب کی اور پھر عشا کی نماز پڑھائی اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے اور کیسے نماز پڑھتے تھے، میں نے تم کو یہ چیزیں دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی۔

إِسْمَاعِيلَ (بِعْنَى ابْنِ إِبْرَاهِيمَ) حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عَائِدِ السَّعْدِيِّ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَكَانَ أَمِيرًا بَعْمَانَ وَكَانَ كَخَيْرِ الْأَمْرَاءِ، قَالَ أَبِي: اجْتَمِعُوا فَلَارِيكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّي، فَإِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدَرُ صُحْبَتِي إِيَّاكُمْ، قَالَ: فَجَمَعَ بَيْنِهِ وَأَهْلَهُ وَدَعَا بِوَضْوِهِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ الْيَدَ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ هَذِهِ ثَلَاثًا بَعْنَى الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرُهُمَا وَبَاطِنَهُمَا وَغَسَلَ هَذِهِ الرَّجْلَ بَعْنَى الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ هَذِهِ الرَّجْلَ ثَلَاثًا بَعْنَى الْيُسْرَى، قَالَ: هَكَذَا مَا الْوُتُ أَنْ أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ فَصَلَّى صَلَاةَ مَا نَذَرِي مَا هِيَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِالصَّلَاةِ فَأَقِيمَتِ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ، فَأَحْسِبُ أَنِّي سَمِعْتُ مِنْهُ آيَاتٍ مِنْ بَسِّ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا الْعِشَاءِ وَقَالَ: مَا الْوُتُ أَنْ أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّي. (مسند أحمد: ١٨٧٣٦)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے یہ سوال کیا کہ کیا اس امت میں سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ

(٦٣٢)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ سُئِلَ: هَلْ أُمَّ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

بھی کسی نے نبی کریم ﷺ کی امامت کرائی ہے انہوں نے کہا: جی ہاں، ہم غزوہ تبوک کے موقع پر سفر میں تھے، جب سحری کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی سواری کی گردن پر مارا اور چل پڑے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا، کچھ وقت تو آپ ﷺ مجھ سے غائب رہے اور پھر واپس آ گئے اور مجھ سے فرمایا: ”کوئی ضرورت ہے؟“ میں نے کہا: جی کوئی ضرورت نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا پانی ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، پھر میں نے آپ ﷺ پر پانی بہایا، آپ ﷺ نے ہاتھ دھوئے، پھر چہرہ دھویا، پھر اپنے بازوؤں سے کپڑا پیچھے کرنے لگے، جبکہ آپ ﷺ نے شاہی جبہ پہنا ہوا تھا، اس کے بازو تک ہو گئے، اس لیے آپ ﷺ نے اپنے بازو اندر سے باہر نکال لیے اور اپنا چہرہ اور بازو دھوئے، پھر پیشانی اور گچڑی پر اور موزوں پر مسح کیا، پھر جب ہم لوگوں تک پہنچے تو نماز کھڑی کی جا چکی تھی اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے اور ایک رکعت پڑھا چکے تھے، میں ان کو بتلانے کے لیے جانے لگا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے منع کر دیا، پھر جو نماز ہمیں مل گئی، ہم نے ادا کر لی اور جو رہ گئی اس کو بعد میں پورا کر لیا۔

بَابُ فِي النِّيَّةِ وَالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الوُضُوءِ

وضو کی نیت اور اس کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھنے کا بیان

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف اور صرف اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے، جو وہ نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی، پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی، جس کی طرف وہ ہجرت کرے گا، اور جس کی ہجرت

غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، كُنَّا فِي سَفَرٍ كَذَا وَكَذَا، (وَفِي رِوَايَةٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ) فَلَمَّا كَانَ مِنَ السَّحْرِ ضَرَبَ عُنُقَ رَاحِلَتِهِ وَأَنْطَلَقَ فَتَبِعْتُهُ فَتَعَبَبَ عَيْنِي سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: ((حَاجَتُكَ؟)) فَقُلْتُ: لَيْسَ لِي حَاجَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((هَلْ مِنْ مَاءٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَعَسَلَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ وَكَانَتْ عَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَضَاقَتْ فَأَدْخَلَ بِيَدَيْهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَعَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَيْنِ ثُمَّ لَحِقْنَا لِنَاسٍ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمُهُمْ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَةً فَذَهَبَتْ لِأُذُنِهِ فَتَهَانِي فَصَلَّيْنَا الَّتِي أَدْرَكْنَا، (وَفِي رِوَايَةٍ: الرَّكْعَةُ الَّتِي أَدْرَكْنَا) وَقَضَيْنَا الَّتِي سَقَيْنَا بِهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: وَقَضَيْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَقَيْنَا)۔ (مسند أحمد: ۱۸۳۱۴)

(۶۳۳)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ جَرَّتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا

باپ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کا وضو نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس آدمی نے وضو پر ”بِسْمِ اللَّهِ“ نہیں پڑھی، اس کا کوئی وضو نہیں اور جو شخص میں (محمد ﷺ) پر ایمان نہیں لایا، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاسکے گا اور جس بندے نے انصار سے محبت نہ کی، وہ مجھ پر ایمان نہیں سکے گا۔“

حُوْبِيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَا وُضوءَ لَهُ، وَلَا وُضوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِي وَلَا يُؤْمِنُ بِي مَنْ لَا يُحِبُّ الْأَنْصَارَ.)) (مسند أحمد: ۲۳۶۲۴)

فوائد: نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ((تَوَضَّؤُوا بِسْمِ اللَّهِ.)) ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھ کر وضوء کرو۔ (نسائی: ۷۸) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وضوء کے شروع میں بِسْمِ اللَّهِ پڑھنا ضروری ہے، نیز صرف ”بِسْمِ اللَّهِ“ کے الفاظ ادا کرنے چاہئیں، نہ کہ ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کے۔

بَابُ فِي اسْتِحْبَابِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الْمَضْمَضَةِ وَتَأْكِيدِهِ لِنَوْمِ اللَّيْلِ

کلی سے پہلے ہاتھ دھونے کے مستحب ہونے اور رات کی نیند کے لیے تاکید کی طور پر دھونے کا بیان (۶۳۷)۔ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ (يَصِفُ وُضوءَ عَلِيٍّ ﷺ) قَالَ: أَخَذَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى الْإِنَاءَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى الْإِنَاءَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى نَسَمَ غَسَلَ كَفَيْهِ، فَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: كُلُّ ذَلِكَ لَا يَدْخُلُ يَدُهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ((الحديث.)) اَوْ فِي آخِرِهِ: قَالَ يَعْنِي عَلِيًّا (هَذَا طَهُورُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ) - (مسند أحمد: ۱۱۳۳)

(۶۳۸)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْسٍ عَنْ جَدِّهِ أَوْسٍ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَاسْتَوَكَّفَ ثَلَاثًا أَيْ غَسَلَ كَفَيْهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) يَعْنِي غَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا،

(۶۳۷) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۱۱۲، والنسائی: ۱/ ۶۷ (انظر: ۱۱۳۳)

(۶۳۸) تخریج: ضعيف لجهالة ابن أبي أوس - أخرجه النسائی: ۱/ ۶۴ (انظر: ۱۱۶۱۷۰) كتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ: أَذْخَلَهُمَا فِي الْإِنَاءِ أَوْ غَسَلَهُمَا خَارِجًا؟ قَالَ: لَا أَدْرِي. (مسند أحمد: ۱۶۲۷۰) انہوں نے کہا: یہ تو میں نہیں جانتا۔

فوائد: پہلے کئی احادیث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ وضو کے شروع میں تین بار ہاتھ دھوتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھوں کو تین دفعہ دھولینے سے پہلے برتن میں داخل نہ کرے، کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔“ ایک روایت میں ہے: ”ایک یا دو دفعہ دھونے سے پہلے۔“ ایک روایت میں ہے: ”جب تم میں کوئی آدمی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھوں کو برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے، جب تک ان کو تین دفعہ نہ دھولے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔“

(۶۳۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُعَاوِيَةُ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ)) قَالَ: وَقَالَ وَكَيْفَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ ثَلَاثًا، (حَدَّثَنَا) عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَتَّى يَغْسِلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ)) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسُ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))

(مسند أحمد: ۱۰۰۹۳)

فوائد: اس حکم کی جو علت بیان کی گئی ہے کہ آدمی کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ رات اور دن کی ہر نیند کے بعد ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین دفعہ دھونا چاہیے۔ یہ شریعت اسلامیہ کا حسن ہے کہ وہ کسی پہلو سے انسان کے لیے مضر اور مشتبہ چیز کو پسند نہیں کرتی، بلکہ اس کی طبع کا بھی خیال رکھتی ہے۔

بَابُ فِي الْمُمْضَمَّةِ وَالْإِسْتِنَاقِ وَالْإِسْتِنَارِ کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور اس کو جھاڑنے کا بیان

(۶۴۰)۔ عَنْ أَبِي عَطْفَانَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَوَجَدْتُهُ يَتَوَضَّأُ فَمَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْتَنْشِرُوهُ نِسْتَيْنِ (وَفِي رِوَايَةٍ: مَرَّتَيْنِ نَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا))) (مسند أحمد: ۳۲۹۶) طرح جھاڑا کرو۔“

ابو عطفان کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، وہ وضو کر رہے تھے، انھوں نے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”دو دفعہ ناک کو جھاڑا کرو، (ایک روایت میں ہے: دو یا تین دفعہ اچھی طرح جھاڑا کرو)۔“

فوائد:..... الْمُمْضَمَّةُ (کلی کرنا): منہ میں پانی کو حرکت دینا لِاسْتِنَاقِ: سانس کی مدد سے پانی کو ناک میں چڑھانا لِاسْتِنَارِ: ناک میں چڑھائے ہوئے پانی کو سانس کے پریش سے باہر پھینکنا کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ دوران وضو ناک کو سنت کے مطابق صاف نہیں کرتے۔

(۶۴۱)۔ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: صَلَّيْنَا الْعِدَاةَ فَأَتَيْنَاهُ (يَعْنِي عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَتَى بِرُكُوتٍ فِيهَا مَاءٌ وَطَسَبْتُ، قَالَ: نَأْفِرُ الرُّكُوتَ عَلَى يَدَيْهِ الْيُمْنَى فَعَسَلَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَتَمَضَمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَرَ ثَلَاثًا بِكَفِّ نَفْسٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَضَمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ) ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الرُّكُوتِ فَمَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ بِكَفِّهِ جَمِيعًا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: هَذَا وَضُوءٌ نَبِيِّكُمْ ﷺ فَأَعْلَمُوهُ۔ (مسند أحمد: ۱۰۲۷)

عبد خیر کہتے ہیں: ہم نماز فجر ادا کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے ہاں بیٹھ گئے، انھوں نے وضو کا پانی منگوایا، پس ایک برتن لایا گیا، جس میں پانی تھا اور چلمی لائی گئی پس انھوں نے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی بہایا اور دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا، پھر ایک ایک چلو کر کے تین تین کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور بازوؤں کو تین تین دفعہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں رکھا اور دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ ایک دفعہ سر کا مسح کیا، پھر تین تین بار اپنے پاؤں کو دھویا اور پھر کہا: یہ تمہارے نبی کا وضو ہے، اس کو سیکھ لو۔

فوائد:..... سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائیں، پس انھوں نے وضو کیا، (راوی نے کلی اور ناک کا یہ طریقہ بیان کیا) ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدَةٍ فَعَسَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا..... پھر انھوں نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور اس کو نکالا اور ایک چلو

(۶۴۰) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۱، وابن ماجه: ۴۰۸ (انظر: ۳۲۹۶)

(۶۴۱) صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۱۱، ۱۱۲، والنسائی: ۱/۶۷، وابن ماجه: ۴۰۴ (انظر: ۱۰۲۷)

سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اس طرح تین دفعہ کیا۔ آخر میں کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدَةٍ، فَعَلَّ ذَلِكَ ثَلَاثًا..... میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اس طرح تین دفعہ کیا۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ایک ہی چلو سے کلی بھی کرنی چاہیے اور ناک میں پانی میں بھی چڑھانا چاہیے، جبکہ ایسا کرنا بہت آسان ہے۔ کلی اور ناک کے لیے ایک چلو لینے کو ”وصل“ اور الگ الگ چلو لینے کو ”فصل“ کہتے ہیں۔ ”وصل“ کی احادیث تو واضح اور صریح ہیں، لیکن کوئی روایت صراحۃً ”فصل“ پر دلالت نہیں کرتی، اگر کسی سے کوئی گنجائش ملتی ہے تو وہ ضعیف ہے، مثلاً: صحابی کہتے ہیں: فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ..... میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں فاصلہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد: ۱۳۹) پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اس میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اور طلحہ کا باپ مجھول ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث صراحت کے ساتھ دو چلوؤں پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ ایک چلو سے بھی کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں فاصلہ کیا جاسکتا ہے اور وہ اس طرح کہ آدھا چلو منہ میں ڈال کر کلی کی اور پھر آدھا چلو ناک میں ڈال دیا۔ یہی حال باقی روایات کا ہے، لیکن یہ گزارش ضروری ہے کہ جو احباب ”فصل“ کو ثابت کرنے کے لیے زور لگاتے ہیں، ان کو ”وصل“ بھی تسلیم کر لینا چاہیے، کیونکہ یہ تو صحیح اور صریح احادیث سے ثابت ہے۔

(۶۴۲)۔ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مَعْوِذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (تَصِفُ وَضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ) قَالَتْ: وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً مَرَّةً۔ (مسند أحمد: ۲۷۵۵۶) سیدہ ربیع بنت معوذ بنی النخع، نبی کریم ﷺ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: آپ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔

(۶۴۳)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (تَصِفُ وَضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ) أَنَّهُ كَانَ إِذَا اسْتَنْشَقَ أَدْخَلَ الْمَاءَ مَنْخَرِيهِ۔ (مسند أحمد: ۷۸۷۵) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب استنشاق کرتے تو نختنوں میں پانی داخل کرتے تھے۔

(۶۴۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً أَوْ لَيْسَ تَنْتَرِ، وَقَالَ مَرَّةً: لَيْسَ تَنْتَرِ)) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی وضو کرے تو وہ اپنے ناک میں پانی ڈالے اور پھر اس کو جھاڑے۔“ (مسند أحمد: ۷۲۹۸)

(۶۴۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل - أخرجه ابن ماجه: ۴۱۸، ۴۳۸، وأخرجه ابوداؤد: ۱۳۰ مختصر (انظر: ۲۷۰۱۶)

(۶۴۳) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۷۸۸۸)

(۶۴۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۶۲، ومسلم: ۲۳۷ (انظر: ۷۳۰۰)

(۶۴۵)۔ وَعَنْهُ أَيضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی وضو کرے تو وہ ناک کو جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کے ناک کے نتھنوں یا جڑوں میں رات گزارتا ہے۔“ (احمد: ۸۶۰۷)

فوائد:..... صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْتِزْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِينُ عَلَى خَيْشُومِهِ))..... ”جب کوئی آدمی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو تین دفعہ ناک کو جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کے ناک کے نتھنے یا جڑوں میں رات گزارتا ہے۔“ لہذا تین دفعہ ناک جھاڑنے کا مخصوص حکم اس وضو سے متعلق ہے، جو رات کو سونے کے بعد کیا جائے۔

(۶۴۶)۔ عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَاسْبِغْ وَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ وَإِذَا اسْتَنْشَقْتَ فَأَبْلِغْ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا)) (مسند أحمد: ۱۶۴۹۷) سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وضو کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو وضو کرے تو مکمل وضو کر، انگلیوں میں خلال کر اور جب تو ناک میں پانی چڑھائے تو اس میں مبالغہ کر، الا یہ کہ تو روزے دار ہو۔“

فوائد:..... ناک میں مبالغہ کے ساتھ پانی چڑھانے سے بعض دفعہ پانی کے قطرے حلق میں اتر آتے ہیں، اس وجہ سے روزے دار کو اس سلسلے میں مبالغہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

فَصَلِّ فِي جَوَازِ تَأْخِيرِهِمَا عَنْ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَفِي حُكْمِ التَّرْتِيبِ فِي الْوُضُوءِ چہرے اور ہاتھوں کے بعد کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے جواز اور وضو میں ترتیب کے حکم کا بیان (۶۴۷)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبَ سیدنا مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ عَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضَمَّ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ اس طرح وضو کیا کہ آپ نے تین دفعہ دونوں ہتھیلیاں دھوئیں، تین بار چہرہ دھویا، تین تین مرتبہ بازو دھوئے اور پھر تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے سر کا اور کانوں کے

(۶۴۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۹۵، ومسلم: ۲۳۸ (انظر: ۸۶۲۲)

(۶۴۶) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه ابوداود: ۲۳۶۶، والترمذی: ۷۸۸، وابن ماجه: ۴۰۷، والنسائی: ۱/ ۶۶ (انظر: ۱۶۳۸۴)

(۶۴۷) تخریج: قال الالبانی: صحیح - أخرجه ابوداود: ۱۲۱ (انظر: ۱۷۱۸۸)

بَابُ فِي غَسْلِ الْوَجْهِ وَتَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ وَتَعَاهُدِ الْمَاقِنِ
 چہرے کو دھونے، داڑھی کا خلال کرنے اور ناک سے ملے ہوئے گوشہ چشم کا خیال رکھنے کا بیان
 (۶۵۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سیده عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو
 كَانِ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِالْمَاءِ۔ (مسند کرتے تو پانی کے ساتھ داڑھی کا خلال کرتے۔
 (احمد: ۲۶۴۹۷)

فوائد: سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب وضوء کرتے تو ایک چلو پانی ٹھوڑی کے
 نیچے داخل کر کے داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: ((هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي)) ”مجھے میرے رب نے اس طرح
 کرنے کا حکم دیا ہے“۔ (ابوداؤد: ۱۴۵، مستدرک حاکم: ۱/۱۴۹) یہ حدیث متعدد شواہد کی بناء پر ”حسن لغیرہ“
 ہے) حسان بن بلال کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا اور داڑھی کا خلال کیا،
 پس میں نے کہا: کیا تم داڑھی کا خلال کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اور کون سی چیز مجھے ایسا کرنے سے روک سکتی ہے، میں
 نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے ہوئے دیکھا۔ (ابن ماجہ: ۲۹) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ
 سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے۔ (ترمذی: ۳۱) ثابت ہوا کہ داڑھی کے
 بارے میں سنت یہ ہے کہ وضو میں اس کا خلال کیا جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پانی کا ایک چلو ٹھوڑی کے نیچے داڑھی
 کے بالوں میں داخل کر کے داڑھی کے بالوں میں ایک ہاتھ کی انگلیاں پھیر دی جائیں۔

(۶۵۱)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانِ إِذَا تَوَضَّأَ تَمَضَّمُ مَسْحَ لِحْيَتِهِ مِنْ تَحْتِهَا بِالْمَاءِ۔ (مسند اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو کلی کرتے اور داڑھی کے نیچے
 سے پانی کے ساتھ داڑھی کا خلال کرتے۔
 (احمد: ۲۳۹۳۷)

(۶۵۲)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
 تَوَضَّأَ فَمَضَّمُ ثَلَاثًا وَاسْتَشَقَّ ثَلَاثًا وَكَانَ يَمَسَحُ الْمَاقِنَ مِنَ الْعَيْنِ، قَالَ: وضو کیا، پس تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی چڑھایا، گوشہ
 چشم پر بھی ہاتھ پھیرا، آپ ﷺ سر کا ایک بار مسح کیا کرتے

(۶۵۰) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۵۰ (انظر: ۲۵۹۷۰)

(۶۵۱) تخریج: اسنادہ ضعیف جداً، واصل بن السائب و ابو سورة ابن اخی ابی ایوب مجمع علی
 تضعیفهما، ثم ان ابا سورة هذا قيل: لا يعرف له سماع من ابی ایوب۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۳۳ (انظر: ۲۳۵۴۱)
 (۶۵۲) تخریج: صحیح لغیرہ دون قوله: ”والاذنان من الرأس والمسح علی المآقین“ وهذا اسناد ضعیف
 لضعف شهر بن حوشب الاشعری و ابی ربيعة سنان بن ربيعة الباهلی، وللاختلاف فی رفع ووقف قوله
 ”الاذنان من الرأس“ أخرجه ابوداؤد: ۱۳۴، وابن ماجه: ۴۴۴، والترمذی: ۳۷ (انظر: ۲۲۳۱۰)
 کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً
وَكَانَ يَقُولُ: ((الْأَذْنَانِ مِنَ الرَّأْسِ-))
(مسند أحمد: ۲۲۶۶۶)

فوائد:..... سر کے مسح سے متعلقہ باب میں ”الْأَذْنَانِ مِنَ الرَّأْسِ“ کے الفاظ پر بحث کی جائے گی۔
بَابٌ فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَتَطْوِيلِ الْغُرَّةِ وَتَحْلِيلِ الْأَصَابِعِ وَالذَّلْكَ
بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھونے، سفیدی کو لمبا کرنے، انگلیوں کا خلال کرنے اور ملنے کا بیان
(۶۵۳)- عَنْ أَبِي زُرْعَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ حَتَّى
جَاوَزَ الْمِرْفَقَيْنِ، فَلَمَّا غَسَلَ رِجْلَيْهِ جَاوَزَ
النَّكَعَيْنِ إِلَى السَّاقَيْنِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ:
هَذَا مَبْلُغُ الْجِلْيَةِ- (مسند أحمد: ۷۱۶۶)

ابوزرعہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا،
جب انھوں نے بازوؤں کو دھویا تو کہنیوں سے تجاوز کر گئے،
اسی طرح جب پاؤں کو دھویا، تو ٹخنوں سے تجاوز کر کے پنڈلیوں
کو بھی دھونے لگ گئے، میں نے کہا: یہ کیسا وضو ہے؟ انھوں
نے کہا: یہ زیور اور زینت کے پہنچنے کی جگہ ہے۔

فوائد:..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا، وہ ساری جگہ قیامت والے دن
چمکتی ہوگی، مزید وضاحت آگے آ رہی ہے۔
(۶۵۴)- عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمِّرِ أَنَّهُ
رَقِيَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ
وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَرَفَعَ فِي عَضْدِيهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ
فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:
((إِنَّ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ
مِنْ آثَارِ الْوَضُوءِ، فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ
يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ-)) فَقَالَ نُعَيْمٌ: لَا أَدْرِي
قَوْلُهُ ”مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ“
مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ مِنْ قَوْلِ أَبِي
هُرَيْرَةَ- (مسند أحمد: ۸۳۹۴)

نعیم بن عبد اللہ مجمر کہتے ہیں کہ وہ مسجد کی چھت پر چڑھ کر سیدنا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، جبکہ وہ وضو کر رہے تھے، وہ
(کہنیوں سے اوپر والے) بازوؤں کے حصے کو دھونے لگے،
پھر مجھ پر متوجہ ہوئے اور کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک
قیامت کے روز وضو کے آثار کی وجہ سے میری امت کی
پیشانیوں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے، اس لیے تم میں سے جو
آدمی اپنی سفیدی کو لمبا کرنا چاہتا ہے، وہ کرے۔“ نعیم نے کہا:
مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ ”اس لیے تم میں سے جو آدمی اپنی سفیدی
کو لمبا کرنا چاہتا ہے، وہ کرے۔“ کے الفاظ رسول اللہ ﷺ نے
کہے ہیں یا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔

فوائد:..... حافظ ابن قیم نے ان الفاظ کو مدرج شمار کیا ہے، شیخ البانی کا رجحان بھی اس طرف ہے، دیکھیں:

(۶۵۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۵۵۹، ومسلم: ۲۱۱۱ (انظر: ۷۱۶۶)

(۶۵۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۶ (انظر: ۸۴۱۳)

ارواء الغلیل: ۹۴ حافظ ابن حجر نے کہا: دس صحابہ نے اس حدیث کو بیان کیا، ان سب نے ”جو آدمی اپنی سفیدی کو مٹا کرنا چاہتا ہے، وہ کرے“ کے الفاظ بیان نہیں کیے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے بھی صرف نعیم مجمر نے روایت کیے۔ (فتح الباری: ۱ / ۲۳۶) اور ان کو بھی ان الفاظ کے بارے میں تردد ہے۔

((فَمِنْ اسْتِطَاعٍ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ.)) کے متعلق بعض اہل علم کی رائے ہے کہ یہ الفاظ مدرج ہیں، مرفوع حدیث کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن کہنیوں اور پاؤں سے سے زاید حصہ دھونا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اپنے عمل اور ان کے واسطے سے مرفوعاً ثابت ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۴۶) میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو کرتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ بازو دھوئے اور پاؤں کے ساتھ پنڈلیوں کو دھویا اور فرمایا: ”ہکذا رأیت رسول اللہ ﷺ يتوضأ“ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس سے مذکورہ بالا جملے کے مرفوع ہونے کی تائید ہوتی ہے اور ہاتھوں کے ساتھ بازو اور پاؤں کے پنڈلیوں کو دھونا جائز اور درست ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۵۵۱)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قِيلَ لَهُ: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَرَكَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ عُرُّ مُحَجَّلُونَ بَلْقُ وَبِنِ اسْتِطَاعٍ)) (مسند أحمد: ۳۸۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ اپنی امت کے ان افراد کو کیسے پہچانیں گے، جن کو آپ ﷺ نے دیکھا نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک وضو کے آثار کی وجہ سے ان کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوئے اور چست کبرے ہوں گے۔“

(۶۵۶)۔ عَنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَهُوَ يَمِرُّ الْوَضُوءَ إِلَى إِبْطِهِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هَذَا الْوَضُوءُ؟ قَالَ: يَا بَنِي قُرُوحٍ! أَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا الْوَضُوءَ، إِنِّي سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: (تَبْلُغُ الْحَلِيَّةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ إِلَى حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ) (مسند أحمد: ۸۸۲۷)

ابو حازم کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا تھا، جبکہ وہ وضو کر رہے تھے اور انھوں نے وضو کا پانی بغل تک پہنچا دیا، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ انھوں نے کہا: اے بنو قروح! تم لوگ یہاں ہو؟ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم یہاں موجود ہو تو میں نے یہ وضو نہیں کرنا تھا، میں نے اپنی خلیلی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”زیور اور زینت مؤمن کی اس جگہ تک پہنچے گی، جہاں تک وضو پہنچتا ہے۔“

فوائد: ... ان احادیث میں آپ ﷺ کی امت کا امتیازی وصف بیان کیا گیا ہے، جو ان کو قیامت کے میدان میں نصیب ہوگا اور اسی وصف کی بنا پر آپ ﷺ اپنی امت کی شناخت کریں گے۔ ہر فرد کو نماز اور وضو کا بھرپور

(۶۵۵) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۸۴ (انظر: ۳۸۲۰)

(۶۵۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۰ (انظر: ۸۸۴۰)

اہتمام کرنا چاہیے، تاکہ وہ اس سعادت سے محروم نہ ہو جائے۔ فروخ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بیٹا تھا، یہ عجموں کا باپ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کا مقصد یہ تھا کہ جس آدمی کی اقتدا کی جاتی ہو، اس کو چاہیے کہ کم فہم لوگوں کے سامنے رخصتوں اور تشدد والے اعمال پر عمل نہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ رخصت کو مستقل حکم سمجھ کر ضرورت کے بغیر اس کو اپنائیں اور تشدد والے عمل کو واجب سمجھ لیں۔

(۶۵۷)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ سَيْدِنَا لُقَيْطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ مَرْوَى هِيَ، وَهِيَ كَتَبَتْ هِيَ: فِي مِثْقَالِ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ: إِذَا تَوَضَّأَتْ فَحَلَّلِ الْأَصَابِعَ. ((مسند أحمد: ۱۶۴۹۴))

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، پس آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”جب تو وضو کرے، تو انگلیوں کا خلال کیا کر۔“

(۶۵۸)۔ عَنْ أَبِي سَوْرَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حَبْدًا الْمُتَخَلِّلُونَ.)) قِيلَ: وَمَا الْمُتَخَلِّلُونَ؟ قَالَ: ((فِي الْوُضُوءِ وَالطَّعَامِ.)) ((مسند أحمد: ۲۳۹۲۴))

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خلال کرنے والے بہت اچھے ہیں۔“ کسی نے کہا: خلال کرنے والوں سے مراد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو وضو اور کھانے میں خلال کرتے ہیں۔“

فوائد:..... لیکن اس روایت کے شروع والے الفاظ صحیح ہیں، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَبْدًا الْمُتَخَلِّلُونَ مِنْ أُمَّتِي.))..... ”بہت خوب ہیں میری امت کے وہ لوگ، جو خلال کرتے ہیں۔“ (معجم اوسط طبرانی: ۱/۳۹، صحیحہ: ۲۵۶۷) معلوم ہوا کہ وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے وقت ان کی انگلیوں کو خلال کرنا چاہیے، ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں ڈال کر اور پاؤں کی انگلیوں کا چھنگلی انگلی سے خلال کرنا چاہیے۔ مزید دیکھیں حدیث نمبر: ۶۹۳۔

(۶۵۹)۔ عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدِ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَيْدَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ نُبَيْتَةَ سَمِعَ مَرْوَى هِيَ كَتَبَتْ هِيَ: فِي مِثْقَالِ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ: إِذَا تَوَضَّأَتْ فَحَلَّلِ الْأَصَابِعَ. ((مسند أحمد: ۱۶۴۹۴))

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تو وضو کرے، تو انگلیوں کا خلال کیا کر۔“

(۶۵۷) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۲، ۱۴۴، والترمذی: ۳۸، والنسائی: ۱/۷۹، وابن ماجه: ۴۴۸ (انظر: ۱۶۳۸۱)

(۶۵۸) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، واصل بن السائب الرقاشی و ابو سورة مجمع علی تضعیفهما، و ابو سورة لا يعرف له سماع من ابی ایوب۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۱/۱۲، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۴۰۶۱ (انظر: ۲۳۵۲۷)

(۶۵۹) تخریج: حدیث صحیح من حدیث ام عمارة جده عبادة بن تميم۔ أخرجه الطيالسی: ۱۰۹۹، وابن حبان: ۱۰۸۲، وابن خزيمة: ۱۱۸، والحاكم: ۱/۱۴۴ (انظر: ۱۶۴۴۱)

النَّبِيِّ ﷺ تَوْضُأً فَجَعَلَ يَقُولُ هَكَذَا،
بِذَلِكَ. (مسند أحمد: ۱۶۵۵)

فوائد:..... اعطا کوٹے سے بعض مقامات کے خشک رہ جانے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔

بَابُ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ وَالْأُذُنَيْنِ وَالصُّدْعَيْنِ
سر، دونوں کانوں اور دونوں کپٹیوں کے مسح کا بیان

(۶۶۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ قَبِيصَةَ عَنْ رَجُلٍ
مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَانَ ﷺ قَالَ:
أَلَا أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ وَضُوءُ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ؟ قَالُوا: بَلَى، فَدَعَا بِمَاءٍ
فَمَضَمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ
وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذَرَعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ
وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: وَاعْلَمُوا أَنَّ
الْأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ تَحَرَّيْتُ
لَكُمْ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (وَتَقَدَّمَ فِي
بَابِ غَسْلِ الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَمَامَةَ
قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً
وَاحِدَةً وَكَانَ يَقُولُ: ((الْأُذُنَانِ مِنَ
الرَّأْسِ)) (مسند أحمد: ۴۲۹)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ دکھا دوں؟ لوگوں نے کہا: جی کیوں نہیں، پھر انھوں نے پانی منگوا یا، تین دفعہ کلی کی، تین بار ناک جھاڑا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین تین بار بازو دھوئے، پھر سر کا مسح کر کے تین تین بار دونوں پاؤں کو دھویا اور پھر کہا: جان لو کہ کان، سر میں سے ہیں۔ تحقیق میں نے تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا وضو پیش کیا ہے۔ ”بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ“ میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سر کا ایک دفعہ مسح کیا اور آپ فرماتے تھے ”کان، سر میں سے ہیں۔“

فوائد:..... ”الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ“ (کان، سر میں سے ہیں) کے الفاظ آپ ﷺ سے ثابت ہیں، اس کی صحابہ کرام سے کئی سندیں ہیں، مثلاً سیدنا ابوامامہ، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس، سیدہ عائشہ، سیدنا ابوموسیٰ، سیدنا انس، سیدنا سمرہ بن جندب اور سیدنا سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم۔ ملاحظہ ہو: سلسلہ صحیحہ: ۳۶، ارواء الغلیل: ۸۴ ان الفاظ کی فقہ یہ ہے کہ جو حکم سر کے مسح کا ہے، وہی کانوں کا ہے، اگر سر کا مسح ایک یا تین بار درست ہے تو کانوں کا بھی اسی طرح ہوگا، نیز کانوں کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ سر پر مسح کرنے کے تین طریقے ہیں: مکمل سر پر، مکمل پگڑی پر اور سر کے اگلے حصے پر اور باقی پگڑی پر۔ سر کا مسح تین دفعہ کرنا بھی درست ہے۔

(۶۶۰) تخريج: حديث عثمان حسن لغيره۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ۱/۱، وتقدم حديث أبي امامة برقم: ۶۵۲ (انظر: ۴۲۹)

بسر بن سعید کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم تقاعد میں آئے اور وضو کا پانی منگوایا اس طرح وضو کیا کہ کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، تین دفعہ چہرہ دھویا، دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھویا، پھر سر کا مسح کر کے دونوں پاؤں کو تین تین دفعہ دھویا اور کہا: میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اے لوگو! کیا اسی طرح تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے موجود صحابہ کی ایک جماعت سے یہ تصدیق کروائی تھی۔

(۶۶۱)۔ عَنْ بُسْرَيْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَتَى عُمَانَ الْمَقَاعِدَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَمَضَمَ وَاسْتَشَقَّ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، يَا هَوْلَاءِ! أَكْذَابُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، لِنَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَهُ. (مسند أحمد: ۴۸۷)

فوائد: سر کا تین دفعہ مسح کرنے کے بارے مسلم کی روایت صریح نہیں البتہ مسند احمد کی زیر مطالعہ حدیث صریح ہے اور اسے تین دفعہ مسح اس کا جواز ثابت ہوتا ہے اس کی تفصیل کے لیے دیکھیں فتح الباری، ج: ۱، ص: ۲۶۰۔ (عبداللہ رفیق)

زر بن حبیش کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کرتے وقت اس طرح سر کا مسح کیا کہ قریب تھا کہ پانی کے قطرے گرنے لگیں، پھر انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(۶۶۲)۔ عَنْ زُرَّيْبِ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: مَسَحَ عَلِيُّ ﷺ رَأْسَهُ فِي الْوَضُوءِ حَتَّى أَرَادَ أَنْ يَقْطُرَ وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ. (مسند أحمد: ۸۷۳)

سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین بار چہرہ دھویا، اس کے بعد دایاں بازو تین بار اور پھر بائیں بازو تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح اس پانی سے کیا جو ہاتھوں سے بچا ہوا نہیں تھا، پھر دونوں پاؤں کو دھویا، یہاں تک کہ ان کو صاف کر دیا۔

(۶۶۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُرَيْجُ بْنُ نَعْمَانَ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ الْمِصْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ جِبَانَ بْنَ وَاسِعِ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضَمَ وَاسْتَشَقَّ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا

(۶۶۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۰ (انظر: ۴۸۷)

(۶۶۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۱۴ (انظر: ۸۷۳)

(۶۶۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۶ (انظر: ۱۶۴۶۷)

وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ
فَضْلَ يَدَيْهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا -
(مسند أحمد: ۱۶۵۸۱)

(۶۶۴) - وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ
رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدِّمِ
رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا
حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ
غَسَلَ رِجْلَيْهِ - (مسند أحمد: ۱۶۵۵۲)

(۶۶۵) - عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ (يَصِفُ وُضُوءَ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ
فَمَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ بِكَفَيْهِ جَمِيعًا مَرَّةً وَاحِدَةً
ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ (عَلِيٌّ):
هَذَا وُضُوءُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فَأَعْلَمُوهُ، (وَفِي
رِوَايَةٍ قَالَ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَبَدَأَ بِمُقَدِّمِ
رَأْسِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ وَقَالَ: وَلَا أَدْرِي أَرَدَّ يَدَهُ
أَعْلَا، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ
يَنْظُرَ إِلَى وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهَذَا
وُضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) (مسند أحمد: ۱۰۲۷)

(۶۶۶) - عَنْ طَلْحَةَ الْإِيَامِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمَسُحُ رَأْسَهُ
حَتَّى يَبْلُغَ الْقَدَالَ وَمَا يَلِيهِ بِمُقَدِّمِ الْعُنُقِ

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سر کا اس طرح مسح کیا کہ دونوں ہاتھوں کو آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے آئے، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) سر کے سامنے والے حصے سے شروع کیا، یہاں تک کہ ہاتھوں کو گدی تک لے گئے، پھر ان کو لوٹا کر وہاں لے آئے، جہاں سے شروع کیا تھا، پھر اپنے پاؤں دھوئے۔

عبد خیر، سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر انھوں نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا اور دونوں ہتھیلیوں سے سارے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، پھر دونوں پاؤں کو تین تین بار دھویا، پھر انھوں نے کہا: یہ تمہارے نبی کا وضو ہے، اس کو سیکھ لو۔ ایک روایت میں ہے: انھوں نے اپنے سر کا مسح اس طرح کیا کہ سر کے اگلے حصے سے پچھلے حصے تک لے گئے۔ لیکن راوی کہتا ہے: میں یہ نہیں جانتا کہ ہاتھوں کو واپس لوٹایا تھا یا نہیں، پھر انھوں نے اپنے پاؤں دھوئے اور کہا: جو آدمی رَسُولِ اللَّهِ ﷺ کا وضو دیکھنا پسند کرتا ہے تو یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

ان کے دادے (سیدنا عمرو بن کعب یا کعب بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر کا مسح کیا، یہاں تک کہ سر کے پچھلے حصے اور

(۶۶۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۵، ومسلم: ۲۳۵ (انظر: ۱۶۴۳۸)

(۶۶۵) تخریج: صحیح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ۱۱۲، والنسائی: ۱/۶۷، وابن ماجه: ۴۰۴، (انظر: ۱۰۲۷)

(۶۶۶) تخریج: اسنادہ ضعيف لجهالة مصرف والد طلحة، ولضعف لبث بن ابی سليم۔ أخرجه ابوداود:

۱۳۲ (انظر: ۱۵۹۵۱)

اس کے ساتھ ملے ہوئے گردن کے اگلے حصے کا ایک دفعہ مسح کیا۔ راوی نے کہا: گردن کے پچھلے حصے کو "قَدَال" کہتے ہیں۔ سیدنا مقدم بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، پس آپ ﷺ نے وضو کیا، دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، تین بار چہرہ دھویا، پھر تین تین بار کھلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور سر اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے کا مسح کر کے پاؤں کو تین بار دھویا۔

ابو ازر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا ذکر کیا، انھوں نے پانی کے ایک چلو سے سر کا مسح کیا، یہاں تک سر سے پانی کے قطرے گرنے لگے یا قریب تھا کہ گرنے لگیں، بہر حال انھوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھایا، جب وہ سر کے مسح تک پہنچے تو انھوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصے پر رکھا، پھر ان کو سر پر پھیرتے گئے، یہاں تک کہ گدی تک پہنچ گئے، پھر اسی جگہ پر لوٹا کر لے آئے، جہاں سے شروع کیا تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا، امام سفیان نے کہا: چوتھو برس ہو گئے ہیں کہ بچی بن سعید نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی، اس کے کچھ عرصہ بعد بھی میں نے ان سے سوال کیا تھا اور بچی ان سے بڑے تھے۔ سفیان کہتے ہیں: میں نے ان سے تین احادیث سنی تھیں، پس

بِمَرَّةٍ، قَالَ: الْقَدَالُ سَالِفَةُ الْعُنُقِ۔ (مسند أحمد: ۱۶۰۴۷)

(۶۶۷)۔ عَنِ الْمُقَدَّمِ بْنِ مَعْدِيكَرِبِ الْكِنْدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا وَعَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ۱۷۳۲۰)

(۶۶۸)۔ عَنِ أَبِي الْأَزْهَرِ عَنِ مُعَاوِيَةَ (بْنِ سُفْيَانَ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُمْ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِغُرْفَةٍ مِنْ مَاءٍ حَتَّى يَقْطُرَ الْمَاءُ مِنْ رَأْسِهِ أَوْ كَادَ يَقْطُرُ وَأَنَّهُ أَرَاهُمْ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ مَرَّ بِهِمَا حَتَّى بَلَغَ الْفَقَأُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى بَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ۔ (مسند أحمد: ۱۶۹۷۹)

(۶۶۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى ابْنِ عَمَارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنِ الْمَازِنِيِّ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، قَالَ سُفْيَانُ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

(۶۶۷) تخریج: تقدم تخریجہ فائند۔ أخرجه (انظر:)

(۶۶۸) تخریج: صحیح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۴ (انظر: ۱۶۸۵۴)

(۶۶۹) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: "و مسح برأسه مرتین" فقد وهم فيه سفیان ابن عیینة۔ أخرجه الترمذی: ۴۷، والسنائی: ۷۲ / ۱ (انظر: ۱۶۴۵۲)

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو دو مرتبہ اور چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور دو بار سر کا مسح کیا۔ امام احمد کہتے ہیں: میں نے سفیان سے یہ حدیث تین مرتبہ سنی، وہ کہتے تھے: پاؤں کو دو مرتبہ دھویا، لیکن ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ سر کا ایک دفعہ مسح کیا اور دو مرتبہ یوں بیان کیا کہ سر کا دو دفعہ مسح کیا۔

عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى مُنْذُ أَرْبَعٍ وَ سَبْعِينَ سَنَةً
وَسَأَلْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِقَلِيلٍ وَكَانَ يَحْيَى أَكْبَرَ
مِنْهُ، قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ مِنْهُ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ،
فَعَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا وَمَسَحَ
بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، قَالَ أَبِي: سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُولُ: عَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ،
وَقَالَ مَرَّةً: مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً، وَقَالَ مَرَّتَيْنِ:
مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۶۵۶۶)

سیدہ ربیع بنت معوذ بنی شہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس وضو کیا، وہ کہتی ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر کے سامنے والے اور پچھلے حصے پر اس طرح مسح کیا کہ جس سمت میں بال پڑے تھے، اسی سمت میں ہاتھ پھیر دیا اور اپنی کنپٹیوں اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے پر بھی مسح کیا۔

(۶۷۰)۔ عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعْوِذِ بْنِ
عَفْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ
عِنْدَهَا (قَالَتْ): فَرَأَيْتُهُ مَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ
مَجَارِي الشَّعْرِ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَمَسَحَ
ضُدَّعِيهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا۔
(مسند احمد: ۲۷۵۶۲)

فوائد:..... ”مَجَارِي الشَّعْرِ“ کے معانی اس باب کی آخری حدیث کی روشنی میں کیے گئے ہیں۔

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ کے لیے برتن رکھا اور آپ ﷺ نے تین تین بار وضو کیا اور دو دفعہ سر کا مسح اس طرح کیا کہ سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا اور آپ ﷺ نے (کانوں کے مسح کے دوران) کانوں میں اور ایک روایت کے مطابق کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں ڈالیں۔

(۶۷۱)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ)۔ قَالَتْ:
أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَضَعْنَا لَهُ الْمِيضَاءَ
فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَوَجْهَهُ مَرَّتَيْنِ بَدَأَ
بِمُؤَخَّرِهِ وَأَدْخَلَ إصْبَعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ (وَفِي
رِوَايَةٍ: فِي جُحْرِ أُذُنَيْهِ)۔ (مسند احمد:
۲۷۵۴۸)

(مزید ایک روایت) وہ کہتی ہیں: آپ ﷺ نے ہاتھوں کے

(۶۷۲)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا فِي رِوَايَةِ أُخْرَى)

(۶۷۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل وقد انفرد به، واضطرب في متنه۔

أخرجه ابوداود: ۱۲۹، والترمذی: ۳۴ (انظر: ۲۷۰۲۲)

(۶۷۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۷۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

بچے ہوئے پانی سے سر کا دو دفعہ مسح اس طرح کیا کہ پچھلے حصے سے شروع کر کے پیشانی کی طرف ہاتھوں کو لوٹایا اور کانوں کے اگلے اور پچھلے حصوں پر مسح کیا۔

قَالَتْ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَا بَقِيَ مِنْ وَضُوئِهِ فِي يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ، بَدَأُ بِمُوَّخَّرِهِ ثُمَّ رَدَّ إِلَى نَاصِيَتَيْهِ وَمَسَحَ أُذُنَيْهِ مُقَدِّمَهُمَا وَمُوَّخَّرَهُمَا۔ (مسند أحمد: ۲۷۵۵۶)

(ایک اور سند) وہ کہتی ہیں: بیشک رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں وضو کیا، پس آپ ﷺ نے سارے سر کا اس طرح مسح کیا کہ اوپر سے جس طرف بال گر رہے تھے، اسی طرف ان کے اوپر ہاتھ پھیر دیئے اور بالوں کو ان کی ہیئت اور کیفیت سے حرکت نہیں دی۔

(۶۷۳)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ آخَرَ)۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ الرَّأْسَ كُلَّهُ مِنْ فَوْقِ الشَّعْرِ كُلِّ نَاحِيَةٍ لِمُنْصَبِ الشَّعْرِ لَا يُحْرِكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۵۶۴)

بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخِمَارِ وَالتَّسَاخِينِ پگڑی اور تساخین پر مسح کرنے کا بیان

تساخین: ہر وہ چیز جو پاؤں کو گرم رکھنے کے لیے پہنی جائے، وہ جراب ہو یا موزہ۔

عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ”خِمَار“ کا معنی دوپٹا اور اوزھنی ہے، یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے، لیکن اس کا معنی پگڑی بھی ہے اور یہی معنی اس باب میں مراد ہے۔

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، ان کو اس سفر میں سردی محسوس ہوئی، جب وہ آپ ﷺ کے پاس واپس آئے تو انھوں نے سردی کی شکایت کی، آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ پگڑیوں اور تساخین پر مسح کر لیا کریں۔

(۶۷۴)۔ (عَنْ ثَوْبَانَ (مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ شَكُوا إِلَيْهِ مَا أَصَابَهُمْ مِنَ الْبَرْدِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ۔ (مسند أحمد: ۲۲۷۴۲)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔

(۶۷۵)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْحُقَيْنِ وَعَلَى الْخِمَارِ يَعْنِي الْعِمَامَةَ)۔ (مسند أحمد: ۲۲۷۸۳)

(۶۷۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۷۴) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۶ (انظر: ۲۲۳۸۳)

(۶۷۵) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۶ (انظر:)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک روایت میں ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

ابو مسلم کہتے ہیں: میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بے وضو ہو گیا اور اس نے موزے اتارنا چاہے، لیکن سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم دیا کہ وہ موزوں اور پیشانی اور پگڑی پر مسح کر لے، پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے موزوں پر کیسے مسح کیا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی، پھر برتن منگوا یا اور چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ”مُوق“ اور پگڑی پر مسح کیا۔

(۶۷۶)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِيَّةِ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ (وَفِي لَفْظٍ): قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ۱۷۳۷۷)

(۶۷۷)۔ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ صَوْحَانَ الْعَبْدِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ فَرَأَى رَجُلًا قَدْ أَخَذَتْ وَهُوَ يَرِيدُ أَنْ يَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَأَمَرَهُ سَلْمَانُ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ وَيَمْسَحَ بِنَاصِيَتِهِ، وَقَالَ سَلْمَانُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ وَعَلَى خِمَارِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۱۱۸)

(۶۷۸)۔ عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ سَأَلَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ مَسَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: تَبَرَّزْتُ ثُمَّ دَعَا بِمِطْهَرَةٍ (أَيِ إِدَاوَةٍ) فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَعَلَى خِمَارِ الْعِمَامَةِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: ثُمَّ دَعَا بِمِطْهَرَةٍ بِالإِدَاوَةِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۸۸)

(۶۷۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ)۔ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْمُوقَيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۴۱۴)۔

(۶۷۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۵ (انظر: ۱۷۲۴۵)

(۶۷۷) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابى شريح وابى مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۶۳ (انظر: ۲۳۷۱۷)

(۶۷۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۵ (انظر: ۲۳۸۹۱)

(۶۷۹) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد: ”مُوق“: یہ موزے کی ہی ایک قسم ہے، البتہ اس کا پنڈلیوں والا حصہ کاٹا ہوا ہوتا ہے، اور ایک قول کے مطابق باریک موزے پر پہنے جانے والے موٹے موزے کو ”مُوق“ کہتے ہیں۔

(۵۸۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ)۔ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: امْسَحُوا عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۹۰)

(۶۸۱)۔ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (يَصِفُ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) قَالَ: فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ (الْحَدِيثُ بِتَمَامِهِ تَقَدَّمَ فِي بَابِ صِفَةِ الْوُضُوءِ)۔ (مسند أحمد: ۱۸۳۴۷)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ ﷺ نے چہرہ دھویا، اپنے بازو دھوئے، پیشانی اور پگڑی پر اور موزوں پر مسح کیا۔ پوری حدیث ”بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ“ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: درج بالا حدیث میں سر کے مسح کے دو طریقے بیان کیے گئے ہیں، ایک مکمل پگڑی پر اور دوسرے کے اگلے حصے اور پگڑی پر، پگڑی کے بغیر سر کا مسح کرنا تو واضح ہے۔ امام ابو حنیفہ سمیت بعض ائمہ کی رائے یہ ہے کہ صرف پگڑی پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، لیکن درج بالا اور اس موضوع سے متعلقہ دیگر احادیث سے صرف پگڑی پر مسح کرنا روزے روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے۔ موزوں پر مسح کرنے سے متعلقہ احکام یہ ہیں: وضو کر کے موزے پہنے جائیں، عام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقیم کو مکمل ایک دن یعنی چوبیس گھنٹے اور مسافر کو تین دنوں تک مسح کرنے کی سہولت دی گئی ہے۔ پیشاب، پائخانہ، نیند اور دوسرے نواقض وضو سے جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو مسح کی مدت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ موزوں کو اتارنا پڑتا ہے، لیکن جب جنابت کا غسل فرض ہو جائے تو موزے اتار کر وضو اور غسل کرنا ضروری ہے۔ مسح کرتے وقت صرف پاؤں کے ظاہری حصے پر ہاتھ پھیرا جائے۔ جرابوں کا بھی یہی حکم ہے۔ موزوں کے مخصوص اور مزید احکام حدیث نمبر (۷۲۵) سے شروع ہوں گے۔ اب ہم جرابوں پر مسح کرنے کے دلائل ذکر کرتے ہیں:

(۱)..... سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو باہر بھیجا، انہیں سفر میں سردی لگی، جب وہ واپس آئے اور نبی کریم ﷺ سے سردی کی شکایت کی تو قَامَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ، آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ پگڑیوں اور ”تَسَاخِينِ“ پر مسح کر لیا کریں۔ (احمد: ۲۷۷/۵، ابوداؤد: ۱۴۶)

”تَسَاخِينِ“ کے معانی ہیں: گرمی پہنچانے والی چیز، وہ چمڑے کا موزہ ہو یا سوتلی یا اونی جرابیں۔ امام ابن ارسلان رضی اللہ عنہ نے کہا: اصل ذلك كُلُّ مَا يُسَخَّنُ بِهِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَجُورِبٍ وَنَحْوِهِمَا. ”تَسَاخِينِ“ ہر اس

(۵۸۰) تخریج: حدیث صحیح من فعله لا من قوله كما تقدم في الطريق الاول والثاني

(۶۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۸، ۲۹۱۸، ومسلم: ۲۷۴ (انظر: ۱۸۱۶۵)

چیز کو کہتے ہیں جس سے پاؤں کو سردی سے بچایا جائے، وہ موزہ ہو یا جراب وغیرہ۔ (عون المعبود: ۱/۵۶)

(۲)..... سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ .

نبی کریم ﷺ موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ (معجم کبیر للطبرانی: ۱/۳۵۰) اس کی سند یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، لیکن اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

(۳)..... سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔ (ابن ماجہ: ۵۶۰، بیہقی: ۱/۲۸۵) اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے اور عیسیٰ بن سنان ضعیف ہے، لیکن اس کے شواہد موجود ہیں۔

(۴)..... سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: آتَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَوْضُوءٍ فَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ وَالْعِمَامَةَ ”میں آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لے کر آیا، آپ ﷺ نے جرابوں اور جوتیوں اور پگڑی پر مسح کیا۔ (معجم اوسط للطبرانی: ۲/۶۶)

(۵)..... سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ . نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔ (ترمذی: ۹۹، ابوداؤد: ۱۵۹) اس کی سند میں سفیان ثور کی مدلس ہے، لیکن دوسرے شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ البتہ ابن ترکمانی حنفی (متوفی: ۸۳۵ھ) کے نزدیک یہ حدیث زنج ہے۔ دیکھیں: الجوهر النقی: ۱/۲۸۴) کعب بن عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کبابا، پھر اپنی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔ (الاوسط لابن المنذر: ۱/۴۶۲، المحلی لابن حزم: ۲/۸۴) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جوتیوں کے تسوں سمیت جرابوں پر مسح کیا۔ (تہذیب السنن لابن القیم: ۱/۲۷۵) امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا براء بن عازب، سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابو امامہ، سیدنا سہل بن سعد اور سیدنا عمرو بن حریش رضی اللہ عنہم جرابوں پر مسح کرتے تھے، اور سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی عمل مروی ہے۔ (ابوداؤد) جرابوں پر مسح کے بارے میں صحابہ کا اجماع و اتفاق ہے، دیکھیں: (المغنی لابن قدامہ: ۱/۱۸۱، الاوسط لابن المنذر: ۱/۴۶۴، المحلی لابن حزم: ۲/۸۷) امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے صالح بن محمد ترمذی رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو مقاتل سمرقندی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوا، وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، انھوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا اور کہا: میں نے آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتا تھا، میں نے غیر منقل جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (جامع ترمذی: ۹۹) تفصیل کے لیے دیکھیں: جامع ترمذی از علامہ احمد محمد شاکر: ۱/۱۶۷) غیر منقل جرابوں سے مراد وہ جرابیں ہیں، جن پر جوتا پہنا ہوا نہ ہو۔ فقہ حنفی میں ”قیاس“ پر بہت زور دیا جاتا ہے، اس مسئلہ میں قیاس کا یہی تقاضا تھا کہ جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کو تسلیم کیا جاتا، کیونکہ موزوں اور جرابوں کی علت ایک ہے۔

بَابُ فِي غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا يَتَّبَعُ ذَلِكَ

پاؤں کو دھونے اور اس سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

فِي صِفَةِ غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ پاؤں کو دھونے کی کیفیت

(۶۸۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ وَصَفَ لَهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا)۔ (مسند أحمد: ۱۶۵۵۹)

سیدنا عبد اللہ بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر انھوں نے اپنے پاؤں کو کھنٹوں تک دھویا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح ہوتا تھا۔ ایک روایت میں ہے: پھر اپنے پاؤں کو دھویا، یہاں تک کہ ان کو صاف کر لیا۔

(۶۸۳)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ وَأَبِي الْأَزْهَرِ، أَنَّ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرَاهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِغَيْرِ عَدَدٍ۔ (مسند أحمد: ۱۶۹۸۰)

یزید بن ابی مالک اور ابواز ہر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھایا، پھر انھوں نے اعضا کو تین تین مرتبہ، البتہ پاؤں کو دھوتے وقت تعداد کا خیال نہ رکھا۔

نوٹ:..... یہ حدیث آگے آرہی ہے کہ آپ ﷺ نے تین تین بار وضو کیا اور پھر فرمایا: ”یہ وضو ہے، جس نے اس سے زیادہ مرتبہ دھویا، پس تحقیق اس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔“ اگر مذکورہ بالا حدیث میں راوی کی مراد پاؤں کو تین بار سے بھی زیادہ دھونا ہے، تو اس کو کسی ایسی مجبوری پر محمول کیا جائے گا، جس نے تین بار سے زیادہ دھونے کا تقاضا کیا۔

(۶۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۹۱، ومسلم: ۲۳۵ (انظر: ۱۶۴۴۵)

(۶۸۳) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۵ (انظر: ۱۶۸۵۵)

فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ وَقَوْلِهِ ﷺ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

وضو کو مکمل طور پر کرنے اور آپ ﷺ کے فرمان ”ایڑھیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے“ کا بیان

سالم سلان کہتے ہیں: ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرتے تھے۔ سیدہ، ابو یحییٰ تیمی کے ساتھ جایا کرتی تھیں اور وہ ان کو نماز پڑھاتے تھے، ایک دن ہم نے عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق کو پالیا، انھوں نے ناقص وضو کیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے عبد الرحمن! وضو مکمل کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”قیامت کے دن ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔“

(۶۸۴)۔ عَنْ سَالِمِ سَبْلَانَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: وَكَانَتْ تَخْرُجُ بِأَبِي يَحْيَى التَّمِيمِيِّ يُصَلِّي بِهَا فَأَدْرَكْنَا عَبْدَ الرَّحْمَانَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَأَسَاءَ عَبْدَ الرَّحْمَانَ الْوُضُوءَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَانَ! أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّارِ)) (مسند أحمد: ۲۶۷۴۴)

(دوسری سند) ابوسلمہ کہتے ہیں: جب سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں وضو کیا، تو انھوں نے ان سے کہا: اے عبد الرحمن! وضو مکمل طور پر کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ایڑیوں کے اوپر والے حصوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔“

(۶۸۵)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: تَوَضَّأَ عَبْدَ الرَّحْمَانَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَانَ! أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِبِ مِنَ النَّارِ)) (مسند أحمد: ۲۴۶۲۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا اور ان کی ایڑیوں تک پانی نہیں پہنچا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔“

(۶۸۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّوْنَ فَلَمْ يَمَسَّ أَعْقَابَهُمُ الْمَاءَ، فَقَالَ: ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ، وَفِي رِوَايَةٍ: لِّلْعَرَاقِبِ)) (مسند أحمد: ۱۴۴۴۵)

(۶۸۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۰ (انظر: ۲۶۲۱۴)

(۶۸۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۶) تخریج: حديث صحيح - أخرجه ابن ماجه: ۴۵۴ (انظر: ۱۴۳۹۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا، لیکن ان کی ایزبوں کی خشکی واضح طور پر نظر آ رہی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی ایزبوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے، پوری طرح وضو کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی قسم کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایزبوں کے لیے اور پاؤں کے تلووں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔“

سیدنا عبیدہ بن عمرو کلابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ مکمل طور پر وضو کرتے تھے۔ اسی بنا پر جب رعبیہ وضو کرتی تھی تو وہ ہر عضو کو اچھی طرح دھو دھو کر وضو کرتی تھیں، یہاں تک کہ دوپٹہ اٹھا کر سر کا مسح کرتی تھیں۔

فوائد: ان احادیث میں وضو میں خشک رہ جانے والی ایزبیاں مراد ہیں، اگر کسی اور عضو کا کوئی حصہ خشک رہ گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا، جیسے کہنیاں اور پاؤں کے تلوے وغیرہ۔ ان احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ احتیاط اور اہتمام کے ساتھ وضو کیا جائے، لیکن تین بار سے زیادہ اعضا نہ دھوئے جائیں اور اس سلسلے میں شیطانی وسوسوں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

(۶۸۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّؤُونَ وَأَعْقَابُهُمْ تَلَوُحٌ فَقَالَ: ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا التَّوَضُّؤَ.)) (مسند أحمد: ۶۸۰۹)

(۶۸۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ۷۱۲۲)

(۶۸۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ.)) (مسند أحمد: ۱۷۸۶۲)

(۶۹۰)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خُنَيْمِ الْهَلَالِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي رَبِيعَةُ بِنْتُ عِيَاضِ الْكِلَابِيَّةِ عَنْ جَدِّهَا عُبَيْدَةَ بْنِ عَمْرٍو الْكِلَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَاسْبَغَ الطُّهُورَ، وَكَانَتْ هِيَ إِذَا تَوَضَّأَتْ أَسْبَغَتِ الطُّهُورَ حَتَّى تَرْفَعَ الْخِمَارَ فْتَمْسَحَ رَأْسَهَا۔ (مسند أحمد: ۱۶۸۴۱)

(۶۸۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۱ (انظر: ۶۸۰۹)

(۶۸۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۶۵، ومسلم: ۲۴۲ (انظر: ۷۱۲۲)

(۶۸۹) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۶۲، والبيهقي: ۱/ ۷۰، وابن خزيمة: ۱۶۳ (انظر: ۱۷۷۱۰)

(۶۹۰) تخریج: اسنادہ محتمل للتحسين (انظر: ۱۶۷۲۱)

فِي تَخْلِيلِ أَصَابِعِ الرَّجُلَيْنِ پاؤں کی انگلیوں کے خلال کے بارے میں

(۶۹۱)۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخَنْصَرِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۱۷۳)

صحابی رسول سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو چھنگلی انگلی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔

(۶۹۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: خَلَّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ يَعْنِي اسْبَاعَ الْوُضُوءِ، وَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُ: إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ حَتَّى تَطْمَئِنَّ (وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى تَطْمَئِنَّ) وَإِذَا سَجَدْتَ فَأَمِكِنْ جَبْهَتَكَ مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى تَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ۔ (مسند أحمد: ۲۶۰۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں کوئی سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔“ آپ کی مراد یہ تھی کہ وضو مکمل طور پر کیا جائے۔ مزید آپ ﷺ نے اسے یہ بھی فرمایا تھا: ”جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ کر (رکوع کی حالت میں) مطمئن ہو جا اور جب تو سجدہ کرے تو اپنی پیشانی کو اچھی طرح زمین پر رکھ، حتیٰ کہ تو زمین کی ضخامت پائے۔“

فوائد:..... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ دورانِ سجدہ پیشانی، کا زمین پر زور آنا چاہیے اور وہ اس طرح ممکن ہوگا کہ سنت کے مطابق بازوؤں کو پہلوؤں سے اچھی طرح جدا کیا جائے، تاکہ ناک اور پیشانی زمین پر اچھی طرح ٹک سکیں۔ ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے وقت ان کی انگلیوں کا خلال کیا جائے، تاکہ ان کا اندرونی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

بَابُ فِي اللَّمْعَةِ وَالْمُوَالَاةِ وَالْحَثِّ عَلَى إِحْسَانِ الْوُضُوءِ
وضو میں خشک رہ جانے والی جگہ - اعضاء وضو کا پے در پے دھونے اور وضو کو اچھے انداز سے کرنے کی ترغیب دلانے کا بیان

(۶۹۳)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ عَلَى سَيْدِنَا أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَرُوفِيٍّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخَنْصَرِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۱۷۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی وضو کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، لیکن اس کے پاؤں پر ناخن

(۶۹۱) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۸، والترمذی: ۴۰۰ (انظر: ۱۸۰۱۰)

(۶۹۲) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۴۷، والترمذی: ۳۹ (انظر: ۲۶۰۴) (۶۹۳) تخریج:

اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۷۳، وابن ماجه: ۶۶۵ (انظر: ۱۲۴۸۷)

قَدَمِهِ مَوْضِعَ الظُّفْرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ)) (مسند أحمد: ۱۲۵۱۵)

کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ۔“

(۶۹۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفْرِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمِهِ، فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ)) فَرَجَعَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى۔ (مسند أحمد: ۱۳۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ وضو کر کے آیا تھا، لیکن اس کے قدم کی پشت پر ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی، نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: ”واپس چلا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ۔“ پس اس نے واپس جا کر دوبارہ وضو کیا اور پھر آ کر نماز پڑھی۔

(۶۹۵)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدَرُ الدِّرْهِمِ لَمْ يُصْبِهَا الْمَاءُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ۔ (مسند أحمد: ۱۵۵۷۶)

خالد بن معدان ایک صحابی رسول سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جبکہ اس کے قدم کی پشت پر درہم کے بقدر جگہ خشک رہ گئی تھی، اس کو پانی نہیں پہنچا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ وضو کرے۔

فوائد: وضو میں موالاة ضروری ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اعضائے وضو کو لگا تار اور پے در پے دھویا جائے۔ اس کی مزید وضاحت اس طرح ہے کہ جب آدمی وضو سے فارغ ہو تو اس کے سارے اعضا گیلے ہونے چاہئیں، یہ درست نہیں ہے کہ بیچ میں اتنا وقفہ ڈال دیا جائے کہ جب آدمی پاؤں دھونے سے فارغ ہو تو اس کا چہرہ خشک ہو چکا ہو۔ مذکورہ بالا احادیث کی یہی فقہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوبارہ وضو کرنے کا حکم اس بنا پر دیا کہ متعلقہ صحابی کے اعضا خشک ہو چکے تھے۔ اگر بندے کو اس حال میں کسی عضو کے خشک رہ جانے کا پتہ چلے کہ سارے اعضائے وضو ابھی تک تر ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ فوراً خشک جگہ کو ترک کر دے، ایسی صورت میں دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، درج ذیل دو احادیث سے بھی اس اجتہاد کا استدلال کرنا ممکن ہے:

(۱) غسل جنابت میں آپ ﷺ کا غسل کے آخر میں پاؤں دھو کر وضو مکمل کرنا

اور (۲) ایک موقع پر بازو دھونے کے بعد کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

(۶۹۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۳ (انظر: ۱۳۴)

(۶۹۵) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۷۵ (انظر: ۱۵۴۹۵)

پہلی حدیث کے مطابق غسل کا وقفہ کا پڑ جانے کے باوجود آپ ﷺ نے صرف پاؤں دھوئے اور دوسری حدیث کے مطابق کلی اور ناک رہ گئے تھے، لیکن باز دھونے کے بعد ان کو کر لیا گیا، دوسرے اعضا کو دوبارہ نہ دھونے کی وجہ یہ تھی کہ ابھی تک وہ گیلے تھے، یہ ایک اجتہادی رائے ہے، یہ دونوں احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

(۶۹۶)۔ عَنْ أَبِي رَوْحِ بْنِ الْكَلَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ فَقَرَأَ بِالرُّومِ فَتَرَدَّدَ فِي آيَةٍ، فَلَمَّا انصَرَفَ قَالَ: ((أِنَّهُ يُلَبَّسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ، إِنْ أَقْوَامًا يَصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الْوُضُوءَ، فَمَنْ شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ)) (مسند أحمد: ۱۵۹۶۹)

سیدنا ابو روح کلابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی، آپ ﷺ نے سورہ روم کی تلاوت شروع کی، لیکن ایک آیت میں آپ ﷺ کو تردد ہونے لگا، جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”قرآن ہم پر خلط ملط کیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والے بعض لوگ اچھی طرح وضو نہیں کرتے، لہذا جس نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنی ہو، وہ اچھی طرح وضو کر کے آیا کرے۔“

(۶۹۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيهِ: ((أِنَّمَا لَبَسَ عَلَيْنَا الشَّيْطَانُ الْقِرَاءَةَ مِنْ أَجْلِ أَقْوَامٍ يَأْتُونَ الصَّلَاةَ بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَإِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَأَحْسِنُوا الْوُضُوءَ)) (مسند أحمد: ۱۵۹۶۷)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے: ”شیطان اس وجہ سے ہم پر قراءت کو خلط ملط کر دیتا ہے کہ بعض لوگ بغیر وضو کے نماز پڑھنے آ جاتے ہیں، پس جب تم نماز کے لیے آؤ تو اچھی طرح وضو کر کے آیا کرو۔“

فوائد:..... چونکہ عہد نبوی میں پانی کی بہت کمی تھی، اس لیے ایسی صورتحال پیدا ہو جانا ممکن تھا، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض مقتدیوں کی اس سستی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس سے ان لوگوں کو اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لینا چاہیے، جن کے آگے پیچھے برے لوگ سمیرا کرتے ہیں اور وہ ہر وقت گپوں اور اول فول بکنے میں مصروف رہتے ہیں، اگر کسی کا مقصد ایمان کی سلامتی ہو تو اس کو چاہیے کہ بدوں سے دور ہو جائے اور نیکوں کے قریب ہو جائے۔

بَابُ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا وَكَرَاهَةِ الزِّيَادَةِ
اعضاء کو ایک ایک دفعہ، دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ دھو کر وضو کرنے اور تین سے زیادہ کرنے کی کراہت کا بیان

(۶۹۸)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنِ ابْنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ سَيْدَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَضُوعًا (۶۹۶) تخريج: حديث حسن - أخرجه النسائي: ۱۵۶ / ۲ (انظر: ۱۵۸۷۴)

(۶۹۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۹۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۵۷ (انظر: ۳۱۱۳)

اور ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور پھر کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَعَسَلَ كُلَّ عَضْوٍ مِنْهُ
عَسَلَةً وَاحِدَةً ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ -
(مسند أحمد: ۳۱۱۳)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعضاء کو ایک ایک دفعہ دھو کر وضو کیا۔

(۶۹۹) - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً - (مسند أحمد: ۳۰۷۳)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے بھی آپ ﷺ کی ایک اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(۷۰۰) - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ - (مسند أحمد: ۱۴۹)

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اعضاء کو تین تین دفعہ دھو کر وضو کرتے اور اس عمل کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اعضاء کو ایک ایک دفعہ وضو کرتے اور اس عمل کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

(۷۰۱) - عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
حَنْطَبٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا،
يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ
يَتَوَضَّأُ مَرَّةً يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - (مسند
أحمد: ۳۵۲۶)

سیدنا قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے پیشاب کیا، پھر آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے برتن سے اپنے ہاتھ پر پانی بہایا اور اس کو ایک دفعہ دھویا، چہرے کو ایک مرتبہ دھویا، بازوؤں کو ایک مرتبہ دھویا اور دونوں پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے ایک ایک بار دھویا۔ انھوں نے اپنی حدیث میں کہا: انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ لپیٹا ہوا تھا۔

(۷۰۲) - عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ
حَدَّثَنِي الْقَيْسِيُّ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فِي سَفَرٍ فَبَالَ فَأْتَيْتَ بِمَاءٍ فَهَالَ عَلَى يَدِهِ مِنْ
الْإِنَاءِ فَعَسَلَهَا مَرَّةً وَعَلَى وَجْهِهِ مَرَّةً وَعَلَى
ذِرَاعَيْهِ مَرَّةً وَعَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّةً بِيَدَيْهِ
كِلْتَيْهِمَا، وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: الْتَفَّ إِضْبَعُهُ
الْإِبْهَامَ - (مسند أحمد: ۲۳۵۰۶)

سیدنا عبد اللہ بن زید انصاری مازنی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اعضاء مبارک کو دو دو دفعہ دھو کر وضو

(۷۰۳) - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ
ثُمَّ الْمَازِنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ

(۶۹۹) تخریج: انظر الحديث السابق

(۷۰۰) تخریج: صحيح لغيره - أخرجه ابن ماجه: ۴۱۲ (انظر: ۱۴۹)

(۷۰۱) تخریج: حديث ابن عمر صحيح موقوفاً و ضعيف مرفوعاً - أخرجه ابن ماجه: ۴۱۴، والنسائي:

۱ / ۶۲ - حديث ابن عباس أخرجه البخاري: ۱۵۷ (انظر: ۳۵۲۶)

(۷۰۲) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة عمارة بن عثمان بن حنيف - أخرجه النسائي: ۱ / ۷۹ (انظر: ۲۳۱۱۸)

(۷۰۳) تخریج: أخرجه البخاري: ۱۵۸ (انظر: ۱۶۴۶۴)

کیا تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ - (مسند أحمد: ۱۶۵۷۸)

(۷۰۴) - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مِثْلُهُ - (مسند

أحمد: ۷۸۶۴)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے
اعضاء کو تین تین دفعہ دھو کر وضو کیا تھا۔

(۷۰۵) - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا - (مسند أحمد: ۴۰۳)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو
کیا، پس آپ ﷺ نے تین تین بار ہاتھ دھوئے، تین تین
بار کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اس طرح آپ ﷺ نے
سارے وضو تین تین دفعہ کیا۔

(۷۰۶) - عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا
وَتَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَتَوَضَّأَ
ثَلَاثًا ثَلَاثًا - (مسند أحمد: ۲۲۵۷۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا: ”جس نے اعضاء کو ایک ایک دفعہ دھو کر وضو کیا، تو وضو کی
کم از کم مقدار ہے، جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے، جس
نے اعضاء کو دو دفعہ دھویا، اس کے لیے دو حصے اجر ہو گا اور
جس نے تین تین بار دھویا تو ایسا وضو میرا ہے اور مجھ سے پہلے
والے انبیاء کا ہے۔“

(۷۰۷) - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً فِتْلِكَ وَطَيْمَةً
النُّوضُوءِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا، وَمَنْ تَوَضَّأَ
اِثْنَتَيْنِ فَلَهُ كِفْلَانِ، وَمَنْ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا
فَبَدَا لِكَ وَضُؤُنِي وَوَضُوءِ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي -))
(مسند أحمد: ۵۷۳۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد
میں تین تین دفعہ وضو کیا، آپ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
تشریف فرما تھے، آپ نے ان سے پوچھا: تم نے رسول
اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ انھوں
نے کہا: جی ہاں۔

(۷۰۸) - عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ
تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَعِنْدَهُ رِجَالٌ
مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَلَيْسَ
هَكَذَا رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ قَالُوا:
نَعَمْ - (مسند أحمد: ۴۰۴)

(۷۰۴) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۳۶، والترمذی: ۴۳ (انظر: ۷۸۷۷)

(۷۰۵) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۱۰ (انظر: ۴۰۳)

(۷۰۶) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابو یعلیٰ فی "مسندہ الکبیر"، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار":
۱ / ۲۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۹۹۰ (انظر: ۲۲۲۱۷)

(۷۰۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی اسرائیل و زید العمی۔ أخرجه الدارقطنی: ۱ / ۸۱ (انظر: ۵۷۳۵)

(۷۰۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۰ (انظر: ۴۰۴)

(۷۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: هَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، تَوْضُؤًا ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ۹۱۹)

عبد خیر سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے، آپ ﷺ کے اعضا کو تین تین دفعہ دھو کر وضو کرتے تھے۔

(۷۱۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، قَالَ: ((هَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ)) (مسند أحمد: ۶۶۸۴)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، وہ وضو کے بارے میں سوال کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے تین تین دفعہ وضو کر کے دکھایا اور فرمایا: ”یہ وضو ہے، جس نے اس سے زیادہ مرتبہ دھویا، پس تحقیق اس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔“

فوائد:..... اس موضوع کی تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعضائے وضو کو ایک ایک یا دو دو یا تین تین بار دھویا جا سکتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ایک ہی وضو میں بعض اعضا کو ایک بار، بعض کو دو بار اور بعض کو تین بار دھویا جائے، تین دفعہ سے آگے بڑھنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْوُضُوءِ وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں

(۷۱۱)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ رَفَعَ نَظْرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) تَوَسَّلَ لِي بِجَنَّةٍ يَدْخُلُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ)) (مسند أحمد: ۱۲۱)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر اپنی نظر کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا پڑھی: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔“ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے، جس میں سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔“

فوائد:..... صحیح مسلم ثم رفع نظره الى السماء کے الفاظ نہیں ہیں، مزید تحقیق کریں۔ جامع ترمذی میں پوری دعایوں ہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ

(۷۰۹) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۹ / ۱، والدارمی: ۷۰۲ (انظر: ۹۱۹)

(۷۱۰) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابوداؤد: ۱۳۵، وابن ماجہ: ۴۲۲، والنسائی: ۱ / ۸۸ (انظر: ۶۶۸۴)

(۷۱۱) تخریج: صحیح لغيره وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابن عم ابی عقيل۔ أخرجه مسلم: ۲۳۴،

وابوداؤد: ۱۷۰، والدارمی: ۷۱۶، وابویعلی: ۱۸۰، ۲۴۹ (انظر: ۱۲۱)

اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کہ کوئی معبود برحق، مگر اللہ تعالیٰ، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں میں سے بنا۔“

(۷۱۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّؤِ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَفُتِحَتْ لَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةُ أَبْوَابٍ مِنْ أَيَّهَا شَاءَ دَخَلَ)) (سند أحمد: ۱۳۸۲۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر یہ دعا پڑھی: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔“ تو اس کے لیے جنت کے دروازوں میں سے تین دروازے کھول دیئے جائیں گے، وہ جس میں سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔“

فوائد:..... سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور پھر یہ دعا پڑھی: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ (اے اللہ! تو پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔) تو اس عمل کو ایک کاغذ میں لکھ کر اس پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کو قیامت کے دن تک نہیں توڑا جائے گا۔ (عمل اليوم والليله للنسائي: ۸۱، مستدرک حاکم: ۱/۵۶۴، صحیحہ: ۲۳۲۳) وضو کے بعد تمام دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بَابُ فِي النَّضْحِ بَعْدَ التَّوَضُّؤِ

وضو کے بعد شرمگاہ پر چھینٹے مارنے کا بیان

(۷۱۳)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فِي أَوَّلِ مَا أُوجِيَ إِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ التَّوَضُّؤَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ التَّوَضُّؤِ أَخَذَ عُرْفَةَ مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابتدائے وحی والے زمانے میں جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی، جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک چلو لیا اور اپنی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔

(۷۱۲) تخريج: صحيح دون قوله "ثلاث مرات" وهذا اسناد ضعيف من اجل زيد العمى، فانه ضعيف، قاله الالباني، انظر: سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۵۷۸۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۶۹، وابن ابى شيبة: ۱/۴۴، ۱۰/۴۵۱ (انظر: ۱۳۷۹۲)

(۷۱۳) تخريج: قال الالباني: صحيح (السلسلة الصحيحة: ۸۴۱)۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۶۲ (انظر: ۱۷۴۸۰)

بِهَا فَرَجَهُ - (مسند أحمد: ۱۷۶۱۹)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام جب نبی کریم ﷺ پر اترے تو آپ ﷺ کو وضو کی تعلیم دی اور جب وہ وضو سے "غ ہوئے تو ایک چلو پانی کا لے کر اس کو شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ پس نبی کریم ﷺ بھی وضو کے بعد اس طرح پانی چھڑکا کرتے تھے۔

(۷۱۴) - عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وَضُوئِهِ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَرَشَّ بِهَا نَحْوَ الْفَرْجِ ، قَالَ: فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُشُّ بَعْدَ وَضُوئِهِ - (مسند أحمد: ۲۲۱۱۴)

فوائد: ان احادیث کے مزید شواہد بھی موجود ہیں، حدیث نمبر (۵۲۸) میں بھی یہ مسئلہ گزر چکا ہے، ان

احادیث کا خلاصہ اور تقاضا یہ ہے کہ وضو کے بعد پانی کا ایک چلو شرمگاہ پر چھڑک دیا جائے۔

بَابُ فِي الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَجَوَازِ الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ

ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے اور ایک وضو کے ساتھ ایک سے زائد نمازیں پڑھنے کا بیان

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں: میں نے اس سے پوچھا کہ اس بارے میں تیرا خیال ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما با وضو ہوں یا بے وضو، وہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، ایسے کیوں ہے؟ اس نے کہا: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ با وضو ہوتے یا بے وضو، آپ ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن جب آپ ﷺ پر یہ حکم گراں گزرا تو آپ ﷺ کو ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دے دیا گیا اور وضو کی رخصت دے دی گئی، الا یہ کہ بے وضو ہوں۔ تو سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہما یہ سمجھتے تھے کہ ان میں ہر نماز کے وضو کرنے کی طاقت ہے، اس لیے وہ اسی طرح عمل کرتے رہے، یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

(۷۱۵) - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ وَضُوءَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّ هُوَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْحَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنَ أَبِي عَامِرِ بْنِ الْعَسِيلِ حَدَّثَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَمْرًا بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ ، فَلَمَّا شَقَّ ذَلِكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَوَضِعَ عَنْهُ الْوُضُوءَ إِلَّا مِنْ حَدِيثٍ ، قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةَ عَلَى ذَلِكَ كَانَ

(۷۱۴) تخريج: اسنادہ ضعیف لضعف رشدين بن سعد - أخرجه الدارقطني: ۱/ ۱۱۱ (انظر: ۲۱۷۷۱)

(۷۱۵) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه ابوداود: ۴۸ (انظر: ۲۱۹۶۰)

فَعَلَهُ حَتَّى مَاتَ۔ (مسند أحمد: ۲۲۳۰۶)

فوائد:..... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب تھا، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا، آپ ﷺ کی امت کا شروع سے ایک ہی حکم تھا کہ ایک وضو سے ایک سے زائد نمازیں پڑھی جاسکتی تھیں، بہر حال نیا وضو کر لینا فضیلت والا عمل ہے۔

(۷۱۶)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قَالَ: قُلْتُ: وَأَنْتُمْ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحَدِثْ۔ (مسند أحمد: ۱۲۳۷۱)

سیدنا انس بن النضرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔ میں (عمرو بن عامر) نے کہا: اور تم صحابہ لوگ کیسے کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جب تک ہم بے وضو نہ ہو جاتے تھے، اس وقت تک ایک ہی وضو سے نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔

(۷۱۷)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنَّكَ مَسْنَعَتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ؟ قَالَ: ((عَمْدًا مَسْنَعْتُهُ))۔ (مسند أحمد: ۲۳۳۵۴)

سیدنا بریدہ بن النضرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن ایک ہی وضو سے ایک سے زائد نمازیں ادا کیں، سیدنا عمر بن النضرؓ نے آپ ﷺ کہا: آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے نہیں کیا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جان بوجھ کر کیا ہے۔“

فوائد:..... صحیح بخاری کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ سے پہلے غزوة خیبر کے موقع پر بھی ایک وضو سے ایک سے زائد فرضی نمازیں ادا کی تھیں، سیدنا سوید بن نعمان بن النضرؓ نے یہ حدیث بیان کی، ممکن ہے کہ سیدنا عمر بن النضرؓ کو اس صورت کا علم نہ ہو سکا ہو۔

(۷۱۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ فَقَامَ عَمْرٌ خَلْفَهُ بِكُوزٍ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا يَا عَمْرُ؟)) قَالَ: مَاءٌ تَوَضَّأُ بِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((مَا أَمْرُتُ كَلِمًا بَلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأُ، وَلَوْ فَعَلْتُ ذَلِكَ كَانَتْ سُنَّةً))۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۵۰)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنی النضرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کر رہے تھے، سیدنا عمر بن النضرؓ برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”عمر! یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پانی ہے، آپ اس کے ساتھ وضو کریں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم تو نہیں دیا گیا کہ میں جب بھی پیشاب کروں تو وضو کروں، اور

(۷۱۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۴ (انظر: ۱۲۳۴۶)

(۷۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۷ (انظر: ۲۲۹۶۶)

(۷۱۸) إسناده ضعيف لضعف عبد الله بن يحيى التميمي۔ أخرجه ابوداود: ۴۲، وابن ماجه: ۳۲۷ (انظر ۲۴۶۴۳)

اگر میں نے ایسا کیا تو یہ قابلِ پیروی طریقہ بن جائے گا۔“

فوائد:..... لیکن یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت با وضو رہنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے خارج ہوئے اور آپ ﷺ کو کھانا پیش کر دیا گیا، لوگوں نے کہا کہ کیا ہم وضو کا پانی لے آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ))..... ”مجھے صرف وضو کا حکم اس وقت دیا گیا ہے، جب میں نماز ادا کرنے لگوں۔“

(ابوداؤد: ۳۷۶۰، ترمذی: ۱۸۴۷، نسائی: ۱۳۲)

(۷۱۹)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا فِي رِوَايَةِ أُخْرَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ تَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ۲۶۰۷۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو وضو کرتے تھے۔

(۷۲۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ بِوُضُوءٍ وَمَعَ كُلِّ وُضُوءٍ بِسِوَالِكِ وَلَاخْرَتِ عِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ)) (مسند أحمد: ۷۵۰۴) دیتا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے، ہر وضو کے ساتھ سواک کرنے اور نمازِ عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دے دیتا۔“

فوائد:..... ہمارے حق میں اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک وضو کے ساتھ ایک سے زائد نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں، البتہ با وضو ہونے کے باوجود ہر نماز کے لیے از سر نو وضو کر لینا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے، نیا وضو کرنے سے نماز کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بَابُ فِي جَوَازِ الْوُضُوءِ فِي الْمَسْجِدِ وَاسْتِحْبَابِهِ لِمَنْ أَرَادَ النَّوْمَ

مسجد میں وضو کر لینے اور سونے کا ارادہ رکھنے والے کے لیے وضو کے مستحب ہونے کا بیان

(۷۲۱)۔ عَنْ أَبِي الْعَسَالِيَةِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: حَفِظْتُ لَكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فِي الْمَسْجِدِ۔

ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے تیرے لیے یہ بات یاد رکھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں وضو کیا تھا۔

(مسند أحمد: ۲۳۴۷۷)

(۷۱۹) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۵۴ (انظر: ۲۵۵۶۱)

(۷۲۰) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الترمذی بذكر السواك فقط: ۲۲ (انظر: ۷۵۱۳)

(۷۲۱) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه مسدد في "مسندہ" (انظر: ۲۳۰۸۹)

فوائد:..... جب آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں ہوتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اپنے سر مبارک کو جھکاتے اور وہ آپ ﷺ کا سر دھوتیں اور کنگھی کرتیں تھیں، جبکہ آپ ﷺ مسجد میں ہی ہوتے تھے، یہ حدیث آگے آ رہی ہے۔ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اسی طرح ہی وضو کر لیا، بہر حال وضو کرنے والے کے اعضاء سے گرنے والا پانی پاک ہوتا ہے۔

(۷۲۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ (وَفِي رِوَايَةٍ: زِيَاةٌ وَهُوَ جُنُبٌ) تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۱۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سونے کا ارادہ کرتے، جبکہ آپ ﷺ جنابت سے ہوتے، تو نماز والا وضو کرتے تھے۔

(۷۲۳)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَرْقُدُ۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۱۴)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کرتے اور پھر سوتے تھے۔

فوائد:..... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا ہم میں سے کوئی آبی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَنَامُ، وَيَتَوَضَّأُ إِنْ شَاءَ))..... ”جی ہاں، وہ سو سکتا ہے، البتہ اگر وہ چاہے تو وضو کر لے۔“ (صحیح ابن خزیمہ: ۱/۱۰۶، صحیح ابن حبان: ۴/۱۵) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنسی کے لیے سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، جمہور اہل علم کی بھی یہی رائے ہے۔

(۷۲)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُوْتِيَ إِلَى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأَ وَنَمَ عَلَى شِئْكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ،))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے بستر پر آؤ تو وضو کرو، اپنے دائیں پہلو پر سوؤ اور یہ دعا پڑھو: ”اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ،“

الحدیث۔ (مسند أحمد: ۱۸۷۸۸)

فوائد:..... پوری دعا کے ساتھ پوری حدیث یوں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ سونے لگیں تو وضو کریں اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھیں اگر آپ اسی رات کو فوت ہو گئے تو فطرت (دین اسلام) پر فوت ہوں گے اور اگر زندہ رہے تو (اس دعا کی وجہ سے) خیر و بھلائی کو پالیں گے: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ،

(۷۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۸ (انظر: ۲۴۶۰۸)

(۷۲۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۲۴) تخريج: أخرجه البخاري: ۶۳۱۱، ومسلم: ۲۷۱۰ (انظر: ۱۸۵۸۷)

وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَالْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ..... (۱) اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے مطیع کر دیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اپنی پشت تیری طرف جھکا دی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، تجھ سے نہ کوئی پناہ لینے کی جگہ اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جسے تو نے بھیجا۔“ یہ دعاسب سے آخر میں پڑھنی ہے۔ (بخاری، مسلم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا.))..... ”جو آدمی با وضو رات گزارتا ہے (یعنی وضو کر کے سوتا ہے)، ایک فرشتہ اس کے تختانی لباس میں رات گزارتا ہے، جب بھی وہ بندہ رات کی کسی گھڑی میں بیدار ہوتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے، کیونکہ اس نے با وضو حالت میں رات گزاری۔“ (ابن حبان: ۱۶۷، صحیحہ: ۲۵۳۹) یہ نیک اعمال کی برکات ہیں کہ سو جانے کے بعد وضو تو برقرار نہیں رہتا، لیکن اس کے اچھے اثرات باقی رہتے ہیں، سونے سے پہلے وضو کر لینا فضیلت والا عمل ہے۔



أَبْوَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفِيِّنِ موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَشْرُوعِيَّةِ ذَلِكَ

اس مسح کی مشروعیت کا بیان

(۷۲۵)۔ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ هَمَّامٍ قَالَ: قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ، فَقِيلَ لَهُ: تَفْعَلُ هَذَا وَقَدْ بُلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ۔ (مسند أحمد: ۱۹۴۴۷)

ہَمَّامٌ کہتے ہیں: سیدنا جریر بن عبد اللہ رضي الله عنه نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ کسی نے ان سے کہا: آپ یہ مسح کر رہے ہیں، جبکہ آپ نے تو پیشاب بھی کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلى الله عليه وسلم کو دیکھا کہ آپ صلى الله عليه وسلم نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ ابراہیم کہتے ہیں: لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند آتی تھی، کیونکہ سیدنا جریر رضي الله عنه سورۃ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

فوائد:..... سورۃ مائدہ سے مراد یہ آیت ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ اس حدیث کی وضاحت یہ ہے کہ سورۃ مائدہ کی یہ آیت ۵ھ میں غزوہ بنی مصلط کے موقع پر نازل ہوئی اور سیدنا جریر ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔ بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ آپ صلى الله عليه وسلم کے موزوں پر مسح کرنے والی احادیث کو اس آیت کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائے اور اس آیت میں دیئے گئے حکم کی بنا پر پاؤں کو صرف دھویا جائے اور موزوں پر مسح کرنے کی گنجائش نہ دی جائے۔ جب صحابہ کرام کو سیدنا جریر رضي الله عنه کی مذکورہ بالا حدیث کا علم ہوا کہ وہ ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور وہ یہ

(۷۲۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۷، ومسلم: ۲۷۲ (انظر: ۱۹۲۳۴)

کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد بھی مسح کو جاری رکھا تھا، اس لیے اُن کو سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث بہت پسند آتی تھی، کیونکہ اس سے ان کا وہم دور ہو گیا تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا، یہ بات تو ٹھیک ہے، لیکن ان لوگوں سے پوچھو تو سہی کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ مائدہ کے نزول سے پہلے مسح کیا یا بعد میں، اللہ کی قسم ہے کہ آپ ﷺ نے سورہ مائدہ کے بعد مسح نہیں کیا، مجھے تو موزوں پر مسح کرنے کی بہ نسبت یہ بات زیادہ پسند ہے کہ جنگل میں کسی راہ گیر کی کمر پر ہاتھ پھیر لوں۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عراق میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ وضو کرتے تو موزوں پر مسح کرتے تھے، میں نے ان پر اس چیز کا انکار کیا، پھر ہوا یوں کہ جب ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پس جمع ہوئے تو انھوں نے مجھے کہا: موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں مجھ پر جو انکار کیا تھا، ذرا اس کے بارے میں اپنے باپ سے پوچھو۔ پس میں نے یہ بات اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ذکر کی، انھوں نے جواباً کہا: جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تم کو کوئی چیز بیان کریں تو اس کا رد نہ کیا کرو، کیونکہ بیشک رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کرتے تھے۔

(۷۲۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدْ مَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَاسْأَلُوا هَوْلَاءِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ قَبْلَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ أَوْ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ، وَاللَّهِ مَا مَسَحَ بَعْدَ الْمَائِدَةِ، وَلَآنَ أَمْسَحَ عَلَى ظَهْرِ عَابِرٍ بِالْفَلَاةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْسَحَ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ۲۹۷۵)

(۷۲۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَمْسَحُ عَلَى خُفَيْهِ بِالْعِرَاقِ حِينَ يَتَوَضَّأُ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعْنَا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي: سَلْ أَبَاكَ عَمَّا أَنْكَرْتَ عَلَيَّ مِنْ مَسْحِ الْخُفَّيْنِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِذَا حَدَّثَكَ سَعْدُ بِشَيْءٍ فَلَا تَرُدُّ عَلَيْهِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (مسند أحمد: ۸۷)

فوائد: اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی صحابی کسی قول و فعل پر انکار کرے تو ضروری نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہ ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ انکار کرنے والے کو اس سنت کا علم نہ ہو سکا ہو۔ جب سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حدیث مبارکہ کا پتہ چلا تو انھوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا، جیسا کہ اگلی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور مسلمان کو یہی کچھ زیب دیتا ہے۔

(۷۲۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، عطاء بن السائب کان قد اختلط۔ أخرجه الطبرانی: ۱۲۲۸۷ (انظر: ۲۹۷۵)

(۷۲۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۲ (انظر: ۸۷، ۸۸)

نافع کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ کر کہا: تم لوگ بھی یہ مسح کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر جب ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! میرے بھتیجے (ابن عمر) کو موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں فتویٰ دو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگرچہ بندہ پیشاب اور پانچخانہ سے فارغ ہو کر آیا ہو؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، اگرچہ وہ پیشاب اور پانچخانہ کر کے آیا ہو۔ اس کے بعد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب تک موزے اتارتے نہیں تھے، اس وقت تک ان پر مسح کرتے رہتے تھے اور اس کے لیے وقت کی کسی مقدار کا تعین بھی نہیں کرتے تھے۔

(۷۲۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَأَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: رَأَى ابْنَ عُمَرَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَمْسَحُ عَلَى خُفَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأَنْتُمْ تَفْعَلُونَ هَذَا؟ فَقَالَ سَعْدٌ: نَعَمْ، فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَفَتِ ابْنُ أَخِي فِي الْمَسْحِ عَلَى لِحْفَيْنِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ نَيْبِنَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَمْسَحُ عَلَى خِفَافِنَا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَإِنْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَعَمْ وَإِنْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ بَعْدَ ذَلِكَ يَمْسَحُ عَلَيْهِمَا مَا لَمْ يَخْلَعُهُمَا وَمَا يُوقِتُ لِدَالِكِ وَقْتًا، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مَعْمَرًا فَقَالَ: حَدَّثَنِيهِ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۷)

فوائد:..... موزوں پر مسح کرنے کے لیے مدت مقرر کی گئی ہے جس کا تذکرہ ”باب توقيت مدة المسح“ کے تحت آ رہا ہے۔ چونکہ صحیح روایات مرفوعہ اس بارے موجود ہیں۔ اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ہمارے لیے حجت نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

(۷۲۹)۔ عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْمُوقِينَ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۴۱۴)

فوائد:..... حدیث نمبر ۶۷۹ کی شرح میں ”موق“ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۷۲۸) تخریج: اسنادہ صحیحان علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۴۶ (انظر: ۲۳۷)

(۷۲۹) تخریج: انظر الحديث رقم: ۶۷۹

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو ٹوٹ جانے کے بعد وضو کیا اور اس میں موزوں پر مسح کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سفر میں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

سیدنا عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موزوں اور پگڑی پر مسح کرو۔“ (ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نجاشی نے نبی کریم ﷺ کو کالے رنگ کے دو سادے موزے بطور تحفہ بھیجے، آپ ﷺ نے وہ پہنے اور وضو کرتے وقت ان پر مسح کیا۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے موزوں پر مسح کرنے کے بارے فرمایا: ”ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

(۷۳۰)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الْحَدَثِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (مسند أحمد: ۱۲۸)

(۷۳۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى خُفَيْهِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند أحمد: ۳۸۷)

(۷۳۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِيَّةِ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجِمَارِ۔ (مسند أحمد: ۲۲۸۴۹)

(۷۳۳)۔ عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: امْسَحُوا (وَفِي رِوَايَةٍ: مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجِمَارِ)۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۸۹)

(۷۳۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ (الْأَسْلَمِيِّ) عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَادَجَيْنِ فَلَبَسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ۲۳۳۶۹)

(۷۳۵)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ: ((لَا بَأْسَ بِذَلِكَ)) (مسند أحمد: ۱۴۵۲)

(۷۳۰) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطيالسي: ۱۴، والبزار: ۲۶۳ (انظر: ۱۲۸)

(۷۳۱) تخریج: انظر الحديث السابق

(۷۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۵ (انظر: ۲۲۴۸۲)

(۷۳۳) تخریج: حدیث صحیح من فعله ﷺ، لا من قوله، وأخرجه مسلم: ۲۷۵ بلفظ: مسح رسول الله ﷺ على الخفين والجمار۔ (انظر: ۲۳۸۸۴، ۲۳۸۹۲)

(۷۳۴) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۵۵، وابن ماجه: ۵۴۹، ۳۶۲۰۰، والترمذی: ۲۸۲۰ (انظر: ۲۲۹۸۱)

(۷۳۵) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائي: ۸۲ / ۱، وعلقه البخاری بصيغة الجزم بعد الحديث رقم ۲۰۲ (انظر: ۱۴۵۲)

علی بن مدرک کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے موزے اتار دیئے، جب لوگوں نے (اعتراض کی نگاہ سے) دیکھا تو انھوں نے کہا: خبردار! میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے، لیکن مجھے پاؤں کو دھونا پسند ہے۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے آج ایسا کام کیا ہے، جو پہلے نہیں کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! میں نے عمداً ایسے کیا ہے۔“

(۷۳۶)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا أَيُّوبَ نَزَعَ خُفَيْهِ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: أَمَا إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَيْهِمَا وَيَكْنِي حُبَّ إِلَى الْوُضُوءِ۔ (مسند أحمد: ۲۳۹۷۱)

(۷۳۷)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتَحَ مَكَّةَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: رَأَيْتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَنَعْتَ الْبُومَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ، قَالَ: ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ)) (مسند أحمد: ۲۳۳۶۱)

فوائد:..... موزوں پر مسح کرنا نبی کریم ﷺ سے تو اتر کے ساتھ ثابت ہے، حدیث نمبر (۶۷۴) کے باب کی احادیث میں موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

بَابُ فِي اشْتِرَاطِ الطَّهَارَةِ قَبْلَ لُبْسِ الْخُفَيْنِ موزے پہننے سے پہلے با وضو ہونے کی شرط کا بیان

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سفر میں نبی کریم ﷺ کو وضو کروایا، پس آپ ﷺ نے چہرہ اور بازو دھوئے، پھر سر کا مسح کر کے موزوں پر بھی مسح کر دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے موزوں اتار نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں، جب میں نے یہ پہنے تھے تو میرے پاؤں پاک تھے اور اس کے بعد ابھی تک میں ننگے پاؤں نہیں چلا۔“ پھر آپ ﷺ نے نماز فجر ادا کی۔

(۷۳۸)۔ عَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَ: وَصَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَسَلُ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أَنْزِعُ خُفَيْكَ؟ قَالَ: ((لَا، إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا وَهَمَا طَاهِرَتَانِ لَمْ أَمْسِ حَافِيًا بَعْدُ)) ثُمَّ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۳۲۲)

(۷۳۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الطبرانی: ۴۰۴۰، وابن ابی شیبہ: ۱/ ۱۷۶، والبیہقی: ۱/ ۲۹۳، وعبد الرزاق: ۷۶۹ (انظر: ۲۳۵۷۴)
(۷۳۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۱۵
(۷۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۶، ۵۷۹۹، ومسلم: ۲۷۴ (انظر: ۱۸۱۴۱)

فوائد: ”میرے پاؤں پاک تھے۔“ یعنی آپ ﷺ وضو کی حالت میں تھے۔ ”اس کے بعد ابھی تک میں ننگے پاؤں نہیں چلا۔“ ان الفاظ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جن موزوں کو وضو کی حالت میں پہنا گیا ہو، ان پر مسح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بعد میں ان کو اتارا نہ گیا ہو۔

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا، پس آپ ﷺ ایک وادی میں داخل ہوئے، قضائے حاجت کی اور پھر باہر تشریف لے آئے اور میرے پاس آکر آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزے اتار کر وضو کیا، لیکن جب فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو (پیٹ میں) ہوا محسوس ہوئی، اس لیے دوبارہ لوٹ گئے پھر آپ تشریف لائے اور پھر وضو کیا، لیکن اس بار موزوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ بھول گئے ہیں کہ موزے نہیں اتارے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہرگز نہیں، بلکہ تم بھول گئے ہو، مجھے اس طرح مسح کرنے کا تو میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے وضوء کرواؤ۔“ پس میں وضو کا پانی لے کر آیا، آپ ﷺ نے استنجا کیا، پھر اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا اور اس کے ساتھ ملا، پھر اس کو دھویا اور وضو کیا، وضو میں موزوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے پاؤں نہیں دھوئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جب میں نے موزے پہنے تھے تو پاؤں پاک تھے۔“ یعنی آپ ﷺ اس وقت باد وضو تھے۔

(۷۳۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ سَافَرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَادِيًا فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَأَتَاهُ قَتَوُضًا فَخَلَعَ حُفْيَهُ فَتَوُضًا فَلَمَّا فَرَغَ وَجَدَ رِيحًا بَعْدَ ذَلِكَ فَعَادَ فَخَرَجَ قَتَوُضًا وَمَسَحَ عَلَى حُفْيِهِ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! نَسِيتَ لَمْ تَخْلَعْ الْحُفْيَيْنِ؟ قَالَ: ((كَلَّا، بَلْ أَنْتَ نَسِيتَ، بِهِذَا أَمْرِنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ)) (مسند أحمد: ۱۸۳۲۶)

(۷۴۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَضُّئِنِّي)) فَاتَيْتُهُ بِوُضُوءٍ فَاسْتَنْجَيْتُهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي فِي التُّرَابِ فَمَسَحْتُهَا ثُمَّ غَسَلْتُهَا ثُمَّ تَوُضُّتُ وَمَسَحْتُ عَلَى حُفْيِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجَلَاكَ لَمْ تَغْسِلْهُمَا، قَالَ: ((إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا وَهُمَا طَاهِرَتَانِ)) (مسند أحمد: ۸۶۸۰)

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جن موزوں پر مسح کرنا چاہتا ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کو وضو کی حالت میں پہنے۔

(۷۳۹) ضعیف بہذہ السیاقہ، تفرد بہا بکیر بن عامر البجلی وهو ضعیف۔ أخرجه ابوداؤد: ۱۵۶ (انظر: ۱۸۱۴۵)
(۷۴۰) اسنادہ ضعیف، ابان بن عبد اللہ البجلی فی حفظہ لین، والراوی عن ابی ہریرۃ مبہم، وشہد لمسح الحفین احادیث اخری۔ أخرجه الدارمی: ۶۷۸، وابویعلی: ۶۱۳۶، والبیہقی: ۱/ ۱۰۷ (انظر: ۸۶۹۵)

بَابُ تَوَقُّيْتِ مُدَّةِ الْمَسْحِ مسح کی مدت مقرر کرنے کا بیان

شرح بن ہانی کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کی مدت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کرو، وہ اس بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، وہ آپ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ پس میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات۔“

سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کے راستے میں چلو، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کرو، غلو سے بچو، بچوں کو قتل نہ کرو، مسافر تین دنوں اور راتوں تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس نے موزے وضو کی حالت میں پہنے ہوں۔“

سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر کر رہے ہوں تو تین دنوں اور راتوں تک پانچا کرنے، پیشاب اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتارا کریں، البتہ جنابت کی وجہ سے اتارنے ہوں گے۔

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۷۴۱)۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْحُقَيْنِ فَقَالَتْ: سَلْ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِهَذَا مِنِّي، كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَسَأَلْتُ عَلِيًّا فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.)) (مسند أحمد: ۷۴۸)

(۷۴۲)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ الْمُرَادِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَةٍ فَقَالَ: ((سِيرُوا بِاسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تُقَاتِلُونَ عِدَاءَ اللَّهِ وَلَا تَغْلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ يَمْسَحُ عَلَى حُقَيْهِ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ عَلَى طُهُورٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.)) (مسند أحمد: ۱۸۲۶۷)

(۷۴۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ يَأْمُرُنَا (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) إِذَا كُنَّا سَافِرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ عَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ۔ (مسند أحمد: ۱۸۲۶۰)

(۷۴۴)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

(۷۴۱) تخریج: أخرجه بنحوه مسلم: ۲۷۶ (انظر: ۷۴۸)

(۷۴۲) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۸۵۷ (انظر: ۱۸۰۹۴)

(۷۴۳) تخریج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذی: ۳۵۳۵، والنسائی: ۱/ ۹۸، وابن ماجه:

۴۷۸ (انظر: ۱۸۰۹۱)

(۷۴۴) تخریج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۵۷، وابن ماجه: ۵۵۳ (انظر: ۲۱۸۵۱)

نے فرمایا: ”مسافر تین دنوں اور راتوں تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک مسح کر سکتا ہے۔“

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((يَمْسَحُ الْمُسَافِرُ ثَلَاثَ لَيَالٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ) وَالْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً.)) (مسند أحمد: ۲۲۱۹۵)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حکم دیا کہ مسافر تین دنوں اور راتوں تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔

(۷۴۵)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلْمَسَافِرِ وَلَيَالِيَهُنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ. (مسند أحمد: ۲۴۴۹۵)

فوائد: ان روایات سے معلوم ہوا کہ مقیم ایک دن یعنی چوبیس گھنٹوں تک اور مسافر تین دنوں تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے، مزید وضاحت اگلے باب میں ہوگی۔ ذہن نشین کر لیں کہ مسح کی مدت موزے پہننے سے نہیں، بلکہ اس وقت سے شروع ہوگی، جب سے وضو ٹوٹے گا، اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزے لیے، لیکن عصر کے وقت وضو ٹوٹتا ہے تو مسح کی مدت کا آغاز عصر سے ہوگا۔

بَابُ حَجَّةٍ مَنْ قَالَ بَعْدَ التَّوْقِيَتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ موزوں پر مسح کی مدت کے عدم تعیین کے قائلین کی دلیل کا بیان

سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تینوں دنوں تک موزوں پر مسح کر سکتے ہو۔“ اگر ہم آپ ﷺ سے زیادہ (دنوں کی رخصت) کا مطالبہ کرتے تو آپ ﷺ ہمیں زیادہ رخصت دے دیتے۔ (دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسافر کے لیے تین دنوں کی اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات کی رخصت دی، اللہ کی قسم! اگر رسائل مزید سوال کرتا تو آپ ﷺ نے پانچ دنوں کی رخصت دے دینی تھی۔

(۷۴۶)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَمْسَحُوا عَلَى الْخُفَّافِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.)) وَلَوْ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا. (مسند أحمد: ۲۲۲۰۱)

(۷۴۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ). قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ وَأَيُّمُ اللَّهِ! لَوْ مَضَى السَّائِلُ فِي مَسْأَلَتِهِ لَجَعَلَهَا خَمْسًا. (مسند أحمد: ۲۲۲۲۶)

فوائد: ان دونوں روایات سے واضح طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ مسافر کو تین سے زیادہ دنوں تک مسح

(۷۴۵) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱/ ۱۷۵، والبزار: ۲۷۵۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۶۹/ ۱، والدارقطنی: ۱/ ۱۹۷، والبیہقی: ۱/ ۱۷۵ (انظر: ۲۳۹۹۵)

(۷۴۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداؤد: ۱۵۷، وابن ماجه: ۵۵۳ (انظر: ۲۱۸۵۷)

(۷۴۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

پشتوں پر مسح کیا۔

الْحُقْفَيْنِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ أَبِي: حَدَّثَنَا

سُرَيْجٌ وَالْهَاشِمِيُّ أَيْضًا - (مسند أحمد: ۱۸۴۱۵)

(۷۵۰) - عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ

مِنْ ظَاهِرِهِمَا حَتَّى رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَمْسَحُ ظَاهِرَهُمَا - (مسند أحمد: ۷۳۷)

(۷۵۱) - عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ ظَهْرَ قَدَمَيْهِ وَقَالَ: لَوْلَا

أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَغْسِلُ ظُهُورَ

قَدَمَيْهِ لَفَنَنْتُ أَنْ بَطُونُهُمَا أَحَقُّ بِالْغُسْلِ -

(مسند أحمد: ۱۰۱۴)

سیدنا علی بن ابوطالب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں: میری رائے تو یہ تھی کہ پاؤں کے نچلے والے حصے پر مسح کرنا، اوپر والے حصے پر مسح کرنے کی بہ نسبت زیادہ حق رکھتا ہے، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ظاہری حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھ لیا۔

عبد خیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو دیکھا کہ انھوں نے پاؤں کی پشت پر مسح کیا اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پاؤں کے ظاہری حصے پر مسح کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں یہی سمجھتا کہ پاؤں کا نیچے والا حصہ مسح کا زیادہ حقدار ہے۔

فوائد:..... اس حدیث کے دوسرے طرق میں موزوں پر مسح کا ذکر ہے، اس لیے ہم نے اس حدیث میں ”غسل“ کے لفظ کے معانی ”مسح کرنے“ کے کیے ہیں۔ اس مسح کا طریقہ یہ ہے ہاتھ گھسیلا کر کے پاؤں کے سامنے والے ظاہری حصے پر پھیر دیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ أَسْفَلِ الْخُفِّ وَأَعْلَاهُ

موزوں کے نیچے والے اور اوپر والے دونوں حصوں پر مسح کرنے کا بیان

سیدنا مغیرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں کے نیچے والے اور اوپر والے، دونوں حصوں پر مسح کیا۔

(۷۵۲) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا

السَّوْلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا ثَوْرٌ عَنْ رَجَاءِ بْنِ

حَيَوَةَ عَنْ كَاتِبِ الْمَغِيرَةِ عَنِ الْمَغِيرَةِ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أَسْفَلَ الْخُفِّ

وَأَعْلَاهُ - (مسند أحمد: ۱۸۳۸۳)

فوائد:..... موزوں کے صرف ظاہری حصوں پر مسح کیا جائے گا، پچھلے باب میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۷۵۰) تخریج: حدیث صحیح بمجموع طرقہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۶۳ (انظر: ۷۳۷)

(۷۵۱) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه عبدالرزاق: ۵۷، والحمیدی: ۴۷، والنسائی فی "الکبریٰ":

۱۲۰۰، وانظر الحدیث السابق (انظر: ۱۰۱۴)

(۷۵۲) تخریج: اسنادہ ضعیف، الولید بن مسلم بدلس ویسوی، ثم ان بین ثور بن یزید ورجاء بن حیوة

انقطاعاً۔ أخرجه ابوداود: ۱۶۵، والترمذی: ۹۷، وابن ماجه: ۵۵۰ (انظر: ۱۸۱۹۷)

بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ جراہوں اور جوتوں پر مسح کرنے کا بیان

(۷۵۳)۔ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى لُجُورَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۳۹۳)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جراہوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

فوائد:..... حدیث نمبر (۶۸۱) کی شرح میں جراہوں پر مسح کرنے وضاحت کی جا چکی ہے۔

(۷۵۴)۔ عَنِ يَعْلَى بْنِ أُمِيَّةَ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى لَصَلْوَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۶۲۵۸)

سیدنا اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا، اس میں جوتوں پر مسح کیا اور پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔

(۷۵۵)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنِ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَنَبِيِّ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۶۲۶۸)

دوسری سند) سیدنا اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جوتوں پر مسح کیا۔

فوائد:..... جوتوں پر مسح کے جائز ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ جوتوں کے ساتھ موزے یا جرابیں بھی پہنی ہوئی تھیں، یا آپ ﷺ با وضو ہونے کے باوجود یہ وضو کر رہے تھے، جس میں پاؤں پر مسح کیا جاتا ہے، جیسا کہ چند ابواب پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۷۵۶)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) عَنِ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ لَتَقْفِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنِّي بِظَامَةِ قَوْمٍ فَتَوَضَّأَ۔ (مسند احمد: ۱۶۲۵۶)

(تیسری سند) سیدنا اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ قوم کی دو کنوؤں کے درمیان والی نالی کے پاس گئے اور وضو کیا۔

(۷۵۳) تخريج: قال الالباني: صحيح- أخرجه ابوداود: ۱۵۹، والترمذي: ۹۹، وابن ماجه: ۵۵۹ (انظر: ۱۸۲۰۶)

(۷۵۴) تخريج: قال الالباني: صحيح- أخرجه ابوداود: ۱۶۰، وزاد: ومسح على نعليه وقدميه، وعند الطبراني والحازمي: ومسح على قدميه (انظر: ۱۶۱۵۸)

(۷۵۵) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف شريك النخعي، ولاقطاعه، يعلى بن يدرك لم يدرك اوس بن

ابى اوس، بينهما والد يعلى، وهو مجهول، وانظر الحديث بالطريق الاول

(۷۵۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

أَبْوَابُ نَوَاقِضِ الْوُضُوءِ

نواقض الوضوء کے ابواب

بَابٌ فِي نَقْضِ الْوُضُوءِ بِمَا خَرَجَ مِنَ السَّبِيلَيْنِ
(بول و براز کے) راستوں سے خارج ہونے والی ہر چیز سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان
الْوُضُوءِ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ
پیشاب اور پاخانہ سے وضو کرنا

(۷۵۷)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ فَقَالَ: كُنَّا نَكُونُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَأْمُرُنَا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِمْفَانًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةِ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَتَوَمٍّ، وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيُّ الصَّوْتِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)) (مسند أحمد: ۱۸۲۶۰)

زر بن حبیش کہتے ہیں: میں سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، آپ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم سفر میں پاخانہ، پیشاب اور نیند کی وجہ سے تین دنوں تک موزوں نہ اتارنا کریں، البتہ جنابت سے اتارنا پڑیں گے۔ اتنے میں ایک بلند آواز والا بدو آیا اور اس نے کہا: اے محمد! ایک آدمی، ایک قوم سے محبت تو رکھتا ہے، لیکن وہ ابھی تک اس کو ملا نہیں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی ان کے ساتھ ہوگا، جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔“

فوائد: معلوم ہوا کہ پاخانہ، پیشاب اور نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۷۵۷) تخریج: حدیث صحیح لغيره۔ أخرجه الترمذی: ۳۵۳۵، والنسائی: ۱ / ۹۸، وابن ماجه: ۴۷۸ (انظر: ۱۸۰۹۱)

الْوُضُوءُ مِنَ الرِّيحِ

ہوا خارج ہونے سے وضو کرنا

(۷۵۸)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَكُونُ بِالْبَادِيَةِ فَتَخْرُجُ مِنَّا أَحَدُنَا الرُّوْحَةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ، وَقَالَ مَرَّةً: (فِي أَدْبَارِهِنَّ) (مسند أحمد: ۶۵۵)

سیدنا علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جنگل میں ہوتے ہیں اور کسی کی ہوا نکل جاتی ہے، (ایسے میں کیا کریں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بی شک اللہ تعالیٰ حق کو بیان کرنے سے نہیں شرماتا، جب تم میں کوئی اس طرح کرتا ہے تو وہ وضو کیا کرے اور عورتوں کو پشت سے استعمال نہ کیا کر۔“

فوائد: حدیث کے آخری جملے کی وضاحت: معلوم ہوا کہ بیوی کو پشت سے استعمال کرنا یعنی اس سے غیر فطری جماع کرنا حرام ہے، خاوندوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس عضو کو حق زوجیت کا محل قرار دیا ہے، اسی کو استعمال کریں۔ غیر فطری جماع سے مراد پانچانہ والی جگہ کو استعمال کرنا ہے، اس کا یہ مفہوم نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو الٹا نہیں لٹا سکتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ حَرْثُوا حَرْثُكُمْ أَنْتُمْ سِثْتُمْ﴾ (سورہ بقرہ: ۲۲۳) یعنی: ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ۔“ یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت کو پیٹ کے بل لٹا کر مباشرت کی جائے تو بچہ بھیجگا پیدا ہوتا ہے۔ ان کے خیال کی تردید کی جا رہی ہے کہ چت لٹا کر مباشرت کی جائے یا پیٹ کے بل یا کروٹ پر، اس سے اولاد میں کوئی فرق نہیں پڑتا، ضروری یہ ہے کہ ہر صورت میں عورت کی مباشرت والی جگہ ہی استعمال ہو۔

(۷۵۹)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ خَبَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسْتَمُ ثَوْبَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: مِمَّ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا وَضُوءَ إِلَّا مِنَ رِيحٍ أَوْ سِمَاعٍ)) (مسند أحمد: ۱۵۵۹۱)

محمد بن عمرو کہتے ہیں: میں نے سیدنا سائب بن خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے کو سونگ رہے تھے، میں نے کہا: ایسے کیوں کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”صرف بدبو سے یا ہوا کی آوازیں لینے سے وضو ہے۔“

فوائد: یہ حکم اس شخص کے لیے ہے، جس کو وضو کر لینے کے بعد وضو کے ٹوٹ جانے کا شک پڑ جائے، یعنی

(۷۵۸) (تخریج: اسنادہ ضعیف، مسلم بن سلام مجہول۔ أخرجه الترمذی: ۱۱۶۶، وابوداؤد: ۲۰۵، ۱۰۰۵ (انظر: ۶۵۵))

(۷۵۹) (تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجہ: ۵۱۶ (انظر: ۱۵۵۰۶))

اللہ ﷺ نے سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ابورافع! تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلمیٰ! تو نے اس کو کون سی تکلیف دی ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو کوئی تکلیف نہیں دی، یہ بات ضرور ہوئی کہ نماز کے اندر اس کا وضو ٹوٹ گیا، اس لیے میں نے اس سے کہا: اے ابورافع! بیشک رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کیا کرے، لیکن یہ کہنا تھا کہ انھوں نے اٹھ کر مجھے مارنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرانے لگ گئے اور یہ فرمانے لگے: ”ابورافع! اس نے تو تجھے خیر کا ہی حکم دیا تھا۔“

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي رَافِعٍ: ((مَالِكٌ وَلَهَا يَا أَبَا رَافِعٍ؟)) قَالَ: تُوذِينِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بِمَ آذَيْتَهُ يَا سَلْمَى؟)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا آذَيْتُهُ بِشَيْءٍ وَلَكِنَّهُ أَحَدَثَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ الْمُسْلِمِينَ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَحَدِهِمُ الرِّيحُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَقَامَ فَضَرَبَنِي، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ وَيَقُولُ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّهَا لَمْ تَأْمُرْكَ إِلَّا بِخَيْرٍ-)) (مسند أحمد: 26870)

الْوُضُوءُ مِنَ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ وَدَمِ الْإِسْتِحَاضَةِ

مذی، ودی اور استحاضہ کے خون سے وضو کرنا

مذی: بوسہ یا مداعت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا پتلا پانی۔

ودی: پیشاب کے بعد پیشاب کی نالی سے نکلنے والا سفید و رقیق پانی۔

الْمَنِيّ (منی): خصیتین میں جمع رہنے والا ایک سفید و گاڑھا سیال مادہ جو جماع اور شدت نہوت کے وقت خارج

ہوتا ہے۔

استحاضہ: وہ خون ہے، جو کسی رگ کے پھٹنے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے، ایسی عورت کو

مستحاضہ کہتے ہیں۔ یہ خون، حیض اور نفاس کے علاوہ ہوتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے بہت زیادہ مذی

(۷۶۳)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا

آتی تھی، اس کے بارے میں میرے سوال پر رسول اللہ ﷺ نے

مَذَاءً فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا

نے فرمایا: ”منیٰ میں غسل ہوتا ہے اور مذی میں وضو ہوتا ہے۔“

الْمَنِيّ فَفِيهِ الْغُسْلُ وَأَمَّا الْمَذْيُ فَفِيهِ

الْوُضُوءُ-)) (مسند أحمد: 662)

فوائد:..... مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مذی کے باقی احکام حدیث نمبر (۴۶۵) کے فوائد میں گزر چکے ہیں۔

(۷۶۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحِضُّ، فَقَالَ: ((دَعِيَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضَتِكَ ثُمَّ اغْتَسَلِي وَتَوَضَّئِي عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَإِنْ قَطَرَ عَلَى الْحَصِيرِ)) (مسند أحمد: ۲۴۶۶۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دیا کر، پھر غسل کر کے نماز پڑھا کر اور ہر نماز کے لیے وضو کیا کر، اگرچہ اس خون کے قطرے چٹائی پر گرتے رہیں۔“

فوائد:..... جس مرد اور عورت کو مستقل طور پر کوئی ایسی بیماری ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہو، مثلاً پیشاب کے قطروں کا مسلسل آتے رہنا، گیس کا مسلسل خارج ہوتے رہنا، پیشاب اور پانچانے کے راستہ سے خون کا بہتے رہنا، بعض مریضوں کے پانچانے کا مسلسل خارج ہوتے رہنا، ان تمام لوگوں کا استحاضہ والی خاتون کا حکم ہے۔ ان افراد کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہر مستقل نماز کے لیے علیحدہ وضو کیا جائے گا، مثلاً ایک آدمی زوال سے پہلے دو رکعت صلاۃ الاوائین پڑھتا ہے، پھر زوال کے بعد نماز ظہر ادا کرتا ہے اور اس کے متصل بعد نماز جنازہ پڑھتا ہے، چونکہ یہ تین مستقل نمازیں ہیں، اس لیے تینوں کے لیے علیحدہ علیحدہ وضو کیا جائے گا، اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کے لیے بھی ایک دفعہ وضو کر لیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔ فرض نمازوں کے پہلے یا بعد والی سنتیں ان ہی کے تابع ہوتی ہیں، اس لیے ان کے لیے علیحدہ وضو کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو چھونے کے لیے وضو کرنا چاہیے، اگر زبانی یا چھوئے بغیر دیکھ کر تلاوت کرنی ہو تو اس کے لیے وضو ضروری نہیں، مستحب ہے۔

بَابُ فِيمَا جَاءَ فِي الشَّلْتِ فِي الْحَدِيثِ

بے وضو کی کاشک پڑ جانے کا بیان

(۷۶۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ حَرَكَةً فِي دُبُرِهِ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَحَدَثٌ أَوْ لَمْ يُحَدِّثْ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)) (مسند أحمد: ۹۳۴۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی دُبر میں کوئی حرکت پائے، جس کی وجہ سے وہ اس اشکال میں پڑ جائے کہ وہ بے وضو ہو گیا ہے یا نہیں، تو ایسی صورت میں وہ (وضو کے لیے) اس وقت تک نہ جائے، جب تک آواز نہ سن لے یا بوند نہ پالے۔“

(۷۶۴) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۹، ۳۰۰، وابن ماجه: ۶۲۴، وأخرجه البخاری:

۳۲۷، ومسلم: ۳۳۴ من حدیث فاطمة بنت ابی حبیش (انظر: ۲۴۱۴۵)

(۷۶۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۶۲ (انظر: ۹۳۵۵) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فوائد: ”ذُبُر“: اس لفظ کے یہ مختلف معانی ہیں: پیٹھ، سرین، ہر چیز کا پچھلا حصہ، آخری حصہ۔ لیکن یہاں

س سے مراد پانچ خانہ والی جگہ کے پاس والا اندرونی حصہ ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کو سوسے میں ڈالنے کے لیے اس کے پاس آ کر وہ اس طرح مختلف حیلے استعمال کرتا ہے، جیسے آدمی اپنے جانور کو روکنے کے لیے بس بس کرتا ہے، جب وہ بندہ اس (شیطان سے) مانوس ہو جاتا ہے تو وہ اس کے سرینوں میں گوز مارتا ہے، تاکہ وہ اس کو نماز کے سلسلے میں فتنے میں ڈال دے۔ (تویاد رکھو کہ) جب تم میں کوئی آدمی اس چیز کو محسوس کرے تو وہ اس وقت تک (وضو کے لیے) نہ جائے، جب تک واضح طور پر آواز نہ سن لے یا بونہ پالے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس کی ذُبُر کے بال پکڑ کر کھینچتا ہے، اس سے بندے کو یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ وہ ہوا خارج ہونے کی وجہ سے بے وضو ہو گیا ہے۔ ایسی صورتحال میں کوئی آدمی وضو کے لیے اس وقت تک نہ جائے، جب تک آواز نہ سن لے یا بونہ پالے۔“

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ شکایت کی ہے کہ وہ نماز کے اندر (وضو توڑ دینے والی) ایسی چیز پاتا ہے کہ اس کو یہ خیال آنے لگتا ہے کہ واقعی کچھ ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی صورتحال

(۷۶۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَأَبَسَ بِهِ كَمَا يَبْسُ الرَّجُلُ بِدَابَّتِهِ فَإِذَا سَكَنَ لَهُ أَضْرَطَ بَيْنَ يَدَيْهِ لِيَفْتِنَهُ عَنْ صَلَاتِهِ، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ مِنْ ذَلِكَ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا لَا يَشْكُ فِيهِ.)) (مسند أحمد: ۸۳۵)

(۷۶۷)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَأْخُذُ شَعْرَهُ مِنْ ذُبُرِهِ فَيَمُدُّهَا فَيَرَى أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ، فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا.)) (مسند أحمد: ۱۱۹۳۴)

(۷۶۸)۔ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ (عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ شَكَاَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ يُخَيِّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْهُ، فَقَالَ: ((لَا

(۷۶۶) تخریج: اسنادہ قوی (انظر: ۸۳۶۹)

(۷۶۷) تخریج: حدیث حسن۔ أخرج نحوه ابن ماجه: ۵۱۴ (انظر: ۱۱۹۱۲)

(۷۶۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۳۷، ۱۷۷، ۲۰۵۶، ومسلم: ۳۶۱ (انظر: ۱۶۴۵۰) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

يَسْتَفْتِلُ حَتَّى يَجِدَ رِيحًا أَوْ يَسْمَعَ صَوْتًا.)) میں وہ جب تک بوند پالے یا آواز نہ سن لے، اس وقت تک (مسند أحمد: ۱۶۵۶۴) نماز سے نہ پھرے۔“

فوائد:..... طہارت کے معاملے میں وسوسہ اور شک و شبہ ان لوگوں پر غالب آجاتے ہیں، جو مذکورہ بالا احادیث میں پیش کیے گئے احکام سے غافل ہو جاتے ہیں، ہر انسان جانتا ہے کہ ہوا کے خارج ہونے کا تعلق صرف اس سوراخ اور اس کے ارد گرد کی جگہ سے نہیں ہے، جہاں سے گیس خارج ہوتی ہے، بلکہ انسان کا وجود اور طبیعت پہلے سے ہی آگاہ ہو جاتے ہیں اور ان کو پورا شعور ہو جاتا ہے کہ کیا ہوا ہے اور کیا ہونے والا ہے، اس لیے اگر کوئی آدمی اپنے سرینوں کے درمیان کوئی حرکت یا کوئی پھونک محسوس کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اس سے ہوا خارج ہو گئی ہے، اگر شیطان اس کو اس قسم کے شبہ میں ڈالنے کی کوشش کرے تو وہ اپنے نفس سے آواز آنے یا بد بو آنے کی شرط لگا لے، وگرنہ اپنے احساس کو شیطانی وسوسے کا نتیجہ سمجھ کر دفع کر دے۔ جن لوگوں کو غسل، استنجا، پیشاب کے قطروں اور وضو کے بارے میں وسوسوں کی بیماری پڑ جاتی ہے، ان سے گزارش ہے کہ وہ شریعت کے پابند رہیں اور درج بالا احادیث پر غور کر کے شیطان کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں۔ میں بندہ ناچیز میں وہی اور وسوسی لوگوں کا علاج کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے، اس لیے جب تک میرے زندہ ہونے کا امکان ہو، اس قسم کے لوگ رابطہ کر سکتے ہیں، بلکہ ہر آدمی کو یہ مہارت حاصل ہونی چاہیے۔



بَابُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ

نیند کی وجہ سے وضو کا بیان

فِي نَوْمِ الْقَاعِدِ

بیٹھنے والے کی نیند کے بارے میں

تنبیہ: نیند ناقض وضو ہے یا نہیں، جہاں یہ ایک اہم مسئلہ ہے، وہاں اس کے بارے میں مختلف آراء بھی پائی جاتی ہیں، اس لیے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کریں اور مختلف نصوص میں جمع و تطبیق کی بہترین صورت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نمازِ عشا کو موخر کر دیا، یہاں تک لوگ سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے، پھر بیدار ہوئے۔ بالآخر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، راوی نے اس قسم کی کوئی بات ذکر نہیں کی کہ انہوں نے وضو کیا تھا۔

(۷۶۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا
بُونُسُ وَعَفَّانُ قَالَا: تَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ
يُوبَ، قَالَ عَفَّانُ: قَالَ حَمَادُ: أَنَا أَيُّوبُ
وَقَيْسٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَخَّرَ الْعِشَاءَ
ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ ثُمَّ اسْتَيْقَظُوا ثُمَّ
نَامُوا ثُمَّ اسْتَيْقَظُوا، قَالَ قَيْسٌ: فَجَاءَ عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ!
قَالَ: فَخَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُمْ
تَوَضَّؤُوا۔ (مسند أحمد: ۲۱۹۵)

(۷۷۰)۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنهما

(۷۶۹) تخریج: أخرج نحوه البخاری: ۷۲۳۹، و مسلم: ۶۴۲ (انظر: ۲۱۹۵)

(۷۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۷۶ (انظر: ۱۳۸۳۲)

قَالَ: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ، قَالَ عَقَّانُ: أَوْ
أَخْرَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَامَ مَعَهُ
يُنَاجِيهِ حَتَّى نَعَسَ الْقَوْمُ، أَوْ قَالَ: بَعْضُ
الْقَوْمِ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَذْكُرْ وَضُوءًا -
(مسند أحمد: ۱۳۸۶۸)

اقامت کہہ دی گئی یا ایک رات نماز عشا کو مؤخر کر دیا گیا، پس
ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے
کوئی کام ہے، پس آپ ﷺ اس کے ساتھ سرگوشی کرنے
لگے، یہاں تک کہ لوگ سونے لگ گئے، پھر آپ ﷺ نے
نماز پڑھائی اور وضو کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

(۷۷۱) - عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ
مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَنَامُونَ
وَلَا يَتَوَضَّؤُونَ - (مسند أحمد: ۱۳۹۸۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام سو جاتے
تھے اور پھر نیا وضو نہیں کرتے تھے۔

فوائد:..... مسند بزار (۲/ ۳۳۴) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: إِنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانُوا
يَضَعُونَ جُنُوبَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَوَضَّأُ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَتَوَضَّأُ..... رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اپنے پہلوؤں
پر سو جاتے تھے، پھر (نماز ادا کرتے وقت) کوئی وضو کرتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر اور
لیٹ کر سونے میں اس اعتبار سے فرق کرنا درست نہیں ہے کہ بیٹھنے والے کا وضو برقرار رہتا ہے اور لیٹ جانے والے کا
ٹوٹ جاتا ہے۔

(۷۷۲) - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا
نَوُومًا وَكُنْتُ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ وَعَلَيَّ
ثِيَابِي نِمْتُ، ثُمَّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: فَأَنَامُ
قَبْلَ الْعِشَاءِ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ
ذَلِكَ فَرَخَّصَ لِي - (مسند أحمد: ۸۹۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بہت زیادہ
سونے والا آدمی تھا، اس لیے جب میں مغرب پڑھتا اور مجھ پر
میرے کپڑے ہوتے تو میں سو جاتا، پھر ایک دفعہ یحییٰ بن سعید
نے علی رضی اللہ عنہ کی بات نقل کرتے ہوئے یہ کہا: تو میں عشاء سے
پہلے سو جاتا پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے
بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے رخصت دے دی۔

فوائد:..... ان روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام بیٹھ کر بھی سو جاتے تھے اور لیٹ کر بھی، لیکن اس نیند کے
بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ لیکن درج ذیل دو احادیث میں نیند کو مطلق طور پر ناقض وضو قرار دیا گیا ہے:

(۱) سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ يَأْمُرُنَا (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ
مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ -

(۷۷۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۷۶ (انظر: ۱۳۹۴۱)

(۷۷۲) تخريج: اسنادہ ضعيف، ابن ابى لیلی سبىء الحفظ، وجدة ابن الاصبهانی لا تعرف (انظر: ۸۹۲)
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

..... نبی کریم ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر کر رہے ہوں تو تین دنوں اور راتوں تک پانچھانے، پیشاب اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتارا کریں، البتہ جنابت کی وجہ سے اتارنے ہوں گے۔ (ترمذی: ۳۵۳۵، نسائی: ۹۸/۱، بن ماجہ: ۴۷۸، واللفظ لاحمد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور پانچھانے کی طرح نیند بھی مطلق طور پر ناقض وضو ہے۔

(۲) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وَكَاءُ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلَيْتَوَضًّا))..... ”پیشک آنکھیں، دُبر کے لیے تمہ ہیں، اس لیے جو سو جائے، وہ وضو کرے۔“ (ابوداؤد: ۲۰۳، بن ماجہ: ۴۷۷) سیدنا معادیہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْعَيْنَ وَكَاءُ السَّهِّ، فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ اسْتَطَلَقَ الْوِكَاءُ))..... ”پیشک آنکھ، دُبر کے لیے تمہ ہے، اس لیے جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو تمہ کھل جاتا ہے۔“ (مسند احمد: ۱۶۸۷۹، دارمی: ۱۸۴/۱، بیہقی: ۱۱۸/۱، دارقطنی: ۱/۱۶۰) یہ احادیث بھی مطلق طور پر اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ نیند مطلق طور پر وضو کو توڑ دیتی ہے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کو اس طرح پایا گیا کہ بیٹھے بیٹھے ان کو نیند آگئی اور نیند کے دوران آواز کے ساتھ ان کی ہوا خارج ہوئی، لیکن ان کو علم تک نہ ہو۔ پھر ان کو بتلایا گیا کہ اُن کا وضو ٹوٹ چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس باب کی احادیث اور ان کی شرح سے ثابت ہوتا ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، جبکہ درج بالا تین احادیث سے یہ پتہ چل رہا کہ نیند ناقض وضو ہے۔ راجح مذہب کے مطابق ان نصوص میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ درج بالا جن احادیث میں نیند کے ناقض وضو ہونے کا ذکر ہے، ان کو ناخ سمجھ کر نیند کو مطلق طور پر وضو توڑ دینے والا امر قرار دیا جائے اور جن احادیث میں صحابہ کے سونے اور پھر وضو نہ کرنے کا ذکر ہے، ان کو منسوخ سمجھا جائے، اس صورت کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱) اگر اباحت اور حظر میں تعارض پیدا ہو جائے تو حظر کو مقدم کیا جاتا ہے، ان روایات میں نیند کا ناقض وضو ہونا

حظر ہے۔

(۲) اگر متعارض امور میں سے ایک کا تعلق براءتِ اصلیہ سے ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس اعتبار سے نیند

کو توڑ دینے والے حکم پر مشتمل احادیث ناخ اور قابل عمل قرار پاتی ہیں۔

(۳) متعارض نصوص میں احوط یعنی زیادہ احتیاط والی نص پر عمل کیا جائے اور ان احادیث میں زیادہ احتیاط اس

میں ہے کہ نیند کو ناقض وضو سمجھ لیا جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ صورتیں اس وقت اختیار کی جاتی ہیں جب واضح طور پر ناخ کا علم نہ ہو سکے۔ اولگہ اور اس کی طرح کی ہلکی نیند، جس میں شعور باقی رہتا ہے، ناقض وضو نہیں ہے۔

صحابہ کے نیند سے وضو نہ کرنے کی صورت کو بھی ہلکی نیند پر محمول کر لیا جائے جس سے شعور باقی رہتا ہے تو اس طرح

بھی متعارض نصوص کا تعارض ختم ہو سکتا ہے۔ علامہ عبید اللہ رحمانی رضی اللہ عنہ نے (مرعاة الفلاح، ص: ۳۹۶، رقم الحدیث: ۳۱۹)

میں ابو علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی نے سبل السلام کے آغاز میں اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (عبد اللہ رفیق) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

نَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَنْقُضُ وُضُوءَهُ وَلَوْ مُضْطَجِعًا

نبی کریم ﷺ کی نیند ناقض وضو نہیں تھی، اگرچہ وہ لیٹ کر ہوتی

(۷۷۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طرح سو گئے کہ آواز کے ساتھ سانس لینے لگے، پھر جب اٹھے تو نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (مسند احمد: ۲۰۸۴)

(۷۷۴)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی اسی طرح کی ایک حدیث روایت کی ہے۔

(۷۷۵)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، بَتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ، قَالَ: فَتَوَضَّأَ وَضُوءًا خَفِيفًا فَقَامَ فَصَنَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَمَا صَنَعَ ثُمَّ جَاءَ فَقَامَ فَصَلَّى فَحَوَّلَهُ فَجَعَلَهُ عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ، فَاتَّأَهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا صَلَّى رَكَعَتِي الْمَجْرِبِ اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ، فَكُنَّا نَقُولُ لِعَمْرُو: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔)) (مسند احمد: ۱۹۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری، نبی کریم ﷺ رات کو بیدار ہوئے، ہلکا سا وضو کیا اور نماز شروع کر دی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آپ ﷺ کی طرح عمل کیا اور پھر آکر (آپ ﷺ کی بائیں جانب) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، آپ ﷺ نے ان کو پھیر کر دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر وہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے رہے، پھر آپ ﷺ فارغ ہو کر لیٹ گئے، یہاں تک کہ خزانے لینے لگے، پھر مؤذن آپ ﷺ کے پاس آیا (اور نماز فجر کی اطلاع دی)، پس آپ ﷺ نماز کے لیے چلے گئے اور وضو نہیں کیا۔ دوسری روایت میں ہے: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب آپ ﷺ نے فجر کی دو سنتیں پڑھ لیں تو لیٹ گئے اور خزانے لینے لگے، پس ہم عمرو سے کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”میرے آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔“

(۷۷۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین ، وأخرجه البخاری: ۶۳۱۶ ، ومسلم:

۷۶۳ مطولا ، لكن فيهما ذكر انه ﷺ نام ثم قام وصلى ولم يتوضأ (انظر: ۲۰۸۴)

(۷۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۳۸ ، ۷۲۶ ، ۸۵۹ ، ومسلم: ۷۶۳ (انظر: ۱۹۱۲)

(۷۷۶)۔ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَأَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَامَ حَتَّى سَمِعَ لَهُ غَطِيطَ فَقَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، فَقَالَ عِكْرِمَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَحْفُوظًا۔ (مسند أحمد: ۲۱۹۴)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح سو جاتے کہ آپ ﷺ کی خزانوں کی آواز آنے لگتی، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ عکرمہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی تو حفاظت کی گئی تھی۔

فوائد: نبی کریم ﷺ کی نیند آپ ﷺ کے لیے ناقض وضو نہیں تھی، کیونکہ نیند کے دوران آپ ﷺ کا دل بیدار رہتا تھا۔

وَضُوءٌ مِّنْ نَّامٍ مُّضْطَجِعًا

لیٹ کر سو جانے والے کا وضو

(۷۷۷)۔ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ عَلَى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وَضُوءٌ حَتَّى يَضْطَجِعَ، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرَحَّتْ مَقَاصِلُهُ)). (مسند أحمد: ۲۳۱۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی سجدے کی حالت میں سو جائے، اس پر کوئی وضو نہیں ہے، وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سو جاتا ہے، کیونکہ جب بندہ لیٹ کر سوتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے اور ست پڑ جاتے ہیں۔“

فوائد: یہ حدیث اور وہ تمام روایات، جن میں بیٹھے اور لیٹ کر سونے میں فرق کیا گیا ہے، وہ ضعیف ہیں۔

(۷۷۸)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَيْنَ وَكَأُ السَّهِّ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ)). (مسند أحمد: ۸۸۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک آنکھ، دُبر کے لیے تمہ ہے، اس لیے جو سو جائے، وہ وضو کرے۔“

(۷۷۹)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَيْنَ وَكَأُ))

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک آنکھ، دُبر کے لیے تمہ ہے، اس

(۷۷۶) تخريج: اسنادہ صحيح - أخرجه البيهقي: ۱ / ۱۲۱، وحديث ابن عباس روى في المسند بالفاظ مختلفة ومطولة ومختصرة ومنها ما رواه الشيخان (انظر: ۲۱۹۴)

(۷۷۷) تخريج: اسنادہ ضعیف، یزید بن عبد الرحمن مختلف فیہ۔ أخرجه ابوداود: ۲۰۲، والترمذی: ۷۷ (انظر: ۲۳۱۵)

(۷۷۸) تخريج: قال الالبانی: حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۰۳، وابن ماجه: ۴۷۷ (انظر: ۸۸۷)

(۷۷۹) تخريج: قال الالبانی: حسن لغيره (مشکوٰۃ المصابیح)۔ أخرجه الدارمی: ۱ / ۱۸۴، وابویعلی: ۷۳۷۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹ / ۸۷۵، والبيهقي: ۱ / ۱۱۸، والدارقطني: ۱ / ۱۶۰ (انظر: ۱۶۸۷۹)

حَدِيثُ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ فِي نَقْضِ الْوُضُوءِ بِمَسِّ الذَّكْرِ
 ذکر کو چھونے سے وضو کا ٹوٹ جانا، اس کے بارے میں سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا
 کی حدیث کا بیان

سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے، جب تک وضو نہ کر لے۔“

(۷۸۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ بُسْرَةَ بِنْتَ صَفْوَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّي حَتَّى يَتَوَضَّأَ)) (مسند أحمد: ۲۷۸۳، ۸)

عروہ بن زبیر کہتے ہیں: جب مروان مدینہ منورہ پر حکمران تھا، اس دوران اس نے ذکر کیا کہ جب کوئی آدمی اپنا ہاتھ شرمگاہ کو لگا دے گا تو وہ وضو کرے گا، لیکن میں نے اس کی اس بات کا انکار کیا اور کہا کہ شرمگاہ کو چھونے والے پر کوئی وضو نہیں ہے۔ مروان نے کہا: سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو نواقض وضو ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ”شرمگاہ کو چھونے سے وضو کیا جائے گا۔“ لیکن مروان سے میرا مجادلہ جاری رہا، یہاں تک کہ اس نے اپنے محافظوں میں سے ایک آدمی کو بلا کر اسے سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس سے اس حدیث کے بارے میں پوچھ کر آئیں، جو اس نے اس (مروان) کو بیان کی تھی، سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا نے جواباً وہی حدیث ذکر کی، جو مروان نے مجھ ان کے واسطے سے بیان کی تھی۔

(۷۸۴)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بَحْطِ يَدِهِ، تَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: ذَكَرَ مَرْوَانُ فِي إِمَارَتِهِ عَلَى الْمَدِينَةِ أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ إِذَا أَفْضَى الرَّجُلُ يَدِهِ، فَاتَّكُرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: لَا وَضُوءَ عَلَيَّ مِنْ مَسِّهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرْتَنِي بُسْرَةَ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ مَا يَتَوَضَّأُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَيَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ)) قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمْ أَزَلْ أُسَارِي مَرْوَانَ حَتَّى دَعَا رَجُلًا مِنْ حَرَسِهِ فَأَرْسَلَهُ إِلَيَّ بُسْرَةَ يَسْأَلُهَا عَمَّا حَدَّثَتْ مِنْ ذَلِكَ،

(۷۸۳) تخريج: حدیث صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۸۲، والنسائی: ۱/۲۱۶ (انظر: ۲۷۲۹۵)

(۷۸۴) تخريج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائی: ۱/۱۰۰ (انظر: ۲۷۲۹۶)

فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بُسْرَةَ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْهَا مَرْوَانُ. (مسند أحمد: ۲۷۸۳۸م)

(تیسری سند) اس میں ہے: قاصد نے بتلایا کہ سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا یہ بیان کر رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے۔“

(۷۸۵)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ بِمِثْلِهِ وَفِيهِ: فَذَكَرَ الرَّسُولُ أَنَّهَا تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.)) (مسند أحمد: ۲۷۸۳۶)

(چوتھی سند) عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں، جبکہ وہ اپنے باپ کے ساتھ تھے، کہ مروان نے اس کو سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی وساطت سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے۔“ پھر مروان نے اس کی طرف قاصد بھیجا، جبکہ میں موجود تھا، سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا نے جواباً کہا: جی ہاں، (آپ ﷺ نے ایسے ہی فرمایا تھا)، پس قاصدان کے پاس سے وہی بات لے کر آیا۔

(۷۸۶)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ)۔ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَهُوَ مَعَ أَبِيهِ يُحَدِّثُ أَنَّ مَرْوَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ فَرَجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.)) قَالَ: فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهَا رَسُولًا وَأَنَا حَاضِرٌ، فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَجَاءَ مِنْ عِنْدِهَا بِذَلِكَ. (مسند أحمد: ۲۷۸۳۷)

مَنْ رَأَى عَدَمَ نَقْضِ الْوُضُوءِ بِمَسِّ الذَّكَرِ

شرمگاہ کو چھونے سے وضو کا نہ ٹوٹنا، اس رائے کا بیان

سیدنا طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ جب کوئی آدمی اپنی شرمگاہ کو چھو لے، تو کیا وہ اس سے وضو کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہارے جسم کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔“

(۷۸۷)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيَتَوَضَّأُ أَحَدُنَا إِذَا مَسَّ ذَكَرَهُ، قَالَ: ((إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ أَوْ جَسَدِكَ.)) (مسند أحمد: ۱۶۳۹۵)

(۷۸۵) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۸۱ (انظر: ۲۷۲۹۳)

(۷۸۶) تخریج: حدیث صحیح، وهو مکرر ما قبله۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۲۱۶ (انظر: ۲۷۲۹۴)

(۷۸۷) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۱۸۲، والترمذی: ۸۵، والنسائی: ۱/ ۱۰۳، وابن ماجه:

۴۸۳ (انظر: ۱۶۲۸۶)

(دوسری سند) سیدنا طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: میں نے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے یا ایک آدمی نماز میں اپنی شرمگاہ کو چھوتا ہے، کیا وہ دوبارہ وضو کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، یہ تمہارے وجود کا حصہ ہی ہے۔“

(تیسری سند) سیدنا طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کوئی آدمی نماز میں اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے تو کیا وہ وضو کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے، (اس سے وضو کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔“

فوائد: یہ حدیث سیدنا طلق کے حوالے سے مشہور ہے، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو متاثر نہیں ہوتا۔ مذکورہ بالا تین احادیث کے مضمون میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے اور وہ اس طرح کہ بعض احادیث میں شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو کے ٹوٹ جانے کا ذکر ہے، جبکہ بعض کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے، ان روایات کی بنیاد پر سلف و خلف میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا شرمگاہ کو چھونا ناقض وضو ہے یا نہیں۔ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ چھونے کی صورت یہ ہو کہ ہاتھ اور شرمگاہ میں کوئی پردہ حائل نہ ہو، جیسا کہ سیدنا بسرہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن سیدنا طلق کی روایت کا کیا جائے گا؟ محدثین نے جمع و تطبیق کے جتنے طریقے مقرر کیے ہیں، ان سب کی روشنی میں سیدنا بسرہ کی روایت پر عمل کیا جائے گا، مثال کے طور پر:

(۱) سیدنا طلق کی روایت کا تعلق اس صورت سے ہے، جب ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان پردہ حائل ہو، یہی تطبیق مناسب نظر آ رہی ہے، اس طرح سے دونوں روایات پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا۔

(۲) اگر اسانید کو دیکھا تو سیدنا بسرہ کی روایت راجح قرار پاتی ہے۔

(۳) اگر احتیاط کے معاملے کو سامنے رکھا جائے تو سیدنا بسرہ رضی اللہ عنہما کی روایت پر عمل کرنا چاہیے، جس میں شرمگاہ کو

چھونے کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔

(۷۸۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۸۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳) اگر اباحت اور ظہر میں تعارض پیدا ہو جائے تو ظہر کو مقدم کیا جاتا ہے، سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تعلق ظہر سے ہے۔

(۵) اگر متعارض امور میں سے ایک کا تعلق براءتِ اصلیہ سے ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس اعتبار سے بھی سیدنا طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ اور سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ناسخ اور قابل عمل قرار پاتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا بسرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے شرمگاہ کے چھونے کو ناقض وضو سمجھا جائے گا، واللہ اعلم۔

بَابُ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لَمَسِ الْمَرْأَةِ وَتَقْبِيلِهَا
عورت کو چھونے اور اس کا بوسہ لینے سے وضو کرنے کا بیان

(۷۹۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَتَمَّ يَتَوَضَّأُ، قَالَ عُرْوَةُ: قُلْتُ لَهَا: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ؟ فَضَحِكَتْ۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیوی کا بوسہ لیا اور پھر وضو کیے بغیر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ میں (عروہ) نے کہا: یہ بیوی آپ ہی ہوں گی؟ یہ سن کر سیدہ مسکرا پڑیں۔

(مسند احمد: ۲۶۲۸۵)

(۷۹۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَقْبَلُ وَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ۔ (مسند احمد: ۲۴۸۳۳)

(۷۹۲)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَجَلِي فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ عَمَزَنِي فَتَقَبَّضْتُ رَجُلِي وَإِذَا قَامَ بَسَطَتْهُمَا وَالْبَيُوتُ لَيْسَ يَوْمئِذٍ فِيهَا مَصَابِيحُ۔ (مسند احمد: ۲۵۶۶۳)

فوائد: اس باب میں مؤخر الذکر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کے اندر اپنی زوجہ محترمہ کے جسم کو چھوا ہے۔ خاوند کا اپنی بیوی کے وجود کو مس کرنا یا بوسہ دینا، اس سے وضو متاثر نہیں ہوتا، ہاں اگر اس کی وجہ سے

(۷۹۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداؤد: ۱۷۹، والترمذی: ۸۶، وابن ماجه: ۵۰۲ (انظر: ۲۵۷۶۶)

(۷۹۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۰۳ (انظر: ۲۴۳۲۹)

(۷۹۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۲، ۱۲۰۹، ۵۱۳، ومسلم: ۵۱۲ (انظر: ۲۵۱۴۸)

نہی کے قطرے خارج ہو جائیں تو یہ علیحدہ بات ہوگی اور قطروں کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ سورہ نساء کی آیت (۴۳) میں ﴿أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ سے مراد بیویوں کے ساتھ مباشرت اور جماع ہے، مطلق چھونا نہیں ہے۔

الْوُضُوءُ مِنَ الْقَيْءِ وَالْقُلْسِ وَالرُّعَافِ

تے، ڈکار اور نکسیر سے وضو کرنے کا بیان

(۷۹۳)۔ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَاءً فَأَفْطَرَ، قَالَ: فَلَقِيتُ ثُوبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ: نَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَاءً فَأَفْطَرَ، قَالَ: صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۲۷۴۰)

معدان بن ابی طلحہ کہتے ہیں: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تے کی اور پھر روزہ افطار کر دیا، اس کے بعد مسجد دمشق میں مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے جب میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو بتلایا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تے کی اور پھر روزہ افطار کر دیا، انھوں نے کہا: جی انھوں نے سچ کہا، پھر میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی بہایا تھا۔

(۷۹۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اسْتَقَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَفْطَرَ فَأَتَى بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ۲۸۰۸۷)

(دوسری سند) سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے از خود تے کی تھی، اس لیے روزہ افطار کر دیا تھا، پھر آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔

فوائد: سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں ”فء“ سمیت کے لیے ہے یا تعقیب کے لیے، اگر سمیت کے لیے تسلیم کریں تو یہ مسئلہ ثابت ہوگا کہ تے سے روزہ اور وضو متاثر ہوتے ہیں، اور اگر اس کو تعقیب کے لیے تسلیم کیا جائے تو پھر صرف یہ ثابت ہوگا کہ آپ ﷺ نے بالترتیب تین کام کیے، یہ ثابت نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ نے تے کی وجہ سے روزہ توڑا اور وضو کیا، جیسا کہ امام طحاوی نے کہا: (سیدنا ابو الدرداء اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما) کی احادیث سے یہ استدلال تو نہیں کیا جاسکتا کہ تے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ان میں تو صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تے کی اور اس کے بعد روزہ توڑ دیا۔ زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ تے کے بعد وضو کر لیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ ”فء“ سمیت کے لیے ہو۔ رہا مسئلہ تے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا، تو اس حدیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھا جائے گا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَإِنْ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ)) ”جیسے روزے کی حالت میں تے آجائے اس پر قضا نہیں، لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر

(۷۹۳) تخريج: حديث صحيح - أخرجه الترمذی: ۸۷ (انظر: ۲۲۳۸۱)

(۷۹۴) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث بالطريق الاول

قے کر دے تو وہ قضائی دے۔“ (ابوداؤد: ۲۳۸۰، ترمذی: ۷۱۶، ابن ماجہ: ۱۶۷۶) یعنی آپ ﷺ نے کسی وجہ سے از خود قے کی، اس وجہ سے روزہ توڑ دیا۔ راجح مسلک کے مطابق ڈکار اور نکسیر ناقض وضو نہیں ہیں، اس موضوع کی درج ذیل روایت ضعیف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ يَا أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصِرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ))..... ”جسے (نماز میں) قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے یا ڈکار آجائے یا مذی آجائے تو وہ (نماز سے) نکل جائے اور وضو کرے۔“ (ابن ماجہ: ۱۲۲۱) لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہے۔

الْوَضُوءُ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْإِبِلِ

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کا بیان

(۷۹۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَانَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اتَّوَضَّأْتُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ تَوَضَّأْتُ مِنْهُ وَإِنْ شِئْتَ لَا تَوَضَّأُ مِنْهُ)) قَالَ: أَفَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ)) قَالَ: فَتَنْصَلِي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: أَنْصَلِي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صَلِّ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ)) (مسند أحمد: ۲۱۳۲۸)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بکری کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو وضو کر لے اور چاہے تو وضو نہ کرے۔“ اس نے کہا: تو کیا ہم اونٹ کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کیا کر۔“ اس نے کہا: کیا ہم اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کریں؟“ اس نے کہا: کیا ہم بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کر۔“

(۷۹۶)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ۱۸۷۳۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

فوائد:..... سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث یوں ہے:

رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے وضو کیا کرو۔“ پھر آپ ﷺ سے اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے

(۷۹۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۶۰ (انظر: ۲۱۰۱۵)

(۷۹۶) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداؤد: ۱۸۴، ۴۹۳، والترمذی: ۸۱، وابن ماجہ: ۴۹۴ (انظر: ۱۸۵۳۸)

فرمایا: ((لَا تُصَلُّوا فِيهَا، فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ-))..... ”تم ان میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ شیطانوں میں سے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ سے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان میں نماز پڑھو، پس بیشک یہ جانور تو برکت ہے۔“ معلوم ہوا کہ اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مزاج میں شیطنت پائی جاتی ہے، اس وجہ سے وہ نمازی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب، مینگیاں اور گوبر وغیرہ پاک ہے، ایک دلیل کا ذکر ان احادیث میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، جبکہ ان باڑوں کی ہر جگہ پیشاب اور مینگنیوں سے متاثر ہوتی ہے، حدیث نمبر (۴۵۳) کی شرح میں اس مسئلہ پر بحث کی جا چکی ہے۔

(۷۹۷)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ ذِي النُّعْرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَرَضَ أَعْرَابِيٌّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِيرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُدْرِكُنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ أَفَنُصَلِّي فِيهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا)) قَالَ: أَفَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: أَفَنُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) قَالَ: أَفَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِهَا؟ قَالَ: ((لَا)) (مسند أحمد: ۱۶۷۴۶)

سیدنا ذوالنورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو، رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا، جبکہ آپ ﷺ چل رہے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اونٹوں کے باڑوں میں ہی نماز کا وقت ہو جائے تو کیا ہم ان میں نماز پڑھ لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس نے کہا: کیا ہم ان کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: کیا ہم بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: کیا ہم ان کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں۔“

(۷۹۸)۔ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، قَالَ: (تَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِهَا) وَسُئِلَ عَنِ أَلْبَانِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: ((لَا تَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِهَا)) (مسند أحمد: ۱۹۳۰۷)

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے دودھ سے (وضو کرنے کے) بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے دودھ سے وضو کیا کرو۔“ پھر آپ ﷺ سے بکریوں کے دودھ کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے دودھ سے وضو نہ کیا کرو۔“

(۷۹۷) تخریج: هو صحيح لكن من حديث البراء بن عازب، الذي تقدم برقم: ۷۹۶، لا من حديث ذي الغرة هذا۔ أخرجه الطبرانی في ”الكبير“: ۲۲ / ۷۰۹ (انظر: ۱۶۶۲۹)

(۷۹۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف حجاج بن ارطاة، وقد اختلف عليه فيه، وعبد الرحمن ابن ابی لیلی لم یسمع من اسید بن حضیر۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۹۶ (انظر: ۱۹۰۹۷)

فوائد:..... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا ہوگا۔

الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کرنے کا بیان

نوٹ:..... جن احادیث میں آگ پر پکائی جانے والی چیز کے کھانے کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے، وہ تمام

احادیث منسوخ ہو چکی ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ ایسی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ آنے والی تمام احادیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھیں: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔..... آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ترک کر دینا دو معاملات میں سے آخری تھا۔ (ابوداؤد: ۱۹۲، نسائی: ۱/۱۰۸) دو معاملات سے مراد آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے سے وضو کرنا اور نہ کرنا تھا۔

عبد اللہ بن قارظ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، جبکہ وہ وضو کر رہے تھے، انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ میں کس چیز سے وضو کر رہا ہوں؟ پنیر کے ٹکڑے کھانے کی وجہ سے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کو آگ پر پکایا گیا ہو، اس کو کھانے سے وضو کیا کرو۔“

(۷۹۹)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ: أَتَدْرِي مِمَّا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) (مسند

أحمد: ۷۵۹۴)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(۸۰۰)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۱۹۳۴)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”آگ نے جس چیز کا رنگ تبدیل کیا ہو، اس کو کھانے سے وضو کیا کرو۔“

(۸۰۱)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ لَوْنَهُ)) (مسند أحمد: ۱۹۹۴۰)

(۷۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۵۲ (انظر: ۷۶۰۵)

(۸۰۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۵۱ (انظر: ۲۱۵۹۸)

(۸۰۱) تخریج: اسنادہ فیہ ضعف وانقطاع، المبارک بن فضالہ یدلس ویسوی، والحسن البصری لم

یسمع من ابی موسیٰ۔ أخرجه الطبرانی فی ”الوسط“: ۲۷۶۱ (انظر: ۱۹۷۰۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پییر کا ایک ٹکڑا کھایا اور اس سے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(۸۰۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ ثُورًا أَقِطَ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ وَصَلَّى - (مسند أحمد: ۹۰۳۸)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا غلام قاسم کہتا ہے: میں مسجد دمشق میں داخل ہوا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور ایک بزرگ ان کو احادیث بیان کر رہے ہیں، میں نے کہا: یہ بزرگ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سیدنا اسمیل بن حظلیہ رضی اللہ عنہ ہیں، پھر میں نے ان کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی گوشت کھائے، وہ وضو کرے۔“

(۸۰۳)۔ عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَرَأَيْتُ نَاسًا مُجْتَمِعِينَ وَشَيْخٌ يَحَدِّثُهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: سُهَيْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ)) (مسند أحمد: ۱۷۷۷۱)

مَا رَوَى فِي ذَلِكَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں سے اس موضوع سے متعلقہ بیان کی گئی مرویات کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ پر پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو کیا کرو۔“

(۸۰۴)۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) (مسند أحمد: ۲۵۰۸۷)

محمد بن طلحہ کہتے ہیں: میں نے ابو سلمہ سے کہا: تمہارے رضاعی باپ سلیم آگ پر پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو نہیں کرتے، یہ سن کر انھوں نے سلیم کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا: میں زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے۔

(۸۰۵)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلْمَةَ: إِنَّ ظَنْرَكَ سَلِيمًا لَا يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، قَالَ: فَضْرَبَ صَدْرَ سَلِيمٍ وَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أُمِّ سَلْمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا كَانَ يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ - (مسند أحمد: ۲۷۲۶۰)

(۸۰۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۹۰۵۰)

(۸۰۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة سليمان ابی الربیع - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۶۲۲، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱/ ۶۴ (انظر: ۱۷۶۲۳)

(۸۰۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۵۳ (انظر: ۲۴۵۸۰)

(۸۰۵) تخریج: صحیح لغیرہ - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۳/ ۹۲۴ (انظر: ۲۶۷۲۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ، زوجہ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، جو کہ ان کی خلع تھیں، انھوں نے ان کو ستو کا پیرا پلایا، پھر انھوں نے پانی منگوا کر کلی کی، لیکن سیدہ نے کہا: اے بھانجے! کیا تم وضو نہیں کرو گے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کو آگ پر پکایا جائے، اس سے وضو کیا کرو۔“

(دوسری سند) ابوسفیان، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انھوں نے اس کو ستو پلائے، وہ ستو پی کر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے، لیکن سیدہ نے کہا: بھانجے! وضو کر لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس چیز کو آگ نے چھوا ہے، اس کو کھانے سے وضو کرو۔“

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: سیدہ نے کہا: پیارے بیٹے! اس وقت تک ہرگز نماز نہ پڑھو، جب تک وضو نہ کر لو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جس کھانے کو آگ پر پکایا جائے، ہم اسے کھا کر وضو کریں۔

تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

آگ پر پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو نہ کرنے کا بیان

(۸۰۶) - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ: سَعِيدُ بْنُ مَسْبُكَةَ كَانَتْ تَقُولُ: رَأَيْتُ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَاعِدًا فِي الْمَقَاعِدِ

(۸۰۶) تخریج: مرفوعہ صحیح لغیرہ، وهذا اسناد محتمل للتحسين - أخرجه ابو داود: ۱۹۵، والنسائی: ۱۰۷/۱ (انظر: ۲۶۷۷۳)

(۸۰۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۸۰۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۸۰۹) تخریج: حسن لغیرہ - أخرجه البزار: ۳۷۶، وعبد الرزاق: ۶۴۳ (انظر: ۵۰۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(۸۰۶) - عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ زِيَادَةٌ وَكَانَتْ خَالَتُهُ) فَسَقَتْهُ فَدَحَا مِنْ سَوِيْقٍ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَقَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أُخْتِي! أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، أَوْ غَيْرَتِ النَّارُ)) (مسند أحمد: ۲۷۳۰۹)

(۸۰۷) - (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) - أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَسَقَتْهُ سَوِيْقًا ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقَالَتْ لَهُ: تَوَضَّأَ يَا ابْنَ أُخْتِي فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) (مسند أحمد: ۲۷۳۱۹)

(۸۰۸) - (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ) - وَفِيهِ: قَالَ: قَالَتْ لِي: أَيُّ بَنِي الْأَوْصِيَاءِ حَتَّى تَتَوَضَّأَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا أَنْ نَتَوَضَّأَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ مِنَ الطَّعَامِ - (مسند أحمد: ۲۷۳۲۱)

نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر بیٹھا ہوں، رسول اللہ ﷺ کا کھانا کھایا ہے اور آپ ﷺ ہی کی نماز پڑھائی ہے۔

(مسند أحمد: ۵۰۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھائی اور پھر نماز پڑھی، جبکہ نیا وضو نہیں کیا۔

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے جانور کا بھونا ہوا بازو یا کندھے کا گوشت کھایا اور پھر نماز پڑھی، جبکہ نہ نیا وضو کیا اور نہ پانی کو چھوا۔

فَدَعَا بِطَعَامٍ مِمَّا مَسَّتُهُ النَّارُ فَأَكَلَهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ عُمَانُ: قَعَدْتُ نَفَعَدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَكَلْتُ طَعَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَلَّيْتُ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔

(۸۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَكَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِمَّا غَيْرَتِ النَّارُ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ۱۹۹۴)

(۸۱۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِي ثَانٍ)۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ أَمَّا ذِرَاعًا مَشْوِيًّا وَأَمَّا كَتِفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ۲۲۸۶)

مولائے رسول سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس کی قسم حدیث بیان کی ہے۔

(۸۱۲)۔ عَنِ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۵۶)

زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسی قسم کی ایک حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۸۱۳)۔ عَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۷۱۵۷)

محمد بن عمر کہتے ہیں: میں جمعہ کے اگلے دن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، جو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، سیدہ نے ان کے لیے اس گھر کی وصیت کی تھی، جب وہ نماز

(۸۱۴)۔ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَطَاءِ بْنِ عِيَّاشِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَخُو بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَى قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى

(۸۱۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه عبد الرزاق: ۶۳۷، وابویعلی: ۲۷۳۴، والطبرانی: ۱۱۲۶۷ (انظر: ۱۹۹۴)

(۸۱۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۸۱۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۵۷ (انظر: ۲۳۸۵۵)

(۸۱۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الترمذی: ۱۸۲۹، والنسائی: ۱/۱۰۸ (انظر: ۲۶۶۲۲)

(۸۱۴) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه مختصراً جدا مسلم: ۳۵۴ (انظر: ۲۳۷۷)

جمعہ ادا کر لیتے تو ان کے لیے اس گھر میں چٹائی وغیرہ بچھا دی جاتی، پس وہ اس گھر کی طرف چلے جاتے اور لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے۔ ایک دن ایک بندے نے ان سے آگ پر پکے ہوئے کھانے سے وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا، جبکہ میں سن رہا تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں کی طرف اٹھایا، جبکہ اس وقت وہ ناپینا ہو چکے تھے، اور کہا: میری ان آنکھوں نے دیکھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کسی حجرے میں وضو کیا، پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا اور آپ نکل پڑے، لیکن جب حجرے کے دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ کو روٹی اور گوشت کا ہدیہ وصول ہوا، جو کسی صحابی نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا تھا، آپ ﷺ اپنے ساتھ والے صحابہ کے ساتھ واپس لوٹ گئے، حجرے میں یہ کھانا لگایا گیا، پس آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ نے کھایا، پھر رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز کے لیے تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے کسی صحابی نے پانی کو چھوا تک نہیں، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے آخری عمل کو پایا ہے۔

ابن عباس بَيَّتَ مِمُّونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ لِيَعْدِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: وَكَانَتْ مِمُّونَةُ قَدْ أَوْصَتْ لَهُ بِهِ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بَسِطَ لَهُ فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِ فَجَلَسَ فِيهِ لِلنَّاسِ، قَالَ: فَسَأَلَهُ رَجُلٌ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ مِنَ الطَّعَامِ، قَالَ: فَرَفَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَدَهُ إِلَى عَيْنَيْهِ وَقَدْ كُفَّ بَصَرَهُ فَقَالَ: بَصُرَ عَيْنَايَ هَاتَانِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ فِي بَعْضِ حُجْرِهِ ثُمَّ دَعَاهُ بِلَالٌ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَهَضَّأُ خَارِجًا فَلَمَّا وَقَفَ عَلَى بَابِ الْحُجْرَةِ لَقِيَتْهُ هَدِيَّةٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِ بَعْضُ أَصْحَابِهِ، قَالَ: فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ وَوَضَعَتْ لَهُمْ فِي الْحُجْرَةِ، قَالَ: فَأَكَلُوا مَعَهُ، قَالَ: ثُمَّ تَهَضَّأُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا مَسَّ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ مَاءً، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّمَا عَقَلَ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ آخِرُهُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۷۷)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بکری کے کندھے سے (چھری کے ساتھ) گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پھر جب آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ ایک روایت میں

(۸۱۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِيَّةِ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ يَخْتَرُ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (وَفِي لَفْظٍ) فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَطَرَحَ السِّكِّينَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ۱۷۳۸۲)

ہے: پھر آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا، پس آپ ﷺ نے چھری پھینک دی اور وضو نہیں کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے گوشت کھایا اور پھر نماز کی طرف کھڑے ہوئے اور پانی کو چھوا تک نہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کس چیز سے وضو کر رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: جی نہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پیر کے ٹکڑے کھائے تھے، ان کی وجہ سے وضو کر رہا ہوں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں نے کس چیز سے وضو کرنا ہے، جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کندھے کا گوشت کھایا اور پھر آپ ﷺ نماز کے لیے اٹھے اور وضو نہیں کیا۔ سلیمان ان دونوں شخصیتوں کے پاس موجود تھے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا، پھر ان سب نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: روٹی اور گوشت پر مشتمل کھانا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، (آپ ﷺ نے تناول فرمایا)، پھر وضو کا پانی

(۸۱۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَمْسَسْ مَاءً۔ (مسند أحمد: ۳۷۹۳)

(۸۱۷)۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَرَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مِمَّا تَوَضَّأُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ نَكَلْتُهُمَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أَبَالِي مِمَّا تَوَضَّأْتُ، أَشْهَدُ لِرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَكَلَ كَيْفَ لَحْمٍ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا تَوَضَّأُ، قَالَ: وَسُلَيْمَانُ حَاضِرٌ ذَلِكَ مِنْهُمَا جَمِيعًا۔ (مسند أحمد: ۳۴۶۴)

(۸۱۸)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ خُبْزًا وَلَحْمًا فَصَلَّوْا وَلَمْ تَوَضُّوْا۔ (مسند أحمد: ۱۴۳۱۲)

(۸۱۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُرِبَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُبْزٌ وَلَحْمٌ ثُمَّ دَعَا بَوَضُوءٍ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ

(۸۱۶) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابو یعلی: ۵۲۷۴ (انظر: ۳۷۹۳)

(۸۱۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۰۸ (انظر: ۳۴۶۴)

(۸۱۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۹۲، والنسائی: ۱/ ۱۰۸، وابن ماجه: ۴۸۹ (انظر: ۱۴۲۶۲)

(۸۱۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابوداود: ۱۹۱، وانظر الحدیث السابق

(انظر: ۱۴۴۵۳)

منگوا کر وضو کیا اور نمازِ ظہر ادا کی، پھر واپس آ کر بچا ہوا کھانا منگوایا اور اس کو تناول فرمانے کے بعد پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا، پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ داخل ہوا، ان کے لیے یہاں ہمارے سامنے ایک بڑا پیالہ رکھا گیا، اس میں روٹی اور گوشت تھا، وہ پیالہ یہاں رکھا گیا تھا، اس میں روٹی اور گوشت تھا، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کھانا کھایا اور پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔

سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خیبر والے سال رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب ہم صہباء مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے نمازِ عصر ادا کی اور کھانا طلب کیا، صرف ستو لایا گیا، لوگوں نے کھایا اور پیا، پھر آپ ﷺ کھلی کر کے نمازِ مغرب کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم نے بھی کھلی کی اور آپ ﷺ نے (وضو کے لیے) پانی کو چھوا تک نہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں، سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا ابوطلمہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے گوشت اور روٹی پر مشتمل کھانا کھایا، پھر میں (انس) نے وضو کیلئے پانی منگوایا، ان دونوں نے مجھے کہا: تم کیوں وضو کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اس کھانے کی وجہ سے جو ہم نے کھایا ہے، انھوں نے کہا: کیا تم پاکیزہ چیزیں کھانے کی وجہ سے وضو کرتے ہو؟ اس ہستی نے تو اس قسم کے کھانے کے بعد وضو نہیں کیا تھا، جو تم سے بہتر ہے۔

فوائد: وضو کرنے یا نہ کرنے کا تعلق پاکیزہ چیزوں سے نہیں تھا، شروع میں آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے سے وضو کرتے تھے، بعد میں آپ ﷺ نے اس عمل کو ترک کر دیا تھا۔

طَعَامِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ثُمَّ دَخَلْتُ مَعَ عُمَرَ فَوَضَعْتُ لَهُ هَاهُنَا (قَالَ ابْنُ بَكْرٍ: أَمَانًا) جَفْنَةً، فِيهَا حُبْزٌ وَلَحْمٌ وَهَاهُنَا جَفْنَةٌ فِيهَا حُبْزٌ وَلَحْمٌ فَأَكَلَ عُمَرُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ۱۴۵۰۷)

(۸۲۰)۔ عَنِ سُوَيْدِ بْنِ نُعْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَصَلَّى الْعَصْرَ دَعَا بِالْأَطْعِمَةِ، فَمَا أَتَى إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا مِنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ وَمَا مَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ۱۵۸۹۳)

(۸۲۱)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ جُلُوسًا فَأَكَلْنَا لَحْمًا وَحُبْزًا ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوءٍ فَقَالَا: لِمَ تَتَوَضَّأُ؟ فَقُلْتُ: لِهَذَا الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْنَا، فَقَالَا: أَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ۔ (مسند أحمد: ۲۱۴۹۹)

(۸۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۹، ۴۱۹۵ (انظر: ۱۵۸۰۰)

(۸۲۱) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه مالك في "الموطأ": ۱/ ۲۷، والطحاوی في "شرح معانی الآثار":

۱/ ۶۹ (انظر: ۲۱۱۸۰)

سیدنا عبد اللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھونا ہوا گوشت کھایا، پھر نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، پس ہم نے اپنے ہاتھ کنکریوں کے ساتھ ملے اور پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور وضو نہیں کیا۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھایا، پھر نماز کیلئے اقامت کہہ دی گئی اور آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، جبکہ آپ ﷺ اس کھانے سے پہلے وضو کر چکے تھے، میں پھر پانی لے آیا، (میرے خیال میں یہ تھا کہ) آپ ﷺ پھر وضو کریں گے، لیکن آپ ﷺ نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا: ”بیچھے ہٹ جا۔“ اللہ کی قسم! یہ بات مجھ پر تو بڑی گراں گزری، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی شکایت رکھی (کہ آج میرے ساتھ یہ کچھ ہوا ہے)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کا مغیرہ کو جھڑکنا، یہ چیز ان پر بڑی گراں گزری ہے اور وہ ڈر رہے ہیں کہ ان کے بارے میں آپ کے دل میں کوئی بات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے دل میں ان کے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اصل بات یہ ہے کہ وہ میرے وضو کیلئے پانی لے آئے تھے، جبکہ میں نے تو صرف کھانا ہی کھایا تھا، اب اگر میں وضو کر دیتا تو میرے بعد لوگوں نے بھی کرنا تھا۔“

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کی، آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ہم نے اس کے پیٹ کا کوئی حصہ پکایا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا

(۸۲۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزَيْهِ الزُّبَيْدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شِوَاءَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَدْخَلْنَا أَيْدِيَنَا فِي الْحَصَى ثُمَّ قُمْنَا نَصَلِّي وَ لَمْ نَتَوَضَّأْ. (مسند أحمد: ۱۷۸۵۴)

(۸۲۳)۔ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ وَقَدْ كَانَ تَوَضَّأَ قَبْلَ ذَلِكَ فَأَتَيْتُهُ بِمَاءٍ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ فَأَنْتَهَرَنِي وَقَالَ: ((وَرَأَيْتُكَ)) فَسَاءَ نَبِيٌّ وَاللَّهِ ذَلِكَ، ثُمَّ صَلَّى فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ الْمُغِيرَةَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِ انْتِهَارُكَ إِيَّاهُ وَخَشِيَ أَنْ يَكُونَ فِي نَفْسِكَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَيْهِ فِي نَفْسِي شَيْءٌ إِلَّا خَيْرٌ، وَلَكِنْ أَنَانِي بِمَاءٍ لِأَتَوَضَّأَ وَإِنَّمَا أَكَلْتُ طَعَامًا، وَلَوْ فَعَلْتُهُ فَعَلَّ ذَلِكَ النَّاسُ بَعْدِي)). (مسند أحمد: ۱۸۴۰۶)

(۸۲۴)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَبَحْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَاةً فَأَمَرَنَا فَعَالَجَنَا لَهُ شَيْئًا مِنْ بَطْنِهَا فَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَ لَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۸۲۲) تخریج: صحیح - أخرجه ابن ماجه: ۳۳۱۱ (انظر: ۱۷۷۰۲)

(۸۲۳) تخریج: اسنادہ حسن - أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱/ ۴۸، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۰۰/ ۱۰۰۸ (انظر: ۱۸۲۱۹)

(۸۲۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۵۷ (انظر: ۲۳۸۵۵)

(مسند أحمد: ۲۴۳۵۶)

اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنڈیا کے پاس تشریف لاتے، اس سے دستی نکال کر تناول فرماتے اور پھر نیا وضو کے بغیر نماز پڑھتے۔

(۸۲۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي الْقِدْرَ فَيَأْخُذُ الدِّرَاعَ مِنْهَا فَيَأْكُلُهَا ثُمَّ يَصَلِي وَلَا يَتَوَضَّأُ. (مسند أحمد: ۲۶۸۲۸)

عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں: جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو یہ حدیث بیان کی کہ ”جس چیز کو آگ پر پکایا جائے، اس کو کھانے سے وضو کرو۔“ مروان نے یہ سن کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے اس بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: میرے پاس تو نبی کریم ﷺ نے کندھے کا گوشت نوچا اور نماز کی طرف چلے گئے اور پانی کو چھوا تک نہیں۔

(۸۲۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ مَرَوَانَ قَالَ: تَوَضَّأُوا إِذَا مَسَّتِ النَّارُ، قَالَ: فَأَرْسَلَ مَرَوَانُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: نَهَسَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدِي كَيْفَمَا تَمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً. (مسند أحمد: ۲۷۱۴۷)

مولائے ابن عباس کریم بیان کرتے ہیں کہ زوجہ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے کندھے سے گوشت تناول فرمایا، پھر آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور نیا وضو کے بغیر نماز ادا کی۔

(۸۲۷)۔ عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: أَكَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ كَيْفِ شَاةٍ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأُ. (مسند أحمد: ۲۴۰۶)

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ہڈی پر لگا ہوا گوشت کھایا، اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز کیلئے بلانے کیلئے آگئے، پس آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، لیکن میں نے آپ ﷺ کے کپڑے کو پکڑ کر کہا: اے ابو جان! کیا آپ وضو نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی! کس چیز سے میں وضو

(۸۲۸)۔ عَنْ فَاطِمَةَ (الزَّهْرَاءِ) بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَكَلَ عَرَقًا فَجَاءَ بِلَالٌ بِالْأَذَانِ فَقَامَ لِيُصَلِّيَ فَأَخَذْتُ بِشُوبِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ! أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ:

(۸۲۵) (تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۵۰، وابویعلی: ۴۴۴۹، والبزار: ۲۹۸ (انظر: ۲۶۲۹۷) (۸۲۶) (تخریج: أخرجه ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۴۸، وابویعلی: ۷۰۰۵، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۳/ ۶۲۸، والنسائی فی ”الکبیر“: ۶۶۵۶ (انظر: ۲۶۶۱۲)

(۸۲۷) (تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۱۸۹، وابن ماجہ: ۴۸۸ (انظر: ۲۴۰۶)

(۸۲۸) (تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب لم یدرک جدتہ فوضہ بہ، ومحمد بن اسحاق مدلس، واختلف علیہ۔ أخرجه ابو یعلی: ۶۷۴۰ (انظر: ۲۶۴۱۸)

کروں؟“ میں نے کہا: آگ پر پکے ہوئے کھانے کو کھانے سے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا تمہارا سب سے پسندیدہ کھانا وہی نہیں ہے، جس کو آگ پر پکایا جاتا ہے۔“

سیدہ ام عامر بنی النہبہ، جو کہ بیعت کرنے والی خواتین میں سے تھیں، نبی کریم ﷺ کے پاس مسجد میں ہڈی والا گوشت لائیں، آپ ﷺ نے اس کو نوچا، پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

سیدہ ام حکیم بنت زبیر بن عبد المطلب بنی النہبہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدہ ضباعہ بنت زبیر کے پاس گئے اور ان کے ہاں کندھے سے نوچ کر گوشت کھایا اور پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب بنی النہبہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا، پھر کلی کی اور ہاتھ دھوئے اور پھر نماز پڑھی۔

نوائد: آپ ﷺ کا پہلا عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیزوں سے وضو کرتے تھے، لیکن آخری عمل کے مطابق آپ ﷺ نے یہ وضو کرنا ترک کر دیا تھا۔

(۸۲۹) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف ابراهيم بن اسماعيل بن ابي حبيبة - أخرجه الطبراني في "الكبير" ۲۵ / ۳۵۷ (انظر: ۲۷۰۹۹)

(۸۳۰) تخريج: هذا اسناد اختلف فيه على قتادة بن دعامة السدوسي طب - أخرجه الطبراني في "الكبير" ۲۵ / ۲۱۵ (انظر: ۲۷۳۵۴)

(۸۳۱) تخريج: ترك الوضوء مما مست النار صحيح، وهذا اسناد اختلف عليه - أخرجه الطبراني في "الكبير" ۲۵ / ۲۱۴ (انظر: ۲۷۰۹۱)

(۸۳۲) تخريج: اسنادہ صحيح على شرط مسلم - أخرجه ابن ماجه: ۴۹۳ (انظر: ۹۰۴۹)

((مِمَّ اتَوْضَأُ يَا بَنِيَّةُ؟)) قُلْتُ: مِمَّ مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ لِي: ((أَوَلَيْسَ أَطْيَبُ طَعَامِكُمْ مَا مَسَّتَهُ النَّارُ.)) (مسند أحمد: ۲۶۹۵۰)

(۸۲۹) - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَشْهَلِيِّ عَنْ أُمِّ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتُ يَزِيدَ امْرَأَةً مِنَ الْمُبَايَعَاتِ، أَنَّهَا أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَقٍ فِي مَسْجِدِ فُلَانٍ فَتَعَرَّفَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (مسند أحمد: ۲۷۶۳۹)

(۸۳۰) - عَنْ أُمِّ حَكِيمِ بِنْتِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ نِسَاءَ اللَّهِ ﷺ دَخَلْنَ عَلَى ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَهَسَّ مِنْ كَتِفِ عِنْدَهَا ثُمَّ صَلَّى وَمَا تَوَضَّأَ مِنْ ذَلِكَ. (مسند أحمد: ۲۷۸۹۸)

(۸۳۱) - عَنْ ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ. (مسند أحمد: ۲۷۶۳۱)

(۸۳۲) - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ فَمَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَهُ وَصَلَّى. (مسند أحمد: ۹۰۳۷)

أَبْوَابُ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَمُوجِبَاتِهِ

غسل جنابت اور اس کو واجب کرنے والے امور کے ابواب

مَنْ قَالَ: لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا بِنُزُولِ الْمَنِيِّ
سرف منی کے خروج سے غسل کے واجب ہو جانے کے قائلین کا بیان

زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا کہ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے جماعت کرتا ہے، لیکن منی کا انزال نہیں ہوتا؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ نماز والا وضو کر لے اور اپنی شرمگاہ کو دھو لے، پھر انھوں نے کہا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے۔ پھر اس نے سیدنا علی، سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا طلحہ اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے یہی سوال کیا، ان سب نے اسی طرح کا حکم دیا۔

(۸۳۳)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُمَانَ (بْنَ عَمَانَ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ؟ فَقَالَ عُمَانُ: يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ، وَقَالَ عُمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَأَبِي بَنٍ كَعْبٍ فَأَمَرُوهُ بِذَلِكَ۔

(مسند أحمد: ۴۵۸)

فوائد: یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے۔ اس کی مزید وضاحت آگے آرہی ہے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایک آدمی اپنے بیوی سے جماعت تو کرتا ہے، لیکن اس کو انزال نہیں ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی شرمگاہ کا

(۸۳۴)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا أَبُو أَيُّوبَ (الْأَنْصَارِيُّ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَبِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ:

(۸۳۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۷۹، ومسلم: ۳۴۷ (انظر: ۴۵۸)

(۸۳۴) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۹۳، ومسلم: ۳۴۶ (انظر: ۲۱۰۸۷)

جو حصہ عورت کو لگا ہے، وہ اس کو دھو لے اور وضو کر کے نماز پڑھے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزر ہوا، آپ ﷺ نے اس کو اس کی طرف پیغام بھیجا، جب وہ باہر آیا تو اس کے سر سے (غسل کی وجہ سے) پانی کے قطرے بہ رہے تھے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”شاید ہم نے آپ کو جلدی میں ڈال دیا ہے۔“ اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے جلدی میں ڈال دیا جائے یا انزال نہ ہو تو تجھ پر کوئی غسل نہیں ہوگا، ایسی صورت میں وضو کیا کر۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری حدیث یوں بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبا کی طرف نکلے، ہم بنو سالم (محلے) میں سے گزرے، آپ ﷺ وہاں بنو عتبان کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ابن عتبان کو بلند آواز دی، جبکہ وہ اپنی بیوی کے پیٹ پر تھے، بہر حال وہ چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ”ہم نے اس بندے کو جلدی میں ڈال دیا ہے۔“ پھر سیدنا ابن عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جو اپنی بیوی سے مجامعت تو کرتا ہے، لیکن اس کو انزال نہیں ہوتا، اس پر کس چیز کی ذمہ داری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔“

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

الرَّجُلُ يُجَامِعُ أَهْلَهُ فَلَا يُنْزِلُ؟ قَالَ: ((يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ-)) (مسند أحمد: ۲۱۴۰۳)

(۸۳۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ لَهُ: ((لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((إِذَا أَعْجَلْتَ أَوْ أَفْجَلْتَ فَلَا تُغْسَلُ عَلَيْكَ، عَلَيْكَ الْوُضُوءُ-)) (مسند أحمد: ۱۱۱۷۹)

(۸۳۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى قُبَاءَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ فَمَرَرْنَا فِي بَنِي سَالِمٍ فَوَقَّفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ بَابِ بَنِي عِتْبَانَ فَصَرَخَ وَابْنُ عِتْبَانَ عَلَيَّ بَطْنِ امْرَأَتِهِ فَخَرَجَ يَجْرُ إِزَارَهُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ-)) قَالَ ابْنُ عِتْبَانَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ إِذَا أَتَى امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُنْمِ عَلَيْهَا مَاذَا عَلَيْهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ-)) (مسند أحمد: ۱۱۴۵۴)

(۸۳۷)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ (الْأَنْصَارِيِّ) أَنَّ

(۸۳۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۰، ومسلم: ۳۴۵ (انظر: ۱۱۱۶۲)

(۸۳۶) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۴۳، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ۱۱۴۳۴)

(۸۳۷) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابن ماجه: ۶۰۷، والنسائي: ۱/ ۱۱۵ (انظر: ۲۳۵۷۵)

النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ)) (مسند نے فرمایا: ”غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے استعمال کیا جاتا ہے۔“ (احمد: ۲۳۹۷۲)

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مباشرت کے دوران جب تک انزال نہیں ہوگا، اس وقت تک محض شرمگاہوں کے نگرانے سے یا دخول سے جنابت کا غسل فرض نہیں ہوگا۔ لیکن یہ رخصت منسوخ ہو چکی ہے، نئے حکم کی وضاحت اگلے دو ابواب میں آ رہی ہے۔

أَنَّ ذَالِكَ كَانَ رَخِصَةً ثُمَّ نُسِخَ یہ رخصت تھی، پھر منسوخ ہو گئی

(۸۳۸)۔ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يَقُولُونَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخِصَةً، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ بِهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرْنَا بِالْإِغْتِسَالِ بَعْدَهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۴۱۷)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ یہ جو فتویٰ دیتے تھے کہ غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا ہے، یہ رخصت تھا، رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں اس کی رخصت دی تھی، پھر اس کے بعد ہم کو غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

فوائد: ”غسل کا پانی، منی کے پانی سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔“ اس سے مراد یہ ہے کہ جب انزال ہوگا تو غسل کیا جائے گا اور جب تک انزال نہیں ہوگا، اس وقت تک غسل نہیں کیا جائے گا۔

(۸۳۹)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَعَلَهَا رُخِصَةً لِمُؤْمِنِينَ لِقَلَّةِ ثِيَابِهِمْ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا بَعْدُ يَعْنِي قَوْلَهُمْ ”الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ“۔ (مسند احمد: ۲۱۴۲۲)

(دوسری سند) اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے کپڑے کم ہونے کی وجہ سے مؤمنوں کو اس چیز کی رخصت دی تھی، پھر آپ ﷺ نے اس سے منع کر دیا تھا۔ رخصت سے یہ حدیث مراد تھی: ”غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔“

فوائد: غسل نہ کرنے کی رخصت کی وجہ کپڑوں کی قلت تھی، اس بات کی کوئی مناسبت سمجھ نہیں آ رہی کہ کپڑوں کی کمی کا غسل نہ کرنے سے کیا تعلق ہے، بہر حال یہ جملہ ضعیف ہے۔

(۸۴۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي سَيْدَنَا رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، جَوْكَهُ بَيْعَتِ عَقْبَةَ أَوْرُغُودَةَ بَدْرٍ فِي

(۸۳۸) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابوداود: ۲۱۵، وابن ماجه: ۶۰۹، والترمذی: ۱۱۰ (انظر: ۲۱۱۰۰)

(۸۳۹) تخريج: حديث صحيح دون قوله: ”لقلة ثيابهم“ - أخرجه ابوداود: ۲۱۴، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۱۱۰۵)

(۸۴۰) تخريج: صحيح - أخرجه الطحاوی فی ”شرح معانی الآثار“: ۵۸ / ۱، والبزار: ۳۷۳۰، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۴۵۳۷ (انظر: ۲۱۰۹۶)

شریک ہوئے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، کسی نے ان سے کہا: سیدنا زید بن ثابت مسجد میں لوگوں کو اپنے رائے کی روشنی میں اس آدمی کے بارے فتویٰ دیتے ہیں جو مجامعت کرتا ہے، لیکن اس کو انزال نہیں ہوتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو جلدی جلدی میرے پاس لے آؤ، پس وہ اس کو لے آئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: او اپنی جان کے دشمن! کیا تو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تو نے لوگوں کو مسجد نبوی میں اپنی رائے کی روشنی میں فتوے دینا شروع کر دیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے تو ایسی کوئی کارروائی نہیں کی، البتہ میرے چچوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کون سے تیرے چچے؟ انھوں نے کہا: سیدنا ابی بن کعب، سیدنا ابویوب اور سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہم۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نوجوان کیا کہتا ہے؟ میں نے جواباً کہا: جی، ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایسے ہی کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسے ہی کرتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے۔ پھر انھوں نے لوگوں کو جمع کر کے یہ بات پوچھی، ہوا یوں کہ سب لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ غسل کا پانی منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا تھا، ما سوائے دو آدمیوں سیدنا علی اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہما کے، یہ دو کہتے تھے: جب ختنے والی جگہ ختنے والی جگہ کو لگ جاتی ہے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کی بیویاں اس چیز کو زیادہ جاننے والی ہیں، تو آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس بارے میں پیغام بھیجا۔ انھوں نے جواباً کہا: مجھے اس کے

قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ: ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ أَبِي وَإِنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَنِيبَةَ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حَنِيبَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: زُهَيْرٌ فِي حَدِيثِهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ عَقَبِيًّا بَدْرِيًّا، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَمْرِو فَعِيلَ لَهُ: إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يُفْتِي النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ زُهَيْرٌ فِي حَدِيثِهِ: يُفْتِي النَّاسَ بِرَأْيِهِ فِي الَّذِي يُجَامِعُ وَلَا يُنْزِلُ، فَقَالَ: أَعْجَلُ بِهِ، فَآتَى بِهِ فَقَالَ: يَا عَدُوَّ نَفْسِهِ! أَوْ قَدْ بَلَغْتَ أَنْ تُفْتِيَ النَّاسَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِرَأْيِكَ، قَالَ: مَا فَعَلْتُ وَلَكِنْ حَدَّثَنِي عُمُو مَيْتَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: أَيُّ عُمُو مَيْتِكَ؟ قَالَ: أَبِي بْنُ كَعْبٍ، قَالَ زُهَيْرٌ وَابْنُ أَيُّوبَ وَرِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ: فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَقَالَ: مَا يَقُولُ هَذَا الْفَتَى؟ وَقَالَ زُهَيْرٌ: مَا يَقُولُ هَذَا الْغُلَامُ؟ فَقُلْتُ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَسَأَلْتُمْ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِهِ فَلَمْ نَغْتَسِلْ، قَالَ: فَجَمَعَ النَّاسَ وَأَتَفَقَ النَّاسُ عَلَى أَنَّ الْمَاءَ لَا يَكُونُ إِلَّا مِنَ الْمَاءِ إِلَّا رَجُلَيْنِ عَلَى بَنِ أَبِي طَالِبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، قَالَ: فَقَالَ عَلِيُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ أَعْلَمَ النَّاسِ بِهَذَا أَزْوَاجُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ

بارے میں کوئی علم نہیں ہے، پھر انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے کہا: جب ختنے والی جگہ ختنے والی جگہ کو لگ جاتی ہے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور انھوں نے کہا: مجھے یہ بات موصول نہ ہونے پائے کہ کسی نے ایسا کام کیا ہو اور پھر غسل نہ کیا ہو، وگرنہ میں اسے سخت ترین سزا دوں گا۔

فَقَالَتْ: لَا عِلْمَ لِي، فَأَرْسَلْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ، قَالَ: فَتَحَطَّمْ عُمَرُ يَعْزِي تَغِيظُ ثُمَّ قَالَ: لَا يَبْلُغُنِي أَنْ أَحَدًا فَعَلَهُ وَلَا يَغْتَسِلُ إِلَّا أَنَّهُ كُنْتُ عُقُوبَةً. (مسند أحمد: ۲۱۴۱۳)

فوائد:..... مسئلہ تو بالکل واضح ہے، لیکن صحابہ کرام کا مسئلہ حل کرنے کا انداز دیکھیں، جبکہ بیچ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے، بالآخر رسول اللہ ﷺ کی سنت تک رسائی حاصل کرنے کے لیے امہات المؤمنین سے رابطہ کیا گیا، جب حدیث مبارکہ کا پتہ چلا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو قانون قرار دیا۔ سبحان اللہ۔

وَجُوبُ الْغُسْلِ بِالتَّقَاءِ الْخِتَانَيْنِ وَلَوْ لَمْ يُنْزَلْ

ختننے والی دو جگہوں کے مل جانے سے غسل کے واجب ہو جانے کا بیان، اگرچہ انزال نہ ہوا ہو

(۸۴۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ أَلْزَقَ الْخِتَانَ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)) (مسند أحمد: ۲۴۷۱۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد اپنی بیوی کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جاتا ہے اور اپنی ختنے والی جگہ اس کی ختنے والی جگہ سے ملا دیتا ہے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

فوائد:..... اس باب کی تمام احادیث کا اصل مدعا یہ ہے کہ جب میاں بیوی کے ختنوں کے مقامات آپس میں مل جائیں گے تو جنابت والا غسل فرض ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو۔ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ مرد کے عضو خاص میں ختنے کی وجہ سے کیا تبدیلی آتی ہے۔ اسی طرح عورت کا ختنہ عربوں کے ہاں معروف تھا، لیکن ہمارے ہاں عورتوں کے ختنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ بہر حال صرف دو شرمگاہوں کے ٹکرانے سے غسل واجب نہیں ہوگا، بلکہ یہ غسل اس وقت فرض ہوگا، جب مرد کے ختنے کی جگہ عورت کی شرمگاہ کے اندر داخل ہوگی۔ عورت کی چار شاخوں سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، مثلاً: (۱) دونوں ہاتھ اور دونوں ٹانگیں، (۲) دونوں ٹانگیں اور دونوں رانیں، (۳) دونوں پنڈلیاں اور دونوں رانیں، (۴) دونوں رانیں اور شرمگاہ کے دو کنارے، وغیرہ۔ ان الفاظ کی جو مراد بھی لی جائے، یہ اتفاقاً قید ہے، غسل اس وقت فرض ہوگا، جب دونوں ختنوں کے مقامات آپس میں مل جائیں اور دخول ہو جائے۔ اس کی مزید وضاحت اگلی حدیث سے ہو رہی ہے۔

(۸۴۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا اتَّقَى الْخِتَانَانَ وَتَوَارَتِ الْحَشْفَةُ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. (مسند أحمد: ۶۶۷۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ختنے والے دو مقامات مل جاتے ہیں اور حشفہ چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

حشفہ: عضو مخصوص کا وہ اگلا حصہ جو ختنہ کے بعد کھال کٹنے سے کھل جاتا ہے۔

(۸۴۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَأَجْهَدَ نَفْسَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ جَهَدَهَا) فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزَلْ.)) (مسند أحمد: ۸۵۵۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد اپنی بیوی کی چار شاخوں میں بیٹھ جائے اور پھر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالے (ایک روایت کے مطابق ”پھر اسے (بیوی کو) مشقت میں ڈالے) تو غسل واجب ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو۔“

(۸۴۴)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَا مُوسَى (الْأَشْعَرِيَّ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَأَنَا أَسْتَحْيِي مِنْكَ، فَقَالَتْ: سَلْ وَلَا تَسْتَحْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا أُمَّكَ، فَسَأَلَهَا عَنِ الرَّجُلِ يَغْشَى وَلَا يُنْزِلُ، فَقَالَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا أَصَابَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.)) (مسند أحمد: ۲۵۱۶۲)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، جبکہ میں آپ سے شرماتا بھی ہوں، انہوں نے کہا: تم سوال کرو اور نہ شرمادو، میں تمہاری ماں ہی ہوں۔ پھر انہوں نے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے، لیکن انزال نہیں ہوتا، انہوں نے جواباً کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب ختنہ والی جگہ، ختنے والی جگہ سے ٹکرا جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔“

(۸۴۵)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.)) (مسند أحمد: ۲۲۳۹۶)

(۸۴۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب ختنے والی جگہ، ختنے والی جگہ سے آگے بڑھ جائے (یعنی اندر داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو جائے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول

(۸۴۲) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۶۱۱ (انظر: ۶۶۷۰)

(۸۴۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۱، ومسلم: ۳۴۸ (انظر: ۸۵۵۷)

(۸۴۴) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف، وأخرج مسلم: ۳۴۹ المرفوع منه (انظر: ۲۴۶۵۵)

(۸۴۵) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه البزار فی "مسنده": ۲۶۷۵ (انظر: ۲۲۰۴۶)

(۸۴۶) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۲۱۱، ۲۱۲، وابن ماجه: ۶۵۱، ۱۳۷۸ (انظر: ۱۹۰۰۷)

اللہ ﷻ سے یہ سوالات کیے: کون سی چیز غسل کو واجب کرتی ہے، پیشاب کے بعد آجانے والے سفید قطروں کا حکم، گھر اور مسجد میں نماز کا حکم اور حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، رہا مسئلہ میرا تو جب میں ایسے ایسے کرتا ہوں تو آپ نے غسل کا ذکر کیا، پھر میں نماز والا وضو کرتا ہوں، اپنی شرمگاہ کو دھوتا ہوں اور پھر غسل کر لیتا ہوں۔ رہا مسئلہ پیشاب کے بعد نکل آنے والے قطروں کا، تو یہ مذی ہے اور ہرگز کو مذی آجاتی ہے، میں اس کی وجہ سے اپنی شرمگاہ کو دھوتا ہوں اور وضو کر لیتا ہوں، جہاں تک مسجد اور گھر میں نماز پڑھنے کی بات ہے تو تم دیکھ رہے ہو کہ میرا گھر میری مسجد کے بالکل قریب ہے، لیکن مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا، مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے، الا یہ کہ فرضی نماز ہو، اور رہا مسئلہ حائضہ کے ساتھ کھانے پینے کا تو میں تو ایسی بیوی کے ساتھ کھاتا پیتا ہوں۔“

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَعَنِ الْمَاءِ يَكُونُ بَعْدَ الْمَاءِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ مُوَآكَلَةِ الْحَائِضِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، أَمَا أَنَا فَإِذَا فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَذَكَرَ الْغُسْلَ، قَالَ: اتَّوَضَأُ وَضُوءِي لِلصَّلَاةِ أُغْسِلُ فَرَجِي ثُمَّ ذَكَرَ الْغُسْلَ، وَأَمَّا الْمَاءُ يَكُونُ بَعْدَ الْمَاءِ فَذَلِكَ الْمَذِي وَكُلُّ فَحْلٍ يُمَذِي فَأَغْسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَرَجِي وَأَتَوَضَأُ، وَأَمَّا الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ وَالصَّلَاةُ فِي بَيْتِي فَقَدْ تَرَى مَا أَقْرَبَ بَيْتِي مِنَ الْمَسْجِدِ، وَلَآنَ أُصَلِّي فِي بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً، وَأَمَّا مُوَآكَلَةُ الْحَائِضِ فَآكُلْهَا.)) (مسند أحمد: ۱۹۲۱۶)

وَجُوبُ الْغُسْلِ عَلَى مَنْ اِحْتَلَمَ إِذَا انْزَلَ

احتلام ہو جانے کی بنا پر غسل کے واجب ہونے کا بیان، بشرطیکہ انزال ہوا ہو

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا، جو منیٰ کی تری تو پاتا ہے، لیکن اسے احتلام یا دینیس ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ غسل کرے گا۔“ پھر اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس کا یہ خیال ہے کہ اسے احتلام تو ہوا ہے، لیکن وہ تری کو نہیں پاتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر کوئی غسل نہیں ہے۔“ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر عورت کو اسی قسم کا خواب آئے، تو کیا اس کا بھی یہی حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، عورتیں

(۸۴۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، قَالَ: ((يَغْتَسِلُ.)) وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدْ اِحْتَلَمَ وَلَا يَرَى بَلَّلًا، قَالَ: ((لَا غُسْلَ عَلَيْهِ.)) فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذَلِكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ. (مسند أحمد: ۲۶۷۲۵)

(۸۴۷) تخریج: حدیث حسن لغیرہ۔ أخرجه ابو داود: ۲۳۶، وابن ماجه: ۶۱۲، والترمذی: ۱۱۳ (انظر: ۲۶۱۹۵)

مردوں کی مانند ہی ہیں۔“

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ ہمساں تھیں اور وہ ان کے پاس آتی رہتی تھیں، ایک دن نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ ایک عورت یہ خواب دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند اس سے مجامعت کر رہا ہے، تو کیا وہ غسل کرے گی؟ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں، اے ام سلیم! تو نے تو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک عورتوں کو رسوا کر دیا ہے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا اور اگر ہم اپنے اشکالات کے بارے میں نبی ﷺ سے سوال کر لیں تو یہ اس سے تو بہتر ہے کہ ان کے بارے میں ہم جاہل اور اندھے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”بلکہ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، جی ہاں ام سلیم! جب ایسی عورت منی کا پانی محسوس کرے گی تو اس پر غسل ہوگا۔“ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورت کا بھی پانی ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اس کا بچہ اس کے مشابہ کیسے ہو جاتا ہے، اس معاملے میں خواتین مردوں کی طرح ہیں۔“

(۸۴۸)۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ مُجَاوِرَةً أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَيْهَا فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِذَا رَأَتْ الْمَرْأَةَ أَنَّ زَوْجَهَا يُجَامِعُهَا فِي الْمَنَامِ أَنْتَغَسِلُ؟ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: تَرَبَّتْ بِدَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! فَضَحَّتِ النِّسَاءُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِنَّا إِن نَسَأَلِ النَّبِيَّ ﷺ عَمَّا أَشْكَلَ عَلَيْنَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ نَكُونَ مِنْهُ عَلَى عَمِيَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا مَ سَلَمَةَ: ((أَنْتِ تَرَبَّتْ بِدَاكِ، نَعَمْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا وَجَدْتِ الْمَاءَ)) فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَهَلْ يَلْمَرُ أُمَّ مَاءً؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَنْتِ بُسِيْهُهَا وَلَدُهَا؟ هُنَّ شَفَاقِقُ الرِّجَالِ)) (مسند أحمد: ۲۷۶۵۹)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم زوجہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی عورت یہ خواب دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند اس سے مجامعت کر رہا ہے، تو کیا اس پر غسل واجب ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں،

(۸۴۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجٌ قَالَ: أَنَا ابْنُ أَبِي ذُنَيْبٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ

(۸۴۸) تخریج: أخرج مسلم: ۳۱۰ نحوه، لكن دون قوله: "هن شقائق الرجال"، هذه الجملة حسن لغيره (انظر: ۲۷۱۱۸)

(۸۴۹) تخریج: أخرج البخاری: ۱۳۰، ۲۸۲، ۳۳۲۸، ۶۰۹۱، ومسلم: ۳۱۳ نحوه (انظر: ۲۶۶۳۱)

جب وہ منیٰ کا پانی دیکھ لے گی۔“ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ”کیا عورت کا پانی بھی نکلتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے، بچے کی ماموؤں کے ساتھ مشابہت عورت کے اسی پانی کی وجہ سے ہوتی ہے، دونوں طرفوں میں سے جو نطفہ رحم کی طرف سبقت لے جاتا ہے، وہی مشابہت پر غالب آ جاتا ہے۔“ حجاج کی حدیث میں ہے: ”تیری پیشانی خاک آلود ہو۔“

(دوسری سند) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شر ماتا، تو کیا جب عورت کو احتلام ہو جاتا ہے، تو اس پر غسل ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، جب وہ پانی (منیٰ) دیکھ لے۔“

(تیسری سند) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی طرف آئی اور اس عورت کے بارے میں سوال کیا، جو خواب میں وہ چیز دیکھتی ہے، جو مرد دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ پانی دیکھ لے، تو غسل کرے۔“ میں نے کہا: تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا ہے، بھلا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے، تو پھر عورت کا بچہ اس سے مشابہہ کیسے ہو جاتا ہے۔“

أُمُّ سُلَيْمٍ، قَالَ حَجَّاجٌ: امْرَأَةٌ أَبِي طَلْحَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْمَرْأَةُ تَرَى زَوْجَهَا فِي الْمَنَامِ يَقَعُ عَلَيْهَا أَعْلِيهَا غُسْلٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ.)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَتَفْعَلُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((تَرِبْتُ يَمِينِكَ، فَأَنَّى يَأْتِي شَبَهُ الْخُوُولَةِ إِلَّا مِنْ ذَلِكَ، أَيُّ النُّظْفَتَيْنِ سَبَقَتْ إِلَى الرَّجِيمِ عَلَبَتْ عَلَى الشَّبهِ.)) وَقَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ: تَرِبْتُ جَبِينُكَ. (مسند أحمد: ۲۷۱۶۶)

(۸۵۰). (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ). عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِينُ مِنَ الْحَقِّ، هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا اخْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ.)) (مسند أحمد: ۲۷۱۱۴)

(۸۵۱). (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ). عَنْهَا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمَّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ، فَقَالَ: ((إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ.)) قَالَتْ: قُلْتُ: فَصَحَّتِ النِّسَاءُ، وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَرِبْتُ يَمِينِكَ، فِيمَ يُشْبِهَا وَلَدُهَا إِذَا.)) (مسند أحمد: ۲۷۱۴۸)

(۸۵۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۸۵۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۸۵۲) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۵۶۳۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، جو کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ مرد خواب میں دیکھتا ہے اور اگر وہی کچھ عورت دیکھے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب یہ چیز دیکھے اور اسے انزال بھی ہو تو وہ غسل کرے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا، جو اپنے خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے، جو مرد دیکھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی عورت اس طرح کا خواب دیکھے اور پھر اسے انزال بھی ہو جائے تو وہ غسل کرے۔“ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورت کے ساتھ بھی ایسے ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، مرد کا پانی سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد اور پتلا ہوتا ہے، ان میں سے جو سبقت لے جاتا ہے، اسی سے بچے کی مشابہت ہو جاتی ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا: جب عورت کو احتلام ہو جائے اور وہ پانی بھی دیکھ لے، تو کیا وہ غسل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون سے کہا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: چھوڑ دے اس عورت کو، (یہ صحیح کہہ رہی ہے) اسی وجہ سے تو مشابہت ہوتی ہے، جب عورت کا مادہ منویہ مرد کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ ماموں کے مشابہ ہو جاتا ہے اور جب مرد کا مادہ منویہ عورت

(۸۵۲)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُمَيْةٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَأَلْتُ أُمَّ سُلَيْمٍ وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَرَى الْمَرْأَةَ فِي الْمَنَامِ مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَتْ الْمَرْأَةَ ذَلِكَ وَأَنْزَلَتْ فَلْتَغْتَسِلْ)) (مسند أحمد: ۵۶۳۶)

(۸۵۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ امْرَأَةٍ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ رَأَتْ ذَلِكَ وَمِنْكَنَّ فَأَنْزَلَتْ فَلْتَغْتَسِلْ)) قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: أَوْ يَكُونُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أبيضٌ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَضْفَرٌ رقيقٌ، فَأَيُّهَا سَبَقَ أَوْ عَلَا أَشْبَهَهُ الْوَلَدُ)) (مسند أحمد: ۱۲۲۴۷)

(۸۵۴)۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتْ الْمَاءَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: تَرِبَتْ يَدَاكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعِيهَا، وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ، إِذَا عَلَا مَاءُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَهُ أَحْوَالُهُ، وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَهُ)) (مسند

(۸۵۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، وأخرج الشطر الاول منه مسلم: ۳۱۰، وأخرجه ابن ماجه: ۶۰۱، وانظر الحديث رقم (۸۴۸) وما بعده مما روی عن ام سلیم (انظر: ۱۲۲۲۲)

(۸۵۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۱۴ (انظر: ۲۴۶۱۰)

ایک طرف بھیج دیا اور ان سے کہا: تم دونوں قوی آدمی ہو، اس لیے میں تم کو جس کام کی طرف بھیج رہا ہوں، اس میں اچھی طرح محنت کرنا، پھر وہ قضائے حاجت کے لیے ایک جگہ میں گئے، قضائے حاجت کی، پھر وہاں سے نکلے اور پانی کا ایک چلو لیا اور اس سے ہاتھ دھوئے اور پھر قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہم لوگ ان کی اس کاروائی کو صحیح نہیں سمجھ رہے تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی قضائے حاجت کر کے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور جنابت کے علاوہ کوئی چیز آپ ﷺ کے لیے قرآن مجید سے مانع نہیں ہوتی تھی۔

فوائد:..... ہم نے ”فتمسح بہا“ کے معانی ہاتھ دھونے کے کیے ہیں، کیونکہ دارقطنی کی روایت کے الفاظ یہ

ہیں: ”فَعَسَلَ كَفَيْهِ“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن مجید پڑھاتے تھے، الا یہ کہ جنابت کی حالت میں ہوتے۔

ابوغریف کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، انھوں نے تین تین بار کلی اور ناک میں پانی چڑھایا، تین دفعہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ ہاتھوں اور بازوؤں کو دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور پھر پاؤں کو دھویا۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی کچھ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: ”وہ بندہ یہ تلاوت کر سکتا ہے، جو جنبی نہ ہو، رہا مسئلہ جنابت والے آدمی کا تو وہ تلاوت نہیں کر سکتا ہے، ایک آیت بھی نہیں پڑھ سکتا۔“

أَسَدٍ أَحْسَبُ، فَبَعَثَهُمَا وَجْهًا وَقَالَ: أَمَا إِنَّكُمْ أَعْلَجَانِ فَعَالِجَا عَن دِينِكُمَا، ثُمَّ دَخَلَ الْمَخْرَجَ فَفَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَتَمَسَّحَ بِهَا ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَالَ: فَكَأَنَّهُ رَأَى أَنْكَرَنَا ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا السَّلْحَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةُ۔ (مسند أحمد: ۸۴۰)

(۸۵۸)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنْبًا۔ (مسند أحمد: ۱۱۲۳)

(۸۵۹)۔ عَنْ أَبِي الْغَرَيْفِ قَالَ: أُرِيَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْضُوهُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَرَأَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا لِمَنْ لَيْسَ بِجُنْبٍ، فَأَمَّا الْجُنْبُ فَلَا وَلَا آيَةَ)) (مسند أحمد: ۸۷۲)

(۸۵۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۸۵۹) تخریج: قال الالبانی: هذا صحيح موقوفا، لا مرفوعا (ارواء الغلیل: ۲/ ۲۴۱)۔ أخرجه ابويعلی:

۳۶۵ (انظر: ۸۷۲)

فوائد: اس باب کی مرفوع احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ جنابت کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے تھے، آپ ﷺ کے اس عمل کو استحباب پر محمول کریں گے، کیونکہ آپ ﷺ کے کسی حالت میں کوئی کام نہ کرنے سے حرمت یا ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ ہمیں یہ نظر یہ راجح معلوم ہوتا ہے کہ جنبی اور کسی بھی غیر طاهر شخص کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الہی کے لیے وضو کرے، جہاں تک مسئلہ جواز کا ہے تو ایسے افراد کے لیے زبانی تلاوت کرنا یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا درست ہے، دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ”براءہ اصلیه“، یعنی جنبی اور حائضہ کے حق میں قرآن مجید کی تلاوت کو ممنوع قرار دینے پر کوئی صریح اور صحیح حدیث دلالت نہیں کرتی۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جنبی کیلئے (قرآن کی) قراءت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (صحیح بخاری تعلیقاً: کتاب الحيض، باب تقضى الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت) جنبی حائضہ اور نفاس والی عورت، تینوں بالاتفاق اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتے ہیں اور قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے لہذا وہ اس کی تلاوت کر سکتے ہیں، تفصیل اگلی دلیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے موقع پر حائضہ ہو گئیں، نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا: ((فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي)) ”بيت اللہ کے طواف کے علاوہ آپ بھی دوسرے حاجیوں کی طرح حج کے مناسک ادا کرتی رہیں اور پاک ہونے کے بعد طواف کر لیں۔“ (صحیح بخاری: ۳۰۵) قابل غور بات یہ ہے طواف کے علاوہ دوسرے مناسک بھی اذکار، تلبیہ اور دعائوں پر مشتمل ہیں، جنہیں نبی کریم ﷺ نے پورا کرنے کا حکم دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر نے کہا: ”سب سے بہترین بات وہ ہے جو ابن رشید نے ابن بطلال وغیرہ کی پیروی کرتے ہوئے کہی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے امام بخاری کی مراد حائضہ اور جنبی کی قراءت کے جواز پر استدلال کرنا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے مناسک حج میں سے صرف طواف، جو کہ مخصوص نماز ہے، کو مستثنیٰ کیا اور حج کے بقیہ اعمال ذکر، تلبیہ اور دعاء پر مشتمل ہیں، لیکن حائضہ عورت کو ان سے منع نہیں کیا گیا، اسی طرح جنبی آدمی ہے، جس کا حدث حائضہ کے حدث سے کم ہے اور اگر تلاوت قرآن کو اللہ کا ذکر ہونے کی بناء ممنوع قرار دیا جائے تو اس میں اور مذکورہ بالا اذکار میں کوئی فرق نہیں اور اگر تلاوت کو تعبدی طور پر ممنوع سمجھا جائے تو اس کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور مصنف (امام بخاری) کے نزدیک اس مسئلہ کے بارے وارد احادیث میں سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں۔“ (فتوح الباری: حدیث ۳۰۵ کے تحت) جنابت والا آدمی قرآن مجید کو چھو نہیں سکتا، اس کی دلیل درج ذیل ہے: سیدنا عبد اللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو خط عمرو بن حزم کو لکھا تھا، اس میں یہ الفاظ بھی تھے: ((لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ)) ”قرآن مجید کو صرف طاهر ہی پکڑ سکتا ہے۔“ (موطا امام مالک: ۴۱۹، دارقطنی: ۱۲۲/۱، البيهقي: ۸۷/۱) جن روایات میں جنبی اور حائضہ کو قرآن مجید کی تلاوت سے منع کیا گیا، ان میں سے واضح

ترین مندرجہ ذیل چار ضعیف احادیث ہیں:

(۱) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا النُّفْسَاءُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا))..... ”حیض اور نفاس والی عورتیں قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔“ (دارقطنی: ۸۷/۲، حلیۃ الاولیاء: ۲۲/۴) اس حدیث کی سند میں محمد بن فضل متروک راوی ہے، حافظ ابن حجر نے ”تقریب“ میں کہا: محدثین نے اس کو کذاب کہا ہے۔

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ))..... ”حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔“ (ترمذی: ۱۳۱، ابن ماجہ: ۵۹۵) اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے جو مجاز یوں سے روایت کرنے میں ضعیف ہے اور یہ حدیث مجاز یوں سے ہے۔

(۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ تَكُنْ جُنُبًا))..... ”سوائے حالت جنابت کے آپ ہر حال میں قرآن پڑھ سکتے ہیں۔“ (ابن عدی: ۹۲۵/۳) اس کی سند میں خارجہ بن مصعب ہے جو کہ متروک ہے اور جھوٹے راویوں سے مدلیں کرتا ہے۔

(۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے وضوء کیا، پھر قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کیا اور فرمایا: ((هُكَذَا لِمَنْ لَيْسَ بِجُنُبٍ، فَأَمَّا الْجُنُبُ فَلَا وَلَا آيَةَ))..... ”یہ طریقہ کار اس شخص کیلئے ہے جو جنبی نہیں رہا مسئلہ جنبی کا تو وہ ایک آیت بھی تلاوت نہیں کر سکتا۔“ (مسند احمد: ۱۱۰/۱، مسند ابو بعلی: ۳۶۵) اس روایت کو عائد بن حبیب نے عامر بن سمطہ سے مرفوعاً بیان کیا جبکہ درج ذیل اوثق رواۃ نے عامر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر موقوفاً روایت کیا ہے: یزید بن ہارون، امام ثوری، خالد بن عبداللہ، حسن بن صالح بن جی، شریک بن عبداللہ، اسحاق بن ابراہیم۔ یہ روایت اس باب میں بھی موجود ہے، زیادہ وضاحت کی وجہ سے لکھ دی گئی ہے۔

امام دارقطنی نے موقوفاً روایت کرنے کے بعد کہا کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے صحیح ہے۔ (دارقطنی: ۱۱۸/۱) جبکہ عبدالرزاق نے کہا کہ عبدالرزاق بھی اسی (اثر) کو لے گا۔ (مصنف عبدالرزاق: ۳۳۶/۱) مزید دیکھیں: ارواء الغلیل: ۲۴۳/۲

(۸۶۰)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَيِّدُنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جُنُبٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ)) (مسند أحمد: ۶۳۲) داخل نہیں ہوتے۔“

فوائد:..... کتے سے مراد وہ کتا ہے، جو رکھوالی اور شکار کے لیے نہ رکھا گیا ہو، آج کل اکثر دیہاتی لوگ لڑانے کے لیے اور اکثر شہری لوگ صرف اپنا شوق پورا کرنے کے لیے کتے پالتے ہیں، جبکہ یہ عادت انتہائی قابل مذمت ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبٍ مَاشِيَةٍ أَوْ

(۸۶۰) تخریج: حسن لغیرہ دون ذکر الجنب۔ أخرجه ابو داود: ۲۲۷، ۴۱۵۲، والنسائی: ۱/۱۴۱ (نظر: ۶۳۲)

ضَارِبِيَّةَ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ۔))..... ”جس نے ایسا کتا پالا جو جانوروں (کی رکھوالی) یا شکار کے لیے نہ ہو، ہر روز اس کے عمل سے دو قیراط اجر کم ہو جاتا ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) جنازے کے ثواب والی احادیث سے قیراط کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ: وہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔

الْاِسْتِتَارُ عِنْدَ الْغُسْلِ غسل کے وقت پردہ کرنا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے آپ ﷺ کے غسل کا پانی رکھا، پھر آپ ﷺ نے ان کو ایک کپڑا دے کر فرمایا: ”اس کے ساتھ مجھ پر پردہ کرو اور اپنی پیٹھ میری طرف کر لو۔“

(۸۶۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ عَلِيًّا فَوَضَعَ لَهُ غُسْلًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ثَوْبًا فَقَالَ: ((أَسْتُرْنِي وَوَلْتَنِي ظَهْرَكَ۔)) (مسند أحمد: ۲۹۱۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یشک حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام جب پانی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو اس وقت تک کپڑا نہیں اتارتے تھے، جب تک پردے کے مقامات کو پانی نہ چھپا لیتے تھے۔“

(۸۶۲)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ الْمَاءَ لَمْ يَلْتَقِ ثَوْبَهُ حَتَّى يُوَارِيَ عَوْرَتَهُ بِالْمَاءِ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۸۰۰)

سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یشک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ حیا دار اور پردے والا ہے، اس لیے جب کوئی آدمی غسل کرنے لگے تو وہ کسی چیز کے ساتھ چھپ جایا کرے۔“

(۸۶۳)۔ عَنِ يَعْلَى بْنِ أُمِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيُّ سَيِّئٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۱۳۳)

فوائد: ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں یہ اضافہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلی جگہ میں ازار کے بغیر نہاتے ہوئے دیکھا، پس آپ ﷺ منبر پر چڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ”یشک اللہ تعالیٰ حیا دار.....“

(۸۶۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، شریک سیء الحفظ، و سماک فی روایتہ عن عکرمة اضطراب (انظر: ۲۹۱۱)

(۸۶۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان (انظر: ۱۳۷۶۴)

(۸۶۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو داؤد: ۴۰۱۳، والنسائی: ۱/ ۲۰۰ (انظر: ۱۷۹۷۰)

سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے۔“

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فتح مکہ والے دن نبی کریم ﷺ کی طرف گئیں، وہ کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ غسل فرما رہے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کا پردہ کر رہی تھیں، (یہ پوری حدیث ”عَزْوَةٌ فَتَحَ مَكَّةَ“ میں آئے گی۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ حالت میں غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں، حضرت ایوب علیہ السلام ان کو اپنے کپڑے میں اکٹھا کرنے لگ گئے، اس کے رب نے اس کو یوں آواز دی: اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس چیز سے غمی نہیں کیا، جو تجھے نظر آ رہی ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے رب! لیکن تیری برکت سے کوئی بے پروا ہی نہیں ہے۔“

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نہاتے وقت پردے کا اہتمام کرنا چاہیے، اگر دیکھنے والا کوئی آدمی ہو تو

(۸۶۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسِتْرَ...)) (مسند أحمد: ۱۸۱۳۱)

(۸۶۵)۔ عَنْ أَبِي مَرْثَةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ (بِسْمِ أَبِي طَالِبٍ) أَنَّهَا ذَهَبَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ قَالَتْ: فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، (الحديث) سَيَأْتِي بِتَمَامِهِ فِي عَزْوَةِ فَتَحِ مَكَّةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ (مسند أحمد: ۲۷۹۲۳)

(۸۶۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَخْنِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَعْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ، وَلَكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ...)) (مسند أحمد: ۸۱۴۴)

یہ پردہ فرض ہے اور اگر کوئی بھی نہ ہو تو مستحب ہے۔

مِقْدَارُ مَاءِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ

غسل اور وضو کے پانی کی مقدار کا بیان

تسبیہ: ایک صاع میں چار ہوتے ہیں، ایک مد کا وزن تقریباً (525) گرام اور ایک صاع کا وزن (2) کلو (100) گرام ہوتا ہے، نیز ایک صاع (5) اور (1/3) رطل کے برابر اور ایک رطل تقریباً (194) گرام کے برابر ہوتا

(۸۶۴) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، عطاء لم یسمع من یعلیٰ، وابن ابی لیلیٰ ضعیف، وانظر الحديث السابق (انظر: ۱۷۹۶۸)

(۸۶۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸۰، ۳۵۷، ۳۱۷۱، ۶۱۵۸، ومسلم: ۳۳۶ (انظر: ۲۷۳۷۹)

(۸۶۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۹، ۳۳۹۱ (انظر: ۸۱۵۹)

(۸۷۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمَدِّ وَيَغْتَسِلُ بِنَحْوِ الصَّاعِ -
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد پانی سے وضو کرتے تھے اور ایک صاع کے بقدر پانی سے غسل کرتے تھے۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۰۹)

(۸۷۲)۔ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ: جَاءُ وَابِعُسِّ فِي رَمَضَانَ، فَحَزَرْتُهُ بِثَمَانِيَةِ أَوْ تِسْعَةِ أَوْ عَشْرَةِ أَرْطَالٍ، فَقَالَ مُجَاهِدٌ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِمِثْلِ هَذَا - (مسند أحمد: ۲۴۷۵۲)

موسیٰ جہنی کہتے ہیں: لوگ رمضان میں ایک بڑا پیالہ لے کر آئے، میں نے اندازہ لگایا کہ وہ آٹھ یا نو یا دس رطل ہوگا، مجاہد نے کہا: مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کے برتن سے غسل کرتے تھے۔

صِفَةُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ قَبْلَهُ

غسل جنابت اور اس سے پہلے والے وضو کی کیفیت کا بیان

تنبیہ: اس باب کی احادیث میں غسل جنابت کا درج ذیل طریقہ بیان کیا گیا ہے:

دونوں ہاتھ دھونا استنجا کرنا
بائیں ہاتھ کو مٹی پر مارنا بازو دھونے تک وضو کرنا
سر کے چمڑے کو تر کرنے کے لیے بالوں کے بیچ میں انگلیاں ڈالنا
سر پر تین چلو ڈالنا باقی جسم پر پانی ڈالنا
آخر میں پاؤں دھولینا

جنابت والے غسل پر مشتمل احادیث میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے، اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسح، غسل کا نائب ہے، جب غسل میں سر کو دھونا ہی ہے تو مسح کی کیا ضرورت، مالکیہ کی رائے بھی یہی ہے، اور سنن نسائی (۴۲۲) کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کا مسح نہیں کیا تھا۔

غسل کے شروع میں مکمل وضو کر لینا بھی درست ہے، ایسی صورت میں آخر میں پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں رہے گی، اگر صفائی کی غرض سے دھونے پڑ جائیں تو وہ اور بات ہے۔ غسل کے دوران سر پر تین دفعہ پانی بہانا مستحب عمل ہے، اگر اس کے بغیر نہانے کے لیے سر پر پانی ڈالنا شروع کر دیا یا نہانے والا آدمی شاور کے نیچے کھڑا ہو جائے تو اس کا غسل درست ہوگا۔ ایسے غسل کے بعد نماز ادا کرنا درست ہے، بشرطیکہ وضو کر لینے کے بعد غسل کے دوران ہاتھ شرمگاہ پر نہ لگے۔ مٹی کی جگہ پر ہاتھوں کو صابن وغیرہ سے بھی صاف کیا جاسکتا ہے، کیونکہ مقصود صفائی ہے۔

(۸۷۱) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۹۲ (انظر: ۲۴۸۹۷)

(۸۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۱۲۷ (انظر: ۲۴۲۴۸)

حافظ ابن حجر نے کہا: وقام الاجماع على ان الوضوء في غسل الجنابة غير واجب..... اس بات پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ جنابت کے غسل میں وضو واجب نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۷۲) اس اجماع کا تقاضا یہ ہوا کہ اگر کوئی جنبی آدمی غسل جنابت کی نیت سے پورے جسم کو دھو لے تو اس کا غسل ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس غسل کے بعد نماز ادا کرنا پڑی تو وضو کرنا ہوگا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو تین دفعہ ہاتھ دھوتے، ایک روایت میں ہے: پانی والا برتن رکھا جاتا، آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے ان پر پانی بہا کر ان کو دھوتے تھے، پھر دائیں ہاتھ کے ذریعے پانی کر لیتے اور اس کو بائیں ہاتھ پر بہا کر شرمگاہ کو دھوتے، یہاں تک کہ وہ صاف ہو جاتی، پھر اپنے ہاتھ کو اچھی طرح دھوتے، پھر تین تین بار کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھاتے، تین دفعہ چہرہ دھوتے، تین مرتبہ بازوؤں کو دھوتے، پھر اپنے سر پر تین بار پانی بہاتے، پھر غسل کرتے، ایک روایت میں ہے: پھر بقیہ جسم کو دھوتے، جب باہر تشریف لے آتے تو پاؤں کو دھوتے تھے۔

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو نماز والا وضو کرتے، اپنی شرمگاہ کو اور پاؤں کو دھوتے اور اپنے ہاتھ کو دیوار کے ساتھ رگڑتے تھے، پھر اپنے آپ پر پانی بہا دیتے تھے، گویا میں دیوار میں آپ ﷺ کے ہاتھ کا نشان دیکھ رہی ہوں۔

(۸۷۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنْ جَنَابَةٍ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا (وَفِي رِوَايَةٍ: فَيُوضِعُ الْإِنَاءَ فِيهِ الْمَاءَ فَيُفْرغُ عَلَى يَدَيْهِ فَيَغْسِلُهُمَا قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي الْمَاءِ) ثُمَّ يَأْخُذُ بِيَمِينِهِ لِيَصُبَّ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرَجَهُ حَتَّى يُنْقِيَهُ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَهُ غَسْلًا حَسَنًا، ثُمَّ يَمْضِضُ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَغْتَسِلُ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ) فَإِذَا خَرَجَ غَسَلَ قَدَمَيْهِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۵۵)

(۸۷۴)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فِتْوَضًا وَضُوءًا هُ لِلصَّلَاةِ وَغَسَلَ فَرَجَهُ وَقَدَمَيْهِ وَمَسَحَ يَدَيْهِ بِالْحَائِطِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَكَأَنِّي أَرَى أَثْرَ يَدِهِ فِي الْحَائِطِ۔

(مسند أحمد: ۲۶۵۲۳)

فوائد:..... اس حدیث کے لفظوں میں تقدیم و تاخیر ہے، وگرنہ وضو استنجا کے بعد ہی ہوگا۔

(۸۷۳) حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۱۳۴، ۲۰۵، أخرجه مسلم: ۳۲۱ بلفظ قريب منه (انظر: ۲۴۶۴۸)

(۸۷۴) تخريج: اسنادہ ضعيف لانقطاعه، الشعبي لم يسمع من عائشة۔ أخرجه مختصرا ابوداود: ۲۴۴

(انظر: ۲۵۹۹۵)

(۸۷۵)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔
 وَسُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ:
 كَانَ يَبْدَأُ بِيَدَيْهِ فَيَغْسِلُهُمَا (وَفِي رِوَايَةٍ: يَغْسِلُ
 كَفَيْهِ ثَلَاثًا) ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ
 يُخَلِّلُ أَصُولَ شَعْرِ رَأْسِهِ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ
 قَدْ اسْتَبْرَأَ الْبَشْرَةَ، إِغْتَرَفَ ثَلَاثَ عَرَفَاتٍ
 (وَفِي رِوَايَةٍ: عَرَفَ بِيَدَيْهِ مِلءَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا)
 فَصَبَّهُنَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ
 جَسَدِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۷۶۱)

(۸۷۶)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ
 قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَاغْتَسَلَ
 مِنَ الْجَنَابَةِ وَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ
 فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ
 فَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَلِكَ يَدُهُ
 بِالْحَائِطِ أَوْ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ
 ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذَرَعَ عَيْنَيْهِ ثَلَاثًا
 ثَلَاثًا ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفَاضَ
 عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ
 رِجْلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۳۸۰)

(۸۷۷)۔ عَنْ شُعْبَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ
 عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ
 أَفْرَعُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَغَسَلَهَا

(تیسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے غسل
 کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ
 ہاتھوں سے شروع کرتے، ان کو دھوتے، ایک روایت میں
 ہے: تین دفعہ اپنی ہتھیلیوں کو دھوتے تھے، پھر نماز والا وضو
 کرتے تھے، پھر اپنے سر کے بالوں کی جڑوں کے بیچ میں
 انگلیاں ڈالتے، جب ظن غالب ہو جاتا کہ چہرہ تر ہو گیا ہے تو
 دو ہاتھوں کے بھرے ہوئے تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، پھر باقی
 جسم پر پانی بہا دیتے۔

زوجہ رسول سیدہ ميمونه رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں
 نے نبی کریم ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا اور آپ ﷺ
 نے اس طرح غسل جنابت کیا، بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر
 برتن اٹھایا اور اپنی ہتھیلیوں کو تین بار دھویا، پھر اپنے ہاتھ کو
 برتن میں داخل کیا اور تین دفعہ اپنی شرمگاہ پر پانی بہایا، پھر اپنے
 ہاتھ کو دیوار یا زمین پر رکھا، پھر تین تین بار کھلی کی اور ناک میں
 پانی چڑھایا، پھر تین دفعہ چہرہ اور تین تین بار بازو دھوئے، پھر
 تین دفعہ اپنے سر پر پانی بہایا اور پھر بقیہ جسم پر پانی ڈالا، پھر اس
 جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو دھویا۔

مولائے ابن عباس امام شعبہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عباس
 رضی اللہ عنہما جب غسل جنابت کرتے تو دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں
 ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اس کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے

(۸۷۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۱۶ (انظر: ۲۴۲۵۷)

(۸۷۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۴۹، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۷۴، ۲۸۱، و مسلم: ۳۱۷ (انظر: ۲۶۸۴۳)

(۸۷۷) تخریج: صحيح لغيره دون غسل اليد سبعة، فهي لا تصح، وهذا اسناد ضعيف، شعبه مولى ابن

عباس سبيء الحفظ۔ أخرجه ابوداود: ۲۴۶ (انظر: ۲۸۰۰)

سات بار دھوتے، ایک دفعہ وہ یہ بھول گئے کہ انھوں نے اپنے ہاتھ پر کتنی دفعہ پانی ڈالا تھا، اس لیے انھوں نے مجھ سے سوال کیا: میں نے کتنی دفعہ پانی ڈالا ہے؟ میں نے کہا: میں تو نہیں جانتا، انھوں نے کہا: تیری ماں نہ ہو، تو کیوں نہیں جانتا؟ پھر انھوں نے نماز والا وضو کیا اور پھر سر اور جسم پر پانی بہا دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح غسل کیا کرتے تھے۔

عبید اللہ بن مقسم کہتے ہیں: حسن بن محمد نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: تم اپنے بالوں کو تر کر دو اور چمڑے کو دھوؤ، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے غسل کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے اور پھر اپنے چمڑے پر پانی بہاتے تھے۔ اس نے کہا: میرے سر کے بال تو بہت زیادہ ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال تیرے سر کے بالوں کی بہ نسبت زیادہ بھی تھے اور پاکیزہ بھی تھے۔

عاصم بن عمرو بنجلی، اس آدمی سے بیان کرتے ہیں، جو ان لوگوں میں سے تھا، جنھوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا: ہم آپ کے پاس تین چیزوں کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آئے ہیں: بندے کا اپنے گھر میں نقلی نماز پڑھنا کیسا ہے، غسل جنابت کا کیا طریقہ ہے اور خاوند کے لے حائفہ بیوی سے کیا کچھ جائز ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ جادو گر ہو؟ تم نے مجھ سے وہ سوالات کیے ہیں کہ جب سے میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا،

سَبْعًا قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي الْإِنَاءِ فَتَسِي مَرَّةً كَمْ أَفْرَغَ عَلَيَّ يَدِهِ فَسَأَلْتَنِي كَمْ أَفْرَغْتُ؟ فَقُلْتُ: لَا أَذْرِي، فَقَالَ: لَا أُمُّ لَكَ وَلِمَ لَا تَذْرِي؟ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ وَقَالَ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَطَهَّرُ يَعْنِي يَغْتَسِلُ. (مسند أحمد: ۲۸۰۰)

(۸۷۸)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ: سَأَلَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: تَبَلُّ الشَّعْرَ وَتَغْتَسِلُ الْبَشْرَةَ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ؟ قَالَ: كَانَ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَيَّ جِلْدِهِ) قَالَ: إِنَّ رَأْسِي كَثِيرُ الشَّعْرِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ رَأْسِكَ وَأَطْيَبَ. (مسند أحمد: ۱۴۱۵۹)

(۸۷۹)۔ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو الْبَجَلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ سَأَلُوا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالُوا لَهُ: إِنَّمَا أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ، عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ تَطَوُّعًا وَعَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَعَنِ الرَّجُلِ مَا يَصْلُحُ لَهُ مِنْ أَمْرَاتِهِ إِذَا كَانَتْ حَائِضًا، فَقَالَ: أَسْحَارُ أَنْتُمْ؟ لَقَدْ سَأَلْتُمُونِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي

(۸۷۸)۔ تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۲، ۲۵۵، ۲۵۶ (انظر: ۱۴۱۱۳)

(۸۷۹)۔ تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة الرجل الذي روى عنه عاصم بن عمرو۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۳۷۵ (انظر: ۸۶)

اس وقت سے کسی نے یہ سوالات نہیں کیے، بہر حال آپ ﷺ نے فرمایا: ”بندے کا گھر میں نفلی نماز ادا کرنا، یہ نور ہے، جو چاہے اپنے گھر کو متور کرنا رہے۔“ غسل جنابت کے بارے میں فرمایا: ”جنسی آدمی اپنی شرمگاہ دھوئے، پھر وضو کرے اور سر پر تین دفعہ پانی بہائے۔“ اور حائضہ کے بارے میں فرمایا: ”اس کے ازار سے اوپر والا حصہ خاوند کے لیے جائز ہے۔“

ابوزیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے جواباً کہا: بنو ثقیف کے لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بیشک ہمارے علاقے میں سردی پڑتی ہے، تو پھر آپ ہمیں غسل کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں تو اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے اس کے علاوہ کچھ نہ کہا۔

فوائد:..... اس حدیث میں صرف سر پر پانی ڈالنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

سیدنا جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے پاس غسل جنابت کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری صورتحال تو یہ ہے کہ تین دفعہ دو ہتھیلیوں کا بھرا ہوا چلو لے کر اس کو اپنے سر پر ڈالتا ہوں اور پھر بقیہ جسم پر پانی بہا دیتا ہوں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو کھلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھاتے۔

عَنْهُ أَحَدٌ مِنْدُ سَأَلَتْ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ تَطَوُّعًا نُورٌ، فَمَنْ شَاءَ نُورَ بَيْتِهِ)) وَقَالَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ: ((يَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا)) وَقَالَ فِي الْحَائِضِ: ((لَهُ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ)) (مسند أحمد: ۸۶)

(۸۸۰)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الْغُسْلِ، قَالَ جَابِرٌ: أَتَتْ تَقِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا بِالْغُسْلِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا أَنَا فَأَصُبُّ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) وَلَمْ يَقُلْ غَيْرَ ذَلِكَ۔ (مسند أحمد: ۱۴۸۱۱)

(۸۸۱)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَذَكَّرْنَا غُسْلَ الْجَنَابَةِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا أَنَا فَأَأْخُذُ مِلءَ كَفِّي ثَلَاثًا فَأَصُبُّ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أُفِيضُهُ بَعْدَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِي)) (مسند أحمد: ۱۶۸۷۰)

(۸۸۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ۔ (مسند أحمد: ۲۵۳۵۲)

فوائد:..... اس باب کے شروع میں غسل کی ساری ترتیب بیان کی گئی ہے۔

(۸۸۰) تخریج: حدیث صحیح و أخرجه مسلم: ۳۲۸ بلفظ: ان النبي ﷺ سُئِلَ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا أَنَا، فَأَفْرُغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا)) (انظر: ۱۴۷۵۲)

(۸۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۴، ومسلم: ۳۲۷ (انظر: ۱۶۷۴۹)

(۸۸۲) تخریج: انظر الحديث رقم (۸۷۳)

صِفَّةُ غَسْلِ الرَّأْسِ وَنَقْضِ الشَّعْرِ عِنْدَ الْغُسْلِ غسل میں سر دھونے کی کیفیت اور بالوں کو کھولنے کا بیان

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے سر دھونے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: تین چلو تم کو کافی ہیں، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے اشارہ کیا، لیکن اس آدمی نے کہا: اے ابوسعید! میرے بال تو بہت زیادہ ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تیری بہ نسبت زیادہ بالوں والے اور زیادہ پاکیزگی والے تھے۔

ابوسلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کا رضاعی بھائی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، رضاعی بھائی نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا، پس انھوں نے صاع کے بقدر برتن منگوا کر غسل کیا اور اپنے سر پر تین چلو ڈالے، جبکہ ہمارے اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔

(۸۸۳)۔ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ نَ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنِ غَسْلِ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَكْفِيكَ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثَ أَكْفٍ ثُمَّ جَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! إِنِّي رَجُلٌ كَثِيرُ الشَّعْرِ، قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَأَطْيَبَ۔ (مسند احمد: ۱۱۷۱۷)

(۸۸۴)۔ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ (بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ) قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ مِنَ الرَّضَاعِ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنِ غَسْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوًا مِنْ صَاعٍ فَاعْتَسَلَتْ وَأَفْرَعَتْ عَلَيَّ رَأْسَهَا ثَلَاثًا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا الْحِجَابُ۔ (مسند احمد: ۲۴۹۳۴)

نوٹ:..... مکرین احادیث نے انکار حدیث کے لیے اس روایت کے ان الفاظ کا سہارا لیا ہے، جن میں پردے کا ذکر نہیں ہے اور انھوں نے طعن کرتے ہوئے کہا کہ یہ احادیث ہیں کہ جن میں ان دو مردوں کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا غسل کر رہی ہیں۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ سیدنا ابوسلمہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھانجے تھے، سیدہ ام کلثوم بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ کو دودھ پلایا تھا اور دوسرا شخص سیدہ کا رضاعی بھائی تھا، اس کا نام عبد اللہ بن یزید تھا۔ یہ دو محرم رشتہ دار تھے اور ان کے اور سیدہ کے وجود کے درمیان پردہ بھی حائل تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا: غسل جنابت میں کتنا پانی میرے سر کے لیے کافی ہوگا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتے تھے۔ اس نے کہا: میرے بال تو زیادہ ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ

(۸۸۵)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: كَمْ يَكْفِي رَأْسِي فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُبُّ يَدَيْهِ عَلَيَّ رَأْسِي ثَلَاثًا، قَالَ: إِنَّ شَعْرِي

(۸۸۳) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۷۶ (انظر: ۱۱۶۹۴)

(۸۸۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۱، ومسلم: ۳۲۰ (انظر: ۲۴۴۳۰)

(۸۸۵) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۷۸ (انظر: ۷۴۱۸)

کثیر، قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ وَأَطْيَبَ۔ (مسند أحمد: ۷۴۱۲)

(۸۸۶)۔ عَنْ جَمِيعِ بْنِ عَمْرِ بْنِ نَعْلَبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي وَخَالَتِي عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَسَأَلْتُهُمَا إِحْدَاهُمَا: كَيْفَ كُنْتَن تَصْنَعَن عِنْدَ الْغُسْلِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَنَحْنُ نُفِيضُ عَلَى رُؤُوسِنَا خَمْسًا مِنْ أَجْلِ الضَّفْرِ۔ (مسند أحمد: ۲۶۰۶۸)

(۸۸۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَجْمَرْتُ رَأْسِي إِجْمَارًا شَدِيدًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ عَلَى كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ!)) (مسند أحمد: ۲۵۳۰۸)

(۸۸۸)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَتِهِ لَمْ يُصْنَعْ مَاءً فَعَلَّ اللَّهُ بِهِ كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ)) قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَمَنْ تَمَّ عَادَبْتُ شَعْرِي، زَادَنِي رِوَايَةٌ كَمَا تَرَوْنَ۔ (مسند أحمد: ۱۱۲۱)

(۸۸۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف جمیع بن عمیر۔ أخرجه ابوداود: ۲۴۱، والنسائی: ۳۸۹ / ۱۱، وابن ماجه: ۵۷۴ (انظر: ۲۵۵۵۲)

(۸۸۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لابهام الرجل الراوی عن عائشة ولضعف شريك النخعی، وخصیف بن عبد الرحمن الجزری مختلف فيه، وهو الى الضعف اقرب (انظر: ۲۴۷۹۷)

(۸۸۸) تخریج: اسنادہ مرفوعاً ضعیف، عطاء بن السائب اختلط بأخرة وعامة من رفع عنه هذا الحديث، فانما رواه عنه بعد اختلاطه، روى حماد بن زيد هذا الحديث فوقه على علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وهو ممن اتفقوا على

انه روى عن عطاء قبل اختلاطه۔ أخرجه ابوداود: ۲۴۹، وابن ماجه: ۵۹۹ (انظر: ۱۱۲۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فوائد:..... حدیث کی مذکورہ تخریج و تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ”جس نے غسل جنابت کے دوران ایک بال کے بقدر جگہ کو اس طرح چھوڑ دیا کہ اس تک پانی نہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جہنم کی آگ سے ایسے ایسے کرے گا۔“ لیکن اس کو مرفوع کا حکم دیا جانا چاہیے، کیونکہ یہ بات رائے اور اجتہاد سے تو نہیں کہی جاسکتی، اس کے ساتھ درج ذیل دو مرفوع روایات بھی ہیں، اگرچہ ان میں ضعف ہے، جو کہ بیان کر دیا گیا ہے، لیکن اگر ان تمام کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کی کوئی اصل ہے۔

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((..... فَإِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ))..... ”پس بیشک ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔“ (ابن ماجہ: ۵۹۸، یہ منقطع ہے، طلحہ بن نافع نے سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَأَغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا النَّبْرَ))..... ”ہر بال کے نیچے جنابت ہے، پس بالوں کو دھویا کرو اور چمڑے کو صاف کیا کرو۔“ (ابوداؤد: ۲۴۸، ترمذی: ۱۰۶، ابن ماجہ: ۵۹۷، اس کی سند میں حارث بن وجیہ منکر الحدیث ہے)

(۸۸۹)۔ عَنِ امِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ رَوَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَفْرًا رَأْسِي؟ قَالَ: ((يُجْزِيكَ أَنْ تَصْبِي عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثًا)) (مسند أحمد: ۲۷۰۱۰)

زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں کہ سر کی مینڈھیوں کو سختی سے گوندھتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تجھے یہ کافی ہے کہ تو سر پر تین دفعہ پانی بہا دے۔“

فوائد:..... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں حیض اور جنابت کے غسل کے لیے (سر کی مینڈھیوں) کو کھولوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، تجھے تو یہ کافی ہے کہ تو اپنے سر پر پانی کے تین چلو ڈالے اور اپنے آپ پر پانی بہا دے اور اس طرح پاک ہو جائے۔“

(۸۹۰)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ يَخْرُجْنَ مَعَهُ عَلَيْهِنَّ الضَّمَادُ يَغْتَسِلْنَ فِيهِ وَيَعْرِفْنَ لَا يَنْهَاهُنَّ عَنْهُ مُحَلَّاتٌ وَلَا مُحَرَّمَاتٌ۔ (مسند أحمد: ۲۵۵۷۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلتی تھیں، ہم نے سروں پر لپ کیا ہوتا تھا، اسی حالت میں ہم غسل کرتی تھیں اور پسینہ بھی آتا تھا، لیکن آپ ﷺ ہم کو منع نہیں کرتے تھے، ہماری یہ کیفیت حالتِ احرام میں بھی ہوتی تھی اور احرام کے بغیر بھی۔

فوائد:..... جب امام اسحاق نے یہ روایت بیان کی تو انھوں نے اس کے آخر میں یہ زیادتی کی: وَالضَّمَادُ

(۸۸۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۳۰ (انظر: ۲۶۴۷۷)

(۸۹۰) تخریج: إسناده صحيح - أخرجه ابوداؤد: ۱۸۳۰ (انظر: ۲۵۰۶۲)

هُوَ السُّكُّ..... ضاد سے مراد ایک قسم کی مشک ملی ہوئی خوشبو ہے۔ مسند احمد (۲۳۵۰۲) میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلتی تھیں، جبکہ ہم احرام سے پہلے اپنے سروں کو لپ کر لیتی تھیں، پھر اس سمیت غسل کرتی رہتی تھیں اور ہم کو پسینہ آتا رہتا تھا اور پھر ہم غسل کرتی تھیں، لیکن آپ ﷺ ہم کو منع نہیں کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق غسل جنابت سے نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۸۹۰ میں تو صاف آ رہا ہے کہ احرام اور غیر احرام حالت میں وہ غسل کرتی تھیں اور نبی کریم ﷺ ان کو منع نہیں کرتے تھے۔ فوائد میں مذکور حدیث میں احرام کی حالت کا ذکر ہے اور متن میں مذکور حدیث میں احرام کے علاوہ حالت کا ذکر بھی ہے۔

اس لیے ازواج مطہرات کے غسل کرنے کو عموماً پر محمول کرنا چاہیے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سر کو لپ کیا ہوا ہو تو غسل کیا جاسکتا ہے۔ خواہ وہ غسل جنابت ہو یا عام غسل۔ غسل جنابت کے لیے بالوں کو کھولنا یا لپ کو اتارنا ضروری نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۸۹۱)۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: بَلَغَ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ، فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِبَنِي عَمْرٍو، هُوَ يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ، لَقَدْ كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ إِيَّائِهِ وَاحِدٍ فَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ۔

عبیدہ بن عمیر کہتے ہیں: جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عورتوں کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل کے وقت اپنے بال کھول دیا کریں، تو انھوں نے کہا: ابن عمرو پر بڑا تعجب ہے، وہ عورتوں کو غسل کے وقت بال کھول دینے کا حکم دیتا ہے، وہ یہ حکم کیوں نہیں دیتا کہ خواتین اپنے سر ہی منڈوا دیں، مسئلہ تو یوں ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن میں اکٹھا غسل کرتے تھے، میں اپنے سر پر صرف تین بار پانی ڈالتی تھی۔

(مسند احمد: ۲۴۶۶۱)

فوائد:..... ان روایات سے معلوم ہوا کہ حیض اور جنابت کے غسل کے لیے عورتوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سارے بال کھول کر ان کو تر کریں، بلکہ ان کو یہ عمل کفایت کرے گا کہ بال کھولے بغیر سر پر تین چلو ڈال دیں، لیکن بالوں کی جڑوں اور سر کے چمڑے تک پانی پہنچنا چاہیے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے حیض کے غسل سے متعلقہ سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ((ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلِكُهَا دَلَّكَهَا شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ،))..... ”پھر وہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اس کو سختی سے ملے، یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے آپ پر پانی بہا دے۔“

غَسَلُ الرَّجُلَيْنِ خَارِجَ الْمُغْتَسَلِ وَحُكْمُ التَّنَشِيفِ بِالْمِنْدِيلِ وَنَحْوِهِ وَالْإِجْتِزَاءُ بِالْغُسْلِ
عَنِ الْوُضُوءِ لِمُرِيدِ الصَّلَاةِ

غسل خانے سے باہر آ کر پاؤں کو دھونے، تولیہ وغیرہ سے پانی خشک کرنے کے حکم اور نماز کا ارادہ رکھنے والے کا وضو کی بجائے غسل پر اکتفا کرنے کا بیان

(۸۹۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ مُغْتَسَلِهِ حَيْثُ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ - (مسند احمد: ۲۵۸۸۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ جس غسل خانے میں جنابت والا غسل کرتے تھے، اس سے باہر آ کر پاؤں دھوتے تھے۔

(۸۹۳)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِثَوْبٍ حِينَ اغْتَسَلَ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا تَعْنِي رَدَّهُ - (مسند احمد: ۲۷۳۷۹)

زوجہ رسول سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے غسل کا پانی رکھا، پس آپ ﷺ نے غسل جنابت کیا، پھر جب آپ ﷺ نے غسل کر لیا تو میں آپ ﷺ کے پاس کپڑا لے کر آئی، لیکن آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو رد کر دیا۔

(۸۹۴)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ قَالَتْ: فَنَاولْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ هَكَذَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ لَا أُرِيدُهَا، قَالَ سُلَيْمَانُ (الْأَعْمَشُ أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ): فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِرَاهِيمَ فَقَالَ: هُوَ كَذَلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ بِالْمِنْدِيلِ، إِنَّمَا هِيَ عَادَةٌ - (مسند احمد: ۲۷۳۹۳)

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو ایک چھتھرا پکڑایا، لیکن آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یہ اشارہ کیا کہ آپ ﷺ کو یہ نہیں چاہیے، سلیمان اعمش کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث ابراہیم کے لیے ذکر کی، انھوں نے کہا: بات اسی طرح ہی ہے، اور انھوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور مزید کہا: کپڑا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ ایک طبعی معاملہ ہے۔

فوائد:..... ان روایات سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے بطور تولیہ کپڑا استعمال نہیں کیا، جبکہ ایسا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ لَهُ خِرْقَةٌ يَتَنَشَّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ آپ ﷺ

(۸۹۲) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۱۳۴ (انظر: ۲۵۳۷۰)

(۸۹۳) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۶۶، ومسلم: ۳۱۷ (انظر: ۲۶۸۴۲)

(۸۹۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ أَوْ بِأَغْسَالٍ مُتَعَدِّدَةٍ

ایک غسل میں یا متعدد غسلوں میں ایک سے زائد بیویوں کے پاس جانے والے کا بیان

(۸۹۸)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي يَوْمٍ) فَاعْتَسَلَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُسْلًا، فَقُلْتُ: (وَفِي رِوَايَةٍ: فَقِيلَ) يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ اعْتَسَلْتَ غُسْلًا وَاحِدًا؟ فَقَالَ: ((هَذَا أَطِيبٌ وَأَطْهَرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَزْكَى وَأَطِيبٌ وَأَطْهَرُ)) (مسند أحمد: ۲۴۳۶۳)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات کو اپنی بیویوں کے پاس چکر لگایا اور ہر ایک کے پاس غسل جنابت کیا۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ آخر میں ایک ہی غسل کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ زیادہ پاکیزہ، طاہر، ہے۔“ ایک روایت میں ہے ”أَزْكَى وَأَطِيبٌ وَأَطْهَرُ“ یہ قریب قریب مفہوم والے الفاظ ہیں۔

(۸۹۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى جَمِيعِ نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ) بِغُسْلٍ وَاحِدٍ۔ (مسند أحمد: ۱۳۳۸۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس جا کر (ہم بستری کرتے تھے اور آخر میں) ایک غسل کر لیتے تھے۔

فوائد: صحیح بخاری کی روایت میں ہے: قتادہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ ﷺ کو اتنی طاقت تھی؟ انہوں نے کہا: ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تمیں افراد کی قوت دی گئی ہے۔

فوائد: پہلی حدیث استحباب اور فضیلت پر اور دوسری جواز پر دلالت کرتی ہے، اور اس امر سے متعلقہ تیسرا عمل درج ذیل ہے: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی سے مجامعت کرے اور پھر وہ دوبارہ آنا چاہے تو درمیان میں وضو کر لے۔“ (صحیح مسلم) اور ابن حبان اور حاکم کی روایت میں ہیں: ”کیونکہ اس وضو سے دوبارہ آنے کے لیے زیادہ نشاط اور مستعدی پیدا ہوگی۔“

(۸۹۸) تخریج: قال الالبانی: حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۱۹، وابن ماجه: ۵۹۰ (انظر: ۲۳۸۶۲)

(۸۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۹ (انظر: ۱۳۳۵۵)

مَا يَفْعَلُهُ الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ أَوْ الْأَكْلَ أَوْ إِعَادَةَ الْجَمَاعِ

جب جنبی آدمی سونے، کھانے اور دوبارہ حق زوجیت ادا کرنے کا ارادہ کرے تو وہ کیا کرے

اسْتِحْبَابُ الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ

سونے کا ارادہ رکھنے والے جنبی کے لیے وضو کے مستحب ہونے کا بیان

(۹۰۰)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَيِّدُنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يَصْنَعُ أَحَدُنَا إِذَا هُوَ أَجْنَبٌ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَتَوَضَّأُ وَوُضُوءُهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ لِيَنَامَ)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ نے سے یہ سوال کیا کہ جب ہم میں سے کسی آدمی کو جنابت لاحق ہو جائے اور پھر وہ سونا بھی چاہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ نماز والا وضو کر لے، پھر سو جائے۔“

(مسند أحمد: ۹۴)

فوائد: مسند احمد (۱۶۵) میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اگر ہم میں سے کوئی آدمی جنبی ہو تو کیا وہ سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَتَوَضَّأُ وَيَنَامُ إِنْ شَاءَ)).

..... ”اگر وہ چاہتا ہے تو وضو کر کے سو جائے۔“ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنابت والے آدمی کے لیے سونے سے پہلے وضو کر لینا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

(۹۰۱)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا أَجْنَبٌ نَامَ بِلَبْسِهِ فَغَسَلَ يَوْمَئِذٍ مَعَهُ مَاءٌ مِنْ مَاءِ الْوُضُوءِ فَغَسَلَ بِهِ رَأْسَهُ وَوُضُوءَهُ لِيَنَامَ. (مسند أحمد: ۲۶۳)

(دوسری سند) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھولیں اور نماز والا وضو کر لیں۔

(۹۰۲)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ وَوُضُوءُهُ نَافِعٌ)).

نافع کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا: کیا کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، البتہ

(۹۰۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸۷، ۲۸۹، ومسلم: ۳۰۶ (انظر: ۹۴)

(۹۰۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۹۰۲) تخریج: هذا حديث تقدم مرفوعه برقم (۹۰۰)۔ ولفظ القسم المرفوع منه عند عبد بن حميد: ((نعم ويتوضأ وضوءه للصلاة ما عدا قدميه)) فجعل قوله ”ما عدا قدميه“ مرفوعاً مع انه عند غيره موقوف على ابن عمر۔ وأخرج فعل ابن عمر هذا مالك في ”الموطأ“: ۱/ ۴۸، وابن أبي شيبة: ۱/ ۶۰، والبيهقي: ۱/ ۲۰۰ (انظر: ۴۹۲۹)

لِلصَّلَاةِ)) قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَرَادَ نَمَازَ وَالَا وَضُو كَرَلَى- سِيدِنَا ابْنِ عَمْرِو بْنِ النَّوْفَلِيِّ: جَبَّ اس طَرْحِ كَا اَنْ يَفْعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ تَوَضَّأَ وَضَوْءَهُ ارَادَهُ كَرَتَى تَو نَمَازَ وَالَا وَضُو كَرَتَى، اَلْبَتَّهٗ پَاؤُن نَهِيَس دَهْوَتَى لِّلصَّلَاةِ مَا خَلَا رِجْلَيْهِ- (مَسْنَدُ اَحْمَد: ٤٩٢٩) تَهَى-

فوائد:..... سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں:

- (۱) کسی عذر کی بنا پر پاؤں نہ دھوئے
 - (۲) یہ ثابت کرنے کے لیے پاؤں نہ دھوئے کہ یہ وضو فرض نہیں ہے۔
 - (۳) عام روایات کے مطابق آپ ﷺ غسل جنابت کے دوران آخر میں پاؤں دھوتے تھے، ممکن ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس فعل سے استدلال کرتے ہوئے پاؤں نہ دھوئے ہوں۔
- (۹۰۳)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ سِيدِنَا ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے مَرُوَى هَے كَه رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَے رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَرُقُدَنَّ جُنْبًا حَتَّى تَتَوَضَّأَ)) (مَسْنَدُ اَحْمَد: ٩٠٨٢)

فوائد:..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ جُنْبًا وَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ..... جَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَبِي هُوَتَى اُوْر كَهَا نَا كَهَا نَے يَّا سُوْنَى كَا ارَادَهُ كَرَتَى تَو وَضُو كَرَتَى تَهَى۔ (مَعْمَم اَوْ سَطَطْبِرَانِي)

(۹۰۴)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ النَّخْدَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فَيُرِيدُ اَنْ يَنَامَ فَاَمْرُهُ اَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَنَامَ۔ (مَسْنَدُ اَحْمَد: ١١٥٤٣)

(۹۰۵)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ جُنْبًا وَاَرَادَ اَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ تَوَضَّأَ وَضُوئَهُ لِّلصَّلَاةِ قَبْلَ اَنْ يَنَامَ وَكَانَ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَرَادَ اَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ

عبد اللہ بن خباب کہتے ہیں کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر کی کہ اس کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے، جب کہ وہ سونے کا ارادہ بھی رکھتا ہوتا ہے، آپ ﷺ نے جواباً ان کو حکم دیا کہ وہ وضو کر کے سو جایا کریں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو جنابت لاحق ہو جاتی تھی اور آپ ﷺ کا سونے کا ارادہ ہوتا تو آپ ﷺ سونے سے پہلے نماز والا وضو کرتے اور فرماتے: ”جو جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ رکھتا ہو تو

(۹۰۳) تخریج: قال الهيثمي: فيه رجل لم يسم (انظر: ٩٠٣)

(۹۰۴) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ماجه: ٥٨٦ (انظر: ١١٥٢٣)

(۹۰۵) تخریج: الحدیث من فعله ﷺ صحیح، ومن قوله ﷺ صحیح لغيره۔ أخرجه البخاری: ٢٨٨، ومسلم: ٣٠٥ من فعله ﷺ، (انظر: ٢٤٦٠٨)

فَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِّلصَّلَاةِ)) (مسند) نماز والا وضو کر لیا کرے۔“
 (احمد: ۲۵۱۱۵)

فوائد:..... ان روایات سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی کا صبح تک غسل لیٹ کرنا جائز ہے، لیکن ایسی صورت میں اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ وضو کر کے سوئے۔

اِسْتِحْبَابُ الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ الْأَكْلَ أَوْ الْعُودَ
 جب جنبی آدمی کھانے کا یا دوبارہ مجامعت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے وضو
 کے مستحب ہونے کا بیان

(۹۰۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِّلصَّلَاةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ إِنْ شَاءَ۔ (مسند أحمد: ۲۵۲۲۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کر لیتے تھے، اسی طرح جب آپ ﷺ اسی حالت میں کھانے یا پینے کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو دھو لیتے، پھر اگر چاہتے تو کھاپی لیتے تھے۔

(۹۰۷)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَأْكُلَ تَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۶۲)

(دوسری سند): سیدہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور سونے کا یا کھانے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے تھے۔

(۹۰۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَتَوَضَّأُ إِذَا جَامَعَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ)) قَالَ سُفْيَانُ: أَبُو سَعِيدٍ أَدْرَكَ الْحَرَّةَ۔ (مسند أحمد: ۱۱۰۵۰)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی ایک دفعہ مجامعت کے بعد دوبارہ لوٹنا چاہے تو وہ وضو کر لے۔“ سفیان نے کہا: سیدنا ابوسعید، حرہ کی لڑائی کے ددر کو پایا ہے یعنی اس وقت وہ زندہ تھے۔

فوائد:..... ۲۳ھ میں یزید بن معاویہ اور اہل مدینہ کے مابین حرہ کی لڑائی واقع ہوئی تھی۔ اس باب کی احادیث

(۹۰۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۲۲۳، والنسائی: ۱/ ۱۳۹، وابن ماجه: ۵۹۳ (انظر: ۲۴۷۱۴)

(۹۰۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۵، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۴۹۴۹)

(۹۰۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۸ (انظر: ۱۱۰۳۶)

سے اور حدیث نمبر (۹۰۳) کی شرح میں مذکورہ حدیث سے پتہ چلا کہ جنبی آدمی کھانا کھاتے وقت ہاتھ دھوئے یا وضو کرے، اگر ہاتھوں پر نجاست کے آثار ہوں تو ہاتھ دھونا ضروری ہوں گے۔

تَاخِيرُ الْغُسْلِ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ

رات کے پچھلے حصے تک غسل جنابت کو مؤخر کرنا

(۹۰۹)۔ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رَبِّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرَبِّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ، قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رَبِّمَا أوترَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرَبِّمَا أوترَ فِي آخِرِهِ، قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافُ بِهِ؟ قَالَتْ: رَبِّمَا جَهَرَ بِهِ وَرَبِّمَا خَافَتْ، قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً۔ (مسند أحمد: ۲۴۷۰۶)

غضیف بن حارث کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے شروع میں غسل کرتے تھے یا آخر میں؟ انھوں نے کہا: کبھی تو آپ ﷺ رات کے پہلے حصے میں غسل کر لیتے تھے اور کبھی آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر، ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے، پھر میں نے کہا: اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں نماز وتر ادا کرتے تھے یا آخری حصے میں؟ انھوں نے کہا: کبھی تو آپ ﷺ رات کے پہلے حصے میں نماز وتر ادا کرتے تھے اور کبھی آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر، ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے اس معاملے میں بھی وسعت رکھی ہے، میں نے پھر کہا: اس بارے میں آپ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کی تلاوت باواز بلند کرتے تھے یا باواز پست؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ بسا اوقات جہری طور پر تلاوت کرتے تھے اور بسا اوقات سری طور پر، میں نے کہا: اللہ اکبر، ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے اس معاملے میں بھی وسعت رکھی ہے۔

(۹۱۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ

(۹۰۹) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۲۲۶، وابن ماجه: ۱۳۵۴، والنسائی: ۱/ ۱۲۵، والترمذی: ۴۴۹، وأخرجه مسلم: ۳۰۷ بقصة الغسل من الجنابة (انظر: ۲۴۲۰۲)

(۹۱۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۳۹ دون قوله: "ولا يمس ماء"، واهل الحديث على ان هذه اللفظة خطأ من ابى اسحق (انظر: ۲۴۱۶۱)

الْأَغْتِسَالَاتُ الْمَسْنُونَةُ

مسنون غسل کی اقسام

مَا جَاءَ مِنْ ذَلِكَ مُجْتَمِعًا

ایک سے زائد غسل کی وہ اقسام، جن کا احادیث میں اکٹھا ذکر کیا گیا

سیدنا فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ، جو کہ صحبت یافتہ تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن، عرفہ کے دن، عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کرتے تھے، اسی بنا پر سیدنا فاکہ رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال کو ان دنوں میں غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۹۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهَةِ عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهَةِ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: وَكَانَ الْفَاكِهَةُ بْنُ سَعْدٍ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ۔ (مسند

أحمد: ۱۶۸۴۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چار امور سے غسل کیا جاتا ہے: جمعہ سے، جنابت سے، سیگی لگانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔“

(۹۱۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ((يُغْتَسَلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجُمُعَةِ وَالْجَنَابَةِ وَالْحِجَامَةِ وَغُسْلِ الْمَيِّتِ))۔

(مسند أحمد: ۲۵۷۰۵)

فوائد: یہ روایات تو ضعیف ہے، ان میں سے مسنون غسلوں کی وضاحت آگے آرہی ہے، مثلاً غسل جمعہ،

غسل جنابت، میت کو غسل دینے سے غسل کرنا۔

الْغُسْلُ مِنَ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَالْوُضُوءِ مِنْ حَمَلِهِ

میت کو غسل دینے سے غسل کرنے اور اس کو اٹھانے سے وضو کرنے کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو

(۹۱۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ))۔

(۹۱۳) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، یوسف بن خالد السمتمی کذبہ ابن معین و ابوداؤد، والفلاس، وقال النسائی: متروك الحديث، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث وعبد الرحمن بن عقبة بن الفاكه مجهول۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۳۱۶ (انظر: ۱۶۷۲۰)

(۹۱۴) اسنادہ ضعیف، مصعب بن شبیبہ، قال احمد: روی احادیث مناكير، وقال النسائی: منكر الحديث، وعد الذهبی هذا الحديث من مناكيره، وانفرد بتوثيقه ابن معین۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۴۸، ۳۱۶۰ (انظر: ۲۵۱۹۰)

(۹۱۵) قال الالبانی: صحيح۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۱۶۲، وابن ماجه: ۱۴۶۳، والترمذی: ۹۹۳ (انظر: ۹۸۶۲)

وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ)) (مسند أحمد: ۹۸۶۲) اس کو اٹھائے، وہ وضو کرے۔“
 (۹۱۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ غَسَلَهَا الْغُسْلُ وَبَيْنَ حَمَلِهَا الْوُضُوءُ)) (مسند أحمد: ۷۶۷۵)
 (دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میت کو غسل دینے سے غسل کرنا ہے اور اس کو اٹھانے سے وضو کرنا ہے۔“
 (۹۱۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَلَ مَيْتًا فَلْيَغْتَسِلْ)) (مسند أحمد: ۹۸۶۲)
 (تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے۔“
 (۹۱۸)۔ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۸۳۲۷) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اس قسم کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

فوائد:..... میت کو غسل دینے والے کیلئے غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ درج ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے۔
 سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَلْتُمُوهُ، إِنَّ مَيِّتَكُمْ لَمَوْمِنٌ طَاهِرٌ، وَلَيْسَ بِنَجَسٍ، فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ))
 ”جب تم میت کو غسل دے لو تو تم پر کوئی غسل نہیں ہے، بیشک تمہارا میت مومن اور طاہر ہے اور نجس نہیں ہے، پس تمہیں ہاتھ دھولینا ہی کافی ہے۔“ (بیہقی: ۱/۳۹۸، حاکم: ۱/۳۸۶، احکام الجنائز: ص ۵۳، ۵۴، محقق تہذیبی کے نزدیک یہ حدیث حسن لغیرہ ہے)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ، فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ۔ ہم میت کو غسل دیتے تھے، اس سے کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔ (دارقطنی: ۲/۷۲، تمام المنة: ص ۱۲۱)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور پھر مہاجرین سے پوچھا کہ آج شدید سردی ہے، کیا اس پر غسل کرنا ضروری ہے، انھوں نے کہا: جی نہیں۔ (موطا امام مالک: ۱/۲۲۳، بیہقی: ۳/۳۹۷) اسی طرح میت کو اٹھانے والے کے لیے وضو کرنا بھی مستحب ہے۔

(۹۱۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۹۱۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۹۱۸) تخریج: ابن اسحاق صرح بحفظه للحديث عن كثير من علماء المدينة، وجهالتهم لا تضر

لامتناع تواطؤهم على الكذب في العادة، وبقية رجاله ثقات (انظر: ۱۸۱۴۶)

طَلَبُ الْغُسْلِ مِنَ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ

مسلمان ہونے والے کافر سے غسل کرنے کا مطالبہ کرنے کا بیان

(۹۱۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ أُثَالٍ أَوْ أُثَالَةَ أَسْلَمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذْهَبُوا بِهِ إِلَى حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ فَمُرُوهُ أَنْ يَغْتَسِلَ)) (مسند أحمد: ۸۰۲۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ثمامہ بن اٹال مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ”ان کو بنو فلان کے باغ میں لے جاؤ اور ان کو حکم دو کہ یہ وہاں غسل کر لیں۔“

(۹۲۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ أُثَالِ الْحَنْفِيِّ أَسْلَمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنْطَلَقَ بِهِ إِلَى حَائِطِ أَبِي طَلْحَةَ فَيَغْتَسِلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ حَسَنَ إِسْلَامُ صَاحِبِكُمْ)) (مسند أحمد: ۱۰۲۷۳)

(دوسری سند) جب سیدنا ثمامہ بن اٹال حنفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں لے جایا جائے، تاکہ یہ غسل کر لیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ساتھی کا اسلام اچھا ہو گیا ہے۔“

(۹۲۱)۔ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ جَدَّهُ (قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ) أَسْلَمَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ۔ (مسند أحمد: ۲۰۸۹۱)

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ عہد نبوی میں مسلمان ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا۔

فوائد:..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام قبول کرنے والا غسل کرے اور اہل اسلام اس سے اس چیز کا مطالبہ کریں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے والے کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

حُكْمُ دُخُولِ الْحَمَّامِ

حمام میں داخل ہونے کا حکم

تنبیہ: درج ذیل احادیث میں جن حماموں کا ذکر ہے، ان سے مراد دورِ جاہلیت کے وہ بڑے بڑے حمام ہیں، جہاں ایک سے زائد مختلف لوگ ننگے ہو کر اکٹھے نہاتے تھے، آپ ﷺ نے ایسے حماموں میں مردوں کو ازار پہن کر نہانے کی اجازت دی اور عورتوں کو مطلق طور پر منع کر دیا۔ ہمارے گھروں میں جو حمام بنے ہوئے ہیں، ان میں ننگا بھی نہایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ ایک ایک فرد ہو، البتہ میاں بیوی اکٹھے نہا سکتے ہیں۔

(۹۱۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۶۲، ۴۶۹، ۲۴۲۲، ۴۳۷۲، ومسلم: ۱۷۶۴ (انظر: ۸۰۳۷)

(۹۲۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۹۲۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۵، والنسائی: ۱/۱۰۹، والترمذی: ۶۰۵ (انظر: ۲۰۶۱۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ ازار کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو، اسی طرح جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے، جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جا رہی ہو اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اس عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، جس کے ساتھ محرم نہ ہو، کیونکہ ان کا تیسرا شیطان ہوگا۔“

سیدنا ابو عذرہ رضی اللہ عنہ، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو پایا تھا، سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو حماموں سے منع کر دیا، پھر مردوں کے لیے ازار پہن کر نہانے کی رخصت دے دی اور عورتوں کو کوئی رخصت نہ دی۔

ابولج کہتے ہیں: اہل شام کی کچھ خواتین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں، انہوں نے ان سے کہا: تم ہی وہ خواتین ہو جو حماموں میں داخل ہوتی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت بھی اپنے گھر کے علاوہ کپڑے اتارے گی، وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان والے پردے کو چاک کر دے گی۔“

(۹۲۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْحَمَّامَ إِلَّا بِحِمْزِرٍ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدُ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُونَ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُرْمَحْرَمٌ مِنْهَا فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.)) (مسند أحمد: ۱۴۷۰۵)

(۹۲۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَبِي عُدْرَةَ رَجُلٍ كَانَ أَذْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَمَّامَاتِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَازِرِ وَلَمْ يَرْخِصْ لِلنِّسَاءِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۵۹۸)

(۹۲۴)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجٌ قَالَا: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: أَنْتَنَّ اللَّاتِي تَدْخُلْنَ

(۹۲۲) تخريج: حسن لغیره، وبعضه صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۲۸۰۱ (انظر: ۱۴۶۵۱)

(۹۲۳) تخريج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی عذرة، وعبد الله بن شداد الاعرج، قال ابن حجر: مجهول۔

أخرجه ابوداود: ۴۰۰۹، ابن ماجه: ۲۷۴۹ (انظر: ۲۵۰۸۵)

(۹۲۴) تخريج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۴۰۱۰، والترمذی: ۲۸۰۳ (انظر: ۲۵۴۰۷)

الْحَمَامَاتِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ
امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا
هَتَكَتْ سِتْرًا، (وفى رواية: سِتْرَهَا) بَيْنَهَا
وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند أحمد: ٢٥٩٢١)

سائب کہتے ہیں: حمص سے تعلق رکھنے والی کچھ خواتین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، انھوں نے پوچھا: تم کہاں سے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم حمص علاقے سے ہیں۔ یہ سن کر سیدہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جو عورت اپنے گھر کے علاوہ کپڑے اتارے گی، اللہ تعالیٰ اس کے پردے کو چاک کر دے گا۔“

(٩٢٥)۔ عَنِ السَّائِبِ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
أَنَّ نِسْوَةَ دَخَلْنَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ مِنْ أَهْلِ
حِمصَ فَسَأَلْتَهُنَّ مِمَّنْ أَتْنَّ؟ قُلْنَ: مِنْ أَهْلِ
حِمصَ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا
خَرَقَ اللَّهُ عَنْهَا سِتْرًا)) (مسند أحمد: ٢٧١٠٤)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ ازار کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، وہ (کسی صورت میں) حمام میں داخل نہ ہو۔“

(٩٢٦)۔ عَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ
الْحَمَّامَ إِلَّا بِأَزَارٍ، مَنْ كَانَتْ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَدْخُلُ الْحَمَّامَ))
(مسند أحمد: ١٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(٩٢٧)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ٨٢٥٨)

فوائد:..... ابو ہریرہ کی اس حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْحَمَّامَ إِلَّا بِأَزَارٍ، وَمَنْ كَانَتْ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَدْخُلُ الْحَمَّامَ))..... ”میری امت کے مردوں میں جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہو، وہ ازار کے بغیر حمام میں داخل نہ ہوں اور میری امت کی جو خواتین اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں، وہ (کسی صورت میں) حمام میں داخل نہ ہوں۔“

(٩٢٥) تخریج: حدیث حسن لغیرہ۔ أخرجه ابویعلی: ٧٠٣١، والطبرانی فی ”الکبیر“: ٩٦٢ / ٢٣،
والحاکم: ٢٨٩ / ٤ (انظر: ٢٦٥٦٩)

(٩٢٦) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابویعلی: ٢٥١، والبیہقی: ٧ / ٢٦٦ (انظر: ١٢٥)

(٩٢٧) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ٨٢٧٥)

دن پر ایمان رکھتی ہوں، وہ حمام میں داخل ہی نہ ہوں۔“
 سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی اس سے ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”ام درداء! تم کہاں سے آرہی ہو؟“ انھوں نے کہا: جی حمام سے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”جو عورت (اپنے گھر کے علاوہ) کپڑے اتارتی ہے، وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین پردے کو چاک کر دیتی ہے۔“

(دوسری سند) سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جو نبی میں حمام سے نکلی، رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام درداء! کہاں سے؟“ میں نے کہا: جی حمام سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو عورت اپنی ماؤں کے علاوہ کسی اور کے گھر میں کپڑے اتارتی ہے، وہ ہر پردے کو پھاڑ دیتی ہے، جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہوتا ہے۔“

(۹۲۸)۔ عَنْ يُحَنَسَ أَبِي مُوسَى أَنَّ أُمَّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَهَا يَوْمًا فَقَالَ: ((مِنْ أَيْنَ جِئْتِ يَا أُمَّ الدَّرْدَاءِ؟)) فَقَالَتْ: مِنَ الْحَمَّامِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَنْزِعُ ثِيَابَهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ سِتْرٍ)) (مسند أحمد: ۲۷۵۸۱)

(۹۲۹)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ)۔ عَنْ سَهْلِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: خَرَجْتُ مِنَ الْحَمَّامِ فَلَقِينِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مِنْ أَيْنَ يَا أُمَّ الدَّرْدَاءِ؟)) قَالَتْ: مِنَ الْحَمَّامِ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَنْزِعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتٍ أَحَدٍ مِنْ أُمَّهَاتِهَا إِلَّا وَهِيَ هَاتِكَةٌ كُلَّ سِتْرٍ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند أحمد: ۲۷۵۷۸)

فوائد: ان احادیث مبارکہ میں عورتوں کی حرمت کے تحفظ کی خاطر ایک سنہری اصول یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت کو اپنے گھر کے علاوہ کسی غیر کے گھر میں کپڑے نہیں اتارنے چاہئیں، یہ شرم و حیا کی پیکر عورتوں کی خوبی ہے، جو خواتین اس اصول کی پابند نہیں ہیں، ان میں غیر سنجیدگی اور آوارگی پائی جاتی ہے اور ہمارے معاشرے میں ایسی مثالیں موندتی ہیں کہ دھوکہ دے کر یا چوری چھپے ایسی خواتین کی فلمیں بنوالی گئیں اور پھر ان سے وہ کچھ کروایا گیا، جو کروانے والوں کے جی میں آیا۔

(۹۲۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۲۴ / ۶۵۲ (انظر: ۲۷۰۴۱)

(۹۲۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

کِتَابُ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحَاضَةِ وَالنِّفَاسِ

حیض، استحاضہ اور نفاس کے خونوں کے ابواب

حیض: (ماہواری کا خون): عورت کے رحم سے بہنے والا وہ خون، جو ولادت یا امراض سے سلامتی کی حالت میں بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہوتا ہے، شریعت میں اس کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مقدار کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔ استحاضہ: وہ خون ہے، جو کسی رگ کے پھٹنے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے، ایسی عورت کو مستحاضہ کہتے ہیں۔ یہ خون، حیض اور نفاس کے علاوہ ہوتا ہے۔

نفاس: وہ خون جو بچے کی ولادت کے بعد آتا ہے، اس کی کم از کم مدت کا کوئی تعین نہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اگر چالیس دن کے بعد خون جاری رہے تو اسے استحاضہ کا خون سمجھا جائے گا۔

مَوَانِعُ الْحَيْضِ وَمَا تَقْضَى الْحَائِضُ مِنَ الْعِبَادَاتِ

حیض کی وجہ سے ممنوعہ امور اور حائضہ خاتون کے عبادات کی قضائی دینے کا بیان

(۹۳۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُوَاكِلُوهُنَّ وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾...

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عورت حائضہ ہو جاتی تو یہودی لوگ نہ اس کے ساتھ کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ ہم بستری کرتے تھے، جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾...

”آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے (مسند أحمد: ۱۲۳۷۹)“

کہ وہ تکلیف دہ چیز ہے، حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور بہت پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔“ (سورۃ بقرہ: ۲۲۲) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم بستری کے علاوہ ہر چیز کر سکتے ہو۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے سرف مقام پر حائضہ ہو گئی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”تم بھی وہی کچھ کرتی رہو، جو کچھ حاجی لوگ کر رہے ہیں، البتہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا قصہ بیان کرتی ہوئے کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جب حیض کا خون شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دیا کر اور جب وہ ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کر۔“ معاذہ کہتی ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ خاتون روزوں کی قضائی دیتی ہے اور نماز کی قضائی نہیں دیتی؟ انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تو حروراء علاقے سے ہے؟ میں نے کہا: جی میں حروراء نہیں ہوں، ویسے سوال کر رہی ہوں، پس انھوں نے کہا: ہمیں یہ حیض آتا تھا، جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں، تو ہمیں (کچھ کا) حکم دیا جاتا تھا اور (کچھ کا) ہمیں حکم نہیں دیا جاتا تھا، آپ ﷺ

(۹۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا وَقَدْ حَاضَتْ بِسِرْفٍ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ: قَالَ لَهَا: ((إِفْضِي مَا يَفْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)) (مسند أحمد: ۲۴۶۱۰)

(۹۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (فِي قِصَّةِ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاعْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي)) (مسند أحمد: ۲۵۰۴۵)

(۹۳۳)۔ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَفْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَفْضِي الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ، قَالَتْ: قَدْ كَانَ يُصَيِّنُنَا ذَلِكَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنُؤْمِرُ وَلَا نُؤْمِرُ، فَيَأْمُرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا يَأْمُرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔ (مسند

(۹۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۴، ۵۵۴۸، ۵۵۵۹۹، ومسلم: ۱۲۱۱ (انظر: ۲۴۱۰۹)

(۹۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۷، مسلم: ۳۳۴ (انظر: ۲۴۵۳۸)

(۹۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۱، ومسلم: ۳۳۵ (انظر: ۲۵۹۵۱)

((يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ)) نے فرمایا: ”وہ ایک دینار یا نصف دینار کا صدقہ کرے۔“
(مسند أحمد: ۲۰۳۲)

فوائد:..... دینار سے مراد سونے کا سکہ ہے، اس کا وزن (4) ماشہ اور (4) رتی ہے۔

(۹۳۶)۔ (وَعَنْهُ بَلْفَظٍ آخَرَ)۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (دوسری روایت) جو آدمی حائضہ بیوی سے ہم بستری کرتا ہے،
فی الرَّجُلِ يَأْتِي أَمْرَاتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ: اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ ایک دینار
(يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صدقہ کرے، اگر اس میں اتنی ہمت نہ ہو تو نصف دینار صدقہ
دینار۔)) (مسند أحمد: ۳۴۲۸) کر دے۔“

جَوَازُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فِيمَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَمُضَاجَعَتِهَا وَمَوَاطِنِهَا

ازار سے اوپر والے حصے کو استعمال کرنے، ایسی خاتون کے ساتھ لیٹ جانے اور اس کے ساتھ کھانا
کھانے کا بیان

(۹۳۷)۔ عَنِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ بیویوں کے ازار سے اوپر والے حصے کو استعمال کر لیتے تھے،
وَهُنَّ حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ۲۷۳۹۱) جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھیں۔

فوائد:..... اس حصے کو استعمال کرنے سے مراد بوس وکنار اور چھونا وغیرہ ہے، شادی شدہ لوگ سمجھتے ہیں۔

(۹۳۸)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی
بِئْتَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۴۵۴۷) ہے۔

(۹۳۹)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب ہم میں سے
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ إِخْدَانَنَا إِذَا حَاضَتْ کوئی حائضہ ہوتی تو آپ ﷺ اس کو حکم دیتے کہ وہ ازار
تَأْتِرُ رُئْمَ بِيَانِئِرْهَا۔ (مسند أحمد: ۲۵۵۳۵) باندھ لے، پھر آپ ﷺ اس کے جسم ساتھ جسم ملاتے۔

(۹۴۰)۔ عَنِ أَبِي مَيْسِرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ
قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ میرے جسم کے ساتھ جسم ملاتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی

(۹۳۶) تخریج: صحیح موقوفاً، وهذا اسناد ضعيف جدا، عطاء العطار متروك وبعضهم رماه بالكذب،
وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۳۴۲۸)

(۹۳۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۴، وعلقه البخاری عقب الرواية: ۳۰۳ (انظر: ۲۶۸۵۴)

(۹۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۰۲، ومسلم: ۲۹۳ (انظر: ۲۴۰۴۶)

(۹۳۹) تخریج: انظر الحديث السابق

(۹۴۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۵۱، ۱۸۹ (انظر: ۲۴۸۲۴)

اور آپ میرے لحاف میں میرے ساتھ داخل ہو جاتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، لیکن آپ ﷺ اپنی شرمگاہ پر زیادہ کنٹرول کرنے والے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیتے کہ میں ازار باندھ لوں، پھر آپ ﷺ میرے ساتھ لیٹ جاتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، اور جب آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے تو میں آپ ﷺ کے سر کی کنگھی کرتی تھی، جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بچھونے پر سوتی تھی، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، لیکن مجھ پر کپڑا ہوتا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ مجھ سے معاف کرتے تھے اور میرے سر پر بوسہ وغیرہ دیتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے اور اپنے سر مبارک کو میری طرف جھکاتے تھے، پس میں آپ ﷺ کی کنگھی کرتی تھی، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

وَيَدْخُلُ مَعِيَ فِي لِحَافِي وَأَنَا حَائِضٌ وَلَكِنْ كَانَ أَمْلَكُكُمْ لَارِبِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۳۳۵)

(۹۴۱)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَزِرُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يُبَاشِرُنِي، وَكُنْتُ أَعْبِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ۲۴۷۸۴)

(۹۴۲)۔ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فِرَاشٍ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَى نَوْبٍ۔ (مسند أحمد: ۲۴۹۹۳)

(۹۴۳)۔ عَنِ يَزِيدَ بْنِ بَابَنُوسَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَشَّحُنِي وَيَنَالُ مِنْ رَأْسِي وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ۲۶۰۵۸)

(۹۴۴)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْمَسْجِدِ فَيُضْغِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأَرْجِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ۲۴۷۴۲)

(۹۴۱) تخریج: انظر الحديث رقم: (۹۳۸)

(۹۴۲) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی "الوسط": ۷۵۵۲ (انظر: ۲۴۴۸۸)

(۹۴۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطیالسی: ۱۵۱۷، والدارمی: ۱۰۵۲، وابویعلی: ۴۴۸۷، والبیہقی: ۱/ ۳۱۲ (انظر: ۲۵۵۴۲)

(۹۴۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۲۸ (انظر: ۲۴۲۳۸)

ابن قریظہ صدیقی کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: جب آپ حائضہ ہوتی تھیں تو کیا رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، لیکن جب میں ازار کو اپنے اوپر کس لیتی تھی اور اس وقت سرے سے ہمارا بچھونا ہی ایک تھا، جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور بچھونا دے دیا تھا تو میں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو جاتی تھی۔

جعج بن عمیر بھی کہتے ہیں: میں اپنی پھوپھی اور خالد کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے سوال کیا: جب تم میں سے کوئی حائضہ ہوتی تھی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا کرتی تھی؟ انھوں نے کہا: جب ہم میں سے کوئی اس حالت میں ہوتی تھی تو وہ کھلا سا ازار باندھ لیتی تھی اور اپنے ہاتھوں اور سینے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو چھٹ جاتی تھی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں میں اس وقت حائضہ ہو گئی، جب میں اور رسول اللہ ﷺ ایک کپڑے میں تھے، پس میں کھسک گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو حائضہ ہو گئی ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میں اسی چیز میں مبتلا ہو گئی ہوں، جس میں خواتین ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیز تو پھر بنات آدم پر لکھ دی گئی ہے۔“ بہر حال میں چلی گئی اور اپنی حالت کو سنوار کر ایک کپڑے سے لنگوٹ کس لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لحاف میں آ کر لیٹ گئی۔

(۹۴۷)۔ عَنِ ابْنِ قُرَيْظَةَ الصَّدْفِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُضَاجِعُكَ وَأَنْتِ حَائِضٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا شَدَدْتُ عَلَيَّ إِزَارِي وَلَمْ يَكُنْ لَنَا إِذْ ذَلِكَ إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ، فَلَمَّا رَزَقَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِرَاشًا آخَرَ اعْتَزَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. (مسند أحمد: ۲۵۱۱۳)

(۹۴۸)۔ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرِ التَّمِيمِيِّ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ عَمَّتِي وَخَالَتِي إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا: كَيْفَ كَانَتْ إِحْدَاكُنْ تَصْنَعُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا عَرَكَتْ؟ فَقَالَتْ: كَانَ إِذَا كَانَ ذَلِكَ مِنْ أَحْدَانَا، انْتَزَرَتْ بِالْإِزَارِ الْوَاسِعِ ثُمَّ انْتَزَمَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيْهَا وَنَحَرَهَا. (مسند أحمد: ۲۵۴۳۶)

(۹۴۹)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي ثَوْبِهِ، قَالَتْ: فَانْسَلْتُ، فَقَالَ: ((أَنْفَسْتِ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَجَدْتُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ، قَالَ: ((ذَلِكَ مَا كُتِبَ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ)) قَالَتْ: فَأَنْطَلَقْتُ فَأَصْلَحْتُ مِنْ شَأْنِي فَاسْتَنْفَرْتُ بِثَوْبٍ ثُمَّ جِئْتُ مَعَهُ فِي لِحَافِهِ. (مسند أحمد: ۲۷۰۶۰)

(۹۴۷) اسنادہ ضعیف لجهالة ابن قریظہ الصدفی، وقد اختلف فيه علی یزید بن ابی حیب (انظر: ۲۴۶۰۶)

(۹۴۸) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا شبه موضوع، صدقة بن سعید الحنفی، تکلموا علیه، حتی قال ابن

حبان: كان رافضيا يضع الحديث - أخرجه النسائي: ۱/ ۱۸۹ (انظر: ۲۴۹۲۳)

(۹۴۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۲، ومسلم: ۲۹۶ (انظر: ۲۶۵۲۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بستر پر تھی کہ میں حائضہ ہو گئی، اس لیے میں وہاں سے کھسک گئی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تو حائضہ ہو گئی ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا ازار اپنے اوپر کس لے اور پھر واپس آ جا۔“

بُدیہ کہتی ہیں: زوجہ رسول سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے مجھے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیوی کی طرف بھیجا، ان دو کے درمیان رشتہ داری تھی، میں نے دیکھا کہ اس کا بستر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بستر سے الگ تھلگ تھا، میں نے سمجھا کہ ناراضگی کی وجہ سے ایسا ہوگا، لیکن جب میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: کوئی ناراضگی نہیں ہے، بات یہ ہے کہ میں حائضہ ہوں اور جب میرا حیض شروع ہوتا ہے تو وہ میرے قریب نہیں آتے، پس میں سیدہ میمونہ کے پاس آ گئی اور ان کو یہ صورتحال بتائی، انھوں نے مجھے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف واپس کر دیا اور ان کی طرف یہ پیغام بھیجا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بے رغبتی کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ تو اپنی حائضہ بیویوں کے ساتھ سوتے تھے، جبکہ ان کے درمیان صرف ایک کپڑا ہوتا تھا، جو گھٹنوں سے بھی تجاوز نہیں کرتا تھا۔

جَوَازُ مَوَاكِلَةِ الْحَائِضِ وَطَهَارَةُ سُورِهَا

حائضہ کے ساتھ کھانے اور اس کے جوٹھے کے پاک ہونے کا بیان

(۹۵۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: حِضْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فِرَاشِهِ فَأَنْسَلْتُ، فَقَالَ لِي: ((أَحِضْتُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَسُدِّي عَنكَ إِزَارَكَ ثُمَّ عُوْدِي)) (مسند أحمد: ۲۶۰۳۰)

(۹۵۱)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُدَيَّةَ قَالَتْ: أَرْسَلْتَنِي مَيْمُونَةَ بِنْتُ الْحَارِثِ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) إِلَى امْرَأَةٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَكَانَتْ بَيْنَهُمَا قِرَابَةٌ، فَرَأَيْتُ فِرَاشَهَا مُعْتَزِلًا فِرَاشَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّ ذَلِكَ لِهَجْرَانٍ، فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: لَا وَلَكِنِّي حَائِضٌ، فَإِذَا حِضْتُ لَمْ يَقْرَبْ فِرَاشِي، فَأَتَيْتُ مَيْمُونَةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا فَدَرَّتْنِي إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ: أَرَغَبَةَ عَنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ مَعَ الْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ الْحَائِضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا تَوْبٌ مَا يُجَاوِزُ الرُّكْبَتَيْنِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۳۵۶)

(۹۵۰) حدیث حسن لغیرہ۔ أخرجه مالك: ۵۸ / ۱، والطبرانی في "الوسط": ۵۴۹، والبيهقي: ۱ / ۳۱۱ (انظر: ۲۵۵۱۴) (۹۵۱) تخريج: صحيح دون قوله: "ما يجاوز الركبتين" وهذا اسناد ضعيف لجهالة بداية مولاة ميمونة، ومن محمد بن اسحاق مدلس۔ أخرجه مسلم: ۲۹۵ بلفظ: عن ميمونة قالت: كان رسول الله ﷺ يضطجع معني وأنا حائض وبيني وبينه توب۔ (انظر: ۲۶۸۱۹) (۹۵۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۰۰ (انظر: ۲۴۳۲۸)

ہوتی، پھر آپ ﷺ برتن پکڑ لیتے اور میرے منہ کی جگہ پر اپنا منہ رکھتے تھے اور میں ہڈی والی بوٹی لے کر اس سے گوشت نوج کر کھاتی، پھر آپ ﷺ اس کو لے لیتے اور میرے منہ کی جگہ پر اپنا منہ رکھتے۔

سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حائضہ کے ساتھ کھانا کھانے کے بارے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے ساتھ کھایا کر۔“

جَوَازُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي حَبْرِ الْحَائِضِ وَحُكْمُ دُخُولِهَا الْمَسْجِدَ
حائضہ کی گود میں قرآن مجید کی تلاوت کے جواز اور ایسی خاتون کے مسجد میں داخل ہونے کے حکم کا بیان

ام منبوذ کہتی ہیں: میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے، انھوں نے ان سے پوچھا: میرے بیٹے! کیا وجہ ہے کہ تیرا سر پر آگندہ ہے؟ انھوں نے کہا: ام عمار میرے سر کی کنگھی کرتی تھیں اور وہ آج کل حائضہ ہیں۔ سیدہ نے کہا: اے میرے بیٹے! حیض کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟ رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس آتے، جبکہ وہ حائضہ ہوتی، لیکن آپ ﷺ اس کی گود میں سر رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے، اسی طرح وہ کھڑی ہوتی اور آپ ﷺ کی چٹائی آپ کے لیے مسجد میں بچھاتی، جبکہ وہ حائضہ ہوتی، میرے بیٹے! حیض کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ میرے

وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَأْخُذُ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَيَّ مَوْضِعَ فِئِي، وَإِنْ كُنْتُ لَأَخْذُ الْعِرْقَ فَأَكُلُ مِنْهُ ثُمَّ يَأْخُذُهُ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَيَّ مَوْضِعَ فِئِي۔
(مسند أحمد: ۲۴۸۳۲)

(۹۵۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ: ((وَإِكْلَئِهَا)) (مسند أحمد: ۱۹۲۱۷)

(۹۵۴)۔ عَنْ مَنْبُذٍ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَأَتَانَا ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ: يَا بَنِيَّ! مَا لَكَ شَعْبًا رَأْسِكَ؟ قَالَ: أُمُّ عَمَّارٍ مُرَجَلَتِي حَائِضٌ، قَالَتْ: أَيُّ بَنِيَّ! وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيَّ إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ فَيَضَعُ رَأْسَهُ فِي حَبْرِهَا فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ، ثُمَّ تَقُومُ إِحْدَانَا بِحُمْرَتِهِ فَتَضَعُهَا فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ حَائِضٌ، أَيُّ بَنِيَّ! وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟ (مسند أحمد: ۲۷۳۴۶)

(۹۵۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ

(۹۵۳) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۳، وابن ماجه: ۱۳۷۸ (انظر: ۱۹۰۰۸)

(۹۵۴) تخریج: مرفوعه صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ام منبوذ۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۱۴۷،

۱۹۲ (انظر: ۲۶۸۱۰)

(۹۵۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه البخاری: ۲۹۷، ومسلم: ۳۰۱ (انظر: ۲۴۳۹۷)

طَهَارَةُ بَدَنِ الْحَائِضِ وَتَوْبَهَا حَاشًا مَوْضِعَ الدَّمِ مِنْهُمَا

حائضہ عورت کے جسم اور کپڑوں کے پاک ہونے کا بیان، الّا یہ کہ وہ جگہ جہاں خون لگا ہوا ہو

(۹۶۰)۔ عَنْ حُدَيْفَةَ (بْنِ الْيَمَانِ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بِيْتُ بِأَلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَيْلَةً فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَيُصَلِّي وَعَلَيْهِ طَرَفُ اللَّحَافِ وَعَلَى عَائِشَةَ طَرَفُهُ وَهِيَ حَائِضٌ لَا تُصَلِّي. (مسند أحمد: ۲۳۷۸۸)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے آل رسول کے ساتھ ایک رات گزاری، رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے، جبکہ لحاف کا ایک کنارہ آپ ﷺ پر تھا اور دوسرا کنارہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تھا، جبکہ وہ حائضہ تھیں اور نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

(۹۶۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثِيَابُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. (مسند أحمد: ۲۷۳۴۳)

زوجہ رسول سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوتے اور نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوتی، جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ ﷺ کا کپڑا مجھے لگتا، جبکہ میں حائضہ ہوتی۔

(۹۶۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا طَرَقَتْهَا الْحَيْضَةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فَأَشَارَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِشَوْبٍ وَفِيهِ دَمٌ فَأَشَارَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، إغْسِلِيهِ، فَعَسَلْتُ مَوْضِعَ الدَّمِ ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ الشَّوْبَ فَصَلَّى فِيهِ. (مسند أحمد: ۲۴۸۷۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رات کو ان کو حیض آ گیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کپڑے کا اشارہ کیا، جبکہ اس میں خون لگا ہوا تھا، آپ ﷺ نے نماز کے اندر ہی اشارہ کیا کہ وہ اس کو دھو دیں، پس انھوں نے خون کی جگہ دھو دی، پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ کپڑا پکڑا اور اس میں نماز پڑھنے لگے۔

(۹۶۳)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كُنْتُ أَبِيتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا طَامِئٌ حَائِضٌ، قَالَتْ: فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور اللہ کے رسول ایک کپڑے میں رات گزارتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، اگر خون آپ ﷺ کو لگ جاتا تو آپ ﷺ وہ

(۹۶۰) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۳۳۹۶)

(۹۶۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۳، ۳۷۹، ۵۱۸، ومسلم: ۵۱۳ (انظر: ۲۶۸۰۷)

(۹۶۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهیعة وحیی بن عبد اللہ المعافری (انظر: ۲۴۳۷۰)

(۹۶۳) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۲۶۹، ۲۱۶۶، والنسائی: ۱/ ۱۵۰ (انظر: ۲۴۱۷۳)

شَيْءٌ غَسَلَهُ لَمْ يَغْدُ مَكَانَهُ وَصَلَى فِيهِ۔ جگہ دھو لیتے اور متاثرہ جگہ سے تجاوز نہ کرتے اور پھر اس میں نماز پڑھتے۔ (مسند أحمد: ۲۴۶۷۵)

كَيْفِيَّةُ غُسْلِ الْحَائِضِ وَالنَّفَسَاءِ حیض اور نفاس والی عورت کے غسل کی کیفیت

(۹۶۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ؟ فَقَالَ: ((خُذِي فِرْصَةَ مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا)) قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَالَ: ((تَوَضَّئِي بِهَا)) قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَبَّحَ فَأَعْرَضَ عَنْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((تَوَضَّئِي بِهَا)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَطِنْتُ لِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۱۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں طہارت حاصل کرتے وقت کیسے غسل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کپڑے وغیرہ کا ایسا ٹکڑا لے، جس پر کستوری لگی ہوئی ہو اور اس کے ذریعے طہارت حاصل کر۔“ اس نے کہا: اس کے ذریعے میں کیسے طہارت حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے ذریعے طہارت حاصل کر لے۔“ وہ پھر کہنے لگی: میں اس کے ذریعے کیسے طہارت حاصل کروں؟ پھر آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے سبحان اللہ کہا اور اس سے اعراض کیا اور پھر فرمایا: ”اس کے ذریعے طہارت حاصل کر لے۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں آپ ﷺ کا مقصد سمجھ گئی، اس لیے میں نے اس خاتون کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سمجھا دیا کہ آپ ﷺ اس کو کیا فرمانا چاہ رہے تھے۔

فوائد: یہ روایت مختصر ہے، اگلی روایت میں تفصیل ہے، آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ جب عورت حیض سے فارغ ہو تو وہ اپنی شرمگاہ پر کستوری جیسی خوشبو لگائے تاکہ خون کی بدبو ختم ہو جائے اور مزاج کے اندر نفاس آجائے۔

(۹۶۵)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنْ ابِرَاهِيمَ الْمُهَاجِرِ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ بِنْتَ شَيْبَةَ تَحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتْ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ، قَالَ: تَأْخُذُ إِحْدَاكُنْ مَاءَ هَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطْهَرُ فَتُحْسِنُ

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے غسل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”خاتون پانی اور بیری کے پتے لے لے اور وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر سر پر پانی بہائے اور اس کو اچھی طرح نلے، یہاں تک کہ پانی سر یعنی

(۹۶۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۵، ومسلم: ۳۳۲ (انظر: ۲۴۹۰۷)

(۹۶۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے وجود پر پانی بہا دے، پھر کپڑے وغیرہ کا ایسا ٹکڑا لے، جس پر کستوری لگی ہوئی ہو اور اس کے ذریعے طہارت حاصل کر لے۔“ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ اس کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! تو اس سے پاکیزگی حاصل کر۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: گویا کہ یہ بات اس کے لیے خدا والی تھی کہ وہ اس کو خون کے نشانات پر لگا دے۔ اور میں نے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم پانی لو، وضو کرو اور اچھی طرح وضو کرو، پھر اپنے سر پر پانی بہاؤ اور اس کو خوب ملو، یہاں تک کہ پانی سر یعنی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے جسم پر پانی بہا دے۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں، ان کے لیے دین کی فقاہت حاصل کرنے کے لیے حیا مانع نہیں ہوتا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی عورتوں کا ذکر کیا گیا، انھوں نے ان کی تعریف کی اور ان کے حق میں اچھی باتیں کہیں، نیز انھوں نے کہا: جب سورہ نور نازل ہوئی تو ان انصاری خواتین نے اپنے ازاروں کی طرف قصد کیا اور ان کو پھاڑ کر دوپٹے بنا لیے، نیز سیدہ نے یہ بات بھی ذکر کی کہ ایک دفعہ ایک انصاری خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے حیض سے طہارت حاصل کرنے کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، خاتون کو چاہیے کہ پانی اور بیری کے پتوں کا اہتمام کرے،.....“ پھر سابق حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی۔

الطُّهُورُ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا حَتَّى يَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةَ مُمَسِّكَةٍ فَتَطْهَرُ بِهَا.)) قَالَتْ أَسْمَاءُ: وَكَيْفَ تَطْهَرُ بِهَا؟ قَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! تَطْهَرِي بِهَا.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَأَنَّهُ تَخْفِي ذَلِكَ: تَتَّبِعِي أَثَرَ الدَّمِ، وَسَأَلْتُهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ، قَالَ: ((تَأْخُذِي مَاءً لِكَ فَتَطْهَرِينَ فَتُحْسِنِينَ الطُّهُورَ أَوْ أَبْلِغِي الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى يَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نَعَمْ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ. (مسند أحمد: ۲۵۶۶۰)

(۹۶۶)۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمَدَنَ إِلَى حَجَزٍ أَوْ حُجُوزٍ مَنَاطِقِهِنَّ فَشَقَّقْنَهُ ثُمَّ اتَّخَذْنَ مِنْهُ حُمْرًا، وَأَنَّهَا دَخَلَتْ إِمْرَأَةً مِنْهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الطُّهُورِ مِنَ الْحَيْضِ، فَقَالَ: ((نَعَمْ، لِيَأْخُذْ أَحَدَاكُنَّ مَاءً هَا وَسِدْرَتَهَا.....)) فَذَكَرَتْ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ. (مسند أحمد: ۲۶۰۶۷)

(۹۶۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه شطره الاول البخاری: ۴۷۵۸، ۴۷۵۹، ورواه بتمامه ومختصرا ابوداود: ۳۱۵، ۴۱۰۰ (انظر: ۲۵۵۵۱)

بَابُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَبْنِي عَلَى عَادَتِهَا وَفِي وُضُوئِهَا لِكُلِّ صَلَاةٍ

مستحاضہ کا اپنی عادت پر بنیاد رکھنے اور ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا بیان

سیدہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور کہا: اے ام المؤمنین! مجھے تو یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ اسلام میں میرا کوئی حصہ نہیں ہے اور میں جہنمی لوگوں میں سے ہوں گی، کیونکہ جس دن سے مجھے استحاضہ کا خون آ رہا ہے، میں رکی ہوئی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی نماز نہیں پڑھ رہی، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری تک ادھر ہی بیٹھ جاؤ، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سیدہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا ہیں، ان کو یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے اور یہ جہنمیوں میں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ استحاضہ والے دن سے ٹھہری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے نماز نہیں پڑھ رہی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ کو حکم دو کہ وہ ہر ماہ میں سے اپنے حیض کے دنوں میں (صوم و صلاۃ سے) رک جایا کرے، پھر غسل کر کے اپنی شرمگاہ میں کوئی روٹی وغیرہ دے کر لٹوٹ گس لے اور صفائی ستھرائی حاصل کر کے ہر نماز کے وقت وضو کیا کرے اور نماز ادا کیا کرے، یہ شیطان کی طرف سے کوئی ٹھوکر ماری گئی ہے یا کوئی رگ پھٹ گئی ہے یا کوئی بیماری لاحق ہوگئی ہے۔“

(۹۶۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالَتِي فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! قَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَكُونَ لِي حَظٌّ فِي الْإِسْلَامِ وَأَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَمْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ يَوْمٍ أُسْتَحَاضُ فَلَا أُصَلِّي لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً، قَالَتْ: اجْلِسِي حَتَّى يَجِيءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ تَخْشَى أَنْ لَا يَكُونَ لَهَا حَظٌّ فِي الْإِسْلَامِ وَأَنْ تَكُونَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، تَمْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ يَوْمٍ تُسْتَحَاضُ فَلَا تُصَلِّي لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً، فَقَالَ: ((مَرِي فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ فَلْتُمْسِكْ كُلَّ شَهْرٍ عِدَّةَ أَيَّامٍ أَقْرَأَتْهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَحْتَشِي وَتَسْتَنْفِرُ وَتَسْتَظْفِرُ ثُمَّ تَطَهَّرُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي، فَإِنَّمَا ذَلِكَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوْ عِرْقٌ انْقَطَعَ أَوْ دَاءٌ عَرَضَ لَهَا.))

(مسند أحمد: ۲۸۱۸۳)

سیدہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ سے خون کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کسی رگ کا مسئلہ ہے، پس تو

(۹۶۸)۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَكَتَ إِلَيْهِ الدَّمُ، فَقَالَ

(۹۶۷) صحیح لغیرہ۔ أخرجه الدارقطني: ۱/ ۲۱۷، والحاكم: ۱/ ۱۷۵، والبيهقي: ۱/ ۳۵۴ (انظر: ۲۷۶۳۱)

(۹۶۸) تخريج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۰، والنسائي: ۱/ ۱۲۱، وابن ماجه: ۶۲۰ (انظر: ۲۷۶۳۰)

دیکھ کہ جب تجھے حیض آئے تو تو نے نماز نہیں پڑھنی، جب حیض ختم ہو جائے تو طہارت حاصل کر کے اس حیض سے اگلے حیض تک نماز پڑھ۔“

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا ذَلِكَ عِرْقٌ، فَاَنْظُرِي إِذَا أَتَى قَرْوِكَ فَلَا تَصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ الْقَرْءُ تَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ)) (مسند أحمد: ۲۸۱۸۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت ابوحیش رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور کہا: میں استحاضہ کے خون میں مبتلا ہو گئی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے، پھر غسل کر اور ہر نماز کے لیے وضو کر کے نماز پڑھ، اگرچہ خون چٹائی پر گرتا رہے۔“

(۹۶۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي اسْتَحِضْتُ، فَقَالَ: ((دَعِيَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِكَ ثُمَّ اغْتَسَلِي وَتَوَضَّئِي عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيرِ)) (مسند أحمد: ۲۶۷۸۵)

زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عہد نبوی میں ایک عورت نے خون بہانا شروع کر دیا، پس جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لیے فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک مہینہ میں جتنی راتوں اور دنوں میں اس کو حیض آتا تھا، وہ ان کو دیکھ لے، جب وہ اس مقدار کو پورا کر لے تو غسل کرے اور کپڑے سے لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا شروع کر دے۔“

(۹۷۰)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَأُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَتَنْظُرُ عِدَّةَ السَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا بَلَغَتْ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ تَسْتَفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تَصَلِّي)) (مسند أحمد: ۲۷۲۵۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام حبیبہ بن جحش رضی اللہ عنہا، جو سیدہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، کو استحاضہ کا اتنا خون آنے لگ گیا کہ وہ پاک نہیں ہوتی تھیں، جب ان کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں ہے، یہ رحم میں کسی رگ کو ٹھوکر لگ گئی

(۹۷۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَإِنَّهَا اسْتَحِضَتْ فَلَا تَطْهَرُ، فَذُكِرَتْ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِّنَ

(۹۶۹) تخریج: أخرج نحوه البخاری: ۲۲۸، ۳۳۱، ۳۰۶، ۳۳۳، ۳۳۳ (انظر: ۲۶۲۵۵)

(۹۷۰) اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۸۲، وابن ماجه: ۶۲۳ (انظر: ۲۶۷۱۶)

(۹۷۱) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: ”فلتغتسل عند كل صلاة ولتصل“ فهو غير محفوظ۔ أخرجه مسلم:

۳۳۴ دون قولہ هذا (انظر: ۲۴۹۷۲)

الرَّحِمِ، فَلَتَنْظُرَ قَدْرَ قَرْنِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهُ فَلَتَتْرِكِ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَتَنْظُرَ مَا بَعْدَ ذَلِكَ فَلَتَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَتُصَلِّ -)) (مسند أحمد: ۲۵۴۸۵)

ہے، اس عورت کو جتنے دنوں میں حیض آتا تھا، اس کو چاہیے کہ ان دنوں میں نماز ترک کر دے اور پھر دیکھ لے کہ ان کے بعد (طہر کے) کتنے دن بنتے ہیں، ان میں ہر نماز کے لیے غسل کر کے اس کو ادا کرے۔“

بَابُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْمَلُ بِالتَّمْيِيزِ اس مستحاضہ کا بیان جو خون میں فرق کر کے عمل کرتی ہے

۹۷۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَسْتُحِيضُ أَمْ حَبِيْبَةٌ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ تَحْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِينَ فَسَكَّتْ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي -)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ثُمَّ تُصَلِّي، وَكَانَتْ تَفْعُدُ فِي مَرَكِنٍ لِأَخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتَّى أَنْ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُو الْمَاءَ - (مسند أحمد: ۲۵۰۴۵)

زوجہ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جو سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، کوسات سال سے استحاضہ کا خون آ رہا تھا، جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حیض کا خون نہیں ہے، یہ تو کسی رگ کا مسئلہ ہے، جب حیض آ جائے تو نماز چھوڑ دیا کر اور جب وہ ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھا کر۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کر کے اس کو ادا کرتی تھیں اور اپنی بہن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بیٹھتی تھیں، یہاں تک کہ خون کی سرخی پانی پر چڑھ آتی تھی۔

۹۷۳)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) إِنَّهَا قَالَتْ: اسْتَفْتَتُ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي اسْتَحَاضُ، قَالَ: ((إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ فَاعْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي -)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَمْ يَأْمُرْهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، إِنَّمَا فَعَلَتْهُ هِيَ - (مسند أحمد: ۲۵۰۲۸)

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا اور کہا: مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کسی رگ کا مسئلہ ہے، پس تو غسل کر اور نماز پڑھ۔“ پس یہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں، ابن شہاب نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اس کو ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، یہ خود ایسا کرتی تھیں۔

(۹۷۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۷، ومسلم: ۳۳۴ (انظر: ۲۴۵۳۸)

(۹۷۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ الَّتِي جَهِلَتْ عَادَتَهَا وَلَمْ تَمَيِّزْ، مَاذَا تَفْعَلُ؟

جس مستحاضہ کی عادت بھی نامعلوم ہو اور وہ خون میں تمیز بھی نہ کر سکتی ہو، وہ کیا کرے؟

سیدہ حمزہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: مجھے بڑی کثرت اور شدت سے استحاضہ کا کون آتا تھا، پس میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھنے اور آپ کو اپنا مسئلہ بتانے کے لیے آپ ﷺ کے پاس گئی اور آپ ﷺ کو اپنی بہن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر پایا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کوئی کام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیا ہے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بڑی کثرت اور شدت سے استحاضہ کا خون آتا ہے، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، اس نے تو مجھے نماز اور روزے سے روک دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے روئی کی تجویز دیتا ہوں، وہ خون کو ختم کر دے گی۔“ میں نے کہا: وہ خون تو اس سے زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر لنگوٹ کس لے۔“ اس نے کہا: میں تو بہت خون بہا رہی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے دو حکم دیتا ہوں، تو ان میں سے جو بھی کرے گی، وہ تجھے کفایت کرے گا، پس اگر تجھے ان دونوں کو کرنے کی طاقت ہو تو خود بہتر جانتی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ شیطان کی ٹھوکروں میں سے ایک ٹھوکرا ہے، پس تو چھ سے سات دن اپنے آپ کو حائضہ شمار کر جو بھی اللہ کے علم کے مطابق ہو، پھر اس طرح غسل کر کہ تجھے نظر آنے لگے کہ واقعی تو پاک اور صاف ہو گئی ہے اور تجھے اس چیز کا یقین ہو گیا ہے، پھر تو تیس یا چوبیس دن نماز پڑھ اور روزے رکھ، پس یہ عمل تجھے کفایت کرے گا، پس تو ہر ماہ کو اسی طرح کر، جیسا کہ

(۹۷۴)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَسْتَحَاضُ حَيْضَةً شَدِيدَةً كَثِيرَةً، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: ((مَا هِيَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَرَى فِيهَا؟ قَدْ مَنَعْتَنِي الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ، قَالَ: ((أَنْعَتُ لَكَ الْكُرْسُفَ فَإِنَّهُ يَذْهَبُ الدَّمَ)) قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: ((فَتَلَجِّمِي)) قَالَتْ: إِنَّمَا أَتَّجُّ نَجًّا؟ فَقَالَ لَهَا: ((سَامُرُكُ بِأَمْرَيْنِ، أَيُّهُمَا فَعَلْتِ فَقَدْ أَجَزْنَا عَنْكَ مِنَ الْآخِرِ، فَإِنْ قَوَيْتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ)) فَقَالَ لَهَا: ((إِنَّمَا هَذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكْضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحْيِضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ إِلَى سَبْعَةٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ ثُمَّ اغْتَسِلِي حَتَّى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكَ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَيْقَنْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَمِئَلِي أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُومِي فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُكَ وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي فِي كُلِّ شَهْرٍ كَمَا تَحْيِضُ النِّسَاءَ وَكَمَا يَطْهَرْنَ بِمِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطَهْرِهِنَّ، وَإِنْ قَوَيْتِ عَلَى أَنْ

(۹۷۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد اللہ بن محمد بن عقیل ضعیف یعتبر بہ فی المتابعات، ولم یتابع

ہنا۔ أخرجه ابو داود: ۲۸۷، والترمذی: ۱۲۸، ابن ماجہ: ۶۲۷ (انظر: ۲۷۴۷۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

خواتین کو ان کے حیض اور طہر کے وقت میں حیض آتا ہے اور پھر وہ پاک ہو جاتی ہیں اور اگر تجھ میں اتنی قدرت ہے کہ تو ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو مقل کر کے ان کیلئے غسل کرے اور ان دنوں کو اکٹھا کر کے ادا کرے، مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو مقل کر کے ان کیلئے غسل کرے اور ان دنوں کو اکٹھا کر کے ادا کرے اور فجر کے لیے علیحدہ غسل کر کے اس کو ادا کر لے، تو تو اسی طرح کر اور نماز پڑھ اور روزے رکھ۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دو حکموں میں سے یہ عمل مجھے زیادہ پسند ہے۔“

تَوَخَّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي العَصْرَ فَتَغْتَسِلِينَ ثُمَّ تُصَلِّينَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ تُوَخَّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ العِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الفَجْرِ وَتُصَلِّينَ، وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي وَصَلِّي وَصُومِي إِنْ قَدَرْتِ عَلَى ذَلِكَ)) وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَهَذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ)) (مسند احمد: ۲۲۰۲۸)

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

إِنْ قَدَرَتْ أَوْ تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو یہ کہتے ہیں کہ اگر مستحاضہ طاقت رکھتی ہو تو وہ ہر نماز کے لیے علیحدہ غسل کرے یا ایک غسل میں دو نمازیں جمع کر لے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ سلمہ یا سہیلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا استحاضہ کے خون میں مبتلا ہو گئیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور اس بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے ان کو ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا، لیکن جب یہ عمل ان پر گراں گزرا تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایک غسل کے ساتھ ظہر و عصر کو اور ایک غسل کے ساتھ مغرب و عشاء کو ادا کر لیں اور نماز فجر کیلئے الگ سے غسل کریں۔

(۹۷۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ سَلَمَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: سُهَيْلَةَ) بِنْتَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو أَسْتَحِضَتْ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِغُسْلٍ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِغُسْلٍ وَالصُّبْحَ بِغُسْلٍ۔)) (مسند احمد: ۲۵۳۹۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ استحاضہ والی ایک خاتون نے عہد نبوی میں اپنی کیفیت کے بارے میں سوال کیا، کسی نے اس کو کہا: یہ اعتدال کی کیفیت سے آگے بڑھ جانے والی ایک رگ ہے، پھر اس کو حکم دیا گیا کہ وہ ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو مقل کر کے ایک غسل کر لے اور اسی طرح مغرب کو مؤخر کر

(۹۷۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي نَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجٌ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مُسْتَحَاضَةً سَأَلَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقِيلَ: إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ عَائِدٌ

(۹۷۵) تخریج: حدیث ضعیف، و هذا اسناد اختلف فيه على عبد الرحمن بن القاسم (انظر: ۲۴۸۷۹)

(۹۷۶) تخریج: حدیث ضعیف۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۴ (انظر: ۲۵۳۹۱)

وَأَمْرَتْ أَنْ تُوَخَّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجَّلَ العَصْرَ وَتَغْتَسِلَ
عُسْلًا وَاحِدًا وَتُوَخَّرَ المَغْرِبَ وَتُعَجَّلَ العِشَاءَ
وَتَغْتَسِلَ لهُمَا عُسْلًا وَاحِدًا وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ
الصُّبْحِ عُسْلًا، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ عُسْلًا وَاحِدًا.

کے اور عشا کو معجل کر کے ان کے لیے ایک غسل کر لے اور نماز
فجر کے لیے الگ سے غسل کر لے۔ (مسند أحمد: ۲۵۹۰۵)

بَابُ فِي أَنْ الإِسْتِحَاضَةَ لَا تَمْنَعُ شَيْئًا مِنْ مَوَازِيحِ الحَيْضِ

اس چیز کا بیان کہ استحاضہ کا خون ان امور سے نہیں روکتا، جو حیض کی وجہ سے ممنوع ہوتے ہیں

(۹۷۷)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: ((تُصَلِّي المُسْتَحَاضَةُ وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ
عَلَى الحَصِيرِ)) (مسند أحمد: ۲۵۵۷۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”مستحاضہ خاتون نماز پڑھے گی، اگرچہ اس کا خون چٹائی پر بہتا
رہے۔“

(۹۷۸)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: إِعْتَكَفَتْ مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةً
فَكَانَتْ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالحُمْرَةَ، فَرُبَّمَا
وَضَعْنَا الطَّنَسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی
بیویوں میں ایک خاتون مستحاضہ تھی، اس نے آپ ﷺ کے
ساتھ اعتکاف کیا تھا، جبکہ وہ زرد اور سرخ رنگ کا خون دیکھتی
رہتی تھی، بسا اوقات تو ہم اس کے نیچے ایک تھال رکھتی تھیں،
جبکہ وہ نماز پڑھ رہی ہوتی تھی۔

(مسند أحمد: ۲۵۵۱۲)

(۹۷۹)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي
الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يُرِيهَا بَعْدَ الظُّهْرِ: قَالَ:
((إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ)) أَوْ قَالَ: ((عُرُوقٌ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس
خاتون کے بارے میں فرمایا جو طہر کے بعد (ایسا خون) دیکھتی
رہتی ہے، جو اسے شک میں ڈالتا ہے: ”یہ تو کسی رگ کا مسئلہ
ہے۔“

(مسند أحمد: ۲۶۳۲۳)

(۹۸۰) عَنِ امِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ
النَّفْسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَقْعُدُ
بَعْدَ نَفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً شَكَّ
أَبُو خَيْثَمَةَ وَكُنَّا نَطْلِي عَلَى وُجُوهِنَا
الْوَرَسَ مِنَ الكَلْفِ. (مسند أحمد: ۲۷۰۹۶)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ
ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں بچہ جنم دینے کے بعد
چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھتی تھیں اور ہم اپنے چہروں پر
جھائیوں کی وجہ سے ورس بوٹی خوب ملتی تھیں۔

(۹۷۷) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۸، وابن ماجه: ۶۲۴ (انظر: ۲۵۰۵۹)

(۹۷۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۰، ۲۰۳۷ (انظر: ۲۴۹۹۸)

(۹۷۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ام بکر۔ أخرجه ابن ماجه: ۶۴۶ (انظر: ۲۵۸۰۳)

(۹۸۰) حسن لغیره۔ أخرجه ابو داود: ۳۱۲، ۹۵۵، والترمذی: ۱۳۹، وابن ماجه: ۶۴۸ (انظر: ۲۶۵۶۱)

کِتَابُ التَّيْمَمِ

تیمم کے ابواب

بَابُ فِي سَبَبِ مَشْرُوعِيَةِ التَّيْمَمِ وَصِفَتِهِ
تیمم کی مشروعیت کے سبب اور اس کے طریقے کا بیان

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے آخری حصے میں ”اولات الخیش“ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ان کا ظفار کے موتیوں کا ہاتھ گم ہو گیا اور لوگوں کو اس ہار کی تلاش کے لیے روک لیا گیا، ادھر فجر روشن ہو رہی تھی اور لوگوں کے پاس پانی بھی نہیں تھا، پس اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے طہارت حاصل کرنے کی رخصت نازل کر دی، پس مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان کو اٹھایا اور مٹی ہاتھوں کے ساتھ بالکل نہیں اٹھائی۔ پھر ان کو اپنے چہروں پر پھیرا اور اپنے ہاتھوں کے ظاہری حصے سے کندھوں تک اور باطنی حصے سے بغلوں تک، ان حصوں پر بھی ہاتھ پھیرے۔ لیکن لوگوں کو اس کیفیت سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے جو بات سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کہ تو بہت برکت والی ہے۔

(۹۸۱)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَرَسَ بِأَوْلَادِ الْجَنِينِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ زَوْجَتُهُ ﷺ فَأَنْقَطَعَ عَقْدُ لَهَا مِنْ جَزَعِ ظَفَارِ فَحْبَسَ النَّاسُ ابْتِغَاءَ عِنْدَهَا وَذَلِكَ حِينَ أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ رُخْصَةَ التَّطَهُّرِ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ، فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَفْبِضُوا مِنَ الثَّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوا بِهَا وَجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بَطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْآبَاطِ، وَلَا يَغْتَرُّ بِهَذَا النَّاسُ، وَبَلَّغْنَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَائِشَةَ ﷺ: وَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُ إِنَّكَ لَمُبَارَكَةٌ۔ (مسند أحمد: ۱۸۵۱۲)

(۹۸۱) حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۰، وأخرجه مختصراً ابن ماجه: ۵۶۶ (انظر: ۱۸۳۲۲)

فوائد:..... حافظ ابن حجر نے کہا: امام شافعی نے کہا: اگر تیمم کی یہ کیفیت آپ ﷺ کے حکم کی بنا پر تھی تو بعد میں آپ ﷺ سے صادر ہونے والی کیفیت اس کے لیے ناسخ ہوگی اور اگر یہ صورت آپ ﷺ کے حکم کے بغیر تھی تو حجت تو آپ ﷺ کا حکم ہی ہوتا ہے۔ (میں ابن حجر کہتا ہوں:) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جس روایت میں صرف ہاتھوں اور چہرے کا ذکر ہے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسی کیفیت کا فتویٰ دیتے تھے، جبکہ وہ اس حدیث کے راوی بھی ہے اور راوی اپنے روایت کو زیادہ سمجھتا ہے، بالخصوص جب وہ مجتہد بھی ہو۔ (فتح الباری: ۱/ ۴۴۵)

شقیق کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر کسی آدمی کو یانی نہ ملے تو وہ نماز نہیں پڑھے گا؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم کو یاد نہیں رہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور آپ کو اونٹوں کے ساتھ بھیجا تھا، مجھے جنابت لاحق ہوگئی تھی، پس میں مٹی میں لینا تھا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹا اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلایا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”صرف تجھے یہ کافی تھا کہ تو اس طرح کر لیتا۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو ایک دفعہ زمین پر مارا اور ان کو اپنی ہتھیلیوں (کی پشتوں) پر اور چہرے پر ایک ایک دفعہ پھیر دیا۔ لیکن سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً، میں نے نہیں دیکھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر قناعت کی ہو، سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر آپ سورہ نساء والی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے: ”پس تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ اس مقام پر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہ آیا، البتہ انھوں نے یہ کہا: اگر ہم ان کو تیمم کی رخصت دیں تو قریب ہے کہ جب کسی کو پانی ٹھنڈا لگے گا تو وہ تیمم کرے گا۔

(۹۸۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ ثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ ثَنَا شَقِيقٌ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ) وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ لَمْ يَصَلِّ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا تَذْكُرُ إِذْ قَالَ عَمَارٌ لِعُمَرَ: أَلَا تَذْكُرُ إِذْ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِيَّاكَ فِي إِبِلٍ فَأَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَتَمَرَّغْتُ بِالتَّرَابِ، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا)) وَضَرَبَ بِكَفِّهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ مَسَحَ كَفِّهِ جَمِيعًا وَمَسَحَ وَجْهَهُ مَسْحَةً وَاحِدَةً بِضَرْبِيَّةٍ وَاحِدَةٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا جَرَمَ مَا رَأَيْتُ عُمَرَ قَنَّعَ بِذَلِكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: فَكَيْفَ بِهِذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ النِّسَاءِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾؟ قَالَ: فَمَا دَرَى عَبْدُ اللَّهِ

مَا يَقُولُ، وَقَالَ: لَوْ رَخَصْنَا لَهُمْ فِي التَّيْمُمِ
لَأَوْشَكَ أَحَدُهُمْ أَنْ بَرَدَ الْمَاءُ عَلَى جِلْدِهِ أَنْ
يَتَيَمَّمَّ، قَالَ عَفَّانُ: وَأَتَكَرَّهُ يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ
سَعِيدٍ، فَسَأَلْتُ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ فَقَالَ: كَانَ
الْأَعْمَشُ يُحَدِّثُنَا بِهِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ
وَذَكَرَ أَبَا وَائِلٍ - (مسند أحمد: ١٨٥١٩)

(دوسری سند) شقیق کہتے ہیں: میں سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا
عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:
اے ابو عبدالرحمن! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک
آدمی کو (غسل کے لیے) پانی نہیں ملتا، جبکہ وہ ایک مہینہ سے
جنبی ہے، کیا وہ تیمم نہیں کرے گا؟ انھوں نے کہا: جی نہیں،
اگرچہ اس کو ایک ماہ تک پانی نہ ملے۔ پھر سابق حدیث کی مانند
حدیث ذکر کی، البتہ اس میں ہے: سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:
کیا آپ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی بات نہیں سنی؟ وہ کہتے ہیں:
مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کے لیے بھیجا، پس میں جنبی
ہو گیا اور غسل کے لیے پانی نہ ملا، پس میں جانور کی طرح مٹی
میں لیٹا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ
کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے تو یہ کافی تھا کہ
تو اس طرح کرتا۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر
مارے، پھر ہر ہاتھ کو دوسرے پر پھیرا اور دونوں ہاتھوں کو
چہرے پر پھیر لیا۔ اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ایک دفعہ ابو
معاویہ نے یہ طریقہ یوں بیان کیا: پس آپ ﷺ نے اپنے
ہاتھ زمین پر مارے، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں پر اور دائیں کو
بائیں پر تھیلیوں پر پھیرا اور پھر اپنے چہرے پر پھیر لیا۔

(٩٨٣) - (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) - حَدَّثَنَا عَبْدُ
اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْأَعْمَشُ
عَنْ شَقِيقِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي
مُرْسَى وَعَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا
أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَمْ
يَجِدِ الْمَاءَ وَقَدْ أَجْبَبَ شَهْرًا أَمَا كَانَ
يَتَيَمَّمُ؟ قَالَ: لَا، وَلَوْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا
(فَذَكَرْ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيهِ) قَالَ لَهُ
أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ لِقَوْلِ عَمَّارٍ؟ بَعَثَنِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ
أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّعْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّعُ
الذَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ
ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((أِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ
تَقُولَ وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ مَسَحَ
كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِصَاحِبَتِهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا
وَجْهَهُ (وَفِيهِ) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: قَالَ أَبِي:
وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَرَّةً: قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ
عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ
وَيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ مَسَحَ

(٩٨٣) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

وَجَهَةٌ - (مسند أحمد: ۱۸۵۱۸)

(تیسری سند) سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر ہمیں پانی نہ ملے (جبکہ ہم جنبی ہوں) تو کیا نماز نہیں پڑھیں گے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اگر ایک ماہ تک بھی پانی نہ ملے تو ہم نماز نہیں پڑھیں گے، اگر میں اس معاملے میں لوگوں کو رخصت دے دوں تو جو کوئی آدمی سردی محسوس کرے گا، وہ تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے گا۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر وہ بات کہاں جائے گی جو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی؟ انھوں نے کہا: وہ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت ہی نہیں کی تھی۔

(۹۸۴) - (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: إِنْ لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ لَا نُصَلِّيْ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: نَعَمْ، إِنْ لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا لَمْ نُصَلِّ، وَلَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِي هَذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ، قَالَ هَكَذَا يَعْنِي تَيْمَمَ وَصَلَّى، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَارٍ لِعُمَرَ؟ قَالَ: إِنِّي لَمْ أَرْ عُمَرَ قَنَّعَ بِقَوْلِ عَمَارٍ - (مسند أحمد: ۱۸۵۲۰)

عبد الرحمن بن ابی زبیر کہتے ہیں: ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، پس آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم ایک ایک اور دو دو ماہ ٹھہرتے ہیں اور پانی نہیں پاتے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رہا مسئلہ میرا، تو میں تو اس وقت تک نماز نہیں پڑھوں گا، جب تک مجھے پانی نہیں ملے گا۔ یہ سن کر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہم فلاں جگہ پر اونٹ چرا رہے تھے اور ہمیں جنابت لاحق ہو گئی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: پس میں مٹی میں لیٹا تھا اور جب نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر یہ بات ذکر کی تھی تو آپ ﷺ ہنس پڑے تھے اور فرمایا تھا: ”تجھے مٹی ہی کافی تھی۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنی

(۹۸۵) - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّا نَمُكُّ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ لَا نَجِدُ الْمَاءَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّيَ حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَارٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! تَذَكَّرُ حَيْثُ كُنَّا بِمَكَانٍ كَذَا كَذَا وَنَحْنُ نُرْعَى الْإِبِلَ فَتَعَلَّمْنَا أَنَّا أَجْنَبْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي تَمَرَعْتُ بِالتُّرَابِ فَآتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((كَانَ الصَّعِيدُ كَأَفِيكَ)) وَضَرَبَ بِكَفِيهِ الْأَرْضَ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا

(۹۸۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۹۸۵) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: ”وبعض ذراعیه“ وقد جاء فی الروایة الصحیحة: ”ومسح بهما وجهه وكفيه“ أخرجه ابو داود: ۳۲۳، والنسائی: ۱/ ۱۶۸ (انظر: ۱۸۸۸۲)

تھیلیوں کو زمین پر مارا، پھر ان میں پھونک ماری اور ان کو اپنے چہرے اور بازوؤں کے بعض حصوں پر پھیر دیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمار! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں زندگی بھر یہ چیز بیان نہیں کروں گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم جس چیز کی ذمہ داری خود لینا چاہتے ہو، ہم تم کو اس کا ذمہ دار بنا دیتے ہیں۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے تیمم کے بارے میں سوال کیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”تھیلیوں اور چہرے کے لیے ایک ضرب ہے۔“ ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے تیمم کے بارے میں فرمایا: ”چہرے اور تھیلیوں کے لیے ایک ضرب ہے۔“

مولائے ابن عباس عمیر کہتے ہیں: میں اور مولائے میمونہ عبد اللہ بن یسار گئے اور سیدنا ابو جہیم بن حارث انصاری پر داخل ہوئے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بر جمل کی طرف سے آ رہے تھے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کو ملا اور اس نے آپ ﷺ کو سلام کہا، پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

وَجْهَهُ وَبَعْضَ ذِرَاعَيْهِ۔ قَالَ: اِتَّقِ اللّٰهَ، يَا عَمَّارُ! قَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنْ شِئْتَ لَمْ اُذْكَرْهُ مَا عَشْتُ اَوْ مَا حَبِيْتُ، قَالَ: كَلَّا وَاللّٰهِ، وَلٰكِنْ نُوْتِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تُوَلِّيْتَ۔ (مسند أحمد: ۱۹۰۸۸)

(۹۸۶)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّيْمُمِ، فَقَالَ: ((ضَرْبَةٌ لِلْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهِ)) (وَفِي لَفْظٍ) اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي التَّيْمُمِ: ((ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ)) (مسند أحمد: ۱۸۵۰۹)

(۹۸۷)۔ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَقْبَلْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلٰى اَبِيْ جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ: اَقْبَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بَيْتِ جَمَلٍ فَلَقِيْهِ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى اَقْبَلَ عَلٰى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲۴۲۷۷)

(۹۸۶) اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابو داود: ۳۲۷، والترمذی: ۱۴۴ (انظر: ۱۸۳۱۹)

(۹۸۷) تخريج: حدیث صحیح۔ أخرجه البخاری: ۳۳۷، وعلقه مسلم: ۳۶۹ (انظر: ۶۱/۰۰۰)

(۹۸۸) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۳۵، ۴۳۸، ومسلم: ۵۲۱ (انظر: ۱۴۲۶۴)

بَابُ اشْتِرَاطِ دُخُولِ الْوَقْتِ لِلتَّيْمَمِ وَمَا يُتَيَمَّمُ بِهِ تیمم کے لیے وقت کے داخل ہونے کی شرط اور ان چیزوں کا بیان، جن سے تیمم کیا جائے گا

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، جبکہ مجھ سے پہلے ہر نبی کو خاص طور پر اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے، میرے لیے غنیمتیں حلال قرار دی گئیں، جبکہ مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے حلال نہیں تھیں، ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے زمین کو پاک کرنے والا اور مسجد بنا دیا گیا ہے، پس جس آدمی کو نماز جہاں بھی پالیتی ہے، وہ وہیں نماز پڑھ لے۔“

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ساری زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے، پس میری امت کے جس فرد کو نماز جہاں بھی پالے، تو اس کے پاس اس کی مسجد اور پاک کرنے والی چیز موجود ہوگی۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے جوامع الکلم مطا کیے گئے ہیں اور زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے۔“

(۹۸۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعْطَيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ وَكَانَ النَّبِيُّ إِنَّمَا يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مِنْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، فَأَيَّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتَهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ حَيْثُ أَدْرَكَتَهُ.)) (مسند أحمد: ۱۴۳۱۴)

(۹۸۹)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جُعِلَتْ الْأَرْضُ كُلُّهَا لِي وَلَا مَتْنِي مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيَّمَا أَدْرَكَتْ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةَ فَعِنْدَهُ مَسْجِدُهُ وَعِنْدَهُ طَهُورُهُ.)) (مسند أحمد: ۲۲۴۸۸)

(۹۹۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُوْتِيَتْ جَوَامِعُ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا.)) (مسند أحمد: ۹۷۰۳)

فوائد: جوامع الکلم: ان سے مراد یہ ہے کہ بظاہر تو کلام مختصر اور کم حروف والے الفاظ پر مشتمل ہو،

لیکن وہ اپنے اندر کئی معانی اور احکام کو سموائے ہوئے ہو۔

(۹۸۹) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۵۳ (انظر: ۲۲۱۳۷)

(۹۹۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۲۳ (انظر: ۹۷۰۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے وہ چیزیں عطا کی گئی ہیں، جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، مجھے زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، مٹی کو میرے لیے پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے اور میری امت کو سب سے بہترین امت بنایا گیا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے، نماز جہاں بھی مجھے پالے، میں تیمم کر کے نماز پڑھ لوں گا، جبکہ مجھ سے پہلے والے لوگوں پر یہ عمل دشوار گزرتا تھا، وہ صرف اپنے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں نماز پڑھتے تھے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکلتے تھے اور پیشاب کر کے تیمم کر لیتے تھے، جب میں کہتا کہ پانی آپ کے قریب ہے تو آپ ﷺ فرماتے: ”میں نہیں جانتا، شاید میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔“

بابٌ فِي وَجُوبِ التَّيْمُمِ عَلَى النَّفْسَاءِ وَالْحَائِضِ وَالْجُنُبِ إِذَا فَقَدَ الْمَاءَ وَإِنْ مَكَّنُوا أَشْهُرًا
پانی کی عدم موجودگی میں نفاس اور حیض والی خواتین اور جنابت والے لوگوں پر تیمم کے واجب ہونے کا بیان، اگرچہ ان کو کئی مہینے ٹھہرنا پڑے

(۹۹۱)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُعْطِيتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا هُوَ؟ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَسُمِّيتُ أَحْمَدَ وَجُعِلَ التُّرَابُ لِي صَهْرًا وَجُعِلَتْ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَّةِ)) (مسند أحمد: ۷۶۳)

(۹۹۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُورًا، أَيْنَمَا أَدْرَكْتَنِي الصَّلَاةُ تَمَسَّحْتُ وَصَلَّيْتُ وَكَانَ مِنْ قَبْلِي يُعَظَّمُونَ ذَلِكَ، إِنَّمَا كَانُوا يُصَلُّونَ فِي كَنَائِسِهِمْ وَبَيْعِهِمْ)) (مسند أحمد: ۷۰۶۸)

(۹۹۳)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ فِيهِرْتِيقِ الْمَاءِ فَيَتَمَسَّحُ فَأَقُولُ: إِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيبٌ فَيَقُولُ: ((وَمَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَبْلُغُهُ)) (مسند أحمد: ۲۷۶۴)

(۹۹۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

(۹۹۱) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱/ ۴۳۴ (انظر: ۷۶۳)

(۹۹۲) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۷۰۶۸)

(۹۹۳) تخریج: حسن۔ أخرجه الطبرانی: ۱۲۹۸۷ (انظر: ۲۷۶۴)

(۹۹۴) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابویعلی: ۵۸۷۰، والبیہقی: ۱/ ۲۱۷، وأخرج بنحوه الطبرانی فی الاوسط: ۲۰۳۲ (انظر: ۷۷۴۷)

چار پانچ پانچ مہینوں تک صحراء میں ہوتا ہوں اور ہم میں نفاس اور حیض والی خواتین اور جنابت والے لوگ بھی ہوتے ہیں، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو مٹی کو لازم پکڑو۔“

ناجیہ عنزی کہتے ہیں: تیمم کے سلسلے میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے سے اختلاف ہو گیا، سیدنا عبد اللہ نے کہا: اگر مجھے ایک ماہ تک ٹھہرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو میں تو نماز نہیں پڑھوں گا۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم کو یاد ہے کہ جب میں اور تم دونوں میں تھے اور مجھے جنابت لاحق ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے میں چوپائے کی طرح مٹی میں لیٹا تھا، پھر جب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا اور آپ ﷺ کو اپنے کیے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”صرف تجھے تیمم کافی تھا۔“

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دو آدمیوں کو جنابت لاحق ہو گئی، ان میں سے ایک نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور دوسرے نے نماز نہ پڑھی، پس جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے کسی پر عیب نہیں لگایا۔

بَابٌ فِي تَيْمُمِ الْجُنُبِ لِلْجُرْحِ أَوْ لِخَوْفِ الْبُرْدِ مَعَ وُجُودِ الْمَاءِ
پانی کی موجودگی میں زخم یا سردی کے ڈر کی وجہ سے تیمم کرنے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی عہد نبوی میں زخمی ہو گیا، پس اس کو (جنابت کی وجہ سے) غسل کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ اس غسل سے فوت ہو گیا، جب نبی

إِنِّي أَكُونُ فِي الرَّمْلِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ أَوْ خَمْسَةَ أَشْهُرٍ فَيَكُونُ فِينَا النِّفْسَاءُ وَالْحَائِضُ وَالْجُنُبُ فَمَا تَرَى؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالتَّرَابِ)) (مسند أحمد: ۷۷۳۳)

(۹۹۵)۔ عَنْ نَاجِيَةِ الْعَنْزِيِّ قَالَتْ: تَدَارَأَ عَمَّارُ (بْنُ يَاسِرٍ) وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي التَّيْمُمِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَوْ مَكَّنْتُ شَهْرًا لَا أَجِدُ فِيهِ الْمَاءَ لَمَا صَلَّيْتُ، فَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ: أَمَا تَذْكُرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَجْنَبْتُ فَمَمَعْتُ تَمَعُكَ الدَّابَّةَ، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ التَّيْمُمُ)) (مسند

أحمد: ۱۸۵۰۵)

(۹۹۶)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَجْنَبَ رَجُلَانِ تَيْمَّمَ أَحَدُهُمَا فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ الْآخَرُ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَعْيبْ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ۱۹۰۳۸)

(۹۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَصَابَهُ جُرْحٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِالْإِغْسَالِ فَمَاتَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ

(۹۹۵) اسنادہ ضعیف لانقطاعه، ناجیة العنزى لم یسمع من عمار۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۶۶ (انظر: ۱۸۳۱۵)

(۹۹۶) تخريج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۷۲ (انظر: ۱۸۸۳۲)

(۹۹۷) تخريج: حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۷، وابن ماجه: ۵۷۲ (انظر: ۳۰۵۶)

کریم ﷺ کو یہ بات موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں نے اُس کو قتل کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے، کیا جہالت کی شفا سوال میں نہیں ہے۔“

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو ذات السلاسل والے سال بھیجا، ہوا یوں کہ مجھے شدید سردی والی رات کو احتلام ہو گیا، اب میں ڈرنے لگا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مرجاؤں گا، سو میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو نماز فجر پڑھائی، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمرو! کیا تو نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی؟“ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! مجھے سخت سردی والی رات کو احتلام ہو گیا تھا اور میں ڈرنے لگا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مرجاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا: ”اور اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بے حد رحم کرنے والا ہے۔“ پس میں نے تیمم کر کے لوگوں کو نماز پڑھا دی، پس رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور مزید کچھ نہ کہا۔

فَقَالَ: ((قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءً الْعِي السَّوَالِ-)) (مسند أحمد: ۳۰۵۶)

(۹۹۸)۔ عن عمرو بن العاص رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ: اِحْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيدَةٍ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنْ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي صَلَاةَ الصُّبْحِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((يَا عَمْرُو! صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي اِحْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنْ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. (مسند أحمد: ۱۷۹۶۵)

بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الْجَمَاعِ وَالْتَيْمِمِ لِعَادِمِ الْمَاءِ وَبُطْلَانِ التَّيْمِمِ بِوُجُودِهِ

پانی کی عدم موجودگی میں جماع اور تیمم کی رخصت اور پانی کے موجود ہونے کی صورت میں تیمم کے باطل ہونے کا بیان

(۹۹۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا إسماعيل ثنا أيوب عن أبي قلابة عن رجل من بني عامر (وفي رواية: من بني قشير) بنو عامر كما يك آدمي (عمرو بن بجران) کہتا ہے: میں کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت دے دی، میں پانی سے دور تھا، جبکہ میری بیوی میرے ساتھ تھی، پس مجھے جنابت لاحق ہو

(۹۹۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۴ (انظر: ۱۷۸۱۲)

(۹۹۹) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه بنحوه ابوداود: ۳۳۳ (انظر: ۲۱۳۰۴)

جاتی تھی اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کرتا تھا، لیکن میرے دل میں شبہ سا پیدا ہوا اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتلایا گیا، پس میں نے حج کیا اور مسجد منیٰ میں داخل ہوا اور ان کو ان کی صفات کی روشنی میں پہچان لیا، وہ دبے پتلے اور گندی رنگ کے بزرگ تھے اور قطری حلقہ زیب تن کیا ہوا تھا، پس میں چلا، یہاں تک کہ میں ان کے پہلو کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ان کو سلام کہا، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے، اس لیے انھوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، انھوں نے مکمل، خوبصورت اور طویل نماز پڑھی، جب وہ فارغ ہوئے تو میرے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا: آپ ابو ذر ہیں؟ انھوں نے کہا: جی میرے اہل کا یہی خیال ہے (کہ میں ابو ذر ہوں)۔ میں نے کہا: میں کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی ہے، لیکن میرے دین نے مجھے بے چین کیا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ میں پانی سے دور ہوں اور میرے ساتھ میری بیوی بھی ہے، اس لیے مجھے جنابت لاحق ہو جاتی ہے اور کئی دنوں تک تیمم کرتا رہتا ہوں، اس سے میرے دل میں کھٹکا سا پیدا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا: کیا تم ابو ذر کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر انھوں نے کہا: مدینہ منورہ کی آب و فضا مجھے موافق نہ آئی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے چند اونٹوں اور بکریوں کا حکم دیا، پس میں ان میں ہوتا تھا اور پانی سے دور ہوتا تھا، جبکہ میرے ساتھ میری بیوی بھی ہوتی تھی، اس وجہ سے جنابت بھی لاحق ہو جاتی تھی، پس اس وجہ سے میرے دل میں کھٹکا سا پیدا ہوا، سو میں اونٹ پر بیٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، یہ نصف النہار کا وقت تھا اور آپ ﷺ صحابہ کے ایک گروہ میں مسجد کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، پس میں اونٹ سے اترا اور آپ ﷺ کو سلام کہا،

قَالَ: كُنْتُ كَافِرًا فَهَدَانِي اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ وَكُنْتُ أَعْرَبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِيَ أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَا أَجِدُ الْمَاءَ فَأَتِيَهُمْ) فَوَقَعَ ذَلِكَ فِي نَفْسِي وَقَدْ نَعَيْتُ لِي أَبُو ذَرٍّ فَحَجَجْتُ فَدَخَلْتُ مَسْجِدَ مَنْى فَعَرَفْتُهُ بِالنَّعْتِ فَإِذَا شَيْخٌ مَعْرُوقٌ آدَمٌ عَلَيْهِ حُلَّةٌ قَطْرِيٌّ فَذَهَبْتُ حَتَّى قُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ آتَمَهَا وَأَحْسَنَهَا وَأَطْوَلَهَا، فَلَمَّا فَرَغَ رَدَّ عَلَيَّ، قُلْتُ: أَنْتَ أَبُو ذَرٍّ؟ قَالَ: إِنَّ أَهْلِي لِيَزْعُمُونَ ذَلِكَ، قَالَ: كُنْتُ كَافِرًا فَهَدَانِي اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ وَأَهْمَنِي دِينِي وَكُنْتُ أَعْرَبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِيَ أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَبِثْتُ أَيَّامًا أَتِيَهُمْ) فَوَقَعَ ذَلِكَ فِي نَفْسِي (وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَشْكَلَ عَلَيَّ) قَالَ: هَلْ تَعْرِفُ أَبَا ذَرٍّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي اجْتَوَيْتُ الْمَدِينَةَ، قَالَ أَيُّوبُ: أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، فَأَمَرَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِدَوْدٍ مِنْ إِبِلٍ وَعَنَمٍ، فَكُنْتُ أَكُونُ فِيهَا فَكُنْتُ أَعْرَبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِيَ أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنِّي قَدْ هَلَكْتُ فَتَعَدْتُ عَلَى بَعِيرٍ مِنْهَا، فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِصْفَ النَّهَارِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْمَسْجِدِ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَنَزَلْتُ عَنِ الْبَعِيرِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَلَّمْتُ

آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ”سبحان اللہ! ابو ذر؟ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کس چیز نے تجھے ہلاک کر دیا؟“ میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی، آپ ﷺ مسکرائے اور اپنے گھروالوں میں سے میں ایک انسان کو بلایا، تو کالے رنگ کی ایک لونڈی پانی کا بڑا پیالہ لے کر آئی، وہ بھرا ہوا نہیں تھا اور اس میں پانی چھلک رہا تھا، پس میں نے اونٹ کے ساتھ پردہ کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے قوم میں سے ایک آدمی کو حکم دیا اور اس نے میرے سامنے پردہ کیا، پس میں نے غسل کیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک پاک مٹی اس وقت تک پاک کرنے والی ہے، جب تک تجھے پانی نہ ملے، اگرچہ دس سال نہ ملے، پھر جب تو پانی پالے تو اس کو اپنے چڑے پر لگا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ نے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی دور چلا جاتا ہے اور پانی کو حاصل کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، کیا وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ بِوُجُوبِ الصَّلَاةِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ وَالتَّرَابِ

پانی اور مٹی نہ ہونے کے باوجود نماز کے وجوب کے قائلین کی حجت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک بار بطور استعارہ لیا تھا، تو وہ گم ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے کچھ افراد کو اس کو تلاش کرنے کے لیے بھیجا، ان کو وہ مل گیا، لیکن نماز نے ان کو اس حال میں پالیا کہ ان کے

عَلَيْهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! أَبُو ذَرٍّ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكْتُ، قَالَ: ((وَمَا أَهْلَكَ؟)) فَحَدَّثْتُهُ فَضَحِكَ فَدَعَا إِنْسَانًا مِنْ أَهْلِهِ فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ بَعْسٌ فِيهِ مَاءٌ مَا هُوَ بِمَلَانَ إِنَّهُ لَيَتَخَضَّخُصُ فَاسْتَرَّتْ بِالْبَعِيرِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَسَرَنِي، فَأَعْتَسَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورٌ مَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ وَلَوْ أَلَى عَشْرِ حِجَجٍ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمْسَ بَشَرْتَكِ.)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَأَمْسِسُهُ بَشَرْتَكِ.)) (مسند أحمد: ۲۱۶۲۹)

(۱۰۰۰)۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الرَّجُلُ يَغِيبُ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ أَيَّجَامِعِ أَهْلُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) (مسند أحمد: ۷۰۹۷)

(۱۰۰۱)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا فِي طَلَبِهَا فَوَجَدُوهَا، فَأَدْرَكَتْهُمْ

(۱۰۰۰) (تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه البيهقي: ۱ / ۲۱۸ (انظر: ۷۰۹۷)

(۱۰۰۱) (تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۷۳، ۴۵۸۳، ومسلم: ۳۶۷ (انظر: ۲۴۲۹۹)

پانی نہیں تھا، پس انھوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ کی طرف یہ شکایت کی، پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی رخصت نازل کر دی، سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے، جب بھی تمہارا کوئی ایسا معاملہ بنتا ہے، جس کو تم ناپسند کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے اور مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی بنا دیتا ہے۔

الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلُّوا بِغَيْرِ
وُضُوءٍ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ
اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ التَّيْمُمَ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ
حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، قَوْلَ اللَّهِ
مَا أَنْزَلَ بِكَ أَمْرٌ تَكْرَهِيهِ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ
وَلِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ خَيْرًا۔ (مسند أحمد: ۲۴۸۰۳)

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث پر باب قائم کیا ہے ((باب اذا لم يجد ماء ولا
تراباً.)) ”جب کوئی پانی نہ پائے اور مٹی اسے میسر نہ ہو۔“ لوگوں نے تیمم کی مشروعیت سے پہلے پانی نہ ہونے کی
صورت میں بغیر وضو کے نماز پڑھی تو آپ نے ان کو اعادہ کا حکم نہیں دیا تو تیمم کی مشروعیت کے بعد اگر مٹی نہیں ملتی تو بھی
تیمم کے بغیر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (فتح الباری، ج: ۱، ص: ۲۴۱) (عبداللہ رفیق)



کِتَابُ الصَّلَاةِ

نماز کی کتاب

(وَفِيهِ أَبْوَابٌ)..... اس میں کئی ابواب ہیں

بَابٌ فِيْ افْتِرَاضِهَا وَمَتَى كَانِ

نماز کی فرضیت اور اس کے فرض ہونے کے وقت کا بیان

(۱۰۰۲)۔ عَنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((افْتَرَضَ اللهُ عَلَيَّ عِبَادَةَ صَلَوَاتِ خَمْسًا)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ قَبْلَهُنَّ اَوْ بَعْدَهُنَّ؟ قَالَ: ((افْتَرَضَ اللهُ عَلَيَّ عِبَادَةَ صَلَوَاتِ خَمْسًا)) قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِلَّا اَزِيدُ فِيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((دَخَلَ الْجَنَّةَ اِنْ صَدَقَ)) (مسند أحمد: ۱۳۸۵۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو نمازیں فرض کی ہیں، مجھے ان کے بارے میں بتلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“ اس نے کہا: کیا مجھ پر ان سے پہلے یا ان کے بعد بھی کوئی نماز فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“ تین دفعہ ارشاد فرمایا، پھر اس بندے نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نہ میں ان میں کسی چیز کی زیادتی کروں گا اور نہ کمی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ سچا ہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔“

(۱۰۰۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فُرِضَ عَلَيَّ نَبِيِّكُمْ خَمْسُونَ صَلَاةً، فَسَأَلَ رَبَّهُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تمہارے نبی پر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں، پھر انھوں نے

(۱۰۰۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائي: ۱ / ۲۲۸ (انظر: ۱۳۸۱۵)

(۱۰۰۳) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۴۰۰، وأخرج نحوه ابو داود: ۲۴۷ (انظر: ۲۸۹۱)

اپنے رب سے سوال کیا، پس اس نے ان کو پانچ کر دیا۔
(دوسری سند) تمہارے نبی کو پچاس نمازوں کا حکم دیا
گیا،.....۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (یہ ایک طویل حدیث
ہے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ پوری حدیث
”اسراء“ میں آئے گی، اس مقام پر یہ حصہ جو آگے آ رہا ہے،
مطلوب ہے:) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ میری
امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، پس میں یہ چیزیں لے کر
لوٹ پڑا، جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے
کہا: تیرے رب نے تیری امت پر کیا کچھ فرض کیا ہے؟ میں
نے کہا: جی اُن پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام
نے کہا: اپنے رب سے بات کرو، تیری امت اس عمل کی طاقت
نہیں رکھے گی، پس میں نے اپنے رب سے بات کی تو اللہ
تعالیٰ نے آدھی نمازیں معاف کر دیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی
طرف لوٹا اور ان کو بتایا، لیکن انہوں نے پھر کہا: اپنے رب سے
پھر بات کرو کیونکہ تمہاری امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں
رکھے گی، پس میں نے اپنے رب سے پھر بات کی تو اللہ تعالیٰ
نے کہا: یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس ہیں، میرے ہاں قول تبدیل
نہیں کیا جاتا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نماز دو دور کعتیں
فرض ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت کی نماز میں اضافہ کر

عَزَّوَجَلَّ فَجَعَلَهَا خَمْسًا۔ (مسند احمد: ۲۸۹۱)
(۱۰۰۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ أَمْرٌ
نَيْكُكُمْ بِخَمْسِينَ صَلَاةً، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔
(مسند احمد: ۲۸۹۲)

(۱۰۰۵)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (مِنْ حَدِيثِ
طَوِيلٍ عَنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ سَيِّئِي بِتَمَامِهِ فِي
الْإِسْرَاءِ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
(فَرَضَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى أُمَّتِي
خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ: فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ
حَتَّى أَمُرَّ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ:
مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى
أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ
صَلَاةً، فَقَالَ لَهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ:
رَاجِعِ رَبِّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا
تُطِيقُ ذَلِكَ، قَالَ: فَارْجَعْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ
فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَارْجَعْتُ إِلَى مُوسَى
فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: رَاجِعِ رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا
تُطِيقُ ذَلِكَ، قَالَ: فَارْجَعْتُ رَبِّي، فَقَالَ:
هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ، لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ
لَدَى)۔ (مسند احمد: ۲۱۶۱۲)

(۱۰۰۶)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: فُرِضَتْ
الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ فَزَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي

(۱۰۰۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۰۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۹، ومسلم: ۱۱۳ (انظر: ۲۱۲۸۸)

(۱۰۰۶) تخریج: اسنادہ ضعیف بهذه السیاقه، اسامه بن زید اللیثی مختلف فیہ، وقد تفرد بها، وهو

ممن لا یحتمل تفردہ (انظر: ۲۵۹۶۷)

صَلَاةَ الْحَضَرِ وَتَرَكَ صَلَاةَ السَّفَرِ فِي دِيارِ سَفَرِي نَمَازِ كَوَاسِي طَرَحِ رَهْنِي دِيارِ -
نَحْوَهَا - (مسند أحمد: ۲۶۴۹۴)

فوائد: اس موضوع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث یہ ہے، وہ کہتی ہیں: فَرَضَتِ الصَّلَاةُ رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأَقْرَبَتْ صَلَاةَ السَّفَرِ وَزَيْدٌ فِي الْحَضَرِ - حضر و سفر کی نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی، پھر اس (مقدار) کو سفری نماز قرار دیا گیا اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

(صحیح بخاری: ۳۵۰، صحیح مسلم: ۶۸۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان کے مطابق مقیم پر نماز کی چار، مسافر پر دو اور ڈرنے والے پر ایک رکعت فرض کی۔

(۱۰۰۷) - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ عَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَعَلَى الْمُسَافِرِ رَكَعَتَيْنِ وَعَلَى الْخَائِفِ رَكَعَةً - (مسند أحمد: ۲۱۲۴)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نمازیں پچاس تھیں، غسل جنابت بھی سات دفعہ تھا اور پیشاب کو دھونا بھی سات بار تھا، پس رسول اللہ ﷺ سوال کرتے رہے، یہاں تک کہ پانچ نمازیں، ایک بار غسل جنابت اور ایک بار پیشاب کے دھونے کو شروع قرار دیا گیا۔

(۱۰۰۸) - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ، وَالغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مِرَارٍ، وَالغُسْلُ مِنَ الْبَوْلِ سَبْعَ مِرَارٍ، فَلَمَّ يَزَلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَالغُسْلُ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً - (مسند أحمد: ۵۸۸۴)

فوائد: ابوداؤد میں یہ الفاظ ہیں: ((غَسَلُ الْبَوْلِ مِنَ الثُّوبِ .)) ”یعنی پیشاب والے کپڑے کو

دھونا۔“ (عبد اللہ رقیق)

بَابُ فِي فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَأَنَّهَا مُكْفِرَةٌ لِلذُّنُوبِ

پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان اور اس چیز کا بیان کہ یہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں

(۱۰۰۹) - عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ)) فرمایا: ”پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان

(۱۰۰۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۸۷ (انظر: ۲۱۲۴)
(۱۰۰۸) تخریج: اسنادہ ضعيف لضعف ايوب بن جابر اليمامي وعبدُ الله بنُ عَصَمَةَ مختلف فيه - أخرجه ابوداؤد: ۲۴۷ (انظر: ۵۸۸۴)

(۱۰۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۳ (انظر: ۹۱۹۷)

وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ مُكْفِرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، مَا اجْتَنِبْتَ الْكِبَائِرُ.)) (مسند أحمد: ۹۱۸۶)

دوسرے رمضان تک اپنے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جب تک بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔“

فوائد:..... معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ نیکی کے کام اس شرط کے ساتھ گناہوں کا کفارہ ہیں کہ کبائر سے دور رہا جائے۔ گویا اگر کوئی بڑے گناہوں سے نہیں بچتا تو اس کے لیے صفائے معاف کیے جانے کا کوئی وعدہ نہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ مذکورہ نیکیوں سے صفائے ہی معاف ہوں گے، کبائر نہیں۔ کبائر کی معافی کے لیے توبہ کرنی ہوگی۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۰۱۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَاةُ إِلَى الصَّلَاةِ الَّتِي قَبْلَهَا كَفَّارَةٌ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا كَفَّارَةٌ، وَالشَّهْرُ إِلَى الشَّهْرِ الَّذِي قَبْلَهُ كَفَّارَةٌ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ.)) قَالَ: فَعَرَفْنَا أَنَّهُ أَمْرٌ حَدَّثَ، ((إِلَّا مِنَ الْبَشَرِ بِاللَّهِ وَنَكْتِ الصَّفَقَةِ وَتَرْكِ السُّنَّةِ.)) قَالَ: ((أَمَّا نَكْتِ الصَّفَقَةِ فَإِنَّ تُعْطَى رَجُلًا بَيْنَعَتِكَ ثُمَّ تَقَاتِلَهُ بِسَيْفِكَ، وَأَمَّا تَرْكِ السُّنَّةِ فَالْخُرُوجُ مِنَ الْجَمَاعَةِ.)) (مسند أحمد: ۱۰۵۸۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نماز پچھلی نماز تک کفارہ ہے، جمعہ پچھلے جمعہ تک کفارہ ہے اور ماہ رمضان پچھلے مہینے تک کفارہ ہے، مگر تین گناہوں سے۔“ ہم نے پہچان لیا کہ کوئی نئی صورت حال واقع ہوئی ہے، ”مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، معاہدے کو توڑنا اور سنت کو ترک کرنا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”معاہدے کو توڑنا یہ ہے کہ تو کسی آدمی سے عہد و پیمانہ کرے، لیکن پھر تو تلوار کے ساتھ اس کے ساتھ لڑنا شروع کر دے، اور سنت کو ترک کرنے سے مراد جماعت سے خارج ہونا ہے۔“

(۱۰۱۱)۔ عَنْ أَبِي عُمَانَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَأَخَذَ مِنْهَا عُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهُ حَتَّى تَحَاتَّ وَرَفُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا عُمَانَ! أَلَا تَسْأَلُنِي لِمَ أَفْعَلُ هَذَا؟ قُلْتُ: وَلِمَ تَفْعَلُهُ؟ قَالَ: هَكَذَا فَعَلَ بِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ تَحْتَ شَجَرَةٍ

ابو عثمان کہتے ہیں: میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، انھوں نے اس کی خشک ٹہنی کو پکڑا اور اس کو ہلایا، یہاں تک کہ اس کے پتے گر گئے، پھر کہا: اے ابو عثمان! کیا تم مجھ سے یہ سوال نہیں کرتے کہ میں نے ایسے کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا: جی آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ ایسے کیا تھا، جبکہ

(۱۰۱۰) تخریج: صحیح دون قولہ: ”الا من ثلاث.....“ واسنادہ ضعيف لجهالة الرجل الانصارى الروای عن ابی ہریرة۔ أخرجه الحاكم: ۱/۱۱۹ (انظر: ۱۰۵۷۶)

(۱۰۱۱) تخریج: حسن لغيره۔ أخرجه بتمامه ومختصرا الطيالسي: ۶۵۲، وابن ابی شيبه: ۷/۱، والدارمی: ۷۱۹، والطبرانی فی ”الكبير“: ۶۱۵۱ (انظر: ۲۳۷۰۷)

میں آپ ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، آپ ﷺ نے خشک شاخ کو پکڑ کر ہلایا، یہاں تک کہ اس کے پتے گر گئے، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”مسلمان! کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں نے ایسے کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا: جی آپ ﷺ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک مسلمان جب وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے، پھر پانچ نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گر جاتے ہیں، جیسے یہ پتے گر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔“ (سورہ ہود: ۱۱۳)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سردیوں کے موسم میں نکلے، جبکہ پتے گر رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑیں اور ان سے پتے جھڑنا شروع ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ذر!)) میں نے کہا: جی اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک مسلمان بندہ جب نماز ادا کرتا ہے، جبکہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہو تو اس سے اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں، جیسے اس درخت سے یہ پتے گر رہے ہیں۔“

مولائے عثمان حارث کہتے ہیں: ایک دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ہم بھی ان کے ارد گرد بیٹھ گئے، جب مؤذن آیا تو انھوں نے ایک برتن میں پانی منگوایا، میرا خیال ہے کہ وہ ایک مد پانی ہوگا، پس انھوں نے وضو کیا اور کہا: میں نے رسول اللہ

فَأَخَذَ مِنْهَا عُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهُ حَتَّى تَحَاتَّ وَرَقُهُ، فَقَالَ: يَا سَلْمَانَ! أَلَا تَسْأَلُنِي لِمَ أَفْعَلُ هَذَا؟ قُلْتُ: وَلِمَ تَفْعَلُهُ؟ قَالَ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّؤَ ثُمَّ صَلَّى الصَّلَاةَ الْخَمْسَ تَحَاتَّتْ حَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ هَذَا الْوَرَقُ، وَقَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾)) (مسند أحمد: ۲۴۱۰۸)

(۱۰۱۲)۔ عَنِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِعُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ، قَالَ: فَجَعَلَ ذَلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لِيُصَلِّيَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنِ هَذِهِ الشَّجَرَةِ)) (مسند أحمد: ۲۱۸۸۹)

(۱۰۱۳)۔ عَنِ الْحَارِثِ مَوْلَى عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانٍ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَسَ عُثْمَانُ يَوْمًا وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَجَاءَهُ الْمُؤَدِّنُ فَدَعَا بِمَاءٍ فِي إِتَاءِ أَظْنُهُ سَيَكُونُ فِيهِ مِدٌّ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ:

(۱۰۱۲) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۲۱۵۵۶)

(۱۰۱۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه البزار: ۴۰۵ و ابویعلی (انظر: ۵۱۳)

ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اور فرمایا: ”جس نے میری وضو کی طرح وضو کیا اور پھر کھڑا ہوا اور نمازِ ظہر ادا کی، اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس ظہر اور فجر کے درمیان ہوں گے، پھر جب وہ عصر کی نماز پڑھے گا تو عصر اور ظہر کے درمیان والے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، جب وہ مغرب پڑھے گا تو اس نماز اور عصر کی نماز کے درمیان والے گناہ بخش دیئے جائیں گے، جب وہ عشاء پڑھے گا تو عشاء اور مغرب کے درمیان والے گناہ بخش دیئے جائیں گے، پھر ممکن ہے کہ وہ رات گزارے اور الٹ پلٹ ہوتا رہے، پھر جب اٹھے گا اور وضو کر کے نمازِ فجر ادا کرے گا تو اس نماز اور عشاء کی نماز کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں، یہ نیکیاں ہیں، جو برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔“ لوگوں نے کہا: یہ تو نیکیاں ہیں، باقی رہنے والی چیزیں کون سی ہیں، اے عثمان!؟ انھوں نے کیا: ”وہ یہ اذکار ہیں: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔“

حمران کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما قبولیت اسلام کے بعد ہر روز غسل کرتے تھے، ایک دن میں نے ان کے لیے نماز کے لیے وضو کا پانی رکھا، پس جب انھوں نے وضو کیا تو کہا: میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میں وہ تم کو بیان نہیں کروں گا۔ حکم بن عاص نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر وہ بھلائی پر مشتمل ہوگی تو ہم اس پر عمل کریں گے اور اگر اس میں کسی شر کا تعین کیا گیا تو ہم اس سے بچیں گے، یہ سن کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے کہا: ٹھیک ہے، میں تم لوگوں کو بیان کر دیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس وضو کی طرف وضو کیا اور پھر فرمایا:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَضُوءِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ: ((وَمَنْ تَوَضَّأَ وَضُوءِي ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ صَلَّى العَصْرَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ صَلَّى المَغْرِبَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ العَصْرِ، ثُمَّ صَلَّى العِشَاءَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ المَغْرِبِ ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يَبِيَّتَ يَتَمَرَّعُ لَيْلَتُهُ ثُمَّ إِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الصُّبْحَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ العِشَاءِ، وَهُنَّ الحَسَنَاتُ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ)) قَالُوا: هَذِهِ الحَسَنَاتُ فَمَا البَاقِيَاتُ يَا عُمَانُ؟ قَالَ: هُنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ (مسند احمد: ۵۱۳)

(۱۰۱۴)۔ عَنِ حُمْرَانَ قَالَ: كَانَ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً مِنْ مُنْذُ أَسْلَمَ فَوَضَعْتُ وَضُوءَ آلِهِ ذَاتَ يَوْمٍ لِصَلَاةِ، فَلَمَّا تَوَضَّأَ قَالَ: إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: بَدَأَ لِي أَنْ لَا أُحَدِّثُكُمْ، فَقَالَ الحَكَمُ بْنُ العَاصِ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ كَانَ خَيْرًا فَتَأْخُذْ بِهِ أَوْ شَرًّا فَتَنْقِيهِ، قَالَ: فَقَالَ: فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِهِ، تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا الوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ

”جس نے اس وضو کے مطابق وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا اور رکوع و سجود کو مکمل کیا، تو یہ نماز اپنے اور سابقہ نماز کے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی، جب تک تباہ کرنے والے (یعنی کبیرہ) گناہ سے بچا جائے گا۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وضو مکمل کیا تو فرضی نمازیں اپنے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بننے والی ہیں۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے صحن میں جاری نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو، کیا اس کی میل کچیل باقی رہے گی؟“ انہوں نے کہا: جی کچھ بھی باقی نہیں رہے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز بھی گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے، جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل کرتا ہو، کیا اس کی میل باقی رہے گی؟“ لوگوں نے کہا: اس کی میل میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ نمازوں کی بھی یہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

هَذَا الْوُضُوءَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا كَفَرَتْ عَنْهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى مَا لَمْ يُصَبَّ مَفْتَلَةً)) يَعْنِي كَبِيرَةً۔ (مسند أحمد: ٤٨٤)

(١٠١٤)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ اتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ فَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ)) (مسند أحمد: ٤٠٦)

(١٠١٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: (أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا كَانَ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ)۔ ((قَالَ: (إِنَّ الصَّلَاةَ تَذْهَبُ الذُّنُوبَ كَمَا يَذْهَبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ)) (مسند أحمد: ٥١٨)

(١٠١٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا يَبِابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا تَقُوتُونَ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ؟) قَالَوَا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قَالَ: ((ذَاكَ مِثْلُ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهَا الْخَطَايَا))۔ (مسند أحمد: ٨٩١١)

(١٠١٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣١ (انظر: ٤٠٦)

(١٠١٦) تخريج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٣٩٧ (انظر: ٥١٨)

(١٠١٧) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٢٨، ومسلم: ٦٦٧ (انظر: ٨٩٢٤)

عمر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام میں کچھ مزید لوگوں سے بھی سنا، وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو آدمی بھائی تھے اور ان میں سے ایک دوسرے سے افضل تھا اور وہ فوت ہو گیا، جو زیادہ فضیلت والا تھا، اس کے بعد دوسرا بھائی مزید چالیس دنوں تک زندہ رہا اور پھر فوت ہو گیا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کے لیے پہلے فوت ہونے والی کی دوسرے پر فضیلت کو ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا دوسرے نے (چالیس روز) نمازیں نہیں پڑھیں؟“ صحابہ نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! اس پر کوئی اعتراض نہیں (یعنی وہ بھی آدمی اچھا ہی تھا)، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کیا علم کہ اس کی ان نمازوں نے اس کو کہاں تک پہنچا دیا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی مثال اس جاری نہر کی سی ہے، جو ڈوبنے کے بقدر گہری ہو، بیٹھے پانی کی ہو اور تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ گھستا ہو (یعنی اس میں داخل ہو کر نہاتا ہو)، تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ اس کی کوئی میل کچیل باقی چھوڑے گی؟“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ نمازوں کی مثال اس نہر کی سی ہے، جو چل رہی ہو، ڈوبنے کے بقدر گہری ہو اور تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار نہاتا ہو۔“

(۱۰۱۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُونَ: كَانَ رَجُلَانِ أَحْوَانٍ مِنْ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَفْضَلَ مِنَ الْآخِرِ، فَتُوفِيَ الَّذِي هُوَ أَفْضَلُهُمَا ثُمَّ عَمِرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ تُوُفِيَ فَذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضْلُ الْأَوَّلِ عَلَى الْآخِرِ، فَقَالَ: ((الَّذِي يَكُنْ يُصَلِّي؟)) فَقَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ: ((مَا يَدْرِيكُمْ مَاذَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ.)) ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ عَمِيرٍ عَذِبَ بِيَابٍ أَحَدِكُمْ يَفْتَحُهُ فِيهِ كُلُّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ يُبْقَى مِنْ دَرَنِهِ.)) (مسند أحمد: ۱۵۳۴)

(۱۰۱۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ عَمِيرٍ عَلَى بَابٍ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلُّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ.)) (مسند أحمد: ۱۴۴۶۱)

(۱۰۱۸) تخريج: اسنادہ قوی علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن خزيمة: ۳۱۰، والحاكم: ۱ / ۲۰۰ (انظر: ۱۵۳۴)

(۱۰۱۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۶۶۸ (انظر: ۱۴۴۰۸)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک بنایا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔“ پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: دوسری بات میں خود کہہ رہا ہوں، میں نے یہ آپ ﷺ سے نہیں سنی ہے: جو آدمی اس حال میں مرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں بناتا تو وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور یقیناً یہ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں، جب تک تباہ کرنے والے (یعنی کبیرہ) گناہ سے بچا جائے گا۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے پاس فرضی نماز کا وقت ہو جاتا ہے، پس وہ کھڑا ہوتا ہے، وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے، پھر وہ نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے اس نماز اور اس سے پہلے والی نماز کے درمیان والے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، پھر اگلی فرضی نماز کا وقت ہو جاتا ہے، پس وہ نماز ادا کرتا ہے اور اچھی طرح نماز ادا کرتا ہے، اس سے اس کے اس نماز اور اس سے پہلے والی نماز کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، بعد ازاں اگلی فرضی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور وہ نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے، اس سے اس کے اس نماز سے اس سے پہلی والی نماز کے درمیان والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۱۰۲۰)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ جَعَلَ لِيهِ نِدًّا جَعَلَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ)) وَقَالَ: وَأُخْرَى أَقُولُهَا لَمْ أَسْمَعْهَا مِنْهُ، مَنْ مَاتَ لَا يَجْعَلُ لِيهِ نِدًّا أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتَنِبَ الْمُقْتَلُ. (مسند أحمد: ۳۸۱۱)

(۱۰۲۱)۔ عَنِ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ تَخَضَّرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيَقُومُ فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ التَّوَضُّؤَ وَيُصَلِّي فَيُحْسِنُ الصَّلَاةَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا مَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي كَانَتْ قَبْلَهَا مِنْ ذُنُوبِهِ، ثُمَّ يَخْضُرُ صَلَاةً مَكْتُوبَةً فَيُصَلِّي فَيُحْسِنُ الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي كَانَتْ قَبْلَهَا مِنْ ذُنُوبِهِ، ثُمَّ يَخْضُرُ صَلَاةً مَكْتُوبَةً فَيُصَلِّي فَيُحْسِنُ الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي كَانَتْ قَبْلَهَا مِنْ ذُنُوبِهِ)) (مسند أحمد: ۲۲۵۹۲)

(۱۰۲۲)۔ عَنِ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۱۰۲۰) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابويعلى: ۵۰۹۰، والطبرانی فی "الكبير": ۱۰۴۱۶، وفی "الاولى": ۲۲۳۲ (انظر: ۳۸۱۱)

(۱۰۲۱) صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابويعلى، وأخرجه مختصراً الطبرانی فی "الكبير": ۸۰۳۱ (انظر: ۲۲۳۷)

(۱۰۲۲) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۳۸۷۹ (انظر: ۲۳۵۰۳)

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ كُلَّ صَلَاةٍ تَحُطُّ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ حَطِيئَةٍ)) (مسند أحمد: ۲۳۸۹۹)

نے فرمایا: ”بیشک ہر نماز اپنے سے پہلے والے گناہوں کو مٹاتا ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ مُطْلَقًا على الاطلاق نماز کی فضیلت کے بارے میں

(۱۰۲۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا هَجَرْتُ إِلَّا وَجَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، قَالَ: فَصَلِّ ثُمَّ قَالَ: أَشْكَنْبُ دَرْدًا، قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَمَنْ فَصَلَ فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شِفَاءً)) (مسند أحمد: ۹۰۵۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں جب بھی نماز کے اول میں جاتا تھا کہ تو نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے پاتا تھا، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور پھر فرمایا: ”کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟“ میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر کھڑا ہو جا اور نماز پڑھ، کیونکہ نماز میں شفا ہے۔“

فوائد: ”أَشْكَنْبُ دَرْدًا“ یہ فارسی زبان کے الفاظ ہیں، جس کے معانی ہیں: کیا تیری پیٹ میں کوئی بیماری ہے۔

(۱۰۲۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ، قَالَ: ((إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يَقُولُ)) (مسند أحمد: ۹۷۷۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے، لیکن جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرنا شروع کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب یہ نماز والا عمل اس کو ایسا کرنے سے روک دے گا۔“

(۱۰۲۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيْسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ)) (مسند أحمد: ۱۵۰۰۲)

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے (کہ جزیرہ عرب میں) نمازی اس کی عبادت کریں، لیکن وہ انہیں آپس میں لڑائی اور فساد پر آمادہ کرتا رہے گا۔“

فوائد: بعض شارحین نے کہا: حدیث مبارکہ کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے

(۱۰۲۳) تخريج: اسنادہ ضعيف، ذؤاد ابو المنذر ضعيف، وكذا ليث بن ابي سليم۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۴۵۸ (انظر: ۹۰۶۶)

(۱۰۲۴) تخريج: اسنادہ صحيح۔ أخرجه البزار: ۷۲۰، وابن حبان: ۲۵۶۰ (انظر: ۹۷۷۸)

(۱۰۲۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۸۱۲ (انظر: ۱۴۹۴۰)

کہ جزیرہ عرب میں کوئی مؤمن مرتد ہو کر بتوں کی پوجا پاٹ کرنا شروع کر دے اور اپنے شرک کی طرف پلٹ جائے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ میلہ کے اصحاب اور مانعین زکوٰۃ وغیرہ مرتد ہو گئے تھے، تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ انھوں نے کسی بت کی عبادت نہیں کی تھی۔ لیکن ملا علی قاری نے کہا: اس حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ شیطان کی دعوت عام ہے، جو کفر کی تمام انواع پر مشتمل ہے اور صرف بتوں کی عبادت کے ساتھ خاص نہیں ہے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو اس مفہوم پر محمول کیا جائے کہ نمازی لوگ نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ شیطان کی عبادت نہیں کریں گے، جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کیا تھا۔ (دیکھیں: تحفة الاحوذی: ۱۲۷/۳) اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے شیطان جزیرہ عرب میں غالب تھا اور شرک و بدعت عام تھے، دوبارہ وہ اس طرح کا غلبہ نہیں پاسکے گا۔

(۱۰۳۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ)) (مسند أحمد: ۱۴۷۱۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔“

(۱۰۲۷)۔ عَنْ عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانَ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَلِمَ أَنَّ الصَّلَاةَ حَقٌّ وَاجِبٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (مسند أحمد: ۴۲۳)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ جان لیا کہ نماز حق اور واجب ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

(۱۰۲۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّوْمَةِ)) (مسند أحمد: ۱۲۳۱۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں سے عورتوں اور خوشبو کو میرا محبوب بنا دیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کے اندر رکھی گئی ہے۔“

(۱۰۲۹)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ لِي جِبْرِيلُ ﷺ: إِنَّهُ قَدْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: بیشک نماز کو

(۱۰۲۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف سليمان بن قورم وابی يحيى الققات ، لكن للشطر الثاني منه شاهدان يقويانه۔ أخرجه الترمذی: ۴ (انظر: ۱۴۶۶۲)

(۱۰۲۷) تخریج: اسنادہ ضعیف ، عبد الملك بن عبید السدوسی مجهول۔ أخرجه البزار: ۴۳۹ ، وعبد بن حمید: ۴۹ (انظر: ۴۲۳)

(۱۰۲۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه النسائی: ۷ / ۶۱ (انظر: ۱۲۲۹۴)

(۱۰۲۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید ، ولین يوسف بن مهران۔ أخرجه الطبرانی:

۱۲۹۲۹ ، وعبد بن حمید: ۶۶۶ (انظر: ۲۲۰۵)

آپ کو محبوب قرار دیا گیا ہے، پس اس میں سے جتنی چاہیں، پڑھیں۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں حلال کو حلال سمجھوں، حرام کو حرام سمجھوں اور فرضی نمازیں ادا کرتا رہوں اور اس سے زائد کچھ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“

عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ اپنے انصاری سرال کے پاس گیا، وہاں نماز کا وقت ہو گیا، میرے باپ نے کہا: ادبچی! وضو کا پانی لاؤ، تاکہ میں نماز پڑھ کر راحت حاصل کروں، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ ہم ان راحت والے الفاظ کا انکار کر رہے ہیں تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”بلال! اٹھو اور نماز کے ساتھ مجھے راحت پہنچاؤ۔“

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی معاملہ رسول اللہ ﷺ کو غمزہ کر دیتا تو آپ ﷺ نماز پڑھتے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت کے یہ الفاظ تھے: ”نماز کو لازم پکڑنا، نماز کو لازم پکڑنا اور اپنے غلاموں کے ساتھ احسان کرنا۔“

حَبِّبَ إِلَيْكَ الصَّلَاةَ، فَخُذْ مِنْهَا مَا شِئْتَ)) (مسند أحمد: ۲۲۰۵)

(۱۰۳۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ السُّنْعَمَانُ بْنُ قَوْقِلٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ حَلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ وَصَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ وَلَمْ أَزِدْ عَلَيَّ ذَلِكَ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) (مسند أحمد: ۱۴۴۴۷)

(۱۰۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى صَهْرٍ لَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ: يَا جَارِيَةُ! اثْبِتِي بِي وَضُوءٍ لَعَلِّي أَصَلِّي فَأَسْتَرِيحَ فَرَأْنَا أَنْكَرْنَا ذَلِكَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((فَمَنْ يَا بِلَالُ! فَأَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ۲۳۵۴۱)

(۱۰۳۲)۔ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۸۸)

(۱۰۳۳)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ مِنْ آخِرِ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) حَتَّى

(۱۰۳۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵ (انظر: ۱۴۳۹۴)

(۱۰۳۱) تخريج: رجاله ثقات۔ أخرجه ابوداود: ۴۹۸۶ (انظر: ۲۳۱۵۴)

(۱۰۳۲) تخريج: اسنادہ ضعیف، محمد بن عبید اللہ ابو قدامہ مجہول، وعبید العزیز، قال الذہبی: لا يعرف، ومع ذلك وثقه العجلی وابن حبان۔ أخرجه ابوداود: ۱۳۱۹ (انظر: ۲۳۲۹۹)

(۱۰۳۳) تخريج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ۷۰۹۸، وابويعلی: ۶۹۳۶، والطحاوی في "شرح مشكل الآثار": ۳۲۰۳ (انظر: ۲۶۴۸۳)

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان الفاظ کو سینے میں دوہرانا شروع کر دیا، اور آپ ﷺ کی زبان کو اظہار کرنے کی طاقت نہیں رہی تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ”نماز کو لازم پکڑنا، نماز کو لازم پکڑنا اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہنا۔“

جَعَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يُدْجِلُهَا فِي صَدْرِهِ وَمَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانَهُ. (مسند أحمد: ۱۶/۲۷۰)

(۱۰۳۴)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ، اتَّقُوا اللَّهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.)) (مسند أحمد: ۵۸۵)

بَابُ فِي فَضْلِ إِنْتِظَارِ الصَّلَاةِ وَالسَّعْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ نماز کے انتظار اور مسجدوں کی طرف جانے کی فضیلت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب ادا کی، پس بیٹھنے والے بیٹھ گئے اور واپس جانے والے واپس چلے گئے، پس اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، جبکہ قریب تھا کہ آپ ﷺ اپنے گھنٹوں سے کپڑے اٹھا دیں اور فرمایا: ”مسلمانوں کی جماعت! خوش ہو جاؤ، یہ تمہارا رب، اس نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے کہا: یہ میری بندے ہیں، ایک فرض ادا کر چکے ہیں اور دوسرے فرض کا انتظار کر رہے ہیں۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: قبل اس کے کہ لوگ نماز عشا کے لیے جلدی جلدی جمع ہوں، آپ ﷺ تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا، پھر انھوں نے انتیس کی گرہ لگا کر کیفیت کو واضح کیا، اور

(۱۰۳۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ لِعَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَغْرِبَ فَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ وَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ كَادَ بِخَيْرِ نِيَابِهِ عَنْ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ أَبَا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ، يَقُولُ: هُوَلَاءِ عِبَادِي قَضَوْا فَرِيضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرَى.)) (مسند أحمد: ۶۷۵۰)

(۱۰۳۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ آخَرٍ نَحْوَهُ وَفِيهِ قَالَ) فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَنْوِرَ النَّاسُ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ فَجَاءَ وَقَدْ حَفَرَهُ النَّفْسُ رَافِعًا إصْبَعَهُ هَكَذَا وَعَقَدَ تَسْعَاوَ عَشْرِينَ وَأَشَارَ بِإصْبَعِهِ السَّبَابَةِ إِلَى السَّمَاءِ

(۱۰۳۴) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۵۱۵۶، وابن ماجه: ۲۶۹۸ (انظر: ۵۸۵)

(۱۰۳۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۸۰۱ (انظر: ۶۷۵۰)

(۱۰۳۶) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

آپ ﷺ نے اپنے انگشتِ شہادت کے ذریعے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ”خوش ہو جاؤ، سابق حدیث کی طرح بات ذکر کی اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے فرشتوں تم میرے بندوں کی طرف دیکھو، ایک فریضہ ادا کر چکے ہیں اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے والے کی مثال اس گھوڑ سوار کی ہے، جس کو اس کا گھوڑا اسے اپنی پشت پر سوار کر کے اللہ کے راستے میں اپنے دشمن کی طرف گھوڑے پر تیزی سے دوڑا جا رہا ہو، جب تک انتظار کرنے والا یہ شخص بے وضو نہیں ہو جاتا، اس وقت تک فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں، جبکہ وہ آدمی رباطِ اکبر میں ہوتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں ایسے اعمال پر تمہاری رہنمائی نہ کر دوں کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ درجات کو بلند کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے، (وہ اعمال یہ ہیں:) ناپسند حالتوں کے باوجود وضو مکمل کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر قدم، جو بندہ نماز کے لیے اٹھاتا ہے، اس کی وجہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک برائی معاف کر دی جاتی ہے۔“

وَهُوَ يَقُولُ: ((أَبَشِرُوا، فَذَكَرَ نَحْوَمَا تَقَدَّمَ وَفِيهِ) يَقُولُ: مَلَائِكَتِي أَنْظِرُوا إِلَى عِبَادِي أَدْوَا فَرِيضَةً وَهُمْ يَتَنَظَّرُونَ أُخْرَى.)) (مسند أحمد: ٦٧٥١)

(١٠٣٧). - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مُتَنَظِّرُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ كَفَارِسٍ اشْتَدَّ بِهِ فَرَسُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَلَى كَنَاحِهِ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ اللَّهِ مَا لَمْ يُحَدِّثْ أَوْ يَقُومُ وَهُوَ فِي الرِّبَاطِ الْأَكْبَرِ.)) (مسند أحمد: ٨٦١٠)

(١٠٣٨). - وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهِ الدَّرَجَاتِ وَيُكْفِّرُ بِهِ الْخَطَايَا، إِسْبَاعُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَإِنْتَظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.)) (مسند أحمد: ٧٢٠٨)

(١٠٣٩). - وَعَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهَا بِهَا حَسَنَةٌ وَيُمْحَى بِهَا عَنْهُ سَيِّئَةٌ.)) (مسند أحمد: ٧٧٨٨)

(١٠٣٧) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبرانی في "الوسط": ٨١٤٠ (انظر: ٨٦٢٥)

(١٠٣٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥١ (انظر: ٧٢٠٩)

(١٠٣٩) اسنادہ صحیح۔ أخرج مسلم: ٦٦٦ بلفظ: "من تطهر في بيته ثم مشى الى بيت من بيوت الله، ليقضى فريضة من فرائض الله، كانت خطواته احداهما تحط خطيئة والاخرى ترفع درجة." (انظر: ٧٨٠١)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب سے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو ایک قدم کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے عوض برائی مٹا دی جاتی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے وہ آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے، جب تک بعد والی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے اور جب تک آدمی (نماز کی ادائیگی کے بعد) اپنی جائے نماز میں رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما، جب تک بے وضو نہیں ہو جاتا۔“ حضرت موت کے ایک آدمی نے کہا: ابو ہریرہ! حدث (یعنی بے وضو ہو جانے) سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، اس سے مراد پھسکی چھوڑنا یا گوز مارنا ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں اس باب سے متعلقہ الفاظ یہ ہیں: ((وانکم لن تزالوا فی صلاة منذ

انتظرتموها)) ”اور تم جب سے اس نماز کا انتظار کرتے رہے، نماز میں ہی رہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو آدمی با وضو ہو کر گھر سے نکلتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کر کے اسی جائے نماز میں اگلی نماز کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں

(۱۰۴۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ)۔ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حِينَ يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى مَسْجِدِهِ فَرَجُلٌ تَكْتُبُ حَسَنَةً وَالْآخَرَى تَمْحُو سَيِّئَةً)) (مسند احمد: ۸۲۴۰)

(۱۰۴۱)۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ يَنْتَظِرُ الَّتِي بَعْدَهَا وَلَا تَزَالُ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيُ عَلَيَّ أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَسْجِدِهِ، تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْهُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتٍ: وَمَا ذَلِكَ اَلْحَدِيثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، اِنْ فَسَا اَوْ ضَرَطَ۔ (مسند احمد: ۷۸۷۹)

(۱۰۴۲)۔ عَنِ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۲۸)

(۱۰۴۳)۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا فَيُصَلِّي مَعَ الْمُسْلِمِينَ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فِي الْمَجْلِسِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ

(۱۰۴۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۴۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۷۷، ومسلم: ص ۴۵۹ (انظر: ۷۸۹۲)

(۱۰۴۲) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ۴۲۲، وابن ماجه: ۶۹۳ (انظر: ۱۱۰۱۵)

(۱۰۴۳) تخريج: حدیث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۲۷ (انظر: ۱۰۹۹۴)

یوں دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔“

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی (ایک نماز ادا کرنے کے بعد اسی مجلس میں) دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات کو ایک لشکر تیار کیا، یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی، پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”تحقیق دوسرے لوگ نماز پڑھ کر سو گئے ہیں اور تم اس نماز عشا کا انتظار کر رہے ہو، خبردار! بیشک تم جب سے اس نماز کا انتظار کر رہے ہو، نماز میں ہی ہو۔“

حمید کہتے ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی پہنی تھی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے ایک رات کو نماز عشا کو نصف رات تک مؤخر کر دیا، پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھا چکے تو ہم صحابہ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”(دوسری مسجدوں والے) لوگ یہ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں، لیکن تم جب تک اس نماز کے انتظار میں رہے، نماز میں ہی رہے۔“ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ وضو کر کے مسجد کی طرف آتا ہے اور نماز کا

الأخرى إلا قالت الملائكة: اللهم اغفر له اللهم ارحمه.)) (مسند أحمد: ۱۱۰۰۷)

(۱۰۴۴)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (السَّاعِدِيِّ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ۲۳۲۰۰)

(۱۰۴۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: جَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشًا لَيْلَةً حَتَّى ذَهَبَ نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ بَلَغَ ذَلِكَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: ((قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَأَنْتُمْ تَنْتَظِرُونَ هَذِهِ الصَّلَاةَ، أَمَا أَنْتُمْ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتُمْ تَمُوهَا)) (مسند أحمد: ۱۵۰۱۲)

(۱۰۴۶)۔ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: هَلِي اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((النَّاسُ قَدْ صَلَّوْا وَقَامُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتُمْ تَمُوهَا)) قَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ الْآنَ إِلَى وَبَيْصِ خَاتَمِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۲۹۱۱)

(۱۰۴۷)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ ثُمَّ

(۱۰۴۴) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائي: ۲ / ۵۵ (انظر: ۲۲۸۱۲)

(۱۰۴۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابويعلى: ۱۹۳۶ (انظر: ۱۴۹۴۹)

(۱۰۴۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۲، ۶۶۱، و مسلم: ۶۴۰ (انظر: ۱۲۸۸۰)

(۱۰۴۷) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن خزيمة: ۱۴۹۲، وابن حبان: ۲۰۳۸، والحاكم: ۱

/ ۲۱۱، والبيهقي: ۳ / ۶۳ (انظر: ۱۷۴۴۰)

انتظار کرتا ہے تو لکھنے والے دونوں یا ایک مسجد کی طرف اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے، اور جو آدمی بیٹھ کر انتظار کر رہا ہوتا ہے، وہ نماز میں قیام کرنے والے کی طرح ہے اور اس آدمی کو گھر سے نکلنے سے لے کر گھر کی طرف لوٹنے تک نمازیوں میں لکھا جاتا ہے۔“

أَتَى الْمَسْجِدَ يَرَعَى الصَّلَاةَ كَتَبَ لَهُ كَاتِبَاهُ أَوْ كَاتِبُهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَالْقَاعِدُ يَرَعَى الصَّلَاةَ كَالْقَائِمِ وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّينَ مَنْ جِئَ بِخُرُجٍ مِنْ بَيْتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۵۷۷)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی با وضو ہو کر فرضی نماز کی طرف چلا، اس کے لیے اس حاجی کا اجر ہوگا، جس نے احرام پہن رکھا ہو، اور جو چاشت کی نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے، اس کے لیے عمرہ کرنے والے کا اجر ہوگا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز، جبکہ ان کے درمیان کوئی لغو کام بھی نہ ہو، یہ ایسا عمل ہے جس کو ”عَلِيَيْنَ“ میں لکھ دیا جاتا ہے۔“ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان مسجدوں کی طرف صبح کو جانا اور شام کو جانا جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے۔

(۱۰۴۸)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَشَى إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ وَهُوَ مُتَطَهِّرٌ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ مَشَى إِلَى سُبْحَةِ الضُّحَى كَانَ لَهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى أَثَرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوٌ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيَيْنِ۔)) وَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ: الْغَدُوُّ وَالرَّوَاحُ إِلَى هَذِهِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ (مسند أحمد: ۲۲۶۶۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جو آدمی نماز کی طرف نکلتے ہوئے یہ کلمات کہتا ہے: اے اللہ! میں تجھ سے تجھ پر سوالیوں کے حق اور اپنے چلنے کے حق کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ میں فخر، سرکشی، ریاکاری اور شہرت کے لیے نہیں نکلا، بلکہ میں تیرے غصے سے بچنے کے لیے اور تیری رضامندی کو تلاش کرنے کے لیے نکلا ہوں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تو مجھے آگ سے بچا اور میرے گناہ بخش دے، بیشک گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو ہی، تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں

(۱۰۴۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ قَالَ جِئَ بِخُرُجٍ إِلَى الصَّلَاةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَاىْ فَاِنِّىْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَاوَلَا بَطْرًا وَاوَلَا رِيَاءً وَاوَلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ اِتِّقَاءً سَخِطِكَ وَاِبْتِغَاءً مَرْضَاتِكَ اَسْأَلُكَ اَنْ تُسْقِذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، وَكَلَّ اللَّهُ بِهِ

(۱۰۴۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۵۵۸، ۱۲۸۸ (انظر: ۲۲۳۰۴)

(۱۰۴۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عطیة العوفی، وقد روی موقوفا وهو اشبه۔ أخرجه ابن ماجه:

۷۷۸ (انظر: ۱۱۱۵۶)

سَبْعِينَ أَلْفَ مَلِكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ، وَأَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۱۱۷۳)

کو اس ڈیوٹی پر لگاتا ہے کہ وہ اس آدمی کے لیے بخشش طلب کریں اور اللہ تعالیٰ خود اپنے چہرے کے ساتھ ایسے آدمی پر متوجہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔“

بَابُ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ لَوْ قَتِلَ وَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ

نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنے اور اس کا سب سے افضل عمل ہونے کا بیان

(۱۰۵۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ)) قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ)) قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَلَمَّا غَلَبَ عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) قَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّ لِي وَالِدَيْنِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمْرُكَ بِالنَّوَالِدَيْنِ خَيْرًا)) قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالنَّحْوِ نَبِيًّا لَأُجَاهِدَنَّ وَلَا تُرَكْنَهُمَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْتَ أَعْلَمُ)) (مسند أحمد: ۶۶۰۲)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے سب سے افضل عمل کا سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز۔“ اس نے کہا: پھر کون سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز۔“ اس نے کہا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز۔“ ایسے تین دفعہ ہوا، پھر جب اس نے آپ ﷺ پر زیادہ سوالات کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا۔“ اس آدمی نے کہا: میرے والدین بھی زندہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔“ اس نے کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں ضرور ضرور جہاد کروں گا اور ضرور ضرور ان کو چھوڑ دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو خود زیادہ جانتا ہے۔“

فوائد: حافظ ابن حجر نے کہا: جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ جب والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اپنی

اولاد کو جہاد سے روک دے تو جہاد حرام ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے، لیکن جہاد فرض عین کے طور پر متعین ہو جائے تو والدین کی اجازت کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ (فتح الباری: ۶/۱۴۰)

جہاد کرنے کے لیے والدین کی اجازت کے بارے سب سے زیادہ صریح روایت حافظ ابن حجر نے بیان کی ہے جو ابوداؤد (۳۵۳۰) میں موجود ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ((ارجع فاستأذنهما فان اذنا لك فجاهدوا الا فبرهما .)) ”جا اور اپنے والدین سے اجازت لے اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔“ اس کی سند میں ابوالسّمعِ دراج، ابوالہیثم سے بیان کرتا ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب ص: ۹۸ میں لکھا ہے کہ

(۱۰۵۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، حمی بن عبد اللہ المعافری ضعیف۔ أخرجه ابن حبان: ۱۷۲۲ (انظر: ۶۶۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

درج اگر ابوالہشتم سے بیان کرے تو ضعیف ہوتا ہے۔ اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کے علاوہ اقوال و استدلالات تو ہیں۔ صریح صحیح حدیث نظر سے نہیں گزری۔ بہر حال جہاد کرنے کے لیے والدین کی اجازت کے شرط ہونے کے لیے کوئی واضح نص ہونی چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۰۵۱)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْتَقِيمُوا وَلَكِنْ تَخْصُوا (وَفِي رِوَايَةٍ: اسْتَقِيمُوا تُفْلِحُوا) وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَكِنْ يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ.)) (مسند أحمد: ۲۲۸۰۰)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”راہِ صواب پر چلتے رہو اور تم ہرگز احاطہ نہیں کر سکو گے، ایک روایت میں ہے: تم راہِ صواب پر چلتے رہو، کامیاب ہو جاؤ گے، اور جان لو کہ نماز تمہارا سب سے بہتر عمل ہے اور ہرگز وضو کی حفاظت نہیں کرتا مگر مؤمن۔“

(۱۰۵۲)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ حَافِظٌ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ رُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَعَلِمَ أَنَّهَا حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) أَوْ قَالَ: ((وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَرَاهَا حَقًّا لِلَّهِ حُرْمَ عَلَى النَّارِ.)) (مسند أحمد: ۱۸۵۳۵)

سیدنا حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے پانچ نمازوں کے رکوع، سجود اور اوقات کی اچھی طرح حفاظت کی اور یہ جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں، وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ ایک روایت میں ہے: ”اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”وہ ان نمازوں کو اللہ تعالیٰ کا حق سمجھتا ہے، تو وہ آگ پر حرام ہو جائے گا۔“

(۱۰۵۳)۔ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَفْضَلُ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ لَوْ فَتَهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَالْجِهَادُ.)) (مسند أحمد: ۲۳۵۰۸)

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کو وقت پر ادا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور جہاد کرنا افضل اعمال ہیں۔“

(۱۰۵۴)۔ عَنْ أُمِّ قُرْوَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَانَتْ قَدْ سَيَّده ام فروہ رضی اللہ عنہا، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی

(۱۰۵۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۷۷ (انظر: ۲۲۴۳۶)

(۱۰۵۲) تخریج: صحیح بشواہدہ۔ أخرجه الطبرانی (انظر: ۱۸۳۴۵)

(۱۰۵۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه مختصر الدارقطنی: ۱/ ۲۴۶، والحاكم: ۱/ ۱۸۹ (انظر: ۲۳۱۲۰)

(۱۰۵۴) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداؤد: ۴۲۶ (انظر: ۲۷۱۰۴)

تھی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت بیان کی گئی ہے۔

(تیسری سند) سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا، جو رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے والوں میں سے تھیں، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب عمل یہ ہے کہ نماز کو اس کے پہلے وقت میں مہل کر کے ادا کیا جائے۔“

بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ أَفْضَلِ الْعَمَلِ، فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا.)) (مسند أحمد: ۲۷۶۴۵)

(۱۰۵۵) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) - بِنَحْوِهِ -

(مسند أحمد: ۲۷۶۴۴)

(۱۰۵۵) - (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) - عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَنَامٍ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ فَرَوَةَ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ الْأَعْمَالَ فَقَالَ: ((إِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ تَعْجِيلُ الصَّلَاةِ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا.)) (مسند أحمد: ۲۷۶۴۶)

بَابُ فِي فِضْلِ طَوْلِ الْقِيَامِ وَكَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قيام کی طوالت اور رکوع و سجود کی کثرت کی فضیلت کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں لمبا قیام کرنا۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات کو نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میں نے بری چیز کا ارادہ کر لیا۔ ہم نے کہا: تم نے کون سی بری چیز کا ارادہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ ﷺ کو چھوڑ دوں۔

(۱۰۵۶) - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طَوْلُ الْقُنُوتِ)) (مسند أحمد: ۱۴۲۸۲)

(۱۰۵۷) - عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرٍ سَوْءٍ، قُلْنَا: وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدْعَهُ. (مسند أحمد: ۴۱۹۹)

(۱۰۵۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۵۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۵۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۵۶ (انظر: ۱۴۲۳۳)

(۱۰۵۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه ابن خزيمة: ۱۱۵۴ (انظر: ۴۱۹۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مخارق کہتے ہیں: ہم لوگ حج کرنے کے لیے نکلے، جب ربذہ مقام پر پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم آگے چلو، میں خود پیچھے رہ گیا، پس میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہم کیا پاس گیا، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ لمبا قیام کرتے اور کثرت سے رکوع و سجود کرتے، جب میں نے ان سے اس چیز کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: میں نے عمل کو اچھا بنانے میں کوئی کمی نہیں کی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے رکوع کیا، یا سجدہ کیا، اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور ایک گناہ مٹا دیا جائے گا۔“

(دوسری سند) مطرف کہتے ہیں: میں کچھ قریشی افراد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، پس ایک آدمی آ کر نماز پڑھنے لگا اور رکوع و سجود کرنے لگا، پھر نماز پڑھنے لگا اور رکوع و سجود کرنے لگا اور بیٹھا نہیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ اس بندے کو تو اتنا بھی پتہ نہیں ہوگا کہ اس نے جفت رکعتیں پڑھیں یا طاق۔ لوگوں نے کہا: کیا تم اس کی طرف جا کر اس کو کہہ نہیں دیتے۔ پس میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرا تو یہ خیال ہے کہ تجھے یہ بھی پتہ نہیں ہوگا کہ تو نے جفت رکعتیں پڑھ لی ہیں یا طاق۔ اس نے کہا: لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دے گا، ایک برائی مٹا دے گا اور ایک درجہ بلند کر دے گا۔“ میں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ابو ذر ہوں، یہ سن کر میں اپنے دوستوں کی طرف واپس آ گیا اور کہا: اللہ تعالیٰ تم کو

(۱۰۵۸)۔ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْمُخَارِقِ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَلَمَّا بَلَّغْنَا الرَّبْدَةَ قُلْتُ لِأَصْحَابِي: تَقَدَّمُوا وَتَخَلَّفْتُ فَأَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَرَأَيْتُهُ يُطِيلُ اسْقِيَامَ وَيُكثِرُ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: مَا أَلَوْتُ أَنْ أَحْسِنَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَكَعَ رَكْعَةً أَوْ سَجَدَ سَجْدَةً رَفَعَ بِهَا دَرَجَةً وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ)) (مسند أحمد: ۲۱۶۳۳)

(۱۰۵۹)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَعَدْتُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَعَلَ يُصَلِّي يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ لَا يَقْعُدُ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! مَا أَرَى هَذَا يَذَرِي يَنْصَرِفُ عَلَى شَفْعٍ أَوْ وَتَرٍ، فَقَالُوا: أَلَا تَقُومُ إِلَيْهِ فَتَقُولُ لَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! مَا أَرَاكَ تَذَرِي تَنْصَرِفُ عَلَى شَفْعٍ أَوْ وَتَرٍ، قَالَ: وَلَكِنَّ اللَّهَ يَذَرِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَجَدَ لِلَّهِ سَجْدَةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةً وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً)) فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: أَبُو ذَرٍّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ: جَزَاكُمُ اللَّهُ مِنْ جُلَسَاءِ شَرًّا،

(۱۰۵۸) حدیث صحیح۔ أخرجه الدارمی: ۱۶۶۱، والبخاری: ۳۹۰۳، والبيهقي: ۱۰ / ۳ (انظر: ۲۱۳۰۸)

(۱۰۵۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

بیٹھنے والوں کی طرف سے برا بدلہ دے، تم نے مجھے حکم دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک فرد کو تعلیم دوں۔ (تیسری سند) اخف بن قیس کہتے ہیں: میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور ایک بندے کو بہت زیادہ سجدے کرتے ہوئے پایا، مجھے اس کے اس عمل کی وجہ سے کچھ محسوس ہونے لگا، پس جب وہ فارغ ہوا تو میں نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو جنت رکعتوں پر سلام پھیر رہا ہے یا طاق پر؟ اس نے کہا: اگر میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے، پھر اس نے کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے بتلایا، پھر وہ رونے لگ گئے، اس نے پھر کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے خبر دی، پھر وہ رونے لگ گیا، پھر اس نے کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ”نہیں ہے کوئی بندہ، جو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے، مگر اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے، ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کی ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ میں نے اس سے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، مجھے یہ تو بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں صحابی رسول ابو ذر ہوں، یہ سن کر میرا دل چھوٹا ہو گیا (یعنی مجھے بڑی شرمندگی محسوس ہوئی)۔

سیدنا ابو فاطمہ ازدی یا اسدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے ابو فاطمہ! اگر تم مجھے ملنے کا ارادہ کرتے ہو تو کثرت سے سجدے کرو۔“

فوائد:..... سیدنا ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ نے کثرت سجدوں کی وجہ سے اپنی پیشانی اور گھٹنوں کو کالا کر دیا تھا۔

أَمَرْتُ مُؤْنِي أَنْ أَعْلِمَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (مسند أحمد: ۲۱۶۴۳)
(۱۰۶۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ)۔ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَوَجَدْتُ فِيهِ رَجُلًا يُكْثِرُ السُّجُودَ فَوَجَدْتُ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: أَتَذَرِي عَلَيَّ شَفْعَ انْصَرَفَتْ أُمُّ عَلِيٍّ وَتَرِي؟ قَالَ: إِنْ أَكُّ لَا أَذْرِي فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَذْرِي، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَبِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ثُمَّ بَكَى، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَبِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ثُمَّ بَكَى، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَبِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةٌ وَكُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ)) قَالَ: قُلْتُ: أَخْبَرَنِي مَنْ أَنْتَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ؟ قَالَ: أَنَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَقَاصَرْتُ إِلَى نَفْسِي۔

(مسند أحمد: ۲۱۷۸۳)

(۱۰۶۱)۔ عَنِ أَبِي فَاطِمَةَ الْأَزْدِيِّ أَوْ الْأَسَدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا فَاطِمَةَ! إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَلْقَانِي فَأَكْثِرِ السُّجُودَ)) (مسند أحمد: ۱۵۶۱۱)

(۱۰۶۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۶۱) تخريج: حديث حسن لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۲/ ۸۲۱، وأخرج بنحوه ابن

ماجه: ۱۴۲۲ (انظر: ۱۵۵۲۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوفاطمہ! کثرت سے سجدے کیا کرو، کیونکہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلحاظ درجہ کے بلند کر دیتا ہے۔“

مولائے بنو مخزوم زیاد بن ابوزیاد، نبی کریم ﷺ کے ایک خادم یا خادمہ سے بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے خادم سے کہا کرتے تھے: ”کیا تیری کوئی ضرورت ہے؟“ ایک دن اس خادم نے کہہ دیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک ضرورت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیری کیا ضرورت ہے؟“ اس نے کہا: میری ضرورت یہ ہے کہ آپ قیامت کے دن میری سفارش کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور کس نے اس چیز پر تیری رہنمائی کی ہے؟“ اس نے کہا: میرے رب نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس ضرورت کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے تو کثرت سجدہ کے ذریعے میری مدد کر۔“

معدان بن ابی طلحہ ہمیری کہتے ہیں: میں مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما کو ملا اور کہا: مجھے ایسا عمل بتائیں کہ اگر میں اس کو ادا کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کر دے، یا کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کی خبر دیجئے، پس وہ خاموش رہے، (پھر میں نے ان سے سوال کیا، لیکن وہ خاموش رہے) پھر جب میں نے تیسری دفعہ سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا

(۱۰۶۲)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ آخَرَ)۔ يَا أَبَا فَاطِمَةَ أَكْثِرْ مِنَ السُّجُودِ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ مُسْلِمٍ، بَدَلَ رَجُلٍ) يَسْجُدُ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهَا دَرَجَةً.)) (مسند أحمد: ۱۵۶۱۳)

(۱۰۶۳)۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ عَنْ خَادِمٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَجُلٍ أَوْ امْرَأَةٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِمَّا يَقُولُ لِلْخَادِمِ: ((لَكَ حَاجَةٌ؟)) قَالَ: حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَاجَتِي، قَالَ: ((وَمَا حَاجَتُكَ؟)) قَالَ: حَاجَتِي أَنْ تَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: ((وَمَنْ ذَلِكَ عَلَى هَذَا؟)) قَالَ: رَبِّي، قَالَ: ((إِنَّمَا فَأَعِنِّي بِكَثْرَةِ السُّجُودِ.)) (مسند أحمد: ۱۶۱۷۳)

(۱۰۶۴)۔ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ ثُوبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ أَوْ قَالَ: قُلْتُ: يَا حَبِيبَ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ، فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ النَّبِیَّةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ،

(۱۰۶۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۶۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۶۴) تخریج: أخرجه مسلم ۴۸۸ (انظر: ۲۲۳۷۷)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”کثرتِ سجود کا اہتمام کر، کیونکہ جب بھی توجہ کرے گا، اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تیرا ایک گناہ مٹا دے گا۔“ معدان کہتے ہیں: پھر میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا اور انھوں نے بھی مجھے وہی جواب دیا، جو سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ.)) قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثُوْبَانٌ. (مسند احمد: ۲۲۷۳۵)

بَابُ فِي فَضْلِ صَلَاتِي الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی فضیلت کا بیان

ابو بکر اپنے باپ (سیدنا ابو موسیٰ اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

(۱۰۶۵)۔ عَنِ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَيْعِيِّ عَنِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) (مسند احمد: ۱۶۸۵۰)

فوائد: عام علماء ان دو نمازوں سے عصر اور فجر کی نمازیں مراد لیتے ہیں۔ برد کا معنی ٹھنڈا ہے۔ عصر کا وقت دن کے باقی وقت کے لحاظ سے ٹھنڈا ہوتا ہے اور فجر کا وقت رات کے باقی وقت کے لحاظ سے ٹھنڈا ہوتا ہے۔ دوسری توجیہ یہ بھی کی جاتی ہے کہ برد کا معنی کنارہ ہے، دو کناروں کی نمازیں۔ نمازِ عصر دن کے کنارے اور نمازِ فجر رات کے کنارے میں پڑھی جاتی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

اہل بصرہ میں سے ایک آدمی نے رویہ سے سوال کرتے ہوئے کہا: تم نے رسول اللہ ﷺ سے جو بات سنی، اس کی مجھے بھی خبر دیجئے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، (اور ایک روایت میں ہے گرگز داخل نہ ہوگا) جو طلوع آفتاب سے پہلے والی اور غروب آفتاب سے پہلے والی نماز ادا کرتا ہے۔“ اس نے کہا: کیا تم نے واقعی آپ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: میرے کانوں نے آپ ﷺ سے سنا ہے اور دل نے اس بات کو یاد کیا ہے۔ اس بندے نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے

(۱۰۶۶)۔ عَنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنِ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَلِجُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَنْ يَلِجَ) النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ)) قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) قَالَ: سَمِعْتَهُ أَذْنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللَّهِ! لَقَدْ سَمِعْتُهُ

(۱۰۶۵) (تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۴، ومسلم: ۶۳۵ (انظر: ۱۶۷۳۰)

(۱۰۶۶) (تخریج: أخرجه مسلم: ۶۳۴ (انظر: ۱۸۲۹۷)

بھی یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں، وہ یکے بعد دیگرے آتے ہیں، وہ رات کے اور دن کے فرشتے ہیں، جو فجر اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ اللہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں، جو تمہارے اندر ہوتے ہیں اور اللہ ان سے سوال کرتا ہے، جبکہ وہ زیادہ جاننے والا ہے، پس پوچھتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے ان کو اس حالت میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“

سیدنا فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور مسلمان ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے تعلیم دی اور اوقات سمیت پانچ نمازیں سکھائیں، لیکن میں نے کہا: یہ تو میری مصروفیت کی گھڑیاں ہیں، آپ مجھے اس سے مختصر حکم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو مصروف رہتا ہے تو تجھے دو عمروں سے مشغول نہیں ہونا چاہیے۔“ میں نے کہا: دو عصریں کون سی ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز فجر اور نماز عصر۔“

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم بدر والی رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تم اپنے پروردگار کو ایسے ہی دیکھو گے، جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہو، اور اس کی رویت میں تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی، پس اگر تمہیں طاقت ہو تو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے والی

يَقُولُ ذَلِكَ - (مسند أحمد: ۱۸۴۸۶)

(۱۰۶۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً، يَتَعَابُونَ مَلَائِكَةَ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةَ النَّهَارِ فَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِينَ كَانُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَيَقُولُ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّونَ وَآتَيْنَاهُمْ يُصَلُّونَ.)) (مسند أحمد: ۷۴۸۳)

(۱۰۶۸)۔ عَنْ فَضَالَةَ اللَّيْثِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: آتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ، وَعَلَّمَنِي حَتَّى عَلَّمَنِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ لِمَوَاقِبِهِنَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ هَذِهِ لَسَاعَاتٌ أُشْغَلُ فِيهَا فَمُرْنِي بِجَوَامِعٍ۔ فَقَالَ لِي: ((إِنْ شِغِلْتَ فَلَا تُشْغَلْ عَنِ الْعَصْرَيْنِ.)) قُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ قَالَ: ((صَلَاةُ الْعَدَاةِ وَصَلَاةُ الْعَصْرِ.)) (مسند أحمد: ۱۹۲۳۳)

(۱۰۶۹)۔ عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ، لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ قَبْلَ طُلُوعِ

(۱۰۶۷) (تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۵، ومسلم: ۶۳۲ (انظر: ۷۴۹۱))

(۱۰۶۸) (تخریج: حدیث ضعیف صحیحہ دیکھیں۔ أخرجه ابو داود: ۴۲۸ (انظر: ۱۹۰۲۴))

(۱۰۶۹) (تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۴، ۴۸۵۱، ۷۴۳۴، ومسلم: ۶۳۳ (انظر: ۱۹۱۹۰))

نمازوں کے معاملے میں مغلوب نہ ہو جانا۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ”پس سورج کے طلوع ہونے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کر۔“ شعبہ کہتے ہیں: میں یہ نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے ”فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ“ الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا نہیں۔

السَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ.) ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ قَالَ شُعْبَةُ (أَحَدُ الرِّوَايَةِ): لَا أَدْرِي قَالَ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَوْ لَمْ يَقُلْ. (مسند أحمد: ۱۹۴۰۴)

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَجَبْرِ الْفَرَائِضِ بِالنَّوَافِلِ

نفل نماز کی فضیلت اور نوافل کے ذریعے فرائض کی کمی کو پورا کرنے کا بیان

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے بندے کی کسی ایسی چیز کو کان لگا کر نہیں سنا، جو اس کی ادا کی ہوئی دو رکعتوں سے زیادہ افضل ہو اور جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے، اس کے سر پر نیکی چھڑکی جاتی ہے اور لوگوں نے کسی ایسے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا، جو عمل اس چیز جیسا ہو، جو اللہ تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے۔“ آپ ﷺ کی مراد قرآن مجید تھی۔

(۱۰۷۰)۔ عَنِ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَدْنَى اللَّهِ لِعَبْدٍ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ رَكَعَتَيْنِ يُصَلِّيَهُمَا، وَإِنَّ الْبِرَّ لِيُذْرُ فَوْقَ رَأْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِي صَلَاتِهِ، وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ)). (مسند أحمد: ۲۲۶۶۲)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھر میں بندے کا نماز پڑھنا نور ہے، پس جو چاہتا ہے، اپنے گھر کو متور کر لے۔“

(۱۰۷۱)۔ عَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ نَوْرٌ فَمَنْ شَاءَ نَوَّرَ بَيْتَهُ)). (مسند أحمد: ۸۶)

انس بن حکیم نسبی کہتے ہیں: میں زیاد یا ابن زیاد کے زمانے میں ڈرنے لگا، اس لیے مدینہ منورہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا، انھوں نے مجھ سے نسب دریافت کیا، میں نے وہ بیان کر دیا، پھر انھوں نے کہا: اے نوجوان! کیا میں تم کو ایک

(۱۰۷۲)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ نِ الصَّبِيِّ أَنَّهُ خَافَ زَمَانَ زَيْادٍ أَوْ ابْنِ زَيْادٍ فَأَتَى الْمَدِينَةَ فَلَقِيَ أَبَاهُ رِيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: فَانْتَسَبَنِي فَانْتَسَبْتُ لَهُ فَقَالَ: يَا فَتَى أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا

(۱۰۷۰)۔ تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف بکر بن خنیس ولیث بن ابی سلیم۔ أخرجه الترمذی: ۲۹۱۱ (انظر: ۲۲۳۰۶)

(۱۰۷۱)۔ تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة الرجل الذي روى عنه عاصم۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۳۷۵ (انظر: ۸۶)

(۱۰۷۲)۔ تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۸۶۴ (انظر: ۹۴۹۴)

حدیث بیان نہ کر دوں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تجھے کوئی فائدہ دے دے؟ میں نے کہا: جی کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک پہلی چیز کہ جس کے بارے میں روز قیامت بندوں کا محاسبہ کیا جائے گا، وہ نماز ہے۔ ہمارا رب تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا، جبکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے: تم میرے بندے کی نماز کو دیکھو، کیا اس نے اس کو پوری طرح ادا کیا ہے یا ناقص؟ پس اگر وہ پوری ہوئی تو اس کے لیے پوری لکھی جائے گی اور اگر اس میں کوئی نقص ہو تو اللہ تعالیٰ کہے گا: تم دیکھو کہ کیا میرے بندے کی کوئی نفل نماز ہے؟ پس اگر اس کی نفل نماز ہوئی تو وہ کہے گا: میرے بندے کی فرض نماز کو اس کی نفل نماز کے ذریعے پورا کر دو، پھر باقی اعمال کا محاسبہ بھی اسی طرح کیا جائے گا۔“

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: جب تو مصر والوں کے پاس جائے تو ان کو بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”پہلی چیز کہ جس کا بندے سے قیامت کے روز محاسبہ کیا جائے گا، وہ فرضی نماز ہے، پس اگر وہ مکمل ہوئی تو ٹھیک، ورنہ اس کی نفل نماز اس کی کمی کو پورا کیا جائے گا، پھر باقی تمام فرضی اعمال کے ساتھ یہی معاملہ اختیار کیا جائے گا۔“

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلی چیز کہ جس کا بندے سے محاسبہ کیا جائے گا، وہ اس کی نماز ہے، پس اگر اس نے اس کو مکمل کیا ہوگا تو وہ پوری لکھ

لَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ؟ قُلْتُ: بَلَى! رَحِمَكَ اللَّهُ، قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ: يَقُولُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ: انظُرُوا فِي صَلَاةِ عَبْدِي أَمَّا نَقَصَهَا؟ فَإِنْ كَانَتْ تَامَةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَةً وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ: انظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: أَتَمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تَوَخَّذُوا الْأَعْمَالَ عَلَىٰ ذُلُكُمْ.)) قَالَ يُونُسُ (أَحَدُ الرُّوَاةِ): وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ. (مسند أحمد: ۹۴۹۰)

(۱۰۷۳): (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ). قَالَ: نَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا آتَيْتَ أَهْلَ مِصْرَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَوَّلُ شَيْءٍ مِمَّا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ الْمَكْتُوبَةُ، فَإِنْ صَلَحَتْ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنْ أَتَمَّهَا) وَلَا زَيْدٍ فِيهَا مِنْ تَطَوُّعِهِ ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ امْفَرُوضَةِ كَذَلِكَ.)) (مسند أحمد: ۷۸۸۹)

(۱۰۷۴): عَنْ بَحْيِيِّ بْنِ يَعْمَرَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ، فَإِنْ

(۱۰۷۳) حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۴۲۵، والنسائی: ۱/۲۳۳، والترمذی: ۴۱۳ (انظر: ۷۹۰۲)

(۱۰۷۴) تخريج: اسنادہ صحیح (انظر: ۱۶۶۱۴)

دی جائے گی اور اگر اس میں کمی کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ کہے گا: دیکھو، کیا تم میرے بندے کی کوئی نغلی نماز پاتے ہو، پس اسی سے اس کی فرض نماز کو پورا کر دو، پھر زکاۃ کا بھی اسی طرح محاسبہ کیا جائے گا اور پھر دوسرے اعمال کا بھی۔“

كَانَ اَتَمَهَا كُبَيْتَ لَهٗ تَامَةً وَاِنْ لَمْ يَكُنْ اَتَمَهَا
قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَنْظُرُوا هَلْ تَجِدُوْنَ
لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَتَكْمِلُوْا بِهَا فَرِيضَتَهُ، ثُمَّ
الزَّكَاةُ كَذٰلِكَ ثُمَّ تُؤَخَّذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى
حَسَبِ ذٰلِكَ.)) (مسند أحمد: ۱۶۷۳۱)

بَابُ فِيْ وَعِيْدٍ مَنْ تَهَاوَنَ بِاَمْرِ الصَّلَاةِ اَوْ اَخْرَهَا عَنْ وَقْتِهَا

نماز کے معاملے میں سستی کرنے والے یا اس کو اس کے وقت سے لیٹ کرنے والے کی وعید کا بیان
عبد اللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت کہتے ہیں: ہم ظہر سے
فارغ ہو کر خارجه بن عمرو کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ
عنه کے پاس گئے، انھوں نے کہا: لڑکی! دیکھو، کیا نماز کا وقت ہو گیا
ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس ہم نے ان سے کہا: ہم تو ابھی
امام کے ساتھ ظہر پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں، بہر حال انھوں نے
عصر کی نماز پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ تو اس طرح نماز
پڑھتے تھے۔

(۱۰۷۵)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ثَنَا
عَبْدُ الْمَلِكِ بِنُ عَمْرٍو ثَنَا خَارِجَةُ بِنُ عَبْدِ
اللّٰهِ مِنْ وَلَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ:
اِنْصَرَفْنَا مِنَ الظُّهْرِ مَعَ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدٍ
فَدَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا
جَارِيَةُ! اَنْظُرِيْ هَلْ حَانَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ:
قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْنَا لَهٗ: اِنَّمَا اِنْصَرَفْنَا مِنَ
الظُّهْرِ الْاَنَ مَعَ الْاِمَامِ، قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى
الْعَصْرَ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ. (مسند أحمد: ۱۳۲۷۲)

مولائے ابن عباس زیاد بن ابی زیاد کہتے ہیں: میں اور عمر نماز
ظہر سے فارغ ہوئے، مدینہ کے گورنر ہشام بن اسماعیل نے
نماز پڑھائی تھی، پھر ہم عمرو بن عبد اللہ بن ابی طلحہ کی تیمارداری
کرنے کے لیے ان کی طرف گئے، وہ بیمار تھے، پس ہم ان
کے پاس بیٹھے نہیں، کھڑے کھڑے ہی ان کا حال دریافت کر
لیا اور پھر ہم وہاں سے پلٹ کر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ
عنه کے پاس ان کے گھر میں گئے، ان کا گھر ابو طلحہ کے گھر کے پہلو میں

(۱۰۷۶)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ زَيْدٍ مَوْلَى اَبِيْ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنْصَرَفْتُ مِنَ الظُّهْرِ اَنَا
وَعُمْرُ حَيْنَ صَلَاةِ هِشَامِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ
بِالنَّاسِ اِذْ كَانَ عَلٰى الْمَدِيْنَةِ اِلَى عَمْرٍو بِنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ نَعُوْدُهُ فِيْ شَكْوَى
لَهٗ، قَالَ: فَمَا قَعَدْنَا، مَا سَأَلْنَا عَنْهُ اِلَّا
قِيَامًا، قَالَ: ثُمَّ اِنْصَرَفْنَا فَدَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ

(۱۰۷۵) (تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۳۲۳۹)

(۱۰۷۶) (تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرج البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۳ / ۳۵۵ المرفوع منه (انظر: ۱۳۴۸۳)

تھا، ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ایک لڑکی نے آکر کہا: ابو حمزہ! نماز پڑھو، ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، کون سی نماز؟ انھوں نے کہا: نماز عصر، ہم نے کہا: ہم نے تو ابھی ابھی ظہر کی نماز پڑھی ہے، انھوں نے کہا: تم نے نماز کو چھوڑ دیا ہے، یہاں تک کہ تم اس کو بھول گئے ہو، یا کہا: تم کو نماز اس طرح بھلا دی گئی ہے کہ تم نے اس کو چھوڑ دیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب کر کے) بھیجا گیا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو کھڑا کر کے اشارہ کیا۔

سیدنا علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! تین چیزوں کو لیٹ نہیں کرنا، نماز جب اس کا وقت آ جائے، جنازہ جب حاضر ہو جائے اور وہ عورت کہ جس کا خاوند نہ، جب تو اس کے لیے کوئی مناسب آدمی پالے۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بیشک فلاں آدمی آج رات نماز سے بھی سویا رہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان اس آدمی کے کانوں میں پیشاب کر گیا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ وَهِيَ إِلَى جَنْبِ دَارِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: فَلَمَّا قَعَدْنَا أَتَتْهُ الْجَارِيَةُ فَقَالَتْ: الصَّلَاةُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ: قُلْنَا: أَيُّ الصَّلَاةِ رَحِمَكَ اللَّهُ؟ قَالَ: الْعَصْرُ، قَالَ: قُلْنَا: إِنَّمَا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ الْآنَ، قَالَ: فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَرَكَتُمُ الصَّلَاةَ حَتَّى نَسِيْتُمُوهَا، أَوْ قَالَ: نُسِيْتُمُوهَا حَتَّى تَرَكَتُمُوهَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَمَدَّ إِصْبَعَهُ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى - (مسند أحمد: ۱۳۵۱۷)

(۱۰۷۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ لَا تُؤَخَّرُهُنَّ، الصَّلَاةُ إِذَا آتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْأَيْمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُومًا)) (مسند أحمد: ۸۲۸)

(۱۰۷۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الرَّجُلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا نَامَ الْبَارِحَةَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَلِكَ الشَّيْطَانُ بَالَ فِي أُذُنِهِ، أَوْ فِي أُذُنَيْهِ)) (مسند أحمد: ۳۵۵۷)

(۱۰۷۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ - (مسند أحمد: ۷۵۲۸)

(۱۰۸۰)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۱۰۷۷) تخريج: اسنادہ ضعیف لجهالة سعيد بن عبد الله الجهني - أخرجه ابن ماجه: ۱۴۸۶، والترمذی: ۱۷۱، ۱۰۷۵ (انظر: ۸۲۸)

(۱۰۷۸) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۱۴۴، ومسلم: ۷۷۴ (انظر: ۳۵۵۷)

(۱۰۷۹) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۷۵۳۷)

(۱۰۸۰) تخريج: صحيح لغيره - أخرجه البزار: ۳۹۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۱۵۵ (انظر: ۱۷۱۲۲)

فرمایا: ”میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے کہ وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں گے، پس تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لینا اور ان کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کو نفل بنا لینا۔“

سیدنا عاصم بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک میرے بعد عنقریب ایسے حکمران آئیں گے جو بسا اوقات وقت پر نماز پڑھیں گے اور کبھی کبھار اس کو وقت سے مؤخر کر دیں گے، پس اگر وہ وقت پر نماز پڑھیں اور تم بھی ان کے ساتھ پڑھو تو اس کا ثواب تمہارے لیے بھی ہوگا اور ان کے لیے بھی، لیکن اگر وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں اور تم بھی ان کے ساتھ پڑھو، تو تمہیں تو ثواب ملے گا، لیکن اس کا وبال ان پر ہوگا، جو جماعت سے علیحدہ ہو گیا، وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جس نے معاہدہ توڑ دیا، عہد کو توڑنے والے کی حیثیت سے ہی مرے گا اور قیامت کے روز وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے حق میں کوئی حجت نہیں ہوگی۔“

أَنَّهُ قَالَ: ((سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أُمَّةٌ يُؤَيِّتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِيَوْقَتِهَا وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً.)) (مسند أحمد: ۱۷۲۵۲)

(۱۰۸۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ مِنْ بَعْدِي أُمَّةٌ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِيَوْقَتِهَا وَيُؤَخِّرُونَهَا عَنْ وَقْتِهَا، فَصَلُّوْهَا مَعَهُمْ، فَإِنْ صَلَّوْهَا لِيَوْقَتِهَا وَصَلَّيْتُمُوهَا مَعَهُمْ فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخَّرُوهَا عَنْ وَقْتِهَا فَصَلَّيْتُمُوهَا مَعَهُمْ فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ، مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ نَكَثَ الْعَهْدَ وَمَاتَ نَاكِثًا لِلْعَهْدِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ.)) قُلْتُ لَهُ: مَنْ أَخْبَرَكَ هَذَا الْخَبْرَ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، يُخْبِرُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. (مسند أحمد: ۱۵۷۶۹)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا، ہم سات افراد اس مسجد کی قبلہ والی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، چار ہمارے غلام تھے اور ہم تین

(۱۰۸۲)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُسْنِدِي ظُهُورِنَا إِلَى قِبْلَةِ مَسْجِدِ رَسُولِ

(۱۰۸۱) تخریج: بعضہ صحیح لغیرہ، و هذا اسناد ضعیف لضعف عاصم بن عبید اللہ۔ أخرجه ابو يعلى: ۷۲۰۱، و عبد الرزاق: ۳۷۷۹ (انظر: ۱۵۶۸۱)

(۱۰۸۲) تخریج: مرفوعہ صحیح لغیرہ، و هذا اسناد ضعیف لانقطاعه، الشعبي لم يسمع من كعب۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۱۹ / ۳۳۱، والدارمی: ۱۲۲۶، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۳۱۷۴ (انظر: ۱۸۱۳۲)

عرب تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، یہاں تک ہمارے پاس پہنچے، یہ نماز ظہر کا وقت تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھایا ہوا ہے؟“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نماز کا انتظار کر رہے ہیں، آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا کہتا ہے؟“ ہم نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تمہارا رب کہتا ہے: جس نے بروقت نماز ادا کی اور اس کی مکمل حفاظت کی اور اس کے حق کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس کو ضائع نہیں کیا، پاس اس کے لیے مجھ پر عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا، اور جس نے نماز کو وقت پر ادا نہ کیا اور اس کی مکمل حفاظت نہ کی اور اس کے حق کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس کو ضائع کر دیا، اس کے لیے میرا کوئی عہد نہیں ہے، اگر میں چاہوں تو اس کو عذاب دوں اور چاہوں تو معاف کر دوں۔“

صحابی رسول سیدنا ابو یسر کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کوئی آدمی پوری نماز پڑھتا ہے، کوئی نصف ادا کرتا ہے، کوئی ایک تہائی اور کوئی ایک چوتھائی،“ یہاں تک کہ آپ ﷺ دسویں حصے تک پہنچ گئے۔

سیدنا نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کی نماز اس سے رہ گئی تو گویا کہ اس کا اہل اور

اللہ ﷻ سَبْعَةُ رَهْطٍ ، اَرْبَعَةٌ مَوَالِينَا وَثَلَاثَةٌ مِنْ عَرَبِنَا ، اِذَا خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ حَتَّى اِنْتَهَى اِلَيْنَا فَقَالَ : ((مَا يُجْلِسُكُمْ هَاهُنَا؟)) قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! نَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ ، قَالَ : فَاَرَمَ قَلِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ : ((اَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ؟)) قَالَ : قُلْنَا : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ، قَالَ : ((فَاِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ : مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ لَوْ فِئْهَا وَحَافِظَ عَلَيْهَا وَلَمْ يَضِيْعَهَا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا فَلَهُ عَلَيَّ عَهْدٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ لَمْ يُصَلِّهَا لَوْ فِئْهَا وَلَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا وَضِيْعَهَا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا فَلَا عَهْدَ لَهُ ، اِنْ شِئْتُ عَذَبْتُهُ وَاِنْ شِئْتُ عَفَرْتُ لَهُ)) (مسند أحمد: ۱۸۳۱۲)

(۱۰۸۳)۔ عَنِ اَبِي يَسْرِ الْاَنْصَارِيِّ كَعْبِ بْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مِنْكُمْ مَنْ يُصَلِّي الصَّلَاةَ كَامِلَةً وَمِنْكُمْ مَنْ يُصَلِّي النِّصْفَ وَالثُّلُثَ وَالرُّبْعَ حَتَّى بَلَغَ الْعُشْرَ)) (مسند أحمد: ۱۵۶۰۷)

(۱۰۸۴)۔ عَنِ نُوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ فَاَتَتْهُ الصَّلَاةُ فَكَانَ مَا

(۱۰۸۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ۶۱۳، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۱۱۰۶ (انظر: ۱۵۵۲۲)

(۱۰۸۴) تخریج: صحیح۔ أخرجه الطيالسي: ۱۲۳۷، والشافعي: ۱/ ۵۳، وابن حبان: ۱۴۶۸، والبيهقي: ۱/ ۴۴۵ (انظر: ۲۳۶۴۲)

وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ)) (مسند أحمد: ۲۴۰۴۲)
 (۱۰۸۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ لَوْ فِيهَا الْآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۲۱)

مال اس سے چھین لیے گئے۔“
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز کو اس کے آخری وقت میں دو دفعہ ادا نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فوت کر دیا تھا۔

بَابُ فِي وَعِيدِ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ عَمَدًا أَوْ سُكْرًا

جان بوجھ کر یا نشے کی وجہ سے نماز کو ترک کرنے والے کی وعید کا بیان

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جان بوجھ کر نماز ترک نہ کر، پس بیشک جس نے نماز چھوڑ دی، اس سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ بری ہو جائے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نشے کی وجہ سے ایک دفعہ نماز چھوڑ دی، پس گویا کہ ساری دنیا اور وہاں علیہا اس کا تھا اور وہ اس سے چھین لیا گیا، اور جس نے نشے کی وجہ سے چار مرتبہ نماز ترک کر دی، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو ”طِينَةُ الْخَبَالِ“ سے پلائے گا۔“ کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ”طِينَةُ الْخَبَالِ“ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنمیوں سے بننے والا خون اور پیپ۔“

(۱۰۸۶)۔ عَنْ أُمِّ آيْمَنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَتْرُكُ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا، فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ بَرِثَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ)) (مسند أحمد: ۲۷۹۰۸)
 (۱۰۸۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا مَرَّةً وَاحِدَةً فَكَأَنَّمَا كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا فَسُلبَهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ)) قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((عُصَارَةُ أَهْلِ جَهَنَّمَ)) (مسند أحمد: ۶۶۵۹)

(۱۰۸۵) تخريج: اسنادہ ضعیف، اسحاق بن عمر لم یسمع من عائشة، ثم انه مجهول۔ أخرجه الترمذی: ۷۴ (انظر: ۲۴۶۱۴)

(۱۰۸۶) تخريج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، مکحول الشامی لم یسمع من ام ایمن۔ أخرجه البيهقی: ۷/ ۳۰۴ (انظر: ۲۷۳۶۴)

(۱۰۸۷) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الحاكم: ۴/ ۱۴۶، والبيهقی: ۱/ ۳۸۹ (انظر: ۶۶۵۹)

بَابُ حُجَّةِ مَنْ كَفَرَ تَارِكَ الصَّلَاةِ

تارک نماز کو کافر قرار دینے کی دلیل کا بیان

(۱۰۸۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ أَوْ الشُّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ۱۵۰۴۲)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور کفر یا شرک کے درمیان نماز کے چھوڑنے کا فرق ہے۔“

(۱۰۸۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) (مسند أحمد: ۲۳۳۲۵)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا عہد ہے، جس نے اس کو چھوڑ دیا، تو یقیناً اس نے کفر کیا۔“

(۱۰۹۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: ((مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاتًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يَحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بَنِي خَلْفٍ)) (مسند أحمد: ۶۵۷۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: ”جس نے نماز کی اچھی طرح حفاظت کی تو یہ اس کے لیے قیامت کے روز نور، دلیل اور نجات ہوگی اور جس نے اس کی پوری طرح حفاظت نہ کی تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہوگی، نہ دلیل اور نہ نجات اور ایسا آدمی قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

بَابُ حُجَّةِ مَنْ لَمْ يَكْفُرْ تَارِكَ الصَّلَاةَ وَرَجَا لَهُ مَا يُرْجَى لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان کہ جنہوں نے تارک نماز کو کافر نہیں قرار دیا اور اس کے لیے وہی امید رکھی جو کبیرہ گناہوں والوں کے لیے رکھی جاتی ہے

(۱۰۹۱)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَفَرَ تَارِكَ الصَّلَاةَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا)) (مسند أحمد: ۱۰۹۱)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے میرے منہ کی طرف

(۱۰۸۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۲ (انظر: ۱۴۹۷۹)

(۱۰۸۹) اسنادہ قوی۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۰۷۹، والترمذی: ۲۶۲۱، والنسائی: ۱/ ۲۳۱ (انظر: ۲۲۹۳۷)

(۱۰۹۰) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الدارمی: ۲/ ۳۰۱، وابن حبان: ۱۴۶۷، والطبرانی فی

”الاولیٰ“: ۱۷۸۸ (انظر: ۶۵۷۶)

(۱۰۹۱) حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۲۰، والنسائی: ۱/ ۲۳۰، وابن ماجه: ۱۴۰۱ (انظر: ۲۲۷۵۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ارشاد فرمایا، میں یہ نہیں کہتا کہ فلاں فلاں نے مجھے بیان کیا ہے، بہر حال آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ نمازیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، جو بندہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کو ملا کہ اس نے نمازوں میں سے کسی چیز کو ضائع نہیں کیا، تو وہ اس کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں معاہدہ ہوگا، اس کے ذریعے وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے ان نمازوں کے حق کو ہلکا سمجھ کر ان میں کوئی کمی کر رکھی ہوگی، تو وہ اس کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے لیے کوئی معاہدہ نہیں ہوگا، اگر اللہ نے چاہا تو اس کو عذاب دے گا اور چاہا تو بخش دے گا۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَحْوَالِ الَّتِي عُرِضَتْ لِلصَّلَاةِ ان حالات کا بیان جو نماز کو پیش آئے

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کو تین مراحل سے گزارا گیا اور روزوں کی فرضیت بھی تین مراحل میں ہوئی، نماز کے مراحل یہ ہیں: جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ سترہ ماہ تک بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ”ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے، جس سے آپ خوش ہو جائیں گے، آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔“ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ کر دیا، یہ ایک مرحلہ تھا، (دوسرے مرحلے کی تفصیل یہ ہے کہ) لوگ نماز کے لیے خود جمع ہو جاتے تھے

أَقُولُ حَدَّثَنِي فَلَانٌ وَلَا فَلَانٌ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ فَمَنْ لَقِيَهِ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا لَقِيَهِ وَلَهُ عِنْدَهُ عَهْدٌ يَدْخُلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهِ وَقَدْ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتَحْفَافًا بِحَقِّهِنَّ لَقِيَهِ وَلَا عَهْدَ لَهُ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَرَ لَهُ)) (مسند أحمد: ۲۳۱۳۲)

(۱۰۹۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُحْبِلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ، وَأُحْبِلَ الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ، فَأَمَّا أَحْوَالُ الصَّلَاةِ فَإِنَّ النَّبِيَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَهُوَ يُصَلِّي سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا، فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ قَالَ: فَوَجَّهَهُ اللَّهُ إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: فَهَذَا حَوْلٌ، (قَالَ) وَكَانُوا يَجْتَمِعُونَ لِلصَّلَاةِ وَيُؤَذِّنُ بِهَا بَعْضُهُمْ

اور وہ ایک دوسرے کو اس کا بتلا اتلا دیتے تھے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ ناقوس بجانے لگ جائیں، عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما نامی ایک انصاری آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک خواب دیکھا ہے، جیسا کہ سونے والا آدمی دیکھتا ہے، اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں سویا ہوا نہیں تھا، تو پھر بھی میں سچا ہوں گا، بس یوں سمجھیں کہ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ میں نے ایک آدمی دیکھا، اس پر دو سبز کپڑے تھے، پس وہ قبلہ رخ ہوا اور کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دودفعہ یہاں تک کہ وہ اذان سے فارغ ہوا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر اسی طرح کے کلمات دوہرائے، البتہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ کا اضافہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم بلال کو یہ کلمات سکھا دو، وہ ان کے ذریعے اذان دے۔“

پس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے اذان دی، ان کی اذان سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول! (اذان سکھانے والے) اسی قسم کے ایک فرد نے میرا چکر بھی لگایا ہے، جیسا کہ اس انصاری کا چکر لگایا ہے، بس فرق یہ ہے کہ اس نے مجھ سے پہلے آپ کو اطلاع دے دی ہے، یہ دو تبدیلیاں ہوں گئیں۔ (تیسری تبدیلی اس طرح ہوئی کہ) جب لوگ نماز پڑھنے کے لیے آتے تھے، جبکہ نبی کریم ﷺ ان سے پہلے بعض رکعتیں پڑھا چکے ہوتے تھے تو وہ دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کرتا کہ آپ ﷺ کتنی رکعتیں پڑھ چکے، جب وہ جواب دیتا کہ ایک دو رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں تو لیٹ آنے والا آدمی پہلے ان دو رکعتوں کو پورا کرتا اور پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں مل

بَعْضًا حَتَّى نَقْسُوا أَوْ كَادُوا يَنْقُسُونَ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ وَلَوْ قُلْتُ إِنِّي لَسَمَ أَكُنْ نَائِمًا لَصَدَقْتُ، إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ رَأَيْتُ شَخْصًا عَلَيْهِ نُسُوبَانِ أَخْضَرَانِ فَاسْتَقْبَلَ الْهَيْبَةَ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُتْنِي، حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْأَذَانِ ثُمَّ أَهْمَلَ سَاعَةً، قَالَ: ثُمَّ قَالَ مِثْلَ الَّذِي قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ يَزِيدُ فِي ذَلِكَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلِمَهَا بِلَا لَا فَلْيُؤَدِّنْ بِهَا.)) فَكَانَ بِلَالٌ أَوَّلَ مَنْ أَدَّنَ بِهَا، قَالَ: وَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ قَدْ طَافَ بِي مِثْلَ الَّذِي أَطَافَ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ سَبَقَنِي، فَهَذَا حَوْلَانِ، (قَالَ) وَكَانُوا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ وَقَدْ سَبَقَهُمْ بَعْضُهَا النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يُشِيرُ إِلَى الرَّجُلِ إِذَا جَاءَ كَمْ صَلَّى؟ فَيَقُولُ وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ فَيُصَلِّيَنَهَا ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلَاتِهِمْ، قَالَ: فَجَاءَ مُعَاذٌ فَقَالَ: لَا أَجِدُهُ عَلَى حَالٍ أَبَدًا إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَضَيْتُ مَا سَبَقَنِي، قَالَ: فَجَاءَ وَقَدْ سَبَقَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِبَعْضِهَا، قَالَ: فَثَبَّتَ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَامَ فَقَضَى، فَقَالَ

جاتا۔ ایک دن سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: میں آپ ﷺ کو جس حالت پر پاؤں گا، اسی کو اختیار کر لوں گا، پھر جتنی رکعتیں مجھ سے پہلے پڑھی جا چکی ہوں گی، ان کو میں بعد میں پورا کر لوں گا۔ پس جب وہ آئے تو نبی کریم واقعی کچھ رکعتیں پڑھا چکے تھے، پس وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی مل گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری کی تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر فوت ہو جانے والی رکعتوں کی قضا کی دینے لگے، رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دیکھ کر فرمایا: ”یشک شان یہ ہے کہ معاذ نے تمہارے لیے ایک طریقہ ایجاد کیا ہے، پس اسی طرح کیا کرو۔“ یہ کل تین مراحل ہو گئے۔ رہی تفصیل روزوں کے مراحل کی۔ (اس کی تفصیل کتاب الصیام کے شروع میں آئے گی۔)

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ سَنَّ لَكُمْ مَعَاذَ فَهَكَذَا فَاصْنَعُوا۔)) فَهَذِهِ ثَلَاثَةٌ أَحْوَالٍ، وَأَمَّا أَحْوَالُ الصِّيَامِ (فَذَكَرَ الْحَدِيثَ)۔
(مسند أحمد: ۲۲۴۷۵)

بَابُ أَمْرِ الصَّيَّانِ بِالصَّلَاةِ وَمَا جَاءَ فِيمَنْ رُفِعَ عَنْهُمْ الْقَلَمُ
بچوں کو نماز کا حکم دینے کا بیان اور ان لوگوں کی تفصیل کہ جن سے قلم اٹھا لیا گیا ہے

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بچوں کو نماز کا حکم دینا شروع کر دو، جب ان کی عمر سات سال ہو جائے اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے تو (نماز میں سستی کی صورت میں) اُن کو سزا بھی دو اور بستروں میں اُن کو علیحدہ علیحدہ کر دو۔“

(۱۰۹۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مُرُوا صِيَّانَكُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا وَأَضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) (مسند أحمد: ۶۶۸۹)

سیدنا سمرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بچے کی عمر سات سال ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دیا جائے اور جب دس سال ہو جائے تو (نماز چھڑنے پر) اس کی پٹائی بھی کی جائے۔“

(۱۰۹۴)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا بَلَغَ الْغُلَامُ سَبْعَ سِنِينَ أَمَرَ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا بَلَغَ عَشْرًا ضُرِبَ عَلَيْهَا)) (مسند أحمد: ۱۵۴۱۴)

(۱۰۹۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۴۹۶ (انظر: ۶۶۸۹)

(۱۰۹۴) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۴۹۴، والترمذی: ۴۰۷ (انظر: ۱۵۳۳۹)

سیدنا علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین افراد سے قلم اٹھایا گیا ہے، بچے سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ اس کی وہ کیفیت زائل ہو جائے۔“

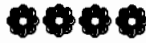
سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تین افراد سے قلم اٹھایا گیا ہے، سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک کہ وہ عقل کرنے لگے۔“

دوسری سند رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے افراد سے قلم اٹھایا گیا ہے، سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے، پاگل سے حتیٰ کہ وہ اس کیفیت سے بری ہو جائے اور بچے سے حتیٰ کہ وہ عقل کرنے لگے۔“

(۱۰۹۵)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَبْلُغَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمُصَابِ حَتَّى يُكْشَفَ عَنْهُ)) (مسند أحمد: ۹۴۰)

(۱۰۹۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ، عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَخْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَعَنِ الْمُعْتَوِهِ) حَتَّى يَعْقِلَ)) (مسند أحمد: ۲۵۲۰۱)

(۱۰۹۷)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْقِلَ)) (مسند أحمد: ۲۵۶۲۷)



(۱۰۹۵) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۴۴۰۳، وابن ماجه: ۲۰۴۲ (انظر: ۹۴۰)

(۱۰۹۶) تخریج: اسنادہ جید۔ أخرجه النسائي: ۶ / ۱۵۶، وابن ماجه: ۲۰۴۱ (انظر: ۲۴۶۹۴)

(۱۰۹۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

أَبْوَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ

نمازوں کے اوقات کے ابواب

بَابُ جَامِعِ الْأَوْقَاتِ

جامع اوقات کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ میری امامت کروائی، پس مجھے نمازِ ظہر اس وقت پڑھائی کہ سورج ڈھل چکا تھا اور سایہ ایک تسمے کے برابر تھا، نمازِ عصر اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا، نمازِ مغرب اس وقت پڑھائی، جب روزے دار افطاری کرتا ہے، نمازِ عشاء اس وقت پڑھائی جب ”شفق“ غائب ہوگی، نمازِ فجر اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے، پھر اگلے دن نمازِ ظہر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا، نمازِ عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا، نمازِ مغرب اس وقت پڑھائی جب روزے دار افطار کرتا ہے، نمازِ عشاء رات کے پہلے ایک تہائی حصے کے وقت میں پڑھائی اور نمازِ فجر اس وقت پڑھائی جب روشنی ہو چکی تھی اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد! یہ آپ سے پہلے والے انبیاء کا وقت ہے، ایک روایت میں ہے: یہ آپ کا اور آپ

(۱۰۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ (وَفِي رِوَايَةٍ: مَرَّتَيْنِ عِنْدَ الْبَيْتِ) فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَكَانَتْ بِقَدْرِ الشَّرَاكِ (وَفِي رِوَايَةٍ: حِينَ كَانَ الْفَيْءُ بِقَدْرِ الشَّرَاكِ) ثُمَّ صَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرَّمَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ عَلَى الصَّائِمِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَدَدَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ، ثُمَّ صَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى بِي الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ

سے پہلے والے انبیاء کا وقت ہے، ان ہر دو وقتوں کے درمیان متعلقہ نماز کا وقت ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: ”اور (دوسرے دن) نماز فجر اس وقت پڑھائی کہ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے اور پھر کہا: ان دو وقتوں کے درمیان نماز کا وقت ہے۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس نماز ظہر پڑھائی، جب سورج ڈھل گیا تھا، پھر عصر کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور عصر کی نماز پڑھو، پس نماز عصر اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہو گیا تھا، مغرب کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس یہ نماز اس وقت پڑھی جب سورج غروب ہو گیا، عشا کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس یہ اس وقت پڑھی جو ”مُفَقَّق“ غروب ہوگئی، فجر کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس یہ نماز اس وقت پڑھی جو فجر طلوع ہوئی، اگلے دن ظہر کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس نماز ظہر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا، عصر کے وقت آئے اور

صَلَّى بِسَى الْمَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ انْتَفَتَّ إِلَى فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ (وَفِي رِوَايَةٍ: هَذَا وَقْتُكَ وَوَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ) (مسند أحمد: ۳۰۸۱)

(۱۰۹۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ وَفِيهِ: ((وَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ كَادَتِ الشَّمْسُ تَطُوعًا، ثُمَّ قَالَ: الصَّلَاةُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ)) (مسند أحمد: ۱۱۲۶۹)

(۱۱۰۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ جَاءَهُ الْعَصْرَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهِ، فَصَلَّى الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، أَوْ قَالَ: صَارَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْمَغْرِبَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهِ، فَصَلَّى حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ جَاءَهُ الْعِشَاءَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهِ، فَصَلَّى حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ جَاءَهُ الْمَجْرَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهِ، فَصَلَّى حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ: حِينَ سَطَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الْغَدِ لِلظُّهْرِ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِينَ صَارَ

(۱۰۹۹) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱/ ۱۴۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۵۴۴۳ (انظر: ۱۱۲۴۹)

(۱۱۰۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۰، والنسائی: ۱/ ۲۶۳ (انظر: ۱۴۵۳۸)

کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس نماز عصر اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو گیا، پھر مغرب کے لیے آئے، جب سورج غروب ہوا، یہ (دو دونوں کا) ایک ہی وقت تھا، اس سے نہ بٹے، پھر عشاء کی نماز کے لیے اس وقت آئے جب نصف یا ایک تہائی رات گزر چکی تھی، پس اس وقت نماز عشا پڑھائی، پھر فجر کے لیے اس وقت تشریف لائے جب بہت روشنی ہو چکی تھی اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس اس وقت نماز فجر پڑھائی اور پھر فرمایا: ”ان ہر دو وقتوں کے درمیان متعلقہ نماز کا وقت ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے سے آدی کو سایہ اس کے قد کے برابر ہونے تک ہے، یعنی عصر کا وقت شروع ہونے تک، نماز عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے، مغرب کی نماز کا وقت ”ہفق“ کے غروب ہونے تک ہے، عشا کا وقت رات کے پہلے نصف تک ہے اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے، جب سورج طلوع ہونے لگے تو نماز سے رک جا، کیونکہ وہ شیطان کے دو سیگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یشک نماز کا ایک ابتدائی وقت ہے اور ایک آخری وقت ہے اور نماز ظہر کا ابتدائی وقت سورج کا ڈھلنا ہے اور آخری وقت عصر کے وقت کے داخل ہونے تک ہے، عصر کا ابتدائی

ظُلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْعَصْرِ فَقَالَ: ثُمَّ فَصَلْتَهُ، فَصَلَّى الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَقَتًا وَاحِدًا لَمْ يَزَلْ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ قَالَ: ثَلَاثُ اللَّيْلِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَهُ لِلْفَجْرِ حِينَ أَسْفَرَ جَدًّا فَقَالَ: ثُمَّ فَصَلْتَهُ، فَصَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَيْنَ هَذَيْنِ وَقْتُ.)) (مسند أحمد: ۱۴۵۹۲)

(۱۱۰۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَخْضِرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَضْفَرِ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغْرُبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ.)) (مسند أحمد: ۶۹۶۶)

(۱۱۰۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَّ لِلصَّلَاةِ أَوْلَا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ

(۱۱۰۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۱۲ (انظر: ۶۹۶۶)

(۱۱۰۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۱ (انظر: ۷۱۷۲)

وقت اس کے داخل ہونے سے شروع ہوتا ہے اور آخری سورج کے زرد ہونے تک ہے، مغرب کا ابتدائی وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت افق یعنی ”فق“ کے غروب ہونے تک جاری رہتا ہے، عشاء کا ابتدائی وقت غروب شفق سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت رات کے نصف ہونے تک جاری رہتا ہے اور نماز فجر کا ابتدائی وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت طلوع آفتاب تک جاری رہتا ہے۔“

العَصْرِ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعَصْرِ حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفُرُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأَفُقُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الْأَفُقُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ.))

(مسند أحمد: ۷۱۷۲)

مولائے انس ابو صدقہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نمازِ ظہر اس وقت پڑھتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا، عصر کی نماز کو ان دنوں نمازوں کے درمیان پڑھتے تھے، مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے جب سورج غروب ہو جاتا تھا، نمازِ عشاء غروب شفق کے بعد پڑھتے تھے اور نمازِ فجر طلوع فجر سے اس وقت تک پڑھتے تھے، جب نظر وسیع ہو جاتی تھی۔

(۱۱۰۳)۔ عَنِ أَبِي صَدَقَةَ مَوْلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ بَيْنَ صَلَاتَيْكُمُ هَاتَيْنِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ وَالصُّبْحَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ إِلَى أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصْرُ. (مسند أحمد: ۱۲۷۵۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ظہر اپنے نام کی طرح ہے، عصر اس وقت پڑھی جائے گی، جو سورج سفید اور زندہ ہوگا، مغرب اپنے نام کی طرح ہے اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھ کر اپنے گھروں کو آتے، جبکہ ہمارے ایک ایک میل کے فاصلے پر ہوتے تھے، تو ہم تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتے تھے، آپ ﷺ کبھی نمازِ عشاء جلدی پڑھ لیتے تھے اور کبھی تاخیر کرتے تھے اور فجر بھی

(۱۱۰۴)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الظُّهْرُ كَأَسْمِهَا وَالْعَصْرُ بِيَضَاءِ حَيَّةٍ وَالْمَغْرِبُ كَأَسْمِهَا وَكُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ نَأْتِي مَنَازِلَنَا وَهِيَ عَلَيَّ قَدْرٌ مِثْلُ فَرَسِي فَنَرَى مَوَاقِعَ النَّبْلِ وَكَانَ يُعَجِّلُ الْعِشَاءَ وَيُؤَخِّرُ، الْفَجْرُ كَأَسْمِهَا وَكَانَ يُعَلِّسُ بِهَا. (مسند أحمد: ۱۴۲۹۶)

(۱۱۰۳) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۱ / ۲۷۳ (انظر: ۱۲۷۲۳)

(۱۱۰۴) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه عبدالرزاق: ۲۰۵۶، وابویعلی: ۲۰۴۸ (انظر: ۱۴۲۴۶)

اپنے نام کی طرح ہے اور آپ ﷺ اس کو روشنی ملے اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز نصف النہار کی سخت گرمی کے وقت ادا کرتے، نماز عصر اس وقت ادا کرتے جب سورج صاف ہوتا تھا، مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا، نماز عشا کو کبھی تاخیر سے اور کبھی جلدی پڑھ لیتے تھے، جب آپ ﷺ دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی کر لیتے اور جب دیکھتے کہ لوگ لیٹ ہیں تو تاخیر کر دیتے تھے اور آپ ﷺ نماز فجر روشنی ملے اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

ابو منہال سیار بن سلام کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہما کی طرف گیا، میرے باپ نے ان سے کہا: ہمیں یہ بیان کرو کہ رسول اللہ ﷺ فرضی نماز پڑھتے تھے، انہوں نے کہا: آپ ﷺ نماز ظہر، جس کو تم ”الصلاة الأولى“ کہتے ہو، اس وقت پڑھتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا اور آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے اور ہم میں سے ایک آدمی مدینہ میں اپنے گھر کی طرف لوٹتا، لیکن سورج ابھی تک زندہ ہوتا۔ سیار کہتے ہیں: مغرب کے بارے میں کہی ہوئی بات کو میں بھول گیا ہوں، اور آپ ﷺ عشاء کو مؤخر کرنا پسند کرتے تھے اور اس نماز سے پہلے نیند کو اور اس کے بعد باتوں کو آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز فجر سے اس وقت فارغ ہوتے تھے، جو آدمی اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا، جبکہ آپ ﷺ اس نماز میں ساٹھ سے سو آیتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

(۱۱۰۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةً وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا يُؤَخِّرُهَا وَأَحْيَانًا يُعَجِّلُ وَكَانَ إِذَا رَأَهُمْ قَدْ اجْتَمَعُوا عَجَلَ وَإِذَا رَأَهُمْ قَدْ أَبْطَأُوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانَ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ۔ (مسند أحمد: ۱۵۰۳۲)

(۱۱۰۶)۔ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ (سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ) قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي: حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ وَهِيَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ وَيَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ بِالْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، قَالَ: وَنَسِيتُ مَا قَالِ فِي الْمَغْرِبِ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَصِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ وَكَانَ يَفْرَأُ بِالسِّتِينَ إِلَى الْمِائَةِ۔ (مسند أحمد: ۲۰۰۰۵)

(۱۱۰۵) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۶۰، ومسلم: ۶۴۶ (انظر: ۱۴۹۶۹)

(۱۱۰۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۴۷، ۵۹۹، ومسلم: ۶۴۷ (انظر: ۱۹۷۶۷)

(دوسری سند) سیار بن سلامہ کہتے ہیں: میں اور میرا باپ، سیدنا ابو بزرہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نمازِ ظہر اس وقت ادا کرتے، جب سورج ڈھل جاتا تھا، اور آپ ﷺ نمازِ عصر پڑھاتے، پھر ایک آدمی مدینہ سے دور واقع اپنے گھر میں جاتا، لیکن سورج ابھی تک زندہ ہوتا تھا، سیار کہتے ہیں: مغرب سے متعلقہ بات کو میں بھول گیا ہوں، آپ ﷺ نمازِ عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنے میں کوئی پرواہ نہ کرتے تھے اور آپ ﷺ اس نماز سے پہلے نیند اور اس کے بعد گفتگو کو ناپسند کرتے تھے، اور آپ صبح کی نماز پڑھاتے پھر آدمی واپس پلٹتا تو وہ اپنے ساتھی کے چہرے کو پہچان لیتا جبکہ آپ ﷺ اس نماز میں ساتھ سے سو آیات کی تلاوت کرتے تھے۔ سیار کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ تلاوت کی یہ مقدار ایک رکعت میں ہوتی تھی یا دو میں۔

(۱۱۰۷)۔ (وَمِنْ طَرِيقِي ثَان)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حَجَّاجُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَبَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلِيَّ أَبِي بَرَزَةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالْمَغْرَبُ قَالَ سَيَّارٌ: نَسِيْتُهَا، وَالْعِشَاءَ لَا يُبَالِي بَعْضُ تَأْخِيرِهَا إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَكَانَ لَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ وَجْهَ جَلِيسِهِ وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِينَ إِلَى الْمِائَةِ، قَالَ سَيَّارٌ: لَا أَدْرِي فِي إِيحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ فِي كِلْتَيْهِمَا۔ (مسند

أحمد: ۲۰۰۴۹)

امام زہری کہتے ہیں: ہم عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھے، انھوں نے ایک دفعہ نمازِ عصر کو لیٹ کیا، عروہ بن زبیر نے ان سے کہا: بشیر بن ابی مسعود انصاری نے مجھے بیان کیا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نمازِ عصر کو لیٹ کر دیا، سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: خبردار! اللہ کی قسم! اے مغیرہ! تحقیق تم جانتے ہو کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ اور لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر وہ اترے اور نماز پڑھائی، پس آپ ﷺ نے اس کے ساتھ اور لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز

(۱۱۰۸)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَأَخَّرَ صَلَاةَ الْعَصْرِ مَرَّةً فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَنِي بِشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ الْمَغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ مَرَّةً يَعْنِي الْعَصْرَ، فَقَالَ لَهُ بُو مَسْعُودٍ: أَمَا وَاللَّهِ يَا مُغِيرَةَ! لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلَّى وَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَلَّى النَّاسُ مَعَهُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى وَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۱۱۰۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۰۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۲۱، ومسلم: ۶۱۰ (انظر: ۱۷۰۸۹)

پڑھی، یہاں تک کہ انھوں نے پانچ نمازیں شمار کیں، ایک روایت میں ہے: اس نے کہا: اس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے، عمر بن عبدالعزیز نے کہا: عروہ! اپنی کہی ہوئی باتوں پر غور کرو، کیا جبریل علیہ السلام ہیں، جنھوں نے (آپ کی امامت کرا کر) نماز کا آغاز کیا؟ عروہ نے کہا: بشیر بن ابی مسعود نے مجھے اسی طرح بیان کیا، اس کے بعد عمر نماز کے وقت کو کسی علامت سے پہچان لیتے تھے، یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سائل، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا، پس آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو جب فجر پھوٹی تو اس وقت اس نے نماز فجر کو کھڑا کر دیا، جبکہ قریب نہیں تھا کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچان سکیں، پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا، پس انھوں نے سورج ڈھلنے کے بعد ظہر کی اقامت کہہ دی، جبکہ کہنے والا یہ کہہ رہا تھا: کیا نصف النہار کا وقت بھی ہوا ہے یا نہیں، بہر حال رسول اللہ ﷺ ان سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے، پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا اور انھوں عصر کو اس وقت کھڑا کروا دیا، جب سورج بلند تھا، پھر ان کو حکم دیا اور انھوں نے غروب آفتاب کے وقت مغرب کی اقامت کہہ دی، پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا اور غروب شفق کے وقت عشا کو کھڑا کروا دیا، پھر دوسرے دن نماز فجر کو اتنا مؤخر کیا کہ جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا: سورج طلوع ہو گیا ہے، یا طلوع ہونے کے قریب ہے، ظہر کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ کل والی نماز عصر کے وقت کے قریب والا وقت ہو گیا، پھر عصر کو اس قدر مؤخر کر کے ادا کیا کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو کہنے

وَصَلَّى النَّاسُ مَعَهُ حَتَّىٰ عَدَّ خَمْسَ صَلَوَاتٍ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ قَالَ: بِهَذَا أُمِرْتُ-) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَنْظِرْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ! أَوْ إِنَّ جِبْرِيلَ هُوَ الَّذِي سَنَّ الصَّلَاةَ؟ قَالَ عُرْوَةُ: كَذَلِكَ حَدَّثَنِي بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ، فَمَا زَالَ عُمَرُ يَتَعَلَّمُ وَقَفَتِ الصَّلَاةُ بِعِلْمِيَّةٍ حَتَّىٰ فَارَقَ الدُّنْيَا- (مسند أحمد: ۱۷۲۱۷)

(۱۱۰۹)۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَأَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَأَمَرَ بِإِلَاقَةٍ فَأَقَامَ بِالنَّفَجْرِ حِينَ انشَقَّ النَّفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: ائْتَصَفَ النَّهَارُ أَوْ لَمْ يَتْتَصِفْ، وَكَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالعِشَاءِ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَخَّرَ النَّفَجْرَ مِنَ العَدِيدِ حَتَّىٰ انصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ: طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ، وَأَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّىٰ كَانَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ العَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ أَخَّرَ العَصْرَ حَتَّىٰ انصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ: اِحْمَرَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ المَغْرِبَ حَتَّىٰ كَانَ عِنْدَ

والا کہتا تھا: سورج زرد ہو گیا ہے، پھر نماز مغرب کو اس قدر لیٹ کر دیا کہ اس کا معاملہ غروبِ شفق سے پہلے تک پہنچ گیا اور نمازِ عشا کورات کے پہلے ایک تہائی تک مؤخر کیا، پھر سائل کو بلایا اور فرمایا: ”ان دو وقتوں کے درمیان وقت ہے۔“

(۱۹۹۷۱) أحمد: (۱۱۱۰)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۳۴۳) ہے۔

بَابُ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ وَتَعْجِيلِهَا

ظہر کے وقت اور اس کو جلدی ادا کرنے کا بیان

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت نمازِ ظہر ادا کی، جب سورج ڈھل گیا تھا۔

(۱۱۱۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ۔ (مسند أحمد: ۱۲۶۷۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سردیوں کے دنوں میں نمازِ ظہر ادا کرتے تھے، لیکن ہمیں یہ علم نہیں ہوتا تھا کہ دن کا جو حصہ گزر چکا ہے، وہ زیادہ ہے یا جو حصہ باقی ہے۔

(۱۱۱۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاةَ الظُّهْرِ أَيَّامَ الشِّتَاءِ وَمَا نَبْرِي مَا ذَهَبَ مِنَ النَّهَارِ أَكْثَرَ أَوْ مَا بَقِيَ مِنْهُ۔ (مسند أحمد: ۱۲۶۶۱)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت ادا کرتے جو سورج ڈھل جاتا تھا، ایک روایت میں ہے: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اذان دیتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

(۱۱۱۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ (وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَدِّنُ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ) (مسند أحمد: ۲۱۳۲۹)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گرم ریت کی شدت کی شکایت کی،

(۱۱۱۴)۔ عَنْ خَبَّابِ (بْنِ الْأَرْتِ) ﷺ قَالَ: شَكَّوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شِدَّةَ

(۱۱۱۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۱۳ (انظر: ۲۲۹۵۵)

(۱۱۱۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۶ (انظر: ۱۲۶۴۳)

(۱۱۱۲) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۲۶۳۴)

(۱۱۱۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۱۸ (انظر: ۲۱۰۱۶)

(۱۱۱۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۱۹ (انظر: ۲۱۰۵۲)

لیکن آپ ﷺ نے ہماری شکایت کا ازالہ نہ کیا۔ امام شعبہ کہتے ہیں: یہ شکایت نمازِ ظہر کے بارے میں تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کسی ایسے فرد کو نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت نمازِ ظہر کو جلدی ادا کرنے والا ہو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری بہ نسبت ظہر کو زیادہ جلدی ادا کرنے والے تھے، لیکن تم ان کی بہ نسبت عصر کو زیادہ جلدی ادا کرنے والے ہو۔

الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا، قَالَ شُعْبَةُ: يَعْنِي فِي الظُّهْرِ۔ (مسند أحمد: ۲۱۳۶۶)

(۱۱۱۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا أَبِي بَكْرٍ وَلَا عُمَرَ۔ (مسند أحمد: ۲۵۵۵۲)

(۱۱۱۶)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُمْ۔ (مسند أحمد: ۲۷۱۸۳)

بَابُ الرَّخْصَةِ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ وَالْإِبْرَادِ بِهَا فِي زَمَنِ الْحَرِّ

گرمیوں کے موسم میں نمازِ ظہر کو مؤخر کرنے اور اس کو ٹھنڈا کر کے ادا کرنے کا بیان

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر کو نصف النہار کی سخت گرمی کے وقت ادا کرتے تھے، لیکن پھر آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”اس نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو، پس بیشک سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔“

سیدنا صفوان ظہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو، پس بیشک گرمی (اور ایک روایت کے مطابق سخت گرمی) جہنم کے کھولنے میں سے ہے۔“

(۱۱۱۷)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَصَلِّي مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ بِالظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))۔ (مسند أحمد: ۱۸۳۶۹)

(۱۱۱۸)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ صَفْوَانَ الظُّهْرِيِّ عَنِ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْرِدُوا بِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَإِنَّ الْحَرَّ وَفِي لَفْظٍ: فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ))۔ (مسند أحمد: ۱۸۴۹۶)

(۱۱۱۵) تخريج: اسنادہ ضعیف لضعف حکیم بن جبیر۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۵ (انظر: ۲۵۰۳۸)

(۱۱۱۶) تخريج: اسنادہ ضعیف، ابن جریج مدلس وقد عنعن۔ أخرجه الترمذی: ۱۶۲ (انظر: ۲۶۶۴۷)

(۱۱۱۷) تخريج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۶۸۰ (انظر: ۱۸۱۸۵)

(۱۱۱۸) تخريج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱/۳۲۵، والطبرانی فی "الکبیر": ۷۳۹۹،

والحاکم: ۲۵۱/۳ (انظر: ۱۸۳۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب سخت گرمی ہو جائے تو نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو، کیونکہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔“ مزید فرمایا: ”آگ نے اپنے رب سے شکوہ کیا، پس اس نے اس کو ہر سال دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو، پس بیشک سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس جیسی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

ابوالحسن مہاجر کہتے ہیں: ہم ایک جنازہ سے واپس آتے ہوئے زید بن دہب کے پاس سے گزرے، انھوں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، انھوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، مؤذن نے نماز ظہر کے لیے اذان دینا چاہی، لیکن آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”ٹھنڈا کر۔“ تین بار فرمایا، یہاں تک کہ ہمیں ٹیلوں کے سائے نظر آنے لگے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے، اس لیے جب سخت گرمی پڑنے لگے تو نماز کو ٹھنڈا کیا کرو۔“

(۱۱۱۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ) وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ) فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: بِالظُّهْرِ) فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) وَذَكَرَ: ((أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفْسَيْنِ نَفْسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسٌ فِي الصَّيْفِ)) (مسند أحمد: ۹۹۵۶)

(۱۱۲۰)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) (مسند أحمد: ۱۱۰۷۸)

(۱۱۲۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۷۱۳۰)

(۱۱۲۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ مَوْلَى لَهُمْ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ جَنَازَةِ فَمَرَرْنَا بِزَيْدِ بْنِ وَهَبٍ فَحَدَّثَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: لِالظُّهْرِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْرِدْ)) قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: حَتَّى رَأَيْنَا فِي التُّلُولِ فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ

(۱۱۱۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۱۷ (انظر: ۹۹۵۵)

(۱۱۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۸ (انظر: ۱۱۰۶۲)

(۱۱۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۶، ومسلم: ۶۱۵ (انظر: ۷۱۳۰)

(۱۱۲۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۹، ۶۲۹، ومسلم: ۶۱۶ (انظر: ۲۱۴۴۱)

فَيَحْ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا
بِالصَّلَاةِ-)) (مسند أحمد: ٢١٧٧٢)

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ وَمَا جَاءَ فِيهَا

عصر کے وقت اور اس کے بارے میں مزید روایات کا بیان

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھاتے، پھر اتنا وقت ہوتا کہ بنو حارثہ بن حارثہ کی طرف جانے والا جاتا اور غروب آفتاب سے پہلے لوٹ آتا، یہ اتنا وقت ہوتا کہ آدمی اونٹ کا نحر کرتا اور غروب آفتاب سے پہلے اس کا گوشت بنا لیتا تھا، آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ پڑھتے تھے اور جب مکہ کی طرف نکلتے تو درخت کے پاس ظہر کی دو رکعت نماز پڑھتے۔

(١١٢٣)- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ بِقَدْرِ مَا يَذْهَبُ الدَّاهِبُ إِلَى بَنِي حَارِثَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَيَرْجِعُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيَقْدِرُ مَا يَنْحَرُ الرَّجُلُ الْجَزُورَ وَيَبْعِضُهَا لِعُرُوبِ الشَّمْسِ، وَكَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالشَّجَرَةِ رَكَعَتَيْنِ-))
(مسند أحمد: ١٣٤١٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت نماز عصر جلدی پڑھتا ہے، انصاریوں کے دو آدمیوں کے گھر مسجد نبوی سے سب سے زیادہ دور تھے، ایک آدمی سیدنا ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ تھے، اس کا گھر قباء میں تھا اور دوسرا آدمی سیدنا ابو عیسیٰ بن جبر رضی اللہ عنہ تھا، اس کا گھر بنو حارثہ میں تھا، اور یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھتے تھے، پھر جب یہ اپنے گھروں میں پہنچتے تھے تو انھوں نے ابھی تک یہ نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی، یعنی رسول اللہ ﷺ اتنی جلدی کرتے تھے۔

(١١٢٤)- وَعَنْهُ أَيضًا قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِصَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَ أَبْعَدَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ دَارًا مِنْ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِأَبُولُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَأَبُو عَيْسَى بْنِ جَبْرِ أَخُو بَنِي حَارِثَةَ دَارُ أَبِي لُبَابَةَ بِقُبَاءَ وَدَارُ أَبِي عَيْسَى بْنِ جَبْرِ فِي بَنِي حَارِثَةَ ثُمَّ إِنْ كَانَ لِيُصَلِّيَانِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعَصْرَ، ثُمَّ يَأْتِيَانِ قَوْمَهُمَا وَمَا

(١١٢٣) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه بطوله ابو يعلى: ٤٣٣٠، وأخرجه مختصراً البخاري: ٩٠٤، والترمذي: ٥٠٣ (انظر: ١٣٣٨٤)

(١١٢٤) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٥١٥، والدارقطني: ١/ ٢٥٤، والحاكم: ١٩٥/١ (انظر: ١٣٤٨٢)

صَلُّوْهَا لِتَبْكِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِهَا۔ (مسند أحمد: ۱۳۵۱۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھتے، جبکہ سورج سفید اور ہالے والا ہوتا تھا، پس میں اپنے اہل اور رشتہ داروں کی طرف لوٹتا، جو کہ مدینہ کے ایک کونے میں تھے، اور جا کر ان سے کہتا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی، تم بھی اٹھو اور نماز پڑھو۔

(۱۱۲۵)۔ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيَضَاءُ مُحَلَّقَةً فَأَرْجَعُ إِلَى أَهْلِي وَعَشِيْرَتِي فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَأَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ صَلَّى فَقُوْمُوا فَصَلُّوا۔ (مسند أحمد: ۱۲۹۴۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر ادا کرتے، پھر بستیوں کی طرف جانے والا پہنچ جاتا، لیکن ابھی تک سورج بلند (ایک کے مطابق) سفید اور زندہ ہوتا۔ امام زہری نے کہا: یہ بستیاں، مدینہ منورہ سے دو دو، تین تین اور (خیال ہے کہ راوی نے ”چار چار“ کا لفظ بھی بولا) میلوں کے فاصلے پر واقع تھیں۔

(۱۱۲۶)۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَذْهَبُ الدَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ (وَفِي رِوَايَةٍ: بَيَضَاءُ حَيَّةٌ) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْعَوَالِي عَلَى مِئَلَيْنِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَثَلَاثَةِ أَحْسَبُهُ، قَالَ: وَأَرْبَعَةً۔ (مسند أحمد: ۱۲۶۷۲)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر ادا کرتے، پھر اونٹ نحر کیا جاتا، پھر اس کو دس حصوں میں تقسیم کر کے پکایا جاتا اور پھر ہم سورج کے غروب ہونے سے قبل بھونا ہوا گوشت کھا لیتے تھے۔ اور ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مغرب کی نماز پڑھتے، پھر جب آدمی فارغ ہوتا تو وہ اپنے تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیتا۔

(۱۱۲۷)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ ثُمَّ تَنْحَرُ الْجَزُوْرَ فَتُقَسَّمُ عَشْرَ قَسْمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ، قَالَ: وَكُنَّا نَصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَآنَهُ لِيَنْظُرُ إِلَى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۷۴۰۷)

(۱۱۲۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۲۵۳ (انظر: ۱۲۹۱۲)

(۱۱۲۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۱، ومسلم: ۶۲۱ (انظر: ۱۲۶۴۴)

(۱۱۲۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۴۸۵، ومسلم: ۶۲۵ (انظر: ۱۷۲۷۵)

(۱۱۲۸)۔ عَنْ أَبِي أَرْوَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ ثُمَّ آتَى الشَّجْرَةَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ۔ (مسند أحمد: ۱۹۲۳۲)

سیدنا ابو اروی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھتا اور پھر غروب آفتاب سے قبل درخت کے پاس پہنچ جاتا تھا۔

فوائد:..... بیہمی کی ابو ارؤی سے ہی مروی روایت میں ذوالحلیفہ آنے کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر مطالعہ حدیث میں مذکور درخت ذوالحلیفہ میں تھا۔ (بلوغ الامانی) (عبداللہ رفیق)

(۱۱۲۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةً فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ۔ (مسند أحمد: ۲۴۵۹۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے، جبکہ سورج (کی دھوپ) میرے حجرے میں ہوتی تھی، ابھی تک سایہ اوپر چڑھا نہیں ہوتا تھا۔

(۱۱۳۰) (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا وَكَانَ الْجِدَارُ بَسْطَةً وَأَشَارَ عَامِرٌ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) بِيَدِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۶۹۱۰)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر ادا کرتے، جبکہ سورج ان کے حجرے میں ہوتا تھا اور دیوار کھلی سی (زیادہ بلند نہیں) ہوتی تھی۔ (عامر (راوی) نے ایسے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے وضاحت کی)۔

(۱۱۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ نَافِعِ الْكِلَابِيِّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: مَرَرْتُ بِمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَإِذَا شَيْخٌ قَلَامَ الْمُؤَذِّنِ وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ أَبِي أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِتَأْخِيرِ هَذِهِ الصَّلَاةِ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَذَا الشَّيْخُ؟ قَالُوا: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ۔ (مسند أحمد: ۱۷۴۱۴)

اہل بصرہ کا ایک آدمی عبدالواحد بن نافع کلابی کہتا ہے: میں شہر کی مسجد سے گزرا، پس نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، لیکن ایک بزرگ نے مؤذن کو ملامت کی اور کہا: کیا تجھے علم نہیں ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتلایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نماز کو مؤخر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ میں نے کہا: یہ بزرگ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عبداللہ بن رافع بن خدیج ہے۔

(۱۱۲۸) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف ابى واقد الليثى۔ أخرجه ابن ابى شيبه: ۱ / ۳۲۷، والبخاري: ۳۷۲، والطبراني فى "الكبير": ۲۲ / ۹۲۵ (انظر: ۱۹۰۲۳)

(۱۱۲۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۴۶، ومسلم: ۶۱۱ (انظر: ۲۴۰۹۵)

(۱۱۳۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۳۱) اسنادہ ضعيف ومتنه منكر، عبد الواحد بن نافع كَلَّمُوا عَلَيْهِ۔ أخرجه الدارقطني: ۱ / ۲۵۱ (انظر: ۱۷۲۸۲)

(۱۱۳۲)۔ عَنْ أَبِي مَلِيحٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ (يَعْنِي الْأَسْلَمِيَّ) فِي غَزَاةٍ فِي يَوْمِ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ: بَكَّرُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَيْطَ عَمَلَهُ)) (مسند أحمد: ۲۳۳۴۵)

ابو ملح کہتے ہیں: ہم سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک غزوے میں تھے، انھوں نے بادل والے دن کہا: اس نماز کو جلدی ادا کر لو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز عصر ترک کر دی، اس کا عمل ضائع ہو جائے گا۔“

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَبَيَانِ أَنَّهَا الْوَسْطَى نماز عصر کی فضیلت اور اس کے نماز وسطیٰ ہونے کا بیان

(۱۱۳۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ فَجَلَسَ يُمَلِّئِي خَيْرًا حَتَّى يُمِيسِيَ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عَشْرَةِ ثَمَانِيَةِ مَنْ وُلِدَ إِسْمَاعِيلُ)) (مسند أحمد: ۱۳۷۹۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز عصر ادا کی اور اس کے بعد شام تک خیر والی باتیں کرتا رہا، اس کا یہ عمل اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آٹھ غلاموں کو آزاد سے زیادہ فضیلت والا ہوگا برابر ہوگا۔“

فوائد:..... ابو داؤد (۳۶۶۷) کی سند حسن ہے، اس سے زیر مطالعہ حدیث کا مفہوم ثابت ہوتا ہے۔

(۱۱۳۴)۔ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْعَفَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلَيَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَوَانَوْا فِيهَا وَتَرَكَوْهَا، فَمَنْ صَلَّى مِنْكُمْ ضَعُفَ لَهُ أَجْرُهَا ضِعْفَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى يُرَى الشَّاهِدُ، وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ)) (مسند أحمد: ۲۷۷۶۷)

سیدنا ابوبصرہ عفاروی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”پیشک یہ نماز تم سے پہلے والے لوگوں پر بھی پیش کی گئی تھی، لیکن انھوں نے اس معاملے میں سستی برتی اور اس کو ترک کر دیا، پس تم میں سے جو شخص اس کو ادا کرے گا، اس کو دو گنا اجر عطا کیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، جہاں تک شاہد طلوع ہو جائے اور شاہد سے مراد ستارہ ہے۔“

(۱۱۳۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۵۳، ۵۹۴ (انظر: ۲۲۹۵۷)

(۱۱۳۳) تخريج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، المعلى بن زياد لم يلقن انس بن مالك، وبينهما في هذا الحديث يزيد الرقاشي، وهو ضعيف. أخرجه ابويعلى: ۴۰۸۷، والطيالسي: ۲۱۰۴، والبيهقي في "الشعب": ۵۶۳ (انظر: ۱۳۷۶۰)

(۱۱۳۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۳۰ (انظر: ۲۷۲۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کے فرشتے فجر اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں تو رات کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، اسی طرح جب وہ نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں تو دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے: تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اب جب ہم ان کو چھوڑ کر آئے ہیں تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“ سلیمان اعمش کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ راوی نے (فرشتوں کی دعا کے) یہ کلمات بھی کہے تھے: ”پس تو ان لوگوں کو قیامت کے دن بخش دینا۔“

(۱۱۳۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ: فَتَصْعَدُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَتَنْتَبِئُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ، قَالَ: وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَيَصْعَدُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ وَتَنْتَبِئُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ)) قَالَ سُلَيْمَانُ أَعْمَشُ أَحَدُ الرُّوَاةِ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَدْ قَالَ فِيهِ: فَأَغْفِرَ لَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ - (مسند أحمد: ۹۱۴۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوة احزاب والے دن فرمایا تھا: ”ان مشرکوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ یعنی نماز عصر سے مشغول کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔“ پھر آپ ﷺ نے اس نماز کو مغرب اور عشا کے درمیان پڑھا۔

(۱۱۳۶)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((سَعَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوَسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا)) قَالَ: ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ بَيْنَ الْمَغْرَبِ وَالْعِشَاءِ، وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) مَرَّةً: يَعْنِي بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ - (مسند أحمد: ۹۱۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارا خیال تھا کہ صلاۃ وسطیٰ سے مراد نماز فجر ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے

(۱۱۳۷)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَرَاهَا الْفَجْرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هِيَ صَلَاةُ

(۱۱۳۵) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن خزيمة: ۳۲۲، وابن حبان: ۲۰۶۱ (انظر: ۹۱۵۱)

(۱۱۳۶) تخريج: أخرجه مسلم: ۶۲۷ (انظر: ۹۱۱)

(۱۱۳۷) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابویعلی: ۳۹۰، و عبد الرزاق: ۲۱۹۲ (انظر: ۹۹۰)

فرمایا: ”یہ تو نمازِ عصر ہے۔“ آپ ﷺ کی مراد صلاۃ وسطیٰ تھی۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے دشمن سے قتال کیا اور اس سے فارغ نہ ہوئے، یہاں تک کہ عصر کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیا اور جب یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا: ”اے اللہ! جنھوں نے ہم کو صلاۃ وسطیٰ سے روکے رکھا، تو ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔“ یا اسی قسم کی بات ارشاد فرمائی۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صلاۃ وسطیٰ، نمازِ عصر ہی ہے۔“

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مردان نے ان سے صلاۃ وسطیٰ کے بارے میں سوال کیا اور انھوں نے جواباً کہا: یہ ظہر ہے۔

مولائے عائشہ ابو یونس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے مصحف لکھوں اور انھوں نے کہا: جب تو اس آیت ﴿حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوَاتِ وَالصَّلٰةِ الْوُسْطٰی﴾ پر پہنچے تو مجھے بتلانا، پس جب میں اس آیت تک پہنچا تو ان کو بتلایا اور انھوں نے یہ آیت یوں املا کروائی: ﴿حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوَاتِ وَالصَّلٰةِ الْوُسْطٰی وَالصَّلٰةِ الْعَصْرِ وَقَوْمُوا لِلّٰهِ قَائِمٰتِیْنَ﴾ اور کہا: میں نے

الْعَصْرِ۔) یعنی صلاۃ الوسطیٰ۔ (مسند احمد: ۹۹۰)

(۱۱۳۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَاتَلَ لَنَبِيُّ ﷺ عَدُوًّا فَلَمْ يَقْرَعْ مِنْهُمْ حَتَّىٰ آخَرَ الْعَصْرَ عَنْ وَقْتِهَا، فَلَمَّا رَأَىٰ ذٰلِكَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ حَبَسَنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰی سَامِلًا بِيَوْمِهِمْ نَارًا وَاَمَلًا فُبُورَهُمْ نَارًا۔)) وَتَحَوَّ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ۲۷۴۵)

(۱۱۳۹)۔ عَنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَاةُ الْوُسْطٰی صَلَاةُ الْعَصْرِ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۴۱۷)

(۱۱۴۰)۔ عَنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ سَأَلَهُ مَرْوَانُ عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰی فَقَالَ: هِيَ الظُّهْرُ۔ (مسند أحمد: ۲۲۱۳۵)

(۱۱۴۱)۔ عَنِ اَبِيْ يُوْنُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ: اَمَرْتِنِيْ عَائِشَةُ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُضْحَقًا، قَالَتْ: اِذَا بَلَغْتَ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰیَةِ ﴿حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوَاتِ وَالصَّلٰةِ الْوُسْطٰی﴾ فَادْنِيْ، فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اَذْنَتْهَا فَاَمَلْتُ عَلٰی ﴿حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوَاتِ وَالصَّلٰةِ الْوُسْطٰی وَالصَّلٰةِ الْعَصْرِ وَقَوْمُوا

(۱۱۳۸) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه بنحوه الطبرانی فی "الكبير": ۱۱۹۰۵، وفی "الاوسط": ۲۰۱۶ (انظر: ۲۷۴۵)

(۱۱۳۹) تخریج: صحیح لغيره۔ أخرجه الترمذی: ۱۸۲، ۲۹۸۳ (انظر: ۲۰۱۵۵)

(۱۱۴۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، الزبرقان لم يدرك القصة التي رواها۔ أخرجه ابن ماجه:

۷۹۵، والطیالسی: ۶۲۸، وابن ابی شیبہ: ۲/ ۵۰۴ (انظر: ۲۱۷۹۲)

(۱۱۴۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۲۹ (انظر: ۲۴۴۴۸)

أَوْ بَيْنَ قَرْنِي الشَّيْطَانِ صَلَّى لَا يَذْكُرُ اللَّهَ

فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا)) (مسند أحمد: ۱۲۰۲۲)

(۱۱۴۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ بَنَحْوِهِ

وَفِيهِ: قَالَ أَنَسٌ)۔ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا

اضْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنِي

شَيْطَانٍ قَامَ نَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا

قَلِيلًا)) (مسند أحمد: ۱۲۵۳۷)

(۱۱۴۶)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ

الْمُنَافِقِ؟ يَدْعُ الْعَصْرَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ

قَرْنِي الشَّيْطَانِ أَوْ عَلَى قَرْنِي الشَّيْطَانِ قَامَ

فَنَقَرَهَا نَقْرَاتِ الدِّيكِ لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا

قَلِيلًا)) (مسند أحمد: ۱۳۶۲۴)

ذکر کرتا ہے۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے البتہ اس میں ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ”یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ الفاظ تین

مرتبہ دوہرائے، آدمی بیٹھا رہتا ہے، یہاں تک کہ سورج زرد ہو

جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آجاتا ہے، تب

وہ کھڑے ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تھوڑا ہی ذکر

کرتا ہے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ”کیا میں تمہیں منافق کی نماز سے آگاہ نہ کر دوں، وہ

عصر کی نماز کو چھوڑے رکھتا ہے، یہاں تک کہ سورج شیطان

کے دو سینگوں کے درمیان آجاتا ہے، تب وہ کھڑا ہو کر مرغے

کی طرح ٹھونگیں لگاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کم ہی کرتا ہے۔“

بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ وَأَنَّهَا وَتُرُ صَلَاةِ النَّهَارِ

مغرب کے وقت کا بیان اور اس امر کی وضاحت کہ یہ نماز دن کی نمازوں کو طاق کرنے والی ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھر ایک آدمی

فارغ ہو کر بنو سلمہ کی طرف آتا، لیکن وہ اس وقت بھی اپنے

تیروں کے گرنے کی جگہیں دیکھ لیتا تھا۔

اسلم قبیلے کا ایک صحابی بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ

کے ساتھ نماز مغرب ادا کرتے، پھر مدینہ سے دور اپنے گھروں

(۱۱۴۷)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ

يَجِيءُ أَحَدُنَا إِلَى بَنِي سَلْمَةَ وَهُوَ يَرَى

مَوَاقِعَ نَبْلِهِ)۔ (مسند أحمد: ۱۲۱۶۰)

(۱۱۴۸)۔ عَنِ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ

رَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ

(۱۱۴۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۴۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابويعلى: ۶۶۴۲، وابن حبان: ۲۶۰ (انظر: ۱۳۵۸۹)

(۱۱۴۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱ / ۳۲۸، وأخرجه بنحوه

ابوداود: ۴۱۶ (انظر: ۱۲۱۳۶)

(۱۱۴۸) تخریج: صحیح لغيره۔ أخرجه النسائي: ۱ / ۲۵۹ (انظر: ۲۳۱۴۹)

کی طرف لوٹنے اور تیر پھینکتے اور اپنے تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیتے۔

اللَّهُ ﷻ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ يَرْجِعُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَرْتَمُونَ يُبْصِرُونَ وَقَعَ سِهَامِهِمْ۔

(مسند أحمد: ۲۳۵۳۶)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے، جب سورج غروب ہو جاتا اور اس کی لکیہ کا کنارہ غائب ہو جاتا۔

(۱۱۴۹)۔ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَنْخُوَعِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةً تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا۔ (مسند

أحمد: ۱۶۶۴۷)

سیدنا ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزے وار کی افطاری کے وقت نماز مغرب پڑھا کرو اور ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کر لیا کرو۔“

(۱۱۵۰)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((صَلُّوا الْمَغْرِبَ لِفِطْرِ الصَّائِمِ وَبَادِرُوا طُلُوعَ النُّجُومِ))۔

(مسند أحمد: ۲۳۹۷۷)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ستارے کے ظہور سے پہلے ہی نماز مغرب ادا کر لیا کرو۔“

(۱۱۵۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ)۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَادِرُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَبْلَ طُلُوعِ النَّجْمِ))۔

(مسند أحمد: ۲۳۹۱۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نماز مغرب، دن کی نماز کا وتر ہے، پس رات کی نماز کو بھی وتر بنایا کرو، اور رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور رات کے آخری حصے میں وتر ایک رکعت ہے۔“

(۱۱۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وَتَرُّ صَلَاةِ النَّهَارِ فَأَوْتِرُوا صَلَاةَ اللَّيْلِ، وَصَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوَتْرُ رُكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ))۔

(مسند أحمد: ۵۵۴۹)

(۱۱۴۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۳۶، وأخرجه بنحوه البخاری: ۵۶۱ (انظر: ۱۶۵۳۲)

(۱۱۵۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی: ۴۰۵۹، وابن ابی شیبہ: ۱ / ۳۲۹ (انظر: ۲۳۵۸۰)

(۱۱۵۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱۵۲) تخریج: صحیح دون قوله: ”صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وَتَرُّ صَلَاةِ النَّهَارِ فَأَوْتِرُوا صَلَاةَ اللَّيْلِ“، وقد رواه عدة

موقوفاً۔ أخرجه النسائی فی ”الکبری“: ۱۳۸۲، وعبد الرزاق: ۴۶۷۵، وابن ابی شیبہ: ۲ / ۲۸۲ (انظر: ۵۵۴۹)

فوائد: بہر حال یہ تو ثابت ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور اس کے آخر میں ایک رکعت وتر ادا کیا جا سکتا ہے۔

وتر اگرچہ رات کے آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔ لیکن یہ عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر طلوع فجر سے پہلے تک کسی بھی وقت پڑھا جا سکتا ہے۔ (بخاری: ۹۹۶) (عبداللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِهَا وَكَرَاهَةِ تَسْمِيَتِهَا بِالْعِشَاءِ
نمازِ مغرب کو جلدی ادا کر لینے اور اس کو عشاء کا نام دینے کی کراہت کا بیان

(۱۱۵۳)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا صَلَّوْا الْمَغْرِبَ قَبْلَ طُلُوعِ النُّجُومِ)) (مسند أحمد: ۱۵۸۰۸)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت ہمیشہ فطرت پر رہی گی، جب تک نمازِ مغرب کو ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کرتی رہے گی۔“

(۱۱۵۴)۔ عَنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّنَابِجِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَنْ تَزَالَ أُمَّتِي فِي مُسْكَةٍ مَا لَمْ يَعْمَلُوا بِثَلَاثٍ، مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ بِإِنْتِظَارِ الْبُظْلَامِ مُضَاهَاةَ الْيَهُودِ، وَمَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَفْجَرِ إِمْحَاقِ النُّجُومِ مُضَاهَاةَ النَّصْرَانِيَّةِ، وَمَا لَمْ يَكْلُؤُوا الْجَنَائِزَ إِلَى أَهْلِهَا)) (مسند أحمد: ۱۹۲۷۷)

سیدنا ابو عبد الرحمن صنابجی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت اس وقت تک ہمیشہ خیر پر برقرار رہے گی، جب تک یہ تین کام نہیں کرے گی: یہودیوں کی مشابہت کرتے ہوئے اندھیرے کے انتظار میں مغرب کو لٹ کرنا، عیسائیوں کی مشابہت کرتے ہوئے ستاروں کے چھپ جانے تک فجر کو مؤخر کرنا اور جنازے کو اس کے اہل کے سپرد کر دینا۔“

(۱۱۵۵)۔ عَنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْمِصْرِيِّ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزْزِيِّ، وَيَزْنَ بَطْنُ مِنْ حِمَيْرَ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ خَالِدُ بْنُ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

مرثد بن عبد اللہ یزنی کہتے ہیں: صحابی رسول سیدنا ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ جہاد کرنے کے لیے مصر تشریف لائے، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا ہوا تھا، ایک دن سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نماز

(۱۱۵۳) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه البيهقي: ۱ / ۴۴۸، والطبراني في "الكبير": ۶۶۷۱ (انظر: ۱۵۷۱۷)

(۱۱۵۴) تخريج: اسنادہ ضعیف، الحارث بن وہب مجهول الحال۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۳۲۶۳، وعبد الرزاق: ۶۵۳۰، والحاكم: ۱ / ۳۷۰ (انظر: ۱۹۰۶۷)

(۱۱۵۵) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو داود: ۴۱۸ (انظر: ۱۷۳۲۹)

مغرب سے مصروف ہو گئے اور اس نماز کو لیٹ کر دیا، پس جب انھوں نے نماز پڑھائی تو سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ان کی طرف گئے اور ان سے کہا: عقبہ! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کو اسی طرح دیکھا ہے؟ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ ”میری امت اس وقت تک خیر یا فطرت پر رہے گی، جب تک نماز مغرب کو ستاروں کے خلط ملط ہونے تک لیٹ نہیں کریں گے۔“ انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: تو پھر کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں مشغول ہو گیا تھا۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی حرج محسوس نہیں ہو رہی، لیکن یہ خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَضَرَ غَايَا وَكَانَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ بْنِ عَبَسِ الْجُهَنِيُّ أَمْرَهُ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ، قَالَ: فَحَبَسَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ بِالْمَغْرِبِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَخْرَجَ الْمَغْرِبَ) فَلَمَّا صَلَّى قَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ لَهُ: يَا عُقْبَةُ! أَهَكَذَا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ أَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ)) قَالَ: فَقَالَ: بَلَى، قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: شَغِلْتُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا بِنِي إِلَّا أَنْ يَظُنَّ النَّاسُ أَنَّكَ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ هَذَا. (مسند أحمد: ۱۷۴۶۲)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہرگز ایسا نہ ہو کہ بدو لوگ نماز مغرب کے نام کے سلسلے میں تم پر غالب آجائیں۔“ بدو اس نماز کو عشاء کہتے تھے۔

(۱۱۵۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزْنِيِّ (يَعْنِي ابْنَ مُغْفَلٍ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمْ الْأَعْرَابُ عَلَى إِسْمِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ)) قَالَ: وَتَقُوْلُ الْأَعْرَابُ: هِيَ الْعِشَاءُ. (مسند أحمد: ۲۰۸۲۷)

بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَكِرَاهَةِ السَّمْرِ بَعْدَهَا وَتَسْمِيَتِهَا بِالْعَتَمَةِ

نماز عشاء کے وقت اور اس کے بعد گفتگو کرنے اور اس کو ”عتمة“ کہنے کی کراہت کا بیان

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز عشاء کے وقت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں، آپ ﷺ مہینے کے شروع میں تیسری رات

(۱۱۵۷)۔ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ النَّاسَ أَوْ كَأَعْلَمِ النَّاسِ بِوَقْتِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِلْعِشَاءِ، كَانَ

(۱۱۵۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶۳ (انظر: ۲۰۵۵۳)

(۱۱۵۷) حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۴۱۹، والنسائی: ۱/ ۲۶۴، والترمذی: ۱۶۵ (انظر: ۱۸۳۷۷)

يُصَلِّيَهَا بَعْدَ سُقُوطِ الْقَمَرِ فِي اللَّيْلَةِ الثَّلَاثَةِ
مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ - (مسند أحمد: ۱۸۵۶۷)

(۱۱۵۸) - (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ بْنِ خُوَيْهٍ
وَفِيهِ) - كَانَ يُصَلِّيَهَا مِقْدَارَ مَا يَغِيبُ الْقَمَرُ
لَيْلَةَ ثَالِثَةٍ أَوْ رَابِعَةٍ - (مسند أحمد: ۱۸۵۸۶)

(۱۱۵۹) - عَنِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ:
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَتَى أَصَلِي الْعِشَاءَ؟
قَالَ: ((إِذَا مَلَأَ اللَّيْلُ بَطْنَ كُلِّ وَاِدٍ))
(مسند أحمد: ۲۳۴۸۳)

(۱۱۶۰) - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا سَمَرَ بَعْدَ الصَّلَاةِ
يَعْنِي الْعِشَاءَ إِلَّا خِرَّةً إِلَّا لِأَحَدٍ رَجُلَيْنِ
مُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ)) (مسند أحمد: ۳۶۰۳)

(۱۱۶۱) - وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَجْدِبُ لَنَا السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ -
(مسند أحمد: ۳۶۸۶)

(۱۱۶۲) - (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) - قَالَ:
جَدَّبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّمَرَ بَعْدَ
الْعِشَاءِ، قَالَ خَالِدٌ (أَحَدُ الرِّوَاةِ) مَعْنَى
جَدَّبَ إِلَيْنَا، يَقُولُ عَبَّاهُ، ذَمَّهُ - (مسند
أحمد: ۳۸۹۴)

(۱۱۵۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول
(۱۱۵۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد العزیز بن عمرو مجهول۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱ / ۳۳۱، والطبرانی
فی "الاولوسط": ۳۹۷۵ (انظر: ۲۳۰۹۵)

(۱۱۶۰) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابو یعلیٰ: ۵۳۷۸، والطبرانی فی "الكبير": ۱۰۵۱۹ (انظر: ۳۶۰۳)

(۱۱۶۱) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۷۰۳ (انظر: ۳۶۸۶)

(۱۱۶۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے نیند کو ناپسند سمجھتے تھے اور اس نماز کے بعد گفتگو کو پسند نہیں کرتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے معاملات پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گفتگو کرتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بَدُّ لَوْ لَوْ تَهَارَى نَمَازَ كَ تَامٍ پَر غَالِبٍ نَهْ آ جَائِى، خَبْر دَار! يَهْ عِشَاءَ كَى نَمَازَ هَ، چونکہ وہ لوگ اونٹوں کی وجہ سے رات کی تاریکی میں داخل ہو جاتے ہیں۔“ ایک روایت میں ہے: ”وہ اس نماز کو ”عَتَمَةٌ“ اس لیے کہتے ہیں، کیونکہ وہ اونٹوں کو دوہنے کی وجہ سے تاریکی میں داخل ہو جاتے ہیں۔“

(۱۱۶۳)۔ عَنِ ابْنِ بَرَزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَلَا يُحِبُّ الْحَدِيثَ بَعْدَهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۰۱۹)

(۱۱۶۴)۔ عَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْمُرُ عِنْدَ ابْنِ بَكْرِ اللَّيْلَةَ كَذَلِكَ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ وَأَنَا مَعَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۸)

(۱۱۶۵)۔ عَنِ ابْنِ سَلَمَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ، أَلَا وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ، وَإِنَّهُمْ يُغْتَمُونَ بِالْإِبِلِ أَوْ عَنِ الْإِبِلِ، (وفى لفظ) إِنَّمَا يَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ لِأَعْتَامِهِمْ بِالْإِبِلِ لِحَلَابِهَا۔)) (مسند احمد: ۴۶۸۸)

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهَا إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ

نمازِ عشاء کو ایک تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا اور عشاء کو ایک تہائی یا نصف رات تک لیٹ کرنے کا حکم دے دیتا۔“ ایک روایت میں ہے: ”میں عشاء کو ایک تہائی یا نصف رات تک مؤخر کر دیتا۔“

(۱۱۶۶)۔ عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، لَوْ لَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ (وفى لفظ) وَلَا آخَرْتُ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ سَطْرِ اللَّيْلِ۔)) (مسند احمد: ۷۴۰۶)

(۱۱۶۳) تخریج: أخرجه البخارى: ۵۶۸ (انظر: ۱۹۷۸۱)

(۱۱۶۴) اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الترمذی: ۱۶۹، والنسائی: ۸۲۵۶ (انظر: ۱۷۸)

(۱۱۶۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۴۴ (انظر: ۴۶۸۸)

(۱۱۶۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۸۷، ۶۹۱،

والترمذی: ۲۲ (انظر: ۷۴۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نمازِ عشاء کو اتنا مؤخر کر دیا کہ نماز پڑھنے والوں نے نماز پڑھ لی، جاگنے والے جاگتے رہے، سونے والے سو گئے اور تہجد گزاروں نے تہجد پڑھ لی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو اس وقت میں یہ نماز پڑھنے کا حکم دے دیتا۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نمازِ عشاء سے مشغول ہو گئے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اتنا مؤخر کر دیا کہ ہم لوگ مسجد میں سو گئے، پھر ہم جاگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ اہل زمین میں کوئی ایسا فرد نہیں ہے، جو اس نماز کا انتظار کر رہا ہو۔“

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فرض نماز پڑھاتے تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اتنا زیادہ لمبا کرتے تھے اور نہ مختصر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز درمیانی ہوتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”عتمتہ“ یعنی نمازِ عشاء کو تاخیر سے ادا کرتے تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک رات کو نمازِ عشاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے، یہاں تک کہ تقریباً نصف رات گزر گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۱۶۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى صَلَّى الْمُصَلِّي وَاسْتَيْقَظَ الْمُسْتَيْقِظُ وَنَامَ النَّائِمُونَ وَتَهَجَّدَ الْمُتَهَجِّدُونَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي أَمْرُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا هَذَا الْوَقْتَ أَوْ هَذِهِ الصَّلَاةَ)) أَوْ نَحْوَهَا۔ (مسند أحمد: ۴۸۲۶)

(۱۱۶۸)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخْرَجَهَا حَتَّى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرَكُمْ))۔ (مسند أحمد: ۵۶۱۱)

(۱۱۶۹)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي بِنَا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَلَا يُطِيلُ فِيهَا وَلَا يُخَفِّفُ وَسَطًا مِنْ ذَلِكَ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ (وَفِي لَفْظٍ: الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)۔ (مسند أحمد: ۲۱۳۱۴)

(۱۱۷۰)۔ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنْتَظَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً بِصَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتَّى ذَهَبَ نَحْوُ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ،

(۱۱۶۷) تخريج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی اسرائیل۔ وأصل الحديث الصحيح، وهو قوله: ”لو لانا اشق على امتي“ أخرجه مسلم: ۶۳۹ (انظر: ۴۸۲۶)

(۱۱۶۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۶۳۹ (انظر: ۵۶۱۱)

(۱۱۶۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۶۴۳ (انظر: ۲۱۰۰۲)

(۱۱۷۰) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ۴۲۲، والنسائی: ۱/ ۲۶۸، وابن ماجه: ۶۹۳ (انظر: ۱۱۰۱۵)

تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی اور فرمایا: ”اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو، پس بیشک (دوسری مسجدوں کے) لوگ یہ نماز ادا کر کے سوچکے ہیں اور تم لوگ جب سے اس نماز کا انتظار کر رہے تھے، اس وقت سے نماز میں ہی تھے اور اگر کمزور کی کمزوری، بیمار کی بیماری اور محتاج کی حاجت نہ ہوتی تو میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کر دیتا۔“

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آٹھ یا نو راتوں تک نمازِ عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرتے رہے، ایک دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں یہ نماز جلدی پڑھا دیا کریں تو یہ عمل رات کے قیام کے لیے بہتر ہوگا، پس آپ ﷺ اس کے بعد یہ نماز جلدی پڑھا دیا کرتے تھے۔ عبد الصمد نے سات اور عقان نے نو راتوں کا ذکر کیا۔

عاصم بن حمید شکونی، جو کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن نمازِ عشاء کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے، لیکن آپ ﷺ رکے رہے، یہاں تک کہ ہم یہ خیال کرنے لگے کہ اب آپ ﷺ ہرگز نہیں نکلیں گے اور ہم میں سے کوئی کہتا: آپ ﷺ نے یہ نماز پڑھ لی ہے اور اب ہرگز

قَالَ: فَجَاءَ فَصَلَّى بِنَا ثُمَّ قَالَ: ((خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ وَأَنْتُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنذُ أَنْتَظَرْتُمُوهَا، وَلَوْ لَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ.))

(مسند أحمد: ۱۱۰۲۸)

(۱۱۷۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا رَوْحٌ وَابُو دَاوُدَ قَالَا: ثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ أَبِي بَكْرَةَ (رضي الله عنه) قَالَ: أَخَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ تِسْعَ لَيَالٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثَمَانَ لَيَالٍ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أَنَّكَ عَجَلْتَ لَكَانَ أَمْثَلٌ لِقِيَامِنَا مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَعَجَلْتُ بَعْدَ ذَلِكَ، قَالَ أَبِي: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: سَبْعَ لَيَالٍ وَقَالَ عَفَّانُ: تِسْعَ لَيَالٍ۔

(مسند أحمد: ۲۰۷۵۷)

(۱۱۷۲)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدِ الشُّكُونِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ مُعَاذٍ قَالَ: رَقَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ فَاسْتَبَسَّ حَتَّى ظَنَّنَا أَنْ لَنْ يَخْرُجَ وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُولُ: قَدْ صَلَّى وَلَنْ يَخْرُجَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ظَنَّنَا

(۱۱۷۱) اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان۔ أخرجه الطيالسی: ۸۷۵ (انظر: ۲۰۴۸۳)

(۱۱۷۲) تخريج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۴۲۱ (انظر: ۲۲۰۶۶)

نہیں نکلیں گے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یہ خیال کرنے لگے تھے کہ اب آپ ہرگز نہیں نکلیں گے اور ہم میں سے بعض افراد یہ کہنے لگے کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے اور آپ ﷺ باہر تشریف نہیں لائیں گے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نماز کو تاخیر سے ادا کیا کرو، پس بیشک اس کے ذریعے تم کو تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے، تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔“

ابن جریج کہتے ہیں: میں نے عطا سے کہا: تم کو وہ کون سا وقت پسند ہے کہ جس میں نماز عشاء باجماعت یا منفرد ادا کروں؟ انھوں نے کہا: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء کی ادائیگی میں تاخیر کی، یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: (اے اللہ کے رسول!) نماز، پس اللہ کے نبی نکلے، گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ﷺ نے سر کی ایک جانب ہاتھ رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ یہ نماز اس وقت میں نماز پڑھیں۔“

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! عورتیں اور بچے سو گئے ہیں، پس آپ ﷺ تشریف لائے اور کہا: ”اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وہ

أَنَّكَ لَنْ تَخْرُجَ وَالْقَائِلُ مَنَّا يَقُولُ: قَدْ صَلَّى وَلَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعْتَمُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فَقَدْ فَضَلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَمْ يُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ.)) (مسند أحمد: ۲۲۴۱۶)

(۱۱۷۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ بَكْرِ قَالَا: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَيُّ حِينٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعِشَاءَ إِمَامًا أَوْ خَلْوًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتَّى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوا، فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ: الصَّلَاةُ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَخَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاصْعَابُهُ عَلَى شِقِّ رَأْسِهِ، فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوَهَا كَذَلِكَ.)) (مسند أحمد: ۳۴۶۶)

(۱۱۷۴)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَامَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ، فَخَرَجَ فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوَهَا هَذِهِ

(۱۱۷۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۱، ومسلم: ۶۴۲ (انظر: ۳۴۶۶)

(۱۱۷۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(السَّاعَةِ -) (مسند أحمد: ۱۹۲۶)

اس نماز کو اس وقت میں ادا کیا کریں۔“

(۱۱۷۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْعِشَاءِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَدْ نَامَ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَّانُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ)) وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يُصَلِّي يَوْمَئِذٍ غَيْرُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوا الْإِسْلَامَ) (مسند أحمد: ۲۴۵۶۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز عشاء میں تاخیر کر دی، یہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو یہ آواز دی: عورتیں اور بچے سو گئے ہیں، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ اہل زمین میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس نماز کو اس وقت میں ادا کر رہا ہو۔“ اس وقت نماز پڑھنے والے صرف مدینہ کے لوگ تھے، ایک روایت میں ہے: یہ بات اسلام کے پھیلنے سے پہلے کی ہے۔

(۱۱۷۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أُمِّ كَثُومٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى ذَهَبَ عَامَةُ اللَّيْلِ وَحَتَّى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ (وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: رَقَدَ) ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَوْ قُتِلَ، لَوْ لَا أَنَّ يَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي، وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: أَنْ أَشُقَّ -)) (مسند أحمد: ۲۵۶۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ رات کا عام حصہ گزر گیا اور اہل مسجد سو گئے، پھر آپ ﷺ تشریف لائے، نماز پڑھائی اور فرمایا: ”یہی اس نماز کا وقت ہوتا، اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا۔“

بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَمَا جَاءَ فِي التَّغْلِيْسِ بِهَا وَالْإِسْفَارِ

نماز فجر کے وقت اور اس نماز کو اندھیرے میں یا روشنی میں پڑھنے کا بیان

(۱۱۷۷)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْحٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ فِي الْأَفْقِ وَلَكِنَّهُ الْمُعْتَرِضُ الْأَحْمَرُ -)) (مسند أحمد: ۱۶۴۰۰)

سیدنا طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”فجر (صاف) وہ نہیں ہے، جس میں روشنی افق میں بلند ہوتی ہے، بلکہ وہ ہے، جس میں سرخ روشنی چوڑائی میں (افق پر) پھیلتی ہے۔“

(۱۱۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶۹، ۶۸۲، ۸۶۴، ومسلم: ۶۳۸ (انظر: ۲۴۰۵۹)

(۱۱۷۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۳۸ (انظر: ۲۵۱۷۲)

(۱۱۷۷) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۳۴۸، والترمذی: ۷۰۵ (انظر: ۱۶۲۹۱) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مؤمن خواتین، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کرتی تھیں، جبکہ وہ اپنی چادروں میں لپیٹی ہوتی تھیں، پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹی تھیں اور کوئی آدمی اندھیرے کی وجہ سے ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔

ابو ربیع کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے، جب انھوں نے ایک آدمی کے چیخنے کی آواز سنی تو انھوں نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو خاموش کروا دیا، میں نے کہا: اے عبدالرحمن! آپ نے اس کو کیوں خاموش کرا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اس طرح رونے سے میت کو قبر میں داخل ہونے تک تکلیف ہوتی ہے، پھر میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نماز فجر پڑھتا ہوں اور جب میں اس نماز سے فارغ ہوتا ہوں اور (اندھیرے کی وجہ سے) اپنے ساتھ بیٹھنے والے کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا، لیکن کبھی ایسے ہوتا ہے کہ تم روشنی کر دیتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس نماز کو اسی طرح پڑھوں، جیسے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ سے نماز فجر کے بارے میں سوال کیا گیا، پس آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اس وقت اقامت کہنے کا حکم دیا، جب فجر طلوع ہوئی، پھر دوسرے دن روشنی کی (اور پھر نماز ادا کی) اور فرمایا: ”نماز فجر کے وقت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ ان دو وقتوں کے درمیان اس کا وقت ہے۔“

(۱۱۷۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نِسَاءَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ مُتَلَفِعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى أَهْلِهِنَّ وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغُلَسِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۵۹۷)

(۱۱۷۹)۔ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَصِيحُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَسْكَتَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! لِمَ أَسْكَتَهُ؟ قَالَ: إِنَّهُ يَتَأَذَى بِهِ الْمَيِّتَ حَتَّى يُدْخَلَ قَبْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَصَلِّي مَعَكَ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَلْتَفِتُ فَلَا أَرَى وَجْهَ جَلِيسِي، ثُمَّ أَحْيَانًا تُسْفِرُ؟ قَالَ: كَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصَلِّيَهَا كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيَهَا۔ (مسند أحمد: ۶۱۹۵)

(۱۱۸۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَالَ: فَأَمْرٌ بِلَا لَاحِظِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ ثُمَّ أَسْفَرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّنَ السَّائِلُ عَنِ وَقْتِ صَلَاةِ الْبَعْدَانِ؟ مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ (أَوْ قَالَ: هَذَيْنِ)

(۱۱۷۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۲، ۵۷۸، ومسلم: ۶۴۵ (انظر: ۲۴۰۹۶)

(۱۱۷۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابوشعبه الطحان متروک، و ابو الربیع مجهول (انظر: ۶۱۹۵)

(۱۱۸۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۲۷۱ (انظر: ۱۲۱۱۹)

وَقْتُ -)) (مسند أحمد: ۱۲۱۴۳)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کو روشن کر کے پڑھو، کیونکہ یہ تمہارے اجر زیادہ کرنے والا ہے۔“

(۱۱۸۱) - عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَصْبِحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجْرِكُمْ أَوْ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ -)) (مسند أحمد: ۱۷۳۸۹)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کو روشن کر کے پڑھو، کیونکہ یہ تمہارے اجر کو زیادہ کرنے والا ہے۔“

(۱۱۸۲) - (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ -)) (مسند أحمد: ۱۷۴۱۱)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کو روشن کر کے پڑھو، کیونکہ یہ اجر کو زیادہ کرنے والا ہے۔“

(۱۱۸۳) - عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ أَوْ لِأَجْرِهَا)) (مسند أحمد: ۱۷۴۱۱)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی نماز فجر کی اطلاع دینے کے لیے آپ ﷺ کے پاس گئے، لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اس طرح مصروف کر دیا کہ ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ صبح کی سفیدی ظاہر ہونے لگی اور واضح طور پر صبح ہو گئی، پس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی خبر دی اور بار بار اطلاع کرتے رہے، لیکن آپ ﷺ باہر نہ نکلے، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا اور اس طرح ان کو مصروف کر دیا، پھر آپ ﷺ نے مزید تاخیر کر دی، آپ نے فرمایا: ”میں فجر کی دو رکعتیں پڑھنے لگ گیا تھا۔“ انھوں نے کہا: آپ

(۱۱۸۴) - عَنْ أَبِي زِيَادِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادِ الْكِنْدِيِّ عَنِ ابْنِ بِلَالٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُؤَدُّهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَفْضَحَهُ الصُّبْحُ وَأَصْبَحَ جِدًّا، قَالَ: فَقَامَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ بَيْنَ أَذَانِهِ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا ثُمَّ إِنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ، فَقَالَ: ((إِنِّي رَكَعْتُ رَكْعَتِي الْفَجْرِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ قَدْ أَصْبَحْتَ جِدًّا، قَالَ: ((لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ

(۱۱۸۱) تخريج صحيح - أخرجه ابوداود: ۴۲۴، وابن ماجه: ۶۷۲ (انظر: ۱۷۲۵۷)

(۱۱۸۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۸۳) تخريج: انظر الحديث السابق

(۱۱۸۴) رجاله ثقات إلا أنه منقطع بن عبد الله بن زيادة وبلال بن رباح - أخرجه ابوداود: ۱۲۵۷ (انظر: ۲۳۹۱۰) كتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مِمَّا أَضْبَحَتْ لِرَكَعَتَيْهِمَا وَأَحْسَنَتْهُمَا وَأَجْمَلَتْهُمَا)) (مسند أحمد: ۲۴۴۰۷)
 نے تو واضح طور پر صبح کر دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس سے زیادہ صبح ہو جاتی تو میں نے ان دو رکعتوں کو توڑ پڑھنا تھا اور ان کو حسین و جمیل بنا کر ادا کرنا تھا۔“

بَابُ فِي فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فجر اور عشا کی نمازوں کی فضیلت کا بیان

(۱۱۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَهُ ذِمَّةٌ اللَّهِ فَلَا تُخْفَرُ وَاللَّهُ ذِمَّتُهُ، فَإِنَّهُ مَنْ أَخْفَرَ ذِمَّتَهُ طَلَبَهُ اللَّهُ حَتَّى يَكْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ)) (مسند أحمد: ۵۸۹۸)
 سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز فجر ادا کر لی، پس اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی ضمانت ہے، پس تم اللہ تعالیٰ کی ضمانت کو نہ توڑنا اور جس نے اس کی ضمانت کو توڑ دیا تو وہ اس کو طلب کرے گا اور اس کو اوندھے منہ جہنم میں گرا دے گا۔“

(۱۱۸۶)۔ عَنِ جُنْدُبِ (بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا تُخْفَرُ ذِمَّةُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَطْلُبُنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذِمَّتِهِ)) (مسند أحمد: ۱۹۰۱۰)
 سیدنا جندب بن سفیان بجلي رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس نے نماز فجر ادا کر لی، پس وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں آ جاتا ہے، لہذا تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑ نہ دینا اور ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنے عہد میں سے کسی چیز کا مطالبہ کرے۔“

(۱۱۸۷)۔ عَنِ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْعِبَادَةِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا تُخْفَرُ وَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي ذِمَّتِهِ)) (مسند أحمد: ۲۰۳۷۴)
 سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز فجر ادا کر لی، وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں آ جاتا ہے، پس تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو توڑ نہ دینا۔“

(۱۱۸۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنِ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمُومَةَ لَهَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:
 ابو عمیر بن انس اپنے چچوں، جو کہ صحابہ تھے، سے بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”منافق ان دو نمازوں میں حاضر نہیں ہوتا۔“ آپ ﷺ کی مراد فجر اور عشا کی نمازیں تھیں، ابو بشر راوی نے کہا: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ منافق

(۱۱۸۵) صحیح لغیرہ۔ أخرجه البزار: ۳۳۴۲، وأخرجه بنحوه الطبرانی في "الكبير": ۱۳۲۱۰ (انظر: ۵۸۹۸)

(۱۱۸۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۵۷ (انظر: ۱۸۸۰۳)

(۱۱۸۷) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۳۹۴۶ (انظر: ۲۰۱۱۳)

(۱۱۸۸) تخریج: اسنادہ حید (انظر: ۲۰۵۸۰) باب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ان دو نمازوں کی ادائیگی پر دوام اختیار نہیں کرنا۔

((لَا يَشْهَدُهُمَا مُنَافِقٌ)) يَعْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ۔ قَالَ أَبُو بَشِيرٍ: يَعْنِي لَا يُوَاطِبُ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ٢٠٨٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر کسی کے لیے موٹی تازی بکری کے دو کھریا کوئی ہڈی بنائی جائے تو یہ سارے لوگ اس کے لیے آجائیں گے، اگر ان کو پتہ چل جائے کہ عشا اور فجر میں کتنا ثواب ہے تو یہ ان کو ادا کرنے کے لیے ضرور آئیں، اگرچہ ان کو گھٹ کر آنا پڑے، اور تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی آدمی کو حکم دوں، وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہ گئے ہوں اور ان کو جلا دوں۔“

(١١٨٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((لَوْ جُعِلَ لِأَحَدِهِمْ أَوْ لِأَحَدِكُمْ مِرْمَاتَانِ حَسَّتَانِ أَوْ عَرَقٌ مِنْ شَاةٍ سَمِينَةٍ لِأَتَوْهَا أَجْمَعُونَ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا يَعْنِي الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ لِأَتَوْهُمَا وَلَنُو حَبَوَا، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ آتَى أَقْوَامًا يَتَخَلَّفُونَ عَنْهَا أَوْ عَنِ الصَّلَاةِ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ)) (مسند أحمد: ١٠٢٢١)

فَصْلٌ فِي فَضْلِ الْجُلُوسِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ نمازِ فجر سے طلوع آفتاب تک (جائے نماز پر) بیٹھے رہنے کی فضیلت

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جائے نماز میں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ اس نے چاشت کی نماز پڑھی، جبکہ اس دورانیے میں اس نے صرف خیر والی بات کی ہو، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔“

(١١٩٠)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حَتَّى يُسَبِّحَ الصُّحْحَى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَتْ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ)) (مسند أحمد: ١٥٧٠٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فجر کی نماز ادا کر لیتے تو اپنی جائے نماز میں بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ اچھی طرح سورج طلوع ہو جاتا یا بلند ہو جاتا۔

(١١٩١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنَاءَ أَوْ

(١١٨٩) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٥٧، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ١٠٢١٧)

(١١٩٠) اسنادہ ضعیف لضعف زبان بن فائد وسهل بن معاذ۔ أخرجه ابوداود: ١٢٨٧ (انظر: ١٥٦٢٣)

(١١٩١) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوعوانة: ٢/ ٢٣، وأخرجه بنحوه مسلم: ٦٧٠ (انظر: ٢٠٩٦٨)

تَرْفَعِ الشَّمْسُ حَسَنَاءَ - (مسند احمد: ۲۱۲۷۷)

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا كُلَّهَا

اس چیز کا بیان کہ جس نے نماز میں سے ایک رکعت کو پالیا، پس تحقیق اس نے ساری نماز کو پالیا

(۱۱۹۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا كُلَّهَا)) (مسند احمد: ۸۸۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز میں سے ایک رکعت پالی، پس تحقیق اس نے وہ ساری نماز پالی۔“

(۱۱۹۳)۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلَمْ تَفْتُهُ وَمَنْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلَمْ تَفْتُهُ (وَفِي لَفْظٍ: فَقَدْ أَدْرَكَهَا)) (مسند احمد: ۷۴۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت ادا کی اور پھر سورج طلوع ہو گیا تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ادا کر لے۔“

(۱۱۹۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ طَلَعَتْ فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرَى)) (مسند احمد: ۱۰۳۴۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت اور طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پالی، اس نے ان دونوں نمازوں کو پالیا۔“

(۱۱۹۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَمِنَ الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا)) (مسند احمد: ۲۴۹۹۴)

(۱۱۹۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۰، مسلم: ۶۰۷ (انظر: ۸۸۸۳)

(۱۱۹۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۶ (انظر: ۷۴۵۸)

(۱۱۹۴) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۰۳۳۹)

(۱۱۹۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۰۹ (انظر: ۲۴۴۸۹)

أَبْوَابُ الْأَوْقَاتِ الْمُنْهِيَةِ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا

ان اوقات کے ابواب، جن میں نماز ادا کرنا منع ہے

بَابُ جَامِعِ أَوْقَاتِ النَّهْيِ

نہی کے اوقات کا جامع بیان

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم عطا کیا ہے، اس میں سے مجھے بھی سکھلا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تو نماز فجر ادا کر لے تو مزید نماز سے رک جا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، پس جس وقت وہ طلوع ہو رہا ہو تو اس کے بلند ہونے تک نماز نہ پڑھ، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں، پس جب وہ ایک یا دو نیزوں کے بقدر بلند ہو جائے تو نماز پڑھ، پس بیشک اس نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جب نیزہ اپنے سائے پر کھڑا ہو جائے تو نماز سے رک جا، کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے، پس جب سایہ (مغرب کی جانب سے مشرق کی جانب) لوٹ آئے تو پھر نماز پڑھ، اس وقت کی نماز بھی حاضر کی ہوتی ہے، یہاں تک کہ تو نماز عصر ادا کر لے، پس جب تو عصر کی نماز ادا کر لے تو مزید نماز پڑھنے سے رک جا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے، کیونکہ

(۱۱۹۶)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمَنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَأَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ فَلَا تُصَلِّ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَيَدُّ رُمْحَ أَوْ رُمْحَيْنِ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَغْنَى يَسْتَقِيلَ الرُّمْحُ بِالظَّلِّ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا فَاءَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ فَإِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ فَأَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ فَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ))

یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں۔“ (مسند أحمد: ۱۷۱۳۹)

سیدنا کعب بن مرہ بہزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! رات کے کون سے حصے میں دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رات کے آخری ایک تہائی حصے میں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر قبول ہونے والی نماز ہے، یہاں تک کہ نماز فجر پڑھ لی جائے، اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک ایک یا دو نیزوں کے بقدر سورج بلند ہو جائے، اس کے بعد قبول ہونے والی نماز کا وقت ہے، یہاں تک کہ سایہ نیزے کے ساتھ کھڑا ہو جائے، پھر کوئی نماز نہیں، یہاں تک سورج ڈھل جائے، پھر مقبول نماز کا وقت ہے، یہاں تک کہ سورج ایک یا دو نیزوں کے بقدر بلند رہ جائے، پھر اس کے غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں۔“ مزید آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو (وضو میں) اپنے چہرہ دھوئے گا تو تیری چہرے سے غلطیاں نکل جائیں گی، جب تو اپنے بازو دھوئے گا تو تیرے بازوؤں سے گناہ نکل جائیں گے اور جب تو اپنے پاؤں کو دھوئے گا تو تیرے پاؤں سے تیرے گناہ نکل جائیں گے۔“

سیدنا ابو عبد اللہ صابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے، پس جب وہ بلند ہو جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے، پھر جب سورج آسمان کے درمیان پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے، پس جب وہ ڈھلتا ہے تو وہ اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور جب وہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے، پھر جب وہ غروب ہو جاتا

(۱۱۹۷)۔ عَنِ كَعْبِ بْنِ مَرَّةَ الْبَهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ)) ثُمَّ قَالَ: ((ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُولَةٌ حَتَّى يُصَلِّيَ الْفَجْرُ، ثُمَّ لَا صَلَاةَ حَتَّى تَكُونَ الشَّمْسُ قَيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحِينَ، ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُولَةٌ حَتَّى يَقُومَ الظُّلُّ قِيَامَ الرُّمْحِ، ثُمَّ لَا صَلَاةَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ، ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُولَةٌ حَتَّى تَكُونَ الشَّمْسُ قَيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحِينَ، ثُمَّ لَا صَلَاةَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ؛ قَالَ: وَإِذَا غَسَلْتَ وَجْهَكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ وَجْهِكَ، وَإِذَا غَسَلْتَ يَدَيْكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ يَدَيْكَ، وَإِذَا غَسَلْتَ رِجْلَيْكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ رِجْلَيْكَ)) (مسند أحمد: ۱۹۱۰۴)

(۱۱۹۸)۔ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصُّنَابِحِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارْقَهَا فَإِذَا كَانَتْ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ قَارَنَهَا، فَإِذَا دَلَّكَتْ أَوْ قَالَ: زَالَتْ فَارْقَهَا، فَإِذَا دَنَّتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارْقَهَا، فَلَا تَصَلُّوا هَذِهِ الثَّلَاثَ

(۱۱۹۷) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه مختصراً عبد الرزاق: ۳۹۴۹ (انظر: ۱۸۸۹۷)

(۱۱۹۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۲۵۳ (انظر: ۱۹۰۶۳)

ہے تو وہ اس سے جدا ہو جاتا ہے، پس تم ان تین گھڑیوں میں نماز نہ پڑھا کرو۔“

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہم کو تین گھڑیوں میں نماز پڑھنے سے اور مردوں کو دن کرنے سے منع کرتے تھے، جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، جب دوپہر کے وقت کھڑا ہو جانے والا کھڑا ہو جائے اور جب وہ غروب کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں آپ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں، جس کو آپ جانتے ہیں، لیکن میں نہیں جانتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: کیا دن اور رات میں ایسی گھڑیاں بھی ہیں، جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، جب تو نماز فجر پڑھ لے تو طلوع آفتاب تک مزید نماز پڑھنے سے رک جا، جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز پڑھ، پس بیشک وہ نماز حاضر کی ہوئی اور قبول کی ہوئی ہے، یہاں تک سورج نیرے کی طرح تیرے سر کے برابر ہو جائے، پس جب وہ تیرے سر کے برابر ہو جاتا یہ تو اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ تیرے دائیں پہلو سے ڈھل جائے، پس جب وہ تیرے دائیں پہلو سے ڈھل جائے تو نماز پڑھ، کیونکہ اس وقت کی نماز حاضر کی ہوئی اور قبول کی ہوئی ہے، یہاں تک کہ تو

سَاعَاتٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۲۷۳)

(۱۱۹۹)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَتْ يَنْهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا، حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِعَةً حَتَّى تَرْتَفِعُ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهْرِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيِّفُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ۔ (مسند أحمد: ۱۷۵۱۲)

(۱۲۰۰)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ الْمَعْطَلِ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي أَسْأَلُكَ عَمَّا أَنْتَ بِهِ عَلِيمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ، قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَ: هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ، إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَأَمْسِكَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تَعْتَدِلَ عَلَى رَأْسِكَ مِثْلَ الرُّمْحِ، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ عَلَى رَأْسِكَ فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسَجَّرُ فِيهَا جَهَنَّمَ وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا حَتَّى تَزُولَ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ، فَإِذَا زَالَتْ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ)) (مسند أحمد: ۲۲۰۳۸)

(۱۱۹۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۳۱ (انظر: ۱۷۳۷۷)

(۱۲۰۰) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابن ماجه: ۱۲۵۲ (انظر: ۲۲۶۶۱)

نماز عصر ادا کر لے۔“

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاتِي الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فَجْرٍ أَوْ عَصْرِ كِي نَمَازُؤں كے بَعْد مَزِيد نَمَاز پڑھنے سے یہی كَا بِيَان

سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو نمازیں ہیں، ان کے بعد مزید نماز نہیں پڑھی جاتی، ایک نماز فجر ہے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور دوسری نماز عصر ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔“

سیدنا ابوسعید خدریؓ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے یا چاشت کا وقت ہو جائے۔“

نصر بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے دادا سیدنا معاذ بن عمروؓ کے ساتھ عصر یا فجر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا، لیکن انھوں نے طواف کی نماز ادا نہ کی، جب نصر نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، نماز فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور نماز عصر کے بعد یہاں تک سورج غروب ہو جائے۔“

(۱۲۰۱)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((صَلَاتَانِ لَا يُصَلِّي بَعْدَهُمَا، الصُّبْحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَالْعَصْرُ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ)) (مسند أحمد: ۱۴۶۹)

(۱۲۰۲)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۱۹۲۳)

(۱۲۰۳)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعًا: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ أَوْ تَضْحَى)) (مسند أحمد: ۵۰۱۰)

(۱۲۰۴)۔ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَدِّهِ مُعَاذِ بْنِ عَمْرٍاءَ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ طَافَ بِبَيْتِ اللَّهِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَمْرٍاءَ بَعْدَ الْعَصْرِ أَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ يُصَلِّ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ)) (مسند أحمد: ۱۸۰۹۰)

(۱۲۰۱) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابو یعلی: ۷۷۳، وابن حبان: ۱۵۴۹ (انظر: ۱۴۶۹)

(۱۲۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۹۷، ۱۸۶۴، ۱۹۹۵، ومسلم: ۸۲۷ (انظر: ۱۱۹۰۱)

(۱۲۰۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۲، ۵۸۳، ومسلم: ۸۲۸ (انظر: ۵۰۱۰)

(۱۲۰۴) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائی: ۱/۲۵۸ (انظر: ۱۷۹۲۶)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: پسندیدہ لوگوں نے میرے پاس شہادت دی اور ان میں مجھے سب سے پسندیدہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، شہادت یہ دی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔“

(۱۲۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرَضِيُونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ (بْنِ الْخَطَّابِ) أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُولُ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)) (مسند أحمد: ۱۱۰)

فَصْلٌ فِيمَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

عصر کے بعد مزید دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عصر کے بعد نماز نہ پڑھا کرو، ہاں جب تک سورج بلند ہو، اس وقت تک پڑھ سکتے ہو۔“

(۱۲۰۶)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا أَنْ تُصَلُّوا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً)) (مسند أحمد: ۱۰۷۳)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: بیشک تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو، یقیناً ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس نماز سے منع بھی کیا تھا، ان کی مراد عصر کے بعد والی دو رکعتیں تھیں۔

(۱۲۰۷)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ (بْنِ أَبِي سُفْيَانَ) رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً، لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْنَهَا، وَلَقَدْ نَهَى عَنْهَا يَعْزِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ (مسند أحمد: ۱۷۰۳۸)

ربیعہ بن دراج کہتے ہیں: سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے راستے میں عصر کی بعد دو رکعتیں ادا کیں، پس جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کو غصے ہوئے اور کہا: خبردار! اللہ کی قسم! تحقیق تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز سے منع کیا تھا۔

(۱۲۰۸)۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ دَرَّاجٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ سَبَّحَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَرَأَهُ عُمَرُ فَتَغَيَّبَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْهَا۔ (مسند أحمد: ۱۰۱)

(۱۲۰۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۱، و مسلم: ۸۲۶ (انظر: ۱۱۰)

(۱۲۰۶) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو داود: ۱۲۷۴، والنسائی: ۱/ ۲۸۰ (انظر: ۱۰۷۳)

(۱۲۰۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۷، ۳۷۶۶ (انظر: ۱۶۹۱۴)

(۱۲۰۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، صالح بن ابی الاخضر ضعیف، وربیعہ بن دراج مختلف فی سماع

الزهری منه۔ أخرجه الطحاوی فی ”شرح معانی الآثار“: ۱/ ۳۰۳ (انظر: ۱۰۱)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خلیفہ رسول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو عصر کی بعد دو رکعتیں ادا کرتے ہوئے دیکھا، پس وہ اس کی طرف گئے اور اس کو نماز کی حالت میں ڈرہ لگا دیا، لیکن جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، اس لیے آپ ﷺ کو دیکھنے کے بعد تو میں یہ عمل ترک نہیں کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے اور کہا: اے زید بن خالد! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ اس نماز کو رات تک نماز پڑھتے رہنے کا ذریعہ بنالیں گے تو میں ان کی وجہ سے نہ مارتا۔

(۱۲۰۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ بَكْرِ قَالَا: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْأَعْمَى يُخْبِرُ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ السَّائِبُ مَوْلَى الْفَارِسِيِّينَ وَقَالَ ابْنُ بَكْرِ: مَوْلَى الْفَارِسِ، وَقَالَ حَجَّاجٌ: مَوْلَى الْفَارِسِيِّينَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ خَلِيفَةُ رَكْعَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكَعَتَيْنِ فَمَشَى إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ بِالذِّرَّةِ وَهُوَ يُصَلِّي كَمَا هُوَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ زَيْدٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَوْلَ اللَّهِ! لَا أَدْعُهُمَا أَبَدًا بَعْدَ أَنْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا، قَالَ: فَجَلَسَ إِلَيْهِ عُمَرُ وَقَالَ: يَا زَيْدُ بْنُ خَالِدِ! لَوْلَا أَنْ أَخْشَى أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُلْمًا إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى اللَّيْلِ لَمْ أَضْرِبْ فِيهِمَا۔ (مسند أحمد: ۱۷۱۶۲)

قبیصہ بن ذؤیب کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آل زبیر کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کی تھیں، پس آل زبیر کے لوگ یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، لیکن سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاف کرے، ہم سیدہ کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جاننے والے ہیں، ان دو رکعتوں کی وجہ یہ تھی کہ کچھ بد لوگ دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے

(۱۲۱۰)۔ عَنْ قَيْصَةَ بِنِ ذُوَيْبٍ قَالَ: إِنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْ آلَ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عِنْدَهَا رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَكَانُوا يُصَلُّونَهَا، قَالَ قَيْصَةُ: فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللَّهُ لِعَائِشَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَائِشَةَ، إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ لِأَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَعْرَابِ اتَّوَارَسُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۱۲۰۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی سعید الاعمی، ولجهالة السائب مولى الفارسیین۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۱۶۷، وعبد الرزاق: ۳۹۷۲ (انظر: ۱۷۰۳۶)

(۱۲۱۰) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۴۹۰۰ (انظر: ۲۱۶۱۲)

پاس آ کر بیٹھ گئے اور سوال کرنے لگے اور آپ ﷺ ان کے جوابات دینے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے نمازِ ظہر ادا کی اور پھر بعد والی دو سنتیں ادا کیے بغیر ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے سوالات کے جوابات دینے لگ گئے، یہاں تک کہ نمازِ عصر ادا کر لی، پھر آپ ﷺ جب گھر تشریف لے گئے تو آپ یاد آیا کہ ظہر کے بعد والی نماز نہیں پڑھی تھی، پس آپ ﷺ نے وہ دو رکعتیں عصر کے بعد ادا کیں، اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاف کرے، ہم سیدہ کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جاننے والے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

عطاء بن سائب کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے دونو جوان داخل ہوئے اور عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کیں، انھوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کو بلا کر کہا: یہ کون سی نماز ہے، جو تم نے پڑھی ہے، تمہارا باپ تو اس سے منع کرتا تھا؟ انھوں نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس دو رکعتیں ادا کی تھیں، یہ سن کر سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور ان کو کوئی جواب نہ دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غلطی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت اہتمام کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔

بِهَجِيرٍ فَقَعَدُوا يَسْأَلُونَهُ وَيُفْتِيهِمْ حَتَّى صَلَّى الظُّهْرَ وَلَمْ يُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَعَدَ يُفْتِيهِمْ حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ فَاَنْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُصَلِّ بَعْدَ الظُّهْرِ شَيْئًا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ، يَغْفِرُ اللَّهُ لِعَائِشَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَائِشَةَ، نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ (مسند أحمد: ۲۱۹۴۸)

(۱۲۱۱)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ الْمُرَزِيِّ فَدَخَلَ شَابَانٌ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ فَصَلَّيَا رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتُمَاهَا وَقَدْ كَانَ أَبُوكُمْ يَنْهَى عَنْهَا، قَالَا: حَدَّثَنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّاهُمَا عِنْدَهَا، فَسَكَتَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمَا شَيْئًا۔ (مسند أحمد: ۲۲۶۹۳)

(۱۲۱۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: وَهِيَ عُمَرُ إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ أَنْ يُتَحَرَّى طُلُوعَ الشَّمْسِ وَغُرُوبَهَا۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۴۴)

(۱۲۱۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن عاصم (انظر: ۲۲۳۳۷)

(۱۲۱۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۳۳ (انظر: ۲۴۹۳۱)

فَصَلُّ فِيمَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ طلوع فجر کے بعد نماز پڑھنے کا بیان

مولائے عبد اللہ بن عمر یسار کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے طلوع فجر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور کہا: یسار! کتنی نماز پڑھ چکے ہو؟ میں نے کہا: جی یہ تو میں نہیں جانتا، انہوں نے کہا: تو نہ جاننے پائے، بیشک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم یہی نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! موجود لوگ غائب لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ طلوع فجر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، ماسوائے دو رکعتوں کے۔“

حُیسی بن یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا یعلیٰ بن ابی نعیم کو طلوع آفتاب سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، ایک آدمی نے ان سے کہا: تم تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہو اور طلوع آفتاب سے پہلے نماز پڑھ رہے ہو؟ سیدنا یعلیٰ بن ابی نعیم نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بیشک سورج شیطان کے دو سنگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔“ پھر سیدنا یعلیٰ بن ابی نعیم نے کہا: اب اگر طلوع آفتاب کے وقت تم اللہ کے حکم میں لگے ہوئے ہو تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ سورج طلوع ہو رہا ہو اور تم غافل ہو۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا وَعِنْدَ الْإِسْتِوَاءِ طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت نماز پڑھنے سے نہی کا بیان

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طلوع آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ شیطان

(۱۲۱۳)۔ عَنْ يَسَارِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَى ابْنُ عُمَرَ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي بَعْدَ مَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَالَ: يَا يَسَارُ! كَمْ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، قَالَ: لَا دَرَيْتَ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ: ((أَلَا لِيَبْلُغَ شَاهِدُكُمْ غَائِبِكُمْ أَنْ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ لَا سَجْدَتَيْنِ)) (مسند أحمد: ۵۸۱۱)

(۱۲۱۴)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُيَيْبِ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ يَعْلى يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَوْ قَبْلَ لَهُ: أَنْتَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُصَلِّي قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ؟ قَالَ يَعْلى: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ)) قَالَ لَهُ يَعْلى: فَإِنَّ تَطْلُعَ الشَّمْسِ وَأَنْتَ فِي أَمْرِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَطْلُعَ وَأَنْتَ لَاهٍ۔ (مسند أحمد: ۱۸۱۲۳)

(۱۲۱۵)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُصَلُّوا عِنْدَ طُلُوعِ

(۱۲۱۳) تخريج: حدیث صحیح بطرقہ وشواہد۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۵، والترمذی: ۴۱۹ (انظر: ۵۸۱۱)

(۱۲۱۴) تخريج: اسنادہ ضعیف، محمد بن حبی وابوہ مجهولان (انظر: ۱۷۹۵۹)

(۱۲۱۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۳۲ (انظر: ۲۲۲۴۵)

کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں، اور نہ غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھا کرو، کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور کافر لوگ اس وقت اس کو سجدہ کرتے ہیں اور نہ نصف النہار یعنی زوال کے وقت نماز پڑھا کرو، کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز کا قصد نہ کرو، کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے، پس جب سورج کا کنارہ طلوع ہو جائے تو اس کے بلند ہو جانے تک نماز نہ پڑھو، اسی طرح جب سورج کا کنارہ غروب ہونے لگے تو اس کے غائب ہوجانے تک نماز نہ پڑھو۔“

سیدہ سرہ بن جندب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔“

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا، جب سورج کا کنارہ طلوع ہو رہا ہو یا اس کا کنارہ غروب ہو رہا ہو، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“

السَّمْسِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيَسْجُدُ لَهَا كُلُّ كَافِرٍ، وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيَسْجُدُ لَهَا كُلُّ كَافِرٍ، وَلَا نِصْفَ النَّهَارِ فَإِنَّهُ عِنْدَ سَجْرِ جَهَنَّمَ.)) (مسند أحمد: ۲۲۶۰۰)

(۱۲۱۶)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، فَإِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَلَا تُصَلُّوْا حَتَّى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَلَا تُصَلُّوْا حَتَّى تَغِيبَ.)) (مسند أحمد: ۴۶۱۲)

(۱۲۱۷)۔ عَنِ سُمْرَةَ بِنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوْا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ وَلَا حِينَ تَسْقُطُ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَتَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ.)) (مسند أحمد: ۲۰۴۳۱)

(۱۲۱۸)۔ عَنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ إِذَا طَلَعَ قَرْنُ الشَّمْسِ أَوْ غَابَ قَرْنُهَا، وَقَالَ: ((إِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ مِنْ بَيْنِ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ.)) (مسند أحمد: ۲۲۰۰۰)

(۱۲۱۶) (تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۲، ۵۸۳، ومسلم: ۸۲۸ (انظر: ۴۶۱۲))

(۱۲۱۷) صحیح لغيره۔ أخرجه الطبرانی: ۶۹۹۷۳، والطیالسی: ۸۹۶، وابن ابی شیبہ: ۳۴۹ / ۲ (انظر: ۲۰۱۶۹)

(۱۲۱۸) (تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۲۱۶۶۱))

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کسی وقت نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا جاتا تھا، ماسوائے طلوع آفتاب کے وقت کے، کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور اسی طرح (اس وقت بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا) جب وہ غروب کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

فصل فی الرخصة فی ذلک بمکة مکہ مکرمہ میں اس کی رخصت کا بیان

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کعبہ کے دروازے کے کڑے کو پکڑا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں۔“

نوٹ: اس موضوع کی درج ذیل روایت صحیح ہے: سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَابَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، لَا تَمْنَعُنَّ أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أَوْ صَلَّى أَى سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ...)) ”اے بنو عبد مناف! تم نے کسی کو نہیں روکنا، جو کوئی دن اور رات کی گھڑی میں جب چاہے، اس گھر کا طواف کرے یا اس میں نماز پڑھے۔“ (ابوداؤد: ۱۸۹۴، ابن ماجہ: ۱۲۵۴، ترمذی: ۸۶۸، نسائی: ۱/۲۸۴)

(۱۲۱۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الطيالسی: ۱۱۱۷، وابن ابی شیبہ: ۲/۳۵۴ (انظر: ۲۳۸۸۷)

(۱۲۲۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه بنحوہ مسلم: ۸۳۳ (انظر: ۲۴۴۶۰)

(۱۲۲۱) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: ”الایمکة، الایمکة“ وهذا اسناد ضعیف لضعف عبد اللہ بن المؤمل، وبنہ وبن قیس فیہ حمید مولیٰ عفرأ، وهو ضعیف۔ أخرجه الطبرانی فی ”اللاوسط“: ۸۵۱، والبیہقی: ۲/۴۶۱، وابن خزیمة: ۲۷۴۸ (انظر: ۲۱۴۶۲)

أَبْوَابُ قَضَاءِ الْقَوَائِتِ فوت شدہ نمازوں کی قضائی کا بیان

بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَوَقَّتْهَا عِنْدَ ذِكْرِهَا

اس چیز کا بیان کہ نماز کو بھول جانے کا وقت وہ ہے، جب اس کو یاد آئے

(۱۲۲۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَإِنَّمَا كَفَّارَتُهَا)) وَفِي رِوَايَةٍ: فَكَفَّارَتُهَا) أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا. ((مسند أحمد: ۱۱۹۹۵))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی نماز کو بھول گیا یا اس سے سو گیا، اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اس کو یاد آئے وہ اس کو ادا کرے۔“

(۱۲۲۳)۔ وَعَنْهُ فِي أُخْرَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾)). ((مسند أحمد: ۱۲۹۴۰))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی نماز سے سو جائے یا اس سے غافل ہو جائے تو جب اس کو یاد آئے، وہ اس کو ادا کرے، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔“ (سورہ طہ: ۱۴)

(۱۲۲۴)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ أَنَا بِشْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ قَالَ: أَحْسِبُهُ مَرْفُوعًا: ((مَنْ

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی نماز بھول جائے تو وہ اس کو اُس وقت ادا کرے، جب اسے یاد آئے اور اگلے دن وقت پر پڑھے۔“

(۱۲۲۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۷، ومسلم: ۶۸۴ (انظر: ۱۱۹۷۲)

(۱۲۲۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۲۴) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانی في ”الكبير“: ۶۹۷۸، والبخاری: ۳۹۷، والطحاوی في

”شرح معانی الآثار“: ۱/ ۴۶۵ (انظر: ۲۰۲۵۷)

نَبِيَّ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذْكُرُهَا وَمِنْ
الْغَدِّ لِلْوَقْتِ -)) (مسند أحمد: ۲۰۵۲۱)

فوائد: اس حدیث کے آخری جملے کا راجح معنی یہ ہے: ایسے بندے کو چاہیے کہ ایسی نماز کو اگلے دن سے اس کے وقت پر ادا کرے اور نماز کو اس کے وقت کے بعد ادا کرنا، اس کو اپنی عادت نہ بنا لے، جیسا کہ صحیح مسلم کی سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((..... فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا، فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا -)) ”پس جب وہ جاگے تو وہ نماز ادا کر لے، لیکن اگلے دن اس کو وقت پر ہی ادا کرے۔“ اس جملے کا یہ معنی نہیں ہے کہ ایسا آدمی ایسی نماز کو دوسرے دن وقت پر دوبارہ ادا کرے۔

بَابُ مَنْ نَامَ عَنِ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ
سورج طلوع ہونے تک نماز فجر سے سوئے رہنے والے کا بیان

(۱۲۲۵)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَرِينَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَسْنَا فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى أَتَيْنَا حَرَّ الشَّمْسِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَقُومُ دَهْشًا إِلَى طَهُورِهِ، قَالَ: فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْكُنُوا، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا فَمَرَسْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ أَمَرَ بِلَا فَأَذَّنَ، ثُمَّ صَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّيْنَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نُعِيدُهَا فِي وَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ؟ فَقَالَ: ((أَيْنَاهُمْ رَبُّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَنِ الرَّبَِّا وَيَقْبَلُهُ مِنْكُمْ؟)) (مسند أحمد: ۲۰۲۰۶)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلتے رہے، رات کے آخر میں ہم نے پڑاؤ ڈالا، پس ہم بیدار نہ ہو سکے، یہاں تک کہ سورج کی گرمی نے ہم کو جگایا، ہم میں سے ہر آدمی دہشت زدہ ہو کر وضو کے لیے کھڑا ہونے لگا، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سکون میں آجائیں، پھر ہم وہاں سے کوچ کر گئے اور چلتے رہے، یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور سیدنا بلال کو حکم دیا، پس انھوں نے اذان دی، پھر آپ ﷺ نے فجر سے پہلے والی دو رکعتیں ادا کیں، پھر نماز کو کھڑا کیا، پس ہم نے نماز پڑھی۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم نے کل اس نماز کو اس کے وقت پر بھی لوٹانا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تمہارا رب تم کو سو سے منع کرے اور خود تم سے قبول کر لے۔“

(۱۲۲۵) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: ”اینهاکم ربکم ...“ وهذا اسناد منقطع، الحسن البصری لم یسمع من عمران۔ هذا حدیث طویل، وأخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۳۴۴، ۳۴۸، ۳۵۷۱، ومسلم: ۶۸۲ (انظر: ۱۹۹۶۴)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، رات کو چلنے کی وجہ سے تھکاوٹ نے آپ ﷺ کو پالیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ہم پڑاؤ ڈال لیں۔“ پھر آپ ﷺ ایک درخت کی طرف مڑے اور وہاں اتر گئے اور فرمایا: ”دیکھو، کوئی نظر آ رہا ہے؟“ میں نے کہا: یہ ایک سوار ہے، یہ دو سوار ہیں، یہاں تک کہ یہ تعداد سات افراد تک پہنچ گئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا۔“ پس ہم سو گئے اور ہمیں سورج کی گرمی نے جگایا اور ہم ڈر گئے، پس رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور تھوڑی دیر کے لیے چلے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلے، پھر آپ ﷺ اترے اور فرمایا: ”کیا تمہارے پاس پانی ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، میرے پاس ایک برتن ہے، اس میں کچھ پانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو لے آؤ۔“ پھر فرمایا: ”اس سے چھوؤ، اس سے چھوؤ۔“ لوگوں نے اس سے وضو کیا اور ایک گھونٹ باقی بچا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو قتادہ! اس پانی کی حفاظت کرو، عنقریب اس کے لیے بڑی خبر ہوگی۔“ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان، فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کیں، پھر نماز فجر ادا کی اور پھر آپ ﷺ بھی سوار ہو گئے اور ہم بھی سوار ہو گئے، ہم میں سے بعض بعض سے کہنے لگے: ہم نے نماز میں کمی کی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر کوئی دنیوی معاملہ ہے تو خود کر لو اور اگر دین کا معاملہ ہے تو میری طرف لے آؤ۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز میں کمی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نیند کی وجہ سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، کمی تو جاگنے کی صورت میں ہوتی ہے، پس اگر ایسے ہو جائے تو اس نماز کو

(۱۲۲۶)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَقَدْ أَدْرَكَهُمْ مِنَ التَّغَبِ مَا أَدْرَكَهُمْ مِنَ السَّيْرِ فِي اللَّيْلِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ عَرَسْنَا)) فَمَالَ إِلَى شَجَرَةٍ فَتَزَلَّ، فَقَالَ: ((أَنْظُرْ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟)) قُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ هَذَانِ رَاكِبَانِ حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ، فَقَالَ: ((أَحْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتِنَا)) فِيمَنَا فَمَا أَيْقَظُنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَانْتَهَبْنَا، فَرَكَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَارَ وَسِرْنَا هُنَيْهَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: ((أَمَعَكُمْ مَاءٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، مَعِيَ مِیْضَاءٌ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: ((أَنْتِ بِهَا)) فَقَالَ: ((مَسُوا مِنْهَا مَسُوا مِنْهَا)) فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ وَبَقِيَتْ جِرْعَةٌ فَقَالَ: ((أَزْدِهرْ بِهَا يَا أَبَا قَتَادَةَ، فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ وَصَلَّوْا الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَقُولُونَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرٌ دُنْيَاكُمْ فَسَأَلْنَاكُمْ وَإِنْ كَانَ أَمْرٌ دِينَكُمْ فَالِيَّ)) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ: ((لَا تَفْرِيْطُ فِي النَّوْمِ، إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَصَلُّوْهَا وَمِنَ الْعَدِ وَقْتِهَا)) (مسند أحمد: ۲۲۹۱۳)

پڑھ لیا کرو اور اگلے دن وقت پر ادا کیا کرو۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو حدیبیہ سے واپس آرہے تھے، ہم نے نرم زمین پر پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہماری حفاظت کرے گا؟“ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو سو جاؤ گے۔“ لیکن انھوں نے کہا: جی نہیں، لیکن وہ سو گئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سمیت فلاں فلاں آدمی پہلے بیدار ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: باتیں کرو باتیں (تا کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو جائیں)۔ پس نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا: ”اسی طرح کرو، جیسے تم کرتے ہو۔“ پس انھوں نے اسی طرح کیا، اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسی طرح کیا کرو، یہ حکم اس کیلئے ہے جو تم میں سے نماز سے سو جائے یا بھول جائے۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: غزوہ حدیبیہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس لوٹے (اور ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا)، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس رات کو کون ہمارا پہرہ دے گا؟“ سیدنا عبد اللہ نے کہا: جی میں، (لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو سو جاؤ گے“) لیکن جب انھوں نے بار بار یہی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تم ہی سہی۔“ پس میں نے ان کا پہرہ دیا، جب صبح سے پہلے کا وقت ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کے قول ”تم تو سو جاؤ گے۔“ کا مصداق بن گیا اور میں سو گیا، جب سورج کی گرمی ہماری کمروں پر پڑی تو تب ہمیں جاگ آئی، پس رسول اللہ ﷺ

(۱۲۲۷)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ لَيْلًا فَتَزَلْنَا دَهَاسًا مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ: ((مَنْ يُطِرُنَا؟)) فَقَالَ بِلَالٌ: أَنَا، قَالَ: إِذَا تَنَامَ، قَالَ: لَا، فَنَامَ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفِيهِمْ عُمَرُ، فَقَالَ: اهْضُبُوا، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِفْعَلُوا مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ)) فَلَمَّا فَعَلُوا قَالَ: ((هَكَذَا فَافْعَلُوا لِمَنْ نَامَ مِنْكُمْ أَوْ نَسِيَ)) (مسند أحمد: ۳۶۵۷)

(۱۲۲۸)۔ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ الشَّقْفِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا انْصَرَفْنَا مِنْ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: اللَّهُ. فَقُلْتُ: أَنَا، حَتَّى عَادَ مَرَارًا، قُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((فَأَنْتَ إِذَا...)) فَحَرَسْتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ أَذْرَكْنِي قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ تَنَامُ)) فَنِمْتُ فَمَا أَتَقَطَّنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فِي ظَهْرِنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَنَّ

(۱۲۲۷) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۱۰۵۴۹، والطیالسی: ۳۷۷، والطحاوی فی ”شرح معانی الآثار“: ۱/ ۴۶۵ (انظر: ۳۶۵۷)

(۱۲۲۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، یزید ابن ہارون سمع من المسعودی بعد الاختلاط۔ أخرجه الطیالسی: ۳۷۷، والبیہقی: ۲/ ۲۱۸، وابویعلی: ۵۲۸۵، والنسائی فی ”الکبری“: ۸۸۵۴ (انظر: ۳۷۱۰)

اٹھے اور عادت کے مطابق وضو کیا، فجر کی دو سنتیں پڑھیں اور پھر ہمیں نماز فجر پڑھائی، پس جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”بیشک اگر اللہ تعالیٰ تمہارا نہ سونا چاہتا تو تم نہ سوتے، لیکن اس کا ارادہ یہ تھا کہ تم بعد والوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بن جاؤ، پس سو جانے والے اور بھول جانے والے کے لیے یہی حکم ہے۔“ پھر یوں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اور لوگوں کی اونٹنیاں کہیں نکل گئیں، پس لوگ ان کو تلاش کرنے کے لیے نکلے اور وہ اپنے اپنے اونٹ پکڑ کر لے آئے، ماسوائے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”تم اس طرف جاؤ۔“ پس جس طرف آپ ﷺ نے فرمایا تھا، میں اس طرف نکل پڑا اور دیکھا کہ اس کی لگام ایک درخت کے ساتھ اس طرح بل کھا گئی تھی کہ اس کو ہاتھ سے ہی کھولا جا سکتا تھا، پس میں اس کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا! میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ اس کی لگام ایک درخت کے ساتھ یوں بل کھا گئی تھی کہ اس کو ہاتھ سے ہی کھولا جا سکتا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ پر سورہ فتح ﴿۱﴾ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿۲﴾ نازل ہوئی۔

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، پس آپ ﷺ نماز فجر سے سو گئے اور سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو سکے، جب جاگے تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر نماز فجر کھڑی کی اور اس کو ادا کیا۔

كَمَا كَانَ يَصْنَعُ مِنَ الْوُضُوءِ وَرَكَعَتِي الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَوْ أَرَادَ أَنْ لَا تَنَامُوا وَلَكِنْ أَرَادَ أَنْ تَكُونُوا لِمَنْ بَعَدَكُمْ، فَهَكَذَا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ)) قَالَ: ثُمَّ إِنَّ نَاقَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَابِلَ الْقَوْمِ تَفَرَّقَتْ فَخَرَجَ النَّاسُ فِي طَلِبِهَا فَجَاؤُوا بِابِلِهِمْ إِلَّا نَاقَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خُذْ هُنَا)) فَأَخَذْتُ حَيْثُ قَالَ لِي فَوَجَدْتُ زِمَامَهَا قَدِ اتَّوَى عَلَى شَجَرَةٍ مَا كَانَتْ لِتَحْلُهَا إِلَّا يَدٌ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَقَدْ وَجَدْتُ زِمَامَهَا مَلْتَوِيًّا عَلَى شَجَرَةٍ مَا كَانَتْ لِتَحْلُهَا إِلَّا يَدٌ، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سُورَةَ الْفَتْحِ ﴿۱﴾ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿۲﴾ (مسند أحمد: ۳۷۱۰)

(۱۲۲۹)۔ عَنِ عَمْرِو بْنِ أُمِيَّةِ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَامَ عَنِ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ لَمْ يَسْتَيْقِظُوا، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَدَأَ بِالرَّكَعَتَيْنِ فَرَكَعَهُمَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى۔ (مسند أحمد: ۲۲۸۴۷)

(۱۲۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَعَرَسَ مِنَ اللَّيْلِ فَرَقَدَ وَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِالشَّمْسِ، قَالَ: فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَلَالٍ فَأَذَّنَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ (الرَّوَيْ): فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَسْرِينِي الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا بِهَا يَعْنِي الرُّخْصَةَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۴۹)

(۱۲۳۱)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَرَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَأْسِهِ، فَإِنَّ هَذَا مَنْزِلٌ حَضَرْنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ، قَالَ: فَفَعَلْنَا، قَالَ: فَدَعَا بِالنَّمَاءِ فَتَوَضَّأْتُمْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَدَاةِ ثُمَّ أُفِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْعَدَاةَ۔ (مسند أحمد: ۹۵۳۰)

(۱۲۳۲)۔ عَنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ لَهُ قَالَ: ((مَنْ يَكْلُونَا اللَّيْلَةَ لَا تَرُقْدُ عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ؟)) قَالَ بِلَالٌ: أَنَا، فَاسْتَقْبَلَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ فَضْرِبَ عَلَى آذَانِهِمْ فَمَا يَقْظُهُمْ إِلَّا حُرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوا فَأَذَوْهَا ثُمَّ تَوَضَّأُوا فَأَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّوْا الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، پس آپ ﷺ نے رات کو پڑاؤ ڈالا اور سو گئے اور سورج کی گرمی کے ساتھ ہی بیدار ہوئے، پس آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے اذان دی اور پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس رخصت کے مقابلے میں مجھے دنیا و ما فیہا بھی خوش نہیں کر سکتی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑاؤ ڈالا اور سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو سکے، پس جب جاگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر آدمی اپنی سواری کا سر پکڑے (اور یہاں سے چل دے)، کیونکہ اس منزل میں ہمارے پاس شیطان حاضر ہوا ہے، پس ہم نے ایسے ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کیں، پھر نماز کھڑی کر دی گئی اور آپ ﷺ نے نماز فجر پڑھائی۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم نماز فجر سے سو جائیں۔“ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں، پس وہ سورج طلوع ہونے کی جگہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے، تو ان پر نیند ڈال دی گئی اور ان کو سورج کی گرمی نے بیدار کیا، پس لوگ کھڑے ہوئے اور اس نماز کو ادا کرنا چاہا، پس وضو کیا، پھر سیدنا بلال رضی اللہ

(۱۲۳۰) حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۲ / ۸۲، وابویعلی: ۲۳۷۵، والطبرانی: ۱۲۲۲۵ (انظر: ۲۳۴۹)

(۱۲۳۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۸۰ (انظر: ۹۵۳۴)

(۱۲۳۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه النسائی: ۱ / ۲۹۸ (انظر: ۱۶۷۴۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(مسند أحمد: ۱۶۸۶۷)

نے اذان دی، پھر لوگوں نے دودو سنتیں ادا کیں اور پھر نماز فجر ادا کی۔

سیدنا ذو حمر رضی اللہ عنہ، جو حبشی آدمی تھے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے تھے، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، جب آپ ﷺ واپس ہوئے تو آپ ﷺ جلدی چلے اور آپ زادراہ کے کم ہونے کی وجہ سے ایسا کیا کرتے تھے، کسی آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ آپ سے پیچھے رہ گئے ہیں، پس آپ ﷺ رک گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے، یہاں تک سارے لوگ آپ ﷺ کے پاس مکمل ہو گئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کیا تم کو یہ ضرورت ہے کہ ہم تھوڑا سا سولیں؟“ یا کسی آدمی نے آپ ﷺ کو ایسا کرنے کی رائے دی، پس آپ ﷺ اتر پڑے اور لوگ بھی اتر پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔“ میں (ذو حمر) نے کہا: میں کروں گا، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ پس آپ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی کی لگام تھمادی اور فرمایا: ”یہ پکڑ اور چھو نہ بن جانا۔“ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اور اپنی اونٹنی کی لگامیں پکڑیں اور تھوڑا سا دور ہو کر بیٹھ گیا اور ان کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا، میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور مجھے کوئی شعور نہ رہا، یہاں تک کہ میں نے اپنے چہرے پر سورج کی گرمی محسوس کی، پس میں بیدار ہوا اور دائیں بائیں دیکھا، سواریاں تو میرے قریب ہی تھیں، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اور اپنی اونٹنی کی لگامیں پکڑیں اور قریب آدمی کے پاس گیا اور اس کو جگا کر پوچھا: کیا تم لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا: جی نہیں، پھر لوگ ایک

(۱۲۳۳)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ صُلَيْحٍ عَنْ ذِي مَخْمَرٍ وَكَانَ رَجُلًا مِنَ الْحَبَشَةِ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُنَّا مَعَهُ فِي سَفَرٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حِينَ انْصَرَفَ وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ لِقَلَّةِ الزَّادِ، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ انْقَطَعَ النَّاسُ وَرَاءَكَ، فَحَبَسَ وَحَبَسَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى تَكَافَلُوا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ: ((هَلْ لَكُمْ أَنْ تَهْجَعَ هَجْمَةً؟)) أَوْ قَالَ لَهُ قَائِلٌ، فَتَزَلَّ وَنَزَلُوا، فَقَالَ: ((مَنْ يَكْلُونَا السَّيْلَةَ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، فَأَعْطَانِي خِطَامَ نَاقَتِهِ فَقَالَ: ((هَاكَ لَا تَكُونَنَّ لُكْعَ)) قَالَ: فَأَخَذْتُ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِخِطَامِ نَاقَتِي، فَتَنَحَّيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَحَلَيْتُ سَيْبِلَهَا يَرْعِيَانِ، فَإِنِّي كَذَلِكَ أَنْظَرُ إِلَيْهِمَا حَتَّى أَخَذَنِي النَّوْمُ فَلَمْ أَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى وَجَدْتُ حَرَّ الشَّمْسِ عَلَى وَجْهِی، فَاسْتَيْقَظْتُ فَانظَرْتُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا أَنَا بِالرَّاحِلَتَيْنِ مِنِّي غَيْرَ بَعِيدٍ، فَأَخَذْتُ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَبِخِطَامِ نَاقَتِي، فَاتَيْتُ أَدْنَى الْقَوْمِ فَأَيَقَظُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَصَلَيْتُمْ؟ قَالَ: لَا، فَأَيَقِظُ النَّاسَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ! هَلْ لِي فِي

بات ہے، یہ حکم ﴿فَرَجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ میں بیان کیا گیا ہے، پس جب ہمیں قتال سے کفایت کیا گیا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا، اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔“ بہر حال نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق والے دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں ظہر کے لیے اقامت کہی، پس آپ ﷺ نے وہ نماز ایسے ہی پڑھائی، جیسے اپنے وقت پر پڑھاتے تھے، پھر عصر کی اقامت ہوئی اور آپ ﷺ نے یہ نماز اسی طرح پڑھائی، جیسے اس کے وقت میں پڑھاتے تھے، پھر مغرب کی اقامت ہوئی اور آپ ﷺ نے یہ نماز اسی طرح پڑھائی، جیسے اس کے وقت پر پڑھاتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکوں نے غزوہ خندق والے دن نبی کریم ﷺ کو چار نمازوں سے مشغول کر دیا، یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ بھی، جتنا اللہ کو منظور تھا، گزر گیا، پھر آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی، پس آپ نے نمازِ ظہر پڑھائی، پھر انھوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر انھوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نمازِ مغرب پڑھائی اور پھر انھوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نمازِ عشا پڑھائی۔

سیدنا ابو جعفر حبیب بن سباع رضی اللہ عنہ، جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو پایا تھا، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ احزاب والے سال نمازِ مغرب پڑھائی، پس جب اس سے فارغ

يَنْزِلَ صَلَاةَ الْخَوْفِ ﴿فَرَجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾
فَلَمَّا كُفِينَا الْقِتَالَ وَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿وَكَفَى اللَّهُ
الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا﴾
أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِلَاقَةِ أَقَامِ الظُّهْرِ فَصَلَّاهَا
كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَفْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ الْعَصْرَ
فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَفْتِهَا ثُمَّ أَقَامَ
الْمَغْرِبَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيهَا فِي وَفْتِهَا۔
(مسند أحمد: ۱۲۲۱۶)

(۱۲۳۵)۔ عَنِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
أَبِيهِ (عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ) أَنَّ
الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ
عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا
شَاءَ اللَّهُ، قَالَ: فَأَمَرَ بِإِلَاقَةِ أَقَامِ
فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ
أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى
الْعِشَاءَ۔ (مسند أحمد: ۳۵۵۵)

(۱۲۳۶)۔ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ عَوْفٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا جُمُعَةَ حَبِيبَ بْنَ
سِبَاعٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ حَدَّثَهُ أَنَّ

(۱۲۳۵) تخریج حسن لغیرہ۔ أخرجه الترمذی: ۱۷۹، والنسائی: ۱۷ / ۲ (انظر: ۳۵۵۵)

(۱۲۳۶) تخریج: حدیث منکر، تفرد به ابن لہیعہ، وهو سبىء الحفظ، ورواه عن مجهولين۔ أخرجه

البيهقي: ۲ / ۲۲۰، والطبرانی في "الكبير": ۳۵۴۲ (انظر: ۱۶۹۷۵)

(فوت شدہ نمازوں کی قضائی کا بیان)

ہوئے تو فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ میں نے عصر ادا کی تھی؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ پس آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا، پس اس نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز عصر پڑھائی اور پھر نماز مغرب کو دوبارہ ادا کیا۔

النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْأَحْزَابِ صَلَّى الْمَغْرِبَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((هَلْ عَلِمَ أَحَدٌ مِنْكُمْ أَنِّي صَلَّى الْعَصْرَ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا صَلَّىهَا، فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَعَادَ الْمَغْرِبَ۔ (مسند أحمد: ۱۷۱۰۰)

بَابُ مَشْرُوعِيَّةِ قَضَاءِ مَا يَفُوتُ مِنَ الصَّلَاةِ النَّافِلَةِ وَالْأُورَادِ فوت ہونے والی نفلی نماز اور وظیفوں کی قضائی کی مشروعیت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آگے لگ جانے یا کوئی تکلیف ہونے کی وجہ سے رات کو نماز نہ پڑھ سکتے تھے تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

(۱۲۳۷)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنُهُ أَوْ وَجَعَ فَلَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ صَلَّى بِالنَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔ (مسند أحمد: ۲۵۲۸۴)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی نماز وتر سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار ہو، وتر ادا کر لے۔“

(۱۲۳۸)۔ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنِ الْوَتْرِ أَوْ نَسِيَهِ فَلْيُوتِرْ إِذَا ذَكَرَهُ أَوْ اسْتَيْقَظَ۔)) (مسند أحمد: ۱۱۲۸۴)

سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز فجر کے لیے آئے اور نبی کریم ﷺ کو فجر کی نماز میں ہی پایا، جبکہ انھوں نے فجر کی دو سنتیں ادا نہیں کی تھیں، پس انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب نماز فجر سے فارغ ہوئے تو فجر کی سنتیں ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے، پس جب آپ ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا:

(۱۲۳۹)۔ عَنِ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الصُّبْحِ وَلَمْ يَكُنْ رَكَعَ رَكَعَتِي الْفَجْرِ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَامَ حِينَ فَرَغَ مِنَ الصُّبْحِ فَرَكَعَ رَكَعَتِي الْفَجْرِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ؟))

(۱۲۳۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۴۶ (انظر: ۲۴۷۷۵)

(۱۲۳۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۳۱، والترمذی: ۴۶۵، وابن ماجه: ۱۱۸۸ (انظر: ۱۱۲۶۴)

(۱۲۳۹) تخریج: هذا حدیث مرسل، قال ابوداود فی سننه (۱۲۶۸): وروی عبد ربہ ویحییٰ ابنا سعید هذا

الحدیث مرسلا، وقوله هنا (عبد الله بن سعید) خطأ، والصواب (عبد ربہ بن سعید) (انظر: ۲۳۷۶۱)

فَأَخْبَرَهُ، فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔
(مسند أحمد: ۲۳۱۶۲)

”یہ کون سی نماز ہے؟“ پس انھوں نے آپ ﷺ کو بتایا اور آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا۔

(۱۲۴۰)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَاتَتْهُ رَكَعَتَانِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدًا۔ (مسند أحمد: ۲۷۳۶۹)

زوجہ رسول سیدہ میمونہ بنتی نبی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عصر سے پہلے والی دو رکعتیں فوت ہو گئی تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو عصر کے بعد ادا کیا۔

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ بَعْدَ قِضَائِ السَّنَنِ الرَّائِبَةِ إِذَا فَاتَتْ
ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو سنن رواتب کے فوت جانے کی صورت میں ان کی قضاء نہ دینے کے قائل ہیں

(۱۲۴۱)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷺ قَالَتْ: صَلَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتِي فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّيْتُ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْنَهَا؟ فَقَالَ: ((قَدِمَ عَلَيَّ مَالٌ فَشَغَلَنِي (وَفِي رِوَايَةٍ: قَدِمَ عَلَيَّ وَفَدُ بَنِي تَمِيمٍ فَحَبَسُونِي) عَنِ الرَّكَعَتَيْنِ كُنْتُ أُرْكَعُهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَنَقُضِيهِمَا إِذَا فَاتَتَا؟ قَالَ: ((لَا)) (مسند أحمد: ۲۷۲۱۳)

سیدہ ام سلمہ بنتی نبی سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر ادا کی، پھر میرے گھر تشریف لائے اور دو رکعتیں ادا کیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسی نماز پڑھی، جو آپ نہیں پڑھتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ مال آ گیا تھا، بس اس نے مشغول کیے رکھا، ایک روایت میں ہے: میرے پاس بنو تميم کا وفد آیا تھا، اس نے مجھے ان دو رکعتوں سے روک دیا، جو میں ظہر کے بعد پڑھا کرتا تھا، پس میں نے ان کو اب ادا کیا ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر یہ دو رکعتیں ہم سے رہ جائیں تو ہم ان کی قضائی دیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”جی نہیں۔“

فوائد: تخریج کے تحت وضاحت ہے کہ عصر کے بعد نبی کریم ﷺ سے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ البتہ حدیث کے آخر میں رہی ہوئی سنن کی قضائی نہ دینے والی بات سنداً ثابت ہیں۔ اس لیے عصر کے بعد سورج زرد ہونے سے پہلے سنن کی قضائی بھی ٹھیک ہے اور ویسے بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (عبداللہ رفیق)



(۱۲۴۰) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ (انظر: ۲۶۸۳۲)

(۱۲۴۱) تخریج: صلاة النبي ﷺ ركعتين بعد العصر صحيح، وهذا اسناد مختلف فيه۔ أخرجه ابو يعلى: ۷۰۲۸، وابن حبان: ۲۶۵۳، والطحاوي في ”شرح معاني الآثار“: ۱/ ۳۰۶، وقوله: ”افنقضيهما، قال: لا“ زيادة ضعيفة تفرد بها يزيد بن هارون (انظر: ۲۶۶۷۸)

